جلد سوم
کتاب الوافی مترجم
مؤلف
المحدث الکبیر و الفقیہ الخبیر المولی محمد محسن بن مرتضیٰ
الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)
ترجمہ و تحقیق
آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ
لاہور، پاکستان

(جلد سوم)

کتاب الوافی (مترجم)

مؤلف

المحدث الکبیر والفقیہ الخبیر المولی محمد محسن بن مرتضیٰ الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)

ترجمہ و تحقیق

آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ
لاهور، پاکستان 3017691868(0) 92+
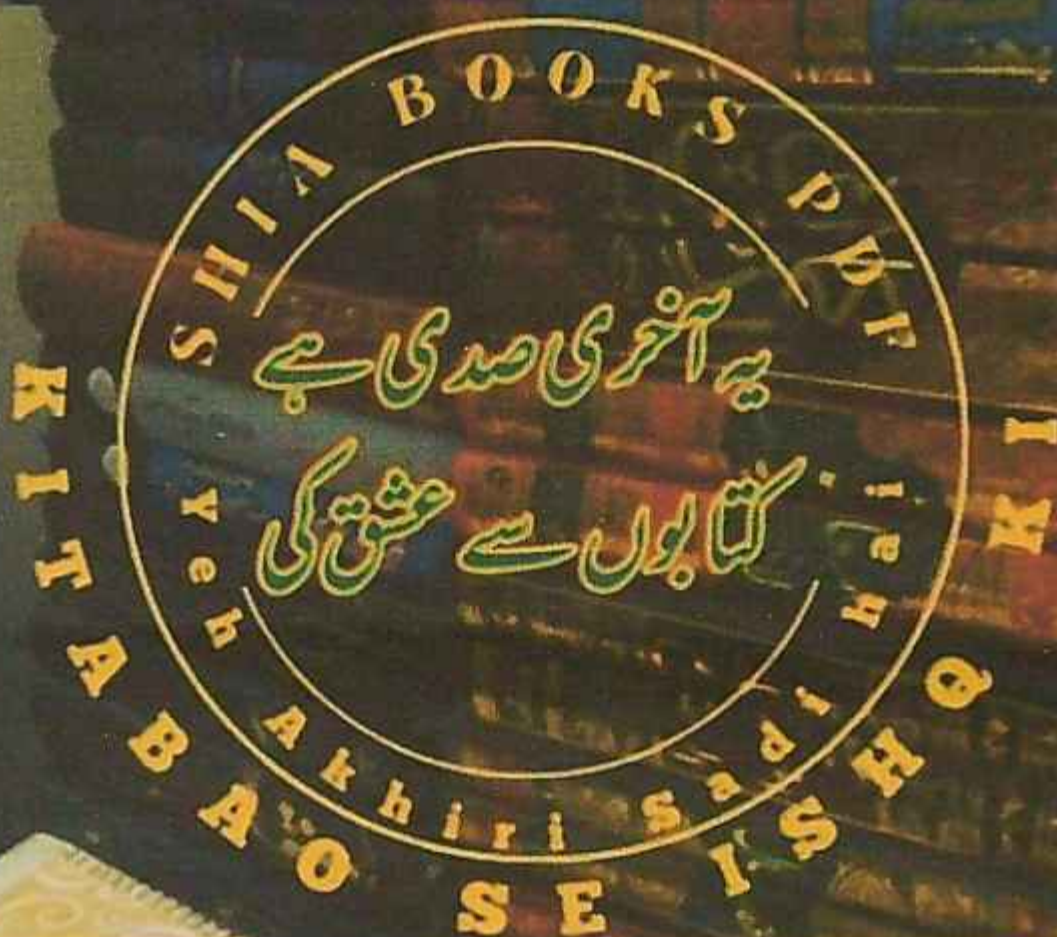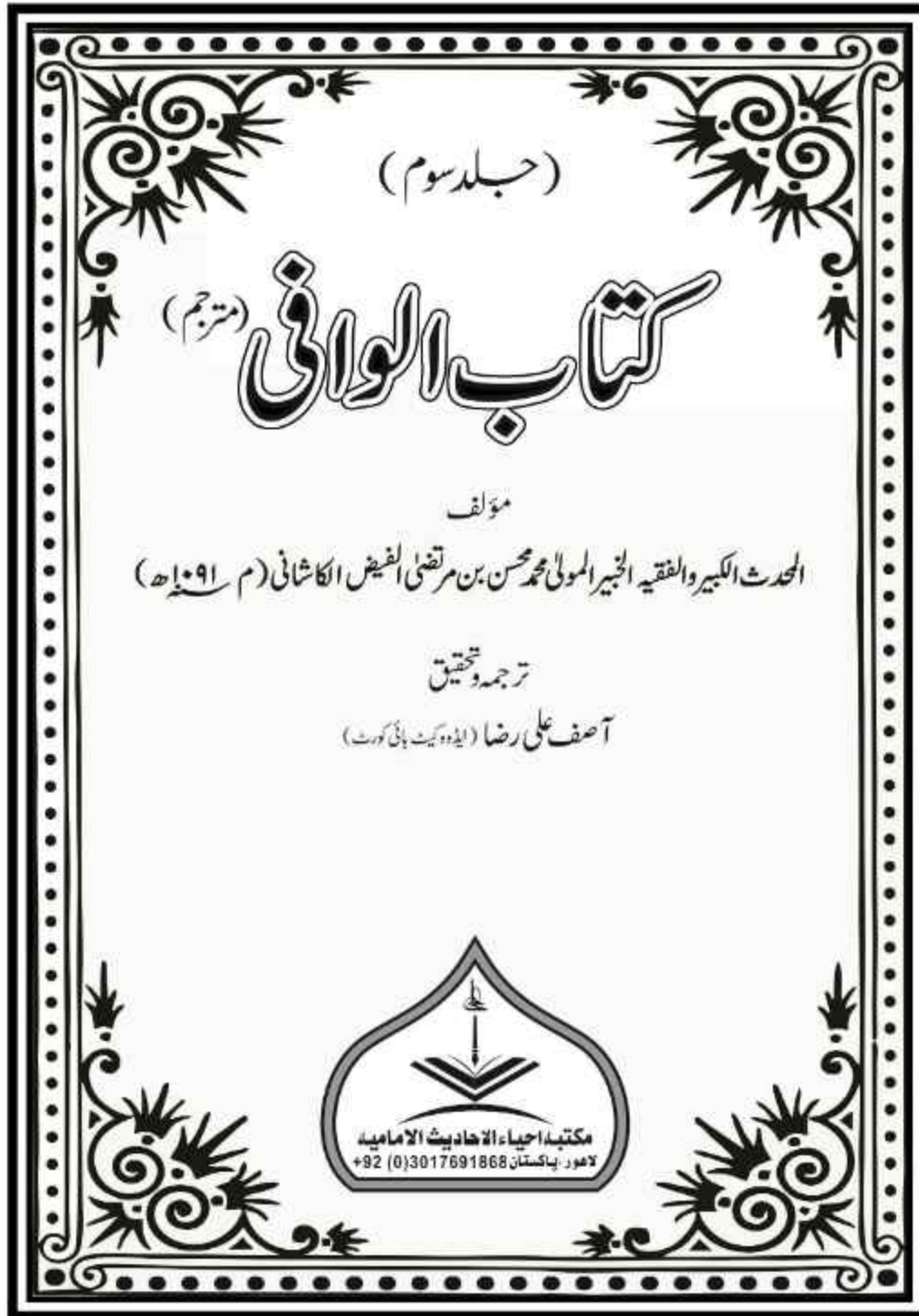
نام کتاب : کتاب الوافی (مترجم) جلد سوم

مؤلف : المحدث الکبیر والفقیہ الخبیر المولیٰ محمد محسن بن مرتضیٰ الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)

ترجمہ وتحقیق : آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نظر ثانی : علامہ ندیم عباس حیدری علوی (فاضل دمشق)

پروف ریڈنگ : عابس عباس خان (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ٹائٹل/کمپوزنگ : عرفان اشرف (03214700355)

اشاعت : اپریل 2024

ہدیہ :

★ تراب پبلیکیشنز: دُکان نمبر 4 فسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔
فون: 0323-8512972

★ القائم بکڈپو: دُوکان نمبر 6 اندرون گامے شاہ لاہور۔ 0336-4761012

★ مکتبہ نور العلم: پوسٹ آفس میر پور برڑو تحصیل ٹھل ڈسٹرکٹ جیکب آباد سندھ
0342-3771560, 0342-4900028

★ القائم پبلی کیشنز لاہور پاکستان 0306-4908683

فہرست

نمبر شمار	تفصیلات	صفحہ نمبر

https://www.shiabookspdf.com

انتساب

میں کتاب الوافی کے ترجمے کو اپنے شفیق والدِ گرامی میاں غلام قاسم صاحب (مرحوم) کے مبارک نام کرتا ہوں جن کی تربیت سے میں اس قابل بن سکا۔ خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔
مومنین کرام کی خدمت میں مرحومین بالخصوص میرے والد مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تلاوت سورۃ الفاتحہ کی درخواست ہے۔

[مترجم]

یاداشت

[سیّد انصار حسین نقوی (1953-2018) کی محبت بھری یاد میں]

سید انصار حسین نقوی ولد سید حسین نقوی حیدرآباد، ہندوستان میں قطب شاہی دور سے مرثیہ خوانوں کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ طلائی تمغہ جیتنے والے معمار، صنعت کار اور دانشور تھے، لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے حبدار تھے۔ انہیں عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور کتب الاربعہ کے مطالعہ نے انہیں یہ پہچاننے پر مجبور کیا کہ شیعہ احادیث جو آل محمد علیہم السلام کی میراث ہیں، ان کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ کرنے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ عوام الناس اپنی روایات کے ذریعے اہلبیت علیہم السلام سے منسلک ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ منصوبہ تھا جسے وہ قرآن مجید پر اپنا کام مکمل کرنے کے بعد شروع کرنا چاہتے تھے جس کا نام ''الفرقان فی ترجمہ القرآن'' تھا جو کہ قرآن کا انگریزی ترجمہ تھا لیکن وہ تفسیر اہلبیت علیہم السلام اور عمومی طور پر ان کی احادیث کی لغت پر مبنی تھا۔ تقدیر کے مطابق وہ اپنا کام، جو کہ ہزاروں صفحات پر محیط ترجمے پر مشتمل تھا، برسوں کی محنت کے بعد مکمل کرنے سے پہلے ہی ۲۰۱۸ء میں انتقال کر گئے، جس میں روایات اہلبیت علیہم السلام پر مبنی وضاحتیں بھی شامل ہیں چنانچہ ہم ''کتاب الوافی'' کے اس ترجمے کو ان کی ادھوری امیدوں اور امنگوں کے لیے وقف کرنا چاہیں گے کیونکہ یہیں سے ہمیں اس پروجیکٹ کو شروع کرنے کی تحریک ملی۔

ہم نے الوفی کا انتخاب اس لیے کیا کہ یہ کتب الاربعہ کا مجموعہ ہے جسے عظیم اسکالر محسن فیض کاشانی نے مرتب کیا ہے جہاں، ہم آہنگی اور پڑھنے کے تجربے کو اسناد کی زبردست تنظیم، روایات کی نقل، حدیث کے منقسم ہونے کی صورتوں

کے ذکر، متن کی تشریح اور احادیث کے (مشکل) معانی کے بیان اور کتب الاربعہ کے قاری کے لیے مزید بہت سے فوائد کے ذریعے بڑھایا گیا ہے کہ جس کے بعد قاری کو ان چار کتابوں میں درج احادیث کے حوالہ جات کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری کوششوں کے نتیجے میں بہت سارے ان عام اعتراضات کا ازالہ ہو جائے گا جو آج اٹھائے جا رہے ہیں کہ کیوں نہ عوام الناس کو روایات اہلبیت علیہم السلام سے دور رکھا جائے اور اس کے ذریعے سے ہم حدیث فوبیا کا تدارک کرنا چاہتے ہیں جو وسیع تر شیعہ کمیونٹی میں عام ہے تا کہ لوگ شکوک و شبہات کو چھوڑ کر اہلبیت علیہم السلام سے تعلق استوار کر سکیں۔

آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ ان کے لیے ایک سورہ فاتحہ پڑھ کر، ان کے لیے دعائے مغفرت کر کے اور ان کے لیے محمد و آل محمد علیہم السلام کی شفاعت کے لیے دعا کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

والسلام!

تحریر از:

سیّد ذہیر حسین نقوی (آسٹریلیا)

مقدمہ مترجم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا اور یکتا ہے، اُلوہیت میں تنہا ہے، زبانیں اس کی تعریف بیان نہیں کر سکتیں، آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں، وہ مخلوق کی صفات سے بالاتر ہے، حدود و معانی سے بلند ہے، اس کی کوئی مثال نہیں ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں اس کے اکیلے ہونے کا اقرار کرتا ہوں، اس کی کرامت کا خواہش مند ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس نے ان کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا، ان کو کتاب دے کر بھیجا تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو سکے اور دین کے معاملات ان کے سپرد کیے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر، اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلا فصل خلیفہ و جانشین ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ صدیقہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں اور کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام امامین ہدایت اور نشانِ تقویٰ ہیں، جوانانِ جنّت کے سردار اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو امام معصوم، ہادی، برحق اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ انہی میں سے قائم آلِ محمدؑ اس زمانے کے امامؑ اور وارث ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔ (اللہ ان کے ظہور میں تعجیل فرمائے۔ آمین!)

خدائے غنی کی رحمت کا محتاج آصف علی رضا ابن غلام قاسم عرض کرتا ہے کہ جس طرح میں نے جلد دوم میں محمدون ثلاثہ اولیٰ کے کتب اربعہ میں لکھے گئے مقدمات کا ترجمہ شامل کیا تھا، اسی طرح میرا ارادہ تھا کہ مذکورہ حضرات یا دیگر محدثین کے مقدمات، بالخصوص وہ مقدمات جن میں وہ کتب اربعہ یا ان کی مرویات کی توثیق کرتے ہیں، درج کروں لیکن اس جلد کے صفحات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اب ایسا کرنا ممکن نہیں رہا لہٰذا میں اس ارادے کو مزید کے لیے موخر کر رہا ہوں۔ نیز واضح ہونا چاہیے کہ یہ جلد (جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے) کتاب الحجۃ کا دوسرا اور آخری حصہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور ہمیں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے آثار سے متمسک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بحق سید الانبیاء و المرسلین و اولادہ المعصومین حجج اللہ علی الخلق، اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم۔

(مترجم)

تتمة كتاب الحجة

أبواب خصائص الحجج وفضائلهم

حجتوں کے خصائص اور اُن کے فضائل کے ابواب

قال اللہ سبحانہ:

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ ۝

بے شک اللہ نے آدم کو اور نوح کو اور ابراھیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو سارے جہان سے پسند کیا ہے۔ جو ایک دوسرے کی اولاد تھے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (آل عمران: ۳۳۔۳۴)۔"

اس کے علاوہ دوسری آیت بھی ہیں جن کا ذکر احادیث کے درمیان آتا جائے گا۔

بیان:

"اصطفیٰ" اس کا معنی چن لینا ہے۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے کہ بیشک آیت کا لفظ عام ہے لیکن اس کا معنی خاص ہے اور وہ یہ کہ ان کو فضیلت دی گئی ہے ان لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے جو ان کے زمانہ میں تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ امام عالمؑ نے ارشاد فرمایا: اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آلِ ابراہیمؑ، آلِ عمران اور آلِ محمدؐ، ان کو تمام عالمین پر فضیلت دی گئی ہے۔ پس کتاب کی تاویل سے لفظ آل محمدؐ کو ساقط کر دیا گیا۔

"آلَ إِبْرَاهِيمَ" آلِ ابراہیمؑ سے مراد جناب اسماعیلؑ اور جناب اسحاقؑ اور ان دونوں کی اولاد ہیں۔ "وَآلَ عِمْرَانَ" آلِ عمران سے مراد حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ ہیں کیونکہ یہ دونوں عمران بن یصھر کے فرزند ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰؑ اور جناب مریمؑ بنت عمران بن ماثان ہیں اور ان دو عمرانوں کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ "ذُرِّيَّةً" یہ بدل ہے آلِ ابراھیم اور آلِ عمران سے۔ "بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" یعنی دونوں آل جو ہیں وہ ایک ذریت ہیں جن کا آپس میں تسلسل ہے اور ان میں سے بعض حضرت موسیٰؑ اور جناب ہارونؑ بن عمران کی اولاد سے خاندان نکلتے ہیں اور عمران یصھر سے، یصھر قاھث سے، قاھث لاوی سے، لاوی جناب یعقوبؑ سے اور جناب یعقوبؑ جناب اسحاقؑ سے ہیں۔ اسی طرح جناب عیسیٰؑ بن مریمؑ بنت عمران بن ماثان بن جنا سلمانؑ بن داودؑ بن ایشی بن یھوذا بن جناب یعقوبؑ بن جناب اسحاقؑ اور بیشک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آلِ ابراہیمؑ میں شامل ہیں۔

۵۴ـ باب فضل الامام وجملة صفاته

باب: امام کی فضیلت اور اس کی جملہ صفات

1/990 أَبُو مُحَمَّدٍ اَلْقَاسِمُ بْنُ اَلْعَلاَءِ رَحِمَهُ اَللَّهُ رَفَعَهُ عَنْ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمَرْوَ فَاجْتَمَعْنَا فِي اَلْجَامِعِ يَوْمَ اَلْجُمُعَةِ فِي بَدْءِ مَقْدَمِنَا فَأَدَارُوا أَمْرَ اَلْإِمَامَةِ وَ ذَكَرُوا كَثْرَةَ اِخْتِلاَفِ اَلنَّاسِ فِيهَا فَدَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَعْلَمْتُهُ خَوْضَ اَلنَّاسِ فِيهِ فَتَبَسَّمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اَلْعَزِيزِ جَهِلَ اَلْقَوْمُ وَ خُدِعُوا عَنْ آرَائِهِمْ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يَقْبِضْ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ اَلدِّينَ وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اَلْقُرْآنَ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ بَيَّنَ فِيهِ اَلْحَلاَلَ وَ اَلْحَرَامَ وَ اَلْحُدُودَ وَ اَلْأَحْكَامَ وَ جَمِيعَ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ اَلنَّاسُ كَمَلاً فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (مٰا فَرَّطْنٰا فِي اَلْكِتٰابِ مِنْ شَيْءٍ) وَ أَنْزَلَ فِي حَجَّةِ اَلْوَدَاعِ وَ هِيَ آخِرُ عُمُرِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ اَلْإِسْلاٰمَ دِيناً) وَ أَمْرُ اَلْإِمَامَةِ مِنْ تَمَامِ اَلدِّينِ وَ لَمْ يَمْضِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى بَيَّنَ لِأُمَّتِهِ مَعَالِمَ دِينِهِمْ وَ أَوْضَحَ لَهُمْ سَبِيلَهُمْ وَ تَرَكَهُمْ عَلَى قَصْدِ سَبِيلِ اَلْحَقِّ وَ أَقَامَ لَهُمْ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَماً وَ إِمَاماً وَ مَا تَرَكَ لَهُمْ شَيْئاً يَحْتَاجُ إِلَيْهِ اَلْأُمَّةُ إِلاَّ بَيَّنَهُ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يُكْمِلْ دِينَهُ فَقَدْ رَدَّ كِتَابَ اَللَّهِ وَ مَنْ رَدَّ كِتَابَ اَللَّهِ فَهُوَ كَافِرٌ بِهِ هَلْ يَعْرِفُونَ قَدْرَ اَلْإِمَامَةِ وَ مَحَلَّهَا مِنَ اَلْأُمَّةِ فَيَجُوزَ فِيهَا اِخْتِيَارُهُمْ إِنَّ اَلْإِمَامَةَ أَجَلُّ قَدْراً وَ أَعْظَمُ شَأْناً وَ أَعْلَى مَكَاناً وَ أَمْنَعُ جَانِباً وَ أَبْعَدُ غَوْراً مِنْ أَنْ يَبْلُغَهَا اَلنَّاسُ بِعُقُولِهِمْ أَوْ يَنَالُوهَا بِآرَائِهِمْ أَوْ يُقِيمُوا إِمَاماً بِاخْتِيَارِهِمْ إِنَّ اَلْإِمَامَةَ خَصَّ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهَا إِبْرَاهِيمَ اَلْخَلِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْدَ اَلنُّبُوَّةِ وَ اَلْخُلَّةِ مَرْتَبَةً ثَالِثَةً وَ فَضِيلَةً شَرَّفَهُ بِهَا وَ أَشَادَ بِهَا ذِكْرَهُ فَقَالَ (إِنِّي جٰاعِلُكَ لِلنّٰاسِ إِمٰاماً) فَقَالَ اَلْخَلِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سُرُوراً بِهَا (وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي) قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (لاٰ يَنٰالُ عَهْدِي اَلظّٰالِمِينَ) فَأَبْطَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ إِمَامَةَ كُلِّ ظَالِمٍ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ وَ صَارَتْ فِي اَلصَّفْوَةِ ثُمَّ أَكْرَمَهُ اَللَّهُ تَعَالَى بِأَنْ جَعَلَهَا فِي ذُرِّيَّتِهِ أَهْلِ اَلصَّفْوَةِ

وَ اَلطَّهَارَةِ فَقَالَ (وَ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰاقَ وَ يَعْقُوبَ نَافِلَةً وَ كُلاًّ جَعَلْنَا صَالِحِينَ. وَ جَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ اَلْخَيْرَاتِ وَ إِقَامَ اَلصَّلاَةِ وَ إِيتَاءَ اَلزَّكَاةِ وَ كَانُوا لَنَا عَابِدِينَ) فَلَمْ تَزَلْ فِي ذُرِّيَّتِهِ يَرِثُهَا بَعْضٌ عَنْ بَعْضٍ قَرْناً فَقَرْناً حَتَّى وَرَّثَهَا اَللَّهُ تَعَالَى اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ جَلَّ وَ تَعَالَى: (إِنَّ أَوْلَى اَلنَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اِتَّبَعُوهُ وَ هٰذَا اَلنَّبِيُّ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ اَللّٰهُ وَلِيُّ اَلْمُؤْمِنِينَ) فَكَانَتْ لَهُ خَاصَّةً فَقَلَّدَهَا صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَمْرِ اَللَّهِ تَعَالَى عَلَى رَسْمِ مَا فَرَضَ اَللَّهُ فَصَارَتْ فِي ذُرِّيَّتِهِ اَلْأَصْفِيَاءِ اَلَّذِينَ آتَاهُمُ اَللَّهُ اَلْعِلْمَ وَ اَلْإِيمَانَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: (وَ قَالَ اَلَّذِينَ أُوتُوا اَلْعِلْمَ وَ اَلْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتٰابِ اَللّٰهِ إِلىٰ يَوْمِ اَلْبَعْثِ) فَهِيَ فِي وُلْدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خَاصَّةً إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ إِذْ لاَ نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَمِنْ أَيْنَ يَخْتَارُ هَؤُلاَءِ اَلْجُهَّالُ إِنَّ اَلْإِمَامَةَ هِيَ مَنْزِلَةُ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ إِرْثُ اَلْأَوْصِيَاءِ إِنَّ اَلْإِمَامَةَ خِلاَفَةُ اَللَّهِ وَ خِلاَفَةُ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَقَامُ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مِيرَاثُ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَلْإِمَامَةَ زِمَامُ اَلدِّينِ وَ نِظَامُ اَلْمُسْلِمِينَ وَ صَلاَحُ اَلدُّنْيَا وَ عِزُّ اَلْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اَلْإِمَامَةَ أُسُّ اَلْإِسْلاَمِ اَلنَّامِي وَ فَرْعُهُ اَلسَّامِي بِالْإِمَامِ تَمَامُ اَلصَّلاَةِ وَ اَلزَّكَاةِ وَ اَلصِّيَامِ وَ اَلْحَجِّ وَ اَلْجِهَادِ وَ تَوْفِيرُ اَلْفَيْءِ وَ اَلصَّدَقَاتِ وَ إِمْضَاءُ اَلْحُدُودِ وَ اَلْأَحْكَامِ وَ مَنْعُ اَلثُّغُورِ وَ اَلْأَطْرَافِ اَلْإِمَامُ يُحِلُّ حَلاَلَ اَللَّهِ وَ يُحَرِّمُ حَرَامَ اَللَّهِ وَ يُقِيمُ حُدُودَ اَللَّهِ وَ يَذُبُّ عَنْ دِينِ اَللَّهِ وَ يَدْعُو إِلَى سَبِيلِ رَبِّهِ (بِالْحِكْمَةِ وَ اَلْمَوْعِظَةِ اَلْحَسَنَةِ) وَ اَلْحُجَّةِ اَلْبَالِغَةِ اَلْإِمَامُ كَالشَّمْسِ اَلطَّالِعَةِ اَلْمُجَلِّلَةِ بِنُورِهَا لِلْعَالَمِ وَ هِيَ فِي اَلْأُفُقِ بِحَيْثُ لاَ تَنَالُهَا اَلْأَيْدِي وَ اَلْأَبْصَارُ اَلْإِمَامُ اَلْبَدْرُ اَلْمُنِيرُ وَ اَلسِّرَاجُ اَلزَّاهِرُ وَ اَلنُّورُ اَلسَّاطِعُ وَ اَلنَّجْمُ اَلْهَادِي فِي غَيَاهِبِ اَلدُّجَى وَ أَجْوَازِ اَلْبُلْدَانِ وَ اَلْقِفَارِ وَ لُجَجِ اَلْبِحَارِ اَلْإِمَامُ اَلْمَاءُ اَلْعَذْبُ عَلَى اَلظَّمَإِ وَ اَلدَّالُّ عَلَى اَلْهُدَى وَ اَلْمُنْجِي مِنَ اَلرَّدَى اَلْإِمَامُ اَلنَّارُ عَلَى اَلْيَفَاعِ اَلْحَارُّ لِمَنِ اِصْطَلَى بِهِ وَ اَلدَّلِيلُ فِي اَلْمَهَالِكِ مَنْ فَارَقَهُ فَهَالِكٌ اَلْإِمَامُ اَلسَّحَابُ اَلْمَاطِرُ وَ اَلْغَيْثُ اَلْهَاطِلُ وَ اَلشَّمْسُ اَلْمُضِيئَةُ وَ اَلسَّمَاءُ اَلظَّلِيلَةُ وَ اَلْأَرْضُ اَلْبَسِيطَةُ وَ اَلْعَيْنُ اَلْغَزِيرَةُ وَ اَلْغَدِيرُ وَ اَلرَّوْضَةُ اَلْإِمَامُ اَلْأَنِيسُ اَلرَّفِيقُ وَ اَلْوَالِدُ اَلشَّفِيقُ وَ اَلْأَخُ اَلشَّقِيقُ وَ اَلْأُمُّ

اَلْبَرَّةُ بِالْوَلَدِ الصَّغِيرِ وَ مَفْزَعُ الْعِبَادِ فِي الدَّاهِيَةِ النَّآدِ الْإِمَامُ أَمِينُ اللّٰهِ فِي خَلْقِهِ وَ حُجَّتُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَ خَلِيفَتُهُ فِي بِلاَدِهِ وَ الدَّاعِي إِلَى اللّٰهِ وَ الذَّابُّ عَنْ حُرَمِ اللّٰهِ الْإِمَامُ الْمُطَهَّرُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ الْمُبَرَّأُ عَنِ الْعُيُوبِ الْمَخْصُوصُ بِالْعِلْمِ الْمَوْسُومُ بِالْحِلْمِ نِظَامُ الدِّينِ وَ عِزُّ الْمُسْلِمِينَ وَ غَيْظُ الْمُنَافِقِينَ وَ بَوَارُ الْكَافِرِينَ الْإِمَامُ وَاحِدُ دَهْرِهِ لاَ يُدَانِيهِ أَحَدٌ وَ لاَ يُعَادِلُهُ عَالِمٌ وَ لاَ يُوجَدُ مِنْهُ بَدَلٌ وَ لاَ لَهُ مِثْلٌ وَ لاَ نَظِيرٌ مَخْصُوصٌ بِالْفَضْلِ كُلِّهِ مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ مِنْهُ لَهُ وَ لاَ اِكْتِسَابٍ بَلِ اخْتِصَاصٌ مِنَ الْمُفْضِلِ الْوَهَّابِ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَبْلُغُ مَعْرِفَةَ الْإِمَامِ أَوْ يُمْكِنُهُ اخْتِيَارُهُ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ضَلَّتِ الْعُقُولُ وَ تَاهَتِ الْحُلُومُ وَ حَارَتِ الْأَلْبَابُ وَ خَسَأَتِ الْعُيُونُ وَ تَصَاغَرَتِ الْعُظَمَاءُ وَ تَحَيَّرَتِ الْحُكَمَاءُ وَ تَقَاصَرَتِ الْحُلَمَاءُ وَ حَصِرَتِ الْخُطَبَاءُ وَ جَهِلَتِ الْأَلِبَّاءُ وَ كَلَّتِ الشُّعَرَاءُ وَ عَجَزَتِ الْأُدَبَاءُ وَ عَيِيَتِ الْبُلَغَاءُ عَنْ وَصْفِ شَأْنٍ مِنْ شَأْنِهِ أَوْ فَضِيلَةٍ مِنْ فَضَائِلِهِ وَ أَقَرَّتْ بِالْعَجْزِ وَ التَّقْصِيرِ وَ كَيْفَ يُوصَفُ بِكُلِّهِ أَوْ يُنْعَتُ بِكُنْهِهِ أَوْ يُفْهَمُ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِهِ أَوْ يُوجَدُ مَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ وَ يُغْنِي غِنَاهُ لاَ كَيْفَ وَ أَنَّى وَ هُوَ بِحَيْثُ النَّجْمُ مِنْ يَدِ الْمُتَنَاوِلِينَ وَ وَصْفِ الْوَاصِفِينَ فَأَيْنَ الْاِخْتِيَارُ مِنْ هٰذَا وَ أَيْنَ الْعُقُولُ عَنْ هٰذَا وَ أَيْنَ يُوجَدُ مِثْلُ هٰذَا أَ تَظُنُّونَ أَنَّ ذٰلِكَ يُوجَدُ فِي غَيْرِ آلِ الرَّسُولِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَذَبَتْهُمْ وَ اللّٰهِ أَنْفُسُهُمْ وَ مَنَّتْهُمُ الْأَبَاطِيلُ فَارْتَقَوْا مُرْتَقًى صَعْباً دَحْضاً تَزِلُّ عَنْهُ إِلَى الْحَضِيضِ أَقْدَامُهُمْ رَامُوا إِقَامَةَ الْإِمَامِ بِعُقُولٍ حَائِرَةٍ بَائِرَةٍ نَاقِصَةٍ وَ آرَاءٍ مُضِلَّةٍ فَلَمْ يَزْدَادُوا مِنْهُ إِلاَّ بُعْداً (قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ) وَ لَقَدْ رَامُوا صَعْباً وَ قَالُوا إِفْكاً وَ (ضَلُّوا ضَلاَلاً بَعِيداً) وَ وَقَعُوا فِي الْحَيْرَةِ إِذْ تَرَكُوا الْإِمَامَ عَنْ بَصِيرَةٍ (وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَ كَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ) رَغِبُوا عَنِ اخْتِيَارِ اللّٰهِ وَ اخْتِيَارِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَى اخْتِيَارِهِمْ وَ الْقُرْآنُ يُنَادِيهِمْ (وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَمْراً أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ) الْآيَةَ وَ قَالَ: (مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ . أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ . إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ . أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا

بَالِغَةٌ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا) أَمْ (طَبَعَ اللّٰهُ عَلىٰ قُلُوبِهِمْ) (فَهُمْ لاَ يَفْقَهُونَ) أَمْ (قَالُوا سَمِعْنَا وَ هُمْ لاَ يَسْمَعُونَ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لاَ يَعْقِلُونَ وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْراً لَأَسْمَعَهُمْ وَ لَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَ هُمْ مُعْرِضُونَ) أَمْ (قَالُوا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا) بَلْ هُوَ (فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ) فَكَيْفَ لَهُمْ بِاخْتِيَارِ الْإِمَامِ وَ الْإِمَامُ عَالِمٌ لاَ يَجْهَلُ وَ رَاعٍ لاَ يَنْكُلُ مَعْدِنُ الْقُدْسِ وَ الطَّهَارَةِ وَ النُّسُكِ وَ الزَّهَادَةِ وَ الْعِلْمِ وَ الْعِبَادَةِ مَخْصُوصٌ بِدَعْوَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ نَسْلِ الْمُطَهَّرَةِ الْبَتُولِ لاَ مَغْمَزَ فِيهِ فِي نَسَبٍ وَ لاَ يُدَانِيهِ ذُو حَسَبٍ فِي الْبَيْتِ مِنْ قُرَيْشٍ وَ الذِّرْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَ الْعِتْرَةِ مِنَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ الرِّضَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ شَرَفُ الْأَشْرَافِ وَ الْفَرْعُ مِنْ عَبْدِ مَنَافٍ نَامِي الْعِلْمِ كَامِلُ الْحِلْمِ مُضْطَلِعٌ بِالْإِمَامَةِ عَالِمٌ بِالسِّيَاسَةِ مَفْرُوضُ الطَّاعَةِ قَائِمٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ نَاصِحٌ لِعِبَادِ اللّٰهِ حَافِظٌ لِدِينِ اللّٰهِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ وَ الْأَئِمَّةَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يُوَفِّقُهُمُ اللّٰهُ وَ يُؤْتِيهِمْ مِنْ مَخْزُونِ عِلْمِهِ وَ حِكَمِهِ مَا لاَ يُؤْتِيهِ غَيْرَهُمْ فَيَكُونُ عِلْمُهُمْ فَوْقَ عِلْمِ أَهْلِ الزَّمَانِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لاَ يَهِدِّي إِلاَّ أَنْ يُهْدىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ) وَ قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً) وَ قَوْلِهِ فِي طَالُوتَ (إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ وَ اللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ) وَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْزَلَ (عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً) وَ قَالَ فِي الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ وَ عِتْرَتِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ (أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلىٰ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ وَ كَفىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيراً) وَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اخْتَارَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِأُمُورِ عِبَادِهِ شَرَحَ صَدْرَهُ لِذٰلِكَ وَ أَوْدَعَ قَلْبَهُ يَنَابِيعَ الْحِكْمَةِ وَ أَلْهَمَهُ الْعِلْمَ إِلْهَاماً فَلَمْ يَعْيَ بَعْدَهُ بِجَوَابٍ وَ

لَا يُجَانِبُ فِيهِ عَنِ ٱلصَّوَابِ فَهُوَ مَعْصُومٌ مُؤَيَّدٌ مُوَفَّقٌ مُسَدَّدٌ قَدْ أَمِنَ مِنَ ٱلْخَطَايَا وَ ٱلزَّلَلِ وَ ٱلْعِثَارِ يَخُصُّهُ ٱللَّهُ بِذَلِكَ لِيَكُونَ حُجَّتَهُ عَلَى عِبَادِهِ وَ شَاهِدَهُ عَلَى خَلْقِهِ وَ (ذٰلِكَ فَضْلُ ٱللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَ ٱللّٰهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ) فَهَلْ يَقْدِرُونَ عَلَى مِثْلِ هَذَا فَيَخْتَارُونَهُ أَوْ يَكُونُ مُخْتَارُهُمْ بِهَذِهِ ٱلصِّفَةِ فَيُقَدِّمُونَهُ تَعَدَّوْا وَ بَيْتِ ٱللَّهِ ٱلْحَقَّ وَ نَبَذُوا (كِتَابَ ٱللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) وَ فِي كِتَابِ ٱللَّهِ ٱلْهُدَى وَ ٱلشِّفَاءُ فَنَبَذُوهُ وَ ٱتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ فَذَمَّهُمُ ٱللَّهُ وَ مَقَّتَهُمْ وَ أَتْعَسَهُمْ فَقَالَ جَلَّ وَ تَعَالَى: (وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ ٱللّٰهِ إِنَّ ٱللّٰهَ لَا يَهْدِي ٱلْقَوْمَ ٱلظَّالِمِينَ) وَ قَالَ (فَتَعْساً لَهُمْ وَ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ) وَ قَالَ (كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ ٱللّٰهِ وَ عِنْدَ ٱلَّذِينَ آمَنُوا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ ٱللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ) وَ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً.

عبدالعزیز بن مسلم سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام ''مرو'' میں تھے تو ایک دن بروز جمعۃ المبارک کے دن لوگ امامت کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف کر رہے تھے۔ میں اپنے مولا و سیّد امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور لوگوں کی روزانہ کی بحث سے آپؑ کو مطلع کیا۔

پس آپؑ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: اے عبدالعزیز! لوگ نادان ہیں اور اپنے دین کے معاملہ میں دھوکہ میں ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض نہیں فرمائی جب تک دین کو مکمل نہ کیا اور ان پر قرآنِ مجید کو نازل کیا اور ہر چیز کی تفصیل اس میں موجود ہے۔ حلال و حرام و حدود اور تمام احکام کو جن کے بارے میں لوگ احتیاج رکھتے ہیں۔ ان سب کو اس میں بیان فرمایا ہے اور خود خدا نے ارشاد فرمایا:

''ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں رکھی''۔ (انعام: ۳۸)

حجۃ الوداع کے موقع پر جو آپؐ کا آخری سفر تھا، اس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے آج کے دن تمھارے دین کو تمھارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا''۔ (مائدہ: ۳)

امامت کامل دین ہے اور نعمت کی تمامیت سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے اُس وقت تک نہیں گئے جب تک تمام معالم دین کو ان کے لیے بیان نہ کر دیا اور ان کی تمام راہوں کو روشن کر دیا اور ان

کے لیے راہِ حق بیان کیا اور حضرت علی علیہ السلام کو ان کے لیے ہادی اور رہبر قرار دیا اور ہر وہ چیز جس کی اُمت کو ضرورت تھی ان کو بیان فرمایا اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا، وہ کتاب کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔ پس کیا یہ امامت کی قدر و منزلت اور اُمت میں اس کے مقام کو جانتے ہیں؟ تا کہ اُمت کو امامت میں اختیار ہو۔

تحقیق امامت قدر و منزلت کے اعتبار سے اَجل ہے اور اس کی شانِ عظیم ہے، اس کا مقام بلند ہے۔ امامت بہت گہری ہے جس کی تہہ تک لوگوں کی عقول کو رسائی حاصل نہیں ہے اور وہ اپنی رائے سے اس کو درک نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے اختیار سے امام کو بنا سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کو امامت سے مخصوص فرمایا۔ نبوت اور خلّت کے بعد امامت کا تیسرا مرتبہ ہے۔ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا شرف بخشا اور اس کا یوں ذکر کیا:

''میں تمھیں سب انسانوں کا امام بنانے والا ہوں''۔ (بقرہ: ۱۲۴)

جنابِ خلیلؑ نے خوش ہو کر عرض کیا:

''اور میری اولاد میں سے''۔ (بقرہ: ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا''۔ (بقرہ: ۱۲۴)

اس آیت نے قیامت تک کے لیے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا اور اس کو اپنے برگزیدہ لوگوں میں قرار دیا اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا۔ اس طرح کہ ان کی اولاد میں صاحبِ صفوہ اور طہارت لوگ پیدا ہوئے۔ پس ارشاد فرمایا:

''اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام (بیٹا) اور یعقوب علیہ السلام (پوتا) انعام میں دیا اور ہم نے سب کو نیکوکار بنائے رکھا اور ہم نے انھیں امام بنایا کہ وہ ہمارے ساتھ ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی اور وہ سب ہماری ہی عبادت کرنے والے تھے۔''
(۷۲۔۷۳)

پس! عہدِ امامت ان کی ذُرّیت میں بطور میراث ایک دوسرے کی طرف صدیوں تک چلا یہاں تک کہ پھر ان کے وارث جنابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا ہوئے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

''بے شک! سب لوگوں سے زیادہ خصوصیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان لوگوں کو ہے جنھوں نے ان

پیروی کی اور اس نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہے اور ان لوگوں کو ہے جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں کا سرپرست ہے۔"

پس! یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص ہوگئی۔ پھر یہ عہدہ با اَمرِ خدا حضرت علی علیہ السلام سے مخصوص ہوا اس رسم کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔ پس! ان کی اولاد میں وہ اصفیاء ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و ایمان دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اور کہیں گے وہ لوگ جن علم اور ایمان دیئے گے کہ یقیناً تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جی اُٹھنے کے دن (قیامت) تک رہے ہو۔ پس! یہ جی اُٹھنے قیامت کا دن ہے لیکن تم (دُنیاوی زندگانی) میں اسے نہیں جانتے تھے"۔

پس! یہ آیت قیامت کے دن تک ہونے والی حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس صورت میں ان جاہلوں کو امام علیہ السلام بنانے کا حق کہاں سے حاصل ہوگیا۔

بے شک! امامت، بمنزلتِ انبیاء علیہم السلام ہے اور میراثِ اوصیاء ہے۔ امامت اللہ تعالیٰ کی خلافت ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی ہے اور مقامِ امیر المومنین علیہ السلام ہے اور میراثِ امام حسن و حسین علیہم السلام ہے۔ امامت زمامِ دین ہے اور نظامِ مسلمین ہے اور اُمورِ دُنیا کی درستی ہے اور مومنین کی عزّت ہے۔ امامت ترقی کرنے والے اسلام کی بنیاد ہے اور اس کی بلند شاخ ہے۔ امام علیہ السلام ہی کے ساتھ نماز، زکوٰۃ صیامِ حج اور جہاد تمام ہوتے ہیں۔ وہی مالِ غنیمت کا مالک ہے۔ وہی صدقات کا وارث ہے۔

وہی حدود و احکام کا جاری کرنے والا ہے اور وہی اطرافِ اسلام کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امام علیہ السلام حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرتا ہے اور دشمنانِ خدا کو دینِ خدا سے دُور کرتا ہے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاتا ہے اور وہ خدا کی پوری پوری حجت ہے۔

امام خورشیدِ تاباں ہے کہ جس کے نُور سے پورا عالم مجلّا ہوتا ہے۔ امامؑ بدرِ منیر یعنی چودھویں رات کا روشن چاند ہے کہ جس کی وجہ سے ہر جگہ روشن ہوجاتی ہے اور ضیاء بار چراغ ہے اور چمکتا چراغ ہے۔ جگمگاتا نُور ہے، ہدایت کرنے والا ستارہ ہے۔ ضلالت کی تاریکیوں میں شہروں کے درمیان اور جنگلوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں راہ بتانے والا۔

امام علیہ السلام پیاسوں کے لیے چشمۂ آبِ شیریں ہے اور رہنمائی کرنے والا نُور ہے اور ہلاکت سے نجات دینے والا ہے اور وہ اس روشن آگ کے مانند ہے جو کسی بلندی پر لوگوں کو راستہ دکھانے کے لیے روشن کی جائے اور مہلکوں میں صحیح راستہ بتانے والا ہے جو اس سے الگ ہوا وہ ہلاک ہوا۔

امام علیہ السلام برسنے والا بادل ہے۔ وہ آفتابِ درخشاں ہے۔ وہ سایہ فگن آسمان ہے، وہ ہدایت کی کشادہ زمین ہے، وہ اُبلنے والا چشمہ ہے، وہ فائدہ مند تالاب و حوض ہے اور وہ گلستانِ الٰہی ہے۔

امام علیہ السلام مومن کے لیے مہربان ساتھی ہے، شفیق باپ ہے اور سگا بھائی اور ایسا ہمدرد و مہربان جیسے ماں اپنے چھوٹے بچے پر اور بندوں کا مصائب و آلام میں فریادرس ہے۔

امام علیہ السلام اُس کی مخلوق میں خدا کا امین ہے، اُس کے بندوں پر اُس کی حجت ہے اور خدا کا خلیفہ ہے اُس کے شہروں میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دینے والا ہے اور حرمِ خدا سے دشمنوں کو دُور کرنے والا ہے۔

امام علیہ السلام گناہوں سے پاک ہوتا ہے، جملہ عیوب سے بری ہوتا ہے، وہ علم سے مخصوص اور علم سے موسوم ہوتا ہے۔ وہ دین کے نظام کو درست کرنے والا ہے، مسلمانوں کی عزّت ہے، منافقوں کے غیظ و غضب اور کافروں کے لیے ہلاکت ہے۔ امام علیہ السلام اپنے زمانہ میں واحد و یگانہ ہوتا ہے کوئی فضل و کمال میں اس کے نزدیک بھی نہیں ہوتا اور نہ کوئی عالم اس کے مقابلہ کا ہوتا ہے۔

نہ اس کا بدل پایا جاتا ہے، نہ اس کا مثل و نظیر ہے، وہ بغیر اکتساب اور خدا سے طلب کے ساتھ ہر قسم کی فضیلت سے مخصوص ہوتا ہے۔ یہ اختصاص اس کے لیے خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔

پس! کون ہے کہ معرفت تامہ امام علیہ السلام حاصل کر سکے یا امام علیہ السلام بنانا اُس کے اختیار میں ہو؟

ہائے! ہائے! لوگوں کی عقلیں گمراہ ہوگئی ہیں اور فہم و ادراک سرگشتہ اور پریشان ہیں اور عقول حیران ہیں۔ آنکھیں ادراک سے قاصر ہیں اور عظیم المرتبت لوگ اس امر میں حقیر ثابت ہوئے اور حکماء حیران ہو گئے اور ذی عقل چکرا گئے اور خطیب لوگ عاجز ہو گئے۔ عقول پر جہالت کا پردہ پڑ گیا اور شعراء تھک کر رہ گئے اور اہلِ ادب عاجز ہو گئے اور صاحبانِ بلاغت عاجز آئے اور امام علیہ السلام کی کسی ایک شان کو بیان نہ کر سکے اور اس کی کسی ایک فضیلت کی تعریف نہ کر سکے، انھوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور اپنی کوتاہی کے قائل ہوئے۔

پس! جب امام علیہ السلام کے ایک وصف کا یہ حال ہے تو اس کی تمام صفات کو کس کی طاقت ہے کہ وہ بیان کر سکے اور ان کے حقائق پر روشنی ڈالے یا اس امر امامت کے متعلق کچھ سمجھ سکے یا کوئی ایسا آدمی پا سکے کہ وہ امر دین

میں اسے بے پرواہ کر سکے۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے درحالانکہ امام علیہ السلام کا مرتبہ ثریا ستارہ سے بھی بلند ہے، پکڑ نے والا اس مرتبہ کو کیسے پکڑ سکتا ہے اور وصف بیان کرنے والے کیوں کر اس کا وصف بیان کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں امام سازی میں بندوں کا اختیار کیسا اور عقلوں کی رسائی کے بارے میں کہا اور اقامت جیسی چیز اور کون سی ہے؟

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ یہ امامت آلِ رسول علیہ السلام کے غیر میں پائی جاتی ہے۔

خدا کی قسم! لوگوں کے نفسوں نے ان کو جھٹلایا ہے اور ان کے نفسوں نے ان کو انتہائی باطل اُمور میں پھانس رکھا ہے۔ وہ اُوپر کو چڑھے سخت چڑھائی، پھر ان کی قدم پستی کی طرف پھسلے۔ انھوں نے امام بنانے کا ارادہ کیا، اپنی تباہ کرنے والی ناقص عقلوں سے اور گمراہ کرنے والے راویوں سے۔ پس حقیقی امام علیہ السلام سے ان ا بُعد بڑھتا گیا۔ خدا ان کو ہلاک کرے! یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔ انھوں نے سخت کام کا ارادہ کیا او رافتراء پردازی کی اور بہت خوف ناک گم راہی میں پڑ گئے اور حیرت کے بھنور میں پھنس گئے۔ جب کہ انھوں نے امام علیہ السلام کو بصیرت سے لینا ترک کیا اور شیطان نے ان کے اعمال کی نگاہوں میں زینت دے دی اور ان کا صحیح راستہ سے ہٹا دیا اور وہ صاحبانِ عقل تھے انھوں نے نفرت کی انتخابِ خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ بیتؑ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اپنے انتخاب کو پسند کیا حالانکہ قرآنِ مجید ان سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

''اور تیرا ربّ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور انتخاب کرتا ہے ان (بندوں) کو انتخاب کا کوئی اختیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک اور برتر ہے اس چیز سے کہ وہ شریک ٹھہراتے ہیں''۔ (قصص:٦٨)

ارشاد فرمایا:

''او رکوئی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لیے یہ مناسب نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی امر کا فیصلہ کر دیا پھر ان کے لیے اپنے امر میں کوئی اختیار رہ جائے''۔ (احزاب:٣٦)

ارشاد فرمایا:

''تمھیں کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔ کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے کہ تم اس میں پڑھتے ہو کہ یقیناً اس میں تمھارے لیے وہ ہے جو تم پسند کرتے ہو یا تمھاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں جو قیامت کے دن تک پہنچنے والی ہیں۔ یقیناً تمھارے لیے وہ ہے جو کچھ تم حکم کرتے ہو۔ ان سے پوچھ کہ ان میں سے کون اس کا

ضامن ہے ۔ کیا ان کے لیے کچھ شریک ہیں ۔ پس اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں"۔
(القلم:۳۶ تا ۴۱)

ارشاد فرمایا:

"پس! کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں میں قفل لگے ہیں"۔(محمدؐ:۲۴)

"پس! کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہیں"۔(توبہ:۸۷)

"جنھوں نے کہا کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ (کچھ بھی) نہیں سنتے تھے کہ بے شک! اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین پر چلنے والے تمام حیوانات سے بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں، جو عقل سے کام نہیں لیتے ۔ اور اگر ان میں کسی اچھائی کے ہونے کا علم خدا کو ہوتا تو وہ انھیں ضرور سننے کی قابلیت عطا کرتا اور اگر وہ ان کو سنوائے تو بھی وہ رُوگردانی کرنے والے ہو کر ضرور پھر جائیں"۔(انفال:۲۱ تا ۲۳)

"انھوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے نافرمانی کی"۔(بقرہ:۹۳)

ارشاد فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت فضل والا ہے"۔(حدید:۲۱)

پس اس صورت میں امام علیہ السلام کے متعلق ان کا اختیار کیا؟ امام علیہ السلام عالم ہوتا ہے، وہ کسی چیز سے جاہل نہیں ہوتا ۔ اُمورِ دین کی رعایت کرنے والا ہوتا ہے، توقف نہیں کرتا، معدنِ طہارت ہوتا ہے، صاحبِ عبادت وزُہد ہوتا ہے ۔ صاحبِ علم عبادت ہوتا ہے ۔ دُعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہوتا ہے، نسلِ جنابِ سیّدہ طاہرہ ومعصومہ سلام اللہ علیہا سے ہوتا ہے ۔ اس کے نسب میں کھوٹ نہیں، کوئی شرافتِ نسب میں اس کے برابر نہیں ہوتا اور وہ خاندانِ قریش سے ہوتا ہے اور خاندان بنو ہاشم میں سب سے بلند مرتبہ ہے ۔ وہ عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہے اور مرضی الٰہی کا چاہنے والا ہوتا ہے ۔ وہ تمام اشراف کا شرف ہوتا ہے ۔ وہ عبدِ مناف کی شاخ ہوتا ہے وہ علم کو ترقی دینے والا ہوتا ہے، وہ حلم سے پُر ہوتا ہے، وہ جامع الشرائط امام ہوتا ہے ۔ وہ سیاست کا عالم ہے ۔ مفروض الطاعۃ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے امر کو قائم کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو نصیحت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کا محافظ ہے ۔

بے شک! انبیاء علیہم السلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام موفق من اللہ ہوتے ہیں اور علم وحکمت الٰہیہ کے خزانہ سے وہ چیز ان کو دی جاتی ہے وہ ان کے غیر کو نہیں دی جاتی ۔ پس ان کا علم تمام اہلِ زمانہ کے علم سے زیادہ ہوتا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

''پھر کیا وہ شخص جو حق کی طرف رہبری کرتا ہے زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو راہ نہیں پاتا ہے سوائے اس کے کہ اسے راہ دکھائی جائے۔ پھر تمھیں کیا ہو گیا ہے تم کیسا فیصلہ کرتا ہو''۔(یونس:۳۵)

ارشاد ہوا:

''اور جس کو حکمت دی گئی تو بے شک! اسے بہت زیادہ خیر و برکت دی گئی''۔(بقرہ:۲۶۹)

طالوت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''بے شک! اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر مصطفیٰ کیا ہے اور علم اور جسم (طاقت) کے لحاظ سے اسے بڑھا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔(بقرہ:۲۴۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ارشاد فرمایا:

''اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور جو کچھ تو نہیں جانتا تھا وہ سب کچھ تمھیں سکھلا دیا اور تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے''۔(نساء:۱۱۳)

آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت علیہم السلام، عترت اور ذرّیت ہیں۔

''کیا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے۔ یقیناً ہم نے آلِ ابراہیم علیہ السلام کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انھیں ایک بہت بڑی سلطنت دی۔ پھر ان میں سے کچھ تو اس پر ایمان لے آئے اور ان میں سے کچھ سے رُک گئے اور ان کے لیے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کافی ہے''۔(سورۃ نساء:۵۴۔۵۵)

جب خدا کسی بندہ کو اپنے بندوں کے اُمور کی اصلاح کے لیے منتخب کر لیتا ہے تو اس کام کے لیے اس کے سینہ کو کشادہ کر دیتا ہے اور حکمت کے چشمے اس کے قلب میں ودیعت فرماتا ہے اور علم کا الہام کرتا ہے۔ پس وہ کسی سوال کے جواب میں عاجز نہیں ہوتا اور نہ وہ راہِ صواب میں حیران ہوتا ہے۔ وہ معصوم ہے، ان کو اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق حاصل ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہے، وہ گناہوں، لغزشوں اور غلطیوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ خدا اسے ان اُمور سے مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ اُس کے بندوں پر اُس کی حجت ہو اور اُس کی مخلوق پر اُس کا گواہ ہو۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے''۔(سورۃ حدید:۲۱)

پس! کیا آیا لوگ ایسا امام بنانے پر قادر ہیں کہ وہ اس کو منتخب کرلیں اور ان صفات والے پر وہ کسی اور کو مقدم کردیں۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کے گھر کی! انھوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ گویا وہ جانتے ہی نہیں حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفاء ہے۔ انھوں نے اسے پس پشت ڈال کر اپنی خواہشوں کا اتباع کیا۔ خدا نے ان کی مذمت کی ہے اور ان کو دشمن رکھا ہے اور ان کے لیے ہلاکت ہے۔ پس ارشاد فرمایا:

''اور اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کی رہبری نہیں کرتا''۔(سورۃ قصص:۵۰)

ارشاد فرمایا:

''پس! ان کے لیے خواری ہے اور اُس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے اعمال ضائع کردیئے''۔(سورۃ محمد:۸)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ان لوگوں کے نزدیک جو ایمان لاچکے، یہ بات بہت ہی ناپسند ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر چھاپہ لگا دیتا ہے''۔(سورۃ غافر:۳۵)[1]

بیان:

إسناد هذا الخبر فی کتاب إکمال الدین للشیخ الصدوق رحمه الله هکذا محمد بن موسی بن المتوکل رحمه الله قال حدثنا محمد بن یعقوب الکلینی قال حدثنا أبو محمد القاسم بن العلاء قال حدثنا القاسم بن مسلم عن أخیه عبد العزیز بن مسلم و رواه أیضا عن أبی العباس محمد بن إبراهیم بن إسحاق الطالقانی رضی الله عنه عن القاسم بن محمد بن علی المروزی عن أبی حامد عمران بن موسی بن إبراهیم عن الحسن بن القاسم الدقاق عن القاسم بن مسلم عن أخیه عبد العزیز بن مسلم فارتفع رفعه بذلك و فی عرض المجالس للشیخ الصدوق طاب ثراه وافق ما فی الکافی إلا أنه أسقط لفظة رفعه و بذلك رفعه بدو مقدمنا أی ابتداء قدومنا و ندی مقدمنا بالنون کما فی بعض النسخ تصحیف و أمر الإمامة من تمام الدین و ذلك لأن الإمام مضطر إلیه فی أحکام الدین کما مضی بیانه فی باب الاضطرار إلی الحجة قصد سبیل الحق استقامته أمنح

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۱۹ ح ۲۶۸؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۲۱۶؛ کمال الدین: ۲/۶۷۵؛ معانی الاخبار: ۹۶؛ امالی صادق: ۶۷۴ مجلس ۹۷؛ الاحتجاج: ۲/۳۳۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۱۳۷؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۷؛ تفسیر البرہان: ۱/۳۲۲ و ۴/۲۸۲؛ تحف العقول: ۴۳۶؛ بحار الانوار: ۲۵/۱۲۰؛ ینابیع المعاجز: ۳۲۹؛ المحجۃ البیضاء: ۴/۱۷۴؛ القطوہ من بحار: ۱/۵۲

جانبا جانبه أشد منعا من أن يصل إليه يد أحد أشاد رفع لا يَنالُ عَهْدِي الظّالِمِينَ يعني من كان ظالما من ذريتك لا يناله عهدي إليه بالإمامة و إنما يمكن أن يناله من لم يكن ظالما منهم نافلة عطية و يقال النافلة لولد الولد أيضا و الإقام مصدر كالإقامة و القرن عدة من السنين طويلة و من الناس أهل زمان واحد أَوْلَى النّاسِ أخصهم به و أقربهم من الولي و هو القرب لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ في زمانه و بعده وَ هذَا النَّبِيُّ خصوصا وَ الَّذِينَ آمَنُوا من أمته و إن نصب النبي فمعناه اتبعوه و اتبعوا هذا النبي و الأس الأصل و السامي العالي و الفرع الغنيمة و الثغر ما يلي دار الحرب و موضع المخافة من فروج البلدان و الذب المنع و الدفع و التجليل بالجيم اللبس و الساطع المرتفع و الغيهب الظلمة و الدجى ظلمة الليل و الجوز وسط الشيء و معظمه و القفار الخالي من الماء و الكلإ و الردى الهلاك و اليفاع ما ارتفع من الأرض و الهاطل المطر المتتابع المتفرق العظيم القطر و الغزيرة بإعجام الغين و تقديم المعجمة بعدها الكثير الدر و المفزع الملجأ و الداهية الأمر العظيم النآد كسحاب بمعناها و البوار الهلاك خسئت العيون كلت عييت عجزت منتهم أضعفتهم و أعجزتهم دحضا بالتحريك و التسكين زلقا يؤفكون يصرفون إفكا كذبا لا ينكل لا يضعف و لا يجبن لا مغمز فيه أي لا مطعن أو مطمع مضطلع بالإمامة قوي عليها يَهِدِّي يهتدي بإدغام التاء في الدال و قال في الأئمة يعني أن المراد بالناس في قوله تعالى أَمْ يَحْسُدُونَ النّاسَ إنما هو الأئمة ع مِنْ فَضْلِهِ يعني الخلافة بعد النبوة فَقَدْ آتَيْنا آلَ إِبْراهِيمَ الْكِتابَ يعني النبوة وَ الْحِكْمَةَ يعني الفهم و القضاء وَ آتَيْناهُمْ مُلْكاً عَظِيماً يعني الطاعة المفروضة كذا ورد عنهم ع كما يأتي و هو إلزام لهم بما عرفوه من إيتاء الله الكتاب و الحكمة آل إبراهيم الذين هم أسلاف آل محمد و إنه ليس ببدع أن يؤتيهم الله مثل ما أوتي أسلافهم ع بل هم أولى بذلك لأن محمدا أفضل من إبراهيم و التعس الهلاك و العثار السقوط و الشر و البعد و الانحطاط

کتاب اکمال الدین للشیخ صدوق میں اس حدیث کی اسناد اس طرح ہیں کہ محمد بن موسیٰ بن متوکل بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابومحمد القاسم بن علآء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا قاسم بن مسلم نے انہوں روایت کی اپنے بھائی عبدالعزیز بن مسلم سے، انہوں نے اس کو روایت کیا ابوالعباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے، انہوں نے روایت کی قاسم بن محمد بن علی مروزی سے، انہوں نے ابوحامہ عمران بن موسیٰ بن ابراہیم سے، انہوں نے حسن بن قاسم دقاق سے، انہوں نے قاسم بن مسلم سے، انہوں نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مسلم سے۔ اس طرح شیخ صدوق کی کتاب المجالس میں یہ روایت ہے جو کتاب الکافی کی روایت کے موافق ہے مگر یہ کہ اس سے ایک لفظ ساقط ہے، امامت کا حکم دین کی تکمیل سے ہے اور یہ اس لیے کہ امامؑ دین کے احکام میں مدار ہوتا ہے جیسا کہ

''باب الاضطرار الی الحجت'' میں گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔(سورۃ البقرۃ:۱۲۴)۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ آپؑ (ابراہیمؑ) کی اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے ہو میرے عہد تک نہیں پہنچیں گے یعنی وہ امام نہیں ہو سکتے، یعنی ان میں سے جو ظالم نہیں تھے ان کے لیے ممکن ہے کہ وہ اسے بطور تحفہ حاصل کریں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو اس سے خاص اور اس کے ولی سے سب سے زیادہ قریب ہے اور وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ہے، جنہوں نے اس کے زمانے میں اور اس کے بعد اس کی پیروی کی، اور یہ نبیؐ خاص طور پر اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، اس کی قوم سے جنگ اور خوف کی جگہ اور جمعہ غفیر، لباس، روشن اونچا، تاریکی، رات کی تاریکی اور پانی سے خالی بنجر زمین، چراگاہ اور تباہی اور زمین سے اٹھنے والی چیزوں کے آگے جھک جانا اور پے درپے برسنے والی مسلسل بارش اور لالچ کی گہرائیوں کے ساتھ میں ناکام رہا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''وہ لوگوں سے حسد کرتے تھے۔(سورۃ النساء:۵۴)۔''

اس آیت میں ''الناس'' سے مراد ائمہ طاہرینؑ میں یعنی لوگ ان کی فضیلت سے حسد کرتے تھے اور وہ فضیلت یہ تھی کہ ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد خلافت ملی تھی۔

''یقیناً ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں ایک بہت بڑی سلطنت دی۔(سورۃ النساء:۵۴)۔'' اس آیت میں ''الکتاب'' سے مراد نبوت ہے اور ''الحکمۃ'' سے مراد اطاعت مفروضہ ہے جیسا کہ آئمہ طاہرینؑ سے وارد ہوا ہے۔

جیسا کہ آگے آئے گا اور یہ ان کے لیے ایک ذمہ داری ہے جس کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ خدا نے ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور حکمت دی ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے اسلاف ہیں اور یہ خدا کے لئے نیا نہیں ہے کہ وہ انہیں دے جیسا کہ ان کے آباءواجداد کو دیا گیا تھا بلکہ وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابراہیمؑ سے افضل ہیں۔

''التعس'' اس سے مراد تباہی، بدقسمتی، برائی، دوری اور زوال ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [1] اور اسے شیخ صدوق نے کئی اسناد سے نقل کیا ہے مگر وہ سب مجہول ہیں البتہ

[1] مرآۃ العقول:۲/۳۹۹

یہ حدیث ''الاحتجاج'' میں ہے جو اس کے راویان کی توثیق کے لیے کافی ہے (واللہ اعلم)

2/991 الكافی، ۱/۲/۲۰۳/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ غَالِبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فِي خُطْبَةٍ لَهُ يَذْكُرُ فِيهَا حَالَ ٱلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ وَ صِفَاتِهِمْ: إِنَّ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَوْضَحَ بِأَئِمَّةِ ٱلْهُدَى مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّنَا عَنْ دِينِهِ وَ أَبْلَجَ بِهِمْ عَنْ سَبِيلِ مِنْهَاجِهِ وَ فَتَحَ بِهِمْ عَنْ بَاطِنِ يَنَابِيعِ عِلْمِهِ فَمَنْ عَرَفَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَاجِبَ حَقِّ إِمَامِهِ وَجَدَ طَعْمَ حَلاَوَةِ إِيمَانِهِ وَ عَلِمَ فَضْلَ طُلاَوَةِ إِسْلاَمِهِ لِأَنَّ ٱللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى نَصَبَ ٱلْإِمَامَ عَلَماً لِخَلْقِهِ وَ جَعَلَهُ حُجَّةً عَلَى أَهْلِ مَوَادِّهِ وَ عَالَمِهِ وَ أَلْبَسَهُ ٱللَّهُ تَاجَ ٱلْوَقَارِ وَ غَشَّاهُ مِنْ نُورِ ٱلْجَبَّارِ يُمَدُّ بِسَبَبٍ إِلَى ٱلسَّمَاءِ لاَ يَنْقَطِعُ عَنْهُ مَوَادُّهُ وَ لاَ يُنَالُ مَا عِنْدَ ٱللَّهِ إِلاَّ بِجِهَةِ أَسْبَابِهِ وَ لاَ يَقْبَلُ ٱللَّهُ أَعْمَالَ ٱلْعِبَادِ إِلاَّ بِمَعْرِفَتِهِ فَهُوَ عَالِمٌ بِمَا يَرِدُ عَلَيْهِ مِنْ مُلْتَبِسَاتِ ٱلدُّجَى وَ مُعَمَّيَاتِ ٱلسُّنَنِ وَ مُشَبِّهَاتِ ٱلْفِتَنِ فَلَمْ يَزَلِ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَخْتَارُهُمْ لِخَلْقِهِ مِنْ وُلْدِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مِنْ عَقِبِ كُلِّ إِمَامٍ يَصْطَفِيهِمْ لِذَلِكَ وَ يَجْتَبِيهِمْ وَ يَرْضَى بِهِمْ لِخَلْقِهِ وَ يَرْتَضِيهِمْ كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ إِمَامٌ نَصَبَ لِخَلْقِهِ مِنْ عَقِبِهِ إِمَاماً عَلَماً بَيِّناً وَ هَادِياً نَيِّراً وَ إِمَاماً قَيِّماً وَ حُجَّةً عَالِماً أَئِمَّةً مِنَ ٱللَّهِ (يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ) حُجَجُ ٱللَّهِ وَ دُعَاتُهُ وَ رُعَاتُهُ عَلَى خَلْقِهِ يَدِينُ بِهَدْيِهِمُ ٱلْعِبَادُ وَ تَسْتَهِلُّ بِنُورِهِمُ ٱلْبِلاَدُ وَ يَنْمُو بِبَرَكَتِهِمُ ٱلتِّلاَدُ جَعَلَهُمُ ٱللَّهُ حَيَاةً لِلْأَنَامِ وَ مَصَابِيحَ لِلظَّلاَمِ وَ مَفَاتِيحَ لِلْكَلاَمِ وَ دَعَائِمَ لِلْإِسْلاَمِ جَرَتْ بِذَلِكَ فِيهِمْ مَقَادِيرُ ٱللَّهِ عَلَى مَحْتُومِهَا فَالْإِمَامُ هُوَ ٱلْمُنْتَجَبُ ٱلْمُرْتَضَى وَ ٱلْهَادِي ٱلْمُنْتَجَى وَ ٱلْقَائِمُ ٱلْمُرْتَجَى اِصْطَفَاهُ ٱللَّهُ بِذَلِكَ وَ اِصْطَنَعَهُ عَلَى عَيْنِهِ فِي ٱلذَّرِّ حِينَ ذَرَأَهُ وَ فِي ٱلْبَرِيَّةِ حِينَ بَرَأَهُ ظِلاًّ قَبْلَ خَلْقِ نَسَمَةٍ عَنْ يَمِينِ عَرْشِهِ مَحْبُوّاً بِالْحِكْمَةِ فِي عِلْمِ ٱلْغَيْبِ عِنْدَهُ اِخْتَارَهُ بِعِلْمِهِ وَ اِنْتَجَبَهُ لِطُهْرِهِ بَقِيَّةً مِنْ آدَمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ خِيَرَةً مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ وَ مُصْطَفًى مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَ سُلاَلَةً مِنْ إِسْمَاعِيلَ وَ صَفْوَةً مِنْ عِتْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمْ يَزَلْ مَرْعِيّاً بِعَيْنِ ٱللَّهِ يَحْفَظُهُ وَ يَكْلَؤُهُ بِسِتْرِهِ مَطْرُوداً عَنْهُ حَبَائِلُ إِبْلِيسَ وَ جُنُودِهِ مَدْفُوعاً عَنْهُ وُقُوبُ ٱلْغَوَاسِقِ وَ نُفُوثُ كُلِّ فَاسِقٍ مَصْرُوفاً عَنْهُ قَوَارِفُ ٱلسُّوءِ مُبْرَأً مِنَ ٱلْعَاهَاتِ مَحْجُوباً عَنِ ٱلْآفَاتِ مَعْصُوماً مِنَ

اَلزَّلاَّتِ مَصُوناً عَنِ اَلْفَوَاحِشِ كُلِّهَا مَعْرُوفاً بِالْحِلْمِ وَ اَلْبِرِّ فِي يَفَاعِهِ مَنْسُوباً إِلَى اَلْعَفَافِ وَ اَلْعِلْمِ وَ اَلْفَضْلِ عِنْدَ اِنْتِهَائِهِ مُسْنَداً إِلَيْهِ أَمْرُ وَالِدِهِ صَامِتاً عَنِ اَلْمَنْطِقِ فِي حَيَاتِهِ فَإِذَا اِنْقَضَتْ مُدَّةُ وَالِدِهِ إِلَى أَنِ اِنْتَهَتْ بِهِ مَقَادِيرُ اَللَّهِ إِلَى مَشِيئَتِهِ وَ جَاءَتِ اَلْإِرَادَةُ مِنَ اَللَّهِ فِيهِ إِلَى مَحَبَّتِهِ وَ بَلَغَ مُنْتَهَى مُدَّةِ وَالِدِهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمَضَى وَ صَارَ أَمْرُ اَللَّهِ إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِهِ وَ قَلَّدَهُ دِينَهُ وَ جَعَلَهُ اَلْحُجَّةَ عَلَى عِبَادِهِ وَ قَيِّمَهُ فِي بِلاَدِهِ وَ أَيَّدَهُ بِرُوحِهِ وَ آتَاهُ عِلْمَهُ وَ أَنْبَأَهُ فَصْلَ بَيَانِهِ وَ اِسْتَوْدَعَهُ سِرَّهُ وَ اِنْتَدَبَهُ لِعَظِيمِ أَمْرِهِ وَ أَنْبَأَهُ فَضْلَ بَيَانِ عِلْمِهِ وَ نَصَبَهُ عَلَماً لِخَلْقِهِ وَ جَعَلَهُ حُجَّةً عَلَى أَهْلِ عَالَمِهِ وَ ضِيَاءً لِأَهْلِ دِينِهِ وَ اَلْقَيِّمَ عَلَى عِبَادِهِ رَضِيَ اَللَّهُ بِهِ إِمَاماً لَهُمُ اِسْتَوْدَعَهُ سِرَّهُ وَ اِسْتَحْفَظَهُ عِلْمَهُ وَ اِسْتَخْبَأَهُ حِكْمَتَهُ وَ اِسْتَرْعَاهُ لِدِينِهِ وَ اِنْتَدَبَهُ لِعَظِيمِ أَمْرِهِ وَ أَحْيَا بِهِ مَنَاهِجَ سَبِيلِهِ وَ فَرَائِضَهُ وَ حُدُودَهُ فَقَامَ بِالْعَدْلِ عِنْدَ تَحَيُّرِ أَهْلِ اَلْجَهْلِ وَ تَحْيِيرِ أَهْلِ اَلْجَدَلِ بِالنُّورِ اَلسَّاطِعِ وَ اَلشِّفَاءِ اَلنَّافِعِ بِالْحَقِّ اَلْأَبْلَجِ وَ اَلْبَيَانِ اَللاَّئِحِ مِنْ كُلِّ مَخْرَجٍ عَلَى طَرِيقِ اَلْمَنْهَجِ اَلَّذِي مَضَى عَلَيْهِ اَلصَّادِقُونَ مِنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَلَيْسَ يَجْهَلُ حَقَّ هَذَا اَلْعَالِمِ إِلاَّ شَقِيٌّ وَ لاَ يَجْحَدُهُ إِلاَّ غَوِيٌّ وَ لاَ يَصُدُّ عَنْهُ إِلاَّ جَرِيٌّ عَلَى اَللَّهِ تعالى.

اسحاق بن غالب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے ایک خطبہ میں ائمہ طاہرینؑ کے نام، حال اور ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے اہل بیتؑ میں سے ائمہ الہدیٰ کے ذریعے سے اپنے دین کی وضاحت فرمائی اور اس کی راہوں کو ان کے وجود سے روشن کیا اور اُس نے اُن کے ذریعے اپنے علم کے سرچشموں کے باطن کو کھولا ہے۔

پس اُمت محمدؐ میں سے جس نے بھی اپنے امام کے حقوق کے بارے میں اپنی ذمہ داری کو پہچان لیا اس نے اپنے ایمان کی مٹھاس اور اپنے اسلام کے اعلیٰ حسن کا مزہ چکھ لیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے امام کو اپنی مخلوق کے لیے مشعل بردار مقرر کیا ہے اور ان لوگوں پر اختیار کیا ہے جو اس کی دنیا کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں، اس نے اسے عزت کا تاج پہنایا ہے اور اسے جبار کے نور سے ڈھانپ دیا ہے، وہ اسے وسیلہ کے ساتھ آسمان تک پھیلاتا ہے، اس سے نعمتیں منقطع نہیں ہوتیں، جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے صحیح ذرائع کے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نیک اعمال امام کی پہچان کے بغیر قبول نہیں کرتا پس جو کچھ امور مشتبہ، سنتوں کو جھٹلانے والی چیزیں اور فتنوں کے شبہات اس کے سامنے وارد ہوں گے امام

ان تمام کے احکام کو جانتا ہے۔ اللہ ہمیشہ امام حسینؑ کی اولاد میں سے ایک کے بعد دوسرے اماموں کا انتخاب کرتا رہا ہے۔ وہ ان کو چنتا ہے، ان کو منتخب کرتا ہے، ان کے ذریعے اپنی مخلوق سے راضی ہوتا ہے اور ان سے بھی راضی ہوتا ہے، جب بھی کوئی امام اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو وہ اپنی مخلوق کے لیے اس کے پیچھے امام، روشن پرچم، روشن رہنما، قائم پیشوا اور عالم حجت کو نصب کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ائمہ حق کے ساتھ لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں، وہ اللہ کی حجتیں ہیں جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں اور اس کی مخلوق کے چرواہے ہیں، ان کی رہنمائی سے لوگ دین کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے نور سے شہر روشنی حاصل کرتے ہیں، ان کی برکت سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ نے انہیں لوگوں کے لیے زندگی اور اندھیروں کے لیے مشعلیں، کلام کی کنجیاں اور اسلام کے لیے مضبوط قلعے بنایا ہے۔ اس طرح اللہ کی تدبیریں ان میں اس کے آخری فیصلے کی طرف جاری ہیں۔

پس امام ایک بہترین دوستانہ شخص، سب سے زیادہ بھروسہ مند رہنما اور محافظ ہے جو امیدوں کو پورا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے امتیازات کے ساتھ چنا ہے، اس نے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے (عالم) ذر میں بنایا جب تمام چیزیں ذرات کی شکل میں تھیں اور جب تمام چیزیں ڈیزائن کی گئیں اس وقت اس نے اسے سایہ ڈیزائن کیا، قبل اس کے کہ وہ جانداروں کو خلق کرتا اس نے اسے اپنے عرش کے دائیں طرف اپنی عندیت میں علم غیب میں حکمت سے نوازا، اس نے اسے اپنے علم میں منتخب کیا اور اس کی پاکیزگی کے لیے اسے شاندار شرافت عطا کی۔ وہ حضرت آدمؑ کا وارث، حضرت نوحؑ کی ذریت میں سب سے افضل ہے، حضرت ابراہیمؑ کی آل میں سے برگزیدہ ہے، حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے ہے اور حضرت محمدؐ کی عترت میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ وہ خدا کی نظر میں چراگاہ ہے، وہ اُس کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے اپنے غلاف سے گھیر لیتا ہے، اُس سے شیطان اور اُس کے لشکروں کی رسیوں کو بھگا دیتا ہے، وہ قریب آنے والی تاریک راتوں اور بدکاروں کے جھوٹے الزامات سے اچھی طرح سے دفاع کرتا ہے، تمام برائیاں اس سے دور رکھی جاتی ہیں اور وہ ہر قسم کی خرابیوں اور خامیوں سے محفوظ رہتا ہے، وہ تمام آفات سے محجوب ہے اور گناہوں کے معاملے میں معصوم ہے، اسے ہر طرح کی بے حیائی سے محفوظ رکھا جاتا ہے، وہ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں اپنی بردباری اور نیکی کے لیے مشہور ہوتا ہے اور اس کی زندگی کے آخر تک عفت، علم اور فضیلت سے منسوب ہوتا ہے، اس کے والد کی امامت کا کام اس کے ذمہ آتا ہے جب کہ وہ اپنے والد کی زندگی میں خاموش رہتا ہے، جب اس کے والد کی زندگی کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو اس کے لیے خدا کی تقدیریں اس کی مرضی کے مطابق منتہی ہوتی ہیں اور اس میں اس کی محبت کی طرف اللہ کی طرف سے ارادہ آن پہنچتا ہے اور اس طرح اس کے والد کی امامت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ا کا انتقال ہو جاتا ہے اور اللہ کی طرف سے امر اس کے والد کے بعد اس کے پاس منتقل ہو جاتا ہے اور اس کے دین میں میں اس کی تقلید کی جاتی ہے، وہ اس کے بندوں پر حجت قرار پاتا ہے، اس کے شہروں میں نگہبان ہوتا ہے، اس کی اس کی روح سے تائید ہوتی ہے اور اسے اس کا علم دیا جاتا ہے، وہ اس کو اپنے بیان کی تفصیل کی خبر دیتا ہے، اسے اپنا راز سونپتا ہے، اپنے عظیم کو انجام دینے کے لیے اسے بلاتا ہے، وہ اسے اپنے علم کے بیان کی فضیلت کی خبر دیتا ہے، وہ اسے اپنی مخلوق کے لیے نشانی نصب کرتا ہے، اسے اپنی دنیا کے لوگوں پر اپنی حجت اور اپنے دین والوں کے لیے روشنی اور اپنے بندوں کے لیے محافظ بناتا ہے۔

اللہ اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اسے لوگوں کا امام بنائے، اسے اپنا راز سونپے، اسے اپنے علم کا محافظ بنائے اور اپنی

حکمت کو اس کے اندر چھپائے، اس کو اپنے دین کے لیے بلاتا ہے، اپنے امر کی عظمت کے لیے اسے دعوت دیتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے راستے کے مناہج (مراحل)، اپنے فرائض اور اپنے حدود کا احیاء کرتا ہے پس جب اہل جاہل الجھ جاتے ہیں اور جھگڑالو حیرت میں ہوتے ہیں تو امام اس وقت چمکتی ہوئی روشنی، فائدہ مند علاج اور روشن سچائی کے ساتھ عدل کو نافذ کرتا ہے، وہ تمام پہلوؤں کی واضح وضاحت کے ساتھ اور اسی منہج پر عمل کرتے ہوئے ایسا کرتا ہے جس منہج پر اس کے صادقین آبائے کرامؑ گزرے تھے۔ پس ایسے عالم کے حق سے کوئی جاہل نہیں ہوتا مگر شقی (ظالم)، اس کے خلاف کوئی جدوجہد نہیں کرتا مگر راہ راست سے بھٹکا ہوا اور کوئی بھی اس سے دور نہیں ہوتا مگر یہ جو اللہ تعالیٰ پر جرات کرتا ہو۔ [1]

بیان:

أبلج أوضح و في بعض النسخ منح مكان فتح أي أعطي بوسيلتهم و الطلاوة مثلثة الحسن و البهجة و القبول أهل موادة أهل زياداته المتصلة و تكميلاته المتواترة الغير المنقطعة مطيعا كان أو عاصيا و الضمير لله أو للإمام و كذا في و عالمه بفتح اللام و هو عطف تفسيري للأهل أو عطف للأعم على الأخص يمد على البناء للمفعول و الضمير للإمام و البارئ في موادة لله أو للسبب و في الكلام استعارات لطيفة لا تخفى و الضمير في أسبابه و معرفته راجع إلى الإمام و كذا في يختارهم و ما بعده باعتبار الأئمة يدين بهم العباد أي ينقادون لله و يطيعونه و يتعبدونه ببركتهم و يسيرون إليه بوسيلتهم و في بعض النسخ بهداهم مكان بهم أي بهدايتهم إن ضممنا الهاء و فتحنا الدال و سيرتهم و طريقتهم إن فتحنا و اسكنا و يستهل يتنور و التلاد المال القديم و هو نقيض الطارف و المنتجى صاحب السر و اصطنعه على عينه اختاره على شهود منه بحاله في الذر في عالم الذر و هو في الأصل صغار النمل كنى به عن أولاد آدم حين استخرجوا من صلبه لأخذ الميثاق منهم و الحباء العطاء و السلالة بالضم الولد و ما استخرج من شيء برفق و الوقوب دخول الظلام و الغاسق الليل المظلم و النفوث كالنفخ و القرفة التهمة و الهجنة في يفاعه أوائل سنه يقال أيفع الغلام إذا شارف الاحتلام و لم يحتلم عند انتهائه أي بلوغه متعلق بمنسوبا إلى محبته و في بعض النسخ إلى حجته أي حجيته و هو أوضح و جواب إذا فمضى و انتدبه اختاره و استخبأه بالخاء المعجمة أودع عنده و أمره بالكتمان و استرعاه اعتنى بشأنه و في بعض النسخ و استدعاه

❁ ''ابلج'' بہت زیادہ واضح بعض نسخوں میں ''منح'' کی جگہ ''فتح'' آیا ہے یعنی ان کے وسیلہ سے عطا کیا گیا۔ ''الطلاوۃ'' اس سے مراد حسن، بہجت اور قبول ہے۔ ''اھل موادہ'' یعنی جو زیادات متصلہ کے اہل ہوں جس کی تکمیلات متواترہ ہوں، منقطعہ ہوں چاہے وہ اطاعت گزار ہو یا نافرمان ہو اور ضمیر اللہ کے لیے یا امامؑ کے لیے ہے۔ اسی طرح ''وعالم'' میں لام کی فتح کے ساتھ اور یہ ''اہل'' کے لیے عطف تفسیری ہے یا عطف اعم ہے اخص پر، یہ مبنی ہے مفعول کے لیے اور اس کی معرفت راجع ہے امامؑ کی طرف۔ اسی طرح ''موادہ''

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۰۶ ح ۳۳۶؛ بحار الانوار: ۲۵/۱۵۰/۲۰۳/۲؛ مختصر البصائر: ۲۵۸؛ بصائر الدرجات: ۱/۳۱۲؛ ینابیع المعاجز: ۳۳۵ ح ۲۸۷؛ کمال الکارم: ۱/۵۱؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۸/۳۴۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۵۴

میں ضمیر بارز اللہ تعالیٰ کے لیے ہے یا سببیت کے لیے ہے۔کلام میں اچھے استعارات ہوتے ہیں جو پوشیدہ نہیں ہوتے اور اسم ضمیر اس کے اسباب اور علم میں امام کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہی بات "مسخر ابھم" اور اس کے بعد آنے والی چیزوں پر بھی ہوتی ہے ائمہؑ کے اعتبار سے۔"یدین بھم العباد" یعنی وہ خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اس کی اطاعت کرتے ہیں اپنی نعمت سے اس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے اس کی طرف چلتے ہیں۔بعض نسخوں میں "بھم" کی جگہ "بھدایتھم" ہے یعنی ان کی ہدایت کے ذریعہ اگر ہم ہاء کو ضمہ اور دال کو فتحہ دیں اور ان کی سیرت اور ان کے طریقہ کے ساتھ اگر ہم فتحہ دیں یا ساکن کر دیں۔"یستھل" یہ روشن کرتا ہے۔"التلاد" مال قدیم اور یہ "طارف" کے برعکس ہے اور "المنتجی" سے مراد صحب راز ہے۔"اصطنعه علی عینه" اس نے اسے اپنی حالت میں گواہوں پر چن لیا۔"فی الذر" اس سے مراد عالم الذر ہے،اصل میں یہ چھوٹی چیونٹیاں تھیں ایک عرفی نام بنی آدمؑ کو دیا گیا تھا جب وہ ان سے عہد لینے کے لیے اس کی پشت سے نکالے گئے تھے۔"الحباء" اس سے مراد عطاء ہے۔"السلالة" ضمہ کے ساتھ۔"الولد" اس سے مراد وہ ہے کو رفاقت سے نکالا جائے۔"الوقوب" اندھیرے میں داخل ہونا۔"الغاسق" اندھیری رات۔النفوث" یہ نفخ کی طرح ہے۔"القرفة" اس سے مراد تہمت اور بحث ہے۔"فی یفاعه" اس کے سال کے شروع میں یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکا لڑکا ہے اگر اس نے احتلام دیکھا ہو حالانکہ اس کو احتلام نہ ہوا ہو۔عند "انتھائه" یعنی اس کی بلوغت جو "منسوبا" کے متعلق ہے۔"إلی هبته" بعض نسخوں میں "الی حجته" ہے یعنی ان کی حجیت اور یہ واضح ہے اور جواب واضح ہے۔"انتدبه" اس نے ان کو منتخب کیا۔"استخبأه" خاء معجمہ کے ساتھ،اسے اس کے پاس جمع کر دیا گیا اور اس نے اسے مخفیہ رکھنے کا حکم دیا۔"استرعاه" اس نے اسکا خیال رکھا اور بعض نسخوں میں "استدعاه" ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

3/992 الفقیه،۴/۴۱۸/۵۹۱۴ أحمد بن محمد بن سعید الکوفی عن التیملی عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: لِلْإِمَامِ عَلاَمَاتٌ يَكُونُ أَعْلَمَ ٱلنَّاسِ وَ أَحْكَمَ ٱلنَّاسِ وَ أَتْقَى ٱلنَّاسِ وَ أَحْلَمَ ٱلنَّاسِ وَ أَشْجَعَ ٱلنَّاسِ وَ أَسْخَى ٱلنَّاسِ وَ أَعْبَدَ ٱلنَّاسِ وَ يُولَدُ مَخْتُوناً وَ يَكُونُ مُطَهَّراً وَ يَرَى مِنْ خَلْفِهِ كَمَا يَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لاَ يَكُونُ لَهُ ظِلٌّ وَ إِذَا وَقَعَ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ وَقَعَ عَلَى رَاحَتَيْهِ رَافِعاً صَوْتَهُ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ لاَ يَحْتَلِمُ وَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَ لاَ يَنَامُ قَلْبُهُ وَ يَكُونُ مُحَدَّثاً وَ يَسْتَوِي عَلَيْهِ دِرْعُ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ

[1] مرآۃ العقول:۲/۴۰۶

عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لاَ يُرَى لَهُ بَوْلٌ وَ لاَ غَائِطٌ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ وَكَّلَ الْأَرْضَ بِابْتِلاَعِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ وَ تَكُونُ رَائِحَتُهُ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ الْمِسْكِ وَ يَكُونُ أَوْلَى بِالنَّاسِ مِنْهُمْ بِأَنْفُسِهِمْ وَ أَشْفَقَ عَلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَ أُمَّهَاتِهِمْ وَ يَكُونُ أَشَدَّ النَّاسِ تَوَاضُعاً لِلَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ يَكُونُ آخَذَ النَّاسِ بِمَا يَأْمُرُ بِهِ وَ أَكَفَّ النَّاسِ عَمَّا يَنْهَى عَنْهُ وَ يَكُونُ دُعَاؤُهُ مُسْتَجَاباً حَتَّى إِنَّهُ لَوْ دَعَا عَلَى صَخْرَةٍ لاَنْشَقَّتْ بِنِصْفَيْنِ وَ يَكُونُ عِنْدَهُ سِلاَحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَيْفُهُ ذُو الْفَقَارِ وَ يَكُونُ عِنْدَهُ صَحِيفَةٌ يَكُونُ فِيهَا أَسْمَاءُ شِيعَتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ صَحِيفَةٌ فِيهَا أَسْمَاءُ أَعْدَائِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ تَكُونُ عِنْدَهُ الْجَامِعَةُ وَ هِيَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فِيهَا جَمِيعُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وُلْدُ آدَمَ وَ يَكُونُ عِنْدَهُ الْجَفْرُ الْأَكْبَرُ وَ الْأَصْغَرُ إِهَابُ مَاعِزٍ وَ إِهَابُ كَبْشٍ فِيهِمَا جَمِيعُ الْعُلُومِ حَتَّى أَرْشِ الْخَدْشِ وَ حَتَّى الْجَلْدَةِ وَ نِصْفِ الْجَلْدَةِ وَ ثُلُثِ الْجَلْدَةِ وَ يَكُونُ عِنْدَهُ مُصْحَفُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ.

امام علی بن موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا: امام کے لیے چند علامات ہیں: وہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو اور لوگوں میں سب سے زیادہ حکمت کا حامل ہو، لوگوں میں سب سے زیادہ متقی، لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار، لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع، لوگوں میں سب سے زیادہ سخی، لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ ختنہ شدہ پیدا ہوتا ہے اور طاہر، پاک و مطہر ہوتا ہے، اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح اپنے سامنے سے دیکھتا ہے، اس کے لیے سایہ نہیں ہوتا اور جب شکم مادر سے زمین پر تشریف لاتا ہے تو دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ کر بلند آواز سے دونوں شہادتوں (توحید و رسالت) کی گواہی دیتا ہے، وہ محتلم نہیں ہوتا، اس کی آنکھ سوتی ہے مگر قلب نہیں سوتا اور اس سے باتیں کی جاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ مبارک اس پر بالکل ٹھیک قرار پاتی ہے، اس کا پیشاب و پاخانہ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ اللہ عزوجل نے زمین پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ جو کچھ اس سے خارج ہو اس کو نگل لے، اس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ و طیب ہوتی ہے، وہ لوگوں پر ان کے اپنے نفسوں سے زیادہ اولیٰ ہوتا ہے، وہ لوگوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہوتا ہے، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ عزوجل کے لیے تواضع کرنے والا ہوتا ہے، لوگوں کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اسے سب سے زیادہ انجام دینے والا ہوتا ہے اور ان چیزوں سے رک جاتا ہے جن سے منع کیا گیا ہے اور اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے حتی کہ اگر وہ پتھر پر دعا کرے تو وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جائے اور رسول اللہؐ کا اسلحہ اور آپؐ کی تلوار ذوالفقار اس کے

پاس ہوتی ہے اور اس کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں قیامت تک آنے والے اس کے شیعوں کے نام موجود ہیں اور ایک ایسا صحیفہ موجود ہوتا ہے کہ جس میں قیامت کے اس کے دشمنوں کے نام موجود ہیں اور یہ اس کے نزدیک جامعہ ہے اور یہ ایک صحیفہ ہے کہ جس کا طول ستر ذراع ہے۔ اس میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جس کی طرف اولاد آدم محتاج ہے، اس کے پاس جفرا کبر، جفر اصغر اور اھاب ماعز و اھاب کبش ہوتا ہے کہ ان دونوں میں تمام علوم موجود ہیں یہاں تک کہ خراش کی دیت اور حتیٰ کہ ایک تازیانہ اور آدھا تازیانہ اور ایک تہائی تازیانہ اور اس کے پاس مصحف فاطمہؑ موجود ہوتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2]

۵۵۔ باب اخذ المیثاق بولایتھم

باب: آئمہ علیہم السلام کی ولایت کے میثاق کا لیا جانا

1/993 الکافی، ۱/۱/۴۳۶/۱ محمد بن الحسن و علی بن محمد عن سهل عن السراد عَنِ اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ أَخَذَ مِيثَاقَ شِيعَتِنَا بِالْوَلاَيَةِ وَ هُمْ ذَرٌّ يَوْمَ أَخَذَ اَلْمِيثَاقَ عَلَى اَلذَّرِّ وَ اَلْإِقْرَارَ لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالنُّبُوَّةِ.

بکر بن اعین سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے تھے: خداوند عالم نے ہمارے شیعوں سے ہماری ولایت کا اقرار لیا ہے جبکہ وہ ذرے تھے۔ اس نے ذروں پر اپنا میثاق پیش کیا اور ان سے اپنی ربوبیت اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار تھا۔ [3]

بیان:

---

[1] الخصال: ۲/ ۵۲۷؛ الاحتجاج: ۲/ ۳۳۶؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۲۱۲؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۳۴۳؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۶؛ معانی الاخبار: ۱۰۲؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۹۰؛ غرر الاخبار: ۳۴۰؛ المناقب: ۱/ ۲۵۳؛ بحر المعارف: ۳/ ۲۴۴؛ عین الحیاۃ: ۱۷۸

[2] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۲۷۲

[3] مختصر البصائر: ۴۱۹؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۸۲ و ۲/ ۲۳؛ ینابیع الحکمۃ: ۵/ ۳۶۲

إنما أخذ الله المواثيق الثلاثة على الناس أجمعين إلا أنهم أقروا بالربوبية جميعا و أنكر النبوة و الولاية بقلبه من كان ينكره بعد خلقه فى هذا العالم و إنما خص أخذ ميثاق الولاية بالشيعة لاختصاص قبوله بهم و فى تفسير على بن إبراهيم عن ابن مسكان عن أبى عبد الله ع قال قلت له معاينة كان هذا قال نعم۔ فثبتت المعرفة و نسوا الموقف و سيذكرونه و لو لا ذلك لم يدر أحد من خالقه و رازقه۔ فمنهم من أقر بلسانه فى الذر و لم يؤمن بقلبه فقال الله ﴿فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ﴾

اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں سے تین طرح کے میثاق لیے مگر یہ کہ بیشک تمام لوگوں نے ربوبیت کا اقرار کیا اور انہوں نے دل سے نبوت اور ولایت کا انکار کیا۔ جنہوں نے اس علام میں اپنی خلقت کے بعد اس کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ولایت کا میثاق لیا شیعوں سے کیونکہ وہ اس کے ساتھ خاص ہیں۔

تفسیر علی بن ابرہیم میں ابن مسکان سے روایت ہے، انہوں نے روایت کی امام جعفر صادقؑ سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: کیا یہ سب کچھ بچشم دید ہوا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! اس سے معرفت کا اثبات ہوا، لوگ مقام میثاق کو بھول چکے ہیں اور انہیں وہ مقام بھی عنقریب دیا جائے گا اگر یہ نہ ہوتا تو کسی کو اپنے خالق اور رازق کی معرفت حاصل نہ ہوتی۔ عالم ذر میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے زبان سے اقرار کیا تھا اور دل سے اقرار نہیں کیا تھا چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''پھر جس جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر وہ ایمان لائے۔ (سورۃ یونس: ۷۴)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد ثقہ ثابت ہے البتہ امامی نہیں ہے (واللہ اعلم)

2/994 الكافى، ۱/۱/۱۲/۲ الثلاثة عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَيْفَ أَجَابُوا وَ هُمْ ذَرٌّ قَالَ جَعَلَ فِيهِمْ مَا إِذَا سَأَلَهُمْ أَجَابُوهُ يَعْنِي فِي اَلْمِيثَاقِ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: لوگوں نے کیسے جواب دیا جبکہ وہ وہ ذرے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: اُس (خدا) نے ان میں ایسی قوت پیدا کر دی کہ جب ان سے سوال کیا گیا تو اُنھوں نے

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۱۶۱

جواب دیا یعنی میثاق کے متعلق۔ [1]

بیان:

قد مضى تحقيق معنى عالم الذر وأخذ الميثاق في باب العرش و الكرسي من كتاب التوحيد

✪ عالم ذر اور میثاق لینے کے معنی کی تحقیق باب ''العرش والکرسی'' میں گزر چکی ہے جس کو کتاب التوحید سے نقل کیا گیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/995 الكافي،١/٩/٤٣٧/١ محمد عن أحمد عن السراد عَنِ اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ أَخَذَ مِيثَاقَ شِيعَتِنَا بِالْوَلاَيَةِ لَنَا وَ هُمْ ذَرٌّ يَوْمَ أَخَذَ اَلْمِيثَاقَ عَلَى اَلذَّرِّ بِالْإِقْرَارِ لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالنُّبُوَّةِ وَ عَرَضَ اَللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أُمَّتَهُ فِي اَلطِّينِ وَ هُمْ أَظِلَّةٌ وَ خَلَقَهُمْ مِنَ اَلطِّينَةِ اَلَّتِي خُلِقَ مِنْهَا آدَمُ وَ خَلَقَ اَللَّهُ أَرْوَاحَ شِيعَتِنَا قَبْلَ أَبْدَانِهِمْ بِأَلْفَيْ عَامٍ وَ عَرَضَهُمْ عَلَيْهِ وَ عَرَّفَهُمْ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَرَّفَهُمْ عَلِيّاً وَ نَحْنُ نَعْرِفُهُمْ فِي لَحْنِ اَلْقَوْلِ.

بکیر بن اعین سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی نے ہمارے شیعوں سے ہماری ولایت کا اقرار عالم ذر میں لیا تھا اور یہ وہ دن ہے جس دن خدا نے تمام مخلوق کو چیونٹیوں کی مانند جمع کیا اور ان سے اپنی توحید اور حضرت محمدؐ کی نبوت کا اقرار لیا تھا اور اس دن خدا نے حضرت محمدؐ کے سامنے ان کی امت کو پیش کیا کہ جو طین میں تھی اور وہ ساری اُمت بدن مثالی کے ساتھ تھی اور پھر خدا نے اس امت کو اس مٹی سے خلق کیا جس سے حضرت آدم کو خلق کیا تھا اور خدا نے ہمارے شیعوں کی روحوں کو ان کے

---

① تفسیر العیاشی: ۲/ ۷۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۶۰۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۹۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۲۳؛ مختصر البصائر: ۳۹۵؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۵۷ و ۶۴/ ۱۰۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۲۳۰؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۲۵۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۵۶۶؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۷۰ و ۵۱۹

② مراۃ العقول: ۷/ ۳۶

③ اجوبۃ المسائل فی الفکر روحانی: ۲/ ۲۳۴

بدنوں سے دوہزار سال قبل خلق کیا اور پھر ان کو رسول خداؐ کے سامنے پیش کیا اور ان کو رسول خداؐ کی معرفت دی اور ان کو علی علیہ السلام کی معرفت بھی دی پس ہم اپنے شیعوں کو ان کے لہجے سے پہچانتے ہیں۔ [1]

بیان:

لحن القول فحواه و معناه و كأن المراد بالقبلية القبلية بالرتبة و التعبير بألفى عام على التقدير و التمثيل يعنى لو قدر دخولها فى الزمان و تمثلت لكانت ألفى عام و تثنية الألف لعلها لتثنية عالمى العقل و الخيال المتقدمين على عالم الأجسام أو يكون تنزل كل روح من مرتبتها التى فى سلسلة البدو إلى قراره فى البدن فى سلسلة العود فى ألفى عام زمانى من حيث التربية الأبدانية و العلم عند الله:

❂ ''لحن القول'' اس سے مراد لہجہ اور مفہوم ہے، اور گویا قبلیہ سے مراد رتبہ کے لحاظ سے قبلیہ ہے اور اظہار دوہزار سال کا تخمینہ اور نمائندگی ہے یعنی اگر اس کا تخمینہ وقت میں داخل ہو جائے اور اس کی نمائندگی کی جائے تو دوہزار سال ہو چکے ہیں اور ''الف'' کی تثنیہ سے مراد شاید عالم عقل و عالم خیال ہے جو عالم اجساد پر مقدم ہیں یا پھر یہ ہے کہ ہر ایک روح اپنے مرتبہ میں اترتی ہے جو بدوی سلسلہ میں اپنے جسم میں استحکام کے لیے عودی سلسلہ میں دوہزار سال کے عرصے میں ابدی تعلیم کے لحاظ سے ہے۔ واللہ اعلم۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/996 الكافى ۱/۲/۴۳۶/۱ محمد عن محمد بن الحسين عن ابن بزيع عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الجعفى [اَلْجُعْفِيِّ] عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عَنْ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَ اَلْخَلْقَ فَخَلَقَ مَا أَحَبَّ مِمَّا أَحَبَّ وَ كَانَ مَا أَحَبَّ أَنْ خَلَقَهُ مِنْ طِينَةِ اَلْجَنَّةِ وَ خَلَقَ مَا أَبْغَضَ مِمَّا أَبْغَضَ وَ كَانَ مَا أَبْغَضَ أَنْ خَلَقَهُ مِنْ طِينَةِ اَلنَّارِ ثُمَّ بَعَثَهُمْ فِي اَلظِّلاَلِ فَقُلْتُ وَ أَيُّ شَيْءٍ اَلظِّلاَلُ قَالَ أَلَمْ تَرَ إِلَى ظِلِّكَ فِي اَلشَّمْسِ شَيْءٌ وَ لَيْسَ بِشَيْءٍ ثُمَّ بَعَثَ اَللَّهُ فِيهِمُ اَلنَّبِيِّينَ يَدْعُونَهُمْ إِلَى اَلْإِقْرَارِ بِاللَّهِ وَ هُوَ قَوْلُهُ (وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اَللَّهُ) ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى اَلْإِقْرَارِ بِالنَّبِيِّينَ فَأَقَرَّ بَعْضُهُمْ وَ

---

[1] مختصر البصائر: ۳۱۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۹۳؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۸۹؛ المحاسن: ۱/ ۱۳۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۲۳۱؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۵۰ و ۲۶/ ۱۲۰ و ۵۸/ ۱۳۵؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۱۸۰؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۶۴۸؛ مدینة المعاجز: ۲/ ۱۹۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۴۱

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۱۲۶

[3] عین الیقین کاشانی: ۲/ ۳۱۴

أَنْكَرَ بَعْضُهُمْ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى وَلاَيَتِنَا فَأَقَرَّ بِهَا وَ اَللَّهِ مَنْ أَحَبَّ وَ أَنْكَرَهَا مَنْ أَبْغَضَ وَ هُوَ قَوْلُهُ (فَمٰا كٰانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمٰا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ) ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ اَلتَّكْذِيبُ ثَمَّ.

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اللہ نے جب مخلوق کے خلق کرنے کا ارادہ کیا تو جس کو وہ پسند کرتا تھا اس کو اس نے جنت کی مٹی سے خلق کیا اور مخلوق میں سے جس کو پسند نہیں کیا اس کو جہنم کی مٹی سے خلق کیا۔ پھر ان سب کو خدا نے ایک سائے میں جمع کیا۔

میں نے عرض کیا: وہ سایہ کس کا تھا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سائے کو دھوپ میں نہیں دیکھا جب وہ کچھ بھی نہیں ہوتا؟ پھر خدا نے ان کی طرف اپنے نبیوں کو مبعوث فرمایا جو ان کو خدا کے اقرار کی طرف دعوت دیتے رہے۔ یہی مراد ہے خدا کے اس قول سے جس میں خدا نے فرمایا: ''اگر ان سے سوال کرو گے کہ ان کا خالق کون ہے تو وہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ ہے۔ (الزخرف: ۸۷)۔'' اور پھر ان کو نبیوں کے اقرار کی دعوت دی گئی تو بعض نے اس کا اقرار کیا اور بعض نے اس کا انکار کیا اور پھر ان کو ہماری ولایت کی طرف دعوت دی گئی پس خدا کی قسم! جو خدا کے محبوب فراد تھے انہوں نے ہماری ولایت کا اقرار کیا اور جو خدا کے مغضوب بندے تھے انہوں نے ہماری ولایت کا انکار کیا اور یہی مراد ہے خدا کے اس فرمان سے جس میں اس نے فرمایا: ''وہ افراد جو اس سے قبل انکار کر چکے ہیں وہ اب ایمان نہیں لائیں گے۔ (الاعراف: ۱۰۱)۔''

اس کے بعد امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: اور تکذیب سے مراد وہی تکذیب ہے جو وہاں (عالم ذر میں) کی گئی تھی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

5/997 الكافي ۱/۴۳۶/۱ محمد عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ عَنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ

---

[1] علل الشرائع: ۱/ ۱۱۸؛ مختصر البصائر: ۵۰۱؛ الکافی: ۲/ ۱۰؛ الوافی: ۴/ ۳۵ ح ۱۶۵۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۶۱۸ و ۲/ ۳۱۳؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۱۲۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۴۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۸۲ و ۱۲/ ۱۰۸؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۲۲۲؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۴۴ و ۶۴/ ۹۸؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۲۱؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۸۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۲۰۴

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۱۶۴

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ رِزْقٍ اَلْغُمْشَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَلاَيَتُنَا وَلاَيَةُ اَللَّهِ اَلَّتِي لَمْ يَبْعَثْ نَبِيّاً قَطُّ إِلاَّ بِهَا.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے جس نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس کے ساتھ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے اور الصفار نے اس حدیث کو چار اسناد سے روایت کیا ہے [3] جن میں سے پہلی کی سند موثق، دوسری کی بھی سند موثق، تیسری سند حسن اور چوتھی سند ضعیف ہے اور ایک سند شیخ طوسی نے درج کی جو موثق ہے (واللہ اعلم)

6/998 الکافی ۱/۴۳۷/۱/۴ محمد عن بنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا مِنْ نَبِيٍّ جَاءَ قَطُّ إِلاَّ بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا وَ تَفْضِيلِنَا عَلَى مَنْ سِوَانَا.

عبدالاعلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں آیا مگر ہمارے حق کی معرفت کے ساتھ اور تمام دوسروں پر ہماری فضیلت کے (عقیدہ) کے ساتھ آیا۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور محمد بن عبدالحمید بھی کامل الزیارات کا راوی ہے اور الصفار نے اس حدیث کو ایک

---

[1] بصائر الدرجات: ۷۵؛ الاصول الستۃ عشر: ۲۱۴؛ امالی طوسی: ۱/۶۷؛ امالی مفید: ۱۳۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۰/۲۱۲؛ تاویل الآیات: ۵۴۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۷۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۸۱ و ۲۷/۱۳۶؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۷۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۶ و ۴/۲۵۰ و ۲۱/۲۶۱؛ مکیال المکارم: ۱/۵۶۳

[2] مرآۃ العقول: ۵/۱۶۴

[3] بصائر الدرجات ۷۵ جزء الثانی باب ۹

[4] تاویل الآیات ۵۴۸؛ کنز الفوائد: ۲/۱۳۱؛ بحار الانوار: ۱۸/۲۹۹ و ۲۶/۳۰۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۱۷؛ المختصر: ۱۷۲؛ بصائر الدرجات: ۷۴ و ۷۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۵۱۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۹/۵۱۵

[5] مرآۃ العقول: ۵/۱۶۴

سند سے روایت ہے جو حسن ہے اور اس میں محمد بن سنان ہے جو ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

7/999 الكافی ۱/۱، ۱/۵/۴۳۷ محمد عن ابن عيسى عن المحمدين عن ٱلْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: وَ ٱللَّهِ إِنَّ فِي ٱلسَّمَاءِ لَسَبْعِينَ صَفّاً مِنَ ٱلْمَلاَئِكَةِ لَوِ اِجْتَمَعَ أَهْلُ ٱلْأَرْضِ كُلُّهُمْ يُحْصُونَ عَدَدَ كُلِّ صَفٍّ مِنْهُمْ مَا أَحْصَوْهُمْ وَ إِنَّهُمْ لَيَدِينُونَ بِوَلاَيَتِنَا.

کنانی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آسمان میں ملائکہ کی ستر صفیں ہیں کہ اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے اور یہ سب ملائکہ ہماری ولایت کے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے اور باقی سب راوی معروف ہیں (واللہ اعلم)

8/1000 الكافی ۱/۱، ۱/۶/۴۳۷ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: وَلاَيَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مَكْتُوبَةٌ فِي جَمِيعِ صُحُفِ ٱلْأَنْبِيَاءِ وَلَنْ يَبْعَثَ ٱللَّهُ رَسُولاً إِلاَّ بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وَصِيِّهِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ.

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ولایت علی علیہ السلام تمام انبیاء کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے اور خدا نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت علی علیہ السلام کی وصایت کے ساتھ۔ [3]

تحقیق اسناد:

---

[1] تفسیر القمی: ۱/۱۰۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۳۴۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۸۰؛ تفسیر الصافی: ۱/۳۳۰؛ تفسیر العیاشی: ۱/۱۷۱؛ بحار الانوار: ۱۳/۲۰۵ و ۲۶/۲۲۵ و ۵۲/۱۱۹؛ تفسیر البرہان: ۱/۶۲۱

[2] مراۃ العقول: ۵/۱۶۵

[3] تاویل الآیات: ۳۸۸ و ۵۴۷؛ بصائر الدرجات: ۷۲؛ المختصر: ۲۱۱؛ المناقب: ۲/۲۵۳؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۸۰ و ۳۸/۳۶؛ الصراط المستقیم: ۱/۲۷۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۱۲ و ۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۱۸۳ و ۱۸۷ و ۵/۴۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۱۴۳؛ غایۃ المرام: ۳/۵۸

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے اور باقی راوی معروف ہیں (واللہ اعلم)

۵۶ ـ باب أنهم شهداء الله على خلقه

باب: آئمہ علیہم السلام اللہ کی مخلوق پر گواہ ہیں۔

1/1001 الكافی ۱/۱/۱۹۰/۱ علی بن محمد عن سهل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ زِيَادٍ الْقَنْدِيِّ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ جِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلاَءِ شَهِيداً) قَالَ نَزَلَتْ فِي أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَاصَّةً فِي كُلِّ قَرْنٍ مِنْهُمْ إِمَامٌ مِنَّا شَاهِدٌ عَلَيْهِمْ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَاهِدٌ عَلَيْنَا.

سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے۔(النسا:۴۱)۔'' کے متعلق فرمایا: یہ آیت خاص طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہر زمانے میں ہم میں سے ان کا ایک امام ہوگا جو ان پر گواہ ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر گواہ ہوں گے۔ [2]

بیان:

لما كان الأنبياء و الأوصياء ع معصومين من الكذب و جاز الوثوق بشهادتهم لله سبحانه على الأمم دون سائر الناس جعل الله تعالى في كل أمة منهم شهيدا يشهد عليهم بأن الله أرسل رسوله إليهم و أتم حجته عليهم و بأن منهم من أطاعه و منهم من عصاه لئلا ينكروه غدا فالنبي ص يشهد لله على الأئمة الأوصياء ص بأن الله أرسله إليهم و أنهم أطاعوه و أدوا ما عليهم من أمر الخلافة فمن الأمة من أطاع و منهم من عصى و الأئمة ع يشهدون لله سبحانه على الأمم بأن الله أرسل

[1] مراۃ العقول:۵/۱۶۵

[2] تاویل الآیات:۱۳۵:۵؛ تفسیر البرہان:۲/۷۹؛ بحار الانوار:۷/۲۸۳ و ۲۳/۳۳۵ و ۳۵۱؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۸۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۰۹؛ مسند الامام الصادق:۲/۵۵۱؛ تفسیر الاصفی:۱/۲۱۰؛ تکمیل المکارم:۱/۱۵۷؛ لوامع الانوار شیرازی:۲/۳۶

النبی إليهم و للنبی بأنه بلغهم و أن منهم من أطاعه و منهم من عصاه و كما أن نبينا ص يشهد لله على أوصيائه كذلك يشهد له على سائر الأنبياء و هذا لا ينافی نزول الآية فی هذه الأمة خاصة لأن حكمها عام روى ذلك الشيخ الطبرسی رحمه الله فی كتاب الاحتجاج عن أمير المؤمنين ع فی حديث طويل يذكر فيه أحوال أهل الموقف قال فيقام الرسل فيسألون عن تأدية الرسالات التی حملوها إلى أممهم فأخبروا أنهم قد أدوا ذلك إلى أممهم و يسألوا الأمم فيجحدون كما قال الله فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ فيقولون ما جاءَنا مِنْ بَشِيرٍ وَ لا نَذِيرٍ فيستشهد الرسل رسول الله ص فيشهد بصدق الرسل و يكذب من جحدها من الأمم فيقول لكل أمة منهم بلى فَقَدْ جاءَكُمْ بَشِيرٌ وَ نَذِيرٌ وَ اللهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أی مقتدر على شهادة جوارحكم عليكم بتبليغ الرسل إليكم رسالاتهم و لذلك قال الله تعالى لنبيه فَكَيْفَ إِذا جِئْنا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ جِئْنا بِكَ عَلى هؤُلاءِ شَهِيداً فلا يستطيعون رد شهادته خوفا من أن يختم الله على أفواههم و أن تشهد عليهم جوارحهم بما كانوا يعملون و يشهد على منافقی قومه و أمته و كفارهم بإلحادهم و عنادهم و نقضهم عهده و تغييرهم سنته و اعتدائهم على أهل بيته و انقلابهم على أعقابهم و ارتدادهم على أدبارهم و احتذائهم فی ذلك سنة من تقدمهم من الأمم الظالمة الخائنة لأنبيائها۔ فيقولون بأجمعهم رَبَّنا غَلَبَتْ عَلَيْنا شِقْوَتُنا وَ كُنَّا قَوْماً ضالِّينَ و أما ما روته العامة أن الأمم ينكرون يوم القيامة تبليغ الأنبياء فيطالب الله الأنبياء بالبينة على أنهم قد بلغوا و هو أعلم فيؤتى عليهم بالشهداء فتأتی أمة محمد ص فيشهدون للأنبياء بأنهم بلغوا فيقول الأمم من أين عرفتم فيقولون علمنا ذلك بإخبار الله تعالى فی كتابه الناطق على لسان نبيه الصادق فيؤتى بمحمد ص فيسأل عن حال أمته فيزكيهم و يشهد بعدالتهم و ذلك قوله تعالى۔فَكَيْفَ إِذا جِئْنا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ جِئْنا بِكَ عَلى هؤُلاءِ شَهِيداً فقد جاء عنهم ع ما يشهد بعدم صحته روى محمد بن شهرآشوب فی مناقبه عن الصادق ع قال إنما أنزل الله وَ كَذلِكَ جَعَلْناكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَداءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً قال و لا يكون شهداء على الناس إلا الأئمة و الرسل فأما الأمة فإنه غير جائز أن يستشهدها الله و فيهم من لا يجوز شهادته فی الدنيا على حزمة بقل و يأتی تمام الكلام فی هذه الآية فی هذا الباب إن شاء الله تعالى و لما كان الشهيد كالرقيب و المهيمن على المشهود له جیء بكلمة الاستعلاء و منه قوله تعالى وَ اللهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ»

❁ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ انبیاءؑ واوصیاءؑ جھوٹ بولنے سے معصوم ہیں تو امتوں پر ان کی شہادت توحید باقی تمام لوگوں سے زیادہ معتمد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک امت میں ان میں سے ایک گواہی دینے والا رکھا ہے جو ان پر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی رسولؐ بھیجے ہیں اور لوگوں پر اپنی

حجت تمام کی ہے کہ لوگوں میں سے کون ان کی اطاعت کرتا ہے اور کون ان کی نافرمائی کرتا ہے تا کہ کل وہ اس انکار نہ کریں۔

پس رسول خداؐ آئمہ اوصیاء کرامؑ پر اللہ تعالٰی کے گواہ ہیں کہ بیشک اللہ تعالٰی نے آپؐ کو ان کی طرف بھیجا اور انہوں نے بھی آپؐ کی اطاعت کی اور جو ان پر امر خلافت تھا اس کو ادا کیا لہٰذا امت میں سے جو اطاعت کرے اور جو ان کا نافرمان ہو۔

آئمہ طاہرینؑ تمام امتوں پر اللہ تعالٰی گواہی ہیں یعنی وہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے ان کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے اور یہ وہ بات ہے جو اس آیت کے نزول کے منافی نہیں ہے اور یہ آیت اس امت کے بارے میں خاص ہے کیونکہ اس کا حکم عام ہے۔

اس کو شیخ طبرسی نے اپنی کتاب الاحتجاج میں امیر المومنینؑ سے نقل کیا ہے اور امامؑ ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں جس میں اہل موقف کا حال بیان کہا گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ تمام رسولوںؑ کو کھڑا کیا جائے گا۔ اور ان سے رسالت کی ان ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا جن کو لے کر وہ اپنی اپنی امتوں کی طرف آئے تھے پس وہ بتائیں گے کہ انہوں نے ان سب کا حق ادا کر دیا اور امتوں سے سوال کیا جائے گا تو وہ انکار کریں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

پس ہم ان سے بھی ضرور پوچھیں گے جن کی طرف رسولؑ بھیجے گئے تھے اور ہم ضرور رسولوںؑ کو بھی پوچھیں گے۔ (سورۃ الاعراف:۶)

تو وہ لوگ کہیں گے۔

''ہمارے پاس بشیر اور نذیر نہیں آیا۔ (سورۃ المائدۃ:۱۹)۔''

پس وہ رسول، رسول خداؐ کے سامنے گواہی دیں گے تو آپؐ ان رسولوں کی سچائی کی تصدیق کریں گے اور ان کی امتوں کے جھوٹ کی بھی گواہی دیں گے پس ان امتوں میں سے ہر ایک سے کہیں گے کہ ہاں۔

''پس اب تمھارے پاس وہ بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا آ گیا ہے اور اللہ تعالٰی ہر شے پر قادر ہے۔ (سورۃ المائدۃ:۱۹)۔''

یعنی وہ قادر ہے اس بات پہ کہ وہ تمھارے اعضاء و جوارح سے یہ گواہی دلوائے کہ تمھارے پاس وہ رسول آئے تھے جنہوں نے تمھیں احکامات پہنچائے پس اس لیے اللہ تعالٰی نے اپنے نبیؐ سے ارشاد فرمایا:

''پس (اس دن) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے رسولؐ!) آپؐ کو ان

لوگوں پر بطور گواہ پیش کریں گے۔(سورۃ النسآء:۴۱)۔''
پس وہ آپؐ کی گواہی کو رد کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان منہ پر مہر نہ لگا دے اور ان کے اعضاء و جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے جو انہوں نے اعمال کئے ہوں گے اور وہ گواہی دیں گے اپنی امت کے منافقین کے خلاف اور کفار کے خلاف کہ انہوں نے الحاد کیا، دشمنی کی، ان کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو توڑا، ان کی سنت کو تبدیل کیا اور ان کی اہلبیتؑ کے دشمنی کی اور پھر وہ مرتد ہو گئے۔

اس کے وہ لوگ کہیں گے۔

''اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔(سورۃ المومنون:۱۰۶)۔''
بہر حال! عامہ یہ روایت کرتے ہیں کہ امتیں قیامت والے دن انبیاء کرامؑ کی تبلیغ کا انکار کریں گے۔ پس اس وقت حضرت محمدؐ کی امت کو لایا جائے گا اور وہ انبیا کرامؑ کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے تبلیغ کی تھی، پس وہ لوگ کہیں گے کہ تمھیں یہ سب کہاں سے معلوم ہوا؟ وہ کہیں گے ہمیں یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی اخبار سے معلوم ہوتی ہیں جو اس نے اپنی ناطق کتاب میں اپنے سچے نبیؐ کی زبان کے ذریعہ دیں۔

اس کے بعد حضرت محمدؐ کو لایا جائے گا اور آپؐ اپنی امت کے حال کے بارے میں سوال کریں گے اور ان کو پاک کریں اور ان کی عدالت کو گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''پس تمھارے پاس وہ بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا آ گیا اور اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔(سورۃ المائدہ:۱۹)۔''

محمد بن شھر آشوب نے اپنی کتاب المناقب میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور اسی طرح ہم نے تمھیں امت وسط بنا دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسولؐ تم پر گواہ رہیں۔ (سورۃ البقرۃ:۱۴۳)۔''

امامؑ نے فرمایا: لوگوں پر گواہ نہیں ہوں گے مگر آئمہ طاہرینؑ اور رسولؐ، اس سے امت کے تمام افراد نہیں ہیں کیونکہ امت میں تو ایسے اشخاص بھی موجود ہیں جن کی گواہی ایک مٹھی بھر سبزی کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہے۔

اس آیت کے بارے میں مکمل کلام انشاء اللہ اس باب میں آئے گا۔ اور جب شہید اس پر جس کی گواہی دی

جائے رضیب اور نگہبان کا معنی دے تو اس کے لیے کلمہ استعلاء کو لایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے۔
''اور اللہ تعالیٰ ہر شئی پر نگہبان ہے۔(سورۃ المجادلہ:۶؛سورہ البروج:۹)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیادہ ثقہ ہے البتہ امامی نہیں ہے۔اور زیاد بن القندی بھی ثقہ ہے البتہ واقفی ہے [2] (واللہ اعلم)

2/1002 الكافی،١/١٩٠/٢/١ الاثنان عن الوشاء عن أحمد بن عائذ عن ابن أذينة عَنِ اَلْعِجْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَدٰاءَ عَلَى اَلنّٰاسِ) قَالَ نَحْنُ اَلْأُمَّةُ اَلْوُسْطَى وَ نَحْنُ شُهَدَاءُ اَللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ وَ حُجَجُهُ فِي أَرْضِهِ قُلْتُ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرٰاهِيمَ) قَالَ إِيَّانَا عَنَى خَاصَّةً: (هُوَ سَمّٰاكُمُ اَلْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ) فِي اَلْكُتُبِ اَلَّتِي مَضَتْ وَ فِي هَذَا اَلْقُرْآنِ: (لِيَكُونَ اَلرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ) فَرَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلشَّهِيدُ عَلَيْنَا بِمَا بَلَّغَنَا عَنِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ نَحْنُ اَلشُّهَدَاءُ عَلَى اَلنَّاسِ فَمَنْ صَدَّقَ صَدَّقْنَاهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَ مَنْ كَذَّبَ كَذَّبْنَاهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ.

العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''ہم نے تم کو درمیانی اُمت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاو۔(البقرہ:۱۴۳)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: وہ اُمتِ وسط ہم ہیں اور ہم اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق پر گواہ ہیں اور اس کی زمین میں اس کی حجتیں ہیں۔
نیز میں نے خدا کے قول: ''تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔(الحج:۷۸)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد خاص طور پر ہم ہیں۔''اسی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا۔(الحج:۷۸)۔'' ان کتب میں جو گزر چکی ہیں اور اس قرآن میں بھی،''تاکہ رسول تم پر گواہ بنے۔(الحج:۸۷)۔'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر گواہ ہیں اس امر کے متعلق جو اللہ کی طرف سے ہم تک پہنچا ہے اور ہم لوگوں پر گواہ ہیں پس جس نے ہماری تصدیق کی روز قیامت ہم اس کی تصدیق کریں گے اور جس نے ہماری تکذیب کی روز

---

[1] مراۃ العقول:۲/۳۳۸

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۵

قیامت ہم اس کی تکذیب کریں گے۔ ①

بیان:

وَسَطاًعدلا خیارا و واسطۃ بین الرسول و سائر الأمۃ إذ المراد بالخطاب لیس إلا الأئمۃ ع کما مر و کما ورد فی أخبار کثیرۃ و کما فسرہ ع ھاھنا و فی تفسیر علی بن إبراھیم إنما نزلت و کذلک جعلناکم أئمۃ وسطا و روی العیاشی فی تفسیرہ عن الصادق ع قال ظننت أن اللہ عنی بھذہ الآیۃ جمیع أھل القبلۃ من الموحدین أ فتری من لا یجوز شھادتہ فی الدنیا علی صاع من تمر یطلب اللہ شھادتہ یوم القیامۃ و یقبلھا منہ بحضرۃ جمیع الأمم الماضیۃ کلا لم یعن اللہ مثل ھذا من خلقہ یعنی الأمۃ التی وجبت لھا دعوۃ إبراھیم کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ و ھم الأئمۃ الوسطی و ھم خیر أمۃ أخرجت للناس و قد مضی فی الباب الأول من ھذا الکتاب فی حدیث لیلۃ القدر عن الباقر ع أنہ قال و ایم اللہ لقد قضی الأمر أن لا یکون بین المؤمنین اختلاف و لذلک جعلھم شھداء علی الناس لیشھد محمد ص علینا۔ و لنشھد علی شیعتنا و لتشھد شیعتنا علی الناس فرسول اللہ ص شاھد علینا و نحن شھداء اللہ علی خلقہ و حجتہ فی أرضہ و نحن الذین قال اللہ وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰاکُمْ أُمَّةً وَسَطاً و ضمیر المتکلم فی بلغنا یحتمل الفاعل و المفعول کما سبق بیانہ فمن صدق أی صدق النبی فی الدنیا فیما جاء بہ و لا سیما فی تبلیغ ما نزل علیہ فی علی و أھل بیتہ ع صدقناہ یوم القیامۃ و یحتمل تخفیف صدق و کذب و إرادۃ صدقھم و کذبھم فی الآخرۃ کما فی الحدیث الآتی

۞ ''وسطاً'' سے مراد عادل اور منتخب شعدہ ہے اور وہ ساری امت اور رسولؐ کے درمیان ایک واسطہ ہوتا ہے اور ہ خطاب صرف اور صرف آئمہ طاہرینؑ کے بارے میں ہے جیسا کہ بہت ساری احادیث میں وارد ہوا ہے اور جس طرح یہاں پر اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

''اور اس طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنا دیا۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۴۳)۔''

عیاشی نے اپنی تفسیر میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اس آیت میں امت سے مراد موحدین میں سے تمام اہل قبلہ میں، کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ دنیا میں ایک صاع کھجور کے پتے جس کی گواہی قابل قبول نہ ہو، کیا اللہ تعالٰی روز قیامت تمام گزشتہ امتوں کے سامنے ایسے شخص کی گواہی طلب کرے گا اور اسے قبول کرے گا؟ نہیں! ایسے ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوقات میں سے ایسی امت مراد نہیں لی ہے یعنی وہ امت جس کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول ہوتی۔

① بحارالانوار: ۲۳/۳۳۶؛ تفسیر البرہان: ۳/۹۱۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/۵۳۰؛ تفسیر الآصفی: ۲/۸۱۷

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کئے گئے ہو۔ (سورۃ آل عمران: ۱۱۰)۔"
اس کتاب کے پہلے باب میں حدیث لیلۃ القدر کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ امام محمدؑ باقرؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! یہ امر نافذ ہو چکا ہے کہ مومنین میں اختلاف نہ ہو اور اسی لیے انہیں دیگر انسانوں پر گواہ بنایا گیا ہے تا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر شاہد ہوں اور ہم اپنے شیعوں پر شاہد ہوں اور ہمارے شیعہ دوسرے لوگوں پر شاہد رہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کیونکہ معلی بن محمد تحقیق سے ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1003 الکافی، ۱/۱۹۰/۳/۱ الاثنان عن الوشاء عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ اَلْحَلاَّلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَ فَمَنْ كٰانَ عَلىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ يَتْلُوهُ شٰاهِدٌ مِنْهُ) فَقَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلشَّاهِدُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ.

احمد بن عمر الحلال سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: "بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے صاف راستہ پر ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو۔ (ھود: ۱۷)۔" کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گواہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے بینہ پر ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون مخصوص مستفیضہ بلکہ متواتر طرق سے مروی ہے جن میں سے اکثر کو میں نے کتاب الکبیر (بحار الانوار) میں وارد کیا ہے [3] اور میرے نزدیک یہ حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1004 الکافی، ۱/۱۹۱/۴/۱ الثلاثة عن ابن أذينة عن اَلْعِجْلِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

---

[1] مراۃ العقول: ۲/۳۴۱

[2] تفسیر البرہان: ۳/۹۱؛ بحار الانوار: ۱۶/۳۵۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۳۴۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۱۳۹؛ اللوامع النورانیہ: ۲۹۲؛ بحر المعارف ہمدانی: ۳/۳۰۷؛ غایۃ المرام: ۳/۶۷

[3] مراۃ العقول: ۲/۳۴۲

قَوْلَ اَللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ: (وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَدٰاءَ عَلَى اَلنّٰاسِ وَ يَكُونَ اَلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً) قَالَ نَحْنُ اَلْأُمَّةُ اَلْوَسَطُ وَ نَحْنُ شُهَدَاءُ اَللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ عَلَىٰ خَلْقِهِ وَ حُجَجُهُ فِي أَرْضِهِ قُلْتُ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ (يٰا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا اِرْكَعُوا وَ اُسْجُدُوا وَ اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَ اِفْعَلُوا اَلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَ جٰاهِدُوا فِي اَللّٰهِ حَقَّ جِهٰادِهِ هُوَ اِجْتَبٰاكُمْ) قَالَ إِيَّانَا عَنَى وَ نَحْنُ اَلْمُجْتَبَوْنَ وَ لَمْ يَجْعَلِ اَللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ (فِي اَلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ) فَالْحَرَجُ أَشَدُّ مِنَ اَلضِّيقِ (مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرٰاهِيمَ) إِيَّانَا عَنَى خَاصَّةً وَ (سَمّٰاكُمُ اَلْمُسْلِمِينَ) اَللّٰهُ سَمَّانَا اَلْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ فِي اَلْكُتُبِ اَلَّتِي مَضَتْ وَ فِي هَذَا اَلْقُرْآنِ: (لِيَكُونَ اَلرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَ تَكُونُوا شُهَدٰاءَ عَلَى اَلنّٰاسِ) فَرَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلشَّهِيدُ عَلَيْنَا بِمَا بَلَّغَنَا عَنِ اَللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ وَ نَحْنُ اَلشُّهَدَاءُ عَلَى اَلنَّاسِ فَمَنْ صَدَّقَ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ صَدَّقْنَاهُ وَ مَنْ كَذَّبَ كَذَّبْنَاهُ.

العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی (اعتدال والی) امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہو۔ (البقرہ: ۱۴۳)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: وہ وسطی امت ہم ہیں اور ہم اللہ کی مخلوق پر اس کے گواہ ہیں اور ہم اس کی زمین پر اللہ کی حجت ہیں۔

میں نے خدا کے قول: ''اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کرو تا کہ تم فلاح پاؤ اور راہ خدا میں ڈٹ کر جہاد کرو کہ اس نے تم کو چن لیا ہے۔ (الحج: ۷۷-۷۸)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہم ہیں۔ ہم ہی ہیں کہ جن کو اللہ نے چن لیا ہے اور خدا نے دین میں میں کوئی تنگی نہیں رکھی اور حرج تنگی سے زیادہ سخت ہے۔ اور ''تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ (الحج: ۷۸)۔'' سے بھی خاص طور پر ہم مراد ہیں اور ''تمہارا نام مسلمین رکھا۔ (الحج: ۷۸)'' اللہ نے گزر جانے والی کتب میں (ہمارا) نام مسلمین رکھا ہے ''اور اس قرآن میں بھی (وہی نام ہے)'' تا کہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ (الحج: ۷۸)۔'' پس رسول اللہ ہم پر اس کے لیے گواہ ہیں جو کچھ ہم پر اللہ کی طرف سے پہنچا ہے اور ہم لوگوں پر گواہ ہیں پس جس نے دنیا میں ہماری تصدیق کی ہم روز قیامت اس کی تصدیق

کریں گے اور جس نے ہمیں جھٹلایا ہم اسے جھٹلائیں گے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ②

5/1005 الکافی،۱/۱۹۱/۵/۱ علی عن أبیه عن حماد بن عیسی عن الیمانی عَنْ سُلَیْمِ بْنِ قَیْسٍ اَلْهِلاَلِیِّ عَنْ أَمِیرِ اَلْمُؤْمِنِینَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَیْهِ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَی طَهَّرَنَا وَ عَصَمَنَا وَ جَعَلَنَا شُهَدَاءَ عَلَی خَلْقِهِ وَ حُجَّتَهُ فِی أَرْضِهِ وَ جَعَلَنَا مَعَ اَلْقُرْآنِ وَ جَعَلَ اَلْقُرْآنَ مَعَنَا لاَ نُفَارِقُهُ وَلاَ یُفَارِقُنَا.

سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے ہمیں پاک کیا ہے، ہمیں معصوم بنایا ہے، ہمیں اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا ہے، اپنی زمین پر اپنی حجت قرار دیا ہے اور اس نے ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا ہے کہ ہم اس سے جدا نہیں ہوں گے اور وہ ہم سے جدا نہیں ہوگا۔ ③

بیان:

یعنی لا نفارق علم القرآن و لا یفارقنا علمه أی لیس علمه عند غیرنا و قد مضی بیان هذا مشروحا

یعنی ہم قرآن مجید کے علم سے جدا نہ ہوں گے اور نہ ہی اس کا علم ہم سے جدا ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا علم ہمارے غیر کے پاس نہیں ہو سکتا۔ اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے لیکن میرے یعنی علامہ مجلسی کے نزدیک حسن ہے ④ اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

---

① تفسیر نور الثقلین: ۵۲۱/۳؛ تفسیر البرہان: ۹۱۰/۳؛ تاویل الآیات: ۳۴۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴۷/۹؛ تفسیر الفرات: ۲۷۵؛ بحار الانوار: ۳۴۷/۲۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲۱۶/۳

② عدالت صحابہ میلانی: ۹۶؛ مع الائمۃ الہداۃ میلانی: ۳۳۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲۱۶۳

③ کمال الدین: ۲۴۰/۱؛ تفسیر البرہان: ۲۸/۱ و ۹۱۰/۳ و ۳۲۷/۵؛ بحار الانوار: ۳۴۲/۲۳ و ۲۵۰/۲۶؛ بصائر الدرجات: ۸۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۷۸/۲۷؛ ثواب الاعمال فی القرآن: ۱۶

④ مرآۃ العقول: ۳۴۳/۲

۵۷ ـ باب أنهم الهداة

باب: آئمہ علیہم السلام ہادی ہیں

1/1006 الکافی،۱/۱۹۱/۱/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عن النضر و فضالة عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنِ الْفُضَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هٰادٍ) فَقَالَ كُلُّ إِمَامٍ هَادٍ لِلْقَرْنِ الَّذِي هُوَ فِيهِمْ.

فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور ہر قوم کے لیے ہادی ہوتا ہے۔(الرعد:۷)'' کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ہر امام اپنے زمانہ کے لوگوں کے لیے ہادی ہوتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف کالموثق ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ موسیٰ بن بکر واقفی ہے مگر ثقہ ہے اور تفسیر القمی کا راوی ہے(واللہ اعلم)

2/1007 الکافی،۱/۱۹۱/۲/۱ الثلاثة عن ابن أذينة عن الْعِجْلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّمٰا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هٰادٍ) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الْمُنْذِرُ وَ لِكُلِّ زَمَانٍ مِنَّا هَادٍ يَهْدِيهِمْ إِلَى مَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ الْهُدَاةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلِيٌّ ثُمَّ الْأَوْصِيَاءُ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ.

العجلی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ہادی ہوتا ہے۔(الرعد:۷)'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ڈرانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہر زمانہ میں ہم میں سے ان کے لیے ایک ہادی ہوتا ہے جو لوگوں کو ان چیزوں کی طرف ہدایت کرے گا جو کچھ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہادی حضرت

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۰؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۱۹۱ح ۶۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۲۸؛ الفصول المہمہ: ۱/۸۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۳۸۳؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۳۱۳؛ فضائل امیر المومنینؑ: ۱۹۵؛ بحار الانوار: ۲۳/۳ و ۵۳؛ کمال الدین: ۲/۶۶۷؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۳۱؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۰۳

[2] مرآۃ العقول: ۲/۳۲۳

علی علیہ السلام ہیں اور ان کے بعد اوصیاء ہیں جو ایک کے بعد ایک ہوگا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1008 الکافی،۱/۱۹۲/۳/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ سَعْدَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: (إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْمُنْذِرُ وَ عَلِيٌّ الْهَادِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ هَلْ مِنْ هَادٍ الْيَوْمَ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا زَالَ مِنْكُمْ هَادٍ بَعْدَ هَادٍ حَتَّى دُفِعَتْ إِلَيْكَ فَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَوْ كَانَتْ إِذَا نَزَلَتْ آيَةٌ عَلَى رَجُلٍ ثُمَّ مَاتَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مَاتَتِ الْآيَةُ مَاتَ الْكِتَابُ وَلَكِنَّهُ حَيٌّ يَجْرِي فِيمَنْ بَقِيَ كَمَا جَرَى فِيمَنْ مَضَى.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ہادی ہوتا ہے۔ (الرعد: ۷)'' کے متعلق عرض کیا تو آپؑ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرانے والے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام ہادی ہیں۔

پھر فرمایا: اے ابو محمد! بتاؤ اس زمانہ میں بھی کوئی ہادی ہے؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ حضرات میں سے ہر زمانہ میں ایک کے بعد دوسرا ہادی رہا ہے اور اب بات آپؑ پر آ گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! اللہ تم پر رحم کرے! اگر آیت کسی شخص کے بارے میں نازل ہوتی تو جب پھر وہ شخص مرجاتا تو پھر یہ آیت بھی مرجاتی اور کتاب بھی مرجاتی لیکن وہ زندہ ہے اور جاری ہے پس جس طرح پہلے جاری و ساری تھا آئندہ بھی جاری و ساری رہے گا۔ [4]

---

[1] تفسیر العیاشی: ۲/۲۰۳؛ بصائر الدرجات: ۲۹؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۲۸؛ تاویل الآیات: ۲۳۶؛ بحار الانوار: ۱۶/۳۵۸ و ۲۳/۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۴۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۸۳؛ تفسیر الصافی: ۳/۵۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۱۴۵؛ غایۃ المرام: ۳/۷ و ۲۷۳

[2] مراۃ العقول: ۲/۳۴۵

[3] الامامۃ مشعّی: ۵۲

[4] تاویل الآیات: ۲۳۵؛ بصائر الدرجات: ۳۱؛ بحار الانوار: ۲۳/۴ و ۳۵/۴۰۱ و ۲/۷۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۴۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۸۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۲۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/۴۴۸؛ مسند ابی بصیر: ۱/۴۸

بیان:

یعنی أن کل آیة من الکتاب لا بد أن یقوم تفسیرها و العلم بتأویلها بقیم عالم راسخ فی العلم حی فلو لم یکن فی کل زمان هاد عالم بالآیات حی ماتت الآیات لفقد المنفعة بها فمات الکتاب و لکن الکتاب لا یجوز موته لأنه الحجة علی الناس

یعنی بیشک کتاب کی ہر ایک آیت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تفسیر اور اس کی تاویل کا علم ایک ایسے علام کے ذریعہ قائم ہو جو راسخ فی العلم ہو اور زندہ ہو، پس اگر ہر ایک زمانہ میں کوئی ہادی اور آیات قرانی کا عالم زندہ موجود نہ ہو تو آیات کو سمجھنا محال ہے اور کتاب کو سمجھنا مشکل ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے اور تفسیر القمی و کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [2] (واللہ اعلم)

4/1009 الکافی، ۱/۴/۱۹۲/۱ محمد عن أحمد عن الحسین عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحِيمِ اَلْقَصِيرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (إِنَّمٰا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هٰادٍ) فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمُنْذِرُ وَ عَلِيٌّ اَلْهَادِي أَمَا وَ اَللَّهِ مَا ذَهَبَتْ مِنَّا وَ مَا زَالَتْ فِينَا إِلَى اَلسَّاعَةِ.

عبدالرحیم قیصر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ہادی ہے۔(الرعد:۷)۔" کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ڈرانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہادی حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اللہ کی قسم! ہدایت ہم سے کبھی دور نہیں ہوئی اور اب بھی ہادی ہم میں سے ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عبدالرحیم بن روح القصیر ثقہ ہے اور تفسیر القمی کا روای ہے [5] (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۳۳۵

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

[3] بصائر الدرجات: ۳۰؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۱۹۲ ح ۶۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۴۱۳؛ فضائل امیر المومنینؑ: ۱۹۶؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳ و ۵/ ۳ و ۴۰۱؛ مجمع البحرین: ۳/ ۴۹۱؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۰۴

[4] مراۃ العقول: ۲/ ۳۳۶

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۱۵

۵۸ ـ باب أنهم ولاة أمر الله وخزنة علمه

باب: آئمہ علیہم السلام امرِ الٰہی کے والی اور اُس کے علم کے خزانے ہیں

1/1010 الكافی ،۱/۱۹۲/۱/۱ محمد عن أحمد بن أبی زاهر عن الحسن بن موسی عن علی عن عمه قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: نَحْنُ وُلاَةُ أَمْرِ اَللَّهِ وَ خَزَنَةُ عِلْمِ اَللَّهِ وَ عَيْبَةُ وَحْيِ اَللَّهِ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: ہم اللہ کے امر کے والی ہیں، اس کے علم کے خزانہ دار ہیں اور اللہ کی وحی کے صندوق ہیں۔ [1]

بیان:

العيبة زبيل من أدم و من الرجل موضع سره

"العیبہ" چمڑے کی زنبیل یعنی تھیلی اور بھید کی جگہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کیونکہ احمد بن ابی زاھر کامل الزیارات کا راوی ہے اور اس کی توثیق کی گئی ہے [3] اور علی بن حسن بھی ثقہ ہے اور اسکی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے اور اس کی تضعیف اخلافی ہے اور عبدالرحمٰن بن کثیر بھی تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور ثقہ ہے [4] اور نجاشی کا اسے ضعیف کہنا سہو ہے (واللہ اعلم)

2/1011 الكافی ،۱/۱۹۲/۲/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عن ابن أسباط عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَوْرَةَ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَللَّهِ إِنَّا لَخُزَّانُ اَللَّهِ فِي سَمَائِهِ وَ أَرْضِهِ لاَ عَلَى ذَهَبٍ وَ لاَ عَلَى فِضَّةٍ إِلاَّ عَلَى عِلْمِهِ.

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۰۰؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۱۹۲ ح ۶۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۴۱۳؛ فضائل امیر المومنین: ۱۹۶؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳ و ۳۵/ ۳۰۱؛ مجمع البحرین: ۳/ ۴۹۱؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۰۳

[2] مرآۃ العقول: ۲/ ۳۴۶

[3] المفید معجم رجال الحدیث: ۲۰

[4] ایضاً: ۳۱۲

سورۃ بن کلیب سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم! ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہیں مگر سونے چاندی کے نہیں بلکہ اس کے علم کے خزانہ دار ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ علی بن اسباط ثقہ ہے البتہ فطحی مذہب سے رجوع ثابت نہیں بلکہ اختلافی ہے [3] اور اس کے والد اسباط بھی ثقہ ہیں اور ان کی اصل بھی ہے اور ابن ابی عمر اس سے روایت کرتے ہیں اور سورۃ بن کلیب الاسدی بھی ثقہ ہیں اور تفسیر القمی کے راوی ہیں [4] (واللہ اعلم)

3/1012 الکافی، ۱/۱۹۲/۳/۲ علی بن موسی عن أحمد عن الحسین وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ اَلْبَرْقِيِّ عَنِ اَلنَّضْرِ رَفَعَهُ عَنْ سَدِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ خُزَّانُ عِلْمِ اَللَّهِ وَ نَحْنُ تَرَاجِمَةُ وَحْيِ اَللَّهِ وَ نَحْنُ اَلْحُجَّةُ اَلْبَالِغَةُ عَلَى مَنْ دُونَ اَلسَّمَاءِ وَ مَنْ فَوْقَ اَلْأَرْضِ.

سدیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کے علم کے خزانہ دار ہیں، ہم وحی الٰہی کے ترجمان ہیں، ہم خدا کی حجت بالغہ ہیں ان پر جو آسمانوں کے اوپر ہیں اور ان پر جو زمین کے اوپر ہیں۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [6] لیکن میرے نزدیک حدیث مرفوع ہے اور اس کی ایک سند الصفار نے بھی ذکر کی ہے

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۰۳؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۰۵؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۵۰۹؛ ینابیع المعاجز: ۱۷؛ مناقب الطاہرین طبری: ۲/ ۴۳۳

[2] مرآۃ العقول: ۲/ ۳۴۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۸۵

[4] ایضاً: ۲۷۲

[5] بصائر الدرجات: ۱۰۴؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۳۸۳؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۵۳۵؛ رجال الکشی: ۳۰۶؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۱۶۸؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۳۴۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۷۶؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۰۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۴۷۵

[6] مرآۃ العقول: ۲/ ۳۴۷

جو حسن ہے اور اس میں ابی طالب اور سدیر دونوں ثقہ ہیں [1] (واللہ اعلم)

4/1013 الکافی ۱/۱۹۳/۱ ۱/۴ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اِسْتِكْمَالُ حُجَّتِي عَلَى اَلْأَشْقِيَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ تَرَكَ وَلاَيَةَ عَلِيٍّ وَ اَلْأَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِكَ فَإِنَّ فِيهِمْ سُنَّتَكَ وَ سُنَّةَ اَلْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَ هُمْ خُزَّانِي عَلَى عِلْمِي مِنْ بَعْدِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَقَدْ أَنْبَأَنِي جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَسْمَائِهِمْ وَ أَسْمَاءِ آبَائِهِمْ .

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! میں تیری اُمت کے اشقیاء پر حضرت علیؑ اور تیرے بعد دوسرے اوصیاء کی ولایت ترک کرنے سے حجت تمام کروں گا کیونکہ انہی ہستیوں میں تمہارا طریقہ اور تم سے پہلے گزرے ہوئے وصیوں کا طریقہ وسلیقہ موجود ہے اور یہی تمہارے بعد میرے علم کے مخزن ہیں۔ پھر فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھے ان کے اور ان کے آبائے کرام کے نام بتلائے ہیں۔ [2]

بیان:

قد مضى هذا الخبر في باب وجوب موالاتهم مع زيادة و بيان

✪ یہ خبر پہلے باب وجوب موالاتھم میں اضافہ اور بیان کے ساتھ گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ النضر بن شعیب تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور محمد بن حسین الزیات نے اس پر بہت اعتماد کیا ہے اور اس سے کثیر روایات روایت کی ہیں اور ہمارے بعض علماء نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے روایت صحیح قرار دیا ہے چنانچہ آقا کلینی نے ایک حدیث نقل کی جس

---

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۷۳۳ و ۲۴۳

[2] مراۃ العقول: ۲/۳۴۸

[3] الکافی: ۷/۲۰

میں نضر موجود ہے [1] تو علامہ مجلسی نے اسے مجہول قرار دیا لیکن شیخ العصفور نے صحیح قرار دیا ہے [2] اسی طرح شیخ طوسی نے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں نضر موجود ہے [3] اور اسے علامہ مجلسی نے مجہول قرار دیا ہے [4] لیکن شیخ موسوی عاملی نے صحیح قرار دیا ہے [5] اور محمد بن الفضیل بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ علم)

5/1014 الکافی،۱/۱۹۳/۵/۱ القمیان عن محمد بن خالد عن فضالة عن ابن أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا اِبْنَ أَبِي يَعْفُورٍ إِنَّ اَللَّهَ وَاحِدٌ مُتَوَحِّدٌ بِالْوَحْدَانِيَّةِ مُتَفَرِّدٌ بِأَمْرِهِ فَخَلَقَ خَلْقاً فَقَدَّرَهُمْ لِذَلِكَ اَلْأَمْرِ فَنَحْنُ هُمْ يَا اِبْنَ أَبِي يَعْفُورٍ فَنَحْنُ حُجَجُ اَللَّهِ فِي عِبَادِهِ وَ خُزَّانُهُ عَلَى عِلْمِهِ وَ اَلْقَائِمُونَ بِذَلِكَ.

ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن ابی یعفور! اللہ واحد ہے اور اپنی وحدانیت میں اکیلا ہے اور اپنے حکم میں منفرد ہے پس اس نے مخلوق کو پیدا کیا اور امر دین کو ان کے لیے مقدر کیا پس اے ابن ابی یعفور! ہم وہی ہیں اور ہم اللہ کے بندوں میں اس کی حجتیں ہیں، اس کے علم کے خزانے ہیں اور اس پر قائم رہنے والے ہیں۔ [6]

بیان:

متوحد بالوحدانية أي في ذاته متفرد بأمره أي بفعله فقدرهم من التقدير لذلك الأمر لأن يكونوا قائمين به

"متوحد بالوحدانیۃ" یعنی وہ اپنے حکم سے اپنی ذات میں منفرد ہے یعنی اپنے فعل سے پس اس نے ان کے لیے اپنی تقدیر سے اس امر کو مقدر کیا کہ وہ اس کے ساتھ قائم رہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [7]

---

[1] الکافی: ۷/۲۰

[2] الانوار اللوامع: ۱۳/۴۳۳

[3] تہذیب الاحکام: ۵/۴۶۷

[4] مراۃ العقول: ۸/۵۲۶

[5] مدارک الاحکام: ۸/۴۰۱

[6] بصائر الدرجات: ۱۰۳ و ۶۱؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۰۶ و ۲۴۷؛ غایۃ المرام: ۷/۳۴۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴

[7] مراۃ العقول: ۲/۳۴۹

6/1015 الکافی ۱/۱۹۳/۶/۱ علی بن محمد عن سهل عن موسی بن القاسم بن معاویة و محمد عن العمر کی جمیعا عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَنَا فَأَحْسَنَ خَلْقَنَا وَ صَوَّرَنَا فَأَحْسَنَ صُوَرَنَا وَ جَعَلَنَا خُزَّانَهُ فِي سَمَائِهِ وَ أَرْضِهِ وَ لَنَا نَطَقَتِ اَلشَّجَرَةُ وَ بِعِبَادَتِنَا عُبِدَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَوْلاَنَا مَا عُبِدَ اَللَّهُ.

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں احسن طریقے سے خلق کیا اور ہمیں صورت دی تو احسن صورت دی اور ہم کو اپنے آسمانوں اور اپنی زمین کا خزانہ دار بنا دیا اور درخت نے ہمارے لیے گفتگو کی اور ہماری عبادت سے اللہ کی عبادت کی گئی اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ کی ہوتی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

۵۹۔ باب أنهم خلفاء الله فی أرضه و أبوابه

باب: آئمہ علیہم السلام اللہ کی زمین پر اُس کے خلفاء اور اُس کے دروازے ہیں

1/1016 الکافی ۱/۱۹۳/۱/۱ الاثنان عن أحمد عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلْأَئِمَّةُ خُلَفَاءُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي أَرْضِهِ.

الجعفری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: آئمہ اللہ کی زمین میں اس کے خلیفہ ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مسائل علی بن جعفرؑ: ۳۱۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۲۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۴۰؛ بصائر الدرجات: ۱۰۵؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۰۷

[2] مرآۃ العقول: ۲/۳۵۰

[3] اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۶؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۹؛ غایۃ المرام: ۷/۲۲۵

[4] مرآۃ العقول: ۲/۳۵۰

2/1017 الكافي ١/١٩٣/٣/١ الاثنان عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ ٱللَّهِ جَلَّ جَلاَلُهُ: ﴿وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا ٱلصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ قَالَ هُمُ ٱلْأَئِمَّةُ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ’’اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عمل صالح کیے ہیں کہ وہ ان کو روئے زمین پر اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ (النور: ۵۵)‘‘ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد آئمہؑ ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون کثیر اسناد سے مروی ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1018 الكافي ١/١٩٣/٢/١ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : ٱلْأَوْصِيَاءُ هُمْ أَبْوَابُ ٱللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ٱلَّتِي يُؤْتَى مِنْهَا وَلَوْلاَهُمْ مَا عُرِفَ ٱللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَبِهِمُ ٱحْتَجَّ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى خَلْقِهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اوصیاء اللہ تعالیٰ کا وہ دروازہ ہیں جن کے ذریعے اس تک آیا جاسکتا ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ نہ پہچانا جاتا اور ان ہی کے ذریعے اللہ نے اپنی مخلوق پر حجت قائم کی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا معتبر ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور

---

[1] تاویل الآیات: ۳۹۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۶۱۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۳۳۵؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۹؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۹؛ فضائل امیر المومنینؑ: ۳/۵۷؛ غایۃ المرام: ۴/۱۱۸

[2] مراۃ العقول: ۲/۳۵۱

[3] تفسیر البرہان: ۱/۴۰۷؛ اثبات الھداۃ: ۱/۸۲ و ۱۰۷؛ تاویل الآیات: ۹۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۲۶۱؛ المحجۃ البیضاء: ۲/۴۱۵؛ اللوامع النورانیہ: ۹۷

[4] مراۃ العقول: ۲/۳۵۰

محمد بن جمہور ثقہ اور تفسیر القمی و کامل الزیارات کا راوی ہے [1] اور عبداللہ بن القاسم واقفی اور غالی ہے مگر کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے (واللہ اعلم)

4/1019 الکافی،۱/۴۳۷/۸/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَابٌ فَتَحَهُ اَللَّهُ فَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِراً وَ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ وَ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ كَانَ فِي اَلطَّبَقَةِ اَلَّذِينَ قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لِي فِيهِمُ اَلْمَشِيئَةُ.

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام وہ دروازہ ہیں جس کو اللہ نے کھولا ہے جو داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو اس سے خارج ہوا وہ کافر ہے اور جو نہ داخل ہوا اور نہ خارج ہوا تو وہ اس طبقہ میں ہے جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے: ان کے لیے میری مشیت جاری ہوگی۔ [2]

بیان:

یعنی إن شاء عذبه و إن شاء غفر له

یعنی اگر وہ چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اس کو معاف کردے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

---

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

[2] بحارالانوار: ۳۲/۲۳ ۳۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/۵۳ ۳۵۳؛ مسند الامام الکاظم: ۱/۳۶۶

[3] مرآۃ العقول: ۵/۱۲۶

٦٠ ـ باب أنهم نور الله

باب: آئمہ علیہم السلام اللہ کا نور ہیں

1/1020 الكافي، ١/١٩٥/٤/١ أحمد بن مهران عن عبد العظيم بن عبد الله الحسني عن ابن أسباط و السراد عن الحراز عَنْ أَبِي خَالِدٍ ٱلْكَابُلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَآمِنُوا بِاللهِ وَ رَسُولِهِ وَ ٱلنُّورِ ٱلَّذِي أَنْزَلْنا) فَقَالَ يَا أَبَا خَالِدٍ ٱلنُّورُ وَ ٱللَّهِ ٱلْأَئِمَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى يَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ وَ هُمْ وَ ٱللَّهِ نُورُ ٱللَّهِ ٱلَّذِي أَنْزَلَ وَ هُمْ وَ ٱللَّهِ نُورُ ٱللَّهِ فِي ٱلسَّمَاوَاتِ وَ فِي ٱلْأَرْضِ وَ ٱللَّهِ يَا أَبَا خَالِدٍ لَنُورُ ٱلْإِمَامِ فِي قُلُوبِ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنْوَرُ مِنَ ٱلشَّمْسِ ٱلْمُضِيئَةِ بِالنَّهَارِ وَ هُمْ وَ ٱللَّهِ يُنَوِّرُونَ قُلُوبَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ يَحْجُبُ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ نُورَهُمْ عَمَّنْ يَشَاءُ فَتُظْلِمُ قُلُوبُهُمْ وَ ٱللَّهِ يَا أَبَا خَالِدٍ لاَ يُحِبُّنَا عَبْدٌ وَ يَتَوَلاَّنَا حَتَّى يُطَهِّرَ ٱللَّهُ قَلْبَهُ وَ لاَ يُطَهِّرُ ٱللَّهُ قَلْبَ عَبْدٍ حَتَّى يُسَلِّمَ لَنَا وَ يَكُونَ سِلْماً لَنَا فَإِذَا كَانَ سِلْماً لَنَا سَلَّمَهُ ٱللَّهُ مِنْ شَدِيدِ ٱلْحِسَابِ وَ آمَنَهُ مِنْ فَزَعِ يَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ ٱلْأَكْبَرِ.

ابو خالد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''پس ایمان لاو اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل کیا ہے (التغابن: ٨)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! خدا کی قسم! اس نور سے مراد آئمہ آل محمدؑ ہیں جو قیامت تک ہوں گے۔

خدا کی قسم! آئمہؑ اللہ کا وہ نور ہیں جس کو اللہ نے نازل کیا ہے، یہ زمین و آسمان میں اللہ کا نور ہیں۔ اے ابو الخالد! خدا کی قسم! امام کا نور مومن کے دل میں چمکتے ہوئے سورج سے بھی زیادہ روشن ہوتا ہے اور ان کے نور سے ہی خدا مومنین کے دلوں کو منور و روشن کرتا ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے اس کے دل اور اس نور کے درمیان پردہ قرار دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ دل تاریک ہو جاتا ہے۔ کوئی بندہ ہمارے ساتھ محبت نہیں کرتا اور اس کے دل میں ہماری ولایت نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے جبکہ اس کا دل پاک طاہر ہو اور خدا کسی کے دل کو اس وقت تک پاک نہیں کرتا جب تک وہ ہمارے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے اور جب کوئی بندہ ہمارے سامنے سر تسلیم خم کر لیتا ہے تو پھر خدا اس کے امتحان میں آسانی کر دیتا ہے اور پھر وہ قیامت کے دن

کی ہولنا کیوں سے امن میں ہوجاتا ہے کہ جو دن بہت بڑا ہولناک ہوگا۔ [1]

بیان:

حتی یسلم لنا إما من الإسلام بمعنی الانقیاد أو من التسلیم و السلم بالکسر خلاف الحرب

"حتی لیسلم لنا" یہاں تک کہ وہ ہمیں تسلیم کرلیں۔ یا تو یہ اسلام سے ہے تو اس کا معنی منعقد کرنا ہے اور یا پھر یہ تسلیم سے ہے اور "مسلم" کسرہ کے ساتھ اس کا معنی حرب کے خلاف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے اور اس کی دوسری سند علی بن ابراہیم نے ذکر کی ہے جو صحیح ہے اور انھوں نے راویوں کی توثیق بھی کی ہے (واللہ اعلم)

2/1021 الکافی،۱/۱۹۵/۱/۴ أحمد بن مهران عن عبد العظیم بن عبد الله الحسنی عن ابن أسباط و السراد عن الحراز عَنْ أَبِي خَالِدٍ اَلْكَابُلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى: (فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُولِهِ وَ اَلنُّورِ اَلَّذِي أَنْزَلْنٰا) فَقَالَ يَا أَبَا خَالِدٍ اَلنُّورُ وَ اَللَّهِ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَنُورُ اَلْإِمَامِ فِي قُلُوبِ اَلْمُؤْمِنِينَ أَنْوَرُ مِنَ اَلشَّمْسِ اَلْمُضِيئَةِ بِالنَّهَارِ وَ هُمُ اَلَّذِينَ يُنَوِّرُونَ قُلُوبَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ يَحْجُبُ اَللَّهُ نُورَهُمْ عَمَّنْ يَشَاءُ فَتُظْلِمُ قُلُوبُهُمْ وَ يَغْشَاهُمْ بِهَا.

ابو خالد کابلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "پس ایمان لاو اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ (التغابن: ۸)۔" کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم! اس نور سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں۔ اے ابو خالد! امام کا نور مومنین کے دلوں میں چمکنے والے سورج سے زیادہ روشن ہے۔ یہ وہ نور ہے جس سے اللہ مومنین کے دلوں کو روشن کرتا ہے اور جس سے چاہے اس کے دل اور اس نور کے درمیان پردہ قرار دے دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ تاریک ہوجاتا ہے اور وہ ظلمات میں غرق و گم ہوجاتا ہے۔ [3]

---

[1] تفسیر القمی: ۲/ ۳۷۱؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۹۶؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳۰۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۸۰؛ مختصر البصائر: ۲۷۴؛ ینابیع الحکمۃ: ۲/ ۳۲؛ غایۃ المرام: ۴/ ۳۳۸؛ مختصر البصائر: ۵۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۴۱؛ اللوامع النورانیۃ: ۴۸۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳۱۹؛ مکیال المکارم: ۱/ ۳۳۴

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۳۵۴

[3] مختصر البصائر: ۲۷۴؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۹۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۸۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۴۱؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۱۸۳؛ ینابیع الحکمۃ: ۲/ ۳۲

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران پر آقا کلینی نے بہت اعتماد کیا ہے اور شیخ الوحید نے بھی اسی وجہ سے اعتماد کیا ہے [2] اور باقی سب راوی معروف ہیں اور علی بن اسباط فطحی ہے لیکن اس کے ساتھ حسن بن محبوب موجود ہے (واللہ اعلم)

3/1022 الکافی،۱/۱۹۴/۲/۱ علی بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى (اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ اَلرَّسُولَ اَلنَّبِيَّ اَلْأُمِّيَّ اَلَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِنْدَهُمْ فِي اَلتَّوْرَاةِ وَ اَلْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَاهُمْ عَنِ اَلْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ اَلطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ اَلْخَبَائِثَ) إِلَى قَوْلِهِ (وَاِتَّبَعُوا اَلنُّورَ اَلَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولٰئِكَ هُمُ اَلْمُفْلِحُونَ) قَالَ اَلنُّورُ فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ عَلِيٌّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ .

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالی کے قول: ''وہ لوگ جنھوں نے اتباع کیا رسول و نبی امی کا جس کا ذکر انھوں نے لکھا ہوا توریت وانجیل میں پایا ہے جوان کی نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ۔۔۔۔۔ سے لے کر اس قول: ''اور انھوں نے اتباع کیا اس نور کا جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔ (الاعراف: ۱۵۷)۔'' کے متعلق فرمایا: اس جگہ پر نور سے مراد علی امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ علیہم السلام ہیں ۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [4]

4/1023 الکافی،۱/۱۹۴/۳/۱ القمیان عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَقَدْ آتَى اَللَّهُ أَهْلَ اَلْكِتَابِ خَيْراً كَثِيراً قَالَ وَ مَا ذَاكَ قُلْتُ قَوْلُ اَللَّهِ تَعَالَى: (اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ اَلْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ) إِلَى قَوْلِهِ (أُولٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا) قَالَ فَقَالَ قَدْ آتَاكُمُ اَللَّهُ كَمَا آتَاهُمْ ثُمَّ تَلاَ: (يَا أَيُّهَا

---

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۳۵۸

[2] معجم رجال الحدیث: ۳/ ۱۴۰

[3] تفسیر البرہان: ۲/ ۵۹۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۸۳؛ اثبات الہداۃ: ۲/ ۵؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۱۶۹؛ مکیال المکارم: ۱/ ۳۲۴

[4] مراۃ العقول: ۲/ ۳۵۶

اَلَّذِينَ آمَنُوا اِتَّقُوا اَللّٰهَ وَ آمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُوراً تَمْشُونَ بِهِ) يَعْنِي إِمَاماً تَأْتَمُّونَ بِهِ.

ابوالجارود سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ نے اہل کتاب کو خیر کثیر دیا ہے یہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا فرماتا ہے: ''وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے قرآن سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔(القصص:۵۲)۔'' یہاں تک فرمایا: ''وہی لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کے بدلے میں دوہرا اجر دیا جائے گا۔(القصص:۵۴)۔''

پھر ان کے بارے فرمایا کہ تم کو اللہ نے اسی طرح دیا ہے جیسے ان کو دیا تھا۔

پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دُوہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نُور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔(الحدید:۲۸)۔''

آپؑ نے فرمایا: یاس نور سے مراد وہ امام ہے جس کی اقتدا میں وہ زندگی بسر کریں گے۔[1]

بیان:

الكفل بالكسر الضعف و النصيب و الحظ

''الکفل'' کسر کے ساتھ ضعف، نصیب اور حصہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابی الجارود یعنی زیاد بن منذر ثقہ ثابت ہے اور تفسیر القمی کا راوی ہے البتہ زیدی المذہب ہے[3] اور باقی راوی ثقہ معروف ہیں (واللہ اعلم)

5/1024 الكافی، ۱/۱۹۵/۵/۱ علی بن محمد و محمد بن الحسن عن سهل عن ابن شمون عن الأصم عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ اَلْهَمْدَانِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللّٰهِ تَعَالَى: (اَللّٰهُ نُورُ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ) فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ

[1] تفسیر البرہان: ۳/ ۲۷۲و۵/ ۳۰۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۵۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۱۱۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۶۷؛ اللوامع النورانیہ: ۱۸۷

[2] مرآۃ العقول: ۲/ ۳۵۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۳۵

(فِيهَا مِصْبَاحٌ) اَلْحَسَنُ: (اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ) اَلْحُسَيْنُ (اَلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) فَاطِمَةُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بَيْنَ نِسَاءِ أَهْلِ الدُّنْيَا (يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ) إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: (زَيْتُونَةٍ لاَ شَرْقِيَّةٍ وَلاَ غَرْبِيَّةٍ) لاَ يَهُودِيَّةٍ وَلاَ نَصْرَانِيَّةٍ: (يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ) يَكَادُ الْعِلْمُ يَنْفَجِرُ بِهَا: (وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ) إِمَامٌ مِنْهَا بَعْدَ إِمَامٍ: (يَهْدِي اللهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ) يَهْدِي اللهُ لِلأَئِمَّةِ مَنْ يَشَاءُ: (وَيَضْرِبُ اللهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ) قُلْتُ (أَوْ كَظُلُمَاتٍ) قَالَ اَلْأَوَّلُ وَ صَاحِبُهُ: (يَغْشَاهُ مَوْجٌ) اَلثَّالِثُ: (مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ) ظُلُمَاتٌ اَلثَّانِي: (بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ) مُعَاوِيَةُ لَعَنَهُ اللهُ وَفِتَنُ بَنِي أُمَيَّةَ: (إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ) اَلْمُؤْمِنُ فِي ظُلْمَةِ فِتْنَتِهِمْ: (لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لَهُ نُوراً) إِمَاماً مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: (فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ) إِمَامٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ فِي قَوْلِهِ: (يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ بِأَيْمَانِهِمْ) أَئِمَّةُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَسْعَى بَيْنَ يَدَيِ الْمُؤْمِنِينَ وَبِأَيْمَانِهِمْ حَتَّى يُنْزِلُوهُمْ مَنَازِلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

صالح بن سھل ہمدانی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: ''اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے اور اس کی نور کی مثال مشکاۃ (فانوس) ہے (النور:۳۵)۔'' کے متعلق فرمایا: اس سے مراد حضرت فاطمہ الزہراءؑ ہیں

اس میں چراغ ہے تو اس سے مراد امام حسنؑ ہیں۔

''وہ چراغ زجاجہ میں ہے'' تو اس سے مراد امام حسینؑ ہیں۔

زجاجہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ تو اس سے مراد سیدہ زہراءؑ ہیں اور جناب زہراءؑ کا مقام دنیا کی عورتوں میں چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے۔

''يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ'' تو شجرہ مبارکہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

''زَيْتُونَةٍ لاَ شَرْقِيَّةٍ وَلاَ غَرْبِيَّةٍ'' تو اس سے مراد ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی اور نہ نصاریٰ ہیں۔ ''يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ'' سے مراد ہے کہ عنقریب ان سے علم کے چشمے نکلیں گے۔

''وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ'' سے مراد ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوگا۔

''يَهْدِي اللهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ'' یعنی وہ جسے چاہتا ہے آئمہؑ کے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

''وَيَضْرِبُ اللهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ'' اور اللہ لوگوں کے لیے اپنی مثالیں پیش کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کظلمات سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد اول اور اس کا ساتھی ہے۔

''يَغْشَاهُ مَوْجٌ'' سے مراد ثالث ہے۔

''مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ'' سے مراد دوسرے کے مظالم ہیں۔ ''بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ'' سے مراد حاکم شام اور بنو امیہ کے فتنے ہیں۔

''إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ'' سے مراد ہے کہ جب مومن ان کے فتنوں میں ہوگا۔

''لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لَهُ نُوراً'' سے مراد ہے کہ اس وقت خدا ان مومنین کے لیے اولاد فاطمہؑ سے ایک کے بعد دوسرا امام قرار دے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جائے گا۔

''يَسْعىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ'' سے مراد ہے کہ مومنین کے لیے آئمہ یوم قیامت تک رہیں گے جو مومنین کی دائیں بائیں اور سامنے سے حفاظت کریں گے اور ان کو قیامت کے بعد ان کی منازل تک پہنچائیں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] اور علی بن ابراہیم نے جو سند ذکر کی ہے اس کو ان کی توثیق عام حاصل ہے (واللہ اعلم)

6/1025 الكافى،١/١٩٥/٥/١ ١/١٩٥/٥/١ ١/١٩٥/٥/١ عنهما عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ وَ مُحَمَّدٌ عَنِ الْعَمْرَكِيِّ جَمِيعاً عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ: مِثْلَهُ.

علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [3]

بیان:

يعنى أن مصباحا الأول المنكر كناية عن الحسن ع و الثانى المعرف كناية عن الحسين ع و الزجاجة التى هى المشكاة كناية عن فاطمة ع زيتونة تمد النور و النار التعليم قال الأول و

---

[1] مسائل علی بن جعفرؒ:۳۱۶؛ تفسیر البرہان:۴/۶۷؛ تفسیر کنز الدقائق:۹/۳۰۸ و۳۲۱؛ بحار الانوار:۲۳/۳۰۴ و۴/۱۸؛ تاویل الآیات:۳۵۷؛ تفسیر القمی:۲/۱۰۲؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۶۱۲؛ اللوامع النورانیہ:۴۲۹؛ الکوثر موسوی:۲/۳۰؛ مسند سہل بن زیاد:۵/۲۰۹؛ تاریخ امام حسینؑ:۱۹/۶۱۷

[2] مراۃ العقول:۲/۳۶۵

[3] سابقہ حدیث کے حوالہ جات

صاحبہ يَغْشَاهُ مَوْجٌ يعني أن الظلمات الأول كناية عن الأول و الموج الأول عن الثاني و الموج الثاني عن الثالث و الظلمات الثاني التي بعضها فوق بعض عن معاوية و فتن بني أمية

❂ یعنی بیشک "مصباح" سے پہلی مراد منکر ہے اور یہ کنایہ ہے امام حسنؑ سے اور دوسری مراد معرف ہے اور یہ کنایہ امام حسینؑ سے ہے۔ "الزجاجہ" اس سے مراد وہی مشکوٰۃ ہے اور یہ کنایہ ہے جناب سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراءؑ کے لیے "زیتونہ" جو نور اور نار کو پھیلاتا ہے اس سے مراد ملعیم ہے۔ "یغشاہ موج" اس سے مراد ظلمات اول ہیں اور یہ کنایہ ہے اول سے اور موج اول سے مراد ثانی ہے۔ موج ثانی سے مراد ثالث ہے اور ظلمات ثانی سے مراد بعض دوسرے افراد میں جو ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں یعنی امیر شام اور بنو امیہ کے فتنے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

7/1026 الكافي،١/١٩٥/١/٦ القمي عن الحسين بن عبيد الله عن محمد بن الحسن و موسى بن عمر عن السراد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اَللّٰهِ بِأَفْوٰاهِهِمْ) قَالَ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا وَلاَيَةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَفْوَاهِهِمْ قُلْتُ قَوْلُهُ تَعَالَى (وَ اَللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ) قَالَ يَقُولُ وَ اَللَّهُ مُتِمُّ اَلْإِمَامَةِ وَ اَلْإِمَامَةُ هِيَ اَلنُّورُ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُولِهِ وَ اَلنُّورِ اَلَّذِي أَنْزَلْنٰا) قَالَ اَلنُّورُ هُوَ اَلْإِمَامُ.

فضیل سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن امام رضاؑ سے خدا کے اس قول: "وہ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ (الصف: ۸)۔" کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ یہ لوگ ولایت امیر المومنینؑ کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

پھر میں نے خدا کے قول: "اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ (ایضا)۔" کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے اللہ نور امامت کو کامل اور تمام کرنے والا ہے اور امامت ہی وہ نور ہے اور اسی بارے بارے میں خدا نے فرمایا: "ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور اس نور پر جو ہم

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۳۶۵

نے نازل کیا ہے۔ (التغابن:۸)۔'' پھر فرمایا: نور سے مراد امام ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ حسین بن عبداللہ السعدی تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے جو صحیح ہیں ③ اور محمد بن فضیل الازدی بھی تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور یہ توثیق کافی ہے لہٰذا اس کی تضعیف یا اس پر غلو کا الزام تحقیق کے منافی ہے (واللہ اعلم)

۱۶ ۔ باب أنهم أركان الأرض و أنه جرى لهم ما جرى للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب: آئمہ علیہم السلام زمین کے ارکان ہیں اور ان کے لیے وہ جاری ہوا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جاری ہوا

1/1027 الکافی ۱/۱۹۶/۱، ۱/۱/۱۹۶ أحمد بن مهران عن محمد بن علی و محمد عن أحمد جمیعا عن محمد بن سنان الکافی، الاثنان عن محمد بن جمهور العمی عن محمد بن سنان عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ آخُذُ بِهِ وَ مَا نَهَى عَنْهُ أَنْتَهِي عَنْهُ جَرَى لَهُ مِنَ اَلْفَضْلِ مِثْلُ مَا جَرَى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْفَضْلُ عَلَى جَمِيعِ مَنْ خَلَقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْمُتَعَقِّبُ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَحْكَامِهِ كَالْمُتَعَقِّبِ عَلَى اَللَّهِ وَ عَلَى رَسُولِهِ وَ اَلرَّادُّ عَلَيْهِ فِي صَغِيرَةٍ أَوْ كَبِيرَةٍ عَلَى حَدِّ اَلشِّرْكِ بِاللَّهِ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَابَ اَللَّهِ اَلَّذِي لاَ يُؤْتَى إِلاَّ مِنْهُ وَ سَبِيلَهُ اَلَّذِي مَنْ سَلَكَ بِغَيْرِهِ هَلَكَ وَ كَذَلِكَ يَجْرِي اَلْأَئِمَّةُ اَلْهُدَى وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ جَعَلَهُمُ اَللَّهُ

① تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۲۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۱۷؛ اثبات الھداۃ: ۲/۶؛ تفسیر البرہان: ۵/۳۶۵ و ۳۹۷؛ تاویل الآیات: ۶۶۱؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۱۸ و ۵۱/۶۰؛ المسند الامام الکاظمؑ: ۲/۳۰

② مراۃ العقول: ۲/۳۶۵

③ المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۷۲

أَرْكَانَ ٱلْأَرْضِ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا وَ حُجَّتَهُ ٱلْبَالِغَةَ عَلَى مَنْ فَوْقَ ٱلْأَرْضِ وَ مَنْ تَحْتَ ٱلثَّرَى وَ كَانَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ كَثِيراً مَا يَقُولُ أَنَا قَسِيمُ ٱللَّهِ بَيْنَ ٱلْجَنَّةِ وَ ٱلنَّارِ وَ أَنَا ٱلْفَارُوقُ ٱلْأَكْبَرُ وَ أَنَا صَاحِبُ ٱلْعَصَا وَ ٱلْمِيسَمِ وَ لَقَدْ أَقَرَّتْ لِي جَمِيعُ ٱلْمَلاَئِكَةِ وَ ٱلرُّوحُ وَ ٱلرُّسُلُ بِمِثْلِ مَا أَقَرُّوا بِهِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لَقَدْ حُمِلْتُ عَلَى مِثْلِ حَمُولَتِهِ وَ هِيَ حَمُولَةُ ٱلرَّبِّ وَ إِنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُدْعَى فَيُكْسَى وَ أُدْعَى فَأُكْسَى وَ يُسْتَنْطَقُ وَ أُسْتَنْطَقُ فَأَنْطِقُ عَلَى حَدِّ مَنْطِقِهِ وَ لَقَدْ أُعْطِيتُ خِصَالاً مَا سَبَقَنِي إِلَيْهَا أَحَدٌ قَبْلِي عُلِّمْتُ ٱلْمَنَايَا وَ ٱلْبَلاَيَا وَ ٱلْأَنْسَابَ وَ فَصْلَ ٱلْخِطَابِ فَلَمْ يَفُتْنِي مَا سَبَقَنِي وَ لَمْ يَعْزُبْ عَنِّي مَا غَابَ عَنِّي أُبَشِّرُ بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَ أُؤَدِّي عَنْهُ كُلُّ ذَلِكَ مِنَ ٱللَّهِ مَكَّنَنِي فِيهِ بِعِلْمِهِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: امیر المومنینؑ کی یہ فضیلت ہے کہ جو کچھ نبی لائے وہ آپؑ نے لے لیا اور اسے اپنایا اور جس سے منع کیا اس سے رک گئے پس آپؑ کو بھی وہی فضیلت ملی جو حضرت محمدؐ کو ملی اور حضرت محمدؐ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔ آپؑ کے احکام میں شک کرنے والا اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام میں شک کرنے والا ہے اور اس میں چھوٹی یا بڑی بات کو رد کرنے والا اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ امیر المومنینؑ اللہ کا وہ دروازہ ہیں جس کے بغیر اللہ تک نہیں پہنچا جا سکتا اور وہ اللہ کا راستہ ہیں کہ جو اس کے علاوہ کسی راستے پے چلے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہی معاملہ ان کے بعد دیگر ائمہ کا ہے۔ اللہ نے انہیں زمین کے ارکان قرار دیا تا کہ زمین اپنے باسیوں سمیت دھنس نہ جائے۔ وہ زمین کے اوپر اور تحت الثریٰ میں حجت بالغہ ہیں۔

(پھر فرمایا) امیر المومنینؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں جنت و دوزخ کے مابین اللہ کا قسیم ہوں، میں فاروق اکبر ہوں، میں صاحب عصاء و صاحب میسم ہوں، میرے لیے تمام فرشتوں، ارواح اور رسولوں سے اسی طرح اقرار لیا گیا جس طرح حضرت محمدؐ کے لیے لیا گیا تھا اور مجھ پر بھی ایسا بوجھ ڈالا گیا ہے جس طرح ان پر ڈالا گیا تھا اور یہ بوجھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے پس پیغمبرؐ کو بلایا جائے گا اور ان کو لباس زیب تن کروایا جائے گا اور مجھے بھی بلایا جائے گا اور ویسے ہی لباس مجھے عطاء کیا جائے گا۔ پھر ان کو بلایا جائے گا اور وہ بولیں گے پھر میں بھی اس کے مطابق بولوں گا اور خدا کی طرف سے مجھے ایسے پانچ خصال عطاء کیے گئے ہیں جو مجھ

سے قبل کسی کو عطا نہیں کیے گئے: مجھے لوگوں کی موت کا علم دیا گیا ہے، مجھے بلاؤں اور مصیبتوں کا علم دیا گیا ہے اور مجھے انساب کا علم دیا گیا اور مجھے فصل الخطاب دیا گیا ہے پس جو مجھ سے قبل ہو چکا ہے وہ مجھ سے فوت نہیں ہوا اور جو ابھی آیا نہیں وہ میرے سامنے غائب نہیں ہے، میں خدا کے اذن سے بشارت دیتا ہوں اور میں اس کی جانب سے عطاء کرتا ہوں اور اس سب پر خدا نے مجھے اپنے علم سے قدرت عطا فرمائی ہے۔[1]

بیان:

أخذ و انتهى على البناء للمفعول و المتعقب الطاعن و المعترض و الضمير في عليه لعلي ع في صغيرة أو كبيرة صفتان للكلمة أو للخصلة أو المسألة أو نحو ذلك تميد تتحرك أنا قسيم الله قسيم من الله بين الجنة و النار أي أهليهما و ذلك لأن حبه موجب للجنة و بغضه موجب للنار فبه يقسم الفريقان و به يتفرقان و أنا الفاروق الأكبر إذ به يفرق بين الحق و الباطل و أهليهما صاحب العصا أي عصا موسى التي صارت إليه من شعيب و إلى شعيب من آدم يعني هي عندي أقدر بها على ما قدر عليه موسى كما يأتي ذكره و الميسم بالكسر المكواة لما كان بحبه و بغضه ع يتميز المؤمن من المنافق فكأنه كان يسم على جبين المنافق بكي النفاق حملت على التكلم و البناء للمفعول و الحمولة بالضم الأحمال يعني كلفني الله ربي مثل ما كلف محمدا من أعباء التبليغ و الهداية و هي حمولة الرب أي الأحمال التي وردت من الله سبحانه لتربية الناس و تكميلهم يدعى فيكسى يعني يوم القيامة و كأن الدعوة كناية عن الإقبال الذي مر بيانه في شرح حديث جنود العقل و الجهل و هو السير إلى الله في سلسلة العود و الكسوة كناية عن تغشيهما بنور الجبار و غفران إنيتهما في الجليل الغفار و اضمحلال وجودهما في الواحد القهار كما ورد في الحديث النبوي ص علي ممسوس في ذات الله تعالى قال العلامة المحقق نصير الدين محمد الطوسي رحمه الله إشارة إلى هذا المعنى العارف إذا انقطع عن نفسه و اتصل بالحق رأى كل قدرة مستغرقة في قدرته المتعلقة بجميع المقدورات و كل علم مستغرقا في علمه الذي لا يعزب عنه شيء من الموجودات و كل إرادة مستغرقة في إرادته التي لا يتأبى عنها شيء من الممكنات بل كل وجود و كل كمال وجود فهو صادر عنه فائض من لدنه فصار الحق حينئذ بصره الذي به يبصر و سمعه الذي به يسمع و قدرته التي بها يفعل و علمه الذي به يعلم و وجوده الذي به يوجد فصار العارف حينئذ متخلقا بأخلاق الله بالحقيقة و استنطاقهما و نطقهما عبارة عن ثنائهما بحمد ربهما و شفاعتهما لأولي

[1] بصائر الدرجات: ۲۰۰؛ بحار الانوار: ۳۰/ ۳۴۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۲؛ ینابیع المعاجز: ۲۲۹/ بحر المعارف: ۲/ ۲۱۶

الألباب كما مضى بيانه فى شرح حديث العقل المنايا و البلايا آجال الناس و مصائبهم و فصل الخطاب الخطاب المفصول الغير المشتبه لم يفتني ما سبقني أي علم ما مضى ما غاب عني أي علم ما يأتي

"اخذو انتھی" یہ مبنی پر مفعول ہیں۔

"المتعب" بُرا بھلا کہنے والا اور اعتراض کرنے والا۔ "علیہ" میں جو ضمیر ہے "علیؑ" کے لیے ہے۔ "فی صغیرہ او کبیرۃ" یہ دونوں صفتیں ہیں کلمہ کی یا خصلت کی یا مسئلہ کی یا پھر ان جیسے اوروں کی جو پھیلتی اور متحرک ہوتی ہیں۔ "انا قسیم اللہ" یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کرنے والا۔ "بین الجنۃ والنار" یعنی جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان اور اس کی وجہ ہے یہ کہ امیر المومنینؑ کی محبت جنت میں جانے کا سبب ہے اور آپؑ سے بغض جہنم میں جانے کا سبب ہے لہٰذا ان کی وجہ سے دو گروہ ہوں اور متفرق ہوں گے۔ "ان الفاروق الاکبر" اس سے مراد یہ ہے کہ آپؑ حق و باطل اور ان کے اہلیان کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ "صاحب العصا" اس سے مراد حضرت موسیٰؑ کا عصا ہے جو ان کو حضرت شعیبؑ سے حاصل ہوا تھا اور حضرت شعیبؑ کو حضرت آدمؑ کی طرف سے یعنی وہ میرے پاس ہے اور وہ زیادہ قوی ہے اس سے کہ جو حضرت موسیٰؑ کے لیے قوی تھا جیسا کہ اس کا ذکر آئے گا۔ "المیسم" کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد مہر ہے اور اس کے ذریعہ آپؑ سے محبت اور بغض کی نشاندہی کی جائے گی تا کہ مومن اور منافق کے درمیان تمیز کی جائے پس گویا کہ آپؑ منافق کی پیشانی پر نشانی لگائیں گے۔ "حملت" اس سے مراد یہ ہے کہ خدا نے مجھ پر وہی ذمہ داری عائد کی ہے جو اس نے حضرت محمدؐ کو تبلیغ و ہدایت کی ذمہ داری سونپی تھی۔

علامہ محقق نصیر الدین محمد طوسیؒ نے اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ایک عارف جب اپنے نفس سے جدا ہوتا ہے تو وہ حق کے ساتھ متصل ہو جاتا ہے اور پھر وہ قدرت کے شاہکار کو دیکھتا ہے اور اس کی قدرت میں فنا ہو جاتا ہے جو قدرت تمام مقدورات سے متعلق ہوتی ہے اور تمام علوم اس کے علم میں ہوتے ہیں اور موجودات میں سے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہوتی اور تمام ارادے اس کے ارادے میں ہوتے ہیں بلکہ ہر موجود کمال اس سے صادر ہوتا ہے پس اس وقت حق اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی طاقت ہوتا ہے جس سے وہ فعل سرانجام دیتا ہے اور اس کا علم ہوتا ہے جس سے وہ جانتا ہے اور اس کا وجود ہو جاتا ہے جس سے اس کا وجود ہوتا ہے اور پھر اس وقت وہ عارف اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ اخلاقیات کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ان کا

نطق حاصل کرنا اور نطق کرنا اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ ثناء کرنے سے عبارت ہے اور ان کی شفاعت اولی الالباب کے لیئے ہے جیسا کہ اس کا بیان "حدیث العقل" کی شرح میں گزر چکا ہے۔ المنایا والبلایا" اس سے مراد لوگوں کی اموات اور ان کے مصائب ہیں۔ فصل الخطاب" اس سے مراد تفصیلی خطاب ہے جس میں کوئی ابہام نہ ہو۔ لم یفتني ما سبقني" یعنی اس کا علم جو کچھ گزر گیا ہو۔ ما غاب عنّي" اس سے مراد وہ علم ہے جو آئے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے ضعیف ہے [1] اور اس حدیث کی تین اسناد ہیں جن میں سے پہلی موثق یا حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور محمد بن علی یعنی ابو سمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے اور محمد بن سنان بھی ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے اور المفضل بن عمر ثقہ جلیل ثابت ہے اور نجاشی کا اسے ضعیف کہنا سہو اور تحقیق کے منافی ہے اور دوسری سند حسن ہے اور تیسری سند اور اس میں معلّٰی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن جمہور تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے (واللہ اعلم)

2/1028 الكافي، ١/٢/١٩٧/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ شَبَابٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عن سَعِيدٌ اَلْأَعْرَجُ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَابْتَدَأَنَا فَقَالَ يَا سُلَيْمَانُ مَا جَاءَ عَنْ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُؤْخَذُ بِهِ وَ مَا نَهَى عَنْهُ يُنْتَهَى عَنْهُ الحديث بادنى تفاوت.

سعید اعرج سے روایت ہے کہ میں اور سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے ہمارے ساتھ ابتداء کرتے ہوئے فرمایا: اے سلیمان! جو کچھ امیر المومنینؑ کی طرف سے ملے وہ لے لو اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہو۔۔۔ آگے بفرق الفاظ وہی حدیث ذکر کی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

3/1029 الكافي، ١/٣/١٩٧/١ محمد و أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۳۷۲

[2] المختصر: ۱۵۶؛ امالی طوسی: ۲۰۵؛ تاویل الآیات: ۳۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۳۰۹؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۳۵۲

[3] مراۃ العقول: ۲/ ۳۷۲

اَلرِّيَاحِيُّ عَنْ أَبِي اَلصَّامِتِ اَلْحُلْوَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: فَضْلُ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا جَاءَ بِهِ آخُذُ بِهِ وَ مَا نَهَى عَنْهُ أَنْتَهِي عَنْهُ جَرَى لَهُ مِنَ اَلطَّاعَةِ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْفَضْلُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمُتَقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْمُتَقَدِّمِ بَيْنَ يَدَيِ اَللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ اَلْمُتَفَضِّلُ عَلَيْهِ كَالْمُتَفَضِّلِ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلرَّادُّ عَلَيْهِ فِي صَغِيرَةٍ أَوْ كَبِيرَةٍ عَلَى حَدِّ اَلشِّرْكِ بِاللَّهِ فَإِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَابُ اَللَّهِ اَلَّذِي لاَ يُؤْتَى إِلاَّ مِنْهُ وَ سَبِيلُهُ اَلَّذِي مَنْ سَلَكَهُ وَصَلَ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كَذَلِكَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ بَعْدِهِ وَ جَرَى لِلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ جَعَلَهُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْكَانَ اَلْأَرْضِ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا وَ عُمُدَ اَلْإِسْلاَمِ وَ رَابِطَةً عَلَى سَبِيلِ هُدَاهُ لاَ يَهْتَدِي هَادٍ إِلاَّ بِهُدَاهُمْ وَ لاَ يَضِلُّ خَارِجٌ مِنَ اَلْهُدَى إِلاَّ بِتَقْصِيرٍ عَنْ حَقِّهِمْ أُمَنَاءُ اَللَّهِ عَلَى مَا أَهْبَطَ مِنْ عِلْمٍ أَوْ عُذْرٍ أَوْ نُذْرٍ وَ اَلْحُجَّةُ اَلْبَالِغَةُ عَلَى مَنْ فِي اَلْأَرْضِ يَجْرِي لِآخِرِهِمْ مِنَ اَللَّهِ مِثْلُ اَلَّذِي جَرَى لِأَوَّلِهِمْ وَ لاَ يَصِلُ أَحَدٌ إِلَى ذَلِكَ إِلاَّ بِعَوْنِ اَللَّهِ وَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَا قَسِيمُ اَللَّهِ وَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَا قَسِيمُ اَللَّهِ بَيْنَ اَلْجَنَّةِ وَ اَلنَّارِ لاَ يَدْخُلُهَا دَاخِلٌ إِلاَّ عَلَى حَدِّ قَسْمِي وَ أَنَا اَلْفَارُوقُ اَلْأَكْبَرُ وَ أَنَا اَلْإِمَامُ لِمَنْ بَعْدِي وَ اَلْمُؤَدِّي عَمَّنْ كَانَ قَبْلِي لاَ يَتَقَدَّمُنِي أَحَدٌ إِلاَّ أَحْمَدُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنِّي وَ إِيَّاهُ لَعَلَى سَبِيلٍ وَاحِدٍ إِلاَّ أَنَّهُ هُوَ اَلْمَدْعُوُّ بِاسْمِهِ وَ لَقَدْ أُعْطِيتُ اَلسِّتَّ عِلْمَ اَلْمَنَايَا وَ اَلْبَلاَيَا وَ اَلْوَصَايَا وَ فَصْلَ اَلْخِطَابِ وَ إِنِّي لَصَاحِبُ اَلْكَرَّاتِ وَ دَوْلَةِ اَلدُّوَلِ وَ إِنِّي لَصَاحِبُ اَلْعَصَا وَ اَلْمِيسَمِ وَ اَلدَّابَّةُ اَلَّتِي تُكَلِّمُ اَلنَّاسَ.

ابوالصامت الحلوانی سے روایت ہے کہ حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کی فضیلت یہ ہے کہ جو امیر المومنینؑ دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاو اور جو اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہے اور جو فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے وہی امیر المومنین علی علیہ السلام کے لیے ہے اور علی علیہ السلام سے آگے جانے والا گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ سے آگے جانے والا ہے اور جو علی علیہ السلام پر برتری حاصل کرنے

کی کوشش کرے گا گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا پر برتری حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو علی علیہ السلام کو کسی مسئلہ میں رد کرے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تو گویا وہ خدا کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے وہ دروازے ہیں کہ اللہ کی طرف اس دروازے کے بغیر آنا ناممکن ہے اور آپؑ وہ راستہ ہیں جو اللہ تک پہنچاتا ہے۔ ایسے ہی امیر المومنین علیہ السلام آپؐ کے بعد ہیں اور آپؐ کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے آئمہؑ میں یہ ساری فضیلتیں جاری و ساری ہیں۔ اللہ نے ان کو زمین کے ارکان قرار دیا ہے جن کی وجہ سے زمین مضطرب نہیں ہوتی اور وہ اسلام کے ستون ہیں اور ہدایت کا ایسا راستہ ہیں جس کی طرف سوائے ان کے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا پس جو اس راستہ سے نکل گیا وہ گمراہ ہے اور جو ان کے حق میں تقصیر کرے گا وہ بھی گمراہ ہے۔ یہ اللہ کے نازل کردہ علم کے امین ہیں وہ عذر اور ڈرانے والے چیزوں کے سائے میں خدا کی حجت ہیں اور زمین پر حجت بالغہ ہیں، ان کے آخر کے لیے وہی کچھ ہے جو ان کے اول کے لیے ہے اور ان تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا ہوں اور جنت میں میری اجازت کے بغیر کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا اور میں تمام لوگوں کا امام ہوں اور جو مجھ سے قبل والے ہیں میں ان کے حق کو ادا کرنے والا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی مجھ سے افضل نہیں ہے۔ میں اور آپؐ دونوں فضیلت میں برابر ہیں سوائے اس کے کہ ان کو نبوت و رسالت عطاء کی گئی ہے اور مجھے چھ چیزیں عطاء ہوئیں ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں عطاء کی گئی: علم منایا، علم بلایا، علم انساب، فصل خطاب، میں صاحب کرامت ہوں، جنگ میں بار بار حملہ کرنے والا ہوں اور میری حکومت تمام حکومتوں پر حاکم ہے، میں صاحب عصا اور میسم ہوں اور میں ہی وہ دابہ ہوں جو لوگوں سے بات کرے گا۔ [1]

بیان:

فضل أمير المؤمنين ع على البناء للمفعول من باب التفعيل يعني على سائر الخلق بعد النبي ص و يحتمل المصدر و الفضل لمحمد يعني الفضل عليه لمحمد دون غيره أو ذلك الفضل هو بعينه فضل محمد لأنهما نفس واحدة و الثاني أوفق بالحديث الأول و عمد الإسلام بضمتين جمع

---

[1] المختصر: ۲۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۵۸۹ و ۱۱/۲۱۳؛ تفسیر البرہان: ۴/۲۲۷؛ مدینۃ المعاجز: ۳/۸۸؛ تفسیر الصافی: ۴/۷۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۹۷؛ بصائر الدرجات: ۱۹۹؛ مختصر البصائر: ۱۳۸/ بحار الانوار: ۲۵/۳۵۳ و ۵۳/۱۰۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۶۰؛ بحر المعارف: ۲/۳۶۵؛ ینابیع الحکمۃ: ۱/۱۲۲ و ۲/۳۹۰؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۱۱

عمود لمناسبة جمع الأركان و يحتمل كونه بفتحتين على الإفراد لمناسبة إفراد الرابط و الرابط ما يمنع الشيء بشدة عن التفرقة و الشمل أو عذر أو نذر العذر إمحاء الإساءة و النذر التخويف على فعل هو المدعو باسمه يعني أنه دعي باسمه في كتاب الله صريحا بالرسالة و النبوة دوني أعطيت الست أي الخصال الست و الوصايا أي وصايا أنبياء ع لصاحب الكرات أي الرجعات إلى الدنيا و دولة الدول أي غلبة الغلبات و كلتاهما عبارة عن الخصلة الخامسة و البواقي عن السادسة أو أن العلوم الأربعة عبارة عن الخصلة الأولى لاشتراكها في العلم أو عن الأولى و الثانية لامتياز أوليها عن الأخيرين بالجزئية و الكلية و حينئذ تكون كلتا الكرات و الدول عبارة عن الثالثة و أشار بالدابة إلى قوله سبحانهوَ إِذا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كانُوا بِآياتِنا لا يُوقِنُونَ قال علي بن إبراهيم رحمه الله في تفسيره قال أبو عبد الله ع قال رجل لعمار بن ياسر يا أبا اليقظان آية في كتاب الله قد أفسدت قلبي و شككتني قال عمار و أية آية هي قال قول اللهوَ إِذا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ۔ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كانُوا بِآياتِنا لا يُوقِنُونَ فأية دابة هذه قال عمار و الله ما أجلس و لا آكل و لا أشرب حتى أريكها فجاء عمار مع الرجل إلى أمير المؤمنين و هو يأكل تمرا و زبدا فقال يا أبا اليقظان هلم فجلس عمار و أقبل يأكل معه فتعجب الرجل منه فلما قام عمار قال الرجل سبحان الله يا أبا اليقظان حلفت أنك لا تأكل و لا تشرب و لا تجلس حتى ترينيها قال عمار قد أريتكها إن كنت تعقل و قد مضى خبر آخر في هذا المعنى في الأبواب المتقدمة

"فضل امیر المومنینؑ" یہ معنی بر مفعول ہے باب تفصیل سے یعنی رسول خداؐ کے بعد وہ ساری مخلوقات سے افضل ہیں اور یہ فضیلت حضرت محمدؐ کی فضیلت کی وجہ سے یہ فضیلت بعینہ حضرت محمدؐ کی فضیلت ہے کیونکہ وہ دونوں ایک ہی نفس ہیں۔

دوسری پہلی حدیث سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔

"عمد اور اسلام" دونوں کے ضمہ کے ساتھ اور عمود کی جمع ہے تمام ارکان کی مناسبت کی وجہ سے۔

"رابط" اس سے مراد وہ شئے ہے جو شدت کے ساتھ تفرقہ سے روکتی ہے۔

علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے جناب عمارؓ بن یاسرؓ سے کہا:

اے ابوالیقظان! اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جس نے میرے دل میں فساد برپا کیا ہے اور مجھے شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔

جناب عمارؓ نے کہا: وہ کون سی آیت ہے؟

اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

''اور جب ان پر بات واقع ہو جائے گی، ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک جاندار نکالیں گے، وہ ان سے باتیں کرے گا کیونکہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کیا کرتے تھے۔ (سورۃ النمل: ۸۲)۔''

پس اس دابہ سے مراد کیا ہے؟

جناب عمار نے کہا: خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا، نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک کہ میں تمھیں وہ دکھا نہ دوں۔

پس جناب عمار اس شخص کے ساتھ امیر المومنینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپؑ مکھن لگی کھجوریں کھا رہے تھے اور آپؑ نے فرمایا: اے ابوالیقظان! آؤ۔

جناب عمار آگے بڑھے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ بیٹھ کر کھجوریں کھانے لگے، پس وہ شخص یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا اور جب جناب عمار کھڑے ہوئے تو اس شخص نے کہا: اے ابوالیقظان! سبحان اللہ! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ نہ کھائیں گے اور نہ پئیں گے اور نہ ہی بیٹھیں گے یہاں تک آپ مجھے وہ دابہ دکھا دیں؟

جناب عمار نے کہا: اگر تم عقل رکھتے ہو تو میں نے تجھے وہ دکھا دیا ہے۔

اس معنی کی ایک دوسری حدیث سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث ابوعبداللہ الریاحی کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

۶۲_باب أنهم المحسودون الذين ذكرهم الله تعالى

باب: آئمہ علیہم السلام وہ محسود ہیں جن کا ذکر اللہ نے فرمایا ہے

1/1030 الكافى ١/١/٢٠٥/١ الاثنان عن الوشاء عن أحمد بن عائذ عن ابن أذينة اَلْعِجْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ

[1] مرآۃ العقول: ۲/ ۳۷۶

أُولِي ٱلْأَمْرِ مِنْكُمْ) فَكَانَ جَوَابُهُ (أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ أُوتُوا نَصِيباً مِنَ ٱلْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَ ٱلطَّاغُوتِ وَ يَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰؤُلَاءِ أَهْدىٰ مِنَ ٱلَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلاً) يَقُولُونَ لِأَئِمَّةِ ٱلضَّلَالَةِ وَ ٱلدُّعَاةِ إِلَى ٱلنَّارِ : (هٰؤُلَاءِ أَهْدىٰ) مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (سَبِيلاً ۔ أُولٰئِكَ ٱلَّذِينَ لَعَنَهُمُ ٱللهُ وَ مَنْ يَلْعَنِ ٱللهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيراً ۔ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنَ ٱلْمُلْكِ) يَعْنِي ٱلْإِمَامَةَ وَ ٱلْخِلَافَةَ (فَإِذاً لَا يُؤْتُونَ ٱلنَّاسَ نَقِيراً) نَحْنُ ٱلنَّاسُ ٱلَّذِينَ عَنَى ٱللهُ وَ ٱلنَّقِيرُ ٱلنُّقْطَةُ ٱلَّتِي فِي وَسَطِ ٱلنَّوَاةِ (أَمْ يَحْسُدُونَ ٱلنَّاسَ عَلىٰ مَا آتَاهُمُ ٱللهُ مِنْ فَضْلِهِ) نَحْنُ ٱلنَّاسُ ٱلْمَحْسُودُونَ عَلَى مَا آتَانَا ٱللهُ مِنَ ٱلْإِمَامَةِ دُونَ خَلْقِ ٱللهِ أَجْمَعِينَ (فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ ٱلْكِتَابَ وَ ٱلْحِكْمَةَ وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) يَقُولُ جَعَلْنَا مِنْهُمُ ٱلرُّسُلَ وَ ٱلْأَنْبِيَاءَ وَ ٱلْأَئِمَّةَ فَكَيْفَ يُقِرُّونَ بِهِ فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ وَ يُنْكِرُونَهُ فِي آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ وَ كَفىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيراً ۔ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَاراً كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا ٱلْعَذَابَ إِنَّ ٱللهَ كَانَ عَزِيزاً حَكِيماً).

عجلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اللہ تعالی کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا کہ اللہ فرماتا ہے: ''اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحبان امر کی جو تم میں سے ہوں۔(النساء:۵۹)۔'' تو آپؑ نے اس کے جواب میں اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''کیا آپ ان کی طرف نہیں دیکھتے کہ جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا وہ جبت و طاغوت پر ایمان لے آئے اور وہ کافروں سے کہتے ہیں کہ تم مومنوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہو۔(النساء:۵۱)۔''

یہ کہتے ہیں کہ گمراہی و ضلالت کے آئمہ و رہنما ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ آل محمد سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں۔''یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے وہ کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔کیا ان کا ملک میں کوئی حصہ ہے؟(النساء:۵۲)۔''یعنی کیا ان کو امامت و خلافت میں کوئی حصہ ہے؟''پس اگر ہوتا تو وہ لوگوں کو پھوٹی کوڑی نہ دیتے۔(ایضا)۔'' ہم وہ ہیں جن کا اللہ نے ارادہ کیا ہے اور نقیر سے مراد وہ درمیانی نقطہ ہے جو ایک بیج میں ہوتا ہے۔

''اور جو ہم نے لوگوں کو اپنے فضل میں سے دیا ہے کیا یہ ان پر حسد کرتے ہیں؟۔(النساء:۵۴)۔'' ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور ہمیں جو اللہ نے امامت عطا کی ہے باقی لوگوں کو نہیں دی تو اس وجہ سے ہم پر حسد کیا جاتا ہے۔''یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت عطا کی ہے اور ہم نے ان کو ملک عظیم عطا کیا ہے۔(ایضا)۔'' فرماتا ہے کہ ہم نے آل ابراہیم میں سے رسولوں، انبیاء اور ائمہ ہدیٰ کو قرار دیا ہے۔ پس یہ لوگ آل ابراہیم کو ہونے والی عطا کا اقرار کرتے ہیں اور ہم آل محمدؐ میں اس کا انکار کرتے ہیں۔

''ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو اس سے روکتے ہیں اور جو روکنے والے ہیں ان کے لیے جہنم کا دردناک عذاب کافی ہے اور جو ہماری آیات کا انکار کرنے والے ہیں ہم عنقریب ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ جب ان کی جلد جل جائے گی تو ہم اس کو تبدیل کردیں گے اور ان کو عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔(النساء:۵۵-۵۶)''۔[1]

بیان:

سئل ع عن معنى أولي الأمر فأجاب السائل ببيان آية أخرى ليفهم منه ما يريد مع إيضاح و تشييد و الجبت اسم صنم فاستعمل في كل ما عبد من دون الله و الطاغوت الشيطان نزلت في اليهود حين سألهم مشركو العرب أ ديننا أفضل أم دين محمد قالوا بل دينكم أفضل و قيل إنهم مع ذلك سجدوا لأصنامهم ليكونوا أنصارا لهم على محاربة رسول الله ص فأطاعوا إبليس فيما قالوا و فعلوا وصفهم بالبخل و الحسد و أنكر أن يكون لهم نصيب من الملك ثم قال لو كان لهم نصيب من الملك فإذا لا يؤتون الناس مقدار النقرة في ظهر النواة لفرط بخلهم ثم ألزمهم بما عرفوه من إيتاء الله آل إبراهيم الرسالة و النبوة و أنه ليس ببدع أن يؤتي آل محمد الخلافة و الإمامة

✪ امامؑ سے اولی الامر کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا تو سائل کے جواب میں آپؑ نے ایک دوسری آیت کو بیان فرمایا تا کہ وہ اس سے وضاحت حاصل کرلے۔

''الجبت'' ایک بت کا نام ہے جو ہر اس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے اور ''الطاغوت'' سے مراد شیطان ہے۔

---

[1] الامامۃ والتبصرۃ: ۴۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۹۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۹۲ و ۹۶؛ تاویل الآیات: ۱۳۶؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۷/ ۱۱۰؛ غایۃ المرام: ۳/ ۱۲۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۵۱۱؛ دعائم الاسلام: ۱/ ۲۰؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۲۴۶؛ بشارۃ المصطفیٰؐ: ۱۹۳؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۸۹؛ ارشاد القلوب: ۲/ ۲۹۷

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جس وقت عرب کے مشرکوں نے ان سے سوال کیا: کیا ہمارا دین افضل ہے یا حضرت محمدؐ کا دین؟

انہوں نے کہا: تمھارا دین افضل ہے۔

کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے بتوں کو سجدے کیے تا کہ وہ رسول خداؐ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ان کے مددگار بن جائیں، پس انہوں نے ابلیس کی اطاعت کی۔ اسنے ان کو کہا انہوں نے اس پر عمل کیا، اس نے ان بخیل اور حاسد کا نام دیا اور جوان کا حصہ حکومت میں بنتا تھا اس کا انکار کیا اور پھر اس نے ان سے کہا: اگر تمھارا حکومت میں کوئی حصہ ہوتا جو کہ نہیں ہے۔

اس کے بعد پھر اس نے ان کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ خدا کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ ابراہیمؑ کے خانداں کو پیغام اور نبوت دے رہے ہیں اور یہ بدعت نہیں ہے کہ آل محمدؐ کو خلافت اور امامت دی جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے جو سند ابن بابویہ نے ذکر کی ہے وہ صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/1031 الكافي،١/٢/٢٠٦/١ العدة عن أحمد عن الحسين عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (أَمْ يَحْسُدُونَ اَلنّٰاسَ عَلىٰ مٰا آتٰاهُمُ اَللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ) قَالَ نَحْنُ اَلْمَحْسُودُونَ.

فضیل سے روایت ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے خدا کے قول: ''کیا یہ ان لوگوں پر حسد کر رہے ہیں جن کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا کر دیا ہے۔ (النساء: ۵۴)۔'' کے متعلق فرمایا: وہ لوگ جن پر حسد کیا گیا ہے وہ ہم ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے اور کامل

---

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۴۱۱

[2] تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۹۱؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۹۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۲۷؛ بصائر الدرجات: ۳۵؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۸۶؛ غایۃ المرام: ۳/ ۲۹۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۵۱۰؛ اللوامع النورانیہ: ۱۶۸

[3] مراۃ العقول: ۲/ ۴۱۱

الزیارات کا راوی بھی ہے نیز یہ مضمون بھی مشہور ہے (واللہ اعلم)

3/1032 الکافی،۱/۲۰۶/۴/۱ الاثنان عن الوشاء عن حماد بن عثمان عن الکنانی قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَمْ يَحْسُدُونَ اَلنَّاسَ عَلىٰ مٰا آتٰاهُمُ اَللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ) فَقَالَ يَا أَبَا اَلصَّبَّاحِ نَحْنُ وَ اَللَّهِ اَلنَّاسُ اَلْمَحْسُودُونَ.

کنانی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''کیا یہ ان لوگوں پر حسد کر رہے ہیں جن کو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کر دیا ہے۔ (النساء: ۵۴)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابو الصباح! خدا کی قسم! وہ لوگ ہم ہیں جن پر حسد کیا گیا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1033 الکافی،۱/۲۰۶/۵/۱ الثلاثۃ عن ابن أذینۃ عن اَلْعِجْلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (فَقَدْ آتَيْنٰا آلَ إِبْرٰاهِيمَ اَلْكِتٰابَ وَ اَلْحِكْمَةَ وَ آتَيْنٰاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) قَالَ جَعَلَ مِنْهُمُ اَلرُّسُلَ وَ اَلْأَنْبِيَاءَ وَ اَلْأَئِمَّةَ فَكَيْفَ يُقِرُّونَ فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ يُنْكِرُونَهُ فِي آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ قُلْتُ (وَ آتَيْنٰاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) قَالَ اَلْمُلْكُ اَلْعَظِيمُ أَنْ جَعَلَ فِيهِمْ أَئِمَّةً مَنْ أَطَاعَهُمْ أَطَاعَ اَللَّهَ وَ مَنْ عَصَاهُمْ عَصَى اَللَّهَ فَهُوَ اَلْمُلْكُ اَلْعَظِيمُ.

العجلی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''پس تحقیق ہم نے ابراہیمؑ کی آل کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا۔ (النساء: ۵۴)۔'' کے متعلق فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اولاد ابراہیمؑ میں نبی، رسول اور امام بنائے پس کیسے یہ لوگ اولاد ابراہیمؑ میں تو فضیلت مانتے ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انکار کرتے ہیں؟

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۱/۴۹۱؛ تفسیر البرہان: ۲/۹۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۲۷؛ بصائر الدرجات: ۳۵؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۸۶؛ غایۃ المرام: ۳/۲۹۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۵۱۰؛ اللوامع النورانیہ: ۱۶۸

[2] مرآۃ العقول: ۲/۳۱۲

میں نے عرض کیا: ان کو ملک عظیم عطا کرنے سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ اس نے ان میں امام بنائے پس جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی پس یہی ملک عظیم ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[2] یا پھر حدیث صحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

5/1034 الكافی ۱/۲۰۶/۱/۳ محمد عن أحمد عن الحسين عن النضر عن يحيى الحلبي عن مؤمن الطاق عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَقَدْ آتَيْنا آلَ إِبْراهِيمَ اَلْكِتابَ) فَقَالَ اَلنُّبُوَّةَ قُلْتُ (اَلْحِكْمَةَ) قَالَ اَلْفَهْمَ وَ اَلْقَضَاءَ قُلْتُ (وَ آتَيْناهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) فَقَالَ اَلطَّاعَةَ.

حُمران بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”ہم نے آل ابراہیم کو کتاب عطا فرمائی۔(النساء:۵۴)۔“ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد نبوت ہے۔ میں نے عرض کیا: اور ”حکمت“ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد فہم اور قضاوت ہے۔ میں نے عرض کیا: ”ہم نے ان کو ملک عظیم عطا کیا۔(ایضا)۔“ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد اطاعت ہے۔[4]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[5] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور علی بن ابراہیم نے اس کو ایک اور سند سے روایت کیا ہے جو موثق ہے (واللہ اعلم)

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۹۱؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۹۳ و ۹۵؛ بصائر الدرجات: ۳۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۲۸؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۰۹؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۸۷؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۴۶۰؛ تاویل الآیات: ۱۳۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۳۶؛ غایۃ المرام: ۳/ ۱۱۷

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۴۱۲

[3] الامامۃ شفعی: ۲۱

[4] تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۲۸؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۸۸؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۹۴؛ تفسیر القمی: ۱/ ۱۴۰؛ بصائر الدرجات: ۳۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۹۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۴۳۷؛ غایۃ المرام: ۳/ ۱۲۰

[5] مراۃ العقول: ۲/ ۴۱۱

۶۳ ۔ باب انهم العلامات و الآيات التی ذكرها الله تعالیٰ

باب: آئمہ علیہم السلام وہ علامات اور آیات ہیں جن کا ذکر اللہ نے فرمایا ہے

1/1035 الكافی،۱/۱/۲۰۶/۱ الاثنان عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْمُسْتَرِقِّ عَنْ دَاوُدَ الْجَصَّاصِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: (وَ عَلاٰمٰاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ) قَالَ النَّجْمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ الْعَلاَمَاتُ هُمُ الْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ.

داود جصاص سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ خدا کے قول: ''اور علامات اور ستاروں سے وہ ہدایت پاتے ہیں۔ (النحل: ۱۶)'' کے بارے فرماتے تھے: النجم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور علامات سے مراد آئمہ ہیں۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث داؤد الجصاص کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

2/1036 الكافی،۱/۲/۲۰۷/۱ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ أَسْبَاطِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَأَلَ الْهَيْثَمُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ أَنَا عِنْدَهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ عَلاٰمٰاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ النَّجْمُ وَ الْعَلاَمَاتُ هُمُ الْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ.

اسباط بن سالم سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ھیثم نے آپؑ سے خدا کے قول: ''اور علامات اور ستاروں سے وہ ہدایت پاتے ہیں۔ (النحل: ۱۶)'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ نجم ہیں اور علامات سے مراد آئمہؑ ہیں۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے ④ لیکن میرے نزدیک حدین حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے

---

① مجمع البحرین: ۶/ ۱۲۰؛ بحار الانوار: ۱۶/ ۳۵۹ و ۹۱ و ۲۳/ ۸۰ و ۸۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۵ و ۳۶؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۵۵؛ تاویل الآیات: ۲۵۷؛ کشف الغمہ: ۱/ ۳۸۹؛ امالی طوسی: ۱۶۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۱۹۲؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۴۰۹؛ اثبات الہداۃ: ۲/ ۱۳۴؛ مسند الامام الکاظم: ۲/ ۳۰

② مراۃ العقول: ۲/ ۴۱۲

③ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۱۹۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۴۰۸؛ اللوامع النورانیہ: ۳۳۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۵؛ الدر النظیم: ۱۳۸

④ مراۃ العقول: ۲/ ۴۱۳

اور اسباط بن سالم صاحب اصل ہے (واللہ اعلم)

3/1037 الکافی ۱/۲۰۷/۱/۳/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ قَالَ: سَأَلْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى: (وَ عَلاٰمٰاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ) قَالَ نَحْنُ اَلْعَلاَمَاتُ وَ اَلنَّجْمُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

وشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور علامات اور ستاروں سے وہ ہدایت پاتے ہیں۔(النحل:١٦)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ہم علامات ہیں اور نجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1038 الکافی ۲/۳۸۸/۲۰/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ نَصَبَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَماً بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِهِ فَمَنْ عَرَفَهُ كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ أَنْكَرَهُ كَانَ كَافِراً وَ مَنْ جَهِلَهُ كَانَ ضَالاًّ وَ مَنْ نَصَبَ مَعَهُ شَيْئاً كَانَ مُشْرِكاً وَ مَنْ جَاءَ بِوَلاَيَتِهِ دَخَلَ اَلْجَنَّةَ.

فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: خدا نے حضرت علیؑ کو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان ایک نشان قرار دیا ہے پس جس نے ان کو پہچان لیا وہ مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے اور جو ان سے جاہل رہا وہ گمراہ ہے اور جس نے ان کے ساتھ کسی اور چیز کو قرار دیا وہ مشرک ہے اور جو ان کی ولایت کے ساتھ قیامت میں آیا وہ داخل جنّت ہوا۔[3]

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۹۱ و ۱۹۲؛ تاویل الآیات: ۲۵۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۴۶ و ۴۵؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۵۶؛ تفسیر البرہان: ۳/۴۰۹ و ۴۱۰؛ بحار الانوار: ۲۴/۸۱ و ۸۲ و ۹۱/۱۶؛ المناقب: ۳/۱۷۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۵؛ اللوامع النورانیہ: ۳۳۴؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۳۴۱؛ تکمیل المکارم: ۱/۴۹

[2] مرآۃ العقول: ۲/۴۱۳

[3] وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۵۳؛ امالی طوسی: ۴۱۰ و ۴۸۷؛ بحار الانوار: ۳۲/۳۲۴ و ۳۸/۱۱۷ و ۱۱۹؛ غرر الاخبار: ۳۰۷؛ الکافی: ۴۳۸؛ الوافی: ۳/۱۹۰ ح ۹۷۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۱۱؛ المختصر: ۱۷۹؛ الاحتجاج: ۱/۱۳۶

بیان:

نصب معه یعنی أشرك معه غیره فی منصبه

❁ اس کے ساتھ نصب کیا یعنی اس نے ان کے منصب میں ان کے غیر کو شریک کہا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے ① لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا صحیح ہے کیونکہ محمد بن عیسیٰ بن عبید ثقہ جلیل ہیں ② اور ان کی تضعیف وہم ہے (واللہ اعلم)

5/1039 الکافی،۱/۲۰۷/۱/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ دَاوُدَ اَلرَّقِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ مٰا تُغْنِي اَلْآيٰاتُ وَ اَلنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لاٰ يُؤْمِنُونَ) قَالَ اَلْآيَاتُ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ وَ اَلنُّذُرُ هُمُ اَلْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

داود رقی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور جو قوم ایمان لانا ہی نہ چاہتی ہو اس کے لیے آیات اور تنبیہات کچھ کام نہیں دیتیں۔ (یونس:۱۰۱)۔'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: آیات سے مراد ہم آئمہ ہیں اور نذر (ڈرانے والے) سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ④ لیکن میرے نزدیک حدیث احمد کی وجہ سے مجہول ہے ورنہ معلیٰ ثقہ جلیل ہے اور احمد بن ہلال بھی ثقہ ہے ⑤ اور امیہ بن علی تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور نجاشی کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے اور داؤد رقی تو ثقہ جلیل ہے اور تفسیر القمی و کامل الزیارات دونوں کا روای ہے۔ شیخ طوسی نے بھی ثقہ کہا ہے۔ اس کے بارے میں بھی نجاشی کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

6/1040 الکافی،۱/۲۰۷/۲/۲ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحَسَنِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ

---

① مرآة العقول:۱۱/ ۱۲۴

② المفید من معجم رجال الحدیث:۵۶۴

③ تفسیر کنز الدقائق:۶/ ۱۱۳؛ تفسیر نور الثقلین:۲/ ۳۳۲؛ تاویل الآیات:۲۲۸؛ تفسیر القمی:۱/ ۳۲۰؛ بحار الانوار:۲۳/ ۲۰۶؛ مسند الامام الصادق :۷/ ۵۹؛ مسند سہل بن زیاد:۳/ ۵۳۰؛ اللوامع النورانیہ:۲۹۰

④ مرآة العقول:۲/ ۴۱۳

⑤ المفید من معجم رجال الحدیث:۴۹

مُحَمَّدٍ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا) يَعْنِي اَلْأَوْصِيَاءَ كُلَّهُمْ .

یونس بن یعقوب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے مرفوع روایت کی ہے کہ آپؑ نے خدا کے قول: ''انھوں نے ہماری آیات کی کلی طور پر تکذیب کی۔(القمر:۴۲)'' کے متعلق فرمایا: اس سے مراد تمام اوصیاء ہیں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے مرفوع ہے (واللہ اعلم)

7/1041 الكافی،۱/۲۰۷/۳/۲ محمد عن أحمد عن ابن أَبِي عُمَيْرٍ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ اَلشِّيعَةَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ تَفْسِيرِ هَذِهِ اَلْآيَةِ: (عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ اَلنَّبَإِ اَلْعَظِيمِ) قَالَ ذَلِكَ إِلَيَّ إِنْ شِئْتُ أَخْبَرْتُهُمْ وَ إِنْ شِئْتُ لَمْ أُخْبِرْهُمْ ثُمَّ قَالَ لَكِنِّي أُخْبِرُكَ بِتَفْسِيرِهَا قُلْتُ (عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ) قَالَ فَقَالَ هِيَ فِي أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ مَا لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ آيَةٌ هِيَ أَكْبَرُ مِنِّي وَ لاَ لِلَّهِ مِنْ نَبَإٍ أَعْظَمُ مِنِّي.

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! آپؑ کے شیعہ خدا کے قول: ''یہ لوگ آپس میں کس چیز کا حال پوچھتے ہیں، ایک بڑی خبر کا حال۔(النباء:۱-۲)'' کے بارے میں آپؑ سے سوال کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا اختیار ہمارے پاس ہے کہ اگر میں چاہوں تو ان کو خبر دوں اور اگر نہ چاہوں تو ان کو خبر دوں۔

پھر فرمایا: لیکن میں تمہارے سامنے اس کی تفسیر کی خبر بتا دیتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: لوگ آپس میں کس چیز کا حال پوچھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔امیر المومنین علیہ السلام بیان فرمایا

---

[1] تفسیر کنز الدقائق:۱۲/۵۴۸؛ تفسیر البرہان:۵/۲۲۲؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۱۸۵؛ اللوامع النورانیہ:۶۸۶؛ عقود المرجان:۳/۶۴۶؛ مسند سہل بن زیاد:۳/۵۳۰؛ مسند الامام الباقرؑ:۳/۳۱۰

[2] مراۃ العقول:۲/۴۱۳

کرتے تھے کہ خدا کی کوئی آیت نہیں ہے جو مجھ سے بڑی ہو اور نہ خدا کی کوئی نبا (خبر) ہے جو مجھ سے بڑی ہو۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

۶۴ ـ باب انهم اهل الامانات التی ذکرها الله تعالیٰ

باب: آئمہ علیہم السلام اہل الامانات ہیں جن کا ذکر اللہ نے فرمایا ہے

1/1042 الكافى،١/٢٧٦/١/١ الاثنان عن الوشاء عن أحمد بن عائذ عن ابن أذينة عن الْعِجْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ﴿إِنَّ اَللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا اَلْأَمٰانٰاتِ إِلىٰ أَهْلِهٰا وَ إِذٰا حَكَمْتُمْ بَيْنَ اَلنّٰاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ قَالَ إِيَّانَا عَنَى أَنْ يُؤَدِّيَ اَلْأَوَّلُ إِلَى اَلْإِمَامِ اَلَّذِي بَعْدَهُ اَلْكُتُبَ وَ اَلْعِلْمَ وَ اَلسِّلاَحَ ﴿وَ إِذٰا حَكَمْتُمْ بَيْنَ اَلنّٰاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ اَلَّذِي فِي أَيْدِيكُمْ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: ﴿يٰا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ إِيَّانَا عَنَى خَاصَّةً أَمَرَ جَمِيعَ اَلْمُؤْمِنِينَ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ بِطَاعَتِنَا ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ تَنٰازُعاً فِي أَمْرٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اَللّٰهِ وَ إِلَى اَلرَّسُولِ وَ إِلىٰ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ كَذَا نَزَلَتْ وَ كَيْفَ يَأْمُرُهُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِطَاعَةِ وُلاَةِ اَلْأَمْرِ وَ يُرَخِّصُ فِي مُنَازَعَتِهِمْ إِنَّمَا قِيلَ ذَلِكَ لِلْمَأْمُورِينَ اَلَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ: ﴿أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾.

عجلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "بے شک اللہ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ حکم کرو۔

① بصائر الدرجات:٦٧؛ تفسیر البرہان:٣/١٥ و ٤/٧ و ٢٣ و ٥/٥٦٣ و ٤/٦٨١؛ تفسیر کنز الدقائق:١٣/٩٣؛ تفسیر نور الثقلین:٥/٣٩١؛ اللوامع النورانیہ:٦٧٣؛ غایۃ المرام:٧/٢٧٢؛ نہج السعادۃ:٩/١٩٨

② مرآۃ العقول:٢/٤١٥

(النساء:۵۸)۔" کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے ہم مراد ہیں کہ پہلا امام جو کچھ اس کے پاس کتاب و علم اور اسلحہ رسولؐ موجود ہے وہ بعد والے امام کے سپرد کرے۔ "پس جب تم قدرت حاصل کرلو تو لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کرو" اس کے بارے میں جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے فرمایا ہے: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں صاحب امر ہیں۔(النساء:۵۹)۔" اس سے مراد خاص طور پر ہم ہیں کہ قیامت تک کے لیے تمام مومنین کو ہماری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ "پس اگر تمہیں کسی چیز میں اختلاف کا خوف ہو تو اس کو اللہ اور رسولؐ اور صاحبانِ امر کی طرف پلٹا دو کہ جو تم میں سے ہیں۔" یہ آیت ایسے ہی نازل ہوئی تھی۔
یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ لوگوں کو صاحب امر کی اطاعت کا حکم بھی دے اور پھر ان کے ساتھ نزاع کی بھی اجازت دے۔ یہ فقط ان مامورین کے لیے کہا گیا ہے جن کو یہ کہا گیا ہے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔؟"[1]

بیان:

رد ع بكلامه في آخر الحديث على المخالفين حيث قالوا معنى قوله سبحانه فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَ الرَّسُولِ فإن اختلفتم أنتم و أولو الأمر منكم في شيء من أمور الدين فارجعوا فيه إلى الكتاب و السنة وجه الرد أنه كيف يجوز الأمر بإطاعة قوم مع الرخصة في منازعتهم فقال ع إن المخاطبين بالتنازع ليسوا إلا المأمورين بالإطاعة خاصة و إن أولي الأمر داخلون في المردود إليهم

❁ امامؑ نے حدیث کے آخر میں اپنے کلام میں مخالفین کی تردید کی ہے کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہا:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَ الرَّسُولِ ○
پھر اگر تمھارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔(سورۃ النساء:۵۹)
پھر اگر تمھارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی طرف رجوع

[1] تفسیر البرہان:۲/۱۰۴و۱۱۰؛ تفسیر العیاشی:۲/۱۱۰و۲۴۶؛ بحارالانوار:۲۳/۲۸۹؛ تفسیر کنزالدقائق:۳/۴۵۱؛ تاویل الآیات:۱۴۰؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۰۶؛ تفسیر الصافی:۱/۴۶۵؛ غایۃ المرام:۳/۱۰۹

کرو۔

اگر تمھارے اور اولی الامر کے درمیان امور دینیہ میں سے کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو تم اس کے بارے میں کتاب اور سنت کی طرف رجوع کرو۔

اس کو رد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بیشک کسی کی قوم کی اطاعت کا حکم کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ وہ اپنے تنازعات میں رخصت پر ہوں۔ پس آپؑ نے فرمایا کہ تنازع کے مخاطبین نہیں ہیں مگر وہ لوگ جن کو خصوصی طور پر اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور اولی الامر تو ان میں داخل ہے جن کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/1043 الکافی ۱/۲/۲۷۶/۱ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ اَللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا اَلْأَمٰانٰاتِ إِلىٰ أَهْلِهٰا) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ اَلْإِمَامُ اَلْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ بَعْدَهُ وَ لاَ يَخُصَّ بِهَا غَيْرَهُ وَ لاَ يَزْوِيَهَا عَنْهُ.

احمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: ''خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کر دو۔ (النساء:۵۸)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد آئمہ آل محمد ﷺ ہیں کہ ہر امام اپنے بعد والے امام کو امانت دے دے اور ان کے سوا کسی اور کو اس سے مخصوص نہ کرے اور نہ اس سے امانت کو پوشیدہ رکھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل

---

[1] مرآۃ العقول:۳/۱۸۱

[2] تاویل الآیات:۱۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۳۷؛ اثبات الھداۃ:۱/۱۰۹ و ۲/۱۳۷؛ تفسیر البرہان:۲/۱۰۱؛ غیبت نعمانی (مترجم):۹۷ ح ۱۹؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۹۵ و ۴۹۶؛ بصائر الدرجات:۴۷۶ و ۴۷۷؛ تفسیر العیاشی:۱/۲۴۹؛ فی رحاب العقیدۃ:۲/۸۲؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/۳۲۵؛ بہجۃ النظر:۳۲

[3] مرآۃ العقول:۳/۱۸۲

ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1044 الكافي، ١/٢٧٦/١/٣ محمد عن أحمد عن الحسين عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ اَللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا اَلْأَمٰانٰاتِ إِلىٰ أَهْلِهٰا) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ يُؤَدِّي اَلْإِمَامُ إِلَى اَلْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ وَ لاَ يَخُصُّ بِهَا غَيْرَهُ وَ لاَ يَزْوِيهَا عَنْهُ.

محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔ (النساء:۵۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ائمہؑ ہیں کہ ہر امام اپنے بعد والے امام کو امانت پہنچا دے اور اس کے سوا دوسرے کو نہ دے اور نہ اس سے پوشیدہ رکھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے اور اس کو الصفار نے دو اور اسناد سے روایت کیا ہے اور وہ دونوں بھی حسن ہیں (واللہ اعلم)

4/1045 الكافي، ١/٢٧٧/١/٤ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ اَلْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (إِنَّ اَللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا اَلْأَمٰانٰاتِ إِلىٰ أَهْلِهٰا) قَالَ أَمَرَ اَللَّهُ اَلْإِمَامَ اَلْأَوَّلَ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى اَلْإِمَامِ اَلَّذِي بَعْدَهُ كُلَّ شَيْءٍ عِنْدَهُ.

معلی بن خنیس سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔ (النساء:۵۸)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا نے امام اول کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے بعد والے امام کے ہر وہ شے سپرد کردے جو اس کے پاس ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان تحقیق سے

---

[1] بصائر الدرجات: ۱/۷۶/۴؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۷۶/۲؛ تفسیر العیاشی: ۱/۲۴۹؛ تفسیر البرہان: ۲/۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۴۹۵ و ۴۹۶؛ بہجۃ النظر: ۳۲ و ۳۳

[2] مراۃ العقول: ۳/۱۸۲

[3] بصائر الدرجات: ۱/۷۶/۴؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۷۶/۲؛ تفسیر العیاشی: ۱/۲۴۹؛ تفسیر البرہان: ۲/۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۴۹۵ و ۴۹۶؛ بہجۃ النظر: ۳۲ و ۳۳

[4] مراۃ العقول: ۳/۱۸۲

ثقہ ثابت ہے اور تضعیف راجح نہیں ہے اور المعلی بن خنیس ثقہ جلیل ثابت ہے اور اسے نجاشی کا ضعیف کہنا تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

۲۵_باب انهم اهل الذكر المسئولون

باب: آئمہ علیہم السلام اہل ذکر ہیں جن سے پوچھا جاتا ہے

1/1046 الكافی ۱/۲۱۱/۱/۷ محمد عن محمد بن الحسين عن صفوان بن يحيى عن العلاء عن محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ مَنْ عِنْدَنَا يَزْعُمُونَ أَنَّ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاٰ تَعْلَمُونَ) أَنَّهُمُ اَلْيَهُودُ وَ اَلنَّصَارَى قَالَ إِذاً يَدْعُونَكُمْ إِلَى دِينِهِمْ قَالَ قَالَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ نَحْنُ أَهْلُ اَلذِّكْرِ وَ نَحْنُ اَلْمَسْئُولُونَ.

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ہمارے ہاں لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ خدا کے قول: ''پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔(النحل: ۴۳)'' سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو وہ لوگ تم کو اپنے دین کی طرف بلائیں گے۔

پھر اپنے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ہم وہ اہل ذکر ہیں اور ہم ہی مسئولون (جن سے پوچھنا ہے) ہیں۔ [1]

بیان:

هذا المعنى مما روته العامة أيضا روى الشهرستانی فی تفسيره المسمى بمفاتيح الأسرار عن جعفر بن محمد ع أن رجلا سأله فقال من عندنا يقولون قوله تعالى فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ إن الذكر هو التوراة و أهل الذكر هم علماء اليهود فقال ع إذا و الله يدعوننا إلى دينهم بل نحن و الله أهل الذكر- الذين أمر الله تعالى برد المسألة إلينا قال و كذا نقل عن علی ع أنه قال نحن أهل الذكر

یہ وہ معنی ہے جس کو عامہ نے بھی روایت کیا ہے۔

شہرستانی نے اپنی تفسیر مفاتیح الاسرار میں امام جعفر صادق ابن امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۲۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۴۲۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۶۸؛ بصائر الدرجات: ۴۱؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۶۰؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۳؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۸۰ و ۱۸۳؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۱۳۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۶۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۲۷۴؛ عقود المرجان: ۳/ ۲۸۶

ایک شخص نے سوال کیا اور عرض کیا: ہم میں سے بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

''اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ (سورۃ النحل: ۴۳؛ سورۃ الانبیآء: ۷)۔''

بیشک ذکر سے مراد تورات ہے اور اہل ذکر سے مراد علماء یہود ہیں۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: پھر تو وہ خدا کی قسم! ہمیں اپنے دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قسم! اہل ذکر سے مراد ہم ہیں جن سے سوال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ اسی طرح امیر المومنین علیؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اہل ذکر سے مراد ہم ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

2/1047 الکافی،۱/۱/۲۱۰/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاٰ تَعْلَمُونَ) قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلذِّكْرُ أَنَا وَ اَلْأَئِمَّةُ أَهْلُ اَلذِّكْرِ وَ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَ لِقَوْمِكَ وَ سَوْفَ تُسْئَلُونَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَحْنُ قَوْمُهُ وَ نَحْنُ اَلْمَسْئُولُونَ.

عبداللہ بن عجلان کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔ (النحل: ۴۳)۔'' کے بارے میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ذکر ہوں اور آئمہ اہل الذکر ہیں اور خدا فرماتا ہے: ''اور یہ ذکر ہے تمہارا اور تمہاری قوم کا اور عنقریب اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (الزخرف: ۴۴)۔''

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم ہم ہیں اور ہم ہی مسئولون ہیں۔ [2]

بیان:

فی قول اللہ یعنی قال فی قول اللہ وَ إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ یعنی القرآن

[1] مرآۃ العقول: ۲/۴۳۱؛ المحکم فی اصول الفقہ: ۳/۲۵۴؛ الکافی فی اصول الفقہ: ۲/۱۱۵

[2] وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۳؛ بحار الانوار: ۱۶/۳۵۹؛ تاویل الآیات: ۲۵۹؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۶۷؛ تفسیر الصافی: ۴/۳۹۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۶۰۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۶۶؛ اللوامع النورانیہ: ۳۳۸

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وانه لذكر لك

اور بیشک یہ (قرآن) آپؐ کے لیے ذکر ہے۔اس سے مراد قرآن مجید ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور عبداللہ بن عجلان کو بھی توصیف کی گئی ہے اور امام صادقؑ کے اصحاب خاص میں سے تھے [2] (واللہ اعلم)

3/1048 الکافی،۱/۲/۲۱۰/۱ الاثنان عن محمد بن أورمة عن علی عن عمه قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاٰ تَعْلَمُونَ) قَالَ اَلذِّكْرُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ نَحْنُ أَهْلُهُ اَلْمَسْئُولُونَ قَالَ قُلْتُ قَوْلُهُ: (وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُونَ) قَالَ إِيَّانَا عَنَى وَنَحْنُ أَهْلُ اَلذِّكْرِ وَنَحْنُ اَلْمَسْئُولُونَ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے،اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔(النحل: ۴۳)۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر ہیں اور ہم اس کے اہل ہیں جن سے سوال کرنا ہے۔

میں نے عرض کیا: خدا کے قول: ''اور یہ کتاب تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ذکر ہے اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔(الزخرف: ۴۴)۔'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہم ہیں اور ہم ہی وہ اہل الذکر ہیں اور ہم ہی مسئولون ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن اور اس کی وجہ حدیث (۱۰۵۸) کے تحت دیکھیے۔

4/1049 الکافی،۱/۳/۲۱۰/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ قَالَ: سَأَلْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ

---

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۴۲۸

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۴۰

[3] وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۴ ح ۳۳۲۰۸؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۸۶۷ و ۸۶۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۶۰۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۲۶؛ اللوامع النورانیہ: ۶۱۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۶؛ غایۃ المرام: ۳/ ۲۶

[4] مراۃ العقول: ۲/ ۴۲۸

فِدَاكَ (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاٰ تَعْلَمُونَ) فَقَالَ نَحْنُ أَهْلُ اَلذِّكْرِ وَ نَحْنُ اَلْمَسْئُولُونَ قُلْتُ فَأَنْتُمُ اَلْمَسْئُولُونَ وَ نَحْنُ اَلسَّائِلُونَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ حَقّاً عَلَيْنَا أَنْ نَسْأَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ حَقّاً عَلَيْكُمْ أَنْ تُجِيبُونَا قَالَ لاَ ذَاكَ إِلَيْنَا إِنْ شِئْنَا فَعَلْنَا وَ إِنْ شِئْنَا لَمْ نَفْعَلْ أَمَا تَسْمَعُ قَوْلَ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (هٰذٰا عَطٰاؤُنٰا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسٰابٍ).

الوشا سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔(النحل:۴۳)۔'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہمیں اہل ذکر ہیں اور ہم ہی مسئولون ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپ مسئولون ہیں اور ہم سائلین ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: ہم پر حق ہے کہ ہم آپؑ سے سوال کریں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ پر حق ہے کہ ہمارے ہر سوال کا جواب دیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، ہمیں اختیار ہے جس بات کا چاہیں جواب دیں اور جس کا چاہیں جواب نہ دیں۔ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا: ''یہ ہماری بخشش ہے پس یا تو دے کر احسان کرو یا روک لو جس کا حساب نہ ہو گا۔(ص:۳۹)۔''[1]

بیان:

قال لا و ذلك لأن كل سؤال ليس بمستحق للجواب و لا كل سائل بالحرى أن يجاب و رب جوهر علم ينبغى أن يكون مكنونا و رب حكم ينبغى أن يكون مكتوما هذا عطاؤنا مورده و إن كان سليمان ع إلا أنه يجرى فى سائر الولاة و الأئمة ع فَامْنُنْ من المنة و هى العطاء أى فأعط منه ما شئت أَوْ أَمْسِكْ مفوضا إليك التصرف فيه لا حساب عليك فى ذلك

ایسا نہیں ہے! اس لیے کہ ہر سوال جواب کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ہر سائل کا جواب دیا

[1] وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۴ ح ۳۳۲۰۸؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۶۷ و ۸۶۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۶۰۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۶۶؛ اللوامع النورانیہ: ۶۱۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۶؛ غایۃ المرام: ۳/۲۶

جائے کیونکہ کئی علمی جواہر ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چھپانا مناسب ہوتا ہے اور کئی حکم ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو صادر نہ کیا جاتا۔

''ھذا عطآؤنا'' یہ ہماری عنایت ہے، اس سے مراد جناب سلیمانؑ ہیں مگر یہ تمام آئمہ طاہرینؑ میں بھی جاری ہوگا۔

''فامنن'' پس آپ احسان کرو یعنی یہ وہ عطا ہے پس آپ اس سے جو چاہو عطا کرو یعنی احسان کرو۔

''اوامسک'' یا روک دو، اس کا تمھیں اختیار ہے اور اس میں آپ کو تصرّف کا حق حاصل ہے اور اس میں آپ سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور نجاشی کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

5/1050 الکافی،۱/۲۱۱/۴/۱ العدۃ عن أحمد عن الحسین عن النضر عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ﴿وَ إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَ لِقَوْمِكَ وَ سَوْفَ تُسْئَلُونَ﴾ فَرَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلذِّكْرُ وَ أَهْلُ بَيْتِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ اَلْمَسْئُولُونَ وَ هُمْ أَهْلُ اَلذِّكْرِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور یہ قرآن تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نصیحت ہے اور عنقریب تم پوچھے جاو گے۔(الزخرف:۴۴)۔'' کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر ہیں اور اہل بیت علیہم السلام مسئولون ہیں اور وہی اہل ذکر ہیں۔ [2]

بیان:

كأن فی الحديث إسقاطا أو تبديلا لإحدى الآيتين بالأخرى سهوا من الراوی أو الناسخ و العلم عند الله

گویا کہ ان دونوں آیتوں میں سے ایک آیت کے لیے حدیث میں کچھ حصّہ چھوٹ گیا ہے یا تبدیل ہوا ہے،

---

[1] مرآۃ العقول: ۲/۴۲۹

[2] وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۲ ح ۳۳۲۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۶۰۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۲۱۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/۲۷۰؛ تاویل الآیات: ۵۴۵؛ تفسیر الصافی: ۳/۱۳۶؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۶۸ و ۸۶۷؛ اللوامع النورانیہ: ۲۱۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۲۸۷

یا راوی سے سہو ہوا ہے یا ناسخ ہے۔ بہرحال! حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[1]

6/1051 الکافی، ۱/۲۱۱/۵/۱ أحمد عن الحسين عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ :فِي قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُونَ) قَالَ اَلذِّكْرُ اَلْقُرْآنُ وَ نَحْنُ قَوْمُهُ وَنَحْنُ اَلْمَسْئُولُونَ.

ترجمہ: فضیل سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور یہ کتاب تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ایک ذکر ہے اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ (الزخرف: ۴۴)۔'' کے بارے میں فرمایا: ذکر سے مراد قرآن ہے اور ہم اس کی قوم ہیں اور ہم ہی مسئولون ہیں۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[3]

7/1052 الکافی، ۱/۲۱۱/۶/۱ محمد عن محمد بن الحسين عن محمد بن إسماعيل عن بزرج عن الحضرمی قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ دَخَلَ عَلَيْهِ اَلْوَرْدُ أَخُو اَلْكُمَيْتِ فَقَالَ جَعَلَنِيَ اَللَّهُ فِدَاكَ اِخْتَرْتُ لَكَ سَبْعِينَ مَسْأَلَةً مَا تَحْضُرُنِي مِنْهَا مَسْأَلَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ وَ لاَ وَاحِدَةٌ يَا وَرْدُ قَالَ بَلَى قَدْ حَضَرَنِي مِنْهَا وَاحِدَةٌ قَالَ وَ مَا هِيَ قَالَ قَوْلُ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ) مَنْ هُمْ قَالَ نَحْنُ قَالَ قُلْتُ عَلَيْنَا أَنْ نَسْأَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُجِيبُونَا قَالَ ذَاكَ إِلَيْنَا.

ترجمہ: حضرمی سے روایت ہے کہ میں مکہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ کمیت کا بھائی الورد حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں نے آپؑ سے دریافت کرنے کے لیے ستر مسئلے

---

[1] مرآۃ العقول: ۲/۳۲۹

[2] بصائر الدرجات: ۳۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۶۰۴؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۶۷؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۶۶؛ تفسیر القمی: ۲/۲۸۶؛ بحار الانوار: ۲۳/۱۷۵ و ۱۷۹

[3] مرآۃ العقول: ۲/۳۳۰

رکھے تھے مگر اس وقت ان میں سے ایک بھی مجھے یاد نہیں رہا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ورد! ایک بھی یاد نہیں رہا؟

اس نے عرض کیا: ہاں! البتہ ان میں سے ایک مسئلہ یاد آ گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: "پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔ (النحل: ۴۳)۔" سے کون مراد ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہم ہیں۔

میں نے عرض کیا: ہمیں آپؑ سے ہی سوال کرنا لازم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ کے لیے جواب دینا بھی لازم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ہماری مرضی پر ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن موثق ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن یا موثق ہے (واللہ اعلم)

8/1053 الکافی ۱/۲۱۲/۸/۱ العدة عن أحمد عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ: عَلَى ٱلْأَئِمَّةِ مِنَ ٱلْفَرْضِ مَا لَيْسَ عَلَى شِيعَتِهِمْ وَعَلَى شِيعَتِنَا مَا لَيْسَ عَلَيْنَا أَمَرَهُمُ ٱللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَسْأَلُونَا قَالَ (فَسْئَلُوا أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ) فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْأَلُونَا وَلَيْسَ عَلَيْنَا ٱلْجَوَابُ إِنْ شِئْنَا أَجَبْنَا وَإِنْ شِئْنَا أَمْسَكْنَا.

الوشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: آئمہ پر وہ فرض ہے جو ان کے شیعوں پر نہیں ہے اور ہمارے شیعوں پر وہ فرض ہے جو ہم پر نہیں ہے۔ خدا نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ ہم سے سوال کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اہل الذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔ (النحل: ۴۳)۔" پس ان کو حکم ہے کہ ہم سے سوال کریں لیکن ہمارے لیے جواب دینا

---

[1] تفسیر البرہان: ۳/۴۲۳؛ تفسیر کنزالدقائق: ۷/۲۱۲؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۵۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/۲۷۶؛ بصائر الدرجات: ۳۸؛ بحارالانوار: ۲۳/۱۷۶؛ الفصول المہمہ: ۱/۵۸۰؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۶؛ غایۃ المرام: ۳/۲۶؛ اللوامع النورانیہ: ۳۴۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۱۷۱

[2] مراۃ العقول: ۲/۴۳۰؛ الیضاح الفرائد تنکابنی: ۱/۳۶۰

[3] دلیل تحریر الوسیلہ (الاجتہاد والتقلید): ۴۴

لازم نہیں ہے۔ اگر ہم چاہیں تو جواب دیں اور اگر چاہیں تو روک لیں۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ②

9/1054 الکافی،۱/۲۱۲/۹/۱ أحمد عن البزنطي قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كِتَاباً فَكَانَ فِي بَعْضِ مَا كَتَبْتُ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاٰ تَعْلَمُونَ) وَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مٰا كٰانَ اَلْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْ لاٰ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طٰائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي اَلدِّينِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذٰا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ) فَقَدْ فُرِضَتْ عَلَيْهِمُ اَلْمَسْأَلَةُ وَ لَمْ يُفْرَضْ عَلَيْكُمُ اَلْجَوَابُ قَالَ قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمٰا يَتَّبِعُونَ أَهْوٰاءَهُمْ وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اِتَّبَعَ هَوٰاهُ).

البزنطی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں کچھ سوالات لکھے، جن میں سے ایک سوال یہ لکھا کہ خدا فرماتا ہے: ''پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔(النحل:۴۳)۔''
نیز خدا فرماتا ہے: ''مومنوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت اپنے گھروں سے کیوں نہیں نکلتی تا کہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ آئے تو ان کو عذاب آخرت سے ڈرائے۔(التوبۃ:۱۲۲)'' پس ان دونوں آیات میں ان (مومنین) پر سوال کرنا فرض قرار دیا گیا ہے اور آپؑ پر جواب دینا فرض نہیں قرار دیا گیا؟ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے: ''پس اگر وہ (لوگ) آپ کے لیے جواب نہ دیں تو سمجھ لیں کہ وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے والے ہیں اور جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اس سے زیادہ گمراہ کون ہے۔(القصص:۵۰)۔'' ③

بیان:

و لم یفرض علیکم الجواب استفهام استبعاد كأنه استفهم السائل فيه فأجابه الإمام ع بقول الله

① وسائل الشیعہ: ۶۵/۲۷؛ الفصول المہمہ: ۵۷۹/۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲۱۳/۷؛ تفسیر البرہان: ۴۲۳/۳؛ بصائر الدرجات: ۳۸؛ بحار الانوار: ۱۷۷/۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵۶/۳؛ مستدرک الوسائل: ۲۸۲/۱۷؛ تفسیر الصافی: ۱۳۷/۳؛ غایۃ المرام: ۲۷/۳؛ روضات الجنات: ۱۳۱

② مرآۃ العقول: ۴۳۱/۲

③ وسائل الشیعہ: ۶۴/۲۷ ح ۳۳۲۰۸؛ تفسیر البرہان: ۸۶۷/۴ و ۸۶۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴۰۳/۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲۶/۱۲؛ اللوامع النورانیہ: ۶۱۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳۶/۳؛ غایۃ المرام: ۲۶/۳

سبحانه و لعل المراد أنه لو كنا نجيبكم عن كل ما سألتم فربما يكون في بعض ذلك ما لا تستجيبونا فيه فتكونون من أهل هذه الآية فالأولى بحالكم أن لا نجيبكم إلا فيما نعلم أنكم تستجيبونا فيه أو أن المراد أن عليكم أن تستجيبوا لنا في كل ما نقول و ليس لكم السؤال بلم و كيف

تم پر کسی سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے گویا کہ اس نے اس میں سوال کو چھپایا تو امامؑ نے اس کا جواب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے دیا اور شاید اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ہم تمھیں ہر اس چیز کا جواب دے دیں جس کے بارے میں تم نے سوال کیا تو ہوسکتا ہے کہ تم اس کو ہم سے قبول نہ کرو۔ پس تم اس پہلی آیت کے اہل میں سے ہو جاؤ گے لہٰذا ہم تم کو وہ جواب دیتے ہیں جس کو تم قبول کرو یا یہ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم پر واجب ہے کہ جو ہم تم سے کہیں اس کو تم قبول کرو اور تمھارے لیئے کیوں اور کیسے کہنا جائز نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

٦٦ ـ باب انهم اهل العلم و الراسخون فيه

باب: آئمہ علیہم السلام اہل علم اور اس میں راسخ ہیں

1/1055 الكافي، ١/١/٢١٢/١ علي عن أبيه عن ابن المغيرة عن عبد المؤمن بن القاسم الأنصاري عن سعد عن جابر الكافي، ١/٢/٢١٢/١ العدة عن أحمد عن الحسين عن النضر عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (هَلْ يَسْتَوِي اَلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ اَلَّذِينَ لاٰ يَعْلَمُونَ إِنَّمٰا يَتَذَكَّرُ أُولُوا اَلْأَلْبٰابِ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّمَا نَحْنُ اَلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ اَلَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ عَدُوُّنَا وَ شِيعَتُنَا أُولُوا اَلْأَلْبَابِ.

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔ (الزمر:۹)۔'' کے بارے میں فرمایا: ہم ہیں جو علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے وہ ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے شیعہ صاحبان عقل ہیں۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۴۳۲

[2] تفسیر الفرات: ۳۶۳؛ تاویل الآیات: ۵۰۱؛ بصائر الدرجات: ۵۵؛ المحاسن: ۱/ ۱۶۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۲۸۶؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۶۹۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۴۷۹؛ اعلام الدین: ۴۵۲؛ غایۃ المرام: ۴/ ۲۵۸؛ تفسیر جابر الجعفی: ۵۷۹؛ مشکاۃ الانوار: ۲۳۸؛ ینابیع الحکمۃ: ۳/ ۳۹۲

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند مجہول ہے اور دوسری سند صحیح ہے [1] اور اس کی ایک سند الصفار نے بھی ذکر کی ہے جو موثق ہے (واللہ اعلم)

2/1056 الكافي، ١/١/٢١٣/١ العدة عن أحمد عن الحسين عن النضر عَنْ أَيُّوبَ بْنِ اَلْحُرِّ وَ عِمْرَانَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَحْنُ (اَلرّٰاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ) وَ نَحْنُ نَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم راسخون فی العلم (علم میں مضبوط کر دیئے گئے) ہیں اور ہم ہی اس کی تاویل کو جانتے ہیں۔۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی ایک سند الصفار نے بھی ذکر کی ہے جو حسن ہے اور اس میں سیف بن عمیرة واقفی نہیں ہے (واللہ اعلم)

3/1057 الكافي، ١/٢/٢١٣/١ علي بن محمد عن عبد الله بن علي عن إبراهيم بن إسحاق عن عبد الله بن حماد عن العجلي عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مٰا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اَللّٰهُ وَ اَلرّٰاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ) فَرَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَفْضَلُ اَلرَّاسِخِينَ فِي اَلْعِلْمِ قَدْ عَلَّمَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ جَمِيعَ مَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ مِنَ اَلتَّنْزِيلِ وَ اَلتَّأْوِيلِ وَ مَا كَانَ اَللَّهُ لِيُنْزِلَ عَلَيْهِ شَيْئاً لَمْ يُعَلِّمْهُ تَأْوِيلَهُ وَ أَوْصِيَاؤُهُ مِنْ بَعْدِهِ يَعْلَمُونَهُ كُلَّهُ وَ اَلَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ إِذَا قَالَ اَلْعَالِمُ فِيهِمْ بِعِلْمٍ فَأَجَابَهُمُ اَللَّهُ بِقَوْلِهِ: (يَقُولُونَ آمَنّٰا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنٰا) وَ اَلْقُرْآنُ خَاصٌّ وَ عَامٌّ وَ مُحْكَمٌ وَ مُتَشَابِهٌ وَ نَاسِخٌ وَ مَنْسُوخٌ فَالرَّاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ يَعْلَمُونَهُ.

العجلی سے روایت ہے کہ امامین میں سے ایک امام نے خدا کے قول: ”اور اس کی تاویل اللہ اور راسخون فی

---

[1] مراۃ العقول: ۲/ ۳۳۲ و ۳۳۳

[2] بصائر الدرجات: ۲۰۳؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۱۷۸؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۳۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۳۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۱۶؛ تاویل الآیات: ۱۰۶؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۳۱۸؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۹۸؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۵۹۳ و ۸۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۴؛ مجمع البحرین: ۲/ ۳۳۲

[3] دروس فی القواعد التفسیریہ: ۲/ ۱۷۵

العلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (آل عمران: ۷)۔‘‘ کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راسخون فی العلم میں افضل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کا علم دیا تھا جو ان پر تنزیل و تاویل کے ذریعے نازل کی تھیں اور خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی ایسی شے نازل نہیں کی جس کی وہ تاویل نہ جانتے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے اوصیاء کلی طور پر ان تاویلات کے جاننے والے ہیں۔ وہ لوگ جو نہیں جانتے تو عالم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کو آگاہ کرتا ہے تو وہ قبول کرتے ہیں۔ اسی سلسلے میں خدا کا یہ قول ہے: ’’وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ (ایضا)۔‘‘ اور قرآن میں خاص و عام، محکم و متشابہ اور ناسخ و منسوخ ہے پس راسخون فی العلم اس کو جانتے ہیں۔ [1]

بیان:

و الذین لا یعلمون تأویله أراد بهم الشیعة إذا قال العالم فیهم یعنی به الراسخ فی العلم الذی بین أظهرهم و فی بعض النسخ فیه أی فی القرآن أو التأویل بعلم أی بمحکم أو تأویل متشابه فأجابهم الله یعنی أجاب الله الراسخین من قبل الشیعة بقوله يَقُولُونَ یعنی الشیعة آمَنَّا بِهِ كُلٌّ من المحکم و المتشابه مِنْ عِنْدِ رَبِّنا

وہ لوگ جو اس کی تاویل کو نہیں جانتے اس سے مراد شیعہ ہیں۔ جب عالم ان کے بارے میں بیان کرے یعنی وہ عالم جو اس علم میں راسخ ہے جو تمھارے سامنے ظاہر ہے۔

بعض نسخوں میں یہ ہے کہ یعنی قرآن کے بارے میں یا تاویل کے بارے میں اس علم کے ساتھ جو محکم ہو یا اس کی متشابہ کی تاویل ہو، یعنی اللہ تعالیٰ راسخین کو جواب دیتا ہے اور شیعہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر محکمہ اور متشابہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

4/1058 الکافی ،۱/۲۱۳/۳/۱ الاثنان عن محمد بن أورمة عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: اَلرَّاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

---

[1] بصائر الدرجات: ۲۰۴؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۸۷؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۹۹ و ۱۷/ ۱۳۰؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۵۹۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۱۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۳۳۲؛ اللوامع النورانیہ: ۱۱۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۳۸

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۴۳۵

[3] دروس فی القواعد التفسیریہ: ۲/ ۱۷۵

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: راسخون فی العلم سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے بعد باقی آئمہ علیہم السلام ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن اورکامل الزیارات کا راوی ہے اور اس کے پاس صحیح کتب بھی تھیں [3] اور علی بن حسان بھی کامل الزیارات کا راوی اور ثقہ ہے [4] اور عبد الرحمان بن کثیر تفسیر القمی و کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے جو اس کی توفیق ہے البتہ نجاشی نے اسے ضعیف کہا ہے لیکن ہم توثیق کو ترجیح دیتے ہیں (واللہ اعلم)

٦٧ ـ باب أن الآيات البينات في صدورهم

باب: آیات بینات آئمہ علیہم السلام کے سینوں میں ہیں

1/1059 الکافی ۱/۲۱۳/۱/۲ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: فِي هَذِهِ اَلْآيَةِ (بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ اَلَّذِينَ أُوتُوا اَلْعِلْمَ) فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "یہ وہ روشن آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو علم دیا گیا ہے۔ (العنکبوت: ۴۹)" کے بارے میں سنا، آپؑ اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے (یعنی یہ ہیں وہ سینے)۔ [5]

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۱/۳۱۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۵؛ مجمع البحرین: ۲/۴۳۱؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۷؛ الصراط المستقیم: ۱/۲۹۲؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۸۷؛ تفسیر البرہان: ۱/۵۹۷؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۷۹

[2] مراۃ العقول: ۲/۴۳۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۰۳

[4] ایضاً: ۳۸۸

[5] وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۷۹ ح ۳۳۵۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۱۵۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۱۶۵؛ تفسیر البرہان: ۴/۳۲۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۲۰؛ مسند ابی بصیر: ۲/۵۰۵

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور شیخ کلینی نے بہت اعتماد کیا ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے البتہ اسے ضعیف بھی کہا گیا ہے مگر میرے نزدیک توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

2/1060 الكافی،۱/۲۱۴/۲/۱ عنه عن محمد بن علی عن السراد عَنْ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ اَلْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ اَلَّذِينَ أُوتُوا اَلْعِلْمَ قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

عبدالعزیز العبدی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔(العنکبوت:۴۹)'' کے بارے میں فرمایا: وہ آئمہ علیہم السلام ہیں۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

3/1061 الكافی،۱/۲۱۴/۵/۱ العدة عن أحمد عن الحسین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ اَلَّذِينَ أُوتُوا اَلْعِلْمَ) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ خَاصَّةً.

محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے خدا کے قول: ''بلکہ یہ روشن نشانیاں اُن لوگوں کے دلوں میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے۔(العنکبوت:۴۹)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے خاص طور پر آئمہ علیہم السلام مراد ہیں۔[4]

---

[1] مراۃ العقول:۲/۴۳۶

[2] بصائر الدرجات:۲۰۶و۲۰۷؛تفسیر البرہان:۴/۳۲۷؛وسائل الشیعہ:۲۷/۱۸۰ح۳۳۵۳۱؛تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۱۵۹؛غررالاخبار:۱۸۰؛ بحارالانوار:۲۳/۲۰۲؛تاویل الآیات:۴۲۴؛اللوامع النورانیہ:۴۹۵

[3] مراۃ العقول:۲/۴۳۷

[4] تفسیر البرہان:۴/۳۲۶و۳۲۷؛تفسیر نورالثقلین:۴/۱۶۵؛غررالاخبار:۱۸۰؛تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۱۵۶؛بحار الانوار:۲۳/۲۰۱؛بصائر الدرجات:۲۰۵؛اللوامع النورانیہ:۴۹۵؛مسند الامام الرضاؑ:۱/۳۶۵

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1062 الکافی،۱/۴۱۴/۲/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن شعر عن الغنوی عن أبی عبد الله علیه السّلام: مثله.

الغنوی نے امام جعفر صادقؑ سے اسی حدیث کے مثل روایت کی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے۔واضح رہے کہ ہمارے بہت سارے علماء نے یزید بن اسحاق شعر کی روایات کو صحیح یا معتبر قرار دیا ہے لیکن اس کے واضح حالات معلوم نہیں ہیں اور وہ مجہول ہے [4] البتہ وہ کامل الزیارات کا راوی ہے جو اس کی توثیق عام ہے لیکن توثیق خاص ہمیں نہیں مل سکی ہے اس لیے ہم نے حدیث کو حسن کہا ہے اگرچہ حدیث کا صحیح ہونا مشہور ہے (واللہ اعلم)

5/1063 الکافی،۱/۴۱۴/۲/۳ أحمد بن مهران عن محمد بن علی عن عثمان عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي هَذِهِ ٱلْآيَةِ (بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ ٱلَّذِينَ أُوتُوا ٱلْعِلْمَ) ثُمَّ قَالَ أَمَا وَ ٱللَّهِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا قَالَ بَيْنَ دَفَّتَيِ ٱلْمُصْحَفِ قُلْتُ مَنْ هُمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ مَنْ عَسَى أَنْ يَكُونُوا غَيْرَنَا.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''بلکہ یہ روشن نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔(العنکبوت:۴۹)۔'' کے بارے میں فرمایا: اے ابو محمد! خدا کی قسم! کیا خدا نے نہیں فرمایا کہ مصحف دو گتوں کے درمیان ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اس سے کون مراد ہیں؟

---

[1] مراۃ العقول:۲/۴۳۸

[2] گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[3] مراۃ العقول:۲/۴۳۸

[4] المفید من معجم رجال الحدیث:۶۶۹

آپؑ نے فرمایا: کیا ہمارے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔ ①

بیان:

قال أبو جعفر هذه الآية يعنى تلاها و ما فى ما قال نافية يعنى ما قال آيات بينات بين دفتى المصحف بل قال آياتٌ بَيِّناتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

❂ امام محمد باقرؑ نے اس آیت کو بیان فرمایا بھی اس کی تلاوت فرمائی یعنی آپؑ نے فرمایا کہ آیات بینات مصحف کے درمیان ہیں۔

''بلکہ یہ روشن نشانیاں ان کے سینوں میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے۔(سورۃ العنکبوت:۴۹)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ احمد بن مہران ثقہ ہے اور ابو سمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے اور ساعہ بھی ہماری تحقیق میں امامی ہے واقفی نہیں ہے لیکن شہرت اس کی واقفی سے ہے اور اس کی ایک سند الصفار نے بھی ذکر کی ہے جو موثق ہے یا بعید نہیں ہے کہ حسن ہو (واللہ اعلم)

۶۸۔ باب انهم السابقون من اعصطفين

باب: آئمہ علیہم السلام منتخب شدگان میں سابقون ہیں

1/1064 الكافى،١/١/٢١۴/١ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ عَنْ سَالِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنا مِنْ عِبادِنا فَمِنْهُمْ ظالِمٌ لِنَفْسِهِ وَ مِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سابِقٌ بِالْخَيْراتِ بِإِذْنِ اللّهِ) قَالَ اَلسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ اَلْإِمَامُ وَ اَلْمُقْتَصِدُ اَلْعَارِفُ لِلْإِمَامِ وَ اَلظَّالِمُ لِنَفْسِهِ اَلَّذِي لاَ يَعْرِفُ اَلْإِمَامَ.

---

① وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۱۸۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۱۵۶؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۲۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۲۵ و ۳۲۶؛ بصائر الدرجات: ۲۰۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۳۲۸

② مراۃ العقول: ۲/ ۴۳۷

سالم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے خدا کے قول: ''ہم نے اس کتاب کا وارث انہیں بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا پس ان میں سے کچھ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہو گئے اور کچھ میانہ رو اور کچھ اذن خدا سے نیکیوں سے سبقت لے گئے۔ (فاطر: ۳۲)'' کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والا امام ہے اور میانہ رو امام کی معرفت رکھنے والا ہے اور اپنے اوپر ظلم کرنے والا وہ ہے جو امام کی معرفت نہیں رکھتا۔ ①

بیان:

المشهور بين العامة أن المراد بالمصطفين في هذه الآية كل الأمة المرحومة

و روى عمرهم عن النبي ص أنه قال سابقنا سابق و مقتصدنا ناج و ظالمنا مغفور

و هذا الخبر مع خبر الأصل و إن كانا لا يأبيان ذلك إلا أنه ينبغي توفيقهما مع الخبرين الآتيين و سائر الأخبار عن الأئمة الأطهار بتخصيصهما بآل محمد ع إلا من دعا منهم إلى ضلال

و روى عن أبي عبد الله ع أنه قال الظالم يحوم حول نفسه و المقتصد يحوم حول قلبه و السابق يحوم حول ربه

عامہ میں مشہور ہے کہ مصطفین سے مراد اس آیت میں تمام امت مرحومہ ہے۔

عمر نے ان کے بارے میں رسول خداؐ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سابق سے مراد ہمارا سابق ہے ہمارا قصد کرنے والے نجات پانے والا ہے اور ہمارے گناہگار بخشے ہوتے ہیں۔

تمام اخبار میں بیان ہوا ہے کہ آئمہ طاہرینؑ سے مروی ہے کہ اس سے مراد خصوصی طور پر آل محمدؐ ہیں۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ظالم اپنے گرد گھومتا ہے۔ معتدل اپنے دل کے گرد گھومتا ہے اور سابق اپنے ربّ کا مقصد کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ②

2/1065 الكافى ،۱/۲۱۴/۲/۲ الاثنان عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ ٱلْكَرِيمِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا ٱلْكِتَابَ ٱلَّذِينَ

① تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۳۶۳؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۲۳؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۵۴۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۳۶۱؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۲۳۸؛ المناقب: ۴/ ۱۳۰؛ الکوثر موسوی: ۷/ ۱۹۸؛ الصحیح من سیرۃ الامام الحسینؑ: ۵۹؛

② موسوعہ الامام السید عبد الحسین شرف الدین: ۱/ ۷۳؛ تعصید المراجعات میلانی: ۳/ ۴۳

اِصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا) فَقَالَ أَيَّ شَيْءٍ تَقُولُونَ أَنْتُمْ قُلْتُ نَقُولُ إِنَّهَا فِي اَلْفَاطِمِيِّينَ قَالَ لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ لَيْسَ يَدْخُلُ فِي هَذَا مَنْ أَشَارَ بِسَيْفِهِ وَ دَعَا اَلنَّاسَ إِلَى خِلاَفٍ فَقُلْتُ فَأَيُّ شَيْءٍ اَلظَّالِمُ لِنَفْسِهِ قَالَ اَلْجَالِسُ فِي بَيْتِهِ لاَ يَعْرِفُ حَقَّ اَلْإِمَامِ وَ اَلْمُقْتَصِدُ اَلْعَارِفُ بِحَقِّ اَلْإِمَامِ وَ اَلسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ اَلْإِمَامُ.

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں سے انہیں اقرار دیا جن کو ہم نے چن لیا۔ (فاطر: ۳۲)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: تم لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہمارا خیال ہے کہ یہ آیت سارے فاطمیوں کے حق میں نازل ہوئی۔

آپؑ نے فرمایا: جو تیرا خیال ہے ویسے نہیں ہے۔ جو تلوار اٹھاتا ہے اور لوگوں کو مخالف میں دعوت دیتا ہے وہ اس آیت میں داخل نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور امام کے حق کی معرفت نہیں رکھتا۔

میں نے عرض کیا: میانہ رو (متعدل) کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہے جو امام کی معرفت رکھتا ہے۔

میں نے عرض کیا: سابق الخیرات کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ امام ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ معلّی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور عبدالکریم بھی ثقہ جلیل ہے البتہ واقفی ہو گیا تھا [3] لیکن ظاہر یہ ہے کہ ہمارے مشائخ نے اس سے اس وقت روایات لیں جبکہ وہ واقفی نہیں تھا (واللہ اعلم)

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/۳۶۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۵۶۳؛ تفسیر البرہان: ۴/۵۳۶؛ تفسیر الصافی: ۴/۲۳۸؛ غایۃ المرام: ۴/۳۶؛ تفسیر الاصفی: ۲/۱۰۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/۲۴۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/۱۱۳

[2] مرآۃ العقول: ۲/۴۴۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۲۲

3/1066 الكافى ،١/٢١٥/٣/١ الاثنان عن الوشاء عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (ثُمَّ أَوْرَثْنَا اَلْكِتٰابَ اَلَّذِينَ اِصْطَفَيْنٰا مِنْ عِبٰادِنٰا) اَلْآيَةَ قَالَ فَقَالَ وُلْدُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ اَلسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ اَلْإِمَامُ وَ اَلْمُقْتَصِدُ اَلْعَارِفُ بِالْإِمَامِ وَ اَلظَّالِمُ لِنَفْسِهِ اَلَّذِي لاَ يَعْرِفُ اَلْإِمَامَ.

احمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن الرضاؑ سے خدا کے قول: ''ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں سے انہیں قرار دیا جن کو ہم نے چن لیا۔۔۔الآیۃ۔(فاطر:۳۲)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: حضرت فاطمہؑ کی اولاد مراد ہے اور سابق الخیرات سے مراد امام ہے اور مقتصد (میانہ رو) سے مراد وہ ہے جو امام کی معرفت رکھتا ہے اور ظالم لنفسہ سے مراد وہ ہے جو امام کی معرفت نہیں رکھتا۔[1]

بیان:

ينبغي تخصيص ولد فاطمة هاهنا بمن لا يدعو الناس بسيفه إلى ضلال ليوافق لحديث السابق

مناسب ہے کہ اس کی تخصیص اولاد فاطمہؑ کے ساتھ ہے اور یہاں پر اس سے مراد وہ ہے جو لوگوں کو تلوار کے ذریعہ گمراہی کی طرف دعوت نہیں دیتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

۶۹۔باب أنهم النعمة التي ذكرها الله تعالى

باب: آئمہ علیہم السلام وہ نعمت ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

1/1067 الكافى ،١/٢١٧/١/١ الاثنان عَنْ بِسْطَامَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ حَسَّانَ عَنِ اَلْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ اَلْعَبْدِيِّ عَنْ سَعْدٍ اَلْإِسْكَافِ عَنِ اَلْأَصْبَغِ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ غَيَّرُوا سُنَّةَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَدَلُوا عَنْ

[1] تفسیر کنز الدقائق:۱۰/ ۵۶۴؛ تفسیر نور الثقلین:۴/ ۳۶۱؛ تفسیر البرہان:۴/ ۵۴۶؛ غایۃ المرام:۴/ ۴۱

[2] مرآۃ العقول:۲/ ۴۴۰

وَصِيِّهِ لاَ يَتَخَوَّفُونَ أَنْ يَنْزِلَ بِهِمُ اَلْعَذَابُ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ (أَلَمْ تَرَ إِلَى اَلَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اَللَّهِ كُفْراً وَ أَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دٰارَ اَلْبَوٰارِ جَهَنَّمَ) ثُمَّ قَالَ نَحْنُ اَلنِّعْمَةُ اَلَّتِي أَنْعَمَ اَللَّهُ بِهَا عَلَى عِبَادِهِ وَبِنَا يَفُوزُ مَنْ فَازَ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ.

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبدیل کر دیا اور ان کے وصی سے روگردانی کی۔وہ اس سے نہیں ڈرتے کہ ان پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ پھر امامؑ یہ آیت تلاوت فرمائی: ”کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر اتارڈالا جو دوزخ ہے۔(ابراہیم:۲۸۔۲۹)۔“
پھر فرمایا: وہ نعمت جس کا اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کیا ہے وہ ہم ہیں اور روز قیامت جو بھی کامیاب ہوگا وہ ہمارے سبب ہی کامیاب ہوگا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور بسطام بن مرہ سے سعد الاسکاف تک میں راوی تفسیر القمی کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں [3] اور اصبغ بن نباتہ جلیل القدر صحابی امیر المومنینؑ ہیں (واللہ اعلم)

2/1068 الكافي،١/٤/٢١٧/١ الاثنان عن محمد بن أورمة عن علي عن عمه قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ : (أَلَمْ تَرَ إِلَى اَلَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اَللَّهِ كُفْراً) اَلْآيَةَ قَالَ عَنَى بِهَا قُرَيْشاً قَاطِبَةً اَلَّذِينَ عَادَوْا رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ نَصَبُوا لَهُ اَلْحَرْبَ وَجَحَدُوا وَصِيَّةَ وَصِيِّهِ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔الآیۃ۔(ابراہیم:۲۸)۔“ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد قریش ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی رکھی

---

[1] تاویل الآیات:۲۵۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/ ۹۳؛ تفسیر البرہان:۳/ ۳۰۶؛ تفسیر نور الثقلین:۲/ ۵۴۲؛ تفسیر الصافی:۳/ ۸۷؛ اللوامع النورانیہ:۲۱۶؛ غایۃ المرام:۷/ ۳۰۹؛ تفسیر الصراط المستقیم بروجردی:۳/ ۶۵۳؛ نہج السعادۃ:۹/ ۱۹۹

[2] مراۃ العقول:۲/ ۴۴۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۸۴ و ۸۶ و ۶۵۷ و ۹۳۳ و ۲۴۴

اور آپؐ کے لیے جنگ مسلط کی اور آپؐ کے وصی کے لیے وصیت کا انکار کیا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی وجہ کے لیے حدیث (۱۰۵۸) کی طرف رجوع کیجیے۔

3/1069 الکافی، ۱/۲/۲۱۷/۱ الاثنان رَفَعَهُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَبِأَيِّ آلاٰءِ رَبِّكُمٰا تُكَذِّبٰانِ) أَ بِالنَّبِيِّ أَمْ بِالْوَصِيِّ تُكَذِّبَانِ نَزَلَتْ فِي اَلرَّحْمَنِ.

اثنان نے خدا کے قول: ''تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (الرحمٰن: ۱۳)۔'' کے بارے میں مرفوع روایت کی ہے کہ اس سے مراد نبی یا وصی ہے کہ جن کو جھٹلایا جاتا ہے جسے سورہ الرحمن میں نازل کیا گیا ہے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۴] لیکن میرے نزدیک حدیث مرفوع ہے اور معلی بن محمد کا ثقہ ہونا تحقیق سے ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1070 الکافی، ۱/۳/۲۱۷/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنِ اَلْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي يُوسُفَ اَلْبَزَّازِ قَالَ: تَلاَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (فَاذْكُرُوا آلاٰءَ اَللّٰهِ) قَالَ أَتَدْرِي مَا آلاَءُ اَللَّهِ قُلْتُ لاَ قَالَ هِيَ أَعْظَمُ نِعَمِ اَللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ وَ هِيَ وَلاَيَتُنَا.

ابو یوسف البزاز سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت: ''یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو۔ (الاعراف: ٦٩)۔'' کی تلاوت کی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی نعمت کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

---

[۱] تفسیر البرہان: ۳/۳۰۶؛ بحار الانوار: ۱۶/۳۵۹؛ تاویل الآیات: ۲۳۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۹۳؛ تفسیر الآصفی: ۱/۶۱۸؛ مسند الامام الصادق: ۲/۵۳۹؛ اللوامع النورانیہ: ۳۱۷؛ غایۃ المرام: ۳/۵۲

[۲] مراۃ العقول: ۲/۴۴۹

[۳] بحار الانوار: ۲۴/۵۹؛ تفسیر البرہان: ۵/۲۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۱۹۰؛ تاویل الآیات: ۶۱۴؛ اللوامع النورانیہ: ۶۹۳

[۴] مراۃ العقول: ۲/۴۴۸

آپؑ نے فرمایا: وہ مخلوق پر اللہ کی تمام نعمتوں سے بڑی ہے اور وہ ہماری ولایت ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

۷۰ ـ باب انهم المتوسمون

باب: آئمہ علیہم السلام صاحبان فراست ہیں

1/1071 الکافی،۱/۲۱۸/۱/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَسْبَاطٍ بَيَّاعِ الزُّطِّيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ وَ إِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ) قَالَ فَقَالَ نَحْنُ الْمُتَوَسِّمُونَ وَ السَّبِيلُ فِينَا مُقِيمٌ.

اسباط بیاع الزطی سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہؑ کی خدمت میں اقدس میں موجود تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے خدا کے قول: "اس میں صاحبان فراست کے لیے نشانیاں ہیں اور وہ (الٹی ہوئی بستی) ہمیشہ کے راستے پر ہے۔ (الحجر: ۷۵-۷۶)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: وہ متوسمین (صاحبان فراست) ہم ہیں اور وہ سبیل ہمارے درمیان مقیم (ہمیشہ یا ثابت) ہے۔ [3]

بیان:

الزط بالضم جيل من الهند معرب جت بالفتح و القياس يقتضي فتح معربة أيضا الواحد زطي و التوسم التفرس و معرفة سمة الشيء يقال توسمت في فلان كذا أي عرفت وسمة فيه و المقيم الثابت يعني أن آيات الفراسة لبسبيل ثابت لا يتخلف عنه و السبيل فينا مقيم يعني لا يخرج منا و في تفسير علي بن إبراهيم و السبيل طريق الجنة يعني يوصل سالكه إليها

[1] تاویل الآیات: ۱۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۱۱۹؛ بحار الانوار: ۲۴/۵۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۴؛ بصائر الدرجات: ۸۱؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۶۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/۵۳۸؛ ینابیع الحکمۃ: ۵/۳۶۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/۱۷۲؛ بحر المعارف: ۲/۳۸۰

[2] مراۃ العقول: ۲/۴۴۸

[3] الاختصاص: ۳۰۳؛ تاویل الآیات: ۲۵۴؛ بصائر الدرجات: ۳۵۵؛ تفسیر البرہان: ۳/۳۷۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۴۸؛ تفسیر الصافی: ۳/۱۱۸؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۴۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۱۶۱؛ ینابیع المعاجز: ۱۶۶

''النرط'' ضمہ کے ساتھ اور اس سے مراد ہند کا ایک گروہ ہے۔
''التوسم'' اس سے مراد مزامت سے معلوم کرنا ہے۔ کسی شئے کی معرفت کرنا، کہا جاتا ہے کہ اس نے کسی کے بارے میں فراست حاصل کی یعنی اس کی نشانی کو پہچانا۔
''المقیم'' اس سے مراد ثابت ہے، یعنی ثابت کی سبیل کے لیے فراست کی نشانیاں جس سے وہ پیچھے ہو اور ہمارے بارے میں سبیل سے مراد مقیم ہے یعنی جو ہم سے خارج نہ ہو۔
تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ سبیل سے مراد جنت کا راستہ ہے یعنی اس پر چلنے والا اس تک پہنچ جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران تحقیق سے ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/1072 عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَسْبَاطَ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ هِيتَ فَقَالَ لَهُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ مَا تَقُولُ فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: الحديث.

اسباط بن سالم سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہل ھیت میں سے ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آپؑ سے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! آپؑ خدا کے قول کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟
آگے وہی حدیث ہے۔ [2]

بیان:

الهيت بالكسر اسم بلد على شاطئ الفرات

''الھیت'' کسرہ کے ساتھ یہ فرات کے کنارے پر ایک شہر کا نام ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سلمہ بن الخطاب کامل الزیارات کا راوی

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۲
[2] بصائر الدرجات: ۵۸۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۴۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۳۱ و ۲۵/۹۲؛ تفسیر البرہان: ۳/۳۷۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۰؛ عقود المرجان: ۲/۵۶۴؛ اللوامع النورانیہ: ۳۲۷
[3] مراۃ العقول: ۳/۲

ہے جو توثیق ہے اور اس کی تضعیف پر توثیق کو ترجیح دیتے ہیں اور یحییٰ بن ابراہیم بن ابی البلاد بھی ثقہ ہے [۱]
اور اسباط بن سالم اصل ہے [۲] (واللہ اعلم)

3/1073 الکافی ،۱/۲۱۸/۳/۱ النیسابوریان عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ اَلْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ).

محمد نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ”بے شک اس میں صاحبان فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔(الحجر:۷۵)۔“ کے بارے میں روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے اس قول: :”بے شک اس میں اہل فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔“کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ نور خدا سے دیکھتا ہے۔“ [۳]

بیان:

قولہ فی قول اللہ ثانیا متعلق بقولہ قال رسول اللہ ص

❂ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اس کا قول دوسرا ہے جو رسول خداؐ کے فرمان سے متعلق ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے [۴] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن اسماعیل بندقی کامل الزیارات کا راوی ہے جو اس کی توثیق کی لیے کافی ہے اور ایک سند شیخ نے ذکر کی ہے وہ بھی حسن کالصحیح ہے اور شیخ کلینی کی سند کو شیخ نجفی نے صحیح قرار دیا ہے۔ [۵]

4/1074 الکافی ،۱/۲۱۸/۴/۱ محمد عن الکوفی عَنْ عُبَيْسِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي

---

[۱] المفید من معجم رجال الحدیث:۳۵۹

[۲] ایضاً:۵۴

[۳] وسائل الشیعہ : ۱۲/۳۸ ۳؛ بصائر الدرجات: ۵۵ ۳؛ مستدرک الوسائل: ۸/۴۰ ۳؛ بحارالانوار: ۶۴/۵ ۷ و ۲۴/۱۳۱؛ الاختصاص: ۱۴۳؛ معانی الاخبار: ۵۰ ۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۳ ۳؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۲۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۴۸؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۳۵؛ احقاق الحق: ۱۴/۵۷۲؛ الکوثر موسوی: ۱/۱۴۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۰/۵۴۰؛ الدمعۃ الساکبہ: ۲/۱۱۹؛ ینابیع المعاجز: ۱۲۲

[۴] مراۃ العقول: ۳/۳

[۵] الآراء الفقہیہ: ۷/۱۴۷

عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) فَقَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ : (وَ إِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ) قَالَ لاَ يَخْرُجُ مِنَّا أَبَداً.

عبداللہ بن سلیمان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”بے شک اس میں اہل فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔(الحجر:۷۵)“ کے بارے میں روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ ائمہؑ ہیں اور ”وہ (الٹی ہوئی بستی) ہمیشہ کے راستے پر ہے۔(الحجر:۷۶)۔“ کے بارے میں فرمایا: وہ ہم میں سے کبھی بھی باہر نہیں نکلتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالحسن ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عبداللہ بن سلیمان العبسی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی اصل بھی ہے[3] (واللہ اعلم)

5/1075 الكافی،۱/۲۱۸/۱، محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) قَالَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمُتَوَسِّمَ وَ أَنَا مِنْ بَعْدِهِ وَ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ ذُرِّيَّتِي اَلْمُتَوَسِّمُونَ. وَ فِي نُسْخَةٍ أُخْرَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَيُّوبَ بِإِسْنَادِهِ: مِثْلَهُ.

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے خدا کے قول: ”بیشک اس میں متوسمین کے لیے نشانیاں ہیں۔(الحجر:۷۵)۔“ کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوسم (صاحب فراست) تھے اور ان کے بعد میں ہوں اور میری ذریت میں سے ائمہؑ صاحبان فراست ہیں۔

ایک دوسرے نسخہ میں احمد بن مہران نے محمد بن علی سے، اس نے محمد بن اسلم سے، اس نے ابراہیم بن ایوب

---

[1] تفسیر کنز الدقائق:۷/۱۳۸؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۲۳؛ تفسیر الصافی:۳/۱۱۸؛ الاختصاص:۳۰۶؛ بصائر الدرجات:۳۶۱؛ بحار الانوار:۲۵/۳۲۹؛ تفسیر البرہان:۳/۳۸۷؛ الکافی:۱/۴۳۸

[2] مراۃ العقول:۵/۱۶۹

[3] معجم من رجال الحدیث:۱۱/۲۱۵رقم ۶۹۱۱

سے اور اس نے اپنے اسناد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں مجہول ہیں (واللہ اعلم)

۷۱۔ باب أنهم يعرفون أولياءهم وأعداءهم

باب: آئمہ علیہم السلام اپنے دوستوں اور اپنے دشمنوں کو پہچانتے ہیں

1/1076 الكافی ،۱/۱/۴۳۸/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ مَعَ أَصْحَابِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَنَا وَ اَللَّهِ أُحِبُّكَ وَ أَتَوَلاَّكَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَذَبْتَ قَالَ بَلَى وَ اَللَّهِ إِنِّي أُحِبُّكَ وَ أَتَوَلاَّكَ فَكَرَّرَ ثَلاَثاً فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَذَبْتَ مَا أَنْتَ كَمَا قُلْتَ إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَ اَلْأَرْوَاحَ قَبْلَ اَلْأَبْدَانِ بِأَلْفَيْ عَامٍ ثُمَّ عَرَضَ عَلَيْنَا اَلْمُحِبَّ لَنَا فَوَ اَللَّهِ مَا رَأَيْتُ رُوحَكَ فِيمَنْ عُرِضَ فَأَيْنَ كُنْتَ فَسَكَتَ اَلرَّجُلُ عِنْدَ ذَلِكَ وَ لَمْ يُرَاجِعْهُ.

صالح بن سہل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص اپنے چند ساتھیوں کو لے کر امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا پس آپ کو سلام کیا۔ پھر آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ کی محبت وولایت رکھتا ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تو جھوٹ بول رہا ہے۔ پس اس نے تین بار یہی کہا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تو جھوٹا ہے جیسا کہ تو کہہ رہا ہے ایسا نہیں ہے۔ خدا نے خلقت اجسام سے دوہزار برس پہلے ارواح کو پیدا کیا پھر ان کو ہمارے سامنے پیش کیا جو ہمارے دوست تھے پس خدا کی قسم! میں نے ان میں سے تیری روح کو نہیں دیکھا۔ تُو اس وقت کہاں تھا؟

---

[1] تاویل الآیات: ۲۵۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۴۹؛ بحار الانوار: ۱۷/۱۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۳؛ الخرائج والجرائح: ۲/۷۴۷؛ تفسیر الصافی: ۳/۱۱۸؛ الاختصاص: ۳۰۲؛ تفسیر البرہان: ۳/۳۸۱؛ اثبات الحداۃ: ۲/۲۳۱؛ تفسیر الفرات: ۲۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۶۹؛ ینابیع المعاجز: ۲/۱۷۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۲/۲۱۹؛ احقاق الحق: ۱۴/۵۷۲

[2] مرآۃ العقول: ۳/۳

یہ سن کروہ خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ صالح بن سہل ہمدانی ثقہ ہے اور تفسیر القمی کا راوی ہے ③ البتہ اسے غالی بھی کہا گیا ہے جو تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

2/1077 الكافی،۱/۴۳۸/۱/۱ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : كَانَ فِي اَلنَّارِ .

اور دوسری روایت کے مطابق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: وہ جہنم میں تھا۔ ④

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔

3/1078 الكافی،۱/۴۳۸/۲/۱ محمد عن أحمد عن الحسين عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّا لَنَعْرِفُ اَلرَّجُلَ إِذَا رَأَيْنَاهُ بِحَقِيقَةِ اَلْإِيمَانِ وَحَقِيقَةِ اَلنِّفَاقِ.

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم ہر شخص کو حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق کے ساتھ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں۔ ⑤

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے ⑥ لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے جبکہ عمرو بن میمون سے مراد عمرو بن ابی المقدام ہو اور اس میں یہی اختلاف ہے اور اگر یہ عمرو بن ابی المقدام نہیں ہے تو پھر مجہول ہے لیکن یہ مضمون

① تفسیر کنز الدقائق: ۵/۲۳۳؛ مختصر البصائر: ۴۰۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۹۵؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۱۹؛ و ۵۸/۱۳۸؛ بصائر الدرجات: ۸۲؛ مدینۃ المعاجز: ۲/۱۹۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۶

② مرآۃ العقول: ۵/۱۶۷

③ المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۸۲

④ گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

⑤ بصائر الدرجات: ۲۸۸؛ مختصر البصائر: ۳۲۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۳۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۰۶؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۱۰؛ المناقب: ۲/۲۶۰؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۳۳۸؛ تفسیر الفرات: ۲۸۵؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۲۷؛ عوالم العلوم: ۱۹/۱۲۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/۷۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۵۳ و ۱۱۸ و ۲۶/۱۲۷؛ تفسیر القمی: ۲/۱۰۳؛ اعلام الدین: ۴۶۳

⑥ مرآۃ العقول: ۵/۱۶۸

دیگر کئی اسناد سے وارد ہوا ہے ان میں سے ایک سند جو الصفار نے ذکر کی ہے [1] وہ حسن یا صحیح ہے اور ایک سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/1079 الکافی،۱/۴۳۸/۳/۱ القمی و محمد عن الكوفي عَنْ عُبَيْسِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلْإِمَامِ فَوَّضَ اَللَّهُ إِلَيْهِ كَمَا فَوَّضَ إِلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَقَالَ نَعَمْ وَ ذَلِكَ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَهُ فِيهَا وَ سَأَلَهُ آخَرُ عَنْ تِلْكَ اَلْمَسْأَلَةِ فَأَجَابَهُ بِغَيْرِ جَوَابِ اَلْأَوَّلِ ثُمَّ سَأَلَهُ آخَرُ فَأَجَابَهُ بِغَيْرِ جَوَابِ اَلْأَوَّلَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَعْطِ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ هَكَذَا هِيَ فِي قِرَاءَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ فَحِينَ أَجَابَهُمْ بِهَذَا اَلْجَوَابِ يَعْرِفُهُمُ اَلْإِمَامُ قَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ أَمَا تَسْمَعُ اَللَّهَ يَقُولُ: (إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) وَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ (وَ إِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ) لاَ يَخْرُجُ مِنْهَا أَبَداً ثُمَّ قَالَ لِي نَعَمْ إِنَّ اَلْإِمَامَ إِذَا أَبْصَرَ إِلَى اَلرَّجُلِ عَرَفَهُ وَ عَرَفَ لَوْنَهُ وَ إِنْ سَمِعَ كَلاَمَهُ مِنْ خَلْفِ حَائِطٍ عَرَفَهُ وَ عَرَفَ مَا هُوَ إِنَّ اَللَّهَ يَقُولُ: (وَ مِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ وَ اِخْتِلاَفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَ أَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ) وَ هُمُ اَلْعُلَمَاءُ فَلَيْسَ يَسْمَعُ شَيْئاً مِنَ اَلْأَمْرِ يَنْطِقُ بِهِ إِلاَّ عَرَفَهُ نَاجٍ أَوْ هَالِكٌ فَلِذَلِكَ يُجِيبُهُمْ بِالَّذِي يُجِيبُهُمْ.

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام کے بارے پوچھا پوچھا: کیا جو کچھ اللہ نے سلیمان کے سپرد کیا تھا اسی طرح امام کے سپرد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص امام سے مسئلہ پوچھتا ہے تو امام اس کو جواب دیتا ہے مگر جب دوسرا شخص امام سے وہی مسئلہ پوچھتا ہے تو امام اس کو وہ جواب دیتا ہے جو پہلے جواب سے مختلف ہوتا ہے اور پھر ایک اور شخص امام سے اسی مسئلہ کا سوال کرتا ہے تو امام اس کو ایسا جواب دیتا ہے جو پہلے دونوں جوابات سے مختلف ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: ''یہ ہماری عطا ہے پس تو احسان کر یا بغیر حساب کے عطا کر۔ (ص:۳۹)۔'' اور یہ علی علیہ السلام کی قرات میں ایسے ہی ہے۔

[1] بصائر الدرجات:۲۸۸ ج۱ باب:۸ ح۲

میں نے عرض کیا: اللہ آپ کا بھلا کرے! جب امام ان کو یہ جواب دیتا ہے تو وہ ان کو پہچانتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم اللہ کا یہ قول نہیں سنتے جس میں وہ فرماتا ہے: ''بیشک اس میں متوسمین کے لیے نشانیاں ہیں۔(الحجر:۷۵)۔'' اور وہ آئمہؑ ہیں۔''اور''وہ (الٹی ہوئی بستی) ہمیشہ کے راستے پر ہے۔(الحجر:۷۶)۔''وہ کبھی بھی اس سے خارج نہیں ہوتا۔

پھر مجھ سے فرمایا: ہاں جب امام کسی آدمی کی طرف دیکھتا ہے تو اس کی اور اس کے مافی الضمیر کی پہچان لیتا ہے اور اور اگر دیوار کے پیچھے سے اس کا کلام سنے تو اسے اور اس کے مافی الضمیر کو پہچان لیتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور اس میں اس کی نشانیاں ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں کا اختلاف، تمہارے رنگوں کا اختلاف اس میں عالمین کے لیے نشانیاں ہیں۔(الروم:۲۲)۔''اور وہ علماء ہیں۔ پس وہ امر میں سے کسی چیز کو سنتے ہیں تو اسے پہچان لیتے ہیں کہ یہ ناجی ہے یا ہلاک ہونے والا ہے پس اسی لیے وہ اس کی زبان میں ہی اسے جواب دیتے ہیں۔ [1]

بیان:

یأتی باب التفویض فیما بعد إن شاء اللہ و البارز فی سألہ یرجع إلی الإمام فی المواضع الثلاثۃ ثم قال هذا عَطاؤُنا أی تلا هذہ الآیۃ النازلۃ فی سلیمان بن داود فَامْنُنْ أی أنعم بہ علی من شئت بقدر معلوم أو أعط بغیر حساب و هكذا أی أعط مكان أمسك

❂ یہ بیان انشاء اللہ باب التفویض میں آئے گا۔''سالہ'' میں ضمیر بارز تین مقام پر امامؑ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اس کے بعد بیان کیا: ''ھذا اعطآؤنا'' یہ ہماری عنایت ہے یعنی اس آیت کی تلاوت فرمائی جو حضرت سلیمان علی بن داؤدؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

''فامنن'' پس تو احسان کر۔ یعنی اپنی مقدار کے مطابق جو تو دینا چاہتا ہے دے یا بغیر حساب کے احسان کر۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالحسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عبداللہ بن سلیمان صاحب

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۸۷؛ الاختصاص: ۳۰۶؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۲۴و۲۵/۳۲۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۳۷۸و۴/۳۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۳۹و۱۱/۲۴۵؛ اللوامع النورانیہ: ۴۹۹

[2] مرآۃ العقول: ۵/۱۶۹

اصل ہے۔ [1]

۲۷۔ باب عرض الاعمال علیهم

باب: آئمہ علیہم السلام کے پاس اعمال پیش کیے جاتے ہیں

1/1080 الکافی ۱/۱/۲۱۹/۱ محمد عن احمد عن الحسین عن القاسم بن محمد عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: تُعْرَضُ اَلْأَعْمَالُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَعْمَالُ اَلْعِبَادِ كُلَّ صَبَاحٍ أَبْرَارُهَا وَ فُجَّارُهَا فَاحْذَرُوهَا وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ تَعَالَى: (اِعْمَلُوا فَسَيَرَى اَللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ) وَسَكَتَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام لوگوں کے اعمال خواہ نیک ہوں یا بد ہر صبح کو پیش کیے جاتے ہیں پس تم اس سے ڈرتے رہو اور اسی بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''عمل کرو پس عنقریب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے عمل کو دیکھ لیں گے۔ (التوبہ: ۱۰۵)۔'' پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔ [2]

بیان:

قوله و سكت يعني لم يقل وَ اَلْمُؤْمِنُونَ كأن الوقت يأبى عن ذكر عرض الأعمال على الأئمة ع

اس نے جو کہا ہے کہ ''سکت'' اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے یہ کہا ''والمومنون'' گویا کہ اس نے آئمہ طاہرینؑ پر اعمال کے پیش ہونے کے ذکر کرنے سے انکار کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ القام بن محمد الجوہری کامل الزیارات کا راوی ہے [4] اور یہ توثیق کافی ہے البتہ یہ واقفی ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے اور علی بن حمزہ

---

[1] معجم رجال الحدیث: ۱۱/۲۱۵ رقم ۷۹۱۱

[2] وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۱۷/۱۳۱؛ بصائر الدرجات: ۴۲۸؛ ھدایۃ الامہ: ۵/۵۶۷؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۹۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۶۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۳۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۶۱؛ ینابیع المعاجز: ۱۹۸؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۲/۲۷

[3] مراۃ العقول: ۳/۴

[4] کامل الزیارات: ۵۵۶؛ ۵۵۶ باب ۸۱ ح۱۲

سے ہمارے مشائخ نے اس وقت روایات لیں جبکہ وہ متغیر نہ تھا (واللہ اعلم)

2/1081 الفقيه،۱/۱۹۱/۵۸۳: الحديث مرسلا مقطوعا و زاد- و ٱلْأَئِمَّةُ عند رَسُولِ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ و قَالَ وَ ٱلْمُؤْمِنُونَ مكان و سكت.

حدیث مرسل مقطوع ہے اور اس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئمہؑ کا اضافہ ہے اور مومنوں کی جگہ ہے کہ آپؐ خاموش ہو گئے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل مقطوع ہے (واللہ اعلم)

3/1082 الكافی،۱/۲۱۹/۲/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عن النضر عَنْ يَحْيَى ٱلْحَلَبِيِّ عَنْ عَبْدِ ٱلْحَمِيدِ ٱلطَّائِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ ٱللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اِعْمَلُوا فَسَيَرَى ٱللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ ٱلْمُؤْمِنُونَ) قَالَ: هُمُ ٱلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ.

یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''تم عمل کرو پس عنقریب اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے۔ (التوبۃ:۱۰۵)'' کے بارے میں فرمایا: وہ (مومنین سے مراد) آئمہؑ ہیں۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ③ لیکن ہمارے نزدیک حدیث حسن ہے اور اسے ضعیف قرار دینا سہو ہے اس کے سارے راوی ثقہ معروف ہیں اور شیخ محسنی نے بھی اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ ④ (واللہ اعلم)

4/1083 الكافی،۱/۲۱۹/۳/۱ علی عن أبيه عن عثمان عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا لَكُمْ تَسُوءُونَ رَسُولَ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ نَسُوؤُهُ

---

① گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

② تاویل الآیات: ۲۱۳؛ بصائر الدرجات: ۴۲۸؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳۵۳ و ۳۵۴؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۸۳۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۵۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۰۷؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۹۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۶۱؛ ینابیع الحکمۃ: ۴/ ۱۱۴؛ ینابیع المعاجز: ۲۰۲؛ اللوامع النورانیہ: ۲۷۲

③ مراۃ العقول: ۳/ ۵

④ معجم من الاحادیث المعتبر ۃ: ۲/ ۴۷

فَقَالَ أَ مَا تَعْلَمُونَ أَنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَى فِيهَا مَعْصِيَةً سَاءَهُ ذَلِكَ فَلاَ تَسُوءُوا رَسُولَ اَللَّهِ وَ سُرُّوهُ.

سماعہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: تم کو کیا ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غمگین کرتے ہو۔

ایک شخص نے عرض کیا: ہم کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غمگین کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تمھیں نہیں معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمھارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جب آپ معصیت دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غمگین نہ کرو بلکہ آپؐ کو خوش کیا کرو۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن موثق ہے[2] یا پھر حدیث معتبر ہے[3] اور میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے البتہ زیادہ قریب ہے کہ حسن ہو (واللہ اعلم)

5/1084 الکافی ،۱/۴/۲۱۹/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلزَّيَّاتِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَبَانٍ اَلزَّيَّاتِ وَ كَانَ مَكِيناً عِنْدَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أُدْعُ اَللَّهَ لِي وَ لِأَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ أَ وَ لَسْتُ أَفْعَلُ وَ اَللَّهِ إِنَّ أَعْمَالَكُمْ لَتُعْرَضُ عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ قَالَ فَاسْتَعْظَمْتُ ذَلِكَ فَقَالَ لِي أَ مَا تَقْرَأُ كِتَابَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ قُلِ اِعْمَلُوا فَسَيَرَى اَللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ﴾ قَالَ هُوَ وَ اَللَّهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

عبداللہ بن ابان الزیات سے روایت ہے جو امام امام علی رضاؑ کے ہاں رہتا تھا، اس کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا: میرے اور میرے گھر والوں کے لیے دعا فرمائیے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا میں ایسا نہیں کرتا؟ خدا کی قسم! تمھارے اعمال ہر شب و روز میرے سامنے پیش کیے

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۰۷؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۳۹؛ بحارالانوار: ۱۷/۱۳۱ و ۲۳/۳۴۹؛ امالی مفید: ۱۹۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۳۶؛ بحار الانوار: ۲۲/۵۵۱ و ۷۰/۳۶۰؛ کتاب الزھد: ۱۶/ مشکاۃ الانوار: ۷۱؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۱۴۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/۸۱۷؛ تفسیر الصافی: ۲/۳۷۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۶۳؛ ینابیع الحکمۃ: ۳/۱۱۴؛ ینابیع المعاجز: ۱۹۴

[2] مراۃ العقول: ۳/۵

[3] خطاک الی جلک یعقوبی: ۵؛ القیادۃ النبویۃ المبارکۃ یعقوبی: ۸۳

جاتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو امر عظیم سمجھا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے کتاب خدا میں یہ آیت نہیں پڑھی: ''عمل کرو پس عنقریب تمہارے عمل کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے۔ (التوبۃ: ۱۰۵)۔''

پھر فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ [1]

بیان:

یعنی علیا و أولادہ الأئمۃ ع و إنما خص علیا بالذکر لأنہ کان خاصۃ الموجود فی زمان المأمورین بالعمل مشافھۃ و المعروف بینھم

یعنی حضرت علیؑ اور آپؑ کی اولاد سے آئمہ طاہرینؑ بیشک حضرت علیؑ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا کیونکہ وہ خاص طور پر ان لوگوں کے زمانہ میں موجود تھے جن کو عمل کا حکم دیا گیا اور ان میں مشہور تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

6/1085 الکافی،۱/۲۲۰/۵/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلصَّامِتِ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُسَاوِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أَنَّهُ ذَكَرَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (فَسَيَرَى اَللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ) قَالَ هُوَ وَ اَللَّهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

یحییٰ بن مساور سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت: ''تم عمل کرو، عنقریب اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین تمہارے کام دیکھیں گے۔ (التوبۃ: ۱۰۵)۔'' کا ذکر کیا اور فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۰۸ ح ۲۱۱۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۳۶؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۳۹؛ تاویل الآیات: ۲۱۳؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۴۷؛ بصائر الدرجات: ۴۲۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۶۴؛ تفسیر الصافی: ۲/۳۷۳؛ مسند امام الرضاؑ: ۱/۳۳۹؛ بحر المعارف: ۳/۲۴۵

[2] مراۃ العقول: ۳/۶

[3] وسائل الشیعہ: ۱۶/۱۰۸ ح ۲۱۱۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۳۶؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۳۹؛ تاویل الآیات: ۲۱۳؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۴۷؛ بصائر الدرجات: ۴۲۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۶۴؛ تفسیر الصافی: ۲/۳۷۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۸۴؛ بحر المعارف: ۳/۲۵۳

[4] مراۃ العقول: ۳/۶

7/1086 الكافي ،١/٢٢٠/١/١ العدة عن أحمد عَنِ ٱلْوَشَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ ٱلْأَعْمَالَ تُعْرَضُ عَلَى رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَبْرَارَهَا وَفُجَّارَهَا.

الوشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں خواہ نیک کے ہوں یا بد کے ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

8/1087 الكافي ،١/٣٦١/٢٥٤/٨ الثلاثة عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ وَ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِنَّ لَكُمْ فِي حَيَاتِي خَيْراً وَفِي مَمَاتِي خَيْراً قَالَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ ٱللَّهِ أَمَّا حَيَاتُكَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَمَا لَنَا فِي وَفَاتِكَ فَقَالَ أَمَّا فِي حَيَاتِي فَإِنَّ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ: (وَ مَا كَانَ ٱللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ) وَ أَمَّا فِي مَمَاتِي فَتُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَأَسْتَغْفِرُ لَكُمْ.

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے لیے میری زندگی میں خیر ہے اور میرے مرنے میں بھی خیر ہے۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کی زندگی کی تو ہم جانتے ہیں لیکن آپؐ کی موت ہمارے لیے کیسے خیر ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: میری زندگی میں اس طرح کہ خدا فرماتا ہے: ''اور اللہ کا یہ کام نہیں کہ جس حال میں تم ان میں موجود ہو ان کو عذاب دے۔ (الانفال: ۳۳)'' اور میری موت اس طرح خیر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے اور میں تمہارے لیے استغفار کروں گا۔ [3]

---

[1] بصائر الدرجات: ۴۲۵؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۰۷ ح ۲۱۱۰۳؛ بحارالانوار: ۱۷/ ۱۳۱ و ۱۵۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۸۳۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۶۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۵۳۶؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۳۳۹؛ ینابیع المعاجز: ۲۰۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/ ۱۶۳

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۶

[3] تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۳۳۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۶۸۰؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۳۰۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۵۱؛ بصائر الدرجات: ۴۴۴؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۳۴۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۱۵؛ القطرہ من بحار: ۲/ ۶۳؛ ذکری الشیعہ: ۲/ ۹۰

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور شیخ محسنی نے بھی اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے[2] (واللہ اعلم)

9/1088 الفقیہ، ۱/۱۹۱/۵۸۲ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَ مَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اَللَّهِ وَ كَيْفَ ذَلِكَ فَقَالَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ (أَمَّا حَيَاتِي فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ) (وَ مَا كَانَ اَللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ) وَ أَمَّا مُفَارَقَتِي إِيَّاكُمْ فَإِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ اِسْتَزَدْتُ اَللَّهَ لَكُمْ وَ مَا كَانَ مِنْ قَبِيحٍ اِسْتَغْفَرْتُ اَللَّهَ لَكُمْ) قَالُوا وَ قَدْ رَمَمْتَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ يَعْنُونَ صِرْتَ رَمِيماً فَقَالَ كَلاَّ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى حَرَّمَ لُحُومَنَا عَلَى اَلْأَرْضِ أَنْ تَطْعَمَ مِنْهَا شَيْئاً.

نبی اکرمؐ نے فرمایا: میری حیات تم لوگوں کے لیے بہتر ہے اور میری موت بھی تم لوگوں کے لیے بہتر ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! یہ کیسے؟

آپؐ نے فرمایا: میری حیات کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ جس حال میں تم ان میں موجود ہو ان کو عذاب دے (الانفال: ۳۳)" اور تم لوگوں سے میری مفارقت بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ تم لوگوں کے اعمال میرے سامنے ہر روز پیش کیے جائیں گے پس اگر اچھے ہوئے تو میں ان میں اللہ سے زیادتی کے لیے دعا کروں گا اور برے اعمال ہوئے تو میں تمہارے لیے اللہ سے استغفار کروں گا۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! مگر آپؐ کی ہڈیاں تو بوسیدہ ہو جائیں گی؟

آپؐ نے فرمایا: ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے گوشت کو زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اس میں سے ذرا بھی کھائے۔[3]

بیان:

یأتی معنی تحریم لحومهم علی الأرض فی أبواب المزار من کتاب الحج إن شاء الله

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۳۶

[2] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۱/۴۷۰

[3] وسائل الشیعہ: ۱۴/۱۰۹؛ الانوار النعمانیہ: ۳/۲۵۱؛ ذکری الشیعہ: ۲/۹۰؛ درالاخبار: ۱۹۶؛ بصائر الدرجات: ۴۴۳؛ بحارالانوار: ۲۷/۲۹۹

آلِ محمدؐ کا خون زمین پر حرام ہے کا معنی کتاب الحج کے ابواب عزار میں انشاءاللہ آئے گا۔

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے حدیث کی سند ذکر نہیں کی ہے لیکن یہ مضمون دیگر کئی اسناد سے مروی ہے (واللہ اعلم)

۴۳۔ باب انهم معدن العلم و شجرة النبوة و مختلف الملائكة

باب: آئمہ علیہم السلام علم کی کانیں، شجرہ نبوت اور ملائکہ کے آنے جانے کے مقام ہیں

1/1089 الکافی،۱/۱/۲۲۱/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ [عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ] قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ: مَا يَنْقِمُ اَلنَّاسُ مِنَّا فَنَحْنُ وَاَللَّهِ شَجَرَةُ اَلنُّبُوَّةِ وَبَيْتُ اَلرَّحْمَةِ وَمَعْدِنُ اَلْعِلْمِ وَمُخْتَلَفُ اَلْمَلاَئِكَةِ.

ابوالجارود سے روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: لوگ ہم سے کیا انتقام لیں گے؟ پس خدا کی قسم! ہم شجرہ نبوت، بیتِ رحمت، علم کی کان اور ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ ہیں۔[1]

بیان:

ینقم ینکر

"ینقم" وہ انکار کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے اور اس کی سند الصفار نے ذکر کی ہے جو حسن ہے (واللہ اعلم)

2/1090 الکافی،۱/۲/۲۲۱/۱ محمد عن بنان عن أبيه عن ابن المغيرة عن السكوني عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: إِنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ

[1] بصائر الدرجات:۵۸؛ بحار الانوار:۲۶/۲۳۶؛ الخرائج والجرائح:۲/۸۹۲؛ کشف الغمہ:۲/۱۲۸؛ الارشاد:۲/۱۶۸

[2] مراۃ العقول:۳/۹

شَجَرَةُ اَلنُّبُوَّةِ وَمَوْضِعُ اَلرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفُ اَلْمَلاَئِكَةِ وَبَيْتُ اَلرَّحْمَةِ وَمَعْدِنُ اَلْعِلْمِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہل بیت شجرہ نبوت، مقامِ رسالت، ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ، رحمت کا گھر اور علم کی کان ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ عبداللہ بن محمد بن عیسی اور ان کے والد دونوں کامل الزیارات کے راوی ہیں اور اسماعیل بن ابی زیاد یعنی السکونی ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے [3] البتہ کہا گیا ہے کہ یہ عامہ میں سے ہے لیکن اس میں کلام ہے اور ہماری تحقیق میں وہ امامی ہے (واللہ اعلم)

3/1091 الکافی ۱/۱، ۱/۳/۲۲۱ أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْخَشَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا خَيْثَمَةُ نَحْنُ شَجَرَةُ اَلنُّبُوَّةِ وَبَيْتُ اَلرَّحْمَةِ وَمَفَاتِيحُ اَلْحِكْمَةِ وَمَعْدِنُ اَلْعِلْمِ وَمَوْضِعُ اَلرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفُ اَلْمَلاَئِكَةِ وَمَوْضِعُ سِرِّ اَللَّهِ وَنَحْنُ وَدِيعَةُ اَللَّهِ فِي عِبَادِهِ وَنَحْنُ حَرَمُ اَللَّهِ اَلْأَكْبَرُ وَنَحْنُ ذِمَّةُ اَللَّهِ وَنَحْنُ عَهْدُ اَللَّهِ فَمَنْ وَفَى بِعَهْدِنَا فَقَدْ وَفَى بِعَهْدِ اَللَّهِ وَمَنْ خَفَرَهَا فَقَدْ خَفَرَ ذِمَّةَ اَللَّهِ وَعَهْدَهُ.

خیثمہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے خیثمہ! ہم شجرہ نبوت، بیتِ رحمت، حکمت کی کنجیاں ہیں، علم کی کان، رسالت کا مقام، ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ اور اللہ کے راز کی جگہ ہیں۔ ہم اللہ کی اس کے بندوں میں ودیعت ہیں، ہم اللہ کا حرم اکبر ہیں، ہم اللہ کے ذمہ دار ہیں اور ہم اللہ کے عہد ہیں پس جس نے ہمارے عہد کو پورا کیا اس نے خدا کے عہد کو پورا کیا اور جس نے اسے توڑا اس نے اللہ کے ذمہ اور عہد کو توڑا۔ [4]

---

[1] بحارالانوار: ۲۶/ ۲۴۶؛ بصائر الدرجات: ۵۸؛ احقاق الحق: ۹/ ۳۷۶

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۹

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۳

[4] بصائر الدرجات: ۵۷؛ بحارالانوار: ۲۶/ ۲۴۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۳۹۴؛ تفسیر القمی: ۲/ ۲۲۸ (بفرق الفاظ)؛ ینابیع الحکمۃ: ۱/ ۱۲۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۸۷

بیان:

الخفر بالخاء المعجمة و الفاء نقض العهد

"الخفر" خاء کے ساتھ معجمہ ہے اور "الفاء" وعدے کا نقض ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل مجہول ہے۔ [1]

۴۷۔ باب انه یرث العلم بعضهم من بعض و أنهم ورثوا علم جمیع الأنبیاء

باب: آئمہ علیہم السلام کے بعض اُن کے بعض کے علم کی میراث پاتے ہیں اور وہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے علم کے وارث ہیں

1/1092 الکافی، ۱/۲۲۱/۱/۲ العدة عن أحمد عن الحسین عن النضر عن یحیی الحلبی عن العجلی عن محمد عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ عَالِماً وَ اَلْعِلْمُ يُتَوَارَثُ وَلَنْ يَهْلِكَ عَالِمٌ إِلاَّ بَقِيَ مِنْ بَعْدِهِ مَنْ يَعْلَمُ عِلْمَهُ أَوْ مَا شَاءَ اَللَّهُ.

محمد سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علیؑ عالم تھے اور یہ علم بطور میراث چلا اور ان میں سے کوئی عالم نہیں مرا مگر اس کے بعد دوسرا باقی رہا جو اس علم کو جانتا ہے اور جتنا علم خدا نے چاہا۔ [2]

بیان:

یعنی من یعلم مثل علمه أو ما شاء الله من العلم و یحتمل أن یکون ما شاء الله کنایة عما بعد زمان الصاحب ع یعنی أو لم یبق و الأول أظهر

یعنی جو ان کے علم جیسا علم جانتا ہو یا وہ علم جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ماشاءاللہ کنایہ ہے اس سے کہ جو صاحبؑ کے زمانہ کے بعد ہو یعنی یا تو وہ باقی نہ ہو اور بہر حال! پہلو زیادہ ظاہر ہے۔

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/۱۰

[2] بصائر الدرجات: ۱۱۸؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۶۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۸۲؛ الامامة والتبصرة: ۸۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۷۲؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۶۷؛ علل الشرائع: ۲/۵۹۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۵۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۴۲

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

2/1093 الکافی ۱/۲/۲۲۲/۱، الأربعة عَنْ زُرَارَةَ وَ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي نَزَلَ مَعَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ يُرْفَعْ وَ اَلْعِلْمُ يُتَوَارَثُ وَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَالِمَ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ وَ إِنَّهُ لَمْ يَهْلِكْ مِنَّا عَالِمٌ قَطُّ إِلاَّ خَلَفَهُ مِنْ أَهْلِهِ مَنْ عَلِمَ مِثْلَ عِلْمِهِ أَوْ مَا شَاءَ اَللَّهُ.

ترجمہ: فضیل سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ علم جو آدم لے کر آئے تھے وہ اٹھایا نہیں گیا بلکہ وہ علم میراث میں منتقل ہوا اور حضرت علی علیہ السلام اس امت کے عالم تھے اور ہم میں سے کوئی عالم اس دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ اس کے خاندان سے دوسرا اس کی جگہ پر آتا ہے جس کا علم بھی اس کے مثل ہوتا ہے یا جو اللہ چاہتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1094 الکافی ۱/۳/۲۲۲/۱، القميان عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سُنَّةَ أَلْفِ نَبِيٍّ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ إِنَّ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي نَزَلَ مَعَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ يُرْفَعْ وَ مَا مَاتَ عَالِمٌ فَذَهَبَ عِلْمُهُ وَ اَلْعِلْمُ يُتَوَارَثُ.

ترجمہ: فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: حضرت علیؑ انبیاءؑ میں سے ہزار نبیوں کی سنتیں ہیں اور جو علم حضرت آدمؑ کے ساتھ آیا تھا وہ اٹھایا نہیں گیا اور جو عالم مرتا ہے تو اس کا علم ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ علم میراث میں چلتا ہے۔ [4]

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۲

[2] الفصول المہمہ: ۱/ ۳۸۸؛ بصائر الدرجات: ۱۱۵؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۶۷؛ من ھو المہدیؑ؟: ۱۳۲

[3] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۲

[4] بصائر الدرجات: ۱۱۴؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۵۵؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۶۹؛ من ھو المہدیؑ؟: ۱۳۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۵۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۰

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف کالموثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے اس کو ضعیف کہنا سہو ہے کیونکہ البزنطی موسیٰ سے پہلے موجود ہے (واللہ اعلم)

4/1095 الکافی،۱/۲۲۲/۴ محمد عن أحمد عن الحسين عن فضالة عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي نَزَلَ مَعَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ يُرْفَعْ وَ مَا مَاتَ عَالِمٌ فَذَهَبَ عِلْمُهُ.

عمر بن ابان سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: وہ علم جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نازل ہوا وہ نہ اٹھایا نہیں جائے گا حالانکہ جب عالم مرتا ہے تو اس کا علم چلا جاتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

5/1096 الکافی،۱/۲۲۲/۵ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَمُصُّونَ اَلثِّمَادَ وَ يَدَعُونَ اَلنَّهَرَ اَلْعَظِيمَ قِيلَ لَهُ وَ مَا اَلنَّهَرُ اَلْعَظِيمُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْعِلْمُ اَلَّذِي أَعْطَاهُ اَللَّهُ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَمَعَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سُنَنَ اَلنَّبِيِّينَ مِنْ آدَمَ وَ هَلُمَّ جَرّاً إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قِيلَ لَهُ وَ مَا تِلْكَ اَلسُّنَنُ قَالَ عِلْمُ اَلنَّبِيِّينَ بِأَسْرِهِ وَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ صَيَّرَ ذَلِكَ كُلَّهُ عِنْدَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ فَأَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ أَعْلَمُ أَمْ بَعْضُ اَلنَّبِيِّينَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِسْمَعُوا مَا يَقُولُ إِنَّ اَللَّهَ يَفْتَحُ مَسَامِعَ مَنْ يَشَاءُ إِنِّي حَدَّثْتُهُ أَنَّ اَللَّهَ جَمَعَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عِلْمَ اَلنَّبِيِّينَ وَ أَنَّهُ جَمَعَ ذَلِكَ كُلَّهُ عِنْدَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يَسْأَلُنِي أَ هُوَ أَعْلَمُ أَمْ بَعْضُ اَلنَّبِيِّينَ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۲

[2] من ھو المہدیؑ: ۱۴۰؛ احقاق الحق: ۳۱/ ۲۴

[3] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۳؛ کمال المکارم اصفہانی: ۱/ ۲۲۷

علی بن نعمان سے مرفوع روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: لوگ رطوبت کو چوستے ہیں اور نہر عظیم کو چھوڑتے دیتے ہیں۔

کسی نے پوچھا: نہر عظیم کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ علم جو اللہ نے انہیں عطا کیا۔ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے انبیاء گزرے تمام کی سنتوں کو جمع کیا تھا۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: یہ سنن کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تمام انبیاء کا علم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب کا سب حضرت علی علیہ السلام کو تعلیم فرما دیا۔

ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! امیر المومنین علیہ السلام زیادہ عالم تھے یا دوسرے انبیاء؟

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جو میں رہا ہوں اسے سنو! اللہ جس کے کان کو چاہتا ہے کھول دیتا ہے اور وہ سنتے ہیں جو میں نے بیان کیا ہے۔ اللہ نے تمام انبیاءؑ کا علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع کر دیا تھا اور آپؐ نے وہ سب امیر المومنینؑ کو تعلیم کر دیا تھا اور تو سوال کر رہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام زیادہ عالم تھے یا بعض انبیاء علیہم السلام۔ [1]

بیان:

الثمد الماء القليل كأنه ع أراد أن يبين أن العلم الذي أعطاه الله نبيه ص ثم أمير المؤمنين ع هو اليوم عنده و هو نهر عظيم يجري اليوم من بين أيديهم فيدعونه و يمصون الثماد و هو كناية عن الاجتهادات و الأهواء و تقليد الأبالسة و الآراء فلما رأى أن السائل كان ممن ينادى من مكان بعيد و ممن لم يفتح الله مسامع قلبه أعرض عن التصريح بما أراد و لم يتم كلامه و اكتفى بما أفاد ص

"ثمد"، قلیل پانی گویا کہ امام کا ارادہ تھا یہ بیان آنے کا کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے اپنی نبیؐ کو عطا فرمایا وہی علم ان کے بعد پھر امیر المومنینؑ کو عطا فرمایا اور آج وہ علم امامؑ حاضر کے پاس ہے اور وہ ایک نہر عظیم ہے جو ان کے

[1] بصائر الدرجات: ۱۱۷؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۶۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۸۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۷۰؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۸۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۵۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/ ۳۳۴

سامنے آج بھی جاری ہے۔ پس وہ اس کا پکارتے ہیں اور قلیل پانیوں کو پیتے ہیں اور یہ کنایہ ہے اجتہادات، خواہشات، آراء اور لوگوں کی تقلید سے، پس جب انہوں نے دیکھا کہ بیشک سائل ان میں سے تھا جن کو دور سے ندا دی گئی اور جن کے دل کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے نہیں کھولا تو اس کی تصریح کرنے سے اعراض کیا جو ارادہ تھا اور اپنی کلام کو مکمل نہیں کیا اور اسی کو کافی سمجھا جو افادہ فرمایا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [1]

6/1097 الکافی،۱/۲۲۳/۶ محمد عن أحمد عن البرقی عن النضر عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ الطَّائِيِّ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : إِنَّ الْعِلْمَ يُتَوَارَثُ فَلاَ يَمُوتُ عَالِمٌ إِلاَّ تَرَكَ مَنْ يَعْلَمُ مِثْلَ عِلْمِهِ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ.

محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک علم میراث ہوتا ہے پس کوئی عالم نہیں مرتا جب تک وہ اپنے علم کے مثل یا جیسا اللہ چاہے اس کی جگہ پر چھوڑ نہ جائے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

7/1098 الکافی،۱/۲۲۳/۷ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ الْعِلْمَ الَّذِي نَزَلَ مَعَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَمْ يُرْفَعْ وَ مَا مَاتَ عَالِمٌ إِلاَّ وَ قَدْ وَرَّثَ عِلْمَهُ إِنَّ الْأَرْضَ لاَ تَبْقَى بِغَيْرِ عَالِمٍ.

حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو علم آدم علیہ السلام کے ساتھ نازل ہوا تھا وہ اٹھایا نہیں گیا اور کوئی عالم نہیں مرتا ہے مگر یہ کہ اس کے پیچھے اس کے علم کا وارث ہوتا ہے۔ یقیناً زمین بغیر عالم کے باقی نہیں رہ سکتی۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۱۳

[2] بصائر الدرجات: ۱۱۷؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۶۹؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۵۵؛ من ھو المہدیؑ ؟ ۱۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۵۷

[3] مراۃ العقول: ۳/ ۱۴؛ تکمیل الکارم: ۱/ ۲۲۷

[4] بصائر الدرجات: ۱۱۶؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۵۵؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۶۸ و ۲۳/ ۴۷ و ۲۳/ ۴۰؛ کمال الدین: ۱/ ۲۲۳؛ من ھو المہدیؑ ؟: ۱۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۵۷

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ①

8/1099 الکافی،۱/۱/۲۲۳/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ ٱلْعَزِيزِ بْنِ ٱلْمُهْتَدِي عَنِ ابْنِ جُنْدَبٍ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مُحَمَّداً صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَانَ أَمِينَ ٱللَّهِ فِي خَلْقِهِ فَلَمَّا قُبِضَ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كُنَّا أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَرَثَتَهُ فَنَحْنُ أُمَنَاءُ ٱللَّهِ فِي أَرْضِهِ عِنْدَنَا عِلْمُ ٱلْبَلاَيَا وَٱلْمَنَايَا وَأَنْسَابُ ٱلْعَرَبِ وَمَوْلِدُ ٱلْإِسْلاَمِ وَإِنَّا لَنَعْرِفُ ٱلرَّجُلَ إِذَا رَأَيْنَاهُ بِحَقِيقَةِ ٱلْإِيمَانِ وَحَقِيقَةِ ٱلنِّفَاقِ وَإِنَّ شِيعَتَنَا لَمَكْتُوبُونَ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ أَخَذَ ٱللَّهُ عَلَيْنَا وَعَلَيْهِمُ ٱلْمِيثَاقَ يَرِدُونَ مَوْرِدَنَا وَيَدْخُلُونَ مَدْخَلَنَا لَيْسَ عَلَى مِلَّةِ ٱلْإِسْلاَمِ غَيْرُنَا وَغَيْرُهُمْ نَحْنُ ٱلنُّجَبَاءُ ٱلنُّجَاةُ وَنَحْنُ أَفْرَاطُ ٱلْأَنْبِيَاءِ وَنَحْنُ أَبْنَاءُ ٱلْأَوْصِيَاءِ وَنَحْنُ ٱلْمَخْصُوصُونَ فِي كِتَابِ ٱللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَحْنُ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِكِتَابِ ٱللَّهِ وَنَحْنُ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِرَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَنَحْنُ ٱلَّذِينَ شَرَعَ ٱللَّهُ لَنَا دِينَهُ فَقَالَ فِي كِتَابِهِ: (شَرَعَ لَكُمْ) يَا آلَ مُحَمَّدٍ (مِنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً) قَدْ وَصَّانَا بِمَا وَصَّى بِهِ نُوحاً (وَٱلَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ) يَا مُحَمَّدُ: (وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى) فَقَدْ عَلَّمَنَا وَبَلَّغَنَا عِلْمَ مَا عَلِمْنَا وَٱسْتَوْدَعَنَا عِلْمَهُمْ نَحْنُ وَرَثَةُ أُولِي ٱلْعَزْمِ مِنَ ٱلرُّسُلِ (أَنْ أَقِيمُوا ٱلدِّينَ) يَا آلَ مُحَمَّدٍ: (وَلاَ تَتَفَرَّقُوا فِيهِ) وَكُونُوا عَلَى جَمَاعَةٍ (كَبُرَ عَلَى ٱلْمُشْرِكِينَ) مَنْ أَشْرَكَ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ) مِنْ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ إِنَّ ٱللَّهَ يَا مُحَمَّدُ (يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ) مَنْ يُجِيبُكَ إِلَى وَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ.

ابن جندب سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اسے ایک خط لکھا: امابعد! پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین خدا پر اُس کے امین تھے۔ جب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا تو ہم اہل بیت علیہم السلام آپؐ کے وارث بنے پس ہم اللہ کی زمین پر اُس کے امین ہیں۔ ہمارے پاس علم منایا، علم بلایا، انساب العرب اور مولد الاسلام کا علم ہے۔ ہم آدمی کو دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ وہ حقیقت ایمان والا ہے یا حقیقت نفاق والا ہے، ہمارے پاس ہمارے شیعوں کے اور اُن کے آباء کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے ہم سے اور ہمارے شیعوں سے عہد لیا

---

① مکیال المکارم: ۱/ ۲۲۷

تھا، وہ وہاں وارد ہوتے ہیں جہاں ہم وارد ہوتے ہیں اور وہ وہاں داخل ہوتے ہیں جہاں ہم داخل ہوتے ہیں۔ ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی ملت اسلام پر قائم نہیں ہے۔ ہم نجیب اور نجات یافتہ ہیں۔ ہم انبیاءؑ کے افراط (باقی ماندہ) ہیں، ہم اوصیاء کی اولاد ہیں، ہم کتاب خدا میں مخصوص ہیں، ہم تمام لوگوں سے کتاب خدا کے ساتھ اولویت رکھتے ہیں اور ہم سب لوگوں سے زیادہ رسول خداؐ کے ساتھ اولویت رکھتے ہیں، ہم وہ ہیں جن کے لیے اللہ نے اپنا دین شروع کیا ہے اور اس نے اپنی کتاب میں فرمایا: ''اس نے (اے آل محمدؐ) تمہارے لیے وہی دین کے دستور معین کیے جن کا اس نے پہلے نوح کو حکم دیا تھا اور وہ وہی ہے جس کی آپ کی طرف ہم نے وحی فرمائی اور وہ جس کی وصیت ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ علیہم اسلام نے فرمائی۔(الشوریٰ:۱۳)۔''

پس خدا نے ان انبیاء کے علم کی تعلیم ہمیں دی اور جو کچھ ان کو عطاء کیا وہ ہمیں عطا فرمایا اور ان کا علم ہمارے اندر ودیعت کیا، ہم اولی العزم رسولوں کے وارث ہیں۔ ''تم دین کو قائم رکھو (اے آل محمدؐ!) اور اس میں تفرقہ نہ کرو۔(الشوریٰ:۱۳)۔'' اور ایک جماعت بن کر رہو'' یہ مشرکین پر بہت سخت ہے۔(ایضا)۔'' پس جو شخص علیؑ کی ولایت سے شرک کرتا ہے'' جس کی طرف تم ان کو دعوت دیتے ہو۔(ایضا)۔'' علیؑ کی ولایت میں سے۔ بے شک اللہ اے محمدؐ!'' اس کو ہدایت کرے گا جو اس کی طرف رجوع کرے گا۔(ایضا)۔'' یعنی جو آپؐ سے علیؑ کی ولایت کو قبول کرے۔ [1]

بیان:

الفرط بالتحريك المتقدم للماء و بالتسكين العلم المستقيم يهتدى به

❂ ''الفرط'' پانی کا حرکت ساتھ آگے بڑھنا یا سکون کے ساتھ ہونا۔ ''العلم المستقیم'' جس کے ذریعہ ہدایت لی جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ حدیث صحیح ہے شیخ الصفار نے اس کی مزید دو اسناد ذکر کی ہیں جن

---

[1] مختصر البصائر: ۳۲۵؛ بصائر الدرجات: ۱۱۹؛ اعلام الدین: ۴۶۳؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۰۹؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۴۲؛ تفسیر القمی: ۲/۱۰۴؛ اللوامع النورانیہ: ۵۹۶؛ مسند الامام الرضاؑ: ۹۲؛ ینابیع المعاجز: ۲۲۱

[2] مراۃ العقول: ۳/۱۶

میں سے ایک [1] صحیح مجہول ہے اور دوسری [2] مجہول ہے (واللہ اعلم)

9/1100 الکافی ۱/۲/۲۲۳/۱ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : إِنَّ أَوَّلَ وَصِيٍّ كَانَ عَلَى وَجْهِ اَلْأَرْضِ هِبَةُ اَللَّهِ بْنُ آدَمَ وَ مَا مِنْ نَبِيٍّ مَضَى إِلاَّ وَ لَهُ وَصِيٌّ وَ كَانَ جَمِيعُ اَلْأَنْبِيَاءِ مِائَةَ أَلْفِ نَبِيٍّ وَ عِشْرِينَ أَلْفَ نَبِيٍّ مِنْهُمْ خَمْسَةٌ أُولُو اَلْعَزْمِ نُوحٌ وَ إِبْرَاهِيمُ وَ مُوسَى وَ عِيسَى وَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ هِبَةَ اَللَّهِ لِمُحَمَّدٍ وَ وَرِثَ عِلْمَ اَلْأَوْصِيَاءِ وَ عِلْمَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ أَمَا إِنَّ مُحَمَّداً وَرِثَ عِلْمَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ اَلْمُرْسَلِينَ عَلَى قَائِمَةِ اَلْعَرْشِ مَكْتُوبٌ حَمْزَةُ أَسَدُ اَللَّهِ وَ أَسَدُ رَسُولِهِ وَ سَيِّدُ اَلشُّهَدَاءِ وَ فِي ذُؤَابَةِ اَلْعَرْشِ عَلِيٌّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ فَهَذِهِ حُجَّتُنَا عَلَى مَنْ أَنْكَرَ حَقَّنَا وَ جَحَدَ مِيرَاثَنَا وَ مَا مَنَعَنَا مِنَ اَلْكَلاَمِ وَ أَمَامَنَا اَلْيَقِينُ فَأَيُّ حُجَّةٍ تَكُونُ أَبْلَغَ مِنْ هَذَا .

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے پہلے وصی ھبۃ اللہ ابن آدم علیہ السلام تھے اور کوئی نبی ایسا نہ تھا جس کا کوئی وصی نہ ہو اور تمام انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی جن میں سے پانچ اولوالعزم تھے: نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ھبۃ اللہ تھے اور وارث علم اوصیا تھے اور ان کے بھی علم کے وارث تھے جو ان سے پہلے تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سے پہلے تمام انبیاء ومرسلین کے علم کے وارث تھے۔ عرش کے ستونوں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حمزہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں اور سید الشہداء ہیں اور عرش کے اعلیٰ حصہ پر لکھا ہے کہ حضرت علیؑ امیر المومنین ہیں۔ پس یہ ہماری حجت ہے اس پر جس نے ہمارے حق کا انکار کیا اور ہماری میراث سے منکر ہوا اور ہم کو حق بات کہنے سے روکا حالانکہ یقین ہمارے سامنے ہے پس کون سی حجت اُس سے زیادہ بلیغ ہو سکتی ہے۔ [3]

بیان:

ذؤابة العرش أعلاه

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۱۸ جز سوم باب ۳ ح ۱

[2] بصائر الدرجات: ۱۲۰ ایضاً ح ۴

[3] بصائر الدرجات: ۱۲۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۱۲؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۵۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۱۲۵؛ بحار الانوار: ۲۷/ ۶؛ بحر المعارف: ۲/ ۳۶۱

''ذوابۃ العرش'' اس سے مراد عرش اعلیٰ ترین حصّہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہوگی جبکہ عبدالرحمان بن کثیر سے مراد الہاشمی ہو جسے نجاشی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور ہم اس توثیق کو ترجیح دیتے ہیں اور اگر کوئی دوسرا عبدالرحمان بن کثیر ہے تو پھر حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

10/1101 الکافی ۱/۲۲۴/۳/۱ محمد عن سلمة بن الخطاب عن عبد الله بن محمد عن عبد الله بن القاسم عن زرعة عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَ إِنَّ مُحَمَّداً وَرِثَ سُلَيْمَانَ وَ إِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّداً وَ إِنَّ عِنْدَنَا عِلْمَ اَلتَّوْرَاةِ وَ اَلْإِنْجِيلِ وَ اَلزَّبُورِ وَ تِبْيَانَ مَا فِي اَلْأَلْوَاحِ قَالَ قُلْتُ إِنَّ هَذَا لَهُوَ اَلْعِلْمُ قَالَ لَيْسَ هَذَا هُوَ اَلْعِلْمَ إِنَّ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي يَحْدُثُ يَوْماً بَعْدَ يَوْمٍ وَ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داود علیہ السلام کے وارث ہوئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے اور ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہوئے۔ بے شک ہمارے پاس توریت وانجیل وزبور کا علم ہے اور تبیان کا بھی علم ہے جو الواح میں ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: کیا یہ وہی علم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ فقط وہی علم نہیں ہے بلکہ ہمارا علم وہ ہے جو ہر دن کے بعد دن اور ہر گھڑی کے بعد گھڑی بڑھتا جاتا ہے۔ [2]

بیان:

ما فی الألواح أی ألواح موسی کما فی الخبر الآتی و یأتی تفسیر آخر الحدیث

''ما فی الالواح'' اس سے مراد حضرت موسیٰؑ کی الواح میں جیسا کہ آنے والی حدیث میں اور حدیث کے آخر کی وضاحت میں بیان آئے گا۔

تحقیق اسناد:

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۷

[2] بصائر الدرجات: ۱۳۸؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۸۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۸۱؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۲/ ۳۴۳

میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

11/1102 الکافی ۱/۲۲۵/۱/۲/۱ القمیان عن صفوان عَنْ شُعَيْبٍ اَلْحَدَّادِ عَنْ ضُرَيْسٍ اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عِنْدَهُ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ دَاوُدَ وَرِثَ عِلْمَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ إِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَ إِنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَرِثَ سُلَيْمَانَ وَ إِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّ عِنْدَنَا صُحُفَ إِبْرَاهِيمَ وَ أَلْوَاحَ مُوسَى فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ اَلْعِلْمُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَيْسَ هَذَا هُوَ اَلْعِلْمَ إِنَّمَا اَلْعِلْمُ مَا يَحْدُثُ بِاللَّيْلِ وَ اَلنَّهَارِ يَوْماً بِيَوْمٍ وَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ.

ضریس الکناسی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں ابوبصیر بھی موجود تھے پس آپؑ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ حضرت داودؑ کے وارث ہوئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سلیمانؑ کے وارث ہوئے اور ہم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہوئے اور یقیناً ہمارے پاس صحفِ ابراہیمؑ اور الواحِ موسیٰؑ ہے۔

ابوبصیر نے عرض کیا: کیا یہی علم آپؑ کے پاس ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! یہ فقط وہی علم نہیں ہے بلکہ یہ علم تو وہ ہے جو رات و دن، روز بروز اور ساعت بساعت بڑھتا رہتا ہے۔ [1]

بیان:

لعل المراد و العلم عند الله أن العلم ليس ما يحصل بالسماع و قراءة الكتب و حفظها فإن ذلك تقليد و إنما العلم ما يفيض من عند الله سبحانه على قلب المؤمن يوما فيوما و ساعة فساعة فينكشف به من الحقائق ما تطمئن به النفس و ينشرح له الصدر و يتنور به القلب و يتحقق به العالم كأنه ينظر إليه و يشاهده

شاید "والعلم عنداللہ" سے مراد وہ علم نہیں ہے جو سماعت سے اور کتابیں پڑھنے اور یاد کرنے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہ تقلید ہے بلکہ وہ علم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اس سے مراد ہو علم ہے جو مومن کے دل پر ایک دن کے بعد ایک اور ساعت کے بعد ساعت میں اترتا ہے پس وہ مومن اس کے ذریعہ ان حقائق کو کشف کرتا ہے جس سے اس کا نفس مطمئن ہوتا ہے اور سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ اپنے دل کو

[1] بصائر الدرجات: ۵: ۱۳۵؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۱۳۲ و ۲۶/ ۱۸۳؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۰۴؛ عمدۃ الطالب: ۲/ ۳۶۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۸۰

منور کرتا ہے اور کائنات کے بارے میں تحقیق کرتا ہے گویا کہ وہ اسے دیکھتا ہے اور اس کا مشاہدہ کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر جبکہ ضریس سے مراد ابن عبدالملک بن المین ہو جو ثقہ ہے اور اگر عبدالواحد بن المختار ہو تو وہ مجہول ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

12/1103 الکافی، ۱/۲۲۵/۵/۱ محمد عن الصهبانی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يُعْطِ اَلْأَنْبِيَاءَ شَيْئاً إِلاَّ وَ قَدْ أَعْطَاهُ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ وَ قَدْ أَعْطَى مُحَمَّداً جَمِيعَ مَا أَعْطَى اَلْأَنْبِيَاءَ وَ عِنْدَنَا اَلصُّحُفُ اَلَّتِي قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسىٰ) قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هِيَ اَلْأَلْوَاحُ قَالَ نَعَمْ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابا محمد! اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی چیز انبیاء علیہم السلام کو عطا نہیں کی جو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا نہ کی ہو۔

پھر فرمایا: جو کچھ اللہ نے اپنے نبیوں کو عطا کیا وہ سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا اور وہ صحیفے ہمارے پاس ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "جناب ابراہیمؑ و جناب موسیٰؑ کے صحیفے۔ (الاعلیٰ:۱۹)۔"

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا وہ الواح ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

13/1104 الکافی، ۱/۲۲۶/۷/۱ محمد مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي زَاهِرٍ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَخِيهِ أَحْمَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي عَنِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَرِثَ اَلنَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/۲۰

[2] بصائر الدرجات: ۱۳۶؛ بحارالانوار: ۱۷/ ۱۳۳و ۲۶/ ۱۸۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۲۳۹؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۳۱۹؛ النور المبین: ۲۷۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۷۱؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۳۴۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۱۹۸

[3] مرآۃ العقول: ۳/۲۱

مِنْ لَدُنْ آدَمَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى نَفْسِهِ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيّاً إِلاَّ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَعْلَمُ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ قَالَ صَدَقْتَ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ كَانَ يَفْهَمُ مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقْدِرُ عَلَى هَذِهِ الْمَنَازِلِ قَالَ فَقَالَ إِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ قَالَ لِلْهُدْهُدِ حِينَ فَقَدَهُ وَ شَكَّ فِي أَمْرِهِ: (فَقَالَ مَا لِيَ لاَ أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ) حِينَ فَقَدَهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِ فَقَالَ (لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَاباً شَدِيداً أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ) وَ إِنَّمَا غَضِبَ لِأَنَّهُ كَانَ يَدُلُّهُ عَلَى الْمَاءِ فَهَذَا وَ هُوَ طَائِرٌ قَدْ أُعْطِيَ مَا لَمْ يُعْطَ سُلَيْمَانُ وَ قَدْ كَانَتِ الرِّيحُ وَ النَّمْلُ وَ الْإِنْسُ وَ الْجِنُّ وَ الشَّيَاطِينُ وَ الْمَرَدَةُ لَهُ طَائِعِينَ وَ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ الْمَاءَ تَحْتَ الْهَوَاءِ وَ كَانَ الطَّيْرُ يَعْرِفُهُ وَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: (وَ لَوْ أَنَّ قُرْآناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتى) وَ قَدْ وَرِثْنَا نَحْنُ هَذَا الْقُرْآنَ الَّذِي فِيهِ مَا تُسَيَّرُ بِهِ الْجِبَالُ وَ تُقَطَّعُ بِهِ الْبُلْدَانُ وَ تُحْيَا بِهِ الْمَوْتَى وَ نَحْنُ نَعْرِفُ الْمَاءَ تَحْتَ الْهَوَاءِ وَ إِنَّ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَآيَاتٍ مَا يُرَادُ بِهَا أَمْرٌ إِلاَّ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ بِهِ مَعَ مَا قَدْ يَأْذَنُ اللَّهُ مِمَّا كَتَبَهُ الْمَاضُونَ جَعَلَهُ اللَّهُ لَنَا فِي أُمِّ الْكِتَابِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ (وَ مَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِلاَّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ) ثُمَّ قَالَ (ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا) فَنَحْنُ الَّذِينَ اصْطَفَانَا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَوْرَثَنَا هَذَا الَّذِي فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ.

ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی ہے،اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کیا نبی خداؐ تمام انبیاء کے وارث ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا آدمؑ سے لے کر خود اپنے تک؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ حضرت محمدؐ ان سے زیادہ عالم ہیں۔

میں نے عرض کیا: حضرت عیسیٰ تو مُردے زندہ کیا کرتے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: تو نے سچ کہا لیکن نبی اکرمؐ ان سے بھی افضل ہیں۔

میں نے عرض کیا: حضرت سلیمان بن داؤدؑ تو پرندوں کی زبان بھی جانتے تھے تو کیا رسول خداؐ ان منازل پر

فائز تھے؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤدؑ نے جب ہدہد کو نہ دیکھا اور اس کے بارے میں شک کیا تو فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا کیا وہ غائبین میں سے ہو گیا ہے۔(النمل:۲۰)۔'' پس آپؑ اس پر غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: ''میں اسے دردناک عذاب دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا وہ میرے پاس کوئی واضح دلیل لے کر آئے۔(النمل:۲۱)۔''

آپؑ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ کا ہدہد پر غصہ و غضب فقط اس وجہ سے تھا کیونکہ وہ زیر آسمان پانی کے عمل کو جانتا تھا۔ یہ ایک پرندہ ہے مگر اللہ نے اس کو وہ علم دیا تھا جو حضرت سلیمانؑ بھی نہیں جانتے تھے حالانکہ ہوا، غل، اور جن و انس سب آپؑ کے تابع تھے لیکن زیر آسمان پانی کے محل کو آپؑ نہیں جانتے تھے جبکہ وہ پرندہ جانتا تھا اور اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا: ''تحقیق قرآن کے ذریعے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں اور زمین کی مسافتیں طے کی جا سکتی ہیں اور اس کے ذریعے مردے بول سکتے ہیں۔(الرعد:۳۱)۔'' آپؑ نے فرمایا: ہم اس قرآن کے وارث ہیں کہ جس سے پہاڑوں کو چلایا جا سکتا ہے اور زمین کی مسافتیں طے کی جا سکتی ہیں اور مردے زندہ کیے جا سکتے ہیں اور ہم زیر آسمان پانی کے محل و مقام کو جانتے ہیں۔ تحقیق قرآن میں ایسی آیات ہیں کہ ہم جس چیز کا بھی ارادہ کرتے ہیں ان کے ذریعے ہم اس کے بارے میں اللہ کے اذن سے جان جاتے ہیں اور وہ ہمیں اذن دیتا ہے اور گذشتہ کتابوں کے بارے میں بھی اللہ نے ہمیں اذن دیا ہے اور اللہ نے ہمارے لیے ام الکتاب کو قرار دیا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ''زمین و آسمان میں کوئی غائب ایسا نہیں ہے مگر وہ کتاب مبین میں ہے(النمل:۷۵)۔'' پھر فرمایا: ''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے ان بندوں کو قرار دیا جن کو ہم نے چن لیا ہے۔(فاطر:۳۲)۔'' پس ہم وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ہے اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔[1]

بیان:

﴿وَ لَوْ أَنَّ قُرْآناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبالُ﴾ يعني لو كان شيء من القرآن كذلك لكان هذا القرآن كذا في تفسير علي بن إبراهيم رحمه الله و تقطيع الأرض قطعها بالسير و الطي إلا أن يأذن الله به أي

---

[1] تاویل الآیات: ۳۸۰؛ بصائر الدرجات: ۱۱۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۸۳ و ۲/ ۵۰۶؛ بحار الانوار: ۱۴/ ۱۱۲ و ۲۶/ ۱۶۱ و ۱۷/ ۱۳۳ و ۸۹/ ۸۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۶۱ و ۴/ ۵۴۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۳۵۴ و ۹/ ۵۵۱؛ المختصر: ۲۸۴؛ بحر المعارف: ۲/ ۳۶۰؛ ینابیع المعاجز: ۵۲؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۲۹؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۹/ ۲۳

یسھلہ اللہ بسببھا مع ما یسھلہ مما فی الکتب السالفۃ فی أم الکتاب أی اللوح المحفوظ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ ○

''اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس سے پہاڑ چل پڑتے ۔(سورۃ الرعد:۳۱)۔''

یعنی اگر کوئی قرآن کی ایسی ہوتی تو یہ قرآن ہے۔

تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ زمین کو چلنے پھرنے اور تہہ کرنے سے قطع کرنا۔

''إلا ان یاذن اللہ بہ'' مگر یہ کہ جس کی اجازت اللہ تعالیٰ دے۔یعنی خدا اس کی وجہ سے اس کو سہولت فراہم کرتا ہے اور اس کے ساتھ جو کچھ اس سے پہلے کی کتابوں میں آیا ہے۔

''فی ام الکتاب'' ام الکتاب میں ہے یعنی لوح محفوظ میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

۷۵۔ باب جمیع الکتاب المنزلۃ عندھم

باب: جملہ نازل شدہ کتابیں آئمہ علیہم السلام کے پاس ہیں

1/1105 الکافی،۱/۲۲۵/۶/۱ محمد عن أحمد عن الحسین عن النضر عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ قَوْلِ اَللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لَقَدْ كَتَبْنٰا فِي اَلزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ اَلذِّكْرِ) مَا اَلزَّبُورُ وَ مَا اَلذِّكْرُ قَالَ اَلذِّكْرُ عِنْدَ اَللّٰهِ وَ اَلزَّبُورُ اَلَّذِي أُنْزِلَ عَلَى دَاوُدَ وَ كُلُّ كِتَابٍ نَزَلَ فَهُوَ عِنْدَ أَهْلِ اَلْعِلْمِ وَ نَحْنُ هُمْ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا۔الخ۔(الانبیاء:۱۰۵)۔'' کے بارے میں پوچھا گیا کہ زبور کیا ہے اور ذکر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ذکر تو خدا کی عندیت میں ہے اور زبور وہ ہے جو حضرت داوؑد پر نازل ہوئی اور ہر کتاب جو

---

[1] مرآۃ العقول:۳/۲۴

نازل ہوئی ہے وہ اہل علم کے پاس ہے اور وہ ہم ہیں۔ [1]

بیان:

كأن الذكر كناية عن اللوح المحفوظ ولهذا قال الذكر عند الله قال الله تعالى وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ أي اللوح المحفوظ

گویا کہ ذکر کنایہ ہے لوح محفوظ سے اور اس لیے فرمایا کہ ذکر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ''وعندہ ام الکتاب'' اور اس کے پاس ام الکتاب ہے یعنی لوح محفوظ۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

2/1106 الكافي، ١/١/٢٢٧/١ على عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ بُرَيْهٍ : أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ مَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَقِيَ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ فَحَكَى لَهُ هِشَامٌ الْحِكَايَةَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِبُرَيْهٍ يَا بُرَيْهُ كَيْفَ عِلْمُكَ بِكِتَابِكَ قَالَ أَنَا بِهِ عَالِمٌ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ ثِقَتُكَ بِتَأْوِيلِهِ قَالَ مَا أَوْثَقَنِي بِعِلْمِي فِيهِ قَالَ فَابْتَدَأَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ فَقَالَ بُرَيْهٌ إِيَّاكَ كُنْتُ أَطْلُبُ مُنْذُ خَمْسِينَ سَنَةً أَوْ مِثْلَكَ قَالَ فَآمَنَ بُرَيْهٌ وَحَسُنَ إِيمَانُهُ وَآمَنَتِ الْمَرْأَةُ الَّتِي كَانَتْ مَعَهُ فَدَخَلَ هِشَامٌ وَبُرَيْهٌ وَالْمَرْأَةُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَحَكَى لَهُ هِشَامٌ الْكَلاَمَ الَّذِي جَرَى بَيْنَ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَبَيْنَ بُرَيْهٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : (ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) فَقَالَ بُرَيْهٌ أَنَّى لَكُمُ التَّوْرَاةُ وَ الْإِنْجِيلُ وَ كُتُبُ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ هِيَ عِنْدَنَا وِرَاثَةً مِنْ عِنْدِهِمْ نَقْرَؤُهَا كَمَا قَرَءُوهَا وَنَقُولُهَا كَمَا قَالُوا إِنَّ اللَّهَ لاَ يَجْعَلُ حُجَّةً فِي أَرْضِهِ يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ فَيَقُولُ لاَ أَدْرِي.

ہشام بن الحکم نے حدیث بریہہ (عالم نصاریٰ) میں روایت کی ہے کہ ہشام اس کے ساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا پس جب یہ حضرت ابوعبداللہ کے پاس آئے تو اس وقت

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/۶۴۴؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۴۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۱۸۱؛ تفسیر الصافی: ۳/۳۵۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۷؛ غایۃ المرام: ۵/۲۷۸

[2] مراۃ العقول: ۳/۲۱

ان کی ملاقات ابوالحسن امام موسیٰ کاظمؑ سے ہوگئی تو ہشام نے بریہ کی داستان آپؑ کے سامنے نقل کی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو امام ابوالحسنؑ نے فرمایا: اے بریہ! تیرا علم تیری کتاب کے بارے میں کیسا ہے؟

اس نے عرض کیا: میں اپنی کتاب انجیل کا عالم ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اس کی تاویل کے بارے میں تیرا اعتماد و وثوق کیسا ہے؟

اس نے عرض کیا: میرا اعتماد و وثوق میرا علم ہے جو میں اس کے بارے میں رکھتا ہوں۔

آپؑ نے انجیل کی تلاوت شروع کر دی تو بریہ نے عرض کیا: پچاس سال ہو گئے ہیں کہ میں آپؑ کو یا آپؑ جیسے عالم کو تلاش کر رہا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بریہ اور جو اس کے ساتھ عورت آئی تھی دونوں نے ایمان قبول کر لیا۔

پس ہشام، بریہ اور وہ عورت حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہشام نے امام ابوالحسنؑ کے ساتھ ہونے والے واقعہ کے بارے میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے تذکرہ کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''بعض بعض کی ذریت سے ہیں اور سننے والا جاننے والا ہے۔ (آل عمران: ۳۴)۔''

بریہ نے عرض کیا: کیا انجیل و تورات و زبور اور دوسرے انبیاءؑ کی کتب آپؑ کے پاس ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں وہ سب ہمارے پاس ہیں اور ہم ان کی ایسے ہی تلاوت کرتے ہیں جیسے وہ انبیاءؑ ان کی تلاوت کیا کرتے تھے اور ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو وہ کہا کرتے تھے۔ خدا اپنی زمین پر کسی ایسے کو اپنی حجت نہیں قرار دیتا کہ جس سے سوال کیا جائے اور وہ جواب میں کہے کہ میں نہیں جانتا۔ [1]

بیان:

فی بعض النسخ بریھۃ مکان بریۃ فی جمیع المواضع

۞ بعض نسخوں میں ''بریہ'' کی جگہ ''بریھہ'' تمام مقامات پر آیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

3/1107 الکافی، ۱/۲/۲۲۷/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ

---

[1] التوحید: ۲۷۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۷۶؛ بصائر الدرجات: ۱۳۶؛ بحار الانوار: ۱۰/۲۳۴ و ۲۶/۱۸۱ و ۱۸۳؛ عوالم العلوم: ۲۱/۳۰۶؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۳۷۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۳۲۹؛ الاختصاص: ۲۹۲؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۳۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۹/۳۵۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۶۶

[2] مرآۃ العقول: ۳/۲۸

بْنِ سِنَانٍ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَيْنَا بَابَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ نَحْنُ نُرِيدُ الْإِذْنَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَاهُ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ لَيْسَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَتَوَهَّمْنَا أَنَّهُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ ثُمَّ بَكَى فَبَكَيْنَا لِبُكَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا الْغُلَامُ فَأَذِنَ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اللَّهُ أَتَيْنَاكَ نُرِيدُ الْإِذْنَ عَلَيْكَ فَسَمِعْنَاكَ تَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ لَيْسَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَتَوَهَّمْنَا أَنَّهُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ ثُمَّ بَكَيْتَ فَبَكَيْنَا لِبُكَائِكَ قَالَ نَعَمْ ذَكَرْتُ إِلْيَاسَ النَّبِيَّ وَ كَانَ مِنْ عُبَّادِ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقُلْتُ كَمَا كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ ثُمَّ انْدَفَعَ فِيهِ بِالسُّرْيَانِيَّةِ فَلَا وَ اللَّهِ مَا رَأَيْنَا قَسّاً وَ لَا جَاثَلِيقاً أَفْصَحَ لَهْجَةً مِنْهُ بِهِ ثُمَّ فَسَّرَهُ لَنَا بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ أَ تُرَاكَ مُعَذِّبِي وَ قَدْ أَظْمَأْتُ لَكَ هَوَاجِرِي أَ تُرَاكَ مُعَذِّبِي وَ قَدْ عَفَّرْتُ لَكَ فِي التُّرَابِ وَجْهِي أَ تُرَاكَ مُعَذِّبِي وَ قَدِ اجْتَنَبْتُ لَكَ الْمَعَاصِيَ أَ تُرَاكَ مُعَذِّبِي وَ قَدْ أَسْهَرْتُ لَكَ لَيْلِي قَالَ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنِ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَإِنِّي غَيْرُ مُعَذِّبِكَ قَالَ فَقَالَ إِنْ قُلْتَ لَا أُعَذِّبُكَ ثُمَّ عَذَّبْتَنِي مَا ذَا أَ لَسْتُ عَبْدَكَ وَ أَنْتَ رَبِّي قَالَ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنِ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَإِنِّي غَيْرُ مُعَذِّبِكَ إِنِّي إِذَا وَعَدْتُ وَعْداً وَفَيْتُ بِهِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ ہم چند افراد حضرت امام ابوعبداللہؑ کے دروازے پر حاضر ہوئے تا کہ آپؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کریں۔ ہم آپؑ سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا چاہتے تھے کہ اچانک ہم نے سنا کہ آپؑ ایک ایسی زبان میں گفتگو کر رہے ہیں جو عربی نہیں تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ شاید سریانی زبان تھی۔ پھر آپؑ نے گریا شروع کر دیا اور آپؑ کے رونے کی وجہ سے ہم نے بھی رونا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپؑ کا غلام باہر آیا ہے اور اس نے ہمیں اذن دخول دیا۔ جب ہم آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! ہم آپؑ کے دروازے پر آئے اور آپؑ سے اذن دخول کا ارادہ کیا تو ہمیں آپؑ کی آواز سنائی دی گویا کہ آپؑ غیر عربی میں بات کر رہے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ وہ سریانی زبان تھی۔ پھر آپؑ نے رونا شروع کر دیا اور آپؑ کے رونے کی وجہ سے ہم بھی رونے لگے۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں ایسے ہی تھا۔ مجھے حضرت الیاس نبیؑ کی یاد آئی جو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک

نبی تھے پس جو دعا وہ سجدہ کی حالت میں پڑھا کرتے تھے وہی میں نے پڑھی تو میں نے رونا شروع کر دیا۔
پھر وہ دعا آپؑ نے سریانی زبان میں ہمارے سامنے پڑھی لیکن خدا کی قسم! ہم نے کسی سریانی اور جاثلیق کو اس قدر سریانی لہجہ میں نہیں سنا ہوگا جو آپؑ سے زیادہ خوبصورت انداز میں پڑھ سکتا ہو۔ آپؑ نے اس کی عربی میں تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: وہ (یعنی حضرت الیاسؑ) اپنے سجدہ میں یوں پڑھا کرتے تھے: اے خدایا! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو مجھے عذاب دے گا جبکہ میں نے گرم دنوں میں تیری خاطر پیاس کو شدت روزہ کی حالت میں برداشت کیا ہے۔ اے خدایا! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو مجھے عذاب دے گا حالانکہ میں نے تیری بارگاہ میں انکساری کی خاطر اپنا رخسار مٹی پر رکھ دیا۔ اے خدایا! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو مجھے عذاب دے گا حالانکہ میں نے تیری خاطر گناہوں سے دوری اختیار کر رکھی ہے اور تیری خاطر اپنی راتوں کو جاگتا رہا ہوں۔
امامؑ نے فرمایا: خدا نے اس پر وحی فرمائی کہ اے الیاسؑ! اپنا سر اٹھاؤ کہ میں تجھے عذاب نہیں دوں گا۔
اس نے عرض کیا: اے خدایا! تو نے کہہ دیا کہ میں عذاب نہیں دوں گا اور پھر اگر تو نے عذاب دے دیا تو کیا ہوگا؟ کیا میں تیرا بندہ اور تو میرا رب نہیں ہے؟
پھر وحی آئی کہ اے الیاسؑ! سر اٹھاو، میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تجھے عذاب نہیں دوں گا اور میں اپنے وعدہ کو وفا کرنے والا ہوں۔ [1]

بیان:

اندفع شرع و القس بالفتح رئیس النصاری فی العلم کالقسیس و الجاثلیق یکون فوقه و یطلق علی قاضیهم و الهاجرة نصف النهار حین یستکن الناس فی بیوتهم کأنهم قد تهاجروا شدة الحر
✪ شریعت جاری ہوتی اور ''قس'' فتحہ کے ساتھ اور اس سے مراد انہیں نصاریٰ ہے جو علم میں ماہر تھا جیسے کہ قیس اور جاثلیق اور یہ اس سے اوپر تھا اور ان کے قاضیوں پر مطلق العنان تھا اور اس نے دن میں ہجرت کی جس وقت لوگ اپنے گھروں میں پرسکون تھے گویا کہ انہوں نے شدید گرمی میں ہجرت کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد ثقہ ثابت ہے مگر امامی نہیں ہے اور بکر بن صالح تفسیر القمی کا راوی ہے لہٰذا ہم نجاشی کی تضعیف پر توثیق کو ترجیح دیتے اور محمد بن

---

[1] بحار الانوار: ۱۳/ ۳۹۲؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۶۲۳؛ انوار المبین: ۲۱۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/ ۱۶۵
[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۰

سنان کی توثیق بھی تحقیق سے ثابت ہے اور مفضل تو ثقہ جلیل ثابت ہے اور ان دونوں کی تضعیف سہو اور تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

۷۶ ـ باب أنه لم يجمع القرآن و علمه إلا هم

باب: قرآن اور اُس کے علم کو کوئی جمع نہیں کر سکتا سوائے آئمہ علیہم السلام کے

1/1108 الكافى، ١/١/٢٢٨/١ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا اِدَّعَى أَحَدٌ مِنَ اَلنَّاسِ أَنَّهُ جَمَعَ اَلْقُرْآنَ كُلَّهُ كَمَا أُنْزِلَ إِلاَّ كَذَّابٌ وَ مَا جَمَعَهُ وَ حَفِظَهُ كَمَا نَزَّلَهُ اَللَّهُ تَعَالَى إِلاَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: لوگوں میں سے جو کوئی دعوی کرے کہ میں نے پورا قرآن ایسے ہی جمع کیا ہے جیسے نازل ہوا تھا تو وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ قرآن جیسے نازل ہوا ویسے نہ ہی کسی نے جمع کیا اور نہ ہی کسی نے اس کو یاد کیا ہے سوائے علی ابن ابی طالب علیہما السلام اور ان کے بعد آئمہ علیہم السلام کے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

2/1109 الكافى، ١/٢/٢٢٨/١ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ اَلْمُنَخَّلِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: مَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يَدَّعِيَ أَنَّ عِنْدَهُ جَمِيعَ اَلْقُرْآنِ كُلِّهِ ظَاهِرِهِ وَ بَاطِنِهِ غَيْرُ اَلْأَوْصِيَاءِ.

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اوصیاءؑ کے علاوہ دوسرے کسی کی یہ طاقت ہی نہیں

[1] تاویل الآیات: ۳۳۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۳۸۳؛ ۱۳/ ۳۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۶۴؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۲۰؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۳ و ۳۳؛ بصائر الدرجات: ۱۹۳؛ بحار الانوار: ۸۹/ ۸۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۰۷

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۳۰

[3] دفاع از کافی عمیدی: ۲/ ۳۵۳

کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس کل ظاہر و باطن سمیت جملہ قرآن موجود ہے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور المنخل تفسیر القمی کا راوی ہے لہٰذا اس کا ثقہ ہونا راجح ہے اور تضعیف تحقیق کے خلاف ہے اور جابر ثقہ جلیل ہے (واللہ اعلم)

3/1110 الکافی، ۱/۲۲۹/۱/۳/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ اَلرَّبِيعِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ عِلْمِ مَا أُوتِينَا تَفْسِيرَ اَلْقُرْآنِ وَ أَحْكَامَهُ وَ عِلْمَ تَغْيِيرِ اَلزَّمَانِ وَ حَدَثَانِهِ إِذَا أَرَادَ اَللَّهُ بِقَوْمٍ خَيْراً أَسْمَعَهُمْ وَ لَوْ أَسْمَعَ مَنْ لَمْ يَسْمَعْ لَوَلَّى مُعْرِضاً كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْ ثُمَّ أَمْسَكَ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَالَ وَ لَوْ وَجَدْنَا أَوْعِيَةً أَوْ مُسْتَرَاحاً لَقُلْنَا وَ اَللَّهُ اَلْمُسْتَعَانُ.

سلمہ بن محرز سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: وہ علوم جو خدا نے ہمیں عطا فرمائے ہیں ان میں سے علم تفسیر اور قرآن کے احکام اور زمانہ کے تغیر و حوادث کا علم ہے۔ جب خدا کسی قوم کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتا ہے تو اس کو سننے والا بنا دیتا ہے پس اگر کوئی سننے والا نہ سنے اور منہ موڑ لے کہ گویا اس نے نہیں سنا۔

پھر آپؑ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: اگر ہم کسی کو راز دار پاتے یا کوئی قابل اعتماد ہوتا تو ہم ضرور بیان کرتے اور اللہ ہی ہے سب کی مدد کرنے والا ہے۔ ③

بیان:

أسمعهم أی بسامعهم الباطنية و لو أسمع ظاهرا من لم يسمع باطنا لولى معرضا كأن لم يسمع ظاهرا أوعية حفظة لأسرارنا أو مستراحا من نستريح إليه بإيداع شیء من أسرارنا لديه

① بصائر الدرجات: ۱۹۳؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۳ و ۳۳؛ بحار الانوار: ۸۹/ ۸۸؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۲۰؛ موسوعہ الامام الخوئی: ۵۰/ ۲۲۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۰۷

② مرآۃ العقول: ۳/ ۳۲

③ بصائر الدرجات: ۱۹۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۴۱؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۳۴؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۹۴؛ کمال المکارم: ۲/ ۳۹۵؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۲۴۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۷۹

❂ ''اسمعھم''اس نے ان کو سنایا۔یعنی ان کی باطنی سماعتوں کے ذریعہ''ولواسمع''اور اگر وہ ظاہر طور پر سناتا ''من لم یسمع''،جس نے باطنی طور پر نہیں سنا،اس کے لیے یہ ہے کہ وہ آنکھیں بند کرلے گویا کہ اس نے ظاہری طور پر سنا ہی نہیں ہمارے رازوں کے محافظ یا کسی کو جیسے ہم اپنے رازوں میں سے کچھ اس کے سپرد کرے تسلی حاصل کرتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[1]

4/1111 الکافی،۱/۲۲۹/۴/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلْمُؤْمِنِ عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: وَ اَللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ كِتَابَ اَللَّهِ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ كَأَنَّهُ فِي كَفِّي فِيهِ خَبَرُ اَلسَّمَاءِ وَ خَبَرُ اَلْأَرْضِ وَ خَبَرُ مَا كَانَ وَ خَبَرُ مَا هُوَ كَائِنٌ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ.

عبدالاعلی مولی آل سام سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا،آپؑ فرماتے تھے: میں اللہ کی کتاب کو اول سے آخر تک سب سے زیادہ جانتا ہوں گویا اس میں جو زمین و آسمان کی خبریں ہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ساری میری مٹھی میں ہیں۔اللہ تعالی نے فرماتا ہے: اس میں ہر چیز کا بیان ہے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ ابی عبداللہ المومن کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے البتہ اسے واقفی بھی کہا گیا ہے جس میں یقین نہیں ہے اور اس کی تضعیف کی وجہ ثابت نہیں ہے اور عبدالاعلی مولی آل سام ہماری تحقیق میں العجلی ہی ہے اور وہ ثقہ بلکہ ثقہ جلیل ہے اور تفسیر القمی کا راوی ہے(واللہ اعلم)

5/1112 الکافی،۱/۲۲۹/۵/۱ محمد عن أحمد بن أبي زاهر عن الخشاب عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ

[1] مراۃ العقول:۳/۳۲

[2] بصائر الدرجات:۱۹۴؛تاویل الآیات:۲۴۳؛تفسیر نور الثقلین:۳/۷۶؛تفسیر البرہان:۱/۳۳؛تفسیر کنز الدقائق:۷/۲۵۵؛بحارالانوار:۸۹/۸۹؛ تفسیر الصراط المستقیم:۲/۱۱

[3] مراۃ العقول:۳/۳۳

اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: (قَالَ اَلَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ اَلْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ) قَالَ فَفَرَّجَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَوَضَعَهَا فِي صَدْرِهِ ثُمَّ قَالَ وَ عِنْدَنَا وَ اَللّٰهِ عِلْمُ اَلْكِتَابِ كُلُّهُ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا وہ بول اٹھا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے بھی پہلے تخت کو آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔(النمل: ۴۰)۔'' کے بارے میں پوچھا تو امام جعفر صادقؑ نے اپنی انگلیوں کو کھول کر اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا: ہمارے پاس ساری کتاب کا علم ہے۔[1]

بیان:

عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ شيء من علم الكتاب و هو آصف بن برخيا وزير سليمان بن داود على نبينا و آله و عليه السلام أَنَا آتِيكَ بِهِ أي بعرش بلقيس

''علم من الکتاب'' کتاب کے علم میں سے کوئی شئی یہ علم آصف بن برخیا کے پاس تھا جو حضرت سلیمانؑ بن داوُدؑ کا وصی تھا۔

''انا اتیك بہ'' میں اس کو آپ کے پاس لاؤں گا یعنی جناب بلقیس کے تخت کو۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی وجہ حدیث (۱۰۱۰) کے تحت دیکھیے۔

6/1113 الكافى،١/٦/٢٢٩/١ الثلاثة و محمد عن محمد بن الحسن عمن ذكره عن ابن أبي عمير عن ابن أذينة عن العجلى قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : (قُلْ كَفىٰ بِاللّٰهِ شَهِيداً بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ اَلْكِتَابِ) قَالَ إِيَّانَا عَنَى وَ عَلِيٌّ أَوَّلُنَا وَ أَفْضَلُنَا وَ خَيْرُنَا بَعْدَ اَلنَّبِيِّ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان

[1] بصائر الدرجات: ۲۱۲؛ تاویل الآیات: ۲۴۳؛ بحارالانوار: ۲۶/ ۱۷۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۱۸ و ۳/ ۴۷۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۵۲۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۸۹؛ القطرہ من بحار: ۱/ ۹؛ بحر العارف: ۳/ ۲۳۳

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۳۴

خدا اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔(الرعد: ۴۳)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہم ہیں اور حضرت علیؑ ہمارے اول و افضل ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم میں سے سب سے بہتر ہیں۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور اس کی ایک اور سند الصفار نے ذکر کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے (واللہ اعلم)

۷۷۔ باب ما أعطوا من اسم اللہ الأعظم

باب: اللہ کے اسم اعظم میں سے جو کچھ آئمہ علیہم السلام کو عطا کیا گیا ہے

1/1114 الكافي، ۱/۲۳۰/۱/۱ محمد و غيره عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ شُرَيْسٍ اَلْوَابِشِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اِسْمَ اَللَّهِ اَلْأَعْظَمَ عَلَى ثَلاَثَةٍ وَ سَبْعِينَ حَرْفاً وَ إِنَّمَا كَانَ عِنْدَ آصَفَ مِنْهَا حَرْفٌ وَاحِدٌ فَتَكَلَّمَ بِهِ فَخُسِفَ بِالْأَرْضِ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ سَرِيرِ بِلْقِيسَ حَتَّى تَنَاوَلَ اَلسَّرِيرَ بِيَدِهِ ثُمَّ عَادَتِ اَلْأَرْضُ كَمَا كَانَتْ أَسْرَعَ مِنْ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَ نَحْنُ عِنْدَنَا مِنَ اَلاِسْمِ اَلْأَعْظَمِ اِثْنَانِ وَ سَبْعُونَ حَرْفاً وَ حَرْفٌ وَاحِدٌ عِنْدَ اَللَّهِ تَعَالَى اِسْتَأْثَرَ بِهِ فِي عِلْمِ اَلْغَيْبِ عِنْدَهُ وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ اَلْعَلِيِّ اَلْعَظِيمِ.

جابر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسم اعظم الٰہی کے تہتر حروف ہیں اور آصف (بن برخیا) کے پاس صرف ایک حرف تھا پس اس نے اسی کے ذریعے کلام کیا تو اس کے اور تخت بلقیس کے درمیان زمین سمٹ گئی یہاں تک کہ انہوں نے تخت کو اپنے ہاتھ سے اُٹھالیا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے زمین جیسی

① وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۸۱ ح ۳۳۵۴۶؛ بصائر الدرجات: ۲۱۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۳۸۱؛ المناقب: ۴/۴۰۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۷۲؛ بحار الانوار: ۲۳/۱۹۱؛ دعائم الاسلام: ۱/۲۱؛ بحار الانوار: ۳۹/۹۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۵۲۱؛ تفسیر الصافی: ۳/۷۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/۳۳۴؛ بحار الانوار: ۳۵/۴۳۳؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۲۰؛ تاویل الآیات: ۲۴۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۱۵۰؛ اللوامع النورانیہ: ۳۱۰؛ احقاق الحق: ۲۰/۷۶

② مرآة العقول: ۳/۳۵

تھی ویسی ہی ہوگئی اور ہمارے پاس اسم اعظم کے بہتر حروف ہیں جبکہ ایک حرف اللہ کی عندیت میں ہے جس سے اس نے علم غیب کو اپنی عندیت میں رکھا ہے اور نہیں ہے کوئی طاقت وقوت سوائے اللہ کے جو بلند اور عظیم ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث قوی ہے اور اس کی وجہ بعض علماء کا شریس کی حدیثوں کو قوی قرار دینا ہے چنانچہ الفقیہ [3] کی ایک حدیث میں آخری تینوں راوی موجود ہیں اور اسے مجلسی اول نے قوی قرار دیا ہے [4] (واللہ اعلم)

2/1115 الکافی،١/٢٣٠/١/٣/١ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلنَّوْفَلِيِّ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ صَاحِبِ اَلْعَسْكَرِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اِسْمُ اَللَّهِ اَلْأَعْظَمُ ثَلاَثَةٌ وَ سَبْعُونَ حَرْفاً كَانَ عِنْدَ آصَفَ حَرْفٌ فَتَكَلَّمَ بِهِ فَانْخَرَقَتْ لَهُ اَلْأَرْضُ فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ سَبَإٍ فَتَنَاوَلَ عَرْشَ بِلْقِيسَ حَتَّى صَيَّرَهُ إِلَى سُلَيْمَانَ ثُمَّ اِنْبَسَطَتِ اَلْأَرْضُ فِي أَقَلَّ مِنْ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَ عِنْدَنَا مِنْهُ اِثْنَانِ وَ سَبْعُونَ حَرْفاً وَ حَرْفٌ عِنْدَ اَللَّهِ مُسْتَأْثِرٌ بِهِ فِي عِلْمِ اَلْغَيْبِ.

علی بن محمد نوفلی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن صاحب عسکر (علی نقی) علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اسم اعظم کے تہتر حروف ہیں۔ آصف کے پاس صرف ایک حرف تھا جس سے اس نے کلام کیا تو زمین اس کے اور شہر سبا کے درمیان سمٹ گئی اور اس نے تخت کو اُٹھالیا یہاں تک کہ اس نے وہ حضرت سلیمانؑ کو پیش کر دیا۔ پھر زمین پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں پھیل گئی اور ہمارے پاس بہتر حروف ہیں اور ایک حرف اللہ کے پاس ہے جس سے وہ علم غیب جو محدود رکھتا ہے۔ [5]

---

[1] بصائر الدرجات:٢٠٨؛ تفسیر نور الثقلین:٣/٨٩؛ تفسیر البرہان:٣/٢١٦؛ تفسیر کنز الدقائق:٩/٥٢٦؛ انوار المبین:٣٧٦؛ کشف الغمہ:٢/١٩١؛ بحار الانوار:٣/٢١٠و١٣/١١٣و٢٧/٢٥و١٣/١١٣؛ تاویل الآیات:٣٧٩؛ نوادر الاخبار:٩٦/ عوالم العلوم:١٩/٩٧؛ تفسیر الصافی:٣/٦٧

[2] مرآۃ العقول:٣/٣٦

[3] من لایحضرہ الفقیہ:٣/٣٣٣؛ وسائل الشیعہ:٢٠/١٥٣؛ الوافی:٢٢/٦٨٧ح٢٢١٢٧

[4] روضۃ المتقین:٨/٣٨٣

[5] بصائر الدرجات:٢١١؛ تفسیر البرہان:٣/٢١٧؛ تفسیر کنز الدقائق:٩/٥٢٦؛ تفسیر نور الثقلین:٣/٩٠؛ المناقب:٣/٤٠٦؛ بحار الانوار:١٣/١١٣و٢٧/٢٦و٥٠/١٧٦؛ دلائل الامامۃ:٢١٣؛ کشف الغمہ:٢/٣٨٥؛ مدینۃ المعاجز:٧/٣٣٣؛ الدمعۃ الساکبۃ:٨/١١٢؛ ینابیع المعاجز:٨١

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

3/1116 الکافی،١/٢٣٠/٢/١ محمد عن أحمد عن الحسين وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عِمْرَانَ الْقُمِّيِّ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْجَهْمِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أُعْطِيَ حَرْفَيْنِ كَانَ يَعْمَلُ بِهِمَا وَ أُعْطِيَ مُوسَى أَرْبَعَةَ أَحْرُفٍ وَ أُعْطِيَ إِبْرَاهِيمُ ثَمَانِيَةَ أَحْرُفٍ وَ أُعْطِيَ نُوحٌ خَمْسَةَ عَشَرَ حَرْفاً وَ أُعْطِيَ آدَمُ خَمْسَةً وَ عِشْرِينَ حَرْفاً وَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَمَعَ ذَلِكَ كُلَّهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّ اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ ثَلاَثَةٌ وَ سَبْعُونَ حَرْفاً أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اثْنَيْنِ وَ سَبْعِينَ حَرْفاً وَ حُجِبَ عَنْهُ حَرْفٌ وَاحِدٌ.

ہارون بن الجہم نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا، اس کا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے پاس دو حروف کا علم تھا جس کے مطابق وہ کام کرتے تھے اور حضرت موسیٰؑ کو چار حروف عطاء ہوئے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کو آٹھ حروف دیئے گئے اور حضرت نوحؑ کو پندرہ حروف عطاء ہوئے تھے اور حضرت آدمؑ کو خدا نے پچیس حروف عطاء فرمائے اور اللہ نے ان تمام حروف کو رسول خداؐ کے لیے جمع کر دیا۔ اللہ کے اسم اعظم کے تہتر حروف تھے جن میں سے بہتر آپؐ کو دے دیئے اور ایک حرف کو اس نے اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

---

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷

[2] بصائر الدرجات: ۲۰۸؛ تاویل الآیات: ۴۷۹؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۱۳۴ و ۲۷/ ۲۵؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۱۷؛ بحر المعارف: ۲/ ۳۸۴

[3] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷

۷۸ـ باب ما عندهم من آيات الانبيآء

باب: انبیاء علیہم السلام کی آیات میں سے جو کچھ آئمہ علیہم السلام کے پاس ہے

1/1117 الكافی، ۱/۲۳۱/۱/۱ محمد عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مَنِيعِ بْنِ اَلْحَجَّاجِ اَلْبَصْرِيِّ عَنْ مُجَاشِعٍ عَنْ مُعَلًّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَيْضِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَتْ عَصَا مُوسَى لِآدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَصَارَتْ إِلَى شُعَيْبٍ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ وَ إِنَّهَا لَعِنْدَنَا وَ إِنَّ عَهْدِي بِهَا آنِفاً وَ هِيَ خَضْرَاءُ كَهَيْئَتِهَا حِينَ اُنْتُزِعَتْ مِنْ شَجَرَتِهَا وَ إِنَّهَا لَتَنْطِقُ إِذَا اُسْتُنْطِقَتْ أُعِدَّتْ لِقَائِمِنَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَصْنَعُ بِهَا مَا كَانَ يَصْنَعُ مُوسَى وَ إِنَّهَا لَتَرُوعُ وَ (تَلْقَفُ مٰا يَأْفِكُونَ) وَ تَصْنَعُ مَا تُؤْمَرُ بِهِ إِنَّهَا حَيْثُ أَقْبَلَتْ (تَلْقَفُ مٰا يَأْفِكُونَ) يُفْتَحُ لَهَا شُعْبَتَانِ إِحْدَاهُمَا فِي اَلْأَرْضِ وَ اَلْأُخْرَى فِي اَلسَّقْفِ وَ بَيْنَهُمَا أَرْبَعُونَ ذِرَاعاً تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ بِلِسَانِهَا.

محمد بن فیض سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام والا عصا پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو ملا تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا، پھر ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا اور اب وہ ہمارے پاس ہے اور اب بھی ہمارے پاس اپنی اصل حالت میں ہے اور آج بھی اسی طرح سرسبز ہے جیسے اسے ابھی درخت سے کاٹا گیا ہو اور جب ہم اس سے بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہم سے بات کرتا ہے اور یہ ہمارے قائم کے لیے تیار کیا گیا ہے اور وہ اس سے وہی کام لیں گے جو حضرت موسیٰ لیتے تھے۔ یہ عصا خوفناک تر ہے اور تعجب خیز ہے اور جس کا اس کو حکم دیا جائے گا وہ انجام دے گا اور جو اس کے سامنے آئے گا اور اس کا مقابلہ کرے گا وہ اس کو نگل جائے گا اور وہ دونوں جبڑے کھولے گا تو ایک زمین پر ہو گا اور دوسرا چھت پر ہو گا اور دونوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہو گا اور وہ اپنی زبان سے چیزوں کو چاٹ جائے گا۔[1]

بیان:

آنفا قریبا لتروع لتخوف و تلقف تلقم

---

[1] الاختصاص: ۲۶۹؛ کمال الدین: ۲/۶۷۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۶۸ و ۳/۷۵۹؛ بحار الانوار: ۱۳/۴۵ و ۲۶/۲۱۹ و ۵۲/۳۱۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۵۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۱۵۰؛ النور المبین: ۲۲۵؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۵۱ و ۵/۱۸۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲۴۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/۲۶۵

❂ ''آنفاً'' قریب۔ ''لتروع'' تا کہ تم خوف زدہ رہو۔

''تلقف'' جلدی کھانا کھانا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

2/1118 الکافی ۱/۲/۲۳۱/۱ القمی عن عمران بن موسی عن موسی بن جعفر البغدادی عن ابن أسباط عن محمد بن الفضیل عن الثمالی عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَلْوَاحُ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِنْدَنَا وَ عَصَا مُوسَى عِنْدَنَا وَ نَحْنُ وَرَثَةُ اَلنَّبِيِّينَ.

الثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: الواح موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس ہیں اور عصائے موسیٰ علیہ السلام بھی ہمارے پاس ہے اور ہم انبیاء کے وارث ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

3/1119 الکافی ۱/۳/۲۳۱/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُرَاسَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَلْقَائِمَ إِذَا قَامَ بِمَكَّةَ وَ أَرَادَ أَنْ يَتَوَجَّهَ إِلَى اَلْكُوفَةِ نَادَى مُنَادِيهِ أَلاَ لاَ يَحْمِلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ طَعَاماً وَ لاَ شَرَاباً وَ يَحْمِلُ حَجَرَ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ وَ هُوَ وِقْرُ بَعِيرٍ فَلاَ يَنْزِلُ مَنْزِلاً إِلاَّ اِنْبَعَثَ عَيْنٌ مِنْهُ فَمَنْ كَانَ جَائِعاً شَبِعَ وَ مَنْ كَانَ ظَامِئاً رَوِيَ فَهُوَ زَادُهُمْ حَتَّى يَنْزِلُوا اَلنَّجَفَ مِنْ ظَهْرِ اَلْكُوفَةِ .

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں قیام کریں گے اور کوفہ جانے کا ارادہ کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ تم میں سے کوئی بھی کھانے اور پینے کے لیے

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۳۸

[2] الارشاد: ۲/۱۸۷؛ المناقب: ۳/۲۷۶؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۹۷؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۰۹؛ اعلام الوریٰ: ۱/۵۳۷؛ الخرائج والجرائح: ۲/۸۹۳؛ بحار الانوار: ۲۷/۴۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۷۸؛ مناقب الطاہرینؑ: ۲/۳۵۹؛ عین الحیاۃ: ۱۸۷؛ کشف الغمہ: ۲/۱۰۷۳؛ بحر المعارف: ۳/۲۷۰

[3] مراۃ العقول: ۳/۳۸

کوئی چیز اپنے ساتھ لے کر نہ آئے اور آپؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر اٹھائے ہوئے ہوں گے جس کا وزن ایک اونٹ کے برابر ہوگا پس جب آپؑ منزل پر اتریں گے وہاں چشمہ پھوٹ نکلے گا اور جو کوئی بھوکا ہوگا سیر ہو جائے گا اور جو پیاسا ہوگا سیراب ہو جائے گا پس یہی ان کے لیے زاد راہ ہوگا یہاں تک کہ وہ پشت کوفہ سے نجف میں داخل ہوں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث الخراسانی کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

4/1120 الکافی ،۱/۲۳۱/۱/۴ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَرَجَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ذَاتَ لَيْلَةٍ بَعْدَ عَتَمَةٍ وَ هُوَ يَقُولُ هَمْهَمَةٌ هَمْهَمَةٌ وَ لَيْلَةٌ مُظْلِمَةٌ خَرَجَ عَلَيْكُمُ اَلْإِمَامُ عَلَيْهِ قَمِيصُ آدَمَ وَ فِي يَدِهِ خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَ عَصَا مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک رات امیر المومنین علیہ السلام گھر سے نکلے تو فرمار ہے تھے: ھمھمہ ھمھمہ (یہ وہ آواز ہے جو اس وقت نکلتی ہے جب سینے میں اذیت ہو) کہ رات تاریک ہے۔ تمہارا امام کس طرح نکلا ہے کہ وہ حضرت آدمؑ کی قمیص پہنے ہوئے ہے اور اس کے ہاتھ میں حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰؑ کا عصا ہے۔ [3]

بیان:

العتمة محركة الثلث الأول من الليل بعد غيبوبة الشفق و الهمهمة الكلام الخفي

"العتمہ" شفق کے بعد رات کے پہلے تہائی حصہ کا متحرک ہونا۔ "الھمھمہ" مخفی کلام۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی الحسن الاسدی کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

[1] بصائر الدرجات: ۱۸۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۱؛ تفسیر البرھان: ۲/ ۵۹۷؛ بحار الانوار: ۱۳/ ۱۸۵؛ قصص الانبیاء جزائری: ۲۶۳

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۹

[3] بصائر الدرجات: ۱۸۷؛ تفسیر البرھان: ۳/ ۲۶۰؛ بحار الانوار: ۱۴/ ۸۱ و ۲۶/ ۲۱۹ و ۳۹/ ۳۴۲؛ النور المبین: ۳/ ۲۷۱؛ مکارم اخلاق النبیؐ: ۳۹۰؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۲/ ۲۲۲

[4] مراۃ العقول: ۳/ ۳۹

5/1121 الکافی ۱/۲۲۲/۵/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ اَلسَّرَّاجِ عَنْ بِشْرِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَ تَدْرِي مَا كَانَ قَمِيصُ يُوسُفَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمَّا أُوقِدَتْ لَهُ اَلنَّارُ أَتَاهُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِثَوْبٍ مِنْ ثِيَابِ اَلْجَنَّةِ فَأَلْبَسَهُ إِيَّاهُ فَلَمْ يَضُرَّهُ مَعَهُ حَرٌّ وَ لاَ بَرْدٌ فَلَمَّا حَضَرَ إِبْرَاهِيمَ اَلْمَوْتُ جَعَلَهُ فِي تَمِيمَةٍ وَ عَلَّقَهُ عَلَى إِسْحَاقَ وَ عَلَّقَهُ إِسْحَاقُ عَلَى يَعْقُوبَ فَلَمَّا وُلِدَ يُوسُفُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَّقَهُ عَلَيْهِ فَكَانَ فِي عَضُدِهِ حَتَّى كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ فَلَمَّا أَخْرَجَهُ يُوسُفُ بِمِصْرَ مِنَ اَلتَّمِيمَةِ وَجَدَ يَعْقُوبُ رِيحَهُ وَ هُوَ قَوْلُهُ (إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْ لاَ أَنْ تُفَنِّدُونِ) فَهُوَ ذَلِكَ اَلْقَمِيصُ اَلَّذِي أَنْزَلَهُ اَللَّهُ مِنَ اَلْجَنَّةِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَإِلَى مَنْ صَارَ ذَلِكَ اَلْقَمِيصُ قَالَ إِلَى أَهْلِهِ ثُمَّ قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ وَرِثَ عِلْماً أَوْ غَيْرَهُ فَقَدِ اِنْتَهَى إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ حضرت یوسفؑ کی قمیص کیا تھی؟

میں نے عرض کیا: جی نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کی آگ میں پھینکا گیا تو اس وقت حضرت جبرئیلؑ اس قمیص کو جنت سے لے کر آئے تھے اور وہ انھوں نے حضرت ابراہیمؑ کو پہنائی تھی پس اس کی موجودگی میں آپؑ کو نہ گرمی اور نہ سردی نقصان دے سکتی تھی اور جب حضرت ابراہیمؑ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے اس قمیص کو ایک تعویذ میں قرار دیا اور وہ حضرت اسحاقؑ کے گلے میں ڈال دی اور حضرت اسحاقؑ نے وہی تعویذ حضرت یعقوبؑ کے گلے میں ڈال دی اور جب حضرت یوسفؑ پیدا ہوئے تو آپؑ نے وہی تعویذ یوسفؑ کو ڈال دی اور وہ تعویذ حضرت یوسفؑ کے بازو میں تھا یہاں تک وہ حکم ہوا جو ہونا تھا پس حضرت یوسفؑ نے اس قمیص کو تعویذ سے باہر نکالا تو اس وقت حضرت یعقوبؑ نے اس کی خوشبو کو پالیا اور خدا کا یہ قول اس سلسلے میں ہے: "اگر تم میرا مذاق نہ اڑاؤ تو یقیناً میں یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ (الیوسف: ۹۴)"۔ پس یہ وہی قمیص تھی جو جنت سے نازل ہوئی تھی

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اس وقت وہ قمیص کہاں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ اس کے اہل کے پاس ہے۔

پھر فرمایا: ہر نبی اپنے سے پہلے نبی سے علم اور دوسری چیزوں کا وارث ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ وہ وراثت حضرت محمدؐ تک پہنچ گئی۔ [1]

بیان:

التمیمۃ الخرزۃ التی تعلق علی الإنسان و غیرہ من الحیوانات و تقال لکل عوذۃ تعلق علیہ تُفَنِّدُونِ تنسبونی إلی الفند و ھو نقصان عقل یحدث من الھرم

- ''التمیمہ'' ایک سوراخ نما دھاگہ جو انسان اور اس کے علاوہ حیوانات سے متعلق ہو اور ہر اس تعویز کو کہا جاتا ہے جو اس سے متعلق ہو۔

''تفندون'' یعنی تم میری نسبت دوفند کی طرف اور یہ عقل کی کمی ہے جیسے کوئی جانور بولتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث بشر کی وجہ سے مجہول ہے اور اس حدیث کی ایک سند علی بن ابراہیم نے بھی ذکر کی ہے جو حسن ہے البتہ اس میں ایک کلام اسماعیل السراج کی وجہ سے موجود ہے پس اگر تو یہ ابی اسماعیل السراج ہے تو وہ ثقہ ہے کیونکہ اس سے ابن ابی عمیر روایت کرتا ہے [3] لیکن اگر وہ نہیں ہے بلکہ اسماعیل السراج ہی تو پھر بھی علی بن ابراہیم کی توثیق موجود ہے (واللہ اعلم)

۷۹۔ باب ما عندھم من سلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و متاعہ

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحہ اور آپؐ کے سامان میں سے جو کچھ آئمہ علیہم السلام کے پاس ہے

1/1122 الکافی، ۱/۲۳۲/۱/۱ العدۃ عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن ابن وھب عَنْ سَعِيدٍ

[1] کمال الدین: ۲/ ۶۷۴ و ۱/ ۱۳۲؛ بصائر الدرجات: ۱۸۹؛ تفسیر القمی: ۱/ ۳۵۲؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۱۹۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۰۳ و ۱۹۷؛ علل الشرائع: ۱/ ۵۳؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۶۹۳؛ منتخب الانوار المضیئہ: ۹۹؛ النور المبین: ۷۰؛ بحارالانوار: ۱۲/ ۲۴۸ و ۱۷/ ۱۳۳ و ۲۶/ ۲۱۴ و ۵۲/ ۳۲۷؛ مجمع البحرین: ۲/ ۳۵۶؛ منتخب الانوار: ۱۹۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۲؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/ ۵۹۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۷۸؛ سرور اھل الایمان: ۷۵

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۴۰

[3] کمال الدین: ۱/ ۳۳۱ باب ۳۲ ح ۱۷

السَّمَّانِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلاَنِ مِنَ الزَّيْدِيَّةِ فَقَالاَ لَهُ أَ فِيكُمْ إِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ قَالَ فَقَالَ لاَ قَالَ فَقَالاَ لَهُ قَدْ أَخْبَرَنَا عَنْكَ الثِّقَاتُ أَنَّكَ تُفْتِي وَ تُقِرُّ وَ تَقُولُ بِهِ وَ نُسَمِّيهِمْ لَكَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ وَ هُمْ أَصْحَابُ وَرَعٍ وَ تَشْمِيرٍ وَ هُمْ مِمَّنْ لاَ يَكْذِبُ فَغَضِبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ مَا أَمَرْتُهُمْ بِهَذَا فَلَمَّا رَأَيَا الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ خَرَجَا فَقَالَ لِي أَ تَعْرِفُ هَذَيْنِ قُلْتُ نَعَمْ هُمَا مِنْ أَهْلِ سُوقِنَا وَ هُمَا مِنَ الزَّيْدِيَّةِ وَ هُمَا يَزْعُمَانِ أَنَّ سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ فَقَالَ كَذَبَا لَعَنَهُمَا اللَّهُ وَ اللَّهِ مَا رَآهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ بِعَيْنَيْهِ وَ لاَ بِوَاحِدَةٍ مِنْ عَيْنَيْهِ وَ لاَ رَآهُ أَبُوهُ اللَّهُمَّ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَآهُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَإِنْ كَانَا صَادِقَيْنِ فَمَا عَلاَمَةٌ فِي مَقْبِضِهِ وَ مَا أَثَرٌ فِي مَوْضِعِ مَضْرَبِهِ وَ إِنَّ عِنْدِي لَسَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّ عِنْدِي لَرَايَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ دِرْعَهُ وَ لاَمَتَهُ وَ مِغْفَرَهُ فَإِنْ كَانَا صَادِقَيْنِ فَمَا عَلاَمَةٌ فِي دِرْعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّ عِنْدِي لَرَايَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الْمِغْلَبَةَ وَ إِنَّ عِنْدِي أَلْوَاحَ مُوسَى وَ عَصَاهُ وَ إِنَّ عِنْدِي لَخَاتَمَ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ وَ إِنَّ عِنْدِي الطَّسْتَ الَّذِي كَانَ مُوسَى يُقَرِّبُ بِهِ الْقُرْبَانَ وَ إِنَّ عِنْدِي الاِسْمَ الَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا وَضَعَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُشْرِكِينَ لَمْ يَصِلْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ نُشَّابَةٌ وَ إِنَّ عِنْدِي لَمِثْلَ الَّذِي جَاءَتْ بِهِ الْمَلاَئِكَةُ وَ مَثَلُ السِّلاَحِ فِينَا كَمَثَلِ التَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي أَيِّ أَهْلِ بَيْتٍ وُجِدَ التَّابُوتُ عَلَى أَبْوَابِهِمْ أُوتُوا النُّبُوَّةَ وَ مَنْ صَارَ إِلَيْهِ السِّلاَحُ مِنَّا أُوتِيَ الْإِمَامَةَ وَ لَقَدْ لَبِسَ أَبِي دِرْعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَخَطَّتْ عَلَى الْأَرْضِ خَطِيطاً وَ لَبِسْتُهَا أَنَا فَكَانَتْ وَ كَانَتْ وَ قَائِمُنَا مَنْ إِذَا لَبِسَهَا مَلَأَهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

سعید سمان سے روایت ہے کہ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ زیدیہ فرقہ کے دو آدمی آپؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا آپؑ کی جماعت میں کوئی ایسا ہے کہ جس کی اطاعت واجب ہو؟

آپؑ نے (تقیہ کی وجہ سے) فرمایا: نہیں۔

دونوں نے کہا: ہمیں ثقہ افراد نے خبر دی ہے کہ آپؑ لوگوں میں فتویٰ دیتے ہیں اور اس کا اقرار کرتے ہیں اور

اس کے قائل ہیں کہ میں واجب الاطاعت ہوں اور ہم ان افراد کے نام بتاتے ہیں کہ وہ فلاں فلاں شخص ہیں جو پرہیزگار اور عبادت خدا میں کوشش کرنے والے ہیں اور ان کے بارے میں ہمیں وثوق ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔

آپؑ غضب میں آ گئے ہیں اور فرمایا: میں نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا کہ وہ مشہور کریں۔

جب ان دونوں نے آپؑ کے چہرے سے غصے کے آثار دیکھے تو چلے گئے۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: اے سعید! کیا تو ان دونوں کو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں؟

میں نے عرض کیا: ہاں، یہ دونوں ہمارے بازار کے آدمی ہیں اور دونوں زیدیہ فرقے کے افراد ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ کی تلوار زید بن حسن کے پاس تھی۔

آپؑ نے فرمایا: یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ خدا کی قسم! زید بن حسن نے اس تلوار کو اپنی دونوں آنکھوں سے بلکہ ایک آنکھ سے بھی نہیں دیکھا تھا حتی کہ اس کے والد حسن نے بھی اس کو نہیں دیکھا ہوگا سوائے اس صورت میں کہ اس نے شاید علی بن حسینؑ کے پاس دیکھ لیا ہو اور اگر یہ اپنے دعوی میں سچے ہیں تو یہ بتائیں کہ اس تلوار کے قبضہ پر کیا نشان ہے اور اس کی دھار پر کیا علامت ونشانی ہے؟ رسول خداؐ کی تلوار یقیناً میرے پاس ہے اور آپؐ کی زرہ بھی میرے پاس ہے اور رسول خداؐ کا پرچم بھی میرے پاس ہے اور اگر یہ سچے ہیں تو بتائیں کہ رسول خداؐ کی زرہ پر کیا علامت ونشانی موجود ہے اور رسول خداؐ کا پرچم جس کا نام مغلبہ ہے وہ بھی میرے پاس ہے اور حضرت موسیؑ کا عصا اور ان کی الواح بھی میرے پاس ہیں اور جناب سلیمان بن داؤدؑ کی انگشتری بھی میرے پاس ہے اور حضرت موسیؑ کا وہ طشت جس میں آپؑ قربانی کیا کرتے تھے وہ بھی میرے پاس ہے اور وہ نام جو رسول خداؐ کے پاس تھا وہ بھی میرے پاس ہے جب وہ مقام جنگ میں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان رکھا جاتا تھا تو کفار ومشرکین کا کوئی تیر مسلمانوں تک نہیں آتا تھا اور میرے پاس وہ مثل بھی ہے جس کو ملائکہ لے کر آئے تھے اور وہ اسلحہ ہمارے درمیان ایسے ہی ہے جیسے بنی اسرائیل کے درمیان تابوت سکینہ تھا اور وہ علامت ہوتا تھا جس اہل بیت کے گھر میں وہ ہوتا اس گھر میں نبوت کے جاری ہونے کی علامت قرار دیا جاتا تھا اور ہم میں سے جس کے پاس اسلحہ رسولؐ ہوتا ہے امامت اسی کے پاس ہوتی ہے اور جب میرے والدؑ نے رسول خداؐ کی زرہ کو زیب تن کیا تو اس کا ایک کنارہ زمین پر لگ رہا تھا اور جب میں نے اس کو زیب تن کیا تو بھی ایسے ہی تھی اور جب ہمارا قائمؑ اس کو اپنے جسم پر سجائے

گا تو اس کو پوری آئے گی ان شاء اللہ۔ ①

بیان:

تفتی و تقر و تقول به أی بأن فيكم إماما مفترض الطاعة و التشمير رفع الثوب و التهيؤ للأمر و يكنى به عن التقوى و الطهارة و اللأمة ضرب من الدرع و المغفر نسيج الدرع يلبس تحت القلنسوة أو حلق يتقنع بها المتسلح و المغلبة كأنها اسم إحدى راياته فإنه ص كان يسمى ثيابه و دوابه و أمتعته و النشابة بالتشديد السهم العربي لمثل الذي جاءت به الملائكة يعنى ما يشبه ذلك و ما هو نظير له لعله ع أشار بذلك إلى ما أخبر الله عنه فى القرآن بقوله عز و جل وَ قالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسى وَ آلُ هارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلائِكَةُ 1 قيل إن التابوت رفع عنهم بعد موسى مدة ثم جاءت به الملائكة و هم ينظرون إليه قال على بن إبراهيم رحمه الله فى تفسيره إن ذلك هو التابوت الذى أنزل الله على موسى فوضعته فيه أمه و ألقته فى اليم فكان فى بنى إسرائيل يتبركون به فلما حضر موسى الوفاة وضع فيه الألواح و درعه و ما كان عنده من آيات النبوة و أودعه يوشع وصيه فلم يزل التابوت بينهم حتى استخفوا به و كان الصبيان يلعبون به فى الطرقات فلم يزل بنو إسرائيل فى عز و شرف ما دام التابوت عندهم فلما عملوا بالمعاصى و استخفوا بالتابوت رفعه الله منهم فلما سألوا النبى و بعث الله إليهم طالوت ملكا يقاتل معهم رد الله عليهم التابوت كما قال الله تعالى إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسى وَ آلُ هارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلائِكَةُ 1 قال البقية ذرية الأنبياء قوله فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فإن التابوت كان يوضع بين يدى العدو و بين المسلمين فيخرج منه ريح طيبة لها وجه كوجه الإنسان قال حدثنى أبى عن الحسن بن خالد عن الرضا ع أنه قال السكينة ريح من الجنة لها وجه كوجه الإنسان و كان إذا وضع التابوت بين يدى المسلمين و الكفار فإن تقدم التابوت رجل لا يرجع حتى يقتل أو يغلب و من رجع عن التابوت كفر و قتله الإمام فأوحى الله إلى نبيهم أن جالوت يقتله من يستوى عليه درع موسى ع و هو رجل من ولد لاوى بن يعقوب ع اسمه داود بن آسى الحديث بطوله فكانت و كانت يعنى قد تصل إلى الأرض و قد لا تصل يعنى لم تختلف على و على أبى اختلافا محسوسا ذا قدر

❁ "تفتی وتقر وتقول بہ" آپ فتوے دیتے ہیں۔ اقرار کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ بیان کرتے ہیں یعنی

---

① الاحتجاج:۲/۱۷۳؛ الارشاد:۲/۱۸۷؛ کشف الغمہ:۲/۱۷۰؛ اعلام الوریٰ:۱/۵۳۷؛ بصائر الدرجات:۱۷۴؛ بحار الانوار:۲۶/۲۰۱؛ روضۃ الواعظین:۱/۲۱۰؛ رجال الکشی:۴۲۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۱/۲۳؛ الدمعۃ الساکبہ:۶/۳۱۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۷/۱۳۶

تمھارے درمیان ایک ایسا امامؑ موجود ہے جس کی اطاعت فرض ہے۔

''التشمیر'' لباس کو اٹھانا اور حکم کا مہیا کرنا اور اسے تقویٰ پاکیزگی اور ایمان کی طرف بلانا۔

''اللامۃ'' ڈھال کی قسم۔ ''المغفر'' خود جس کو فوجی ٹوپی کے نیچے پہنتے ہیں یا حلق کے نیچے پہنتے ہیں جس سے مسلح افراد اور غلبہ پانے والے بچا جاتا ہے گویا کہ ان کے جھنڈوں میں سے کسی ایک جھنڈے کا نام ہے کیونکہ آپؐ اپنے کپڑوں اور سواریوں وغیرہ کا نام رکھ لیا کرتے تھے۔

''المنقابۃ'' تشدید کے ساتھ عربی تیر، یہ اس جیسا ہے کہ جس کو ملائکہ لے کر آئے تھے یعنی اس کے مشابہ اور جو اس کی نظیر ہو، شاید امامؑ نے اس کے ذریعہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا:

''اور ان سے ان کے نبیؑ نے کہا: اس کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ وہ صندوق تمھارے پاس آئے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے سکون و اطمینان کا سامان ہے اور جس میں آل موسیٰؑ و ہارونؑ کی چھوڑی ہوئی چیزیں ہیں جسے فرشتے اٹھائے ہونے ہوں گے کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد ایک مدت تک وہ ان سے اٹھا لیا گیا اور پھر اس کو فرشتے اٹھا کر لائے حالانکہ وہ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ (سورۃ البقرۃ:۲۴۷ـ۲۴۸)۔''

علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ بیشک یہ وہ تابوت تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پہ نازل فرمایا جس میں ان کی مادر گرامی نے ان کو رکھا تھا اور دریا میں ڈال دیا تھا اور وہ بنی اسرائیل کے لیے مبارک تھا اور جب حضرت موسیٰؑ کی وفات کو وقت آن پہنچا تو اس میں ان کی تختیاں اور ان کا سامان تھا اور وہ چیزیں تھیں جو ان کے پاس نبوت کی نشانیاں تھیں اور انہوں نے اس کو اپنے وصی حضرت یوشعؑ کو ودیعت کیا تھا، پس وہ تابوت ان کے درمیان میں رہا یہاں تک کہ اس کو مخفی کر لیا تھا اور بنی اسرائیل اس وقت تک عزت و شرف سے ہمکنار رہے جب تک وہ تابوت ان کے پاس تھا لیکن جب وہ گناہوں میں مبتلا ہوتے وہ تابوت ان سے مخفی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ان سے اٹھا لیا۔

جب انہوں نے نبیؑ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف طالوت کو بادشاہ بنا کر مبعوث کیا اور انہوں نے ان کے ساتھ مل کر جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے وہ تابوت ان پر لوٹا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بیشک اس کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ وہ صندوق تمھارے پاس آئے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے سکون و اطمینان کا سامان ہے اور جس میں آل موسیٰؑ و ہارونؑ کی چھوڑی ہوئی چیزیں ہیں

جسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔(سورۃ البقرۃ:۲۴۸)۔"

فرمایا: بقیہ سے مراد انبیاؑ ءکرامؑ کی ذریت ہے۔

"جس میں تمھارے رب کی طرف سے سکون ہے۔(سورۃ البقرۃ:۲۴۸)۔"

بیشک ان تابوت کو دشمنوں اور مسلمانوں کے درمیان قرار دیا گیا تھا پس اس سے خوشبو نکلتی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے ، انہوں نے روایت کی حسن بن خالد سے اور انہوں نے امام علی رضاؑ سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: سکینہ سے مراد جنت کی ہوا ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح ہے پس جب بھی اس تابوت کو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان رکھا جاتا تھا تو اگر کوئی شخص تابوت سے آگے ہو کر لڑتا تھا تو وہ قتل ہو جاتا یا مغلوب ہو جاتا تھا اور جو شخص تابوت کو پشت کر کے بھاگ جاتا تو امام اس کو قتل کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبیؑ کو وحی فرمائی کہ طالوت کو وہ شخص قتل کرے گا جس کے جسم پہ حضرت موسیٰؑ والی زرہ پوری آجائے گی اور وہ بندہ لاوی بن حضرت یعقوب کی نسل سے ہوگا اور اس کا نام داؤد بن آسی ہوگا۔(الحدیث)"فکانت و کانت" یعنی کہ یہ زمین تک پہنچ سکتا ہے یا نہیں بھی یعنی میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ٹھوس اور اہم فرق نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے اور اسے مجہول قرار دینا سہو ہے۔ احتجاج میں اس کی توثیق عام بھی وارد ہے اور بصور دیگر بھی سب راوی ثقہ ہیں اور ان میں کوئی جہل نہیں ہے اسے شیخ محسنی نے بھی احادیث معتبرہ میں شامل کیا ہے [2] (واللہ اعلم)۔

2/1123 الکافی،۱/۲۳۳/۴/۱ الاثنان عن الوشاء عن أبان عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَبِسَ أَبِي دِرْعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتَ اَلْفُضُولِ فَخَطَّتْ وَ لَبِسْتُهَا أَنَا فَفَضَلَتْ.

فضل بن یسار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوارؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ذات الفضول پہنی تو وہ زمین پر خط دیتی تھی اور جب میں نے اس کو پہنا تو اس سے زیادہ بڑی معلوم ہوئی۔ [3]

---

[1] مرآۃ العقول:۳/۴۳

[2] معجم الاحادیث المعتبر:۲/۶۸

[3] بصائر الدرجات:۱۸۶؛ بحار الانوار:۲۶/۲۱۱؛ عوالم العلوم:۲۰/۶۴؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۹۱

بیان:

ذات الفضول لقب لدرعه ص و ربما يقال ذو الفضول سميت بذلك لفضله كانت فيها وسعة ففضلت بصيغة المتكلم أى كنت أفضل منها ليطابق الخبر السابق

❁ ''ذات الفضول'' یہ آپؐ کی زرہ کا اور بعض اوقات اس کو صوالفضول بھی کہا گیا ہے اور یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اس میں بہت زیادہ فضیلت تھی۔ ''ففضلت'' یہ متکلم کا صیغہ ہے یعنی میں اس سے افضل ہو، تا کہ خبر سابق کے مطابق ہو جاتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلّٰی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1124 الكافى ۱/۲/۲۳۴/۱ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: عِنْدِي سِلاَحُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ أُنَازَعُ فِيهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَلسِّلاَحَ مَدْفُوعٌ عَنْهُ لَوْ وُضِعَ عِنْدَ شَرِّ خَلْقِ اَللَّهِ لَكَانَ خَيْرَهُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا اَلْأَمْرَ يَصِيرُ إِلَى مَنْ يُلْوَى لَهُ اَلْحَنَكُ فَإِذَا كَانَتْ مِنَ اَللَّهِ فِيهِ اَلْمَشِيئَةُ خَرَجَ فَيَقُولُ اَلنَّاسُ مَا هَذَا اَلَّذِي كَانَ وَ يَضَعُ اَللَّهُ لَهُ يَداً عَلَى رَأْسِ رَعِيَّتِهِ.

عبدالاعلی بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ میرے پاس ہے اور کوئی اس کے بارے میں میرے ساتھ نزاع نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا: یہ اسلحہ ہر قسم کی دنیاوی آسیب سے محفوظ ہے۔ اگر یہ بدترین مخلوق کے ہاتھوں آجائے تو یہ ان کے لیے بھی بھلائی ہوگی۔

پھر فرمایا: یہ امر اسی کی طرف جاتا ہے جس کی طرف لوگوں کو موڑ دیا جاتا ہے اور جب خدا کی مشیت ہوگی تو وہ خروج کرے گا تو لوگ یہ کہیں گے: یہ وہ نہیں ہے جو پہلے تھا اور اللہ اس کے لیے ہاتھ اپنی رعیت کے سر پر رکھ دے گا۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۴۵

[2] بصائر الدرجات: ۱۸۳؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۰۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/۶۴؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۱۰؛ الارشاد: ۲/۱۸۸؛ کمال المکارم: ۱/۱۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۹۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۸۹

بیان:

مدفوع عنه أي تدفع عنه الآفات مثل أن يسرق أو يغصب أو يكسر أو يستعمله غير أهله من يلوى له الحنك كنى به عن الانقياد والطعة والمراد به القائم ﷺ ما هذا الذى كان أي يتعجبون من سيرته وعدله، ووضع يده على الرعية كناية عن لطفه بهم واشفاقه عليهم:

"مدفوع عنہ" یعنی ان سے آفات کو دور کیا گیا مثلاً چوری کی جائے، غضب وغیرہ۔ "من یلوی لہ الحنک" اس سے مراد انقیاد اور اطاعت ہے۔ یعنی امام قائمؑ "ما هذا الذى كان" یعنی لوگ ان کی سیرت اور عدالت سے حیران ہوں گے اور وہ اپنی رعیت پر اپنا ہاتھ رکھیں گے اور یہ کنایہ ہے ان کے ساتھ لطف و عاطفت اور شفقت کا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّٰی بن محمد ثقہ جلیل ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

4/1125 الكافى ۱/۳/۲۳۴/۱ محمد عن ابن عيسى عن الحسين عن النضر عَنْ يَحْيَى اَلْحَلَبِيِّ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: تَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي اَلْمَتَاعِ سَيْفاً وَ دِرْعاً وَ عَنَزَةً وَ رَحْلاً وَ بَغْلَتَهُ اَلشَّهْبَاءَ فَوَرِثَ ذَلِكَ كُلَّهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکہ میں ایک تلوار، ایک زرہ، ایک چھوٹا نیزہ، زین، شھباء نامی ایک خچر چھوڑا اور ان سب کے وارث علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوئے۔ [2]

بیان:

العنزة رميح بين العصا و الرمح و الرحل مركب البعير و الشهباء التي غلب بياضها على سوادها

"العنزہ" اس سے مراد وہ تھی، میرے اور خانہ بدوش اونٹوں کی کشتی اور دلدل کے درمیان ایک نیزہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۴۴

[2] بصائر الدرجات: ۱۸۶ و ۱۸۸؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۱۱؛ مسند ابی بصیر: ۱/۱۱۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۹۱

[3] مراۃ العقول: ۳/۴۵

5/1126 الكافی ،۱/۲۳۵/۶/۱ علی عن العبیدی عن یونس عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلسِّلاَحُ مَوْضُوعٌ عِنْدَنَا مَدْفُوعٌ عَنْهُ لَوْ وُضِعَ عِنْدَ شَرِّ خَلْقِ اَللَّهِ كَانَ خَيْرَهُمْ لَقَدْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ حَيْثُ بَنَى بِالثَّقَفِيَّةِ وَ كَانَ قَدْ شُقَّ لَهُ فِي اَلْجِدَارِ فَنُجِّدَ اَلْبَيْتُ فَلَمَّا كَانَتْ صَبِيحَةُ عُرْسِهِ رَمَى بِبَصَرِهِ فَرَأَى حَذْوَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ مِسْمَاراً فَفَزِعَ لِذَلِكَ وَ قَالَ لَهَا تَحَوَّلِي فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ مَوَالِيَّ فِي حَاجَةٍ فَكَشَطَهُ فَمَا مِنْهَا مِسْمَارٌ إِلاَّ وَجَدَهُ مُصْرِفاً طَرَفَهُ عَنِ اَلسَّيْفِ وَ مَا وَصَلَ إِلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ.

محمد بن حکیم سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار ہمارے پاس ہیں کہ جس سے دفاع کیا گیا ہے۔ اگر وہ بدترین خلق کے پاس ہوں تو ان کے لیے بھی بہتر ثابت ہوں۔ میرے پدر بزرگوارؑ نے مجھ سے بیان فرمایا جبکہ انہوں نے بنوثقیفہ میں شادی کی اور آپؑ کے لیے دیوار میں الماری بنائی گئی تھی پس ہم نے ایک گھر کو دیکھا اور جب شب عروسی آئی تو آپؑ کی نظر اس پر پڑی پس آپؑ نے اس کو دیکھا کہ اس پر پندرہ کیل لگے ہیں تو آپؑ اس سے پریشان ہو گئے اور اس (دلہن) سے فرمایا: تم باہر چلی جاو۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے غلاموں کو کسی ضرورت کے لیے بلاوں۔ پس جب انہوں نے اس کا جائزہ لیا تو اس میں کوئی کیل نہیں تھے مگر یہ کہ وہ سب کیلیں تلوار سے ہٹی ہوئی ہیں اور تلوار پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ [1]

بیان:

بنى بالثقفية أی تزوج بها و الأصل فيه أن الرجل إذا تزوج امرأة بنى عليها قبة ليدخل بها فيها فيقال بنى الرجل على أهله و بأهله قد كان شق له أی للسلاح فنجد أی زين ظاهر جداره بعد إخفاء السلاح فيه ففزع لذلك خاف أن يكون السيف قد انكسر بالمسامير و قال لها أی للمرأة الثقفية فكشطه كشف عن السيف استشهد بذكر القصة على كونه مدفوعا عنه

"بنی بالثقفیة" یعنی اسکے ساتھ شادی کرنا اور اصول میں یہ تھا کہ جب کوئی شخص عورت کے ساتھ شادی کرتا تو اس پر ایک قبہ بناتا تا کہ وہ اس کے ساتھ اس میں داخل ہو سکے، پس کہا جاتا تھا کہ اس شخص نے اپنے اہل و عیاں کے لیے بنایا۔

"قَدْ كَانَ شُقَّ لَهُ" یعنی اسلحہ کے لیے۔ "فنجد" یعنی دیوار میں اسلحہ چھپانے کے بعد اس کے ظاہر کو مزین کرنا۔ "فَفَزِعَ لِذَلِكَ" یعنی وہ اس کی وجہ سے ڈر گیا کہ شاید تلوار توڑ دی گئی ہو اور اس نے اس سے کہا

[1] بصائر الدرجات: ۱۸۱؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۱۶؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۱۸

یعنی ثقفیہ عورت سے، تو اس کے کھرچنے سے تلوار سامنے آ گئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1]

6/1127 الكافي، ١/٥/٢٣٢/١ محمد و أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ ذِي اَلْفَقَارِ سَيْفِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ أَيْنَ هُوَ قَالَ هَبَطَ بِهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلسَّمَاءِ وَ كَانَتْ حِلْيَتُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَ هُوَ عِنْدِي.

احمد بن ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے رسول اللہؐ کی تلوار ذوالفقار کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں سے آئی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام آسمان سے لے کر اترے تھے اور اس کا قبضہ چاندی کا تھا اور وہ میرے پاس ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر ہے لیکن اگر احمد بن ابی عبداللہ سے یہی مراد ہو تو سند غریب ہو گی کیونکہ یہ رجال میں موجود نہیں ہے البتہ احمد بن محمد بن خالد البرقی موجود ہے مگر وہ امام رضاؑ سے روایت نہیں کرتا بلکہ امام جوادؑ اور امام ہادیؑ سے روایت ہے اور محمد بن عیسیٰ العبیدی تو اس سے بہت عالی مرتبت ہے تو وہ اس سے کیسے روایت کر سکتا ہے لہٰذا اس میں اشتباہ ہے [3] اور میرے نزدیک یہ اشتباہ بحر حال موجود ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ احمد بن عبداللہ آتشیانی ہو تو کیونکہ کافی کے علاوہ کتب میں احمد بن عبداللہ وارد اور شیخ محسنی نے اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [4] (واللہ اعلم)

7/1128 الكافي، ١/٣٩١/٢٦٧/٨ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَشْيَمَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ ذِي اَلْفَقَارِ سَيْفِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۴۷

[2] بصائر الدرجات: ۱۸۰؛ وسائل الشیعہ: ۳/۵۱۲ ح ۴۳۲۳؛ بحار الانوار: ۴۲/۶۵ و ۴۳/۵۳۷؛ مستدرک الوسائل: ۳/۳۰۹؛ امالی صدوق: ۲۸۹؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۲۹؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۵۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۹۳

[3] مراۃ العقول: ۳/۴۶

[4] معجم الاحادیث المعتبرہ: ۲/۷۱

عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ نَزَلَ بِهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلسَّمَاءِ وَ كَانَتْ حَلْقَتُهُ فِضَّةً.

ترجمہ: صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار ذوالفقار کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام آسمان سے کر نازل ہوئے تھے اور اس کا حلقہ چاندی کا تھا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ علی بن محمد بن شیم کامل الزیارات کا راوی ہے[3] اور ہمارے علماء نے کئی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے[4] جو اسی سند سے مروی ہے[5] حالانکہ علامہ مجلسی نے اسے مجہول قرار دیا ہے[6] (واللہ اعلم)

8/1129 الكافي،١/٢٣٥/١/٧ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ حُجْرٍ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَمَّا يَتَحَدَّثُ اَلنَّاسُ أَنَّهُ دُفِعَتْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ صَحِيفَةٌ مَخْتُومَةٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا قُبِضَ وَرِثَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِلْمَهُ وَ سِلاَحَهُ وَ مَا هُنَاكَ ثُمَّ صَارَ إِلَى اَلْحَسَنِ ثُمَّ صَارَ إِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَمَّا خَشِينَا أَنْ نُغْشَى اِسْتَوْدَعَهَا أُمَّ سَلَمَةَ ثُمَّ قَبَضَهَا بَعْدَ ذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِيكَ ثُمَّ اِنْتَهَى إِلَيْكَ وَ صَارَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَيْكَ قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ: حمران سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ام سلمہؓ کو رسول اللہ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۳/۵۱۱ ح ۴۳۱۹؛ بحار الانوار: ۱۶/۱۲۴ و ۹۳/۵۳۷؛ معانی الاخبار: ۹۳؛ علل الشرائع: ۱/۱۶۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۲/۳۶۷؛ مناقب الطاہرین طبری: ۱/۳۹۴

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۶۳

[3] کامل الزیارات: ۱۵۵ باب ۶۳ ح ۶

[4] مصباح الفقیہ: ۳/۳۲؛ تنقیح مبانی العروۃ (الطہارۃ): ۶/۳۶؛ جامع المدارک: ۱/۸۴؛ موسوعہ الفقہ الاسلامی: ۱۶/۱۹۱؛ منتہی المطلب: ۲/۲۸۱؛ الناظرۃ الناضرۃ: ۵/۲۵۲؛ مدارک الاحکام: ۱/۳۱۹

[5] الکافی: ۳/۷۵؛ الوافی: ۶/۳۳۴ ح ۴۶۴۷؛ وسائل الشیعہ: ۲/۲۹۴

[6] مرآۃ العقول: ۱۳/۲۰۴

ﷺ نے ایک مہر شدہ صحیفہ دیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت علی علیہ السلام آپؐ کے علم اور آپؐ کے اسلحہ اور دیگر چیزوں کے وارث ہوئے، پھر امام حسن علیہ السلام وارث ہوئے اور ان کے بعد امام حسین علیہ السلام پس جب ان کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو آپؑ نے یہ اشیاء ام سلمہؓ کے سپرد کیں۔ پھر بعد ازاں جب ان کا انتقال ہوا تو وہ سب چیزیں علی بن الحسینؑ کو ملیں۔

میں نے عرض کیا: ہاں، پھر آپؑ کے والدؑ کے پاس آ گئیں پھر آپؑ پر انتہا ہوئی اور وہ آپؑ کو ملیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [1]

بیان:

سألته عما يتحدث الناس كأنه سأله عن المكتوب في الصحيفة المستودعة فأجابه ع بأنها كانت مشتملة على علم و كان معها أشياء أخر و هذه الصحيفة غير الكتاب الملفوف و الوصية الظاهرة اللذين استودعهما الحسين ع عند ابنته الكبرى فاطمة بكربلاء كما مر في باب النص على علي بن الحسين ع أن تغشى أي يؤتى عليها فتذهب به و تفوت استودعها يعني الحسين ع حين أراد التوجه إلى العراق

❂ ”سألته عما يتحدث الناس“ میں نے امامؑ سے سوال کیا ان چیزوں کے بارے میں جو وہ لوگوں سے بیان کرتا ہے، گویا کہ اس نے امامؑ سے سوال کیا اس چیز کے بارے میں جو اس صحیفہ میں مرقوم ہے جس کو ودیعت کیا گیا تو امامؑ نے اس کو جواب دیا کہ بیشک وہ علم پر مشتمل ہے اور اس کے ساتھ دوسری اشیاء بھی ہیں اور ایک صحیفہ ہے جو لپیٹی ہوئی کتاب کے علاوہ ہے اور ایک وہ وصیت ظاہری ہے ان دونوں کو امام حسینؑ اپنی بیٹی سیدہ عالیہ فاطمہ کبریٰؑ کے پاس ودیعت فرمایا جیسا کہ ”باب النص علی علی بن الحسین علیہما السلام“ میں گزر چکا ہے کہ امام حسینؑ نے جس وقت عراق کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو وہ ان کے سپرد کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔ [2]

9/1130 الكافي،١/٨/٢٣٥/١ محمد عن أحمد عن الحسين عَنْ فَضَالَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَمَّا يَتَحَدَّثُ اَلنَّاسُ أَنَّهُ دُفِعَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ صَحِيفَةٌ مَخْتُومَةٌ فَقَالَ

[1] عوالم العلوم:١٩/ ٧٠؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:١٩/ ٢٩٠؛ مسند الامام الصادقؑ:٣/ ٩٣

[2] مراۃ العقول:٣/ ٤٨

إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا قُبِضَ وَرِثَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِلْمَهُ وَ سِلاَحَهُ وَ مَا هُنَاكَ ثُمَّ صَارَ إِلَى اَلْحَسَنِ ثُمَّ صَارَ إِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ صَارَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ ثُمَّ صَارَ إِلَى اِبْنِهِ ثُمَّ اِنْتَهَى إِلَيْكَ فَقَالَ نَعَمْ.

عمر بن ابان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ ایک مہر شدہ صحیفہ ام سلمہؓ کے سپرد کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ آپؐ کے علم اور آپؐ کے اسلحہ اور جو کچھ آپؐ کے پاس تھا اس کے وارث ہوئے، پھر یہ امام حسن علیہ السلام وارث ہوئے اور پھر امام حسینؑ وارث ہوئے۔

میں نے عرض کیا: پھر یہ چیزیں امام علی بن الحسینؑ کو ملیں، پھر ان کے فرزند (امام محمد باقر علیہ السلام) کو اور پھر یہ چیزیں آپؑ کے پاس پہنچیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے اور اسے معتبر بھی کہا گیا ہے [3] (واللہ اعلم)

10/1031 الکافی،۱/۲۳۶/۹/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحُسَيْنِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ شَبَابٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْوَفَاةُ دَعَا اَلْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ وَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لِلْعَبَّاسِ يَا عَمَّ مُحَمَّدٍ تَأْخُذُ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ وَ تَقْضِي دَيْنَهُ وَ تُنْجِزُ عِدَاتِهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي إِنِّي شَيْخٌ كَثِيرُ اَلْعِيَالِ قَلِيلُ اَلْمَالِ مَنْ يُطِيقُكَ وَ أَنْتَ تُبَارِي اَلرِّيحَ قَالَ فَأَطْرَقَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَالَ يَا عَبَّاسُ أَ تَأْخُذُ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ وَ تُنْجِزُ عِدَاتِهِ وَ تَقْضِي دَيْنَهُ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي شَيْخٌ كَثِيرُ اَلْعِيَالِ قَلِيلُ اَلْمَالِ وَ أَنْتَ

---

[1] الارشاد:۲/۱۸۹؛ کشف الغمہ:۲/۱۷۱؛ روضۃ الواعظین:۱/۲۱۰؛ بصائر الدرجات:۱۸۶؛ بحارالانوار:۲۶/۲۰۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۹۳؛ المروی من کتاب علیؑ:۱۰۴؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۴/۴۶۳

[2] مراۃ العقول:۳/۴۸

[3] دانشنامہ امام حسینؑ بر پایہ قرآن، حدیث و تاریخ:۲/۳۱۴

تُبَارِي الرِّيحَ قَالَ أَمَا إِنِّي سَأُعْطِيهَا مَنْ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ يَا أَخَا مُحَمَّدٍ أَ تُنْجِزُ عِدَاتِ مُحَمَّدٍ وَ تَقْضِي دَيْنَهُ وَ تَقْبِضُ تُرَاثَهُ فَقَالَ نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي ذَاكَ عَلَيَّ وَ لِي قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ حَتَّى نَزَعَ خَاتَمَهُ مِنْ إِصْبَعِهِ فَقَالَ تَخَتَّمْ بِهَذَا فِي حَيَاتِي قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ حِينَ وَضَعْتُهُ فِي إِصْبَعِي فَتَمَنَّيْتُ مِنْ جَمِيعِ مَا تَرَكَ الْخَاتَمَ ثُمَّ صَاحَ يَا بِلَالُ عَلَيَّ بِالْمِغْفَرِ وَ الدِّرْعِ وَ الرَّايَةِ وَ الْقَمِيصِ وَ ذِي الْفَقَارِ وَ السَّحَابِ وَ الْبُرْدِ وَ الْأَبْرَقَةِ وَ الْقَضِيبِ قَالَ فَوَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُهَا غَيْرَ سَاعَتِي تِلْكَ يَعْنِي الْأَبْرَقَةَ فَجِيءَ بِشُقَّةٍ كَادَتْ تَخْطَفُ الْأَبْصَارَ فَإِذَا هِيَ مِنْ أَبْرُقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ جَبْرَئِيلَ أَتَانِي بِهَا وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اجْعَلْهَا فِي حَلْقَةِ الدِّرْعِ وَ اسْتَذْفِرْ بِهَا مَكَانَ الْمِنْطَقَةِ ثُمَّ دَعَا بِزَوْجَيْ نِعَالٍ عَرَبِيَّيْنِ جَمِيعاً أَحَدُهُمَا مَخْصُوفٌ وَ الْآخَرُ غَيْرُ مَخْصُوفٍ وَ الْقَمِيصَيْنِ الْقَمِيصِ الَّذِي أُسْرِيَ بِهِ فِيهِ وَ الْقَمِيصِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ يَوْمَ أُحُدٍ وَ الْقَلَانِسِ الثَّلَاثِ قَلَنْسُوَةِ السَّفَرِ وَ قَلَنْسُوَةِ الْعِيدَيْنِ وَ الْجُمَعِ وَ قَلَنْسُوَةٍ كَانَ يَلْبَسُهَا وَ يَقْعُدُ مَعَ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ يَا بِلَالُ عَلَيَّ بِالْبَغْلَتَيْنِ الشَّهْبَاءِ وَ الدُّلْدُلِ وَ النَّاقَتَيْنِ الْعَضْبَاءِ وَ الْقَصْوَاءِ وَ الْفَرَسَيْنِ الْجَنَاحِ كَانَتْ تُوقَفُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ لِحَوَائِجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَبْعَثُ الرَّجُلَ فِي حَاجَتِهِ فَيَرْكَبُهُ فَيَرْكُضُهُ فِي حَاجَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ حَيْزُومٍ وَ هُوَ الَّذِي كَانَ يَقُولُ أَقْدِمْ حَيْزُومُ وَ الْحِمَارِ عُفَيْرٍ فَقَالَ اقْبِضْهَا فِي حَيَاتِي فَذَكَرَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ مِنَ الدَّوَابِّ تُوُفِّيَ عُفَيْرٌ سَاعَةَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَطَعَ خِطَامَهُ ثُمَّ مَرَّ يَرْكُضُ حَتَّى أَتَى بِئْرَ بَنِي خَطْمَةَ بِقُبَا فَرَمَى بِنَفْسِهِ فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهُ.

ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب حضرت رسول خداؐ کی وفات کا وقت آیا تو آپؐ نے عباس بن عبدالمطلب کے ذریعے امیرالمومنینؑ کو بلایا اور عباس سے فرمایا: اے محمدؐ کے چچا! آپ محمدؐ کی میراث لیں اور اس کا قرضہ ادا کریں اور اس کے وعدے پورے کریں تو انہوں نے انکار کیا اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! میں بہت بوڑھا، کثیر العیال اور قلیل المال آدمی ہوں تو آپ کا بوجھ کون برداشت کر سکتا ہے؟ آپ تو چلتی ہواؤں کے ساتھ سخاوت کرتے

ہیں۔ یہ سن کر آپؐ ذرا دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: اے عباس! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث لیں گے اور ان کے کیے گئے وعدوں کو پورا کریں گے اور ان کے قرض کو ادا کریں گے؟

انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! میں ایک بہت بوڑھا، کثیر العیال اور قلیل المال آدمی ہوں۔ بھلا آپ کا بوجھ کون برداشت کرسکتا ہے؟ آپ تو چلتی ہواؤں کے ساتھ سخاوت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا تو اب میں اپنی یہ میراث ایسے شخص کو دوں گا جو اس کا پورا حق ادا کرے گا۔

یہ کہہ کر آپؐ حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ، اے محمدؐ کے بھائی! کیا تم محمدؐ کے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرو گے، ان کے قرضوں کو ادا کرو گے اور ان کی میراث لو گے؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: جی ہاں، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! یہ سب میرے ذمے ہے۔ پس میں نے یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگوٹھی اپنی انگلی سے نکالی اور فرمایا: تم یہ انگوٹھی میری زندگی میں ہی پہن لو۔ میں نے دیکھا کہ وہ انگوٹھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر حضرت علی علیہ السلام نے اپنی انگلی میں پہن لی پس میں نے خیال کیا کہ یہ انگوٹھی تمام ترکہ سے زیادہ قیمتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی: اے بلال! میرا خود، میری زرہ، میرا قلم، ذوالفقار، سحاب، ردا، برقعہ اور چھڑی لاؤ۔

بلال نے کہا: بخدا! میں نے ایسا ابرق اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور غالباً یہ جنت کا ابرق تھا۔

امامؑ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ جبرئیل علیہ السلام لائے تھے اور مجھ سے کہا تھا: اے محمدؐ! اس کو زرہ کی کڑیوں میں کمر کے پٹکے کی جگہ رکھ لو۔ پھر دو جوڑ عربی نعلین منگوائے جس میں ایک سلی ہوئی اور ایک بغیر سلی ہوئی تھی۔ نیز دو قمیضیں منگوائیں: ایک وہ جسے پہن کر معراج پر تشریف لے گئے تھے اور ایک وہ جسے پہن کر احد کے دن نکلے تھے اور تین ٹوپیاں منگوائیں: ایک سفر والی ٹوپی، ایک عیدین اور جمعہ والی ٹوپی اور ایک وہ ٹوپی جسے پہن کر اپنے صحابہ میں تشریف فرما ہوتے تھے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! میرے دونوں خچر شہباء و دلدل، دونوں اونٹنیاں عضباء و صہباء، دونوں گھوڑے: جناح جو باب مسجد پر لوگوں کی ضرورت کے لیے کھڑا رہتا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کہیں بھیجتے تو وہ اس پر سوار ہو کر جاتا اور حیزوم کہ جس کو آنحضرتؐ آواز دیتے کہ

حیزوم ادھر آ اور گدھا یعفور لاؤ۔ پھر حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! میری زندگی میں ہی ان سب پر قابض ہو جاؤ۔

پھر حضرت امیر المومنینؑ علیہ السلام نے ذکر فرمایا: ان جانوروں میں سب سے پہلے جو مرا وہ گدھا یعفور تھا۔ جونہی آپ کا دم نکلا تو اس نے اپنی لگام تڑوالی اور بھاگ کر مقام قبا میں بنی حطمہ کے کنویں پر پہنچا اور اس کنویں میں گر کر جان دے دی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث محمد بن الولید کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

11/1132 الکافی ۱/۲۳۷/۱/۹ وَ رُوِيَ أَنَّ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ إِنَّ ذَلِكَ اَلْحِمَارَ كَلَّمَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي إِنَّ أَبِي حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ نُوحٍ فِي اَلسَّفِينَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ نُوحٌ فَمَسَحَ عَلَى كَفَلِهِ ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِ هَذَا اَلْحِمَارِ حِمَارٌ يَرْكَبُهُ سَيِّدُ اَلنَّبِيِّينَ وَ خَاتَمُهُمْ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي جَعَلَنِي ذَلِكَ اَلْحِمَارَ.

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ اس گدھے نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا تھا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں! میرے باپ نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں تھا پس حضرت نوح علیہ السلام اس کے پاس آئے اور اس کے پٹھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اس گدھے کی نسل سے ایک گدھا پیدا ہوگا جس پر سید النبیین اور خاتم النبیین سواری کریں گے پس حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے وہ گدھا بنایا۔ ③

بیان:

فی تقدیم ذکر أخذ التراث علی قضاء الدین و إنجاز العدات فی مخاطبة العباس و بالعکس فی

---

① علل الشرائع: ۱/۱۶۶؛ بحارالانوار: ۲۲/۴۵۶؛ امام علیؑ مظلوم تاریخ: ۷۷۰؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۲/۴۰۷؛ السیرۃ النبویہ بنظر اھل البیت: ۳/۳۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/۳۹

② مرآۃ العقول: ۳/۵۲

③ اثبات الھداۃ: ۱/۲۴۲؛ مجمع البحرین: ۳/۴۰۹؛ بحارالانوار: ۱۷/۴۰۵

مخاطبة أمير المؤمنين ع لطف لا يخفى تباري الريح أي تسابقه كنى به عن علو همته ثم قال يا عباس لعل إلقاء هذا القول على عمه أولا ثم تكريره ص ذلك عليه إنما هو لإتمام الحجة عليه و ليظهر للناس أنه ليس مثل ابن عمه في أهلية الوصية قال فنظرت الضمير لعلي ع و في الكلام التفات في حكاية حال فتمنيت من جميع ما ترك الخاتم كأنه أراد بذلك أنه قلت في نفسي لو لم يكن فيما ترك غير هذا الخاتم لكفاني به شرفا و فخرا و عزا و يمنا و بركة و السحاب هو اسم عمامته و الأبرقة كأنها ثوب مستطيل يصلح لأن يشد بها الوسط و هي الشقة بالكسر و الضم كما فسرها بها و في الكلام تقديم و تأخير و التقدير فجيء بشقة فو الله ما رأيتها و الاستذفار شد الوسط بالمنطقة و نحوها الشهباء و الدلدل هما اسمان للبغلتين العضباء بالعين المهملة و الضاد المعجمة الناقة المشقوقة الأذن و القصواء بالقاف و الصاد المهملة المقطوع طرف أذنها و ليس ناقتاه ص كذلك و لكنهما لقبتا بذلك أقدم يا حيزوم كأنه ص كان يخاطبه بالإقدام فيجيبه و حيزوم اسم فرس جبرئيل ع أيضا قال ابن الأثير في نهايته في حديث بدر أقدم حيزوم و هو أمر بالأقدام و هو التقدم في الحرب و الإقدام الشجاعة و قد تكسر همزة أقدم و يكون أمرا بالتقدم لا غير و الصحيح الفتح من أقدم عفير كزبير بالمهملة اسم لحماره ص و الخطام بالخاء المعجمة و الطاء المهملة الزمام

✪ قرض کی ادائیگی کے لیے میراث لینے کے عباس کے خطابات میں وعدوں کو پورا کرنے کے ذکر کو مقدم کرنا اور اس کے بالعکس امیر المومنینؑ کے خطاب میں ایک لطف ہے جو کہ مخفی نہیں ہے۔ ''تباری الریح'' ہوا سے مماثل ہونا یعنی اس کے ساتھ مقابلہ کرنا، ان کی بلند ہمت کا عرفی نام ہے۔

''ثم قال یا عباس'' پھر ارشاد فرمایا اے عباس'' شاید یہ قول پہلے اپنے چچا پر ڈالنا اور پھر اسے دہرانا تو اس سے مراد ان پر اتمام حجت ہے تا کہ لوگوں پر ظاہر ہو جاتے آپؐ کے چچا کے بیٹے کی طرح کوئی بھی وصیت کی اہلیت نہیں رکھتا ''منظرت'' نہیں نے دیکھا، ضمیر حضرت علیؑ کے لیے رہے۔

''فتمنیت من جمیع ما ترك الخاتم '' پس میں تمام کی تمنا رکھتا ہوں جو انہوں نے انگوٹھی کو چھوڑا، گویا کہ اس سے ان کو ارادہ یہ تھا کہ وہ کہنا چاہتے تھے کہ میں نے اپنے دل میں کیا کہ اگر وہ نہ ہوتا جو انہوں نے اس انگوٹھی کے علاوہ چھوڑا تو وہ میرے لیے شرف، فخر، عزت اور برکت کے لیے کافی ہوتا۔

''السحاب'' یہ آپؐ کے عمامہ کا نام ہے۔

''ان برقۃ'' گویا کہ یہ ایک کپڑا ہے جو طویل ہے اور یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ ان کے وسط کو لپیٹ لے۔

''الشھباء والدلدل'' یہ دونوں نام میں آپؐ کی سواریوں کے۔

''العضباء'' یہ اونٹنی کا نام ہے جس کا کان چھیدا ہوا تھا، ''القصواء'' اس سے مراد یہ ہے اس کا ایک کان کٹا ہوا ہے، آپؐ کے دونوں اونٹنیاں ایسی نہیں تھیں۔ ''اقدم یا حیزوم'' گویا کہ آپؐ ان کو آگے بڑھنے کا کہتے تھے تو وہ جواب دیتی تھی۔ ''وحیزوم'' یہ حضرت جبرئیلؑ کے گھوڑے کا نام بھی ہے۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب النہایہ میں حدیث بدر کے آخر میں بیان کیا ہے کہ ''قدم حیزوم'' جو کہ آگے بڑھنے کا حکم ہے، جس کا مطلب ہے جنگ میں پیش قدمی اور دلیرانہ جرأت اور کبھی کبھی ''اقدم'' کے ہمزہ کو کسرہ دیا جاتا ہے اور اس وقت یہ امر ہے آگے بڑھنے کے لیے اور کچھ نہیں۔ صحیح قول یہ ہے ''اقدم'' کو فتح دی جائے۔ ''عفیر'' بروزن ''زبیر'' مہملہ کے ساتھ، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گدھے کا نام ہے۔ ''الخطام'' خاء معجمہ اور طاء مہملہ کے ساتھ، اس سے مراد لگام ہے۔

تحقیق اسناد: حدیث مرسل ہے۔ ①

12/1133 الکافی، ۸/۳۳۱/۱/۵۱۱ أَبَانٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْعَلاَءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: دِرْعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتُ الْفُضُولِ لَهَا حَلْقَتَانِ مِنْ وَرِقٍ فِي مُقَدَّمِهَا وَ حَلْقَتَانِ مِنْ وَرِقٍ فِي مُؤَخَّرِهَا وَ قَالَ لَبِسَهَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَوْمَ الْجَمَلِ.

یحییٰ بن ابو العلا سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ذات الفضول کے دو چاندی کے حلقے آگے کو تھے اور دو چاندی کے حلقے پیچھے کی طرف تھے۔

اور امامؑ نے فرمایا: یہی زرہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ جمل میں پہنی تھی۔ ②

تحقیق اسناد: حدیث مجہول ہے ③ لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ حمید بن زیاد ثقہ مگر واقفی ہے ④ اور علی بن الحسن الطاطری بھی ثقہ مگر واقفی ہے ⑤ خود علامہ مجلسی نے بھی دیگر جگہوں پر کئی ان اسناد کو موثق قرار دیا ہے جن میں الطاطری موجود ہے ⑥ مگر یہاں مجہول قرار دینا شاید سہواً ہو اور اس سے اگلی حدیث کی سند میں بھی الطاطری موجود ہے جسے انھوں نے موثق قرار دیا ہے (واللہ اعلم)

13/1134 الکافی، ۸/۳۳۱/۱/۵۱۲ أَبَانٌ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: شَدَّ

---

① مرآۃ العقول: ۳/ ۵۲

② وسائل الشیعہ: ۳/ ۵۱۱؛ بحار الانوار: ۱۶/ ۱۲۴ و ۶۳/ ۷۵۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/ ۳۹۴

③ مرآۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۳؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/ ۱۵۴

④ المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۰۰

⑤ ایضاً: ۳۹۰

⑥ تہذیب الاحکام: ۳/ ۱۹۲ ح ۵۸۷؛ ملاذ الاخیار: ۶/ ۴۶۲؛ تہذیب الاحکام: ۷/ ۲۹۸ ح ۱۲۴۲؛ ملاذ الاخیار: ۱۲/ ۱۱۶؛ تہذیب الاحکام: ۷/ ۳۱۱ ح ۱۲۹۱؛ ملاذ الاخیار: ۱۲/ ۱۳۱

عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى بَطْنِهِ يَوْمَ اَلْجَمَلِ بِعِقَالٍ أَبْرَقَ نَزَلَ بِهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلسَّمَاءِ وَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَشُدُّ بِهِ عَلَى بَطْنِهِ إِذَا لَبِسَ اَلدِّرْعَ .

یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے جنگ جمل میں سفید کمر بند باندھا تھا جسے جبرئیل آسمان سے لے کر نازل ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب زرہ پہنتے تھے تو اس کو اپنی کمر میں باندھ لیتے تھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] یا پھر حدیث مجہول ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق ہے اور اسے مجہول قرار دینا سہو ہے (واللہ اعلم)

14/1135 الفقیہ ۴/۱۷۷، ۵۴۰۳ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْبَاقِرِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اِسْمَ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ اَلْمَاحِي وَ فِي تَوْرَاةِ مُوسَى اَلْحَادُّ وَ فِي إِنْجِيلِ عِيسَى أَحْمَدُ وَ فِي اَلْفُرْقَانِ مُحَمَّدٌ قِيلَ فَمَا تَأْوِيلُ اَلْمَاحِي قَالَ اَلْمَاحِي صُورَةَ اَلْأَصْنَامِ وَ مَاحِي اَلْأَوْثَانِ وَ اَلْأَزْلاَمِ وَ كُلِّ مَعْبُودٍ دُونَ اَلرَّحْمَنِ وَ قِيلَ فَمَا تَأْوِيلُ اَلْحَادِّ قَالَ يُحَادُّ مَنْ حَادَّ اَللَّهَ وَ دِينَهُ قَرِيباً كَانَ أَوْ بَعِيداً قِيلَ فَمَا تَأْوِيلُ أَحْمَدَ قَالَ حَسُنَ ثَنَاءُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِ فِي اَلْكُتُبِ بِمَا حُمِدَ مِنْ أَفْعَالِهِ قِيلَ فَمَا تَأْوِيلُ مُحَمَّدٍ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ وَ مَلاَئِكَتَهُ وَ جَمِيعَ أَنْبِيَائِهِ وَ رُسُلِهِ وَ جَمِيعَ أُمَمِهِمْ يَحْمَدُونَهُ وَ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَ إِنَّ اِسْمَهُ اَلْمَكْتُوبَ عَلَى اَلْعَرْشِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اَللَّهِ وَ كَانَ علیه السلام يَلْبَسُ مِنَ اَلْقَلاَنِسِ اَلْيَمَنِيَّةَ وَ اَلْبَيْضَاءَ وَ اَلْمُضَرَّبَةَ ذَاتَ اَلْأُذُنَيْنِ فِي اَلْحُرُوبِ وَ كَانَتْ لَهُ عَنَزَةٌ يَتَّكِئُ عَلَيْهَا وَ يُخْرِجُهَا فِي اَلْعِيدَيْنِ فَيَخْطُبُ بِهَا وَ كَانَ لَهُ قَضِيبٌ يُقَالُ لَهُ اَلْمَمْشُوقُ وَ كَانَ لَهُ فُسْطَاطٌ يُسَمَّى اَلْكِنَّ وَ كَانَتْ لَهُ قَصْعَةٌ تُسَمَّى اَلسَّعَةَ وَ كَانَ لَهُ قَعْبٌ يُسَمَّى اَلرِّيَّ وَ كَانَ لَهُ فَرَسَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا اَلْمُرْتَجِزُ وَ اَلْآخَرِ اَلسَّكْبُ وَ كَانَ لَهُ بَغْلَتَانِ

---

[1] بحار الانوار: ۴۲/ ۶۴؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۷۲۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/ ۳۳۳

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۴۸۳

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۱۵۴

يُقَالُ لِإِحْدَيْهِمَا اَلدُّلْدُلُ وَ اَلْأُخْرَى اَلشَّهْبَاءُ وَ كَانَتْ لَهُ نَاقَتَانِ يُقَالُ لِإِحْدَيْهِمَا اَلْعَضْبَاءُ وَ اَلْأُخْرَى اَلْجَدْعَاءُ وَ كَانَ لَهُ سَيْفَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا ذُو اَلْفَقَارِ وَ اَلْأُخْرَى اَلْعَوْنُ وَ كَانَ لَهُ سَيْفَانِ آخَرَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا اَلْمِخْذَمُ وَ اَلْآخَرِ اَلرَّسُومُ وَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يُسَمَّى اَلْيَعْفُورَ وَ كَانَتْ لَهُ عِمَامَةٌ تُسَمَّى اَلسَّحَابَ وَ كَانَ لَهُ دِرْعٌ تُسَمَّى ذَاتَ اَلْفُضُولِ لَهَا ثَلاَثُ حَلَقَاتٍ فِضَّةٍ حَلْقَةٌ بَيْنَ يَدَيْهَا وَ حَلْقَتَانِ خَلْفَهَا وَ كَانَتْ لَهُ رَايَةٌ تُسَمَّى اَلْعُقَابَ وَ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ يَحْمِلُ عَلَيْهِ يُقَالُ لَهُ اَلدِّيبَاجُ وَ كَانَ لَهُ لِوَاءٌ يُسَمَّى اَلْمَعْلُومَ وَ كَانَ لَهُ مِغْفَرٌ يُسَمَّى اَلْأَسْعَدَ فَسَلَّمَ ذَلِكَ كُلَّهُ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَ أَخْرَجَ خَاتَمَهُ وَ جَعَلَهُ فِي إِصْبَعِهِ فَذَكَرَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ وَجَدَ فِي قَائِمَةِ سَيْفٍ مِنْ سُيُوفِهِ صَحِيفَةً فِيهَا ثَلاَثَةُ أَحْرُفٍ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَ قُلِ اَلْحَقَّ وَ لَوْ عَلَى نَفْسِكَ وَ أَحْسِنْ إِلَى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ .

محمد بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صحف ابراہیمؑ میں ماحی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات میں حاد ہے، حضرت عیسیٰؑ کی انجیل میں احمد ہے اور فرقان میں محمدؐ ہے۔

عرض کیا گیا: ماحی سے کیا مراد ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: بتوں کو توڑنے والا، اوثان و ازلام اور خدائے رحمن کے سوا جن جن چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے اس کو مٹانے والا۔

پھر عرض کیا گیا: حاد سے کیا مراد ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے دین سے دشمنی کرے گا اس کا یہ دشمن ہو گا خواہ وہ قریب ہو یا دور۔

پھر عرض کیا گیا: اور احمد کا کیا مطلب ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والا۔

پھر عرض کیا گیا: اور محمدؐ کے کیا معنی ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے تمام انبیاء اور اس کے تمام رسول اور ان کی تمام امتیں ان کی تعریف کرتی ہیں اور ان پر درود بھیجتی ہیں اور آپ کا اسم گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر لکھا ہوا ہے اور آپؐ یمنی کنٹوپ اور کان والا خود جنگوں میں پہنا کرتے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک برچھی تھی جس پر

آپؐ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور دونوں عیدوں کے موقع پر نکالتے تھے اور اس کو لے کر خطبہ دیتے تھے، آپؐ کا طویل عصا تھا جس کا نام ممشوق تھا، آپؐ کے پاس بالوں کا ایک بڑا خیمہ تھا جس کا نام کِن تھا، آپؐ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام السعتہ تھا، آپؐ کے پاس ایک اور بڑا پیالہ تھا جس کا نام رَے تھا، آپؐ کے پاس دو گھوڑے تھے: ایک کا نام مرتجز تھا اور دوسرے کا نام سکب تھا، آپؐ کے پاس دو خچر تھے: ایک کو دلدل کہا جاتا تھا اور دوسرے کو شہباء، آپؐ کے پاس دو ناقے تھے: ایک کو عضباء اور دوسرے کو جدعاء کہا جاتا تھا، آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں: ایک کا نام ذوالفقار تھا اور دوسری کا نام عون تھا، آپؐ کے پاس دیگر دو تلواریں بھی تھیں: ایک کا نام مخذم تھا اور دوسری کا رسوم تھا، آپؐ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام یعفور تھا، آپؐ کے پاس عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا، آپؐ کے پاس ایک زرہ تھی جس کا نام ذات الفضول تھا اور اس کی تین کڑیاں تھیں: چاندی کی ایک کڑی سامنے کی طرف اور دو کڑیاں پیچھے کی طرف تھیں، آپؐ کے پاس ایک جھنڈا تھا جس کا نام عقاب تھا، آپؐ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر آپؐ سامان لادتے تھے اور دیباج کہا جاتا تھا، آپؐ کے پاس ایک علم (جھنڈا) تھا جس کا نام معلوم تھا اور آپؐ کے پاس ایک مغفر تھا جس کا نام اسعد تھا پس آپؐ نے وقتِ وفات یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کر دی تھیں اور اپنی انگوٹھی اتار کر حضرت علی علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے بتایا کہ آپؐ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے قبضہ میں سے میں نے ایک صحیفہ پایا جس میں تین فقرے لکھے ہوئے تھے: جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملتے رہو، سچ بات کہو خواہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ [1]

بیان:

الممشوق يقال للقضيب الطويل الدقيق و الكن يقال للوقاء و الستر و القعب القدح الضخم أو الذى يروى و الرى بالكسر و المرتجز من الرجز سمي به لحسن صهيله و السكب بالتسكين و التحريك يقال للجواد من الخيل قيل هو أول فرس ملكه النبى ص و كان كميتا أغر محجلا مطلق اليمين و الجدعاء بالجيم و المهملتين المقطوعة الأنف أو الأذن أو اليد أو الشفة و لم تكن ناقته ص كذلك و لكنها لقبت به و المخذم كمنبر بالمعجمتين من الخذم بمعنى القطع و يقال خذم ككتف للسيف القاطع و الرسوم كأنه بالفتح من الرسم بمعنى التأثير و الغيبوبة فى الشىء و

[1] امالی صدوق: ۱۷؛ بحار الانوار: ۱۶ / ۹۸؛ کشکول حکمت مشکینی: ۲۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱ / ۳۱۶

العقاب بالضم و يقال لكل مرتفع لم يطل جدا و الدیباج بالمهملة ثم المثناة التحتية ثم الموحدة ثم الجيم يقال للناقة الشابة

"المشوق" یہ ایک طویل چھڑی کو کہا جاتا ہے۔ "الکن" یہ وفاء اور ستر کو کہا جاتا ہے۔ "القعب" بڑا پیالہ "المرتجز" یہ رجز سے ہے یہ نام اس کی خوبصورت آواز کی وجہ سے رکھا گیا۔ "والسکب" یہ گھوڑوں کی ایک قسم جواد کو کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ پہلا گھوڑا تھا جو رسول خداؐ کی ملکیت میں آیا "الجدعاء" جس کی ناک، کان یا ہاتھ کٹا ہوا ہو، اس طرح کی کوئی ناقہ آپؐ کی نہیں تھی۔ لیکن اس کا یہ لقب رکھ دیا گیا۔ "المخذم" بروزن "المنبر" دو معجموں کے ساتھ، اس کا مصدر "الخذم" ہے جس کا معنی قطع کرنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے "خذم" بروزن کتف، اس سے مراد کاٹنے والی تلوار ہے۔ "الرسوم" گویا کہ یہ فتحہ کے ساتھ ہے اور اس کا مصدر "الرسم" ہے جو کسی شیء میں تاثیر اور رسوخ کے معنی میں ہے۔ "العقاب" ضمہ کے ساتھ، ہر اعلیٰ شخص سے کہا جاتا ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں گیا۔ "الدیباج" مہملہ پھر مثناۃ تحتانیہ پھر موحدہ اور جیم کے ساتھ، جوان اونٹ کے لیے بولا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر ہے اور امالی والی سند بھی صحیح ہے [1] اور میرے نزدیک بھی دونوں اسناد صحیح ہیں یا ممکن ہے کہ امالی والی سند حسن ہو (واللہ اعلم)

۸۰۔ باب أن عندهم الجفر و الجامعة و مصحف فاطمة سلام اللہ علیہا

باب: آئمہ علیہم السلام کے پاس الجفر، الجامعہ اور مصحف فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں

1/1136 الكافي،١/٢٣٨/١/٢ العدة عن أحمد عن الحجّالِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ هَاهُنَا أَحَدٌ يَسْمَعُ كَلاَمِي قَالَ فَرَفَعَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ سِتْراً بَيْنَهُ وَ بَيْنَ بَيْتٍ آخَرَ فَاطَّلَعَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ شِيعَتَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَّمَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ بَاباً يُفْتَحُ لَهُ مِنْهُ أَلْفُ بَابٍ قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَلْفَ بَابٍ يُفْتَحُ مِنْ كُلِّ بَابٍ أَلْفُ بَابٍ قَالَ قُلْتُ هَذَا وَ اللَّهِ الْعِلْمُ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ وَ مَا هُوَ بِذَاكَ قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ وَ إِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ وَ

[1] روضۃ المتقین: ۱۱/۱۱

مَا يُدْرِيهِمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً بِذِرَاعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِمْلَائِهِ مِنْ فَلْقِ فِيهِ وَ خَطِّ عَلِيٍّ بِيَمِينِهِ فِيهَا كُلُّ حَلَالٍ وَ حَرَامٍ وَ كُلُّ شَيْءٍ يَحْتَاجُ النَّاسُ إِلَيْهِ حَتَّى الْأَرْشُ فِي الْخَدْشِ وَ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَيَّ فَقَالَ تَأْذَنُ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّمَا أَنَا لَكَ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ قَالَ فَغَمَزَنِي بِيَدِهِ وَ قَالَ حَتَّى أَرْشُ هَذَا كَأَنَّهُ مُغْضَبٌ قَالَ قُلْتُ هَذَا وَ اللَّهِ الْعِلْمُ قَالَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ وَ لَيْسَ بِذَاكَ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَ إِنَّ عِنْدَنَا الْجَفْرَ وَ مَا يُدْرِيهِمْ مَا الْجَفْرُ قَالَ قُلْتُ وَ مَا الْجَفْرُ قَالَ وِعَاءٌ مِنْ أَدَمٍ فِيهِ عِلْمُ النَّبِيِّينَ وَ الْوَصِيِّينَ وَ عِلْمُ الْعُلَمَاءِ الَّذِينَ مَضَوْا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ قُلْتُ إِنَّ هَذَا هُوَ الْعِلْمُ قَالَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ وَ لَيْسَ بِذَاكَ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَ إِنَّ عِنْدَنَا لَمُصْحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ مَا يُدْرِيهِمْ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ وَ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَالَ مُصْحَفٌ فِيهِ مِثْلُ قُرْآنِكُمْ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ اللَّهِ مَا فِيهِ مِنْ قُرْآنِكُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ قَالَ قُلْتُ هَذَا وَ اللَّهِ الْعِلْمُ قَالَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ وَ مَا هُوَ بِذَاكَ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّ عِنْدَنَا عِلْمَ مَا كَانَ وَ عِلْمَ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا وَ اللَّهِ هُوَ الْعِلْمُ قَالَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ وَ لَيْسَ بِذَاكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَيُّ شَيْءٍ الْعِلْمُ قَالَ مَا يَحْدُثُ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِ الْأَمْرِ وَ الشَّيْءُ بَعْدَ الشَّيْءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں ایک مسئلہ جاننا چاہتا ہوں، کیا یہاں کوئی ہے جو میری گفتگو سن رہا ہو؟ کہا: امامؑ نے جہاں جس کمرے میں بیٹھے تھے اس کے پاس والے کمرے کے درمیان سے پردہ ہٹا اور دیکھا، پھر فرمایا: اے ابا محمد! جو چاہتے ہو وہ پوچھو۔

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! آپؑ کے شیعہ رسول اللہؐ سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مولا علیؑ کو علم کا ایک باب تعلیم فرمایا اور مولا علیؑ نے اس سے ہزار باب علم دریافت فرمائے؟

آپؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو علم کے ہزار باب تعلیم دیئے اور حضرت علیؑ نے ان ہزار ابواب

کے ہر باب میں سے ہزار باب دریافت فرمائے۔
ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہی علم ہے۔
ابوبصیر کہتے ہیں کہ امامؑ نے (برائے اظہار تشکر) ایک گھنٹے تک زمین پر نظر جھکائے رکھی، پھر فرمایا: یہ یقینا علم ہے لیکن علم کامل نہیں ہے۔ ابوبصیر نے کہا: پھر امامؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! ہمارے پاس جامعہ ہے۔ وہ لوگ کیا جانیں کہ جامعہ کیا ہے؟
ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! جامعہ کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ صحیفہ جس کی لمبائی رسول اللہؐ کے ہاتھ کے حساب سے ساٹھ ہاتھ ہے، اس میں رسول اللہؐ نے املاء کروائی اور اس کی کتابت امام علیؑ نے اپنے دائیں ہاتھ سے فرمائی، اس میں ہر حرام و حلال کا ذکر ہے، ہر وہ چیز جو لوگوں کی ضرورت ہے یہاں تک کہ ایک خراش کا ارش بھی اس میں مذکور ہے۔
پھر آپؑ نے اپنا ہاتھ میرے اوپر رکھا اور فرمایا: اے ابومحمد! کیا اجازت ہے؟
ابوبصیر نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! میں تو آپؑ کا غلام ہوں۔
ابوبصیر کہتے ہیں کہ امامؑ نے اپنے ہاتھ سے مجھے دبایا جیسے کہ وہ غضبناک ہوں، پھر فرمایا: حتیٰ کہ اس چیز کا جریمہ بھی اس اس میں موجود ہے۔
ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ قسم! یہ علم ہے۔
فرمایا: یہ علم (عظیم) ہے (لیکن) علم (اعظم) نہیں ہے۔
پھر آپؑ بہت دیر تک خاموش رہے، پھر فرمایا: بے شک ہمارے پاس الجفر ہے، ان لوگوں کو کیا معلوم کہ جفر کیا ہے؟
میں نے عرض کیا: جفر کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: ایک ظرف ہے جس میں حضرت آدمؑ سے لے کر انبیاء و اوصیاء، نیز علماء جو بنی اسرائیل میں سے گزرے ان کا علم ہے۔
میں نے عرض کیا: یقیناً یہی علم ہوگا۔
آپؑ نے فرمایا: یہ علم (عظیم) ہے (لیکن) علم (اعظم) نہیں ہے۔
پھر آپؑ بہت دیر تک خاموش رہے، پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے، وہ لوگ کیا جانیں کہ مصحف فاطمہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: مصحف فاطمہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مصحف فاطمہؑ اس قرآن سے تین گنا ہے۔ اللہ کی قسم! اس میں جو قرآن تم لوگوں کے پاس ہے اس میں سے ایک حرف بھی نہیں ہے۔

میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہی تو علم ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ علم (عظیم) ہے (لیکن) علم (اعظم) نہیں ہے۔

پھر آپؑ بہت دیر تک خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: ہمارے پاس ایسا علم ہے جس میں جو ہوا، جو ہے اور جو ہو گا قیامت تک کا علم ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! اللہ کی قسم! یہی تو علم ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ علم (عظیم) ہے (لیکن) علم (اعظم) نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! پھر کیا چیز علم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو کچھ شب و روز ہوتا ہے، ہر امر کے بعد دوسرا امر اور ایک شی کے بعد دوسری شی جو ہوتی ہے اس کا علم تا قیام قیامت۔ [1]

بیان:

هاهنا أحد يسمع كلامي استفهام نبه به على أن مسئوله أمر ينبغي صونه عن الأجنبي هذا و الله العلم يحتمل الاستفهام و الحكم و ليس بذاك أي ليس بالعلم الخاص الذي هو أشرف علومنا و قد مضى شرح لهذا الكلام فيما سبق و إملائه على المصدر و الإضافة و الضمير للرسول عطف على الظرف مسامحة أو في الكلام حذف أي كتبت بإملائه من فلق فيه أي شق فمه تأذن لي أي في غمزي إياك بيدي حتى تجد الوجع في بدنك حتى أرش هذا أي بسبب الجناية و الأرش الدية كأنه مغضب كان ما يشبه الغضب منه عند هذا القول إنما هو على من أنكر علمهم ع بأمثال ذلك أو المراد أن غمزه كان شبيها بغمز المغضب وعاء من أدم أي جلد فيه علم النبيين أي كتب مشتملة على علمهم ما يحدث بالليل و النهار قد مضى معناه

❂ ”هاهنا احد یسمع کلامی“ یہاں پر کوئی ایک ہے جو میری کلام کو سنتا، یہ ایک استفہامی جملہ ہے جس کے ذریعہ تنبیہ کی گئی ہے اس پر کہ اس کا مسئول حکم دیتا ہے کہ مناسب ہے کہ اس کی آواز کو اجنبی سے چھپایا

---

[1] تاویل الآیات: ۱۰۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۷ ۳؛ بصائر الدرجات: ۱۵۱؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۳۸؛ المحتضر: ۲۰۳؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراء ۱۹:/ ۰۰ ۳؛ المروی من کتاب علیؑ: ۲۶؛ عین الحیاۃ: ۱۸۱

جائے۔ "هذا واللہ العلم" خدا کی قسم! یہ ایک علم ہے۔ احتمال کیا گیا ہے کہ یہ استفہام ہے اور حکم ہے۔ "ولیس بذاک" وہ ایسا نہیں ہے یعنی وہ اس علم کے ساتھ خاص نہیں ہے جو ہمارے علوم میں سے اشرف علم ہے اس بیان کی شرح سابقہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ "من خلق فیه" یعنی جو اس کے منہ کو کھولے "تاذن" آپ مجھے اجازت دیں، یعنی میں تجھے اپنے ہاتھ سے پکڑوں تو تم اپنے بدن میں درد محسوس کرو گے۔ "حتی ارشد هذا" جب تک میں یہ ادا نہ کر دوں یعنی جرم کی وجہ سے اور معاوضہ خون کی وجہ سے "کان مغضب" گویا وہ غضبناک ہوئے۔ یہ بات کرتے ہوئے ان سے غصہ اور غضب کے آثار نمودار ہوئے۔ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس طرح کی مثالوں سے آئمہ اطہار علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی آنکھ مارنا غضبناک شخص کے آنکھ مارنے کے مترادف تھا، آدم علیہ السلام کے ظرف مراد ایک چمڑا جس میں انبیاء کرام کا علم تھا یعنی ان کے علم پر مشتمل کتابیں۔ "ما یحدث باللیل و النهار" بیشک اس کا معنی گزر چکا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]۔

2/1137 الکافی، ۱/۲/۲۴۰/۱ العدة عن أحمد عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ ٱلْعَزِيزِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: تَظْهَرُ ٱلزَّنَادِقَةُ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَ عِشْرِينَ وَ مِائَةٍ وَ ذَلِكَ أَنِّي نَظَرْتُ فِي مُصْحَفِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ وَ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ قَالَ إِنَّ ٱللَّهَ تَعَالَى لَمَّا قَبَضَ نَبِيَّهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ مِنْ وَفَاتِهِ مِنَ ٱلْحُزْنِ مَا لاَ يَعْلَمُهُ إِلاَّ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَرْسَلَ ٱللَّهُ إِلَيْهَا مَلَكاً يُسَلِّي غَمَّهَا وَ يُحَدِّثُهَا فَشَكَتْ ذَلِكَ إِلَى أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ إِذَا أَحْسَسْتِ بِذَلِكِ وَ سَمِعْتِ ٱلصَّوْتَ قُولِي لِي فَأَعْلَمَتْهُ بِذَلِكَ فَجَعَلَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَكْتُبُ كُلَّ مَا سَمِعَ حَتَّى أَثْبَتَ مِنْ ذَلِكَ مُصْحَفاً قَالَ ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ ٱلْحَلاَلِ وَ ٱلْحَرَامِ وَ لَكِنْ فِيهِ عِلْمُ مَا يَكُونُ.

حماد بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا، آپؑ فرماتے تھے: زنادقہ سے ایک سو اٹھائیس (128) ہجری میں یہ بات ظاہر ہوئی ہے جبکہ میں نے اس کو مصحف فاطمہؑ میں دیکھا ہے کہ اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔

[1] مرآة العقول: ۳/۵۵

میں نے عرض کیا: یہ صحف فاطمہؑ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا! اللہ نے جب اپنے رسولؐ کو اس دنیا سے اٹھایا تو آپؐ کی رحلت کی وجہ سے حضرت زہراؑ کو بہت زیادہ غم ہوا کہ جس کو سوائے خدا کے کوئی اور نہیں جان سکتا تھا پس خدا نے ایک فرشتہ آپؑ کے پاس بھیجا جو غم میں ان کو تسلی دیتا اوران سے باتیں کرتا تھا تو بی بی نے اس کے بارے میں امیر المومنینؑ سے شکوہ کیا تو آپؑ نے فرمایا: اب جب بھی اس فرشتے کو آپ محسوس کریں اوراس کی آواز سنیں تو مجھے بتائیں۔

پس بی بی علیہا السلام نے ایسا ہی کیا تو امیر المومنینؑ نے وہ سب کچھ لکھنا شروع کر دیا جو آپ علیہا السلام فرشتے سے سن کر بیان کرتی تھیں یہاں تک ان کے لکھوانے سے ایک مصحف تیار ہو گیا۔

پھر فرمایا: اس میں حلال وحرام کا علم نہیں ہے بلکہ اس میں جو کچھ ہوگا اس کا علم ہے۔[1]

بیان:

فشكت ذلك لرعبها م من الملك حال وحدتها به و انفرادها بصحبته

"فشکت ذلک" اس نے اس کی شکایت کی، یعنی اس نے بادشاہ کے خوف کی وجہ سے اس کی شکایت کی جب وہ اس کے ساتھ اوراس کے ساتھ تنہا تھی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز ثقہ ہے اور تفسیر القمی کا بھی راوی ہے[3] لہٰذا نجاشی کا اسے مخلط کہنا تحقیق کے خلاف ہے۔

3/1138 الكافى ۱/۲۴۱/۵/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن ابن رئاب عن الحذاء قَالَ: سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنِ اَلْجَفْرِ فَقَالَ هُوَ جِلْدُ ثَوْرٍ مَمْلُوءٌ عِلْماً قَالَ لَهُ فَالْجَامِعَةُ قَالَ تِلْكَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فِي عَرْضِ اَلْأَدِيمِ مِثْلُ فَخِذِ اَلْفَالِجِ فِيهَا كُلُّ مَا يَحْتَاجُ اَلنَّاسُ إِلَيْهِ وَ لَيْسَ مِنْ قَضِيَّةٍ إِلاَّ وَ هِيَ فِيهَا حَتَّى أَرْشُ اَلْخَدْشِ قَالَ فَمُصْحَفُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلاً ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَبْحَثُونَ عَمَّا

[1] بصائر الدرجات: ۱۵۷؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۵۴۵و۲۶/ ۴۴و۴۳/ ۸۰؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۸۳۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۱۰؛ عین الحیاۃ: ۱۸۲؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/ ۲۰۶؛ انوار الحکمۃ کاشانی: ۳۵۹

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۵۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۲۶

تُرِيدُونَ وَ عَمَّا لاَ تُرِيدُونَ إِنَّ فَاطِمَةَ مَكَثَتْ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَمْسَةً وَ سَبْعِينَ يَوْماً وَ كَانَ دَخَلَهَا حُزْنٌ شَدِيدٌ عَلَى أَبِيهَا وَ كَانَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَأْتِيهَا فَيُحْسِنُ عَزَاءَهَا عَلَى أَبِيهَا وَ يُطَيِّبُ نَفْسَهَا وَ يُخْبِرُهَا عَنْ أَبِيهَا وَ مَكَانِهِ وَ يُخْبِرُهَا بِمَا يَكُونُ بَعْدَهَا فِي ذُرِّيَّتِهَا وَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَكْتُبُ ذَلِكَ فَهَذَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ .

الحذاء سے روایت ہے کہ ہمارے کسی ساتھی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ جفر کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: جفر گائے کی کھال ہے جو علم سے پُر ہے۔
اس نے عرض کیا: جامعہ کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: یہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ذراع (ہاتھ) ہے اور اس کی چوڑائی اونٹ کی ران کی کھال کے برابر ہے اور تمام وہ اشیاء جن کا انسان محتاج ہے اس کا علم اس میں پایا جاتا ہے اور کوئی ایسا قضیہ نہیں مگر یہ کہ اس میں اس کا ذکر ہے حتیٰ کہ ایک خراش کا جرمانہ کتنا ہے وہ بھی اس میں موجود ہے۔
اس نے عرض کیا: مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟
آپؑ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: تم لوگ بعض اوقات اس چیز کے بارے میں بحث و سوال کرتے ہو جن کو تم چاہو یا نہ چاہو برابر ہے۔ رسول خداؐ کی رحلت کے بعد حضرت زہراؑ پچھتر دن زندہ رہیں اور متواتر غم و دکھ میں رہتیں تھیں اور اپنے باپ پر بہت زیادہ رویا کرتیں تھیں چنانچہ حضرت جبرئیلؑ جناب زہراؑ کے پاس آیا کرتے تھے اور آپؑ کو تسلی دیتے تا کہ ان کے دل کو سکون آئے اور وہ آپؑ کے والد اور ان کے جنت میں مقام کے بارے آپؑ کو بتاتے تھے اور جو کچھ آپؑ کی نسل و ذریت کے ساتھ آپؑ کے بعد ہونے والا تھا اس کے بارے میں بیان کیا کرتے تھے اور حضرت علیؑ اس کو لکھا کرتے تھے۔ یہی مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے۔ [1]

بیان:

الأديم الجلد و الفالج الجمل العظيم ذو السنامين

❂ ''الادیم'' یعنی چمڑا اور ''الفالج'' دو دانتوں والا بہت بڑا اونٹ

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [2]

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۵۳؛ بحار الانوار: ۴۳/ ۷۹ و ۱۰۳ و ۲۶/ ۴۱؛ مجمع البحرین: ۵/ ۷۸؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۸۳۵

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۵۹؛ منہاج الصالحین (وحید): ۱/ ۳۰۱

4/1139 الكافي، ۱/۲۴۱/۱/۶/۱ العدة عن أحمد عَنْ صَالِحِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي بِشْرٍ [بشير] عَنْ بَكْرِ بْنِ كَرِبٍ اَلصَّيْرَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عِنْدَنَا مَا لاَ نَحْتَاجُ مَعَهُ إِلَى اَلنَّاسِ وَإِنَّ اَلنَّاسَ لَيَحْتَاجُونَ إِلَيْنَا وَإِنَّ عِنْدَنَا كِتَاباً إِمْلاَءُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَخَطُّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ صَحِيفَةٌ فِيهَا كُلُّ حَلاَلٍ وَحَرَامٍ وَإِنَّكُمْ لَتَأْتُونَّا بِالْأَمْرِ فَنَعْرِفُ إِذَا أَخَذْتُمْ بِهِ وَنَعْرِفُ إِذَا تَرَكْتُمُوهُ.

بکر بن کرب الصیر فی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: ہمارے پاس وہ چیز ہے کہ ہم اس کی وجہ سے لوگوں کے محتاج نہیں بلکہ لوگ ہمارے محتاج ہیں۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے املاء کروایا اوت حضرت علی علیہ السلام نے اسے لکھا، جس میں ہر حلال وحرام ہے لہذا تم لوگ جو بھی معاملہ لے کر ہمارے پاس آتے ہو تو ہم اس سے اسے سمجھ لیتے ہیں کہ تم یہ کام کرو گے یا چھوڑ دو گے۔ [1]

بیان:

فنعرف إذا أخذتم به يعنى بعد ما نجيبكم فيه

❂ ''فنعرف إذا أخذتم به'' پس ہم نے جان لیا جب تم نے اس کو پکڑا، یعنی اس کے بارے میں تمھارے جواب دینے کے بعد۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ صالح بن سعید یعنی القماط ثقہ اور تفسیر القمی کا راوی ہے [3] اور احمد بن ابی بشر بھی ثقہ ہے مگر واقفی ہے [4] اور بکر بن کرب الصیر فی بھی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ البزنطی اس سے روایت کرتا ہے [5] اب رہی یہ بات کہ یہاں احمد بن محمد غلطی ہے بلکہ صحیح احمد بن ابی بشر ہی ہے تو یہ تحقیق درست نہیں ہے کیونکہ بصائر الدرجات میں مکمل نام یعنی احمد بن

---

[1] عوالم العلوم: ۱۱/ ۸۳۹؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۱۱۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۳۳۱

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۶۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۸۲

[4] ایضاً: ۲۰

[5] بصائر الدرجات: ۱۵۳ جز الثالث باب ۱۳ ح ۷

ابی نصر درج ہے تو غلطی کہاں سے ممکن ہوگئی؟ پھر بحارالانوار میں بھی البزنطی ہی ہے [1] اور یہی درست ہے اور جو نام الکافی میں ہے وہ اپنی جگہ درست ہے اور آقا کلینی نے بھی حدیث کو الصفار سے نقل نہیں کیا ہے پس اگر ایسا ہوتا تو پھر شاید غلطی کا احتمال ہوتا جواب نہیں ہے البتہ تحقیق کرنے میں سہو کا احتمال موجود ہے (واللہ اعلم)

5/1140 الكافی ،۱/۳/۲۴۰/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي ٱلْعَلاَءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عِنْدِي ٱلْجَفْرَ ٱلْأَبْيَضَ قَالَ قُلْتُ فَأَيُّ شَيْءٍ فِيهِ قَالَ زَبُورُ دَاوُدَ وَ تَوْرَاةُ مُوسَى وَ إِنْجِيلُ عِيسَى وَ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ ٱلْحَلاَلُ وَ ٱلْحَرَامُ وَ مُصْحَفُ فَاطِمَةَ مَا أَزْعُمُ أَنَّ فِيهِ قُرْآناً وَ فِيهِ مَا يَحْتَاجُ ٱلنَّاسُ إِلَيْنَا وَ لاَ نَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ حَتَّى فِيهِ ٱلْجَلْدَةُ وَ نِصْفُ ٱلْجَلْدَةِ وَ رُبُعُ ٱلْجَلْدَةِ وَ أَرْشُ ٱلْخَدْشِ وَ عِنْدِي ٱلْجَفْرَ ٱلْأَحْمَرَ قَالَ قُلْتُ وَ أَيُّ شَيْءٍ فِي ٱلْجَفْرِ ٱلْأَحْمَرِ قَالَ ٱلسِّلاَحُ وَ ذَلِكَ إِنَّمَا يُفْتَحُ لِلدَّمِ يَفْتَحُهُ صَاحِبُ ٱلسَّيْفِ لِلْقَتْلِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ أَصْلَحَكَ ٱللَّهُ أَ يَعْرِفُ هَذَا بَنُو ٱلْحَسَنِ فَقَالَ إِي وَ ٱللَّهِ كَمَا يَعْرِفُونَ ٱللَّيْلَ أَنَّهُ لَيْلٌ وَ ٱلنَّهَارَ أَنَّهُ نَهَارٌ وَ لَكِنَّهُمْ يَحْمِلُهُمُ ٱلْحَسَدُ وَ طَلَبُ ٱلدُّنْيَا عَلَى ٱلْجُحُودِ وَ ٱلْإِنْكَارِ وَ لَوْ طَلَبُوا ٱلْحَقَّ بِٱلْحَقِّ لَكَانَ خَيْراً لَهُمْ.

حسین بن ابوالعلا سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: میرے پاس سفید جفر ہے۔

میں نے عرض کیا: سفید جفر کیا چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت داوْدؑ کی زبور، حضرت موسیٰؑ کی توریت، حضرت عیسیٰؑ کی انجیل، حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے، حلال وحرام اور مصحف فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے جس کے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ اس میں قرآن میں سے کوئی چیز ہے بلکہ اس میں وہ چیز ہے جس سے لوگ ہمارے محتاج ہیں مگر ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں، یہاں تک کہ اس میں ایک کوڑے، نصف کوڑے اور ربع کوڑے کی سزا بھی موجود ہے اور خراش کی دیت بھی ہے اور میرے پاس سرخ جفر بھی ہے۔

میں نے عرض کیا: سرخ جفر میں کیا چیز موجود ہے؟

[1] بحارالانوار: ۲۶/ ۴۴ ح ۷۸

آپؑ نے فرمایا: یہ اسلحہ ہے اور یہ وہ اسلحہ ہے جو فقط خون کے انتقام لینے کے لیے نکالا جائے گا اور اس اسلحہ کو اٹھانے والا ہمارا قائمؑ ہوگا اور وہ دشمنان اہل بیت کو قتل کرنے کے لیے اس کو اٹھائے گا۔

عبداللہ بن یعفور نے آپؑ سے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! اولادِ امام حسنؑ اس کو جانتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! اسی طرح جانتے ہیں کہ جیسے رات کو جانتے ہیں کہ وہ رات ہے اور دن کو جانتے ہیں کہ وہ دن ہے لیکن حسد ان پر سوار ہے اور طلب دنیا نے ان کو انکار اور لڑائی پر آمادہ کر دیا ہے اور اگر وہ حق کو حق کے ذریعے طلب کرتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ [1]

بیان:

ما يحتاج الناس إلينا العائد فيه محذوف أي فيه أو في علمه و ربما يوجد في بعض النسخ إليه بدل إلينا صاحب السيف يعني المهدي الموعود ص أ فيعرف هذا بنو الحسن يعني أ يعرفون أن ذلك عندكم و لو طلبوا الحق أي العلم الحق أو حقهم من الدنيا بالحق أي بالإقرار بحقنا و فضلنا

۞ ''ما يحتاج الناس الينا'' جس کی وجہ سے لوگ ہمارے محتاج ہیں یعنی عائد اس میں محذوف ہے یعنی اس میں یا اس کے علم میں۔

بعض نسخوں میں ''الینا'' کے جگہ ''الیہ'' آیا ہے۔

''صاحب السيف'' صاحب تلوار یعنی امام مہدیؑ۔

''اضيعرف هذا بنو الحسن'' کیا اس کو بنو حسن نے پہچانا، یعنی کیا انہوں نے پہچان لیا کہ بیشک یہ تمھارے پاس ہے۔ ''ولو طلبوا الحق'' انہوں نے حق کو طلب کیا۔ یعنی حق کے علم کو یا ان کا دنیاوی حق۔ ''بالحق'' حق کے ساتھ، یعنی ہمارے حق اور ہماری فضیلت کا اقرار۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔ [2]

6/1141 الكافی،۱/۲/۲۴۱/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : إِنَّ فِي الْجَفْرِ الَّذِي يَذْكُرُونَهُ لَمَا يَسُوؤُهُمْ لِأَنَّهُمْ لاَ يَقُولُونَ

[1] بصائر الدرجات:۱/۱۵۰؛الفصول المہمہ:۱/۳۸۵؛ بحار الانوار:۲۶/۳۷؛ عوالم العلوم:۲۰/۲۰۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۱۱۵؛ المروی من کتاب علیؑ:۷۸

[2] مرآۃ العقول:۳/۵۷

اَلْحَقَّ وَ اَلْحَقُّ فِيهِ فَلْيُخْرِجُوا قَضَايَا عَلِيٍّ وَ فَرَائِضَهُ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ وَ سَلُوهُمْ عَنِ اَلْخَالاَتِ وَ اَلْعَمَّاتِ وَ لْيُخْرِجُوا مُصْحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فَإِنَّ فِيهِ وَصِيَّةَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ مَعَهُ سِلاَحُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ فَأْتُوا (بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ).

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ جفر جس کا زید یہ ذکر کرتے ہیں اس میں وہ کچھ ہے جو ان کو پسند نہیں آئے گا۔ وہ اس کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ حق نہیں ہے حالانکہ اس میں حق ہے پس اگر وہ سچے ہیں تو حضرت علی علیہ السلام کے قضاوت اور فرائض (میراث کے احکام) جو اس میں موجود ہیں ان کو بیان کریں اور تم ان سے خالاؤں اور پھوپھیوں کی میراث کے بارے میں پوچھو اور وہ مصحف فاطمہؑ نکال کر تو لائیں کہ جس میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت ہے اور اس کے ساتھ تبرکات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں۔ خدا نے فرمایا ہے: ''اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلی کتاب لاؤ اور علمی آثار لاؤ۔ (الاحقاف: ۴)۔''[1]

بیان:

يذكرونه يعني بني الحسن لا يقولون الحق يعني في المسائل إذا سئلوا عنها و الحق فيه يعني في الجفر و هو خلاف ما يقولون فليخرجوا يعني ليس ذلك عندهم و لا يدرون ما فيه من ذلك عن الخالات و العمات يعني مواريثهن و معه أي مع الجفر أو مع مصحف فاطمة أَوْ أَثٰارَةٍ أي بقية بقيت عليكم من علوم الأولين

''یذکرونہ'' وہ انکا ذکر کرتے ہیں یعنی بنوحسن ''لایقولون الحق'' وہ حق بیان نہیں کرتے بھی ان مسائل کے بارے میں جن کے بارے میں لوگ ان سے پوچھتے ہیں۔ ''والحق فیہ'' اس میں حق ہے یعنی جفر میں اور یہ اسکے خلاف ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

''فلیخرجوا'' پس ان کو چاہیے کہ وہ نکالیں یعنی ایسا ان کے پاس نہیں ہے اور نہ وہ اس کو جانتے ہیں جو کچھ اس میں ہے۔ ''عن الخالات والعمات'' خالاؤں اور چچاؤں کے بارے میں یعنی ان کے ورثاء ''معہ'' اس کے ساتھ، یعنی جعفر کے ساتھ یا مصحفِ فاطمہؑ کے ساتھ۔ ''او آثارہ'' یا اس کے آثار یعنی اولین کے علوم میں سے وہ علم جو تمھارے پاس باقی ہے۔

[1] بصائر الدرجات: ۱۵۷ و ۱۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۱۷۱؛ بحارالانوار: ۲۶/۴۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۹؛ عوالم العلوم: ۱۱/۷/۸۳؛ الکوثر موسوی: ۴/۱۶/۳؛ عقود المرجان: ۴/۴۸۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۱۵

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [1] لیکن الصفار نے اس کی مزید دو اسناد ذکر کی ہیں [2] جن میں سے پہلی حسن کالصحیح اور دوسری صحیح ہے (واللہ اعلم)

7/1142 الکافی،۱/۲۲۲/۱/۷ الثلاثة عن ابن أذينة عن فضيل بن يسار و العجلي وَ زُرَارَةَ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَعْيَنَ قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِنَّ الزَّيْدِيَّةَ وَ الْمُعْتَزِلَةَ قَدْ أَطَافُوا بِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَهَلْ لَهُ سُلْطَانٌ فَقَالَ وَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِي لَكِتَابَيْنِ فِيهِمَا تَسْمِيَةُ كُلِّ نَبِيٍّ وَ كُلِّ مَلِكٍ يَمْلِكُ الْأَرْضَ لاَ وَ اللَّهِ مَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا.

فضیل بن یسار، العجلی اور زرارۃ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: زیدیہ اور معتزلہ محمد بن عبداللہ (بن حسن بن حسن بن علی علیہ السلام) کے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ پس کیا ان کے پاس (امامت کی) کوئی دلیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: واللہ! ہمارے پاس دو کتابیں ہیں جن میں ہر نبی اور ہر بادشاہ کا ذکر ہے جو زمین پر حکمران ہوگا۔ خدا کی قسم! محمد بن عبداللہ ان کا نام دونوں میں موجود نہیں ہے۔ [3]

بیان:

محمد بن عبد الله هو محمد بن عبد الله بن الحسن بن الحسن بن علی بن أبي طالب المتسمی بالمهدی الذی مرت قصته

❂ ''محمد بن عبداللہ'' اس سے مراد محمد بن عبداللہ بن حسن بن امام حسنؑ بن امام علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں جن کو مہدی کے نام سے موسوم کیا گیا، اس کا بیان گزر چکا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [4] یا پھر حدیث صحیح ہے [5] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۵۹

[2] بصائر الدرجات: ۱۵۸ جزالثالث: باب ۱۴ ح ۲۱

[3] الامامۃ والتبصرۃ: ۵۱؛ مجمع البحرین: ۳/ ۴۱؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۳۳۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۱۶؛ الکوثر موسوی: ۴/ ۳۲۵؛ ینابیع المعاجز: ۲۳۹؛ المروی من کتاب علیؑ: ۱۰۸؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۸/ ۴۵۲

[4] مراۃ العقول: ۳/۶۰

[5] غیبۃ الامام المہدیؑ عند الامام الصادقؑ عمیدی: ۲۳۳

8/1143 الكافي ١/٢٤٢/٨/١ محمد عن أحمد عن الحسين عَنِ ٱلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ ٱلصَّمَدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ سُكَّرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا فُضَيْلُ أَ تَدْرِي فِي أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُ أَنْظُرُ قُبَيْلُ قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ كُنْتُ أَنْظُرُ فِي كِتَابِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ لَيْسَ مِنْ مَلِكٍ يَمْلِكُ ٱلْأَرْضَ إِلاَّ وَ هُوَ مَكْتُوبٌ فِيهِ بِاسْمِهِ وَ اِسْمِ أَبِيهِ وَ مَا وَجَدْتُ لِوُلْدِ ٱلْحَسَنِ فِيهِ شَيْئاً.

فضیل بن سکرۃ سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا:
اے فضیل! کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے آنے سے پہلے کیا دیکھ رہا تھا؟
میں نے عرض کیا: نہیں۔
آپؑ نے فرمایا: میں کتاب فاطمہؑ دیکھ رہا تھا۔ اس میں زمین کے ہونے والے تمام بادشاہوں کے نام ان کے باپوں کے ناموں کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں اور میں نے ان میں اولاد امام حسنؑ کا کوئی نام نہ دیکھا۔ [1]

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ القاسم بن محمد محمد الجوہری واقفی ہے لیکن ثقہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ البزنطی اس سے روایت کرتا ہے [2] نیز وہ کامل الزیارات کا راوی بھی ہے [3] لہٰذا اسے ضعیف یا مجہول کہنا تحقیق کے خلاف ہے اور فضیل بن سکرہ بھی ثقہ ثابت ہے اور اس کی دلیل بھی یہی ہے کہ اس سے البزنطی روایت کرتا ہے [4] لہٰذا اسے مجہول یا ضعیف کہنا تحقیق اور اجماع دونوں کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

---

[1] عوالم العلوم: ۱۱/ ۸۴۲ و ۲۰/ ۹۴۷؛ بصائر الدرجات: ۱۶۹؛ علل الشرائع: ۱/ ۲۰۷؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۵۰؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۳۳۲؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۲۵۹ و ۲۶/ ۱۵۵ و ۴۷/ ۲۷۲؛ ینابیع المعاجز: ۲۳۹؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/ ۳۴۲؛ الموسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۱۹/ ۲۹۸

[2] تہذیب الاحکام: ۳/ ۲۵۹ ح ۲۸۷؛ الوافی: ۷/ ۳۹۴ ح ۶۳۲۹؛ وسائل الشیعہ: ۵/ ۱۱۸ ح ۶۰۸۵ و ۵/ ۱۶۹ ح ۶۲۴۲؛ الاستبصار: ۱/ ۴۴۱ ح ۱۶۹۹

[3] کامل الزیارات: ۲۳۶ باب ۸۱ ح ۱؛ بحار الانوار: ۸۶/ ۷۸

[4] الکافی: ۱/ ۲۹۶ ح ۷ و ۳/ ۱۵۰ ح ۱؛ تہذیب الاحکام: ۱/ ۴۳۵ ح ۱۳۹۷؛ الاستبصار: ۱/ ۱۹۶ ح ۶۸۸؛ وسائل الشیعہ: ۲/ ۵۳۷ ح ۲۸۴۶؛ الوافی: ۲/ ۳۲۴ ح ۸۱۷ و ۲۴/ ۳۱۱ ح ۲۴۰۹۴

۸۱۔باب انهم یزدادون فی لیلة الجمعه علماً ولولا ذلک لنفد ما عندهم

باب: آئمہ علیہم السلام شب جمعہ علم میں اضافہ کرتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ ختم ہو جاتا

1/1144 الکافی،۱/۲۵۳/۱/۱ محمد و القمی عن الکوفی عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلصَّنْعَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لِي يَا أَبَا يَحْيَى إِنَّ لَنَا فِي لَيَالِي اَلْجُمُعَةِ لَشَأْناً مِنَ اَلشَّأْنِ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا ذَاكَ اَلشَّأْنُ قَالَ يُؤْذَنُ لِأَرْوَاحِ اَلْأَنْبِيَاءِ اَلْمَوْتَى عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ أَرْوَاحِ اَلْأَوْصِيَاءِ اَلْمَوْتَى وَ رُوحِ اَلْوَصِيِّ اَلَّذِي بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى اَلسَّمَاءِ حَتَّى تُوَافِيَ عَرْشَ رَبِّهَا فَتَطُوفُ بِهِ أُسْبُوعاً وَ تُصَلِّي عِنْدَ كُلِّ قَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ اَلْعَرْشِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تُرَدُّ إِلَى اَلْأَبْدَانِ اَلَّتِي كَانَتْ فِيهَا فَتُصْبِحُ اَلْأَنْبِيَاءُ وَ اَلْأَوْصِيَاءُ قَدْ مُلِئُوا سُرُوراً وَ يُصْبِحُ اَلْوَصِيُّ اَلَّذِي بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ وَ قَدْ زِيدَ فِي عِلْمِهِ مِثْلُ جَمِّ اَلْغَفِيرِ.

ابو یحییٰ صنعانی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو یحییٰ! ہر شب جمعہ ہماری ایک عظیم شان ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ کون سی شان ہے؟

آپؑ نے فرمایا: گذشتہ انبیاء و مرسلین اور اوصیاء علیہم السلام کی ارواح کو اور وہ وصی جو زمانے کا موجود ہوتا ہے اس کی روح کو آسمان کی طرف جانے کی اجازت دی جاتی ہے، یہ سارے عرش پروردگار کے پاس پہنچتے ہیں اور پھر اس کا سات چکر کا طواف کرتے ہیں اور عرش کے ہر ستون کے پاس دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں پھر وہ واپس اپنے اپنے بدنوں میں چلی جاتی ہیں اور انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کی روحیں خوشی سے سرشار ہوتی ہیں اور وہ وصی جو زمانے کا امام ہوتا ہے، اس طرح صبح کرتا ہے کہ اس کے علم میں ایک جم غفیر کے حساب سے اضافہ ہوتا ہے۔[1]

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۵۷۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۳۹۶؛ سفینۃ البحار: ۱/۱۳۱؛ بحار الانوار: ۱۷/۱۵۱ و ۲۶/۸۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/۹۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۱۹

بیان:

ظهرانيكم بفتح النون وسطكم جم الغفير الجمع الكثير و قد مر أخبار في أنهم يزدادون في ليالي القدر أيضا مع كلمات مبسوطة في شأن سورة القدر في باب الاضطرار إلى الحجة

❂ ''ظهر اینکم'' ''نون'' کی فتحہ کے ساتھ یعنی تمھارے درمیان۔ ''جم الغفیر'' یعنی کثرت کو جمع کرنا، اس طرح کی اخبار گزر چکی ہیں کہ ان کے پاس لیلۃ القدر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور سورہ القدر کے تفسیر میں بیان ہوا ہے جو کہ ''باب الاضطرار الی الحجہ'' میں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن ایوب کی وجہ سے مجہول ہے اور ابو یحییٰ الصفانی کی توثیق ابن شہر آشوب نے کی ہے جسے رد کرنا بلاوجہ ہے۔ کیا متاخرین علماء کی تحقیق کو صرف اس لیے رد کر دیا جائے کہ وہ متاخرین میں سے ہیں؟ (واللہ اعلم)

2/1145 الكافي ،١/٢/٢٥٤/١ محمد عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي زَاهِرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْكُوفِيِّ عَنْ يُوسُفَ اَلْأَبْزَارِيِّ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ذَاتَ يَوْمٍ وَ كَانَ لاَ يُكَنِّينِي قَبْلَ ذَلِكَ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ قَالَ إِنَّ لَنَا فِي كُلِّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ سُرُوراً قُلْتُ زَادَكَ اَللَّهُ وَ مَا ذَاكَ قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ اَلْجُمُعَةِ وَافَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْعَرْشَ وَ وَافَى اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ مَعَهُ وَ وَافَيْنَا مَعَهُمْ فَلاَ تُرَدُّ أَرْوَاحُنَا إِلَى أَبْدَانِنَا إِلاَّ بِعِلْمٍ مُسْتَفَادٍ وَ لَوْ لاَ ذَلِكَ لَأَنْفَدْنَا.

مفضل سے روایت ہے کہ ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابو عبداللہ! اور اس سے پہلے آپؑ نے کبھی مجھے کنیت سے نہیں پکارا تھا۔

میں نے عرض کیا: لبیک۔

آپؑ نے فرمایا: ہمارے لیے ہر شب جمعہ میں خوشی ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: اللہ اس کو زیادہ کرے! وہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب شب جمعہ آتی ہے تو رسول اللہؐ عرش پر آتے ہیں اور آئمہ علیہم السلام ان کے ساتھ عرش پر

[1] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۰۴

آتے ہیں اور ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں پس ہم اپنے ابدان کی طرف نہیں لوٹتے مگر علم مفید کے ساتھ اور اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارا علم برباد ہو جائے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث یوسف الابزاری کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

3/1146 الكافی، ۱/۳/۲۵۴/۱ محمد عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ يُونُسَ أَوِ اَلْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا مِنْ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ إِلاَّ وَ لِأَوْلِيَاءِ اَللَّهِ فِيهَا سُرُورٌ قُلْتُ كَيْفَ ذَلِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ اَلْجُمُعَةِ وَافَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْعَرْشَ وَ وَافَى اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ وَافَيْتُ مَعَهُمْ فَمَا أَرْجِعُ إِلاَّ بِعِلْمٍ مُسْتَفَادٍ وَلَوْ لاَ ذَلِكَ لَنَفِدَ مَا عِنْدِي.

یونس یا مفضل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی شب جمعہ نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس میں اولیاء خدا کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: جب شب جمعہ آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر آتے ہیں اور دوسرے آئمہ بھی عرش پر آتے ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا ہوں اور میں نہیں لوٹتا مگر مفید علم کے ساتھ اور اگر یہ نہ ہوتا تو میرے پاس جو کچھ تھا ضائع ہو جاتا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن محمد کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

4/1147 الكافی، ۱/۱/۲۵۴/۱ علی بن محمد و محمد بن الحسن عن سهل عن البزنطی عن صفوان بن يحيى الكافی، ۱/۱/۲۵۴/۱ محمد عن أحمد عن محمد بن خالد عن صفوان قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۹۷؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۱۵۱ و ۲۶/ ۸۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۳۵۷؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۶۳۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۲۳

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۰۵

[3] بصائر الدرجات: ۱۳۱؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۱۵۱ و ۲۲/ ۵۵۲ و ۲۶/ ۹۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۲۳

[4] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۰۶

اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ كَانَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَوْ لاَ أَنَّا نَزْدَادُ لَأَنْفَدْنَا.

صفوان سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہمارے علم میں اضافہ نہ ہوتو وہ نابود ہوجاتا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند ضعیف علی المشہور اور دوسری سند صحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک پہلی سند موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد امامی نہیں ہے مگر ثقہ ہے اور دوسری صحیح ہے اور یہ مضمون کئی اسناد سے مروی ہے جن میں سے اکثر صحیح ہیں چنانچہ الصفار نے محمد بن حکیم سے اسے روایت کیا ہے [3] اور یہ سند صحیح ہے اور انھوں نے اسے صفوان سے بھی روایت کیا ہے [4] اور یہ سند حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

5/1148 الكافی،١/٢/٢/٢٥٤ محمد عن أحمد عن الحسين عن النضر عَنْ يَحْيَى اَلْحَلَبِيِّ عَنْ ذَرِيحٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَا ذَرِيحُ لَوْ لاَ أَنَّا نَزْدَادُ لَأَنْفَدْنَا.

ذریح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ذریح! اگر ہمارے علم میں اضافہ نہ ہو تو وہ ختم ہوجاتا۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [6]

6/1149 الكافی،١/٣/٢٥٥/١ محمد عن أحمد عن البزنطی عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَوْ لاَ أَنَّا نَزْدَادُ لَأَنْفَدْنَا قَالَ قُلْتُ تَزْدَادُونَ شَيْئاً لاَ يَعْلَمُهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ أَمَا إِنَّهُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ عُرِضَ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ

---

[1] تفسیر کنز الدقائق:٨/ ٣٥٨؛ بحارالانوار:٢٦/ ۹۱و؛ بصائر الدرجات:٩٥و٣٩٦؛ تفسیر نورالثقلین:٣/ ٣٩٧؛ ینابیع المعاجز:٢٩٧

[2] مرآۃ العقول:٣/ ١٠٦

[3] بصائر الدرجات:٣٩٥ جز الثامن باب ١٠ ح ٤

[4] ایضاً: ح ٣٩٦ ایضاً ح ٦

[5] بصائر الدرجات:٣٩٥؛ تفسیر نورالثقلین:٣/ ٣٩٧؛ تفسیر کنز الدقائق:٨/ ٣٥٨؛ بحارالانوار:٢٦/ ٩٠؛ ینابیع المعاجز:٣٠٠

[6] مرآۃ العقول:٣/ ١٩٧

آلِهِ ثُمَّ عَلَى اَلْأَئِمَّةِ ثُمَّ اِنْتَهَى اَلْأَمْرُ إِلَيْنَا.

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمایا کرتے تھے: اگر ہمارا علم زیادہ نہ ہوتا رہتا تو ہمارا علم ختم ہو جاتا۔

میں نے عرض کیا: کیا کسی ایسی چیز میں بھی اضافہ ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ جانتے ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: جب بھی ایسا کیا جاتا ہے تو اسے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے، دوسرے آئمہؑ پر اور پھر وہ امر ہماری طرف منتہی ہوتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

7/1150 الکافی،۱/۴/۲۵۵/۱ علی عن العبیدی عن یونس عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَيْسَ يَخْرُجُ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتَّى يَبْدَأَ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ بِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ بِوَاحِدٍ بَعْدَ وَاحِدٍ لِكَيْلاَ يَكُونَ آخِرُنَا أَعْلَمَ مِنْ أَوَّلِنَا.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بھی چیز نہیں نکلتی مگر یہ کہ اس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہوتی ہے، پھر وہ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف آتی ہے اور پھر ایک کے بعد دوسرے آئمہؑ کی طرف تا کہ ہمارا آخری پہلے سے زیادہ عالم نہ ہو۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [4]

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۹۲؛ بحارالانوار: ۱۷/۱۳۶ و ۲۲/ ۵۵۲ و ۲۶/۹۲و ۹۴؛ الاختصاص: ۳۱۲؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۳۹۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۳۵۸؛ عوالم العلوم: ۱۹/۱۸۹؛ ینابیع المعاجز: ۲۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۳/۱۰۷؛ الرجعۃ بین الظہور والمعاد: ۳۸۷

[3] بصائر الدرجات: ۳۹۲؛ الاختصاص: ۳۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۳۵۸؛ بحارالانوار: ۲۶/۹۲؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۳۹۷؛ بحارالانوار: ۲۵/۳۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۲۴؛ مسند سہل بن زیاد: ۴/۲۳۵

[4] مرآۃ العقول: ۳/۱۰۷

۸۲ ـ باب أنهم يعلمون جميع العلوم التي خرجت إلى الملائكة والأنبياء والرسل علیہم السلام

باب: وہ جملہ علوم جو ملائکہ، انبیاء اور رسولوں کو دیئے گئے وہ سب آئمہ علیہم السلام جانتے ہیں

1/1151 الکافی،۱/۲۵۵/۱/۱ علی بن محمد و محمد بن الحسن عن سهل عن ابن شمون عن الأصم عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عِلْمَيْنِ عِلْماً أَظْهَرَ عَلَيْهِ مَلاَئِكَتَهُ وَ أَنْبِيَاءَهُ وَ رُسُلَهُ فَمَا أَظْهَرَ عَلَيْهِ مَلاَئِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ وَ أَنْبِيَاءَهُ فَقَدْ عَلِمْنَاهُ وَ عِلْماً اِسْتَأْثَرَ بِهِ فَإِذَا بَدَا لِلَّهِ فِي شَيْءٍ مِنْهُ أَعْلَمَنَا ذَلِكَ وَ عَرَضَ عَلَى اَلْأَئِمَّةِ اَلَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِنَا.

سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے دو علم ہیں: ایک علم وہ ہے جس کو اس نے اپنے ملائکہ، اپنے انبیاء اور اپنے رسولوں پر ظاہر کیا ہے اور جو علم اس کے ملائکہ، اس کے رسولوں اور نبیوں پر ظاہر ہے تو وہ ہم بھی جانتے ہیں اور دوسرا علم وہ ہے جو اس نے اپنے ساتھ مخصوص کیا ہے پس جب خدا کو اس میں سے کسی چیز میں بدا ہوتی ہے تو ہمیں اس کا علم ہوتا ہے اور اسے گزشتہ آئمہ پر بھی پیش کیا جاتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق معتبر ہے کیونکہ سہل بن زیادہ عامی المذہب ہے لیکن ثقہ ہے اور محمد بن الحسن بن شمون کو ضعیف اور غالی کذاب وغیرہ قرار دیا گیا ہے مگر وہ کامل الزیارات کا راوی ہے [3] اور اس توثیق کو نظر انداز کرنے کی کوئی خاص وجہ موجود نہیں ہے اور اسی طرح عبداللہ بن عبدالرحمٰن بھی کامل الزیارات کا راوی ہے [4] اور اسی طرح عبداللہ بن القاسم بھی کامل الزیارات کا راوی

---

[1] الفصول المہمہ: ۱/ ۳۹۳؛ بصائر الدرجات: ۲۳۹۴؛ الاختصاص: ۳۱۳؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۹۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۷؛ ینابیع المعاجز: ۳۰۲؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۲۳۸

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۰۸

[3] کامل الزیارات: ۱۳۹ باب ۵۹ ح ۱۱

[4] کامل الزیارات: ۲۴۳ باب ۳۲ ح ۲ و ۷ و ۲۳۷ باب ۱۰۸ ح ۲

ہے [1] نیز یہ مضمون اس سے اگلی حدیث میں بھی آئے گا (واللہ اعلم)

2/1152 الکافی،۱/۱/۲۵۵/۱ عنهما عن سهل عن موسى بن القاسم و محمد عن العمركی جَمِيعاً عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ : مِثْلَهُ.

علی بن جعفر نے نے اپنے بھائی سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق علی المشہور ہے کیونکہ سہل غیر امامی مشہور ہے اور علامی مجلسی اس کی روایات کو ضعیف علی المشہور قرار دیتے ہیں مگر یہاں صحیح قرار دیا ہے (واللہ اعلم)

3/1153 الکافی،۱/۲/۲۵۵/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عن القاسم بن محمد عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِلْمَيْنِ عِلْماً عِنْدَهُ لَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ وَ عِلْماً نَبَذَهُ إِلَى مَلاَئِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ فَمَا نَبَذَهُ إِلَى مَلاَئِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ فَقَدِ اِنْتَهَى إِلَيْنَا.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے دو علم ہیں: ایک علم وہ ہے جو اس کی عندیت میں ہے جس پر اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی مطلع نہیں کیا اور دوسرا وہ علم ہے جو اس نے اپنے ملائکہ، اپنے نبیوں اور اپنے رسولوں کو دیا ہے پس جو اس نے اپنے ملائکہ، اپنے نبیوں اور اپنے رسولوں کو دیا ہے تو وہ ہم پر ہی منتہی ہوتا ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ القاسم بن محمد واقفی ہے مگر ثقہ ہے اور

---

[1] ایضاً:۲۶ باب ۲۰ ح۱

[2] مسائل علی بن جعفرؑ:۳۲۶؛ بصائر الدرجات:۳۹۴؛ بحار الانوار:۲۶/ ۹۳

[3] مراۃ العقول:۳/۱۰۸

[4] بصائر الدرجات:۱۱۰؛ بحار الانوار:۴/ ۱۱۰ و ۲۶/ ۱۶۴؛ تفسیر نور الثقلین:۵/ ۴۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/ ۴۹۰؛ عوالم العلوم:۲۰/ ۹۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/ ۱۲۷؛ مسند ابی بصیر:۱/ ۹۳ و ۳۴۰

[5] مراۃ العقول:۳/۱۰۹

اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ کامل الزیارات کا راوی ہے اور علی بن ابی حمزہ سے ہمارے مسائخ نے اس وقت روایات لیں جبکہ وہ ملعون نہیں ہوا تھا نیز یہ کہ یہ البزنطی اور ابن ابی عمیر سے بھی روایت کرتا ہے [1] (واللہ اعلم)

4/1154 الکافی ۲/۳/۲۵۵/۱ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ ضُرَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِلْمَيْنِ عِلْمٌ مَبْذُولٌ وَ عِلْمٌ مَكْفُوفٌ فَأَمَّا اَلْمَبْذُولُ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ تَعْلَمُهُ اَلْمَلاَئِكَةُ وَ اَلرُّسُلُ إِلاَّ نَحْنُ نَعْلَمُهُ وَ أَمَّا اَلْمَكْفُوفُ فَهُوَ اَلَّذِي عِنْدَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي أُمِّ اَلْكِتَابِ إِذَا خَرَجَ نَفَذَ.

ضریس سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: اللہ کے دو علم ہیں: علمِ مبذول اور ایک علمِ مکفوف۔ رہا علمِ مبذول تو یہ وہ علم ہے جس میں کوئی شے ایسی نہیں جسے ملائکہ اور رسل نہ جانتے ہوں مگر یہ کہ ہم اسے جانتے ہیں اور مکفوف علم وہ ہے جو اللہ کی عندیت میں ام الکتاب میں ہے۔ جب وہ نکلتا ہے تو نافذ ہوتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ کامل الزیارات کا راوی ہے [4] اور یہ مضمون کئی اسناد سے مروی ہے جن میں سے کئی معتبر ہیں چنانچہ الصفار نے اسے جس سند سے ضریس سے روایت کیا ہے وہ حسن ہے (واللہ اعلم)

5/1155 الکافی ۱/۴/۲۵۶/۱ القمیان عن محمد بن إسماعیل عن علی بن النعمان عن سوید القلاء عن الخراز عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِلْمَيْنِ عِلْمٌ لاَ يَعْلَمُهُ إِلاَّ هُوَ وَ عِلْمٌ عَلَّمَهُ مَلاَئِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ فَمَا عَلَّمَهُ مَلاَئِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ عَلَيْهِمُ

---

[1] الکافی: ۴/۳۹۲ ح ۴؛ من لا یحضرہ الفقیہ: ۲/۳۴۷ ح ۲۷۳۸؛ تہذیب الاحکام: ۵/۳۵۱ ح ۱۳۳۳؛ الوافی: ۱۳/۳۴۷ ح ۱۳۰۵۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۳/۴۵

[2] بصائر الدرجات: ۱۰۹ و ۱۱۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۹۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۶۳؛ عوالم العلوم: ۱۹/۱۹۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۴۱۰

[3] مراۃ العقول: ۳/۱۰۹

[4] کامل الزیارات: ۱۲۹ باب ۴۷ ح ۴

اَلسَّلاَمُ فَنَحْنُ نَعْلَمُهُ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے دو علم ہیں: ایک وہ جو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک علم وہ ہے جو اس کے ملائکہ اور اس کے رسل جانتے ہیں پس جو اس کے ملائکہ اور اس کے رسول جانتے ہیں اسے ہم بھی جانتے ہیں۔ ①

بیان:

قد مضى أخبار أخر في هذا المعنى في كتاب التوحيد

کتاب التوحید میں اس معنی کے بارے میں اخبار گزر چکی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ②

۸۳۔ باب انهم لا يعلمون الغيب إنهم متى شاؤوا أن يعلموا

باب: آئمہ علیہم السلام غیب نہیں جانتے مگر یہ کہ جب جاننا چاہتے ہیں تو جان لیتے ہیں

1/1156 الكافی، ۱/۲۵۷/۴/۱ أحمد عن محمد بن الحسن عن الفطحية قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِمَامِ يَعْلَمُ اَلْغَيْبَ فَقَالَ لاَ وَ لَكِنْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْلَمَ اَلشَّيْءَ أَعْلَمَهُ اَللَّهُ ذَلِكَ.

فطحیہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام کے بارے میں پوچھا: کیا وہ غیب جانتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں لیکن جب وہ کسی چیز کو جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو خدا اس کا علم اسے دے دیتا ہے۔ ③

---

① عوالم العلوم: ۱۹۱/۱۹؛ بصائر الدرجات: ۱۱۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳۹۰/۱۳؛ بحار الانوار: ۱۶۵/۲۶؛ بحر المعارف: ۳۸۳/۲؛ ینابیع المعاجز: ۳۰۳؛ عین الحیاۃ: ۱۹۳؛ غایۃ المرام: ۱۳/۵

② مرآۃ العقول: ۱۰۹/۳

③ الاختصاص: ۲۸۵؛ الفصول المہمہ: ۳۹۵/۱؛ بحار الانوار: ۵۷/۲۶؛ اثبات الھداۃ: ۳۷۷/۵؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۱۲/۱۲

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے (1) یا پھر حدیث صحیح ہے (2) اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے (واللہ اعلم)

2/1157 الکافی ۱/۲۵۶/۱،۱ العدة عن ابن عیسی عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ: سَأَلَ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ فَقَالَ لَهُ أَ تَعْلَمُونَ اَلْغَيْبَ فَقَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُبْسَطُ لَنَا اَلْعِلْمُ فَنَعْلَمُ وَ يُقْبَضُ عَنَّا فَلاَ نَعْلَمُ وَ قَالَ سِرُّ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَسَرَّهُ إِلَى جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَسَرَّهُ جَبْرَئِيلُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَسَرَّهُ مُحَمَّدٌ إِلَى مَنْ شَاءَ اَللَّهُ.

ترجمہ: معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام سے ایک فارسی شخص نے پوچھا اور عرض کیا: کیا آپؑ غیب جانتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب خدا ہمارے لیے علم کو واضح کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں اور جب وہ ہم سے روک لیتا ہے تو ہم نہیں جان پاتے۔

نیز فرمایا کہ خدا کا راز ہے کہ جس راز کو اس نے جبرئیلؑ نے اس کے راز کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس تک چاہا پہنچایا۔ (3)

بیان:

أراد بمن شاء الله أمير المؤمنين ع قال علي بن إبراهيم رحمه الله في تفسير قوله تعالى عالِمُ الْغَيْبِ فَلا يُظْهِرُ عَلى غَيْبِهِ أَحَداً إِلَّا مَنِ ارْتَضى مِنْ رَسُولٍ [1] يعني عليا المرتضى من الرسول ص و هو منه قال الله تعالى فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ رَصَداً [2] قال في قلبه العلم و من خلفه الرصد يعلمه علمه و يزقه العلم زقا و يعلمه الله إلهاما و الرصد التعليم من النبي ص ليعلم النبي ص أن قد أبلغ رسالات ربه و أحاط علي بما لدى الرسول من العلم و أحصى كل شيء عددا ما كان و يكون منذ يوم خلق الله آدم إلى أن تقوم الساعة من فتنة أو زلزلة أو خسف أو قذف أو أمة هلكت فيما مضى أو تهلك فيما بقي و كم من إمام جائر أو عادل يعرفه باسمه و نسبه و من يموت موتا أو يقتل قتلا و كم من إمام مخذول لا يضره خذلان من خذله و كم من إمام منصور لا ينفعه نصر

---

(1) مرآة العقول: ۳/۱۱۵

(2) الحاشیہ علی قوانین الاصول قزوینی: ۱/۱۵۸؛ الحاشیہ علی قوانین الاصول طاری زنجانی: ۲/۴۲

(3) الاختصاص: ۲۵۴؛ بحار الانوار: ۲/۱۷۵؛ مختصر البصائر: ۱۹۸؛ اثبات الهداة: ۵/۳۷۶؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۹۴؛ عوالم العلوم: ۱۹/۱۹۶

من نصره

۞ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنینؑ کے بارے میں چاہا۔

علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نقل کیا ہے۔

''وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا کے سوائے اس رسول کے جسے اس نے برگزیدہ کیا۔(سورۃ الجن:۲۶۔۲۷)۔''

یعنی یہاں مرتضی سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں جو رسولؐ میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وہ اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کردیتا ہے۔(سورۃ الجن:۲۷)۔''

''الرّصیہ'' سے مراد وہ تعلیم ہے جو نبی اکرمؐ انہیں دیتے تھے۔ رسول خداؐ انہیں تعلیم دیتے تا کہ وہ اپنے پروردگار کی رسالت کو پہنچائیں۔ جو علم رسول خداؐ کے پاس تھا امام علیؑ نے وہ سب آپؐ سے حاصل کیا۔''ما کان وما یکون'' کا تمام علم آپؑ نے حاصل کرلیا، جناب آدمؑ کی خلقت سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام حالات وانقلابات آپؑ کے علم میں تھے کہ کتنے فتنوں نے پیدا ہونا ہے، کتنے زمین کو زلزلے آئیں گے سورج، چاند کو تب اور کتنی مرتبہ گرہن لگتا ہے، کتنی امتوں کو ہلاک ہونا ہے، کس قدر ظالموں نے حکومتیں کرنی ہیں، ان کا نام کیا ہوگا، ان کا نسب کیا ہوگا، کس کس نے اپنی طبعی موت مرنا ہے اور کس کس نے قتل ہونا ہے اور کتنے آئمہؑ نے آنا ہے جن کے حقوق کو غصب کیا جائے گا لیکن حقوق کے غصب ہونے کے باوجود وہ امامؑ رہیں گے اور کتنے ایسے امامؑ بھی آئیں گے، ان کی ہر طرف سے نصرت ہوگی لیکن ان کی حفاظت نہ کرسکے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[1]

3/1158 الکافی،۱/۲۵۸/۱/۱ علی بن محمد و غیرہ عن سھل عن النخعی عن صفوان بن یحیی عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ بَدْرِ بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنْ أَبِي اَلرَّبِيعِ اَلشَّامِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْإِمَامَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَعْلَمَ عُلِّمَ.

---

[1] مراۃ العقول:۳/۱۱۰

الکافی،۱/۲۵۸/۲/۱ القمیؒ عن صفوان: مثله إلا أنه قَالَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَعْلَمَ أُعْلِمَ.

ابو ربیع الشامی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: یقیناً جب امام جاننا چاہتا ہے تو اسے علم دے دیا جاتا ہے۔

صفوان نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے مگر اس میں اس طرح ہے کہ امامؑ نے فرمایا: جب امام جاننا چاہتا ہے تو جان لیتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند ضعیف جبکہ دوسری سند مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں مجہول ہیں۔ (واللہ اعلم)

4/1159 الکافی،۱/۲۵۸/۳/۱ محمد عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِذَا أَرَادَ الْإِمَامُ أَنْ يَعْلَمَ شَيْئاً أَعْلَمَهُ اللَّهُ ذَلِكَ.

ابو عبیدہ المدائنی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام جس شے کو جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کا علم اسے دے دیتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4]

5/1160 الکافی،۱/۲۵۷/۳/۱ أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ يَحْيَى الْبَزَّازُ وَ دَاوُدُ بْنُ كَثِيرٍ فِي مَجْلِسِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَ هُوَ مُغْضَبٌ فَلَمَّا أَخَذَ مَجْلِسَهُ قَالَ يَا عَجَباً لِأَقْوَامٍ يَزْعُمُونَ أَنَّا نَعْلَمُ الْغَيْبَ مَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلاَّ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَقَدْ هَمَمْتُ بِضَرْبِ جَارِيَتِي

[1] بصائر الدرجات: ۳۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۴۹۰؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۵۶؛ ینابیع المعاجز: ۱۰۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۳۸

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۱۸

[3] بصائر الدرجات: ۳۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۴۹۱؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۵۷

[4] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۱۹

فُلاَنَةَ فَهَرَبَتْ مِنِّي فَمَا عَلِمْتُ فِي أَيِّ بُيُوتِ اَلدَّارِ هِيَ قَالَ سَدِيرٌ فَلَمَّا أَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ وَ صَارَ فِي مَنْزِلِهِ دَخَلْتُ أَنَا وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ مُيَسِّرٌ وَ قُلْنَا لَهُ جُعِلْنَا فِدَاكَ سَمِعْنَاكَ وَ أَنْتَ تَقُولُ كَذَا وَ كَذَا فِي أَمْرِ جَارِيَتِكَ وَ نَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّكَ تَعْلَمُ عِلْماً كَثِيراً وَ لاَ نَنْسُبُكَ إِلَى عِلْمِ اَلْغَيْبِ قَالَ فَقَالَ يَا سَدِيرُ أَلَمْ تَقْرَأِ اَلْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَهَلْ وَجَدْتَ فِيمَا قَرَأْتَ مِنْ كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (قَالَ اَلَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ اَلْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ) قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ قَرَأْتُهُ قَالَ فَهَلْ عَرَفْتَ اَلرَّجُلَ وَ هَلْ عَلِمْتَ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ عِلْمِ اَلْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهِ قَالَ قَدْرُ قَطْرَةٍ مِنَ اَلْمَاءِ فِي اَلْبَحْرِ اَلْأَخْضَرِ فَمَا يَكُونُ ذَلِكَ مِنْ عِلْمِ اَلْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا أَقَلَّ هَذَا فَقَالَ يَا سَدِيرُ مَا أَكْثَرَ هَذَا أَنْ يَنْسُبَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى اَلْعِلْمِ اَلَّذِي أُخْبِرُكَ بِهِ يَا سَدِيرُ فَهَلْ وَجَدْتَ فِيمَا قَرَأْتَ مِنْ كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَيْضاً: (قُلْ كَفىٰ بِاللّٰهِ شَهِيداً بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ اَلْكِتَابِ) قَالَ قُلْتُ قَدْ قَرَأْتُهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ أَ فَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ اَلْكِتَابِ كُلُّهُ أَفْهَمُ أَمْ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ اَلْكِتَابِ بَعْضُهُ قُلْتُ لاَ بَلْ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ اَلْكِتَابِ كُلُّهُ قَالَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ وَ قَالَ عِلْمُ اَلْكِتَابِ وَ اَللَّهِ كُلُّهُ عِنْدَنَا عِلْمُ اَلْكِتَابِ وَ اَللَّهِ كُلُّهُ عِنْدَنَا.

سدیر سے روایت ہے کہ میں، ابوبصیر، یحییٰ البزاز اور داود بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں موجود تھے کہ آپؑ غضبناک حالت میں ہمارے طرف نکلے۔ پھر جب آپؑ اپنی مسند پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا: تعجب ہے ان افراد پر جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم علم غیب رکھتے ہیں حالانکہ اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔ چنانچہ میں نے اپنی فلاں کنیز کو مارنا چاہا تو وہ مجھ سے چھپ گئی ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ میرے گھر کے کون سے کمرہ میں ہے؟

سدیر کا بیان ہے کہ جب محفل ختم ہوئی اور سارے چلے گئے اور آپؑ بھی اپنے گھر تشریف لے گئے تو میں، ابوبصیر اور میسر نے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا: ہم آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ نے اپنی کنیز کے معاملہ میں ایسا ایسا فرمایا جسے ہم نے سنا حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ آپؑ کثیر علم جانتے ہیں تو کیا ہم آپؑ کی طرف علم غیب کی نسبت نہ دیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! کیا تم لوگ قرآن نہیں پڑھتے؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے کتاب اللہ کو پڑھتے ہوئے یہ نہیں پڑھا کہ اللہ فرماتا ہے: ''جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا میں اپ کی آنکھ جھپکنے سے قبل آپ کے پاس لاوں گا۔ (النمل: ۴۰)۔''

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاوں! میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تو اس شخص کو جانتا ہے؟ اور کیا تو جانتا ہے کہ اس کے پاس کتاب میں سے کتنا علم تھا؟

میں نے عرض کیا: آپؑ مجھے اس کی خبر دیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: اس کا علم ایسے تھا جیسے سمندر کے مقابل ہیں ایک قطرہ ہو پس اس کا علم کتاب خدا کی نسبت کتنا ہوگا؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں! یہ کس قدر کم علم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! وہ کتنا زیادہ ہوگا جس علم نسبت خدا نے علم کی طرف دی ہے جس کے متعلق میں تمہیں خبر دے رہا ہوں۔ اے سدیر! کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی جس میں خدا فرماتا ہے: ''آپ فرما دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ شخص گواہ کافی ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (الرعد: ۴۳)۔''

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاوں! میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے وہ ان سے افہم و اعلم ہے یا وہ کہ جس کے پاس کتاب میں کچھ علم ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں بلکہ وہ جس کے پاس ساری کتاب کا علم ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ امامؑ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم! ساری کتاب کا علم ہمارے پاس ہے، خدا کی قسم! ساری کتاب کا علم ہمارے پاس ہے۔ [1]

بیان:

و لا ننسبك إلى علم الغيب إما إخبار أو استفهام إنكار و محصل جوابه ع لهم عدم المنافاة بين

---

[1] بصائر الدرجات: ۲۱۳ و ۲۳۰؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۴۸۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۲۲؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۷۰ و ۱۹۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۳۳۳؛ ینابیع المعاجز: ۵۶

عدم علمهم ع بأمثال هذه الأمور الجزئية الحسية أحيانا و بين أن يكونوا ذوي علم كثير كلي دائما بل و أن يكون عندهم علم الكتاب كله فأخبرهم بأن علمه ع أكثر من علم آصف بن برخيا وزير سليمان الذي أحضر له عرش بلقيس بأسرع من طرفة عين أضعافا مضاعفة و مع ذلك ذهب عنه أمر جاريته في تلك الحال و لا غرو في ذلك

ہم آپ کو علم غیب کی طرف منسوب نہیں کرتے یا تو مطلع کرتے ہیں یا انکار پر سوال کرتے ہیں۔
بعض اوقات جزوی، ٹھوس معاملات میں ان کے لیے علم کی کمی، اور ان کے ہمیشہ بہت زیادہ علم رکھنے میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔ پس اس نے ان کو خبر دی کہ امامؑ کا علم حضرت سلیمانؑ کے وزیر جناب آصف بن برخیا کے علم سے زیادہ ہوتا ہے۔ جس نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو حاضر کیا تھا۔ اس کے باوجود یہ معاملہ اس معاملے میں ان کی لونڈی ان سے چلی گئی تھی اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا معتبر ہے کیونکہ عباد بن سلیمان کامل الزیارات کا راوی ہے [3] اور محمد بن سلیمان الدیلمی بھی کامل الزیارات کا راوی ہے [4] اور اس پر غلو کا الزام بلاوجہ ہے اور سلیمان دیلمی تفسیر القمی کا راوی ہے [5] لہٰذا اس کی تضعیف بھی ثابت نہیں ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۱۴
[2] العلم بالغیب تبریزیان: ۴۶
[3] کامل الزیارات: ۲۸۵ باب ۹۵ ح ۲
[4] کامل الزیارات: ۱۳۰ باب ۲ ح ۹
[5] تفسیر القمی: ۱/۱۲۸ و ۲/۳۳۲

۸۴۔ باب أنهم يعلمون متى يموتون وأنهم لا يموتون إلا باختيار منهم عليهم السلام

باب: آئمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ کب مریں گے اور وہ نہیں مرتے مگر یہ کہ اپنے اختیار کے ساتھ

1/1161 الكافي، ۲/۱/۲۵۸/۱ محمد عَنْ سَلَمَةَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمَاعَةَ وَ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ ٱلْبَطَلِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : أَيُّ إِمَامٍ لاَ يَعْلَمُ مَا يُصِيبُهُ وَإِلَى مَا يَصِيرُ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِحُجَّةٍ لِلَّهِ عَلَى خَلْقِهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو امام یہ نہیں جانتا کہ اسے کیا مصیبت پہنچے گی اور اس کا انجام کیا ہوگا تو وہ خدا کی مخلوق پر حجت نہیں ہو سکتا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سلمہ بن الخطاب اور البطل دونوں کامل الزیارات کے راوی ہے[3] البتہ موخر الذکر واقفی مذہب رکھتا ہے (واللہ اعلم)

2/1162 الكافي، ۱/۴/۲۵۹/۱ علی بن محمد عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ ٱلْحَمِيدِ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْجَهْمِ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَدْ عَرَفَ قَاتِلَهُ وَ ٱللَّيْلَةَ ٱلَّتِي يُقْتَلُ فِيهَا وَ ٱلْمَوْضِعَ ٱلَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ وَ قَوْلُهُ لَمَّا سَمِعَ صِيَاحَ ٱلْإِوَزِّ فِي ٱلدَّارِ صَوَائِحُ تَتْبَعُهَا نَوَائِحُ وَ قَوْلُ أُمِّ كُلْثُومٍ لَوْ صَلَّيْتَ ٱللَّيْلَةَ دَاخِلَ ٱلدَّارِ وَ أَمَرْتَ غَيْرَكَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأَبَى عَلَيْهَا وَ كَثُرَ دُخُولُهُ وَ خُرُوجُهُ تِلْكَ ٱللَّيْلَةَ بِلاَ سِلاَحٍ وَ قَدْ عَرَفَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَنَّ ٱبْنَ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ ٱللَّهُ قَاتِلُهُ بِالسَّيْفِ كَانَ هَذَا مِمَّا لَمْ يَجُزْ تَعَرُّضُهُ فَقَالَ ذَلِكَ كَانَ وَلَكِنَّهُ خُيِّرَ فِي تِلْكَ ٱللَّيْلَةِ لِتَمْضِيَ مَقَادِيرُ ٱللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

حسن بن الجہم سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: امیر المومنین علیہ السلام اپنے قاتل

---

[1] بصائر الدرجات: ۴۸۳؛ مختصر البصائر: ۶۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۴۳؛ بحار الانوار: ۲۷/ ۲۸۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۴۹۱

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۱۱۹

[3] کامل الزیارات: ۱۳ باب دوم ح ۱۱ و ۱۲ باب چہارم ح ۵، ۶ و ۲۰۶۶ ح ۱۲

کو،قتل ہونے کی رات کواور قتل ہونے کی جگہ کو جانتے تھےاور گھر میں بطخوں کی آوازیں سننے پر ان کے الفاظ ہیں کہ یہ وہ قہقہے ہیں جن کے بعد نوحہ خوانی ہوگی۔اور اُم کلثومؑ کا قول ہے کہ آج کی رات آپؑ گھر پر ہی نماز پڑھ لیں اور کسی دوسرے کو حکم دیجیے کہ وہ آپؑ کی جگہ لوگوں کو نماز پڑھادے مگر آپؑ نے انکار کیا اور آپؑ اس رات کئی بار بغیر ہتھیار آتے جاتے بھی رہے جبکہ آپؑ کو معلوم تھا کہ ابن ملجم آپؑ کو تلوار سے قتل کر دے گا۔جب ایسا معاملہ تھا تو آپؑ نے اس سے بچاو کیوں نہیں کیا؟

آپؑ نے فرمایا: ایسا ہی تھا لیکن امیر المومنینؑ نے اس رات کو اختیار کیا تھا تا کہ اللہ کی تقدیریں ان پر جاری ہو جائیں۔[1]

بیان:

الإوز البط أراد السائل أنه ص كان عارفا بقتله في ذلك الوقت و قد قال عند سماع صياح الإوز صوائح تتبعها نوائح و قد منعته أم كلثوم عن الخروج من الدار في ذلك الوقت و هذه دلائل واضحة على أنه لم يشك في قتله حينئذ و مع ذلك فأبى إلا الخروج و هذا مما لم يجز تعرضه في الشرع أو لم يحل أو لم يحسن على اختلاف النسخ فقد قال الله تعالى وَ لا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ 1 فأجابهم بأنه ص خير في تلك الليلة أي جعل إليه الأمر بأن يختار لقاء الله أو البقاء في الدنيا فاختار لقاء الله فسقط عنه وجوب حفظ النفس و ربما يوجد في بعض النسخ بإهمال الحاء فإن صحت فينبغي حملها على الحيرة في الله تعالى التي هي حيرة أولي الألباب دون الحيرة في الأمر التي هي حيرة أهل النظر و إعجام الخاء أوفق بما يأتي من الأخبار في نظائره و بما عقد عليه الباب في الكافي كما أوردناه

"الاوز" اس سے مراد بطخ ہے،سوال کا ارادہ یہ تھا کہ آپ اپنے قتل کے بارے میں جانتے تھے کہ آپ کو کس وقت شہید کیا جائے گا اور امامؑ نے بطخوں کے چیخنے کے وقت فرمایا اور اس کے بعد آہ وزاری ہوتی،جناب ام کلثومؑ نے اس وقت آپؑ کو گھر سے نکلنے سے منع کیا۔

یہ وہ واضح ترین دلائل ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپؑ کو اپنے اس وقت قتل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا اور اس کے باوجود بھی آپؑ اپنے گھر سے نکلے اور یہ وہ چیز ہے جس کو ظاہر کرنے کی شریعت میں اجازت نہیں تھی۔جائز نہیں تھی یا بعض نسخوں کے مطابق اچھی نہیں تھی۔خدا سے ملاقات یا اس میں ٹھہرنا

[1] اثبات الھداۃ: ۳/۴۳۰؛ بحارالانوار: ۴۲/۲۴۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۲۶۸ و ۱۰/۲۷۶؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/۱۸۰ و ۴/۲۲۰؛ نہج السعادۃ: ۷/۵۲ ۳؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۹/۱۲۰ و ۱۴/ ۷۳

چنانچہ آپؑ نے خدا سے ملاقات کا انتخاب کیا اس لیے اپنے آپ کو بچانے کی ذمہ داری آپ سے چھوٹ گئی اور شاید یہ کہ اس کو نظر انداز کر کے، بعض نسخوں میں مرقوم ہے کہ یہ آپ کی تشبیات کی خبروں سے آتا ہے اور کتاب الکافی میں اس پر ایک باب مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے وارد کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل عامی ہے مگر ثقہ ہے (واللہ اعلم)

3/1163 الكافي، ١/٨/٢٦٠/١ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ اَلنَّصْرُ عَلَى اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ حَتَّى كَانَ بَيْنَ اَلسَّمَاءِ وَ اَلْأَرْضِ ثُمَّ خُيِّرَ اَلنَّصْرَ أَوْ لِقَاءَ اَللَّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ اَللَّهِ.

عبدالملک بن عین سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام پر نصرت نازل کی گئی یہاں تک کہ لشکر آسمان و زمین کے مابین آ گیا، پھر امام حسینؑ نصرت یا اللہ سے ملاقات کا اختیار دیا گیا تو آپؑ نے اللہ سے ملاقات کو اختیار کیا۔ [2]

بیان:

أنزل الله تعالى النصر يعني أنزل الله من السماء ملائكة ينصرونه ع على الأعداء حتى إذا صاروا بين السماء و الأرض خير بين الأمرين

''انزل اللہ تعالیٰ النصر'' اللہ تعالیٰ نے نصرت کو نازل کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کو نازل فرمایا تا کہ وہ آپؑ کی دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کریں یہاں تک کہ زمین و آسمان کے درمیان دو اچھے امر گا قائم ہوئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [3]

4/1164 الكافي، ١/٣/٢٥٩/١ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۲۶

[2] مسند الامام الباقرؑ: ۲/۶۱؛ موسوعہ اهل البیتؑ: ۹/۱۱۵؛ الکافی: ۱/۴۶۵ ح ۷؛ مقتل سید الصابرینؑ بزبان چہاردہ معصومینؑ از مترجم: ۲۱۱ ح ۱۰۳ مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور؛ مقتل لہوف: ۸۰۷؛ مقتل علامہ مجلسی: ۲/۲۴۳

[3] مراۃ العقول: ۳/۱۲۸ و ۵/۳۶۸

قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ أَتَى عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ لَيْلَةً قُبِضَ فِيهَا بِشَرَابٍ فَقَالَ يَا أَبَتِ اِشْرَبْ هَذَا فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّ هَذِهِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي أُقْبَضُ فِيهَا وَ هِيَ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي قُبِضَ فِيهَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

امام جعفر صادقؑ نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کا انتقال ہوا تو میں پینے کے لیے (پانی) لایا اور عرض کیا: اے بابا جان! یہ پی لیجیے۔
آپؑ نے فرمایا: اے میرے بیٹا! اسی رات میں میری روح قبض ہو گی یہ وہی رات ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو قبض کیا گیا تھا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

5/1165 الکافی،۱/۲۶۰/۷/۱ عنه عن أحمد عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي فِي اَلْيَوْمِ اَلَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَأَوْصَانِي بِأَشْيَاءَ فِي غُسْلِهِ وَ فِي كَفْنِهِ وَ فِي دُخُولِهِ قَبْرَهُ فَقُلْتُ يَا أَبَاهْ وَ اَللَّهِ مَا رَأَيْتُكَ مُنْذُ اِشْتَكَيْتَ أَحْسَنَ مِنْكَ اَلْيَوْمَ مَا رَأَيْتُ عَلَيْكَ أَثَرَ اَلْمَوْتِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَ مَا سَمِعْتَ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يُنَادِي مِنْ وَرَاءِ اَلْجِدَارِ يَا مُحَمَّدُ تَعَالَ عَجِّلْ.

ابوخدیجہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں اس روز اپنے پدر بزرگوارؑ خدمت میں موجود تھا کہ جس میں ان کا انتقال ہوا پس انھوں نے مجھے اپنے غسل و کفن اور قبر میں اتارنے کے متعلق کئی چیزوں کی وصیت فرمائی۔ میں نے عرض کیا: بابا جان! واللہ جب سے آپؑ بیمار ہوئے ہیں آج آپؑ کی حالت بہت بہتر ہے، میں تو آپؑ پر آثارِ موت نہیں پاتا؟
آپؑ نے فرمایا: اے میرا بیٹا! کیا تم نے نہیں سنا کہ علی بن الحسین علیہ السلام دیوار کے پیچھے سے آواز دے رہے ہیں کہ اے محمدؑ! آ جاو، جلدی کرو۔ [3]

---

[1] اثبات الھداۃ: ۳/۶۲؛ بصائر الدرجات: ۴۸۲؛ بحار الانوار: ۴۶/۲۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۹۰؛ عوالم العلوم: ۱۹/۴۴۸؛ الخرائج والجرائح: ۲/۴۷۷؛ بحارالانوار: ۴۶/۱۳۹؛ عوالم العلوم: ۱۸/۲۶۹ و ۳۰۰؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/۱۲۶؛ منتھی الآمال: ۲/۱۸۱

[2] مرآۃ العقول: ۳/۱۲۱

[3] بصائر الدرجات: ۴۸۲؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۳۰ و ۲۷ و ۱۰۱؛ کشف الغمہ: ۲/۱۳۹؛ بحارالانوار: ۴۶/۲۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۸۱ و ۴/۴۳۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۳۸؛ المحجۃ البیضاء: ۴/۲۴۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۹۰ و ۴۲۲؛ عوالم العلوم: ۱۹/۴۴۸

بیان:

اشتکیت مرضت

❂ ''اشتکیت'' وہ بیمار ہوتی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف کالموثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کے سب راوی ثقہ اور امامی ہیں اور خدیجہ ثقہ جلیل ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے چنانچہ شیخ کا اس کی تضعیف کرنا تحقیق کے خلاف اور غیر صحیح ہے نیز شیخ محسنی نے بھی اس حدیث احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [2] (واللہ اعلم)

6/1166 الكافی ۱،۲/۲/۲۵۸ علی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ قَطِيعَةِ اَلرَّبِيعِ مِنَ اَلْعَامَّةِ بِبَغْدَادَ مِمَّنْ كَانَ يُنْقَلُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي قَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ مَنْ يَقُولُونَ بِفَضْلِهِ مِنْ أَهْلِ هَذَا اَلْبَيْتِ فَمَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ قَطُّ فِي فَضْلِهِ وَ نُسُكِهِ فَقُلْتُ لَهُ مَنْ وَ كَيْفَ رَأَيْتَهُ قَالَ جُمِعْنَا أَيَّامَ اَلسِّنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ ثَمَانِينَ رَجُلاً مِنَ اَلْوُجُوهِ اَلْمَنْسُوبِينَ إِلَى اَلْخَيْرِ فَأُدْخِلْنَا عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَنَا اَلسِّنْدِيُّ يَا هَؤُلاَءِ اُنْظُرُوا إِلَى هَذَا اَلرَّجُلِ هَلْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ فَإِنَّ اَلنَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ قَدْ فُعِلَ بِهِ ' وَ يُكْثِرُونَ فِي ذَلِكَ وَ هَذَا مَنْزِلُهُ وَ فِرَاشُهُ مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ غَيْرُ مُضَيَّقٍ وَ لَمْ يُرِدْ بِهِ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ سُوءاً وَ إِنَّمَا يَنْتَظِرُ بِهِ أَنْ يَقْدَمَ فَيُنَاظِرَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ هَذَا هُوَ صَحِيحٌ مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ فَسَلُوهُ قَالَ وَ نَحْنُ لَيْسَ لَنَا هَمٌّ إِلاَّ اَلنَّظَرُ إِلَى اَلرَّجُلِ وَ إِلَى فَضْلِهِ وَ سَمْتِهِ فَقَالَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ أَمَّا مَا ذَكَرَ مِنَ اَلتَّوْسِعَةِ وَ مَا أَشْبَهَهَا فَهُوَ عَلَى مَا ذَكَرَ غَيْرَ أَنِّي أُخْبِرُكُمْ أَيُّهَا اَلنَّفَرُ أَنِّي قَدْ سُقِيتُ اَلسَّمَّ فِي سَبْعِ تَمَرَاتٍ وَ أَنَا غَداً أَخْضَرُّ وَ بَعْدَ غَدٍ أَمُوتُ قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى اَلسِّنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ يَضْطَرِبُ وَ يَرْتَعِدُ مِثْلَ اَلسَّعَفَةِ.

حسن بن محمد بن بشار کا بیان ہے کہ قطیعہ الربیع کے لوگوں میں سے ایک عامی عالم دین نے یہ روایت بیان کی

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۲۸

[2] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۲/۱۲۳

ہے، اس نے مجھے کہا کہ میں نے اس خاندان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کی فضیلت زبان زد عام ہے اور میں نے فضیلت وعبادت میں اس جیسا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

میں نے اس سے کہا: وہ کون ہے اور تو نے اس کو کس حالت میں دیکھا ہے؟

اس نے کہا: سندی بن شاہک کے دنوں میں ہمیں جمع کیا گیا اور ہم اسی افراد تھے جن کو نیکوکاروں سے منسوب کیا جاتا تھا (معزز سمجھے جاتے تھے) اور پس ہم موسیٰ بن جعفرؑ کے خدمت میں حاضر ہوئے تو سندی نے ہم سے کہا: اے لوگو! اس شخص کو دیکھ رہے ہو کیا اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے کیونکہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کچھ برا کیا جاتا ہے اور اس کا چرچا بہت زیادہ ہو چکا ہے اور یہ اس کا مقام ہے اور یہ اس کا فرش ہے جو اس پر تنگ نہیں بلکہ وسیع ہے اور امیر المومنین (یعنی ہارون) اس کے بارے میں کوئی بُرا ارادہ نہیں رکھتے اور ان کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ وہ واپس آ جائیں تو امیر المومنین اس سے کریں گے۔ یہ شخص صحیح وسالم ہے اور ہر امور میں اس کو وسعت میسر ہے پس تم لوگ خود اس سے پوچھ لو۔

راوی کہتا ہے کہ ہماری اس کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں تھی بلکہ ہم تو فقط اس شخص (یعنی امام موسیٰ کاظمؑ)، ان کی فضیلت اور ان کے رخ کی زیارت کرتے جا رہے تھے۔

پس امام موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا: اس نے جو وسعت اور اس جیسی دیگر سہولیات کا ذکر کیا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے ذکر کر رہا ہے لیکن اے افراد! میں تم کو خبر دے رہا ہوں کہ خرما کے سات دانوں میں ملا کر اس نے مجھے زہر دے دیا گیا ہے اور کل میرا رنگ سبز ہو جائے گا اور پرسوں میں شہید ہو جاوں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے سندی بن شاہک کی طرف دیکھا تو وہ مضطرب تھا اور شاخ کی مانند کانپ رہا تھا۔ [1]

بیان:

ینقل عنه یعنی الحدیث و فی روایة الشیخ الصدوق رحمه الله یقبل قوله و قال فی آخره قال الحسن و کان الشیخ من خیار العامة شیخ صدوق مقبول القول ثقة جدا ثقة عند الناس أیام السندی أی أیام دولته و وزارته لهارون الرشید قد فعل به یعنی ما یوجب هلاکه من سقی السم

[1] قرب الاسناد: ۳۳۳ ح ۱۲۳۶؛ امالی صدوق: ۱۴۹؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۳ ح ۷۷؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۹۶؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۷۱؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۱۷؛ المناقب: ۴/۳۲۷؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۳۷۶؛ عوالم العلوم: ۲۱/۴۳۶؛ بحار الانوار: ۴۸/۲۱۲؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۱۰۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۳۲۴

و نحوه و فى رواية الصدوق أنه قد فعل مكروه فى ذلك و المراد بأمير المؤمنين هارون عليه اللعنة فإنه كان حبسه عند السندى تلك الأيام ليسقيه السم و السمت الطريق و هيئة أهل الخير و أنا غدا أخضر بالمعجمتين من الاخضرار يعنى يصير لون إلى الخضرة و السعفة ورق النخل الذى يتخذ منه المكنسة

روى الشيخ الصدوق رحمه الله فى كتاب عرض المجالس عن أبيه عن على بن إبراهيم عن العبيدى عن أحمد بن عبد الله الغروى عن أبيه قال دخلت على الفضل بن الربيع و هو جالس على سطح فقال لى ادن منى فدنوت حتى حاذيته ثم قال لى أشرف إلى البيت فى الدار - فأشرفت فقال ما ترى فى البيت قلت ثوبا مطروحا فقال انظر حسنا فتأملت و نظرت فتيقنت فقلت رجل ساجد فقال لى تعرفه قلت لا قال هذا مولاك قلت و من مولاى فقال تتجاهل على فقلت ما أتجاهل و لكنى لا أعرف لى مولى فقال هذا أبو الحسن موسى بن جعفر إنى أتفقده بالليل و النهار فلم أجده فى وقت من الأوقات إلا على الحال التى أخبرك بها إنه يصلى الفجر فيعقب ساعة فى دبر صلاته إلى أن تطلع الشمس ثم يسجد سجدة فلا يزال ساجدا حتى تزول الشمس و قد وكل من يترصد له الزوال فلست أدرى متى يقول الغلام قد زالت الشمس إذ يثب فيبدى بالصلاة من غير أن يجدد وضوءا فاعلم أنه لم ينم فى سجوده و لا أغفى فلا يزال كذلك إلى أن يفرغ من صلاة العصر فإذا صلى العصر سجد سجدة فلا يزال ساجدا إلى أن تغيب الشمس فإذا غابت الشمس وثب من سجدته فصلى المغرب من غير أن يحدث حدثا و لا يزال فى صلاته و تعقيبه إلى أن يصلى العتمة فإذا صلى العتمة أفطر على شوى يؤتى به ثم يجدد الوضوء ثم يسجد ثم يرفع رأسه فينام نومة خفيفة ثم يقوم فيجدد الوضوء ثم يقوم - فلا يزال يصلى فى جوف الليل حتى يطلع الفجر فلست أدرى متى يقول الغلام إن الفجر قد طلع إذ قد وثب هو لصلاة الفجر فهذا دأبه منذ حول إلى فقلت اتق الله و لا تحدثن فى أمره حدثا يكون منه زوال النعمة فقد تعلم أنه لم يفعل أحد بأحد منهم سوءا إلا كانت نعمته زائلة فقال قد أرسلوا إلى فى غير مرة يأمرونى بقتله فلم أجبهم إلى ذلك و أعلمتهم أنى لا أفعل ذلك و لو قتلونى ما أجبتهم إلى ما سألونى - فلما كان بعد ذلك حول إلى الفضل بن يحيى البرمكى فحبس عنده أياما فكان الفضل بن الربيع يبعث إليه فى كل ليلة مائدة و منع أن تدخل إليه من عند غيره فكان لا يأكل و لا يفطر إلا على المائدة التى يؤتى بها حتى مضى على تلك الحال ثلاثة أيام و لياليها فلما كانت الليلة الرابعة قدمت إليه مائدة للفضل بن يحيى قال فرفع يده إلى السماء فقال يا رب إنك تعلم أنى لو أكلت قبل اليوم كنت قد أعنت على نفسى قال فأكل فمرض فلما كان من غد بعث إليه بالطبيب ليسأله عن العلة فقال له الطبيب ما حالك فتغافل عنه فلما

أكثر عليه أخرج عليه راحته فلما رآها الطبيب قال هذه علتي و كانت خضرة وسط راحتيه على أنه سم فاجتمع في ذلك الموضع قال فانصرف الطبيب إليهم و قال و الله فهو أعلم بما فعلتم به منكم ثم توفي عليه السلام

"منقل عنہ" ان سے منقول ہے، یعنی حدیث شیخ صدوق کی روایت میں سے انہوں نے اس کے قول کو قبول کیا اور اس کے آخر میں کہا کہ حسن نے بیان کیا کہ شیخ صدوق تمام لوگوں سے افضل تھے، ان کا قول مقبول ہے اور وہ ثقہ تین آدمی تھے اور لوگ بھی ان کو ثقہ مانتے تھے، "ایام اسندی" یعنی اس کی حکومت اور اس کی وزارت کے دنوں میں جب وہ ہارون الرشید کے وزیر تھے۔ "قد فعل بہ" اس نے یہ کام کیا یعنی وہ ان کی شہادت کا موجب قرار پایا کہ ان کو زہر دی اور شیخ صدوق کی روایت میں ہے کہ وہ یہ کام کرنے پر مجبور تھا اور امیر المومنین سے مراد معاذ اللہ ہارون ہے کیونکہ امامؑ سندی کی تحت اس کی قید میں تھے ان ایما میں تا کہ وہ ان کو زہر دے۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب عرض المجالس میں اپنے والد سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے روایت کی علی بن ابراہیم سے انہوں نے عبیدی سے انہوں نے احمد بن عبداللہ عزوی سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن فضل بن ربیع کو ملنے گیا تو وہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا: قریب آؤ۔

میں قریب ہوا اور جب بالکل اس کے ساتھ ہوا تو اس نے کہا:

سامنے گھر کی طرف دیکھو۔

میں نے اس کے اشارہ کردہ گھر کی جانب دیکھا۔

فضل نے کہا: تجھے کچھ صحن میں دکھائی دیتا ہے؟

میں نے کہا: ایک کپڑا پڑا ہوا ہے۔

اس نے کہا: اچھی طرح غور کر کے دیکھو۔

جب میں نے خوب غور کر کے دیکھا تو کہا: یہ ایک شخص معلوم ہوتا ہے جو حالت سجدہ میں ہے۔

اس نے کہا: اس سجدہ کرنے والے کو جانتے ہو؟

میں نے کہا: نہیں!

اس نے کہا: میرا کون سا آقا ہے؟

اس نے کہا: تم تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہو۔

میں نے کہا: ہرگز نہیں! میں تجاہل سے کام نہیں لے رہا میں اپنے کسی آقا سے واقف نہیں ہوں۔

اس وقت فضل نے کہا: انہیں پہچان! یہ ابوالحسن امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ ہیں۔ میں دن رات ان کی نگرانی کرتا رہتا ہوں اور انہوں نے اپنے اوقات کو اس طرح سے ترتیب دیا ہے کہ نماز فجر کے بعد کچھ دیر تعقیبات میں مصروف رہتے ہیں اور طلوع آفتاب تک تعقیبات بجالاتے ہیں پھر وہ سجدہ کرتے ہیں سورج کے زوال تک وہ سجدہ میں رہتے ہیں اور جب غلام انہیں زوال کی خبر دیتا ہے تو وہ کسی تجدید وضو کے بغیر نماز ظہر ادا کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سجدہ میں نیند نہیں کرتے اور پھر تعقیبات میں مصروف ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ نماعصر پڑھتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد وہ سجدہ کرتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے وہ سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے، جب آفتاب غروب ہوجاتا ہے تو کسی وضو کی تجدید کے بغیر نماز مغرب وعشاء پڑھتے ہیں، پھر وہ کھانا تناول فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ تجدید وضو کر کے پھر سجدہ کرتے ہیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں اور ہلکی سی نیند کرتے ہیں اور پھر کھڑے ہو کر تجدید وضو کرتے ہیں اور پھر رات کا تمام حصہ عبادت اور نماز شب میں بسر کرتے ہیں اور جب غلام انہیں طلوع فجر کی اطلاع دیتا ہے تو وہ نماز فجر ادا کرتے ہیں اور جب سے وہ یاہر آنے میں ان کا یہی نظام الاوقات ہے۔

میں نے فضل سے کہا: چونکہ امام موسیٰ کاظمؑ تمھاری تحویل میں ہیں۔ ان سے بدسلوکی کر کے زوال نعمت کے اسباب فراہم نہ کرنا اور تم بخوبی جانتے ہو کہ اس خاندان کے افراد کے ساتھ جس نے بھی بدسلوکی کی ہے خدا نے اس سے اپنی نعمتیں چھین لی ہیں۔ فضل نے کہا: اہل اقتدار کی طرف سے مجھے کئی مرتبہ ان کے قتل کا حکم ملا ہے لیکن میں نے ان کی بات پر عمل نہیں کیا اور میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اگرچہ مجھے خود بھی کیوں نہ قتل ہونا پڑے پھر بھی میں امام موسیٰ کاظمؑ کو ہرگز قتل نہیں کروں گا۔

اس کے بعد امامؑ کو فضل بن ربیع کی نگرانی سے نکال کر فضل بن یحییٰ برمکی کی تحویل میں دے دیا گیا اور امامؑ کئی دن تک اس کے ہاں قید رہے اور اس دوران تین رات دن تک فضل بن ربیع آپؑ کے پاس کھانا بھیجتا رہا چوتھی رات فضل بن یحییٰ برمکی کی طرف سے آپؑ کے لیے کھانا بھیجا گیا۔

امامؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور فرمایا: پروردگار! تو جانتا ہے کہ اگر اس سے پہلے میں اس قسم کا کھانا کھاتا تو یقیناً میں اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کو دعوت دینے والا سمجھا جاتا۔

اس کے بعد آپؑ نے وہ کھانا کھایا اور کھانا کھاتے ہی آپؑ بیمار ہوگئے۔

طبیب کو بلایا گیا تو آپؑ نے اس کے سامنے اپنی ہتھیلی میں پیدا ہونے والا وہ رنگ دکھایا جو زہر کے اکٹھا ہونے سے پیدا ہو چکا تھا۔

طبیب واپس آیا تو اس نے کہا: جو کچھ تم نے اس قیدی کے ساتھ سلوک کیا ہے وہ اسے تم سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔

اس کے بعد امامؑ کی وفات ہو گئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ الحسن بن محمد بن بشار (یسار) ثقہ ہے[2] اور اس نے جس سے روایت کیا ہے اس کی توثیق کی ہے جو شیخ صدوق کی روایت میں موجود ہے لہٰذا اس کا مجہول الحال ہونا قطعاً مضر نہ ہوگا اور شیخ محسنی نے بھی اس حدیث کو احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے[3] (واللہ اعلم)

7/1167 الکافی،۱/۲۶۰/۵/۱ علی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ غَضِبَ عَلَى اَلشِّيعَةِ فَخَيَّرَنِي نَفْسِي أَوْ هُمْ فَوَقَيْتُهُمْ وَ اَللَّهِ بِنَفْسِي.

محمد بن عیسیٰ نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شیعوں پر غضب ناک ہوا پس اس نے مجھے اختیار دیا کہ خود آپ یا وہ (شیعہ) قربان ہو جائیں تو خدا کی قسم! میں نے خود اپنی قربانی دے دی۔[4]

بیان:

فخيرنى نفسى أو هم يعنى خيرنى الله فى أن أوطن نفسى على الهلاك و الموت أو أرضى بإهلاك الشيعة فوقيتهم و الله بنفسى فاخترت هلاكى دونهم

✪ "خیرنی نفسی اوھم" میرے نفس نے مجھے منتخب کیا یا انہوں نے یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا کہ میں بھی

---

[1] مراۃ العقول:۳/۱۲۰

[2] معجم رجال الحدیث:۴/۱۴۴ رقم ۳۱۳۴؛ المفید من معجم:۱۵۳

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۲۶۲

[4] مدینۃ المعاجز:۶/۷۹ ۳؛ مسند الامام الکاظمؑ:۱/۳۵۱؛ موسوعۃ اھل البیتؑ:۹/۱۱۸ و ۱۴/۷۰؛ القطرہ من بحار:۲/۵۸۵

شہادت اور موت کے لیے تیار ہوں یا میں شہادت سے راضی ہوں کہ میں نے اپنے شیعوں کو بچالیا، خدا کی قسم! میں ان کے بدلے اپنے آپ کو شہادت کے لیے تیار کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[1]

8/1168 الکافی، ۱/۲۶۰/۱/۶ محمد عن أحمد عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُسَافِرٍ : أَنَّ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ لَهُ يَا مُسَافِرُ هَذَا اَلْقَنَاةُ فِيهَا حِيتَانٌ قَالَ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اَلْبَارِحَةَ وَهُوَ يَقُولُ يَا عَلِيُّ مَا عِنْدَنَا خَيْرٌ لَكَ.

مسافر سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوالحسن رضاعلیہ السلام فرمایا: اے مسافر! کیا اس نالے (نہر) میں مچھلیاں ہیں؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: گزشتہ رات میں نے رسول خدا کو دیکھا جبکہ آپؐ فرما رہے تھے: اے علیؑ! جو ہمارے پاس ہے وہ تیرے لیے بہتر ہے۔[2]

بیان:

کأنہ علیہ السلام کان یعجبہ القناۃ التی کانت فی دارہ وحیتانہا

❂ گویا کہ آپؑ نے اس راستے کو پسند کیا جو اس کے گھر میں تھا اور اس میں مچھلیاں تھیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[3] اور الصفار کی سند صحیح ہے[4] (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۱۲۷

[2] بصائر الدرجات: ۳۸۳؛ بحارالانوار: ۳۹/ ۳۰۶؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۵۰۱ و ۱۰۵؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۶۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۹/ ۱۱۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۳۹۳

[3] مراۃ العقول: ۳/ ۱۲۸

[4] منتہی الآمال: ۲/ ۳۹۳

۸۵ ـ باب أنهم يعلمون علم ما كان و ما يكون و أنه لا يخفى عليهم شيء

باب: آئمہ علیہم السلام گزشتہ اور آئندہ کے علم کو جانتے ہیں اور اُن سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے

1/1169 الكافي ۱/۲۶۰/۱/۱ أحمد و محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ اَلْأَحْمَرِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سَيْفٍ اَلتَّمَّارِ قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَمَاعَةً مِنَ اَلشِّيعَةِ فِي اَلْحِجْرِ فَقَالَ عَلَيْنَا عَيْنٌ فَالْتَفَتْنَا يَمْنَةً وَ يَسْرَةً فَلَمْ نَرَ أَحَداً فَقُلْنَا لَيْسَ عَلَيْنَا عَيْنٌ فَقَالَ وَ رَبِّ اَلْكَعْبَةِ وَ رَبِّ اَلْبَنِيَّةِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ لَوْ كُنْتُ بَيْنَ مُوسَى وَ اَلْخَضِرِ لَأَخْبَرْتُهُمَا أَنِّي أَعْلَمُ مِنْهُمَا وَ لَأَنْبَأْتُهُمَا بِمَا لَيْسَ فِي أَيْدِيهِمَا لِأَنَّ مُوسَى وَ اَلْخَضِرَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أُعْطِيَا عِلْمَ مَا كَانَ وَ لَمْ يُعْطَيَا عِلْمَ مَا يَكُونُ وَ مَا هُوَ كَائِنٌ حَتَّى تَقُومَ اَلسَّاعَةُ وَ قَدْ وَرِثْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وِرَاثَةً.

سیف تمار سے روایت ہے کہ ہم شیعوں کی ایک جماعت حجرہ میں حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ موجود تھی کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی جاسوس تو موجود نہیں ہے؟

پس ہم نے دائیں بائیں نظریں دوڑائیں اور عرض کیا: کوئی بھی جاسوس موجود نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ربّ کعبہ اور ہر چیز کے بنانے والے رب کی قسم! یہ جملہ تین بار تکرار فرمایا: اگر میں حضرات موسیٰ وخضرؑ کے درمیان ہوتا تو میں ان دونوں کو آگاہ کرتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ بڑا عالم ہوں، میں ان دونوں کو ہر چیز کی خبر دیتا جو ان کے ہاتھوں میں نہیں تھی چونکہ حضرات موسیٰ وخضرؑ کو ماضی کا علم دیا گیا تھا مگر مستقبل کا علم نہیں دیا گیا تھا اور مجھے ماضی کا علم اور جو ابھی ہے نیز جو قیامت تک ہوتا رہے گا، اس سب کا علم عطا کیا گیا ہے اور یہ علم ہم نے رسول اللہؐ سے وراثت میں پایا ہے۔ [1]

بیان:

العين الجاسوس و البنية بالباء الموحدة ثم النون ثم التحتانية المشددة الكعبة

---

[1] تاویل الآیات: ۱۱۰؛ دلائل الامامۃ: ۲۸۰؛ بصائر الدرجات: ۱۲۹ و ۲۳۰؛ بحار الانوار: ۱۳/۳۰۰ و ۱۷/۱۴۴ و ۲۶/۱۱۱ و ۱۹۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۰ و ۸/۱۱۲؛ النور المبین: ۲۹۹؛ تفسیر البرہان: ۳/۶۴۵ و ۶۷۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۷۵؛ المختصر: ۲۰۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/۹۸؛ ینابیع المعاجز: ۹۵؛ بحر المعارف: ۲/۳۲۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۲/۱۰۱

❂ ''العین'' جاسوس، ''البینة'' با کے ساتھ موحدة پھر نون پھر تحتانیہ مشددة کعبہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ ابراہیم بن اسحاق الاحمر کامل الزیارات کا راوی ہے [۲] جو توثیق کے لیے کافی ہے اور اس پر مذہب میں ارتفاع کا الزام ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ امامی ہے اور علماء نے بعض اسناد کو معتبر قرار دیا ہے جن کی اسناد میں ابراہیم موجود ہے [۳] ابو رعبداللہ بن حماد بھی ثقہ ہے [۴] (واللہ اعلم)

2/1170 الكافی،۱/۲/۲۶۱/۱ العدة عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ وَ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ عَبْدُ اَلْأَعْلَى وَ أَبُو عُبَيْدَةَ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ بِشْرٍ اَلْخَثْعَمِيُّ سَمِعُوا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ مَا فِي اَلسَّمَاوَاتِ وَ مَا فِي اَلْأَرْضِ وَ أَعْلَمُ مَا فِي اَلْجَنَّةِ وَ أَعْلَمُ مَا فِي اَلنَّارِ وَ أَعْلَمُ مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ قَالَ ثُمَّ مَكَثَ هُنَيْئَةً فَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ كَبُرَ عَلَى مَنْ سَمِعَهُ مِنْهُ فَقَالَ عَلِمْتُ ذَلِكَ مِنْ كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ.

عبدالاعلی، ابو عبیدہ اور عبداللہ بن بشر خثعمی سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: میں جانتا ہوں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، جو کچھ جنت میں ہے میں اس کا اعلم ہوں، جو کچھ جہنم میں ہے میں اس کا بھی اعلم ہوں، جو کچھ ہو چکا ہے میں اس کا بھی اعلم ہوں اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے میں اس کا بھی اعلم ہوں۔

پھر کچھ دیر خاموش رہے اور سمجھ گئے کہ جنہوں نے یہ سنا ہے ان پر یہ بہت گراں گزر رہا ہے تو فرمایا: میں نے یہ سب کچھ اللہ کی کتاب سے سیکھا ہے۔ بے شک اللہ نے فرمایا ہے: اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ [۵]

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۱۲۹

[۲] کامل الزیارات:۲۸۰؛باب ۹۳ح ۳و۴۰۳ باب ۱۰۱ح ۴

[۳] علل الشرائع:۱/ ۲۳ باب ۱۲۶ح ۱؛ مفاتیح الجنان:۸۰۶؛ المفاتیح الجدیدہ مکارم:۲۱۷

[۴] المفید من معجم رجال الحدیث:۳۳۲

[۵] بصائر الدرجات:۱۲۸؛ تاویل الآیات:۱۰۹؛ بحار الانوار:۲۶/۱۱۱و۸۹/۸۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/۲۵۵و۳/۳۹؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۷۶؛ تفسیر البرہان:۳/۴۴۳؛ موسوعہ اهل البیتؑ:۱۶/۶۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

3/1171 الکافی،۱/۲۶۱/۱/۳ علی بن محمد عن سھل عن البزنطی عَنْ عَبْدِ ٱلْكَرِيمِ عَنْ جَمَاعَةَ بْنِ سَعْدٍ ٱلْخَثْعَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ ٱلْمُفَضَّلُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ ٱلْمُفَضَّلُ جُعِلْتُ فِدَاكَ يَفْرِضُ ٱللَّهُ طَاعَةَ عَبْدٍ عَلَى ٱلْعِبَادِ وَ يَحْجُبُ عَنْهُ خَبَرَ ٱلسَّمَاءِ قَالَ لاَ ٱللَّهُ أَكْرَمُ وَ أَرْحَمُ وَ أَرْأَفُ بِعِبَادِهِ مِنْ أَنْ يَفْرِضَ طَاعَةَ عَبْدٍ عَلَى ٱلْعِبَادِ ثُمَّ يَحْجُبَ عَنْهُ خَبَرَ ٱلسَّمَاءِ صَبَاحاً وَ مَسَاءً.

جماعۃ بن سعد خثعمی سے روایت ہے کہ مفضل حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا پس مفضل نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا خدا ایسے بندے کی اطاعت کو بندوں پر واجب قرار دے گا کہ جس سے آسمانی خبر کو پوشیدہ رکھتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ اللہ سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور اپنے بندوں پر سب سے زیادہ راوف ہے کہ وہ کسی بندے کی اطاعت بندوں پر واجب کرے اور پھر اس سے صبح و شام آسمان کی خبر کو پوشیدہ بھی رکھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول یا ضعیف ہے کیونکہ جماعۃ بن سعد کے حالات معلوم نہیں ہیں البتہ ابن الغضائری نے اس کی تضعیف کی ہے مگر اُس کی طرف کتاب کی نسبت ہی ثابت نہیں ہے (واللہ اعلم)

4/1172 الکافی،۱/۲۶۲/۱/۶ محمد عن أحمد عن عمر بن عبد العزیز عن محمد بن الفضیل عن الثمالی قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ وَ ٱللَّهِ لاَ يَكُونُ عَالِمٌ جَاهِلاً أَبَداً عَالِماً بِشَيْءٍ جَاهِلاً بِشَيْءٍ ثُمَّ قَالَ ٱللَّهُ أَجَلُّ وَ أَعَزُّ وَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَفْرِضَ طَاعَةَ عَبْدٍ يَحْجُبُ عَنْهُ عِلْمَ سَمَائِهِ وَ أَرْضِهِ ثُمَّ قَالَ لاَ يَحْجُبُ ذَلِكَ عَنْهُ.

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۳۰

[2] بصائر الدرجات: ۱۲۳؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۰۹؛ مسند سہل بن زیاد: ۵۹/۲۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۷۳؛ ینابیع المعاجز: ۹۲

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! عالم کبھی جاہل نہیں ہوتا کہ وہ ایک چیز کا عالم ہو اور دوسری چیز سے جاہل ہو۔

پھر فرمایا: خدا اس سے بہت زیادہ بلند، بہت زیادہ عزت والا اور بہت زیادہ مکرم ہے کہ وہ کسی بندے کی اطاعت فرض کرے مگر اس سے اپنے آسمان اور اپنی زمین کا علم پوشیدہ رکھے۔

پھر فرمایا: وہ اسے اس سے پوشیدہ نہیں رکھتا۔[1]

بیان:

لا یکون عالم جاهلا یعنی لا یکون العالم عالما علی الحقیقة حتی یکون عالما بکل شیء ربما یحتاج إلیه الناس و إلا فلیس أحد إلا و هو عالم بشیء فلا یکون فی الأرض جاهل أبدا

کوئی علام جاہل نہیں ہوتا یعنی کوئی عالم حقیقت کا عالم نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ ان تمام اشیاء کا عالم ہو جن کی لوگوں کو ضرورت ہو ورنہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ وہ کچھ جانتا ہو۔ پس وہ زمین کے بارے میں کبھی جاہل نہیں ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز المعروف بزحل تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے[3] اور محمد بن فضیل بھی ثقہ اور امامی ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/1173 الکافی ۱/۵/۲۶۲/۱ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ اَلْحَكَمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمِنًى عَنْ خَمْسِمِائَةِ حَرْفٍ مِنَ اَلْكَلاَمِ فَأَقْبَلْتُ أَقُولُ يَقُولُونَ كَذَا وَ كَذَا قَالَ فَيَقُولُ قُلْ كَذَا وَ كَذَا قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا اَلْحَلاَلُ وَ هَذَا اَلْحَرَامُ أَعْلَمُ أَنَّكَ صَاحِبُهُ وَ أَنَّكَ أَعْلَمُ اَلنَّاسِ بِهِ وَ هَذَا هُوَ اَلْكَلاَمُ فَقَالَ لِي وَيْكَ يَا هِشَامُ لاَ يَحْتَجُّ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَى خَلْقِهِ بِحُجَّةٍ لاَ يَكُونُ عِنْدَهُ كُلُّ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ.

ہشام بن الحکم سے روایت ہے کہ میں نے منیٰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کلام میں سے پانچ سو حروف کے بارے میں پوچھا پس میں نے آپؑ کے سامنے عرض کیا: لوگ ایسے ایسے کہتے ہیں۔

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۲۴؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۰۹؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۰۷ ح ۱۰۳؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۲۴۰؛ بحر المعارف: ۳/ ۱۴۰؛ ینابیع المعاجز: ۹۴

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۱۳۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۲۶

آپؑ نے فرمایا: تم ان کو ایسے ایسے کہو۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کے صاحب آپؑ ہیں اور آپؑ اس کے بارے میں لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور یہی وہ کلام ہے۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ہشام! تجھ پر افسوس ہے! اللہ اپنی مخلوق پر اس کو حجت نہیں بناتا جس کے پاس وہ سب کچھ نہ ہو جس کے لیے لوگ اس کے محتاج ہوں۔ [1]

بیان:

خمسمائة حرف من الكلام أي خمسمائة مسألة من علم الكلام ويس كلمة يستعمل في موضع رأفة و استملاح و ليست هذه الكلمة في بعض النسخ يحتج الله استفهام إنكار و يوجد في بعض النسخ لا يحتج الله

"خمسمائۃ حرف من الکلام" گفتگو کے پانچ سو حرف یعنی علم کالم کے پانچ سو مسائل "ویس" وہ لفظ جس کو ہمدردی اور دعا کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے اور بعض نسخوں میں یہ کلمہ نہیں ہے۔

"یحتج اللہ" اللہ تعالی حجت تمام کرتا ہے یہ استفہام انکاری ہے اور بعض نسخوں میں "لا یحتج اللہ" ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن معبد تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور الشیخ نے اس کی توصیف کی ہے (واللہ اعلم)

6/1174 الكافي ۱/۴/۲۶۱/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ ضُرَيْسٍ اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: وَ عِنْدَهُ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ يَتَوَلَّوْنَا وَ يَجْعَلُونَا أَئِمَّةً وَ يَصِفُونَ أَنَّ طَاعَتَنَا مُفْتَرَضَةٌ عَلَيْهِمْ كَطَاعَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ يَكْسِرُونَ حُجَّتَهُمْ وَ يَخْصِمُونَ أَنْفُسَهُمْ بِضَعْفِ قُلُوبِهِمْ فَيَنْقُصُونَا حَقَّنَا وَ يَعِيبُونَ ذَلِكَ عَلَى مَنْ أَعْطَاهُ اَللَّهُ بُرْهَانَ حَقِّ مَعْرِفَتِنَا وَ اَلتَّسْلِيمَ لِأَمْرِنَا أَ تَرَوْنَ أَنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اِفْتَرَضَ طَاعَةَ أَوْلِيَائِهِ عَلَى عِبَادِهِ ثُمَّ يُخْفِي عَنْهُمْ أَخْبَارَ اَلسَّمَاوَاتِ وَ

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۲۳؛ امالی طوسی: ۳۶ مجلس ۲؛ بشارۃ المصطفیٰ: ۱۵۵ ح ۵۰۴ مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور؛ رجال الکشی: ۲۷۳؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۳۸ و ۴۷/ ۳۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۷۳ و ۵/ ۵۹۰؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/ ۶۹؛ الدر الثمین: ۹۲

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۳۴

الْأَرْضِ وَيَقْطَعُ عَنْهُمْ مَوَادَّ الْعِلْمِ فِيمَا يَرِدُ عَلَيْهِمْ مِمَّا فِيهِ قِوَامُ دِينِهِمْ فَقَالَ لَهُ حُمْرَانُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَرَأَيْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِ قِيَامِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ خُرُوجِهِمْ وَ قِيَامِهِمْ بِدِينِ اللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ وَ مَا أُصِيبُوا مِنْ قَتْلِ الطَّوَاغِيتِ إِيَّاهُمْ وَ الظَّفَرِ بِهِمْ حَتَّى قُتِلُوا وَ غُلِبُوا فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا حُمْرَانُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ كَانَ قَدَّرَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَ قَضَاهُ وَ أَمْضَاهُ وَ حَتَمَهُ عَلَى سَبِيلِ الِاخْتِيَارِ ثُمَّ أَجْرَاهُ فَبِتَقَدُّمِ عِلْمٍ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَامَ عَلِيٌّ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ بِعِلْمٍ صَمَتَ مَنْ صَمَتَ مِنَّا وَ لَوْ أَنَّهُمْ يَا حُمْرَانُ حَيْثُ نَزَلَ بِهِمْ مَا نَزَلَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ إِظْهَارِ الطَّوَاغِيتِ عَلَيْهِمْ سَأَلُوا اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُمْ ذَلِكَ وَ أَلَحُّوا عَلَيْهِ فِي طَلَبِ إِزَالَةِ مُلْكِ الطَّوَاغِيتِ وَ ذَهَابِ مُلْكِهِمْ إِذاً لَأَجَابَهُمْ وَ دَفَعَ ذَلِكَ عَنْهُمْ ثُمَّ كَانَ انْقِضَاءُ مُدَّةِ الطَّوَاغِيتِ وَ ذَهَابُ مُلْكِهِمْ أَسْرَعَ مِنْ سِلْكٍ مَنْظُومٍ انْقَطَعَ فَتَبَدَّدَ وَ مَا كَانَ ذَلِكَ الَّذِي أَصَابَهُمْ يَا حُمْرَانُ لِذَنْبٍ اقْتَرَفُوهُ وَ لَا لِعُقُوبَةِ مَعْصِيَةٍ خَالَفُوا اللَّهَ فِيهَا وَ لَكِنْ لِمَنَازِلَ وَ كَرَامَةٍ مِنَ اللَّهِ أَرَادَ أَنْ يَبْلُغُوهَا فَلَا تَذْهَبَنَّ بِكَ الْمَذَاهِبُ فِيهِمْ.

ضریس الکناسی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، جبکہ آپؑ کے پاس اپنے دوستوں میں سے کچھ افراد موجود تھے کہ آپؑ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ہماری ولایت رکھتے ہیں اور ہمیں اپنے امام مانتے ہیں اور ہمارے اوصاف بیان کرتے ہیں کہ ہماری اطاعت ان پر رسول خداؐ کی اطاعت کی طرح فرض قرار دی گئی ہے، پھر خود اپنی ہی حجت کو توڑ دیتے ہیں اور اپنے کمزور قلوب کی بناء پر خود اپنے آپ خصامت کرتے ہیں پس ہمارے حق کو ناقص کرتے ہیں اور ان لوگوں پر عیب لگاتے ہیں جن کو خدا نے ہماری معرفت حقہ کی دلیل اور ہمارے امر کی تسلیم عطا فرمائی۔ کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے بندوں پر اپنے اولیاء کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور پھر ان سے آسمانوں اور زمین کی خبروں کو چھپا لیتا ہے اور ان سے علم کے مواد کو قطع کر دیتا ہے جو ان کے پاس لوٹایا جاتا ہے جس میں ان کے مذہب کی بنیاد ہے۔

حمران نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام اور امام

حسین علیہ السلام کے خروج اور اللہ کے دین کی خاطر ان کے قیام کے بارے میں آپؑ کی کیا رائے ہے اور ان پر طاغوت کی طرف سے جو قتل کی مصیبت آئی اور انہوں نے فتح حاصل کر لی یہاں تک کہ یہ قتل ہو گئے اور وہ ان پر غالب آ گئے؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے حمران! درحقیقت خدا نے یہ ان کے لیے مقدر کیا تھا، اس کا فیصلہ کیا تھا اور اختیار کے طور پر اسے مقرر کیا تھا پھر اس نے اس کو جاری کر دیا اور پس ان کے پاس رسول اللہؐ کی طرف سے اس کا علم پہلے ہی پہنچ چکا تھا تو امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے قیام کیا اور ہم میں سے جس نے سکوت کیا وہ سکوت اسی علم کے ساتھ کیا اور اے حمران! اگر ان پر اللہ کا امر اس طرح نازل ہوتا اور ان پر طواغیت کا اظہار ہوتا تو وہ اللہ سے دعا کرتے کہ وہ اس کو ان سے دور کر دے اور وہ اس سے ظالموں کی حکومت کے خاتمے اور بادشاہ کی رخصتی کا مطالبہ کرنے پر زور دیتے تو وہ ان کی بات کا جواب ضرور دیتا اور ان سے اس کو ہٹا دیتا پھر ظالموں کے دور کا خاتمہ اور ان کی حکومت کا ختم ہونا ایک منظم زنجیر سے بھی تیز تر ہوتا جو منقطع اور بکھری ہوئی تھی اور اے حمران! ان پر یہ مصیبت ان کے کسی گناہ کی وجہ سے نہیں تھی اور نہ ہی اس گناہ کی سزا کی وجہ سے کہ جس میں انہوں نے خدا کی نافرمانی کی ہو بلکہ خدا کی طرف سے عہدوں اور عزتوں کی وجہ سے تھی جس میں اللہ چاہتا تھا کہ وہ اس کو حاصل کریں۔ آپ کے عقائد آپ کو ان سے دور نہ جانے دیں پس ان کے بارے میں دوسروں کے مذاہب کی طرف مت جاو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]۔

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۲۴؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۷۰؛ مختصر البصائر: ۳۲۶؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۳۹ و ۴۴/ ۲۷۶؛ مجمع البحرین: ۱/ ۳۴۶؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۵۱۸؛ ناسخ التواریخ: ۳/ ۱۶۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۶۰؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۲/ ۳۵؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۴/ ۱۵

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۱۳۳

۸۶ ـ باب أن اللّٰه تعالیٰ لم یعلم نبیه علماً إلا أمره أن یعلمه أمیر المومنین علیہ السلام و أنه کان شریکه فی العلم ثم انتهی إلیهم

باب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو کوئی علم نہیں سکھایا مگر یہ کہ انہیں امیر المومنین علیہ السلام کو سکھانے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ آپ کے علم میں شریک ہیں پھر اس کی انتہا آئمہ علیہم السلام پر ہوتی ہے

1/1175 الکافی، ۱/۲۶۳/۱/۱ الثلاثة عَنِ اِبْنِ أُذَیْنَةَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْیَنَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ جَبْرَئِیلَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ أَتَی رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ بِرُمَّانَتَیْنِ فَأَكَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ إِحْدَاهُمَا وَ كَسَرَ اَلْأُخْرَی بِنِصْفَیْنِ فَأَكَلَ نِصْفاً وَ أَطْعَمَ عَلِیّاً نِصْفاً ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ یَا أَخِي هَلْ تَدْرِي مَا هَاتَانِ اَلرُّمَّانَتَانِ قَالَ لاَ قَالَ أَمَّا اَلْأُولَی فَالنُّبُوَّةُ لَیْسَ لَكَ فِیهَا نَصِیبٌ وَ أَمَّا اَلْأُخْرَی فَالْعِلْمُ أَنْتَ شَرِیكِي فِیهِ فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ كَیْفَ كَانَ یَكُونُ شَرِیكَهُ فِیهِ قَالَ لَمْ یُعَلِّمِ اَللَّهُ مُحَمَّداً صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ عِلْماً إِلاَّ وَ أَمَرَهُ أَنْ یُعَلِّمَهُ عَلِیّاً عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ.

حمران بن اعین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیلؑ دو انار لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک کھالیا اور دوسرے کے دو ٹکڑے کیے پس آدھا خود کھایا اور آدھا حضرت علی علیہ السلام کو کھلا دیا اور فرمایا: اے بھائی! تم جانتے ہو یہ دونوں انار کیا تھے؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو پہلا تھا وہ نبوت کا تھا جس میں تمھارا حصہ نہیں تھا اور رہا دوسرا تو وہ علم کا تھا جس میں تم میرے شریک ہو۔

میں نے عرض کیا: خدا آپ کا بھلا! وہ اس میں کیسے شریک تھے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا نے رسول اللہ کو کوئی علم نہیں سکھایا مگر یہ کہ آپ کو حکم دیا کہ آپ اسے علی علیہ السلام کو تعلیم دیں۔ [1]

[1] تاویل الآیات: ۷۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۱۳۹۱و۳۲۶؛ بحار الانوار: ۴۰/۲۱۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۴۳؛ بصائر الدرجات: ۲۹۲؛ تفسیر البرہان: ۳/۴۲۶؛ مدینۃ المعاجز: ۱/۳۲۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۴۱۳

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

2/1176 الکافی،۱/۲/۲۶۳/۱ الثلاثۃ عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِرُمَّانَتَيْنِ مِنَ اَلْجَنَّةِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُمَا فَأَكَلَ وَاحِدَةً وَ كَسَرَ اَلْأُخْرَى بِنِصْفَيْنِ فَأَعْطَى عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نِصْفَهَا فَأَكَلَهَا فَقَالَ يَا عَلِيُّ أَمَّا اَلرُّمَّانَةُ اَلْأُولَى اَلَّتِي أَكَلْتُهَا فَالنُّبُوَّةُ لَيْسَ لَكَ فِيهَا شَيْءٌ وَ أَمَّا اَلْأُخْرَى فَهُوَ اَلْعِلْمُ فَأَنْتَ شَرِيكِي فِيهِ.

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہؐ پر حضرت جبرئیلؑ جنّت سے دو انار لے کر نازل ہوئے اور دونوں آپؐ کو عطا کر دیئے پس آپؐ نے ان میں سے ایک کو کھالیا اور دوسرے کے دو ٹکڑے کر دیئے پس ان میں سے ایک ٹکڑا حضرت علی علیہ السلام کو دیا جو انھوں نے کھالیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! پہلا انار جو میں نے کھایا وہ نبوت کا تھا جس میں تمھارا کوئی حصہ نہیں اور دوسرا علم کا تھا جس میں تم میرے شریک ہو۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1177 الکافی،۱/۳/۲۶۳/۱ محمد عن محمد بن الحسن عن محمد بن عبد الحمید عن بزرج عن ابن أذینة عن محمد قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِرُمَّانَتَيْنِ مِنَ اَلْجَنَّةِ فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ اَلرُّمَّانَتَانِ اَللَّتَانِ فِي يَدِكَ فَقَالَ أَمَّا هَذِهِ فَالنُّبُوَّةُ لَيْسَ لَكَ فِيهَا نَصِيبٌ وَ أَمَّا هَذِهِ فَالْعِلْمُ ثُمَّ فَلَقَهَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِنِصْفَيْنِ فَأَعْطَاهُ نِصْفَهَا وَ أَخَذَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى

---

[1] مراۃ العقول:۳/۱۳۵

[2] بصائر الدرجات:۲۹۳؛المناقب:۲/۲۳۰؛بحار الانوار:۱۷/۱۳۶و۳۹/۱۱۹و۴۰/۲۱۰؛تفسیر کنز الدقائق:۱۳/۴۹۱؛تفسیر البرہان:۳/۳۴۶؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۴۴۳؛مدینۃ المعاجز:۱/۳۲۵؛مسند الامام الباقرؑ:۱/۴۲۳

[3] مراۃ العقول:۳/۱۳۵

اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نِصْفَهَا ثُمَّ قَالَ أَنْتَ شَرِيكِي فِيهِ وَ أَنَا شَرِيكُكَ فِيهِ قَالَ فَلَمْ يَعْلَمْ وَ اَللَّهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَرْفاً مِمَّا عَلَّمَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلاَّ وَ قَدْ عَلَّمَهُ عَلِيّاً ثُمَّ اِنْتَهَى اَلْعِلْمُ إِلَيْنَا ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ.

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت رسول خدا کے پاس حضرت جبرئیلؑ جنّت سے دو انار لے کر نازل ہوئے پس حضرت علی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اُنھوں نے پوچھا: آپؑ کے ہاتھ میں یہ دو انار کیسے ہیں؟

اس نے کہا: یہ ایک نبوت کا ہے جس میں آپؑ کا حصہ نہیں ہے اور دوسرا علم کا ہے۔ پھر آپؑ نے رسول اللہؐ سے ملاقات کی تو آپؐ نے اس کے دو حصے کر کے ایک حصہ حضرت علی علیہ السلام کو عطا کر دیا اور ایک خود لے لیا۔

پھر فرمایا: اس میں تم میرے شریک ہو اور میں تمہارا شریک ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! کوئی ایک حرف بھی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم نہیں دیا مگر یہ کہ وہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو تعلیم دیا، پھر یہ علم ہماری طرف منتہی ہوا ہے اور آپؑ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2]

۸۷۔ باب جهات علومهم

باب: آئمہ علیہم السلام کے علوم کی جہات

1/1178 الکافی،۱/۲۶۴/۱/۱ محمد عن أحمد عن ابن بزیع عَنْ عَمِّهِ حَمْزَةَ بْنِ بَزِيعٍ عَنْ عَلِيٍّ اَلسَّائِيِّ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: مَبْلَغُ عِلْمِنَا عَلَى ثَلاَثَةِ وُجُوهٍ مَاضٍ وَ غَابِرٍ وَ حَادِثٍ فَأَمَّا اَلْمَاضِي فَمُفَسَّرٌ وَ أَمَّا اَلْغَابِرُ فَمَزْبُورٌ وَ أَمَّا اَلْحَادِثُ فَقَذْفٌ فِي اَلْقُلُوبِ وَ

[1] تاویل الآیات: ۷۰۱؛ الاختصاص: ۲۷۹؛ تفسیر البرہان: ۳/۳۳۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۳۹۲؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۷۳؛ مدینۃ المعاجز: ۱/۳۲۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۴۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۱۵؛ بحر المعارف: ۳/۱۳۵

[2] بصائر الدرجات: ۳۱۸ و ۳۱۹؛ بحار الانوار: ۲۶/۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۹۱

نَقْرٌ فِي الْأَسْمَاعِ وَهُوَ أَفْضَلُ عِلْمِنَا وَلاَ نَبِيَّ بَعْدَ نَبِيِّنَا.

علی السائی سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ہمارا علم تین قسم کا ہے: زمانہ ماضی کا علم، آئندہ کا علم اور حادث کا علم۔ پس ماضی کا علم وہ ہے جس کی تفسیر کی گئی ہے اور جو آئندہ کا علم ہے وہ اوپر لکھا ہوا ہے اور جو حادث ہے وہ دلوں میں ڈالا جاتا ہے اور کانوں میں پھونکا جاتا ہے اور یہ ہمارے علم میں افضل ہے اور ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ [1]

بیان:

السائی بالسین المهملة و المثناة التحتانية بعد الألف منسوب إلى قرية قريبة من المدينة يقال لها الساءة الغابر هنا بمعنى الآتي بقرينة مقابلته بالماضي و في الحديث الآتي بمعنى الماضي و قد جاء بالمعنيين فمفسر أي مفسر لنا فمزبور أي مكتوب عندنا فقذف في القلوب يعني من طريق الإلهام و نقر في الإسماع أي ضرب عليها من طريق تحديث الملك كما يأتي بيانه و لما كان هذا القول منه ع يوهم ادعاءه النبوة فإن الإخبار عن الملك عند الناس مخصوص بالأنبياء رد ذلك الوهم بقوله و لا نبي بعد نبينا و ذلك لأن الفرق بين النبي و المحدث إنما هو برؤية الملك و عدم رؤيته لا السماع منه

"السائی" یہ نام منسوب ہے ایک بستی کی طرف جو مدینہ کے قریب ہے اور اس کو ساتہ کہا جاتا ہے، "الغابر" یہاں پر اس کا معنی آنے والا ہے کیونکہ یہ ماضی کے مقابلہ میں آیا ہے اور آنے والی حدیث میں یہ ماضی کے معنی میں ہے اور بیشک یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے، "فمفسر" یعنی ہمارے لیے تفسیر کرنے والا۔

"فمزبور" یعنی ہمارے پاس لکھا ہوا، "فقذف فی القلوب" پس اس نے دلوں میں ڈال دیا یعنی الہام کے طریقہ سے

"ونقر فی الاسماع" اس نے کانوں میں چونچ ماری یعنی اس نے ان پر گفتگو کے ذریعہ ضرب ماری، جیسا کہ اس بیان آئے گا۔

جب یہ قول امامؑ سے صادر ہوا تو اس سے یہ وہم کیا گیا کہ (معاذ اللہ) آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا (حالانکہ ایسا نہیں ہے) کیونکہ عام لوگوں کے نزدیک فرشتے کی طرف سے اخبار کا وارد ہونا انبیاؑ کرامؑ کے ساتھ

[1] بصائر الدرجات: ۳۱۸ و ۳۱۹؛ بحار الانوار: ۲۶/۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۹۱

مخصوص ہے (اس لیے) امامؑ نے "لا نبی بعد نبینا" ہمارے نبیؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کا قول بیان کر کے اس کی تردید کی، اس لیے کہ بیشک نبیؐ اور محدث میں فرق ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

2/1179 الکافی ۱/۲۶۴/۳/۱ علی عَنْ أَبِيهِ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ رُوِّينَا عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ عِلْمَنَا غَابِرٌ وَ مَزْبُورٌ وَ نَكْتٌ فِي ٱلْقُلُوبِ وَ نَقْرٌ فِي ٱلْأَسْمَاعِ فَقَالَ أَمَّا ٱلْغَابِرُ فَمَا تَقَدَّمَ مِنْ عِلْمِنَا وَ أَمَّا ٱلْمَزْبُورُ فَمَا يَأْتِينَا وَ أَمَّا ٱلنَّكْتُ فِي ٱلْقُلُوبِ فَإِلْهَامٌ وَ أَمَّا ٱلنَّقْرُ فِي ٱلْأَسْمَاعِ فَأَمْرُ ٱلْمَلَكِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں عرض کیا: ہم امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہمارا علم غابر ہے، مزبور ہے، دلوں میں ڈالا ہوا ہے اور کانوں میں پھونکا ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: غابر وہ علم ہے جس کا تعلق ہمارے پہلے علم سے ہے اور مزبور وہ علم ہے جو ہمارے پاس بعد میں آتا ہے اور جو ہمارے دلوں میں وارد ہوتا ہے وہ الہام ہے اور جو کانوں میں پھونکا جاتا ہے تو یہ فرشتے کا حکم ہوتا ہے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۳] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

3/1180 الکافی ۱/۲۶۴/۲/۱ محمد عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي زَاهِرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ ٱلْحَارِثِ بْنِ ٱلْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ عِلْمِ عَالِمِكُمْ قَالَ وِرَاثَةٌ مِنْ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ يُقْذَفُ فِي قُلُوبِكُمْ وَ يُنْكَتُ فِي آذَانِكُمْ قَالَ أَوْ ذَاكَ.

---

[۱] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۳۷

[۲] بصائر الدرجات: ۳۱۸؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۶۰؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۹۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۴۲

[۳] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۳۸

حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے اپنے علم کے بارے میں خبر دیجیے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام وراثت سے ہے۔

میں نے عرض کیا: ہم تو آپس میں یہ بیان کرتے ہیں کہ علم آپ حضراتؑ کے قلوب میں ڈالا جاتا ہے اور آپ حضراتؑ کے کانوں میں سنایا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں کبھی ایسے بھی ہوتا ہے۔[1]

بیان:

أو ذاك يعني قد يكون ذا و قد يكون ذاك

❂ ''اوذاک'' مایہ یعنی کبھی ''ذا'' ہوتا ہے اور کبھی ''ذاک'' ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن ابی زاھر کامل الذیارات کا راوی ہے اور علی بن موسی یعنی الکمندانی شیخ صدوق کے مشائخ میں سے ہیں اور انھوں نے اس کا ذکر جعفر بن عثمان کی طرف طریق میں کیا ہے[3] اور یہ طریق صحیح ہے[4] اور یہ توثیق بھی کافی ہے (واللہ اعلم)

۸۸ـ باب أن مستقي العلم من عندهم وأن لا حق إلا ما خرج من بيتهم عليهم السلام

باب: علم آئمہ علیہم السلام سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے اور حق صرف انہی کے گھر سے نکلتا ہے۔

1/1181 الكافی، ۱/۲/۳۹۸/۱ علی بن محمد عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ اَلْأَحْمَرِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۲۶ و ۳۲۸؛ بحار الانوار: ۲/ ۱۷۳ و ۲۶/ ۶۲ و ۱۷۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۶۹ و ۱۳۲

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۱۳۷

[3] من لا یحضرہ الفقیہ: ۴/ ۳۷۹ مشیخہ ۳۵۹

[4] روضۃ المتقین: ۲۰/ ۲۴۰

صَبَّاحٍ اَلْمُزَنِيِّ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ: لَقِيَ رَجُلٌ اَلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِالثَّعْلَبِيَّةِ وَ هُوَ يُرِيدُ كَرْبَلاَءَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ أَيِّ اَلْبِلاَدِ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ اَلْكُوفَةِ قَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ يَا أَخَا أَهْلِ اَلْكُوفَةِ لَوْ لَقِيتُكَ بِالْمَدِينَةِ لَأَرَيْتُكَ أَثَرَ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ دَارِنَا وَ نُزُولِهِ بِالْوَحْيِ عَلَى جَدِّي يَا أَخَا أَهْلِ اَلْكُوفَةِ أَ فَمُسْتَقَى اَلنَّاسِ اَلْعِلْمَ مِنْ عِنْدِنَا فَعَلِمُوا وَ جَهِلْنَا هَذَا مَا لاَ يَكُونُ.

حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ منزل ثعلبیہ پر ایک شخص امام حسین بن علی علیہ السلام سے ملا جبکہ آپؑ کربلا جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس وہ آپؑ کے پاس آیا اور آپؑ کو سلام کیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: تم کس شہر سے ہو؟

اس نے عرض کیا: میں اہل کوفہ سے ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے کوفی بھائی! اگر تو مجھے مدینہ میں ملتا تو میں تجھ کو اپنے گھر میں حضرت جبرئیلؑ کے آثار اور میرے جدؐ پر وحی نازل ہونے کی جگہ دکھاتا۔ اے کوفی بھائی! کیا لوگ ہم سے علم حاصل کریں اور عالم ہو جائیں مگر ہم جاہل رہ گئے؟ ایسا ہونا ناممکن ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2]

2/1182 الكافي ،۱/۱/۳۹۸/۱ العدة عن أحمد عن السراد قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ أَبِي اَلْحَسَنِ صَاحِبُ اَلدَّيْلَمِ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ وَ عِنْدَهُ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ اَلْكُوفَةِ: عَجَباً لِلنَّاسِ أَنَّهُمْ أَخَذُوا عِلْمَهُمْ كُلَّهُ عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَعَمِلُوا بِهِ وَ اِهْتَدَوْا وَ يَرَوْنَ أَنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ لَمْ يَأْخُذُوا عِلْمَهُ وَ نَحْنُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَ ذُرِّيَّتُهُ فِي مَنَازِلِنَا نَزَلَ اَلْوَحْيُ وَ مِنْ عِنْدِنَا خَرَجَ اَلْعِلْمُ إِلَيْهِمْ أَ فَيَرَوْنَ أَنَّهُمْ عَلِمُوا وَ اِهْتَدَوْا وَ

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۱؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۵۷ و ۴۵/ ۹۳؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۲۱۴؛ نفس المهموم: ۱۲۲؛ الصحیح من مقتل سید الشہداء: ۵۳۹؛ جواہر الحکمۃ: ۹۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۴/ ۶۹۱ و ۲/ ۲۶۷؛ منتہی الآمال: ۱/ ۲۰۵

[2] مرآۃ العقول: ۴/ ۳۰۷

جَهِلْنَا نَحْنُ وَ ضَلَلْنَا إِنَّ هَذَا لَمُحَالٌ.

یحییٰ بن عبداللہ ابی الحسن صاحب دیلم سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا جبکہ آپؑ کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے پس آپؑ فرما رہے تھے: مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر کہ جنہوں نے سارا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا ہے اور وہ اسی کے ذریعے عمل کرتے ہیں اور ہدایت حاصل کرتے ہیں مگر گمان کرتے ہیں کہ ہم آپؐ کی اہل بیتؑ نے آپؐ کا علم حاصل نہیں کیا جبکہ ہم آپؐ کی اہل بیتؑ اور آپؐ کی ذریت ہیں کہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوئی اور ہمارے پاس سے ہی علم ان لوگوں کی طرف گیا ہے تو کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے تو علم حاصل کر لیا اور ہدایت پا لی مگر ہم جاہل رہے اور گمراہ ہو گئے؟ (سنو!) یہ محال ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2]۔

3/1183 الکافی،۱/۱/۳۹۹/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: لَيْسَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَقٌّ وَ لاَ صَوَابٌ وَ لاَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقْضِي بِقَضَاءِ حَقٍّ إِلاَّ مَا خَرَجَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ إِذَا تَشَعَّبَتْ بِهِمُ الْأُمُورُ كَانَ الْخَطَأُ مِنْهُمْ وَ الصَّوَابُ مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: لوگوں میں سے کسی کے پاس حق نہیں ہے اور نہ ہی صواب ہے اور نہ ہی لوگوں میں سے کسی نے حق کا فیصلہ کیا مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام ہی سے نکلا ہے اور جب ان سے ایسے امور شائع ہوں جن میں خطا ہے تو وہ ان کی طرف سے ہیں اور جو صواب (برحق) ہوں گے وہ علی علیہ السلام کی طرف سے ہوں گے۔[3]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۸ ح ۳۳۲۲۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۰۲؛ بصائر الدرجات: ۵۱۹؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۰/ ۹۶؛ ھدایۃ الامہ: ۸/ ۴۷۳؛ بحار الانوار: ۲/ ۹۴ و ۹۵؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۱۹۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۸۳؛ امالی مفید: ۹۵؛ المحاسن: ۱/ ۱۴۶؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۵۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۲۰

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۳۰۸

[3] بصائر الدرجات: ۵۱۹؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۸؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۰۲

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

4/1184 الكافى، ١/٣/٣٩٩/١ العدة عن أحمد عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لِسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَ ٱلْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ شَرِّقَا وَ غَرِّبَا فَلاَ تَجِدَانِ عِلْماً صَحِيحاً إِلاَّ شَيْئاً خَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا أَهْلَ ٱلْبَيْتِ .

ابو مریم سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ سے فرمایا: مشرق کی طرف جاو یا مغرب کی طرف جاو پس تم دونوں صحیح علم نہیں پا سکو گے مگر وہی چیز جو ہم اہل بیت علیہ السلام کی طرف سے نکلی ہو گی۔ [2]

بیان:

سلمة هذا من رؤساء البترية كحكم و قد ورد ذمهما و لعنهما عن المعصومين عليهم السلام

یہ مسلمہ بتریہ کے روسآء میں سے ہے جیسا کہ حکم ہے اور آئمہ معصومینؑ کی طرف سے ان دونوں کی مذمت اور ان پر لعنت وارد ہوتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

5/1185 الكافى، ١/٥/٤٠٠/١ على عَنْ صَالِحِ بْنِ ٱلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ شَهَادَةِ وَلَدِ ٱلزِّنَا تَجُوزُ فَقَالَ لاَ فَقُلْتُ إِنَّ ٱلْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ يَزْعُمُ أَنَّهَا تَجُوزُ فَقَالَ ٱللَّهُمَّ لاَ تَغْفِرْ ذَنْبَهُ مَا قَالَ ٱللَّهُ لِلْحَكَمِ (إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ) فَلْيَذْهَبِ ٱلْحَكَمُ يَمِيناً وَ شِمَالاً فَوَ ٱللَّهِ لاَ يُؤْخَذُ ٱلْعِلْمُ إِلاَّ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ .

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ولد الزنا کی گواہی کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۳۰۸؛ تفقری جامع بر تصوف حر عاملی: ۲۷۳؛

[2] وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۴۳ ح ۳۳۱۶۶ و ۲۱/ ۷۷ ح ۲۷۴۳۲ و ۲۷/ ۶۹ ح ۳۳۲۲۴؛ رجال الکشی: ۲۰۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۷۴ ح ۲۱۳۲۴؛ بحار الانوار: ۲/ ۹۲ و ۴۶/ ۳۳۵؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۳۱۰؛ بصائر الدرجات: ۱۰

[3] مراۃ العقول: ۴/ ۳۰۹

جائز ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: حکم بن عتیبہ اس کو جائز سمجھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے اللہ! اس کا گناہ معاف نہ کرنا جو اللہ نے حکم کے لیے فرمایا ہے: ''اور یقیناً یہ تیرے لیے اور تیری قوم کے لیے نصیحت ہے۔ (الزخرف: ۴۴)۔'' چنانچہ حکم مشرق کی طرف جائے یا مغرب کی طرف جائے لیکن اللہ کی قسم! وہ علم حاصل نہیں کر سکے گا مگر اہل بیتؑ سے کہ جن پر جبرائیلؑ نازل ہوا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن السندی کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور اس کی ایک سند الصفار نے بھی ذکر کی ہے جو صحیح ہے[3] اور الکشی کی سند موثق ہے[4] (واللہ اعلم)

6/1186 الکافی، ۱/۲/۳۹۹/۱ العدۃ عن أحمد عن البزنطی عَنْ مُثَنًّی عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اَلْكُوفَةِ يَسْأَلُهُ عَنْ قَوْلِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ فَلاَ تَسْأَلُونِّي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ عِنْدَهُ عِلْمُ شَيْءٍ إِلاَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلْيَذْهَبِ اَلنَّاسُ حَيْثُ شَاءُوا فَوَ اَللَّهِ لَيْسَ اَلْأَمْرُ إِلاَّ مِنْ هَاهُنَا وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى بَيْتِهِ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ اہل کوفہ میں سے ایک مرد نے آپؑ سے امیر المومنین علیہ السلام کے اس قول: ''جو چاہو مجھ سے پوچھ لو پس جو تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کے متعلق تم کو خبر دوں گا۔'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جس کے پاس جو بھی علم ہے وہ امیر المومنین

---

[1] بصائر الدرجات: ۹؛ رجال الکشی: ۲۰۹؛ بحار الانوار: ۲/ ۹۱ و ۱۰۱/ ۳۱۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۷۴ ح ۲۱۳۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۶۰۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۶۷؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۳۱۱؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۷۴ ح ۳؛ مسند ابو بصیر: ۱/ ۱۲۲

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۳۱۰

[3] الانوار اللوامع: ۱۴/ ۲۱۷

[4] ایضاً

علیہ السلام کے پاس سے ہی باہر نکلا ہے پس لوگ جدھر چاہے چلے جائیں لیکن واللہ! امر نہیں ہے مگر یہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2]

7/1187 الکافی ۱/۳۹۹/۴/۱ محمد عن أحمد عن الحسين عن النضر عَنْ يَحْيَى ٱلْحَلَبِيِّ عَنْ مُعَلَّى بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي إِنَّ ٱلْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ مِمَّنْ قَالَ ٱللَّهُ (وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ ٱلْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ) فَلْيُشَرِّقِ ٱلْحَكَمُ وَلْيُغَرِّبْ أَمَا وَٱللَّهِ لاَ يُصِيبُ ٱلْعِلْمَ إِلاَّ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جَبْرَئِيلُ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: حکم بن عتیبہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے: "اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ (البقرہ:۸)" پس حکم مشرق میں ہو یا مغرب میں ہو خدا کی قسم! علم اس کو نصیب نہیں ہوگا مگر ہم اہل بیتؑ سے کہ جن پر حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [4]۔

8/1188 الکافی ۱/۴۰۰/۶/۱ العدة عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ بَدْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَلاَّمٌ أَبُو عَلِيٍّ ٱلْخُرَاسَانِيُّ عَنْ سَلاَّمِ بْنِ سَعِيدٍ ٱلْمَخْزُومِيِّ قَالَ: بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ عَابِدُ أَهْلِ ٱلْبَصْرَةِ وَٱبْنُ شُرَيْحٍ فَقِيهُ أَهْلِ مَكَّةَ وَعِنْدَ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مَيْمُونٌ ٱلْقَدَّاحُ مَوْلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۹ ح ۳۳۲۲۳؛ بصائر الدرجات: ۱۲؛ المختصر: ۲۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۷۵ ح ۲۱۳۲۷؛ بحارالانوار: ۴۰/ ۱۳۶؛ فی رحاب العقیدة: ۳/ ۱۵۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۵۱؛ ینابیع الحکمة: ۱/ ۱۲۵

[2] مرآة العقول: ۴/ ۳۰۸

[3] بصائر الدرجات: ۹؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۹ ح ۳۳۲۲۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۱۲۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۳؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۱۳۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۷۳ ح ۲۱۳۲۲؛ بحارالانوار: ۲/ ۹۱ و ۴۶/ ۳۳۵؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۴۱۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۵۶؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۴۲۲

[4] مرآة العقول: ۴/ ۳۰۹

فَسَأَلَهُ عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فِي كَمْ ثَوْبٍ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ ثَوْبَيْنِ صُحَارِيَّيْنِ وَ ثَوْبٍ حِبَرَةٍ وَ كَانَ فِي الْبُرْدِ قِلَّةٌ فَكَأَنَّمَا ازْوَرَّ عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِنَّ نَخْلَةَ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ إِنَّمَا كَانَتْ عَجْوَةً وَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فَمَا نَبَتَ مِنْ أَصْلِهَا كَانَ عَجْوَةً وَ مَا كَانَ مِنْ لُقَاطٍ فَهُوَ لَوْنٌ فَلَمَّا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ قَالَ عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ لاِبْنِ شُرَيْحٍ وَ اللَّهِ مَا أَدْرِي مَا هَذَا الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبَهُ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ ابْنُ شُرَيْحٍ هَذَا الْغُلاَمُ يُخْبِرُكَ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ يَعْنِي مَيْمُونٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَيْمُونٌ أَمَا تَعْلَمُ مَا قَالَ لَكَ قَالَ لاَ وَ اللَّهِ قَالَ إِنَّهُ ضَرَبَ لَكَ مَثَلَ نَفْسِهِ فَأَخْبَرَكَ أَنَّهُ وَلَدٌ مِنْ وُلْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عِلْمُ رَسُولِ اللَّهِ عِنْدَهُمْ فَمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِهِمْ فَهُوَ صَوَابٌ وَ مَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِمْ فَهُوَ لُقَاطٌ .

سلام بن سعید مخزومی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ عباد بن کثیر عابد بصرہ اور ابن شریح فقیہ مکہ بھی آ گئے جبکہ اس وقت آپؑ کی خدمت میں میمون قداح غلام امام محمد باقر علیہ السلام بھی موجود تھا۔ پس عباد بن کثیر نے آپؑ سے پوچھا: اے ابوعبداللہؑ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: تین کپڑوں میں: دو صحاری کپڑے اور ایک حبرہ کا کپڑا تھا چونکہ چادروں کی قلت تھی اس لیے عباد بن کثیر کا اس سے انحراف مقصود تھا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مریم علیہا السلام کا نخل (کھجور کا درخت) عجوہ تھا جو آسمان سے نازل ہوا تھا پھر اس کی جڑ سے جو شاخ پھوٹی وہ عجوہ (اصیل) ہی تھی اور جو لوگوں نے توڑا اور کھا کر پھینکا وہ لون (گھٹیا اور جنگلی) ہو گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ وہاں سے اٹھ کر چلے تو عباد بن کثیر نے ابن شریح سے کہا: سمجھ میں نہیں آتا کہ مثل ابوعبداللہؑ نے کس کے لیے کہی ہے؟

شریح نے کہا: یہ بات اس غلام (میمون) سے دریافت کر لیں کیونکہ یہ ہر وقت یہیں رہتا ہے اور ان ہی میں سے ایک فرد ہے پس یہ ضرور بتا دے گا۔

عباد بن کثیر نے میمون سے دریافت کیا تو میمون نے کہا: آپ ان کی بات نہیں سمجھے؟

عباد بن کثیر نے کہا: بخدا! کچھ نہیں سمجھ سکا۔

میمون نے کہا: انھوں نے یہ مثل اپنے متعلق کہی ہے پس میں بتاتا ہوں کہ یہ اولاد رسول اللہؐ ہیں، ان کے پاس رسول اللہ کا علم ہے جو ان کی طرف سے آئے گا وہ صحیح و درست ہوگا اور جو دوسروں کی طرف سے آئے گا وہ ردی اور جنگلی کھجور کی طرح ہوگا۔ ①

بیان:

الحبرة كعنبة برد يمانى و كان فى البرد قلة أى كان البرد يومئذ عزيزا كأنه ﷺ اعتذر عن جعل تمام الثلاثة بردا ازور عدل و انحرف و العجوة أجود تمر بالمدينة أكبر من الصيحانى يضرب إلى السواد وفى الحديث العجوة من الجنة و اللقاط بالضم ما كان ساقطا مما لا قيمة له و اللون أردأ التمر

❂ ''الحبرة'' بروزن ''عنبة'' اس سے مراد یمان کا دھاری دار کپڑا ہے اور یہ برد میں بہت کم ہوتا ہے اور اس وقت یہ زیادہ پسند کیا جاتا تھا گویا کہ امامؑ نے ان تینوں کو برد اقرار دینے سے اعتذار کیا۔

''ازور'' علیحدہ کرنا اور انحراف کرنا۔

''العجوة'' اس سے مراد کھجور ہے جو مدینہ میں پائی جاتی ہے اور یہ صیحانی سے بڑی ہوتی ہے اور حدیث میں بیان ہوا ہے:

''العجوة من الجنة''

عجوہ جنت سے ہے۔

''اللقاط'' ضمہ کے ساتھ، جو گرا ہو ہو جس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

''اللون'' اس سے مراد بدترین کھجور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے ②

---

① تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۲۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۲۹؛ بحار الانوار: ۴۷/ ۳۶۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۰۹۲؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۱۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۶۱۰ و ۷/ ۱۱۱؛ حیاۃ الامام زین العابدین بحر قرشی: ۲/ ۳۲۸

② مرآۃ العقول: ۴/ ۳۱۲

۸۹ ـ باب أنهم لو ستر عليهم لأخبروا كل امرئ بماله وعليه

باب: اگر آئمہ علیہم السلام کے راز کی حفاظت کی جاتی تو وہ ہر ایک کو اُس کے نفع اور نقصان کے بارے میں خبر دیتے

1/1189 الكافی ۱/۲٦٤/۱/۲ العدة عن أحمد عن الحسين عن فضالة عن أبان عَنْ عَبْدِ ٱلْوَاحِدِ بْنِ ٱلْمُخْتَارِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : لَوْ كَانَ لِأَلْسِنَتِكُمْ أَوْكِيَةٌ لَحَدَّثْتُ كُلَّ اِمْرِءٍ بِمَا لَهُ وَعَلَيْهِ.

عبدالواحد بن مختار سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر تمہاری زبانوں کو تالا لگایا جا سکتا تو میں ہر شخص کو اس کے ہر امر کی خبر دے دیتا جو اس کے لیے ہے اور جو اس پر ہے۔[1]

بیان:

الوكاء ككساء رباط القربة و نحوها

"الوکاء" جیسے "کساء" مشک کو باندھا اور اس طرح کی اور چیز۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2]

2/1190 الكافی ۱/۲٦٤/۲/۲ بهذا الإسناد عن أحمد عن ابن سنان عن ابن مسكان قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَصِيرٍ يَقُولُ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ أَصْحَابَ عَلِيٍّ مَا أَصَابَهُمْ مَعَ عِلْمِهِمْ بِمَنَايَاهُمْ وَبَلاَيَاهُمْ قَالَ فَأَجَابَنِي شِبْهَ ٱلْمُغْضَبِ مِمَّنْ ذَلِكَ إِلاَّ مِنْهُمْ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ ذَلِكَ بَابٌ أُغْلِقَ إِلاَّ أَنَّ ٱلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ عَلَيْهِمَا فَتَحَ مِنْهُ شَيْئاً يَسِيراً ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ أُولَئِكَ كَانَتْ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ أَوْكِيَةٌ.

---

[1] بصائر الدرجات: ۲۲۲ و ۲۲۳؛ مجمع البحرین: ۱/ ۴۵۴؛ نوادر الاخبار: ۵۵؛ غیبت نعمانی: ۳۷؛ بحار الانوار: ۲/ ۲۱۳ و ۲۶/ ۱۴۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۲۹۴؛ موسوعہ اهل البیتؑ: ۱۲/ ۸۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۵۹

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۳۹

ابن سنان سے روایت ہے کہ میں نے ابوبصیر سے سنا، وہ بیان فرماتے تھے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: حضرت علیؑ کے اصحاب پر مصیبتیں کہاں سے آئیں جبکہ وہ اپنی موت اور اپنی مصیبتوں کا علم رکھتے تھے؟

راوی کہتا ہے کہ آپؑ نے غضبناک لہجے میں مجھے جواب دیا کہ جو ہوا ان لوگوں کی اپنی وجہ سے ہوا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! پھر آپؑ کے لیے کیا چیز مانع ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ دروازہ بند ہو گیا تھا مگر یہ کہ حسین بن علی علیہما السلام نے اپنے اصحاب کے لیے تھوڑا سا اسے کھولا تھا۔

پھر فرمایا: اے ابو محمد! وہ ایسے لوگ تھے کہ ان کی زبانوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔ [1]

بیان:

كأن السائل استبعد إصابة العالم بمناياه و بلاياه ما يصيبه و لا استبعاد فی ذلك لما دريت تحقيقه فی بيان القدر من أبواب كتاب التوحيد و لهذا رده ﷺ شبه المغضب و قال ما أصابهم ما أصابهم إلا منهم قال الله سبحانه ما أَصابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِما كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ فقال السائل ما يمنعك أی من أن تخبر أصحابك بمناياهم و بلاياهم كما أخبر علی أصحابه فأجابه ع بأن باب ذلك مغلق عليهم لم يؤذن لهم فی فتحه إلا يسيرا و هو ما أخبر به الحسين ع أصحابه من ذلك ثم بين ع السبب فی إغلاق الباب عليهم دون جديه ع و هو أن أولئك كانوا كاتمين لأسرار أئمتهم و هؤلاء مذيعون لها

گویا کہ سائل نے اس بات کو رد کر دیا کہ دنیا اس پر آنے والی آفات اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گی اور اس میں کوئی استثنیٰ نہیں ہے کیونکہ میں نے کتاب التوحید کے ابواب میں اس کی تحقیق پیش کی ہے۔

اس نے غضب کی شباہت اختیار کی اور کہا کہ جو کچھ ان پر مصیبتیں آتی ہیں وہ انہیں کی طرف سے وارد ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ○

''اور تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ خود تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے۔ (سورۃ الشوریٰ: ۳۰)۔''

سوال کرنے والے کہا: آپ کو کیا چیز منع کرتی ہے؟

[1] بصائر الدرجات: ۲۶۰ و ۲۶۱؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۳۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۴۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/۱۸؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۱/۱۲۰۹

یعنی آپ کو کیا چیز منع کرتی ہے اپنے اصحاب کو منایا اور بلایا کے بارے میں خبر دینے سے جیسا کہ حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کو خبر دی تو آپ نے اس کا جواب دیا کہ اس چیز کا دروازہ ان پر بند کر دیا گیا ہے اور ان کے لیے اس کو کھولنے کی اجازت نہیں ہے مگر بہت کم اور یہ وہی ہے جو امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو بیان فرمایا اور پھر آپؑ نے اپنے جدؑ کے بغیر ان پر دروازہ بند کرنے کی وجہ بھی بیان کی یعنی کہ وہ لوگ آئمہ کرامؑ کے رازوں کو پوشیدہ رکھتے تھے اور یہ لوگ اس کا اعلان کرنے والے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

۹۰ ۔ باب التفويض إليهم في أمر الدين

باب: امر دین میں آئمہ علیہم السلام کی طرف تفویض

1/1191 الکافی،۱/۲۶۵/۱/۱ محمد عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي زَاهِرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ اَلنَّحْوِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَدَّبَ نَبِيَّهُ عَلَى مَحَبَّتِهِ فَقَالَ (وَ إِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ) ثُمَّ فَوَّضَ إِلَيْهِ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مٰا آتٰاكُمُ اَلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مٰا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (مَنْ يُطِعِ اَلرَّسُولَ فَقَدْ أَطٰاعَ اَللّٰهَ) قَالَ ثُمَّ قَالَ وَ إِنَّ نَبِيَّ اَللَّهِ فَوَّضَ إِلَى عَلِيٍّ وَ اِئْتَمَنَهُ فَسَلَّمْتُمْ وَ جَحَدَ اَلنَّاسُ فَوَ اَللَّهِ لَنُحِبُّكُمْ أَنْ تَقُولُوا إِذَا قُلْنَا وَ أَنْ تَصْمُتُوا إِذَا صَمَتْنَا وَ نَحْنُ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا جَعَلَ اَللَّهُ لِأَحَدٍ خَيْراً فِي خِلاَفِ أَمْرِنَا.

اسحاق نحوی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت پر اپنے رسولؐ کی تربیت کی اور فرمایا: ''اور بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔ (القلم: ۴)۔'' پھر آپؐ کو تفویض کر دیا اور فرمایا: ''اور جو رسول تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۴۰

منع کریں اس سے باز رہو۔(الحشر:۷)۔" نیز اس نے فرمایا: "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔(النساء:۸۰)۔"

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حضرت علی علیہ السلام کو تفویض کر دیا اور ان کو امین قرار دیا پس تم نے اس کو قبول کیا اور لوگوں نے انکار کر دیا تو خدا کی قسم! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ جب ہم کہیں تو تم بھی کہو اور جب ہم چپ رہیں تو تم بھی چپ رہو اور ہم تمہارے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں اور ہمارے امر کے مخالف کے لیے خدا نے کوئی بھلائی نہیں رکھی۔ ①

بیان:

أدب نبيه على محبته يعني علمه و فهمه ما يوجب تأديه بأدب الله و تخلقه بأخلاق الله لحبه إياه أو حال كونه محبا له و هذا مثل قوله سبحانه وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ [4] أو علمه ما يوجب محبة الله له أو محبته لله التي هي سبب لسعة الخلق و عظم الحلم و في قوله ع أن تقولوا إذا قلنا و أن تصمتوا إذا صمتنا دلالة واضحة على نفي الاجتهاد و القول بالرأي

"ادب نبیہ علی محبتہ" اس نے اپنی نبیؐ کو اپنی محبت کا ادب سکھایا۔یعنی اس نے آپؐ کو تعلیم دی اور آپؐ کو وہ چیز سمجھاتی جو موجب بنتی ہے اس چیز کی کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے اخلاقیات کو اپنایا کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے ہی محبت کرتے ہیں یا آپ کا حال یہ ہے کہ آپ اس کے محب میں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ ۝

"وہ اس کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں۔(سورۃ الانسان:۸)۔"

یا پھر اس نے آپؐ کو ہو چیز تعلیم دی جو موجب بنتی ہے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ آپؐ سے محبت کرے اور یہ سبب ہے اخلاق اور عظیم حلم کی وسعت کا۔

امامؑ کا فرمان ہے!

ان تقولوا رذا قلنا و ان تصمتوا اذا صمتنا ۝

تم کہو اس وقت جب ہم کہیں اور اس وقت خاموشی اختیار کرو جب ہم خاموش رہیں۔

---

① الاصول الستۃ عشر: ۱۷۱؛ تفسیر البرہان: ۵/۳۳۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۸۲؛ الفصول المہمہ: ۱/۶۴۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/۲۷۲ ح ۲۱۳۱۸؛ بحار الانوار: ۲/۹۵ و ۱۷/۳ و ۲۳/۲۹۵ و ۲۵/۳۳۴؛ تفسیر العیاشی: ۱/۲۵۹؛ المحاسن: ۱/۱۶۲؛ فضائل الشیعہ: ۳۴؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۵۲۰؛ مسند الامام الصادق: ۳/۱۵۰

یہ واضح ترین دلیل ہے اجتہاد اور ذاتی رائے کی نفی پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن ابی زاھر کامل الزیارات کا راوی ہے [2] اور علی بن اسماعیل بھی ثقہ ہے کیونکہ ابن ابی عمیر اس سے روایت کرتا ہے [3] (واللہ اعلم)

2/1192 الكافی،١/١/٢٦٥/١ العدة عن أحمد عن التميمی عن عاصم عن أبی إسحاق عن أبی جعفر عليه السّلام: نحوه.

ابو اسحاق نے امام محمد باقرؑ اس جیسی حدیث روایت کی ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [5]

3/1193 الكافی،١/٣/٢٦٦/١ العدة عن أحمد الكافی،١/٥/٢٦٧/١ محمد عن أحمد عن الحجال عن ثعلبة الكافی،١/٥/٢٦٧/١ القميان عن ابن فضال عن ثعلبة عَنْ زُرَارَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ وَ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولاَنِ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَوَّضَ إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَمْرَ خَلْقِهِ لِيَنْظُرَ كَيْفَ طَاعَتُهُمْ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (مٰا آتٰاكُمُ اَلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مٰا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا)

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، دونوں حضرات فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا امر اپنے نبیؐ کے سپرد اس لیے کیا تا کہ وہ دیکھے کہ ان لوگوں کی اطاعت کیسی ہے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "رسول جو کچھ تم کو دیں لے لو اور جس امر سے منع کریں اس سے باز

---

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۱۳۲

[2] کامل الزیارات: ۸۸ اباب ۲۷ ح ۳

[3] تہذیب الاحکام: ۹/ ۱۵۷ ح ۶۴۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۹/ ۲۰۶ ح ۲۴۴۳۴

[4] بصائر الدرجات: ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۱۶۸ و ۱۶۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۸۰ و ۲۸۱؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۶؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۴ و ۲۵/ ۳۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۵۱؛ غایۃ المرام: ۵/ ۱۳۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۷/ ۹۹

[5] مراۃ العقول: ۳/ ۱۳۲

رہو۔(الحشر:۷)۔''[1]

بیان:

لینظر کیف طاعتهم یعنی طاعتهم للرسول ص کما یأتی فی خبر زرارة و إنما اختبرهم بذلك لأن طاعة بنی نوع واحد بعضهم لبعض مما یکبر فی الصدور و تشمئز منه النفوس و إذا تحقق ذلك کما ینبغی دل علی إخلاص النیة فی الطاعة لله عز و جل

''لینظر کیف طاعتهم'' تا کہ وہ دیکھے کہ کیسے ان کی اطاعت ہوتی ہے۔یعنی ان کا رسول خداؐ کی اطاعت کرنا۔جیسا کہ خبر زرارہ میں آئے گا اور بیشک انہوں نے ان کو اس کی خبر دی کیونکہ ایک نوع رکھنے والوں کی ایک دوسرے کی اطاعت کرنا سینوں میں تکبر کا باعث ہے جب یہ متحقق ہو گیا جیسا خلوص نیت کو دلیل قائم کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند صحیح اور دوسری سند موثق کالصحیح اور تیسری سند صحیح ہے [2]

4/1194 الکافی ۱/۸/۲۶۷/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ قَالَ وَجَدْتُ فِي نَوَادِرِ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لاَ وَ اَللَّهِ مَا فَوَّضَ اَللَّهُ إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ إِلاَّ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِلَى اَلْأَئِمَّةِ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ اَلْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ اَلنَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اَللَّهُ) وَ هِيَ جَارِيَةٌ فِي اَلْأَوْصِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ .

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو تفویض نہیں کیا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کے۔خدا نے فرمایا ہے: ''ہم نے سچی کتاب کو تم پر نازل کیا ہے تا کہ جو کچھ اللہ نے تم کو دکھایا ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان حکم کرو۔(النساء:۱۰۵)۔'' اور یہ اوصیا میں بھی جاری ہے۔[3]

---

[1] بصائر الدرجات:۸۰ ۷۹ و۳۸۰ و۳۷۹ ۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/۱۶۸ و۱۶۹؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۲۸۰ و۲۸۱؛ تفسیر البرہان:۵/۳۳۷ و۳۳۸ و۳۳۹؛ بحار الانوار:۱۷/۴ و۲۵/۳۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ:۱/۳۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۱۵۱؛ غایۃ المرام:۵/۱۳۳؛ موسوعہ اھل البیتؑ:۱۷/۹۹

[2] مرآۃ العقول:۳/۱۵۰ و۱۵۳

[3] بصائر الدرجات:۳۸۶؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۴۶؛ تفسیر الصافی:۱/۴۹۶؛ اثبات الھداۃ:۲/۱۳۶؛ تفسیر البرہان:۲/۱۶۹؛ بحار الانوار:۱۷/۶ و ۲۵/۳۳۴؛ الاختصاص:۳۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۳۱؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۱۵۳

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان تحقیق سے ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/1195 الكافی ١/٢/٢٦٦/١ الثلاثة عن ابن أذينة عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لِبَعْضِ أَصْحَابِ قَيْسٍ اَلْمَاصِرِ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَدَّبَ نَبِيَّهُ فَأَحْسَنَ أَدَبَهُ فَلَمَّا أَكْمَلَ لَهُ اَلْأَدَبَ قَالَ: (إِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ) ثُمَّ فَوَّضَ إِلَيْهِ أَمْرَ اَلدِّينِ وَ اَلْأُمَّةِ لِيَسُوسَ عِبَادَهُ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (مٰا آتٰاكُمُ اَلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مٰا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) وَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ مُسَدَّداً مُوَفَّقاً مُؤَيَّداً بِرُوحِ اَلْقُدُسِ لاَ يَزِلُّ وَ لاَ يُخْطِئُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَسُوسُ بِهِ اَلْخَلْقَ فَتَأَدَّبَ بِآدَابِ اَللَّهِ ثُمَّ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ اَلصَّلاَةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ فَأَضَافَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى اَلرَّكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَ إِلَى اَلْمَغْرِبِ رَكْعَةً فَصَارَتْ عَدِيلَ اَلْفَرِيضَةِ لاَ يَجُوزُ تَرْكُهُنَّ إِلاَّ فِي سَفَرٍ وَ أَفْرَدَ اَلرَّكْعَةَ فِي اَلْمَغْرِبِ فَتَرَكَهَا قَائِمَةً فِي اَلسَّفَرِ وَ اَلْحَضَرِ فَأَجَازَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ ذَلِكَ كُلَّهُ فَصَارَتِ اَلْفَرِيضَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ سَنَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلنَّوَافِلَ أَرْبَعاً وَ ثَلاَثِينَ رَكْعَةً مِثْلَيِ اَلْفَرِيضَةِ فَأَجَازَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ ذَلِكَ وَ اَلْفَرِيضَةُ وَ اَلنَّافِلَةُ إِحْدَى وَ خَمْسُونَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَانِ بَعْدَ اَلْعَتَمَةِ جَالِساً تُعَدُّ بِرَكْعَةٍ مَكَانَ اَلْوَتْرِ وَ فَرَضَ اَللَّهُ فِي اَلسَّنَةِ صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ سَنَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ صَوْمَ شَعْبَانَ وَ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فِي كُلِّ شَهْرٍ مِثْلَيِ اَلْفَرِيضَةِ فَأَجَازَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ ذَلِكَ وَ حَرَّمَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْخَمْرَ بِعَيْنِهَا وَ حَرَّمَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمُسْكِرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ فَأَجَازَ اَللَّهُ لَهُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَ عَافَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَشْيَاءَ وَ كَرِهَهَا وَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَهْيَ حَرَامٍ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا نَهْيَ إِعَافَةٍ وَ كَرَاهَةٍ ثُمَّ رَخَّصَ فِيهَا فَصَارَ اَلْأَخْذُ بِرُخَصِهِ وَاجِباً عَلَى اَلْعِبَادِ كَوُجُوبِ مَا يَأْخُذُونَ بِنَهْيِهِ وَ عَزَائِمِهِ وَ لَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِيمَا نَهَاهُمْ عَنْهُ نَهْيَ حَرَامٍ وَ لاَ فِيمَا أَمَرَ بِهِ أَمْرَ فَرْضٍ لاَزِمٍ فَكَثِيرُ

[1] مرآۃ العقول: ۳/۱۵۴

الْمُسْكِرِ مِنَ الْأَشْرِبَةِ نَهَاهُمْ عَنْهُ نَهْيَ حَرَامٍ لَمْ يُرَخِّصْ فِيهِ لِأَحَدٍ وَلَمْ يُرَخِّصْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِأَحَدٍ تَقْصِيرَ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ ضَمَّهُمَا إِلَى مَا فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَلْ أَلْزَمَهُمْ ذَلِكَ إِلْزَاماً وَاجِباً لَمْ يُرَخِّصْ لِأَحَدٍ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا لِلْمُسَافِرِ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يُرَخِّصَ شَيْئاً مَا لَمْ يُرَخِّصْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَوَافَقَ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَمْرَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَهْيُهُ نَهْيَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَوَجَبَ عَلَى الْعِبَادِ التَّسْلِيمُ لَهُ كَالتَّسْلِيمِ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے اپنے ایک صحابی قیس الماصر سے فرمایا: خدا نے اپنے نبیؐ کو ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا پس جب آپؐ کو ادب میں کمال حاصل ہوا تو اس نے فرمایا: ”بے شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔(القلم: ۴)۔“ پھر امر دین اور اُمت کو آپؐ کے سپرد کر دیا تا کہ وہ خدا کے بندوں کی تاسیس کریں پس خدا نے فرمایا: ”جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔(الحشر: ۷)۔“ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راست پر تھے، توفیق دیئے ہوئے تھے اور روح القدس کے تائید کیے گئے تھے، مخلوق کی تاسیس کے متعلق نہ ان سے کوئی لغزش سرزد ہوئی اور نہ کوئی خطا ہوئی پس آپؐ نے لوگوں کو آداب الٰہی سے مودب کیا۔ یقیناً خدا نے نماز کی پس رسول اللہؐ نے دو رکعت کا اضافہ کر دیا البتہ مغرب میں ایک رکعت کیا جو فریضہ کی مثل قرار پائیں کہ جن کا ترک کرنا جائز نہیں سوائے سفر کے اور مغرب کی نماز میں جو ایک رکعت کا اضافہ ہوا تھا وہ سفر و حضر میں وہ باقی رہا پس اللہ نے اس کو کلی طور پر نافذ کر دیا پس سترہ رکعتیں فریضہ قرار پائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونتیس رکعتیں سنتیں قرار دیں جو مثل فریضہ ہیں تو اللہ نے ان کو بھی نافذ کر دیا۔ چنانچہ فریضہ و نافلہ مل کر اکیاون رکعتیں ہو گئیں جن میں سے دو رکعت بعد نماز عشاء بیٹھ کر پڑھی جاتی ہیں جو وتر کی جگہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے اور اللہ نے سال میں ماہ رمضان کے روزوں کو فرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ شعبان اور ہر ماہ میں تین روزوں کو سنت قرار دیا جو فریضہ کے مثل ہیں پس اللہ نے ان کو بھی نافذ کر دیا اور خدا نے عین شراب کو حرام قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور مشروب کو حرام قرار دے دیا تو اللہ نے اس کو بھی کلی طور پر نافذ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ چیزوں سے پرہیز کیا اور ان سے کراہت فرمائی لیکن آپؐ نے ان کو حرام ممانعت کے ساتھ منع نہیں کیا بلکہ ایسی ممانعت کے ساتھ منع کیا تھا جس سے آپ نے پرہیز کیا اور ناپسند کیا۔ پھر اس نے ان میں رخصت عطا فرمائی تو اس کی رخصت کو مدنظر رکھنا اس کے بندوں

پر اسی طرح واجب ہو گیا جس طرح اس کی ممانعتوں اور احکام پر عمل کرنا ان پر فرض ہے اور رسول اللہؐ نے ان کو اس کام میں رخصت نہیں دی جس میں حرام ممانعت کے ساتھ نہی فرمائی اور نہ ہی اس کا امر دیا کہ جس میں کچھ فرض و لازم ہو پس آپؐ نے بہت سارے نشہ آور مشروبات سے حرام ممانعت کے ساتھ نہی فرمائی جن میں کسی ایک کو بھی رخصت نہیں ہے اور رسول اللہؐ نے کسی کو اجازت نہیں دی کہ وہ دو رکعتیں قصر کرے جو اللہ نے مقرر کی ہیں بلکہ اس نے انہیں واجب و لازم قرار دیا ہے۔ کسی ایک کو بھی اس سلسلے میں اجازت نہیں دی سوائے مسافر کے اور کسی کو کسی چیز کی اجازت دینے کا حق نہیں ہے جب تک کہ رسول اللہؐ اس کی اجازت نہ دیں پس رسول اللہؐ کا امر اللہ کے امر کے موافق ہے اور آپؐ کی نہی اللہ کی نہی ہے اور لوگوں پر آپؐ کی تسلیم اللہ کی تسلیم کی طرح واجب ہے۔ ①

بیان:

قیس الماصر هو من المتكلمين تعلم الكلام من علي بن الحسين ع و صحب الصادق ع و هو من أصحاب مجلس الشامي و عاف رسول الله ص أشياء و كرهها و ذلك مثل لحوم الحمر الأهلية و طائفة من الحيوانات كما يأتي في كتاب المطاعم و يستفاد من فحوى قوله ع فكثير المسكر من الأشربة نهاهم عنه نهي حرام إن القليل منه ليس بحرام و إنما تحريم القليل مختص بالخمر بعينها و فيه إشكال لما يأتي في كتاب المطاعم من أن قليله و كثيره حرام كالخمر و لعله ع اكتفى بذكر الكثير لأن المخاطب كان لا يحتمل حرمة القليل لأنه كان من المخالفين الذين يحلون القليل منه الذي لا يسكر

❂ ''قیس الماصر'' یہ شخص متکلمین میں سے ہے، اس نے علم کلام کی تعلیم امام علیؑ ابن الحسینؑ سے حاصل کی تھی اور امام جعفر صادقؑ کی صحبت میں رہا اور یہ مجلس شامی کے اصحاب میں سے تھا۔

''عاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ أشیاء و کرھھا'' رسول خداؐ نے چند اشیاء سے معاف کیا اور ان کو مکروہ قرار دیا اور یہ پالتو گدھے کے گوشت کی طرح ہے اور حیوانات میں سے ایک قسم جیسا کہ کتاب المطاعم میں آنے گا۔ پس آپؐ نے بہت سے نشہ آور مشروبات جن سے منع فرمایا وہ حرام ہے کیونکہ اس میں قلیل حرمت نہیں ہے لیکن قلیل کی ممانعت خود شراب کے لیے مخصوص ہے اور اس میں اشتعال ہے جیسا کہ کتاب المطاعم میں آئے گا کہ یہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے جیسے شراب اور شاید امامؑ کثیر کے ذکر کو کافی اس

① تفسیر البرہان: ۵/ ۳۳۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۸۰؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۴؛ وسائل الشیعہ: ۴/ ۴۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۵۲

ہے سمجھا کیونکہ مخاطب قلیل کی حرمت کا متحمل نہیں تھا اس لیے کہ وہ مخالفین میں تھا کہ جو اس قلیل شراب کو حلال قرار دیتے ہیں جس سے نشہ نہیں ہوتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

6/1196 الكافي، ۱/۲۶۵/۱، ۱/۲/۲ علي عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ يُونُسَ عَنْ بَكَّارِ بْنِ بَكْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَشْيَمَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَخْبَرَهُ بِهَا ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ دَاخِلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ تِلْكَ الْآيَةِ فَأَخْبَرَهُ بِخِلاَفِ مَا أَخْبَرَ بِهِ الْأَوَّلَ فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى كَأَنَّ قَلْبِي يُشْرَحُ بِالسَّكَاكِينِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي تَرَكْتُ أَبَا قَتَادَةَ بِالشَّامِ لاَ يُخْطِئُ فِي الْوَاوِ وَ شِبْهِهِ وَ جِئْتُ إِلَى هَذَا يُخْطِئُ هَذَا الْخَطَأَ كُلَّهُ فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ آخَرُ فَسَأَلَهُ عَنْ تِلْكَ الْآيَةِ فَأَخْبَرَهُ بِخِلاَفِ مَا أَخْبَرَنِي وَ أَخْبَرَ صَاحِبَيَّ فَسَكَنَتْ نَفْسِي فَعَلِمْتُ أَنَّ ذَلِكَ مِنْهُ تَقِيَّةٌ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ لِي يَا ابْنَ أَشْيَمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَوَّضَ إِلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَقَالَ (هٰذا عَطاؤُنا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسابٍ) وَ فَوَّضَ إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ: (ما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ ما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) فَمَا فَوَّضَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَدْ فَوَّضَهُ إِلَيْنَا.

موسیٰ بن اشیم سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور قرآن کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا اور آپؑ نے اسے جواب دیا۔ پھر کچھ دیر بعد ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے بھی اسی آیت کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے اسے پہلے جواب کے خلاف جواب دیا۔ اس اختلاف سے میرے دل میں وہ داخل ہوگیا جو اللہ نے چاہا گویا کہ میرے دل کو چھریوں سے کاٹا جا رہا ہو۔ پس میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے شام میں ابو قتادہ کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ ایک واو میں بھی غلطی اور اشتباہ نہیں

[1] مرآۃ العقول: ۳/۱۵۲؛ شرح تجرید الاصول نراقی: ۶/۳۸۷؛ دوازدہ رسالہ فقہی دربارہ نماز جمعہ از روزگار صفوی جعفریان: ۵۳۴

[2] الامامۃ الالٰہیہ: ۲/۲۳۳؛ سند العروۃ (صلاۃ المسافر) ۱۲؛ ینابیع الاحکام: ۳/۲۱؛ انوار الفقاہۃ (مکاسب ـ البیع) ۵۲۱؛ الصحابۃ بین العدالۃ والعصمۃ: ۴۶۰

کرتا تھا اور ان کے پاس آیا ہوں کہ یہ ہر بات میں غلطی پر غلطی کرتے ہیں۔ ابھی ہم اسی حال میں تھے کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی آپؑ سے اسی آیت کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے اس کو ایسا جواب دیا جو میرے جواب اور میرے ساتھی کے جواب کے خلاف تھا۔ پس میرے دل کو سکون آ گیا اور میں نے یہ جان لیا کہ آپؑ نے تقیہ میں جواب دیئے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابن اشیم! اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داود علیہ السلام کو تفویض کر کے فرمایا: "یہ ہماری بخشش ہے چاہے کسی کو دے کر اس پر احسان رکھو اور چاہے اسے بغیر حساب روک کے رہو۔ (ص: ۳۹)۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تفویض کرتے ہوئے فرمایا: "رسول جو تمہیں دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ (الحشر: ۷)۔" پس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تفویض کیا گیا وہ ہمیں بھی تفویض کیا گیا ہے۔ [1]

بیان:

السکاکین جمع سکین ما أخبرنی کأنه کان شریکا للسائل الأول فیما أخبره به فی الاستماع و التوجه و لهذا نسبه إلى نفسه فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ أعط من شئت و امنع من شئت

- "السکاکین" یہ جمع ہے "سکین" کی "ما اخبرنی" جس کے خبر انہوں نے مجھے دی، گویا کہ وہ پہلے سائل کا شریک تھا اس چیز میں جس کی اس کو خبر دی گئی۔ "فامنن او امسك" تو جس کو چاہے عطا کر اور جس سے چاہے روک دے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

7/1197 الکافی، ۱/۲۶۷/۶/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَدَّبَ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا اِنْتَهَى بِهِ إِلَى مَا أَرَادَ قَالَ لَهُ ﴿إِنَّكَ لَعَلى‏ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ فَفَوَّضَ إِلَيْهِ دِينَهُ فَقَالَ ﴿وَ ما آتاكُمُ اَلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ ما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ وَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ اَلْفَرَائِضَ وَ لَمْ يَقْسِمْ

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۸۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۳۶۱؛ تفسیر البرہان: ۵/۳۳۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۱۹۷و۱۱/۲۴۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/۱۳۶؛ بحار الانوار: ۴۷/۵۰و۲۵/۳۳۲؛ الاختصاص: ۳۳۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۵۰؛ عقود المرجان: ۴/۲۵۹

[2] مرآۃ العقول: ۳/۱۳۹

لِلْجَدِّ شَيْئاً وَإِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَطْعَمَهُ اَلسُّدُسَ فَأَجَازَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ لَهُ ذَلِكَ وَذَلِكَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ).

اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی تادیب فرمائی اور جب یہ انتہی کو پہنچی کہ جیسا اس نے ارادہ کیا تھا تو اس نے فرمایا: ''آپ خلق عظیم پر ہیں۔(القلم:۴)۔''پس اپنا دین ان کو تفویض کر دیا تو فرمایا: ''جو رسول تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔(الحشر:۷)۔''اور اللہ تعالیٰ نے فرائض (میراث) کو فرض قرار دیا تو اس میں جدؔ کے لیے کوئی حصہ قرار نہ پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے طعام کے لیے چھٹا حصہ معین کر دیا پس اللہ نے اُسے نافذ کر دیا اور اسی سلسلے میں اللہ کا یہ قول ہے: ''یہ ہماری عطا ہے چاہے کسی کو عطا کرو یا بغیر حساب کے روک لو۔(ص:۳۹)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے لیکن میرے (مجلسی) کے نزدیک معتبر ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ علی التحقیق ہے (واللہ اعلم)

8/1198 الکافی،۱/۲۶۷/۷ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَضَعَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ دِيَةَ اَلْعَيْنِ وَدِيَةَ اَلنَّفْسِ وَحَرَّمَ اَلنَّبِيذَ وَكُلَّ مُسْكِرٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَضَعَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ جَاءَ فِيهِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ لِيَعْلَمَ مَنْ يُطِيعُ اَلرَّسُولَ مِمَّنْ يَعْصِيهِ.

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آنکھ کی دیت اور جان کی دیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا اور جو کی شراب اور ہر نشہ آور چیز کو بھی آپؐ نے حرام قرار دیا۔

ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا: کیا کسی چیز کے بارے کوئی حکم نازل ہوئے بغیر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حرام کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں تا کہ علم ہو جائے کہ کون رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے اور کون معصیت کرتا ہے۔[3]

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۷۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۲۴۳ و ۱۳/ ۱۲۹؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۵ و ۱۰۱/ ۳۴۲؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۳۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۸۲ و ۴/ ۴۶۱

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۱۵۳

[3] وسائل الشیعہ: ۲۵/ ۳۵۴؛ بصائر الدرجات: ۳۸۱؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۶ و ۲۵/ ۳۳۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/ ۱۵۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۵/ ۲۶۱ و ۲۸۹

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی بن محمد تحقیق سے ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

9/1199 الكافى ١/٩/٢٦٨/١ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ اَلْمِيثَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَدَّبَ رَسُولَهُ حَتَّى قَوَّمَهُ عَلَى مَا أَرَادَ ثُمَّ فَوَّضَ إِلَيْهِ فَقَالَ عَزَّ ذِكْرُهُ: (مٰا آتٰاكُمُ اَلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مٰا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) فَمَا فَوَّضَ اَللَّهُ إِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَدْ فَوَّضَهُ إِلَيْنَا.

محمد بن حسن المیثمی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ نے اپنے رسولؐ کی تادیب فرمائی یہاں تک کہ جواس نے چاہاوہ بنا دیا تو پھر امر دین کو آپؐ کے سپرد کیا اور فرمایا: ''جو رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ (الحشر: ۷)۔'' پس جو کچھ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تفویض کیا پس وہ ہمیں بھی تفویض کیا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]۔

10/1200 الكافى ١/١٠/٢٦٨/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنْ صَنْدَلٍ اَلْخَيَّاطِ عَنْ زَيْدٍ اَلشَّحَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: هٰذٰا عَطٰاؤُنٰا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسٰابٍ قَالَ أَعْطَى سُلَيْمَانَ مُلْكاً عَظِيماً ثُمَّ جَرَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ فِي رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَكَانَ لَهُ أَنْ يُعْطِيَ مَا شَاءَ مَنْ شَاءَ وَ أَعْطَاهُ اَللَّهُ أَفْضَلَ مِمَّا أَعْطَى سُلَيْمَانَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: مٰا آتٰاكُمُ اَلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مٰا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا.

الشحام سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''یہ ہماری عنایت ہے جسے چاہو

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۵۴

[2] بصائر الدرجات: ۳۸۳؛ تفسیر الصافی: ۵/۱۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۲۸۲؛ بحار الانوار: ۱۷/۶ و ۲۵/۳۳۲؛ غایۃ المرام: ۵/۱۳۲؛ المختصر: ۲۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۵۱

[3] مراۃ العقول: ۳/۱۵۵

دے دو یا جس سے چاہے روک لو اس کا کوئی حساب نہیں۔(ص:۳۹)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: خدا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی تھی پھر یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جاری ہوئی پس آپؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار تھا کہ جس کو جو چاہیں عطا کریں اور اللہ نے جو کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا تھا اس سے افضل آپؐ کو عطا کیا۔ کیسا کہ اللہ کا یہ قول ہے: "جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔(الحشر:۷)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2]

11/1201 الکافی ۱/۲۵۱/۱۰،۱/۴۰/۱ السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَفِيِّكَ وَ خَلِيلِكَ وَ نَجِيِّكَ اَلْمُدَبِّرِ لِأَمْرِكَ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: یا اللہ! رحمت نازل کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تیرے برگزیدہ ہیں، تیرے خلیل ہیں، تیرے نجیب ہیں اور تیرے امر کی تدبیر کرنے والے ہیں۔[3]

بیان:

یأتی فی باب بدو خلقهم علیهم السلام ما یناسب هذا الباب

✪ یہ "باب بدو خلقهم علیهم السلام" میں آئے گا جو اس باب کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر ہے اگرچہ کلینی ابن محبوب سے (بلاواسطہ) روایت نہیں کرتے ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان صحیح اسناد کا توسط اسی باب کے اوائل میں گزر چکا ہے کہ عدة من اصحابنا عن احمد بن محمد عن ابن محبوب[4] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کلینی نے ابن محبوب کی کتاب سے بلاواسطہ

---

[1] تفسیر البرہان:۵/۳۳۸و۳۳۸/۶۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۱/۲۴۵و۱۳۹/۱۳۹؛ تفسیر الصافی:۴/۳۰۱؛ بحار الانوار:۱۷/۷؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۴۶۱ و۵/۲۸۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ:۱۸/۹۰و۱۰۲و۱۷/۹۸؛ غایۃ المرام:۵/۱۳۲

[2] مرآۃ العقول:۳/۱۵۵

[3] بحار الانوار:۱۶/۳۷۱

[4] مرآۃ العقول:۵/۲۷۲

حدیث نقل کرلی ہو (واللہ اعلم)

۹۱ ـ باب أنهم ليسوا بأنبياء ولكنهم محدثون

باب: آئمہ علیہم السلام نبی نہیں ہیں بلکہ وہ محدث ہیں

1/1202 الكافي، ١/٢٧٠/١/٧ العدة عن أحمد عن الحسين عن عبد الله بن بحر عن ابن مسكان عن البصري عن محمد قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلْأَئِمَّةُ بِمَنْزِلَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلاَّ أَنَّهُمْ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَ لاَ يَحِلُّ لَهُمْ مِنَ اَلنِّسَاءِ مَا يَحِلُّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَّا مَا خَلاَ ذَلِكَ فَهُمْ فِيهِ بِمَنْزِلَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: آئمہ علیہم السلام بمنزلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر یہ کہ وہ نبی نہیں ہیں اور ان کے لیے اتنی عورتیں حلال نہیں جتنی نبی کے لیے حلال ہیں پس اس کو چھوڑ کر باقی سب میں وہ بمنزلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میری تحقیق میں حدیث کا حسن ہونا بعید نہیں ہے کیونکہ عبداللہ بن بحر تفسیر القمی کا راوی ہے اور بعض علماء نے اس کی روایات کو بلکہ اسی سند کو دوسری جگہ معتبر [3] یا پھر بعض نے موثق یا صحیح قرار دیا ہے [4] (واللہ اعلم)

2/1203 الكافي، ١/٢٦٨/١/١ القميان عن صفوان عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا مَوْضِعُ اَلْعُلَمَاءِ قَالَ مِثْلُ ذِي اَلْقَرْنَيْنِ وَ صَاحِبِ سُلَيْمَانَ وَ صَاحِبِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

حمران بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: علماء کا کیا مقام ہے؟

---

[1] بحارالانوار: ۲۶/ ۶۰ ح ۳ و ۲۷/ ۵۰ ح ۱؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۴۷ ح ۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/ ۲۲۱

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۶۱

[3] مصباح المنہاج (التجارۃ): ۱/ ۲۸۷

[4] مدارک العروۃ اشتہاردی: ۱/ ۱۷۱

آپؑ نے فرمایا: صاحب ذوالقرنین علیہ السلام، صاحب سلیمان علیہ السلام اور صاحب موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہے۔[1]

بیان:

أريد بالعلماء الأئمة المعصومون ص و بذى القرنين إسكندر الرومي و بصاحب سليمان آصف بن برخيا و بصاحب موسى يوشع بن نون روى علي بن إبراهيم رحمه الله في تفسيره عن أمير المؤمنين عليه السلام أنه سئل عن ذي القرنين أ نبيا كان أم ملكا فقال لا نبيا و لا ملكا عبد أحب الله فأحبه الله و نصح لله فنصح له فبعثه إلى قومه فضربوه على قرنه الأيمن فغاب عنهم ما شاء الله أن يغيب ثم بعثه الثانية فضربوه على قرنه الأيسر فغاب عنهم ما شاء الله أن يغيب ثم بعثه الثالثة فمكن الله له في الأرض و فيكم مثله يعني نفسه الحديث

✪ میری مراد علماء سے آئمہ معصومینؑ میں اور ذوالقرنین سے مراد اسکندر رومی ہے صاحب سلیمانؑ سے مراد جناب آصف بن برخیا میں، صاحب موسیٰؑ سے مراد یوشع بن نون میں۔

علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں امیر المومنینؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ سے ذوالقرنین کے بارے سوال کیا گیا کہ کیا نبی تھے یا فرشتہ تو آپؑ نے فرمایا: نہ وہ نبی تھے اور نہ ہی وہ کوئی فرشتہ تھے بلکہ وہ ایک ایسے بندے تھے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا تھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نصیحت حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیحت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کو مارا پس انہوں نے غیبت اختیار کی جب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب رکھنے کا ارادہ کیا، اس کے بعد پھر دوسری بار ان کو بھیجا تو ان لوگوں نے پھر ان کو مارا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو غیبت میں رکھا جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ان کو غیبت میں رکھنے کا تھا اس کے بعد تیسری بار پھر بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین میں قدرت و طاقت عطا فرمائی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1204 الكافي، ١/٥/٢٦٩/١ الثلاثة عن ابن أذينة عن العجلي عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا مَنْزِلَتُكُمْ وَ مَنْ تُشْبِهُونَ مِمَّنْ مَضَى قَالَ صَاحِبُ مُوسَى وَ ذُو

---

[1] الاختصاص: ۳۰۹؛ تفسیر البرہان: ۳/۶۸۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۱۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۷۵؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۷۳؛ بصائر الدرجات: ۳۶۵؛ الفرید: ۵/ ۷۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۳۰؛ ینابیع المعاجز: ۱۲۸

[2] مرآۃ العقول: ۳/۱۵۶

اَلْقَرْنَيْنِ كَانَا عَالِمَيْنِ وَلَمْ يَكُونَا نَبِيَّيْنِ۔

العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ کی منزلت کیا ہے اور گزشتہ لوگوں میں سے آپ کس سے مشابہ ہیں؟

آپ نے فرمایا: صاحب موسیٰ اور ذوالقرنین سے (مشابہ ہیں) جو دونوں عالم تھے مگر وہ نبی نہیں تھے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/1205 الکافی،۱/۲/۲۶۸/۱ الثلاثة عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلاَءِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: إِنَّمَا الْوُقُوفُ عَلَيْنَا فِي الْحَلاَلِ وَ الْحَرَامِ فَأَمَّا النُّبُوَّةُ فَلاَ.

حسین بن ابوالعلا سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حلال وحرام میں وقوف ہمارے ہی طرف ہے لیکن رہی نبوت تو ہمارے لیے نہیں ہے۔ ③

بیان:

يعنى إنما عليكم [1] أن تقفوا علينا في إثبات علم الحلال و الحرام لنا و ليس لكم أن تتجاوزوا بنا إلى إثبات النبوة لنا

یعنی تم پر واجب ہے کہ تم ہمارے حلال وحرام کے علم کو ثابت کرنے میں توقف سے کام لو اور تمھارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم نبوت کو ثابت کرنے میں ہم پر تجاوز نہ کرو۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے ④ لیکن میرے نزدیک حدیث کا صحیح ہونا بھی بعید نہیں ہے (واللہ اعلم)

5/1206 الکافی،۱/۳/۲۶۹/۱ محمد عن أحمد عَنِ الْبَرْقِيِّ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ

---

① تفسیر العیاشی: ۲/ ۳۴۰؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۵۱ و ۶۶۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۹۳ و ۲۷۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۱۱۳ و ۱۳۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۳۹۵ و ۳۷۳؛ بحار الانوار: ۱۲/ ۱۹۷ و ۲۶/ ۴۷؛ بصائر الدرجات: ۳۶۶؛ النور المبین: ۲۹۹؛ الغدیر: ۵/ ۴۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۴۱

② مرآۃ العقول: ۳/ ۱۵۹

③ بحار الانوار: ۲۶/ ۸۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۳۷۳

④ مرآۃ العقول: ۳/ ۱۵۷

اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ اَلْحُرِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ خَتَمَ بِنَبِيِّكُمُ اَلنَّبِيِّينَ فَلاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ أَبَداً وَ خَتَمَ بِكِتَابِكُمُ اَلْكُتُبَ فَلاَ كِتَابَ بَعْدَهُ أَبَداً وَ أَنْزَلَ فِيهِ تِبْيَانَ كُلِّ شَيْءٍ وَ خَلْقَكُمْ وَ خَلْقَ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ وَ نَبَأَ مَا قَبْلَكُمْ وَ فَصْلَ مَا بَيْنَكُمْ وَ خَبَرَ مَا بَعْدَكُمْ وَ أَمْرَ اَلْجَنَّةِ وَ اَلنَّارِ وَ مَا أَنْتُمْ صَائِرُونَ إِلَيْهِ.

ایوب بن حر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: خدا نے تمہارے نبی پر انبیا کا اختتام کیا پس ان کے بعد کبھی کوئی نبی نہیں ہوگا اور تمہاری کتاب پر اپنی کتابوں کا اختتام کیا پس اس کے بعد کبھی کوئی کتاب نہیں ہوگی اور اس میں ہر شے کا بیان، تمہاری خلقت اور آسمانوں اور زمین کی خلقت کا بیان نازل کیا ہے اور جو کچھ تم سے پہلے گزر چکا ہے اس بارے میں خبر دی ہے اور جو کچھ تمہارے درمیان ہے اس کی تفصیل کی ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہوگا اور جنت و جہنم کے امر کی بھی خبر دی ہے اور تم تمہارا مقدر ہے اسی کی طرف ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

6/1207 الکافی،۱/۲۶۹/۶/۱ محمد عن أحمد عَنِ اَلْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِي طَالِبٍ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ قَوْماً يَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ آلِهَةٌ يَتْلُونَ بِذَلِكَ عَلَيْنَا قُرْآناً: (وَ هُوَ اَلَّذِي فِي اَلسَّمٰاءِ إِلٰهٌ وَ فِي اَلْأَرْضِ إِلٰهٌ) فَقَالَ يَا سَدِيرُ سَمْعِي وَ بَصَرِي وَ بَشَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي وَ شَعْرِي مِنْ هَؤُلاَءِ بِرَاءٌ وَ بَرِئَ اَللَّهُ مِنْهُمْ مَا هَؤُلاَءِ عَلَى دِينِي وَ لاَ عَلَى دِينِ آبَائِي وَ اَللَّهِ لاَ يَجْمَعُنِي اَللَّهُ وَ إِيَّاهُمْ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ إِلاَّ وَ هُوَ سَاخِطٌ عَلَيْهِمْ قَالَ قُلْتُ وَ عِنْدَنَا قَوْمٌ يَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ رُسُلٌ يَقْرَءُونَ عَلَيْنَا بِذَلِكَ قُرْآناً (يٰا أَيُّهَا اَلرُّسُلُ كُلُوا مِنَ اَلطَّيِّبٰاتِ وَ اِعْمَلُوا صٰالِحاً إِنِّي بِمٰا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ) فَقَالَ يَا سَدِيرُ سَمْعِي وَ بَصَرِي وَ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي مِنْ هَؤُلاَءِ بِرَاءٌ وَ بَرِئَ اَللَّهُ مِنْهُمْ وَ رَسُولُهُ مَا هَؤُلاَءِ عَلَى دِينِي وَ لاَ عَلَى دِينِ آبَائِي وَ اَللَّهِ لاَ يَجْمَعُنِي اَللَّهُ وَ إِيَّاهُمْ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ إِلاَّ وَ هُوَ سَاخِطٌ عَلَيْهِمْ قَالَ قُلْتُ فَمَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ خُزَّانُ عِلْمِ اَللَّهِ

---

[1] الفصول المہمہ ۱: /۳۸۳ ح ۶۸۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۶۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۲۵۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۳۷۳

[2] مرآۃ العقول: ۳/۱۵۷

نَحْنُ تَرَاجِمَةُ أَمْرِ اَللَّهِ نَحْنُ قَوْمٌ مَعْصُومُونَ أَمَرَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِطَاعَتِنَا وَ نَهَى عَنْ مَعْصِيَتِنَا نَحْنُ اَلْحُجَّةُ اَلْبَالِغَةُ عَلَى مَنْ دُونَ اَلسَّمَاءِ وَ فَوْقَ اَلْأَرْضِ.

سدیر سے راویت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپؑ لوگ معبود ہیں اور اس پر وہ ہمارے سامنے قرآن کو پیش کرتے ہیں: "اور آسمان میں بھی اللہ ہے اور زمین میں بھی اللہ ہے۔ (الزخرف: ۸۴)۔"

آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! میرے کان، میری آنکھیں، میری جلد، میرا گوشت، میرا خون، میرے بال اور دیگر سب کچھ ان سے بری ہے، اللہ بھی ان سے بَری ہے، یہ لوگ میرے دین اور میرے آبائے کرامؑ کے دین پر نہیں ہیں اور خدا کی قسم! اللہ قیامت کے دن مجھ کو اور ان لوگوں کو جمع نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ ان پر غضب ناک ہوگا۔

میں نے عرض کیا: اور ہمارے ہاں ایک اور قوم ہے جو یہ گمان کرتی ہے کہ آپ حضرات رسول ہیں اور وہ ہم پر قرآن سے دلیل لاتے ہیں کہ: "اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال انجام دو، جو عمل تم کرتے ہو میں میں خوب جانتا ہوں۔ (المومنون: ۵۱)۔"

آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! میرے کان، میری آنکھیں، میری جلد، میرے بال، میرا گوشت اور میرا خون ان لوگوں سے بَری ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے بَری ہیں، یہ لوگ نہ میرے دین پر ہیں نہ میرے آباواجدادؑ کے دین پر ہیں اور خدا کی قسم! مجھے اور ان کو خدا روز قیامت ایک جگہ جمع نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ ان پر غضبناک ہوگا۔

میں نے عرض کیا: پھر آپؑ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہم علم کے خزینہ دار ہیں، ہم اللہ کے امر کے ترجمان ہیں، ہم معصوم ہیں، اللہ نے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے اور ہماری نافرمانی سے روکا ہے اور جو آسمان کے نیچے ہے اور زمین کے اوپر ہے ہم اس پر اللہ کی حجت بالغہ ہیں۔ [1]

بیان:

تراجمة جمع ترجمان وهو المفسر للسان

✪ تراجمة جمع ہے ترجمان کی اور اس سے مراد زبان کی وضاحت کرنے والے کو کہتے ہیں۔

---

[1] اثبات الهداة: ۵ / ۳۷۴؛ بحار الانوار: ۲۵ / ۲۹۸؛ رجال الکشی: ۳۰۶

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول کالمعتبر ہے کیونکہ مجھے ابی طالب الازدی کے حالات نہیں مل سکے ہیں سوائے اس کے کہ ان کی ایک کتاب کی خبر موجود ہے (واللہ اعلم)

7/1208 الكافي ١/٢٧٠/١، ١/١/٢٧٠ محمد عن أحمد عَنِ ٱلْحَجَّالِ عَنِ ٱلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: أَرْسَلَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِلَى زُرَارَةَ أَنْ يُعْلِمَ ٱلْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ أَنَّ أَوْصِيَاءَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ مُحَدَّثُونَ.

عبیدہ بن زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے کسی کو زرارہ کے پاس بھیجا کہ وہ حکم بن عتیبہ کو یہ تعلیم دے کہ اوصیائے محمد علیہم السلام محدَّث ہیں۔ [2]

بیان:

المحدث بفتح الدال و تشديدها هو الذي يحدثه الملك في باطن قلبه و يلهمه معرفة الأشياء و يفهمه و ربما يسمع صوت الملك و إن لم ير شخصه روى سعد بن عبد الله في كتاب مختصر البصائر عن ابن عيسى و أحمد بن إسحاق بن سعيد عن الحسن بن العباس بن الحريش عن أبي جعفر الثاني ﷺ قال قال أبو جعفر الباقر ﷺ إن الأوصياء محدثون يحدثهم روح القدس و لا يرونه۔ و كان علي ع يعرض على روح القدس ما يسأل عنه فيوجس في نفسه أن قد أصبت بالجواب فيخبر به فيكون مما قال و قد مر أخبار أخر في معنى المحدث

"المحدث" دال کی فتحہ اور تشدید کے ساتھ اس سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ دل کے باطن میں فرشتے کلام کرتے ہیں اور اس کو اشیاء کی معرفت کا الہام ہوتا ہے اور اس کو سمجھ عطا کی جاتی ہے اور بعض اوقات وہ فرشتہ کی آواز کو سنتا ہے اگرچہ وہ اس کو دیکھ نہیں سکتا۔

سعد بن عبداللہ نے کتاب مختصر البصائر میں ابن عیسیٰ اور احمد بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے روایت کی حسن بن عباس بن حریش سے، انہوں نے امام ابوجعفر ثانیؑ سے اور امامؑ نے فرمایا کہ امام محمدؑ نے ارشاد فرمایا:

بیشک اوصیاءِ کرام محدث ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ روح اللہ سے گفتگو کرتا ہے حالانکہ وہ اس کو دیکھتے نہیں۔ محدث کے معنی کے بارے میں دیگر اخبار گزر چکی ہیں۔

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۹۰

[2] تفسیر البرہان: ۳/۹۰۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۶۱؛ ینابیع المعاجز: ۱۱۰

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[1]

8/1209 الکافی،۱/۲۷۰/۱/۱ أحمد و محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلْأَئِمَّةُ عُلَمَاءُ صَادِقُونَ مُفَهَّمُونَ مُحَدَّثُونَ.

محمد بن اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے امام رضاؑ کو سنا، آپؑ فرماتے تھے: آئمہ علماء ہیں، صادق ہیں، مفہم (سمجھنے والے) اور محدث ہیں۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔[3]

9/1210 الکافی،۱/۲۷۰/۱/۲ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ سُوقَةَ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَوْماً فَقَالَ يَا حَكَمُ هَلْ تَدْرِي اَلْآيَةَ اَلَّتِي كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَعْرِفُ قَاتِلَهُ بِهَا وَ يَعْرِفُ بِهَا اَلْأُمُورَ اَلْعِظَامَ اَلَّتِي كَانَ يُحَدِّثُ بِهَا اَلنَّاسَ قَالَ اَلْحَكَمُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ أَعْلَمُ بِذَلِكَ تِلْكَ اَلْأُمُورَ اَلْعِظَامَ قَالَ فَقُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ لاَ أَعْلَمُ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ اَلْآيَةُ تُخْبِرُنِي بِهَا يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ قَالَ هُوَ وَ اَللَّهِ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَ لاَ نَبِيٍّ وَ لاَ مُحَدَّثٍ وَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مُحَدَّثاً فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ زَيْدٍ كَانَ أَخَا عَلِيٍّ لِأُمِّهِ سُبْحَانَ اَللَّهِ مُحَدَّثاً كَأَنَّهُ يُنْكِرُ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ إِنَّ اِبْنَ أُمِّكَ بَعْدُ قَدْ كَانَ يَعْرِفُ ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ سَكَتَ اَلرَّجُلُ فَقَالَ هِيَ اَلَّتِي هَلَكَ فِيهَا أَبُو

---

[1] مرآۃ العقول:۳/۱۶۱

[2] بصائر الدرجات:۳۱۹؛ عیون الاخبار الرضاؑ:۲/۱۹؛ تفسیر البرہان:۳/۸۹۹و۹۰۱؛ امالی طوسی ۲۴۵؛ بحارالانوار:۲۶/۶۶؛ کشف الغمہ:۲/۳۰۱؛ التحریر:۵/۷۶

[3] مرآۃ العقول:۳/۱۶۴

اَلْخَطَّابِ فَلَمْ يَدْرِ مَا تَأْوِيلُ اَلْمُحَدَّثِ وَ اَلنَّبِيِّ.

حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اے حکم! کیا تو وہ آیت جانتا ہے جس کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام اپنے قاتل کو پہچانتے تھے اور بڑے بڑے اُمور کو جانتے تھے کہ جن کے بارے میں لوگوں کو بیان کرتے تھے؟

حکم کہتا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں علی بن حسینؑ کے علم کو جانتا ہوں، وہ خود ان بڑے بڑے اُمور کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔

میں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔

پھر میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپ مجھے اس آیت کے بارے میں بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ آیت یہ ہے: ''اور ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور نبی (اور محدث) نہیں بھیجا۔ (الحج:۵۲)۔'' اور حضرت علیؑ محدث تھے۔

ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن زید تھا جو امام علی زین العابدینؑ کا مادری بھائی تھا، نے کہا: سبحان اللہ! علیؑ محدث تھے؟ کیونکہ وہ اس کا انکار کر رہا تھا۔

امام محمد باقرؑ نے ہماری طرف رُخ کیا اور فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! تیری ماں کا بیٹا اس کو جانتا ہے (کہ وہ محدث تھے)۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپؑ نے یہ فرمایا تو وہ شخص خاموش ہو گیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: یہ وہ آیت ہے جس کے بارے میں ابو الخطاب ہلاکت سے دوچار ہوا تھا پس وہ نبی و محدث کی تاویل کو نہ جان سکا۔[1]

بیان:

أبو الخطاب و محمد بن مقلاص الأسدی الکوفی کان غالیا ملعونا

''ابو الخطاب'' اس سے مراد محمد بن مقلاص اسدی کوفی ہے جو ایک غالی اور ملعون تھا

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2]

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۱۲؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۹۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۱۲۵؛ بصائر الدرجات: ۳۱۹؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۶۷؛ ارشاد البشر: ۱۴۴؛ الغدیر ۵/ ۷۵؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/ ۲۴۵

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۴۳

10/1211 الكافی، ۱/۲۷۱/۴/۱ علی عن العبیدی عن یونس عن رجل عن محمد قَالَ: ذُكِرَ اَلْمُحَدَّثُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ إِنَّهُ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ لاَ يَرَى اَلشَّخْصَ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ يَعْلَمُ أَنَّهُ كَلاَمُ اَلْمَلَكِ قَالَ إِنَّهُ يُعْطَى اَلسَّكِينَةَ وَ اَلْوَقَارَ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ كَلاَمُ مَلَكٍ.

محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس محدث کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: محدث آواز سنتا ہے مگر شخص کو نہیں دیکھتا۔

میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ کیسے یہ جانتا ہے کہ یہ فرشتے کا کلام ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو سکینہ اور وقار عطا کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ جان جاتا ہے کہ یہ فرشتہ کا کلام ہے۔[1]

بیان:

كنى بالسكينة و الوقار عن سكون النفس و طمأنينة القلب اللذين يدلان عن أن المنكشف هو الحق و الصواب

سکینہ اور وقار کے سے مراد روح کا سکون اور دل کی طمانیت ہے اور یہ دونوں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کچھ منکشف ہوا ہے وہی حق اور صحیح ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[2]

11/1212 الكافی، ۱/۲۷۱/۵/۱ محمد عن أحمد عن الحسين عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ مُحَدَّثاً فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ جِئْتُكُمْ بِعَجِيبَةٍ فَقَالُوا وَ مَا هِيَ فَقُلْتُ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مُحَدَّثاً فَقَالُوا مَا صَنَعْتَ شَيْئاً إِلاَّ سَأَلْتَهُ مَنْ كَانَ يُحَدِّثُهُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنِّي حَدَّثْتُ أَصْحَابِي بِمَا حَدَّثْتَنِي فَقَالُوا مَا صَنَعْتَ شَيْئاً إِلاَّ سَأَلْتَهُ مَنْ كَانَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لِي يُحَدِّثُهُ مَلَكٌ قُلْتُ

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۲۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۹۰۲؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۶۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۱۵۶

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۶۴

تَقُولُ إِنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ فَحَرَّكَ يَدَهُ هَكَذَا أَوْ كَصَاحِبِ سُلَيْمَانَ أَوْ كَصَاحِبِ مُوسَى أَوْ كَذِي الْقَرْنَيْنِ أَوَ مَا بَلَغَكُمْ أَنَّهُ قَالَ وَفِيكُمْ مِثْلُهُ.

حمران بن اعین سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً حضرت علی علیہ السلام محدث تھے۔

پس میں اپنے دوستوں کی طرف نکلا اور میں نے کہا: میں تم لوگوں کے لیے ایک عجیب لایا ہوں۔

انھوں نے کہا: وہ کیا ہے؟

میں نے کہا: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے، آپؑ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام محدث تھے۔

انھوں نے کہا: تمہیں کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا مگر یہ کہ امامؑ سے سوال کرتے کہ کون ان سے بات کرتا ہے؟

پس میں آپؑ کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا: میں نے اپنے اصحاب کو وہ بات بتائی ہے جو آپؑ نے مجھ سے بیان فرمائی تو انہوں نے کہا ہے کہ مجھے کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا مگر یہ کہ آپؑ سے سوال کرتا کہ ان سے کون کلام کرتا تھا؟

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: ان سے فرشتہ کلام کرتا تھا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ فرما رہے ہیں کہ وہ نبی تھے؟

راوی کہتا ہے کہ آپؑ نے ہاتھ کو اس طرح حرکت دی (کہ نہیں) بلکہ وہ صاحب سلیمان علیہ السلام، صاحب موسیٰ علیہ السلام اور ذوالقرنین کی مثل تھے۔ کیا تمہیں ان (یعنی حضرت علی علیہ السلام) کا یہ قول نہیں پہنچا کہ میں تمہارے درمیان اس کی مثل ہوں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

12/1213 الکافی، ۱/۲۶۹/۴/۱ العدة عن أحمد عن الحسین عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ مُحَدَّثاً فَقُلْتُ فَتَقُولُ نَبِيٌّ قَالَ فَحَرَّكَ بِيَدِهِ هَكَذَا ثُمَّ قَالَ أَوْ كَصَاحِبِ سُلَيْمَانَ أَوْ كَصَاحِبِ مُوسَى أَوْ كَذِي الْقَرْنَيْنِ أَوَ مَا بَلَغَكُمْ أَنَّهُ قَالَ وَفِيكُمْ مِثْلُهُ.

---

[1] بصائر الدرجات: ۳۲۱؛ الاختصاص: ۲۸۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۰۲؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۷۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۷۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۱۱۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۳۱

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۶۳

حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام محدث تھے۔
میں نے عرض کیا: تو کیا آپؑ ان کو نبی کہہ رہے ہیں؟
آپؑ نے اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دی (کہ نہیں) پھر فرمایا: صاحب سلیمان علیہ السلام، صاحب موسیٰ علیہ السلام اور ذوالقرنین کی جیسے تھے۔ کیا تم لوگوں کو یہ بات نہیں پہنچی کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تم لوگوں میں اس کی مثل ہوں۔ [1]

بیان:

فحرك يده هكذا كأنه رفع يده و أشار برفع يده إلى نفي النبوة و أشار بلفظه أو التي بمعنى بل إلى أن تحديث الملك كما يكون للنبي كذلك قد يكون للوصي كما كان لهؤلاء قال في الصحاح قد يكون أو بمعنى بل في توسع الكلام و أشار بقوله أ و ما بلغكم إلى ما نقلنا من تفسير علي بن إبراهيم من قوله ص بعد قصة ذي القرنين وفيكم مثله

اس نے اپنا ہاتھ اس طرح ہلایا جیسے ہاتھ اٹھایا ہو اور ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا کہ میں نبوت کا انکار کر رہا ہوں۔
اس نے لفظ "او" کے ساتھ اشارہ کیا جس کا مطلب ہے "بل" بلکہ، یہ کہ مملکت کی جدید کاری جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے، ویسا ہی وصیؑ کے لیے بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ ان کے لیئے کہا جاتا ہے۔
کتاب الصحاح میں بیان کیا ہے: کبھی کبھی "او" کلام کی وسعت کے لیئے "بل" کے معنی میں آتا ہے اور انہوں نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا "او" آپ کو وہ کیا پہنچا ہے جو ہم نے علی بن ابراہیم کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ ان کے اس قول کے بارے میں آپؑ نے ذوالقرنینؑ کے قصہ کے بعد کیا ہے اور آپ میں بھی اس جیسا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ الحسین بن المختار القلانسی امامی ہے اور واقفی نہیں ہے (واللہ اعلم)

[1] بصائر الدرجات: ۳۲۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۸۲ و ۹۰۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۱۱۳؛ بحار الانوار: ۴۰/ ۱۴۲
[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۵۸

۹۲۔ باب ما خصوا علیہم السلام بہ من الأرواح

باب: روحوں میں سے جو آئمہ علیہم السلام سے مخصوص ہیں

1/1214 الکافی ۱/۲۷۱/۱ محمد عن أحمد عن الحسین عن حماد بن عیسی عن اَلْیَمَانِیِّ عَنْ جَابِرٍ اَلْجُعْفِیِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ : یَا جَابِرُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی خَلَقَ اَلْخَلْقَ ثَلاَثَةَ أَصْنَافٍ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ کُنْتُمْ أَزْوٰاجاً ثَلاٰثَةً ۞ فَأَصْحٰابُ اَلْمَیْمَنَةِ مٰا أَصْحٰابُ اَلْمَیْمَنَةِ ۞ وَ أَصْحٰابُ اَلْمَشْئَمَةِ مٰا أَصْحٰابُ اَلْمَشْئَمَةِ ۞ وَ اَلسّٰابِقُونَ اَلسّٰابِقُونَ ۞ أُولٰئِکَ اَلْمُقَرَّبُونَ) فَالسَّابِقُونَ هُمْ رُسُلُ اَللَّهِ عَلَیْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ خَاصَّةُ اَللَّهِ مِنْ خَلْقِهِ جَعَلَ فِیهِمْ خَمْسَةَ أَرْوَاحٍ أَیَّدَهُمْ بِرُوحِ اَلْقُدُسِ فَبِهِ عَرَفُوا اَلْأَشْیَاءَ وَ أَیَّدَهُمْ بِرُوحِ اَلْإِیمَانِ فَبِهِ خَافُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَیَّدَهُمْ بِرُوحِ اَلْقُوَّةِ فَبِهِ قَدَرُوا عَلَی طَاعَةِ اَللَّهِ وَ أَیَّدَهُمْ بِرُوحِ اَلشَّهْوَةِ فَبِهِ اِشْتَهَوْا طَاعَةَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ کَرِهُوا مَعْصِیَتَهُ وَ جَعَلَ فِیهِمْ رُوحَ اَلْمَدْرَجِ اَلَّذِی بِهِ یَذْهَبُ اَلنَّاسُ وَ یَجِیئُونَ وَ جَعَلَ فِی اَلْمُؤْمِنِینَ وَ أَصْحَابِ اَلْمَیْمَنَةِ رُوحَ اَلْإِیمَانِ فَبِهِ خَافُوا اَللَّهَ وَ جَعَلَ فِیهِمْ رُوحَ اَلْقُوَّةِ فَبِهِ قَدَرُوا عَلَی طَاعَةِ اَللَّهِ وَ جَعَلَ فِیهِمْ رُوحَ اَلشَّهْوَةِ فَبِهِ اِشْتَهَوْا طَاعَةَ اَللَّهِ وَ جَعَلَ فِیهِمْ رُوحَ اَلْمَدْرَجِ اَلَّذِی بِهِ یَذْهَبُ اَلنَّاسُ وَ یَجِیئُونَ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کو تین اقسام پر خلق فرمایا جیسا کہ وہ فرماتا ہے: "اور تم لوگ تین قسم کے ہو جاؤ گے پس (ایک قسم) دائیں ہاتھ والوں کی ہوگی وہ دائیں ہاتھ والے کیا اچھے ہیں؟ اور (دوسری قسم) بائیں ہاتھ والوں کی ہوگی اور بائیں ہاتھ والے کیا برے ہیں؟ اور (تیسری قسم) سبقت کرنے والوں کی ہوگی وہ تو سبقت کرنے والے ہی ہیں۔ وہی لوگ خاص مقرب (بارگاہ) ہیں۔ (یہ لوگ) عیش و آرام کے باغوں میں ہوں گے۔ (الواقعہ: ۷ تا ۱۱)۔" پس سبقت کرنے والے مرسلین ہیں اور اللہ کی مخلوق میں اس کے مخصوص بندے ہیں۔ خدا نے ان میں پانچ روحیں پیدا کی ہیں اور اس نے ان کی روح القدس سے تائید کی ہے جس سے وہ اشیاء کی معرفت حاصل کرتے ہیں، اس نے ان کی روح ایمان سے تائید کی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں، اس نے

ان کی روح قوت سے تائید کی ہے جس کی وجہ سے وہ اطاعت خدا پر قدرت رکھتے ہیں، اس نے ان کی روح شہوت سے تائید کی ہے جس سے ان میں سے طاعت خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور معصیت سے کراہت کرتے ہیں اور اس نے ان کو روح مدرج دی ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کے پاس جاتے اور لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور اللہ نے مومنین اور اصحاب میمنہ کو روح ایمان دی ہے جس سے وہ خوف خدا کرتے ہیں اور اس نے ان میں روح قوت قرار دی ہے جس سے وہ اطاعت خدا پر قدرت رکھتے ہیں، اس نے ان میں روح شہوت قرار دی ہے جس سے ان میں اطاعت خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور اس نے ان میں روح مدرج قرار دی ہے جس سے وہ لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور لوگ ان کے پاس آتے ہیں۔ [1]

بیان:

إنما خلقهم ثلاثة أصناف لأن أصول العوالم و النشآت ثلاثة عالم الجبروت و هو عالم العقل المجرد عن المادة و الصورة و أصحابه السابقون و فيهم روح القدس و عالم الملكوت و هو عالم المثال و الخيال المجرد عن المادة دون الصورة و أصحابه أصحاب الميمنة و فيهم روح الإيمان و عالم الملك و هو عالم الشهادة المحسوس المادي و أصحابه أصحاب المشأمة و فيهم روح المدرج من درج دروجا إذا مشى و عالم الغيب يشمل الأولين و كذا عالم الأرواح و ربما يطلق الملكوت أيضا على ما يعمهما

❂ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کو تین اقسام پر خلق کیا ہے کیونکہ عوالم اور نشات کے اصول تین ہیں۔

(۱) عالم جبروت: یہ وہ عالم ہے جس کو عالم العقل کہنے میں اور یہ مادہ اور صورت سے خالی ہوتا ہے اور اس کے ساتھی سابقون میں اور ان میں روح القدس ہے۔

(۲) عالم الملکوت: یہ وہ عالم ہے جس کو عالم مثال اور عالم خیال کہتے ہیں اور یہ مادہ سے تو خالی ہوتا ہے لیکن صورت میں ہوتی ہے اور اس کے ساتھی اصحاب المیمنہ میں اور ان میں روح الایمان ہے۔

(۳) عالم الملک: یہ وہ عالم ہے جس کو عالم شہادت عالم محسوس اور عالم مادی کہتے ہیں اور اس کے ساتھی اصحاب المشئمہ ہیں اور ان میں ایسی روح ہے جو درجہ بدرجہ بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔

بہر حال عالم الغیب پہلے دو عالموں پر مشتمل ہے اور اسی طرح عالم ارواح ہے اور بعض اوقات اس کو عالم ملکوت بھی کہتے ہیں اس کی عمومیت کی وجہ سے۔

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۱۹؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۲۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۰۵؛ بصائر الدرجات: ۴۴۵؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۵۲؛ تفسیر الفرات: ۴۶۵؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۱۲۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۵۳۲؛ ینابیع المعاجز: ۱۳۶

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

2/1215 الكافى، ۱/۲۷۲/۲/۱ محمد عن محمد بن أحمد | أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ | عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ الْمُنَخَّلِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ عِلْمِ الْعَالِمِ فَقَالَ لِي يَا جَابِرُ إِنَّ فِي الْأَنْبِيَاءِ وَ الْأَوْصِيَاءِ خَمْسَةَ أَرْوَاحٍ رُوحَ الْقُدُسِ وَ رُوحَ الْإِيمَانِ وَ رُوحَ الْحَيَاةِ وَ رُوحَ الْقُوَّةِ وَ رُوحَ الشَّهْوَةِ فَبِرُوحِ الْقُدُسِ يَا جَابِرُ عَرَفُوا مَا تَحْتَ الْعَرْشِ إِلَى مَا تَحْتَ الثَّرَى ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ هَذِهِ الْأَرْبَعَةَ أَرْوَاحٌ يُصِيبُهَا الْحَدَثَانُ إِلاَّ رُوحَ الْقُدُسِ فَإِنَّهَا لاَ تَلْهُو وَ لاَ تَلْعَبُ.

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عالمؑ کے علم کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اے جابر! یقیناً انبیاء اور اوصیاء میں پانچ روحیں ہوتی ہیں: روح القدس، روح ایمان، روح حیات، روح القوت اور روح شہوت۔ پس اے جابر! روح القدس سے انہوں نے اس کو پہچانا جو کچھ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے جابر! بے شک چار ارواح کو حادثات عارض ہوتے ہیں سوائے روح القدس کے کیونکہ وہ نہ لہو کرتی ہے اور نہ ہی لعب کرتی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول کالمعتبر ہے اور اس کی وجہ موسیٰ بن عمر کا مجہول ہونا ہے مگر اس کی روایات کو بھی علماء نے معتبر کہا ہے [4] اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور المنخل بھی ثقہ ہے کیونکہ وہ تفسیر القمی کا راوی ہے [5] لہٰذا اس کی تضعیف پر توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/۱۶۷

[2] بصائر الدرجات: ۴۴۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۹۸؛ بحار الانوار: ۲۵/۵۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۷۸؛ عوالم العلوم: ۱۹/۱۹۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۲۴۳؛ تفسیر جابر الجعفی: ۸۸؛ جنۃ المأویٰ کاشف الغطاء: ۲۳۰

[3] مرآۃ العقول: ۳/۱۶۹

[4] تہذیب الاحکام: ۲/۳۵۵ ح ۱۴۶۸؛ سند العروۃ الوثقیٰ (الصلاۃ): ۲۵۹

[5] تفسیر القمی: ۲/۲۵۵ و ۱۰۳

3/1216 الکافی،۱/۲۷۲/۳/۱ الاثنان عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ عِلْمِ ٱلْإِمَامِ بِمَا فِي أَقْطَارِ ٱلْأَرْضِ وَ هُوَ فِي بَيْتِهِ مُرْخًى عَلَيْهِ سِتْرُهُ فَقَالَ يَا مُفَضَّلُ إِنَّ ٱللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى جَعَلَ فِي ٱلنَّبِيِّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَمْسَةَ أَرْوَاحٍ رُوحَ ٱلْحَيَاةِ فَبِهِ دَبَّ وَ دَرَجَ وَ رُوحَ ٱلْقُوَّةِ فَبِهِ نَهَضَ وَ جَاهَدَ وَ رُوحَ ٱلشَّهْوَةِ فَبِهِ أَكَلَ وَ شَرِبَ وَ أَتَى ٱلنِّسَاءَ مِنَ ٱلْحَلاَلِ وَ رُوحَ ٱلْإِيمَانِ فَبِهِ آمَنَ وَ عَدَلَ وَ رُوحَ ٱلْقُدُسِ فَبِهِ حَمَلَ ٱلنُّبُوَّةَ فَإِذَا قُبِضَ ٱلنَّبِيُّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِنْتَقَلَ رُوحُ ٱلْقُدُسِ فَصَارَ إِلَى ٱلْإِمَامِ وَ رُوحُ ٱلْقُدُسِ لاَ يَنَامُ وَ لاَ يَغْفُلُ وَ لاَ يَلْهُو وَ لاَ يَزْهُو وَ ٱلْأَرْبَعَةُ ٱلْأَرْوَاحِ تَنَامُ وَ تَغْفُلُ وَ تَزْهُو وَ تَلْهُو وَ رُوحُ ٱلْقُدُسِ كَانَ يَرَى بِهِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے امام کے علم کے بارے میں سوال کیا کہ وہ جو کچھ زمین کے اطراف میں ہے اسے کیسے جانتا ہے جب کہ وہ اپنے گھر میں ہوتا ہے اور اس کے اوپر پردہ ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے مفضل! خدا نے نبی اکرمؐ کے اندر پانچ ارواح کو قرار دیا ہے: روح الحیات کہ اس کے ذریعے وہ آمد و رفت رکھتے ہیں، روح القوۃ کہ جس کے ذریعے قیام کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں، روح الشہوت کہ جس کے ذریعے وہ کھاتے پیتے اور عورتوں سے نکاح کرتے ہیں، روح ایمان کہ جس سے ایمان رکھتے ہیں اور عدل کو قائم رکھتے ہیں اور روح القدس کہ اللہ اس کو انبیاء میں قرار دیتا ہے اور جب نبی اس دنیا سے رحلت کرتا ہے تو وہ روح امام کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور یہ روح سوتی نہیں، غافل نہیں ہوتی، کھیل کود نہیں کرتی اور تکبر نہیں کرتی لیکن باقی چار روحیں سوتی بھی ہیں، غافل بھی ہوتی ہیں، کھیل کود اور تکبر میں بھی مبتلا ہوتیں ہیں۔ روح القدس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے۔ [1]

بیان:

الزهو الباطل و الكذب و الاستخفاف كان يرى به يعني ما غاب عنه في أقطار الأرض و ما في أعنان السماء و بالجملة ما دون العرش إلى ما تحت الثرى

"الزہو" باطل، جھوٹ اور پوشیدہ ہونا۔ "کان یری بہ" وہ اس کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ یعنی اقطار الارض سے

[1] بصائر الدرجات: ۴۵۴؛ مختصر البصائر: ۷۴؛ بحار الانوار: ۱۷/۱۰۶ و ۱۸/۲۶۴ و ۲۵/۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۹۸؛ عقود المرجان: ۱/۹۶؛ ینابیع المعاجز: ۱۴۶

اور آسمانوں سے حتیٰ کہ عرش سے لے کر تحت اشریٰ تک جتنی اشیاء بھی غیب میں وہ سب کو دیکھتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن ادریس کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

۹۳ ـ باب الروح التی یسددھم اللہ تعالیٰ بھا

باب: وہ روح جس کے ذریعے اللہ آئمہ علیہم السلام کی تسدید کرتا ہے

1/1217 الكافی،۱/۲۷۳/۱/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عن النضر عن يحيى الحلبي عن اَلْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ كَذٰلِكَ أَوْحَيْنٰا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنٰا مٰا كُنْتَ تَدْرِي مَا اَلْكِتٰابُ وَ لاَ اَلْإِيمٰانُ) قَالَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُخْبِرُهُ وَ يُسَدِّدُهُ وَ هُوَ مَعَ اَلْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی صورت میں اپنی ایک روح بھیجی آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے؟۔(الشوریٰ: ۵۲)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کی مخلوق میں ایک خلق ہے جو جبرئیلؑ اور میکائیلؑ سے بھی عظیم تر ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی، آپ کو خبر دیتی تھی اور آپ کی درستگی کرتی تھی اور وہ آپؐ کے بعد آئمہ علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ [2]

بیان:

كأن المراد بهذا الروح غير روح القدس و ليسا أمرا واحدا لأن روح القدس لا يفارقهم كما لا تفارقهم الأرواح الأربعة التي دونه و هذا الروح قد يفارقهم كما يأتي أنه ليس كلما طلب وجد إلا

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۶۹؛

[2] بصائر الدرجات: ۴۵۵؛ مجمع البحرین: ۲/۳۵۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۵۴۲؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۳۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۸۹؛ بحار الانوار: ۱۸/۲۶۴و۲۵/۵۹و۶۱؛ مختصر البصائر: ۴۸؛ مسند ابی بصیر: ۱/۳۲۲

أن يقال إن روح القدس فيهم كان يبلغ إلى مقام هذا الروح و يصير متحدا معه فى بعض الأحيان فيقوم مقامه

اس روح سے مراد روح القدس کے علاوہ کوئی اور روح ہے اور وہ دونوں امر واحد نہیں ہیں کیونکہ روح القدس ان سے جدا نہیں ہوتی جیسا کہ چار ارواح جدا نہیں ہوتیں لیکن یہ روح ان سے جدا ہوتی ہے جیسا کہ اس کا بیان آئے گا اور ایسا نہیں ہے کہ وہ جو طلب کرے اسے پا لے مگر یہ کہ کہا گیا ہے کہ ان میں جو روح القدس ہے وہ اس روح کے مقام پر پہنچ جاتی ہے اور اس کے ساتھ متحد ہوتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

2/1218 الكافى ١/٢/٢٧٣/١ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ أَسْبَاطِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ هِيتَ وَ أَنَا حَاضِرٌ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ كَذٰلِكَ أَوْحَيْنٰا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنٰا) فَقَالَ مُنْذُ أَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ ذَلِكَ اَلرُّوحَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا صَعِدَ إِلَى اَلسَّمَاءِ وَ إِنَّهُ لَفِينَا .

اسباط بن سالم سے روایت ہے کہ اہل ھیت کے ایک شخص نے میری موجودگی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی صورت میں اپنی ایک روح بھیجی۔ (الشوریٰ:۵۲)۔“ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جب سے خدا نے اس روح کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے وہ آسمان کی طرف واپس نہیں گئی بلکہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ [2]

بیان:

الهيت بالكسر بلد بالعراق و إنما لم يصعد ذلك الروح إلى السماء لعدم خلو الأرض عن الحجة و لا بد أن يكون معه من يسدده

”الھیت“ کسرہ کے ساتھ یہ عراق کا ایک شہر ہے اور بیشک وہ روح آسمان کی طرف زمین کے حجت خداؑ کے خالی نہ ہونے کی وجہ بلند نہیں ہوتی اور ضروری ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہو جو اس کو باندھ کر رکھے۔

---

[1] مرآۃ العقول:۳/۱۷۰؛ الامامۃ الالٰہیہ سند:۳/۳۹۸

[2] بصائر الدرجات:۴۵۷؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۵۸۹؛ بحار الانوار:۱۸/۲۶۵ و ۲۵/۶۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۱/۵۴۳؛ تفسیر البرہان:۴/۸۳۶؛ اللوامع النورانیہ:۶۰۷؛ ینابیع المعاجز:۱۵۳

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ علی بن اسباط ثقہ ہے مگر فطحی المذہب ہے [2] اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے رجوع کر لیا تھا۔ ان کی ایک اصل بھی ہے اور اسباط بن سالم بھی صاحب اصل ہیں [3] (واللہ اعلم)

3/1219 الکافی ،۱/۲/۲۷۳/۱ علی عن العبیدی عَنْ یُونُسَ عَنِ اِبْنِ مُسْکَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (يَسْئَلُونَكَ عَنِ اَلرُّوحِ قُلِ اَلرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي) قَالَ خَلْقٌ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ مَعَ اَلْأَئِمَّةِ وَ هُوَ مِنَ اَلْمَلَكُوتِ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں تو فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ (الاسراء: ۸۵)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: جبرئیلؑ اور میکائیلؑ سے بھی عظیم تر ایک مخلوق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی اور وہ آئمہؑ کے بھی ساتھ ہے اور وہ ملکوت میں سے ہے۔ [4]

بیان:

المراد بالملکوت هاهنا ما يقابل الملك فيشمل الجبروت أيضا وهذا الروح من عالم الجبروت

یہاں پر ملکوت سے مراد وہ ہے جو ملک کے مقابل میں ہے پس وہ مشتمل ہے جبروت کو بھی اور یہ روح عالم جبروت سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [5]

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۱۷۱

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۸۵

[3] ایضاً: ۵۴

[4] بصائر الدرجات: ۴۶۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۵۰۱؛ بحار الانوار: ۱۸/۲۶۵ و ۲۵/۶۹ و ۵۶/۲۲۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۲۱۵؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۸۲؛ تفسیر الصافی: ۳/۲۱۴؛ الاعتقادات: ۱۲۰

[5] مراۃ العقول: ۳/۱۷۲؛ الامامۃ الالٰہیہ: ۳/۳۹۹؛ منہاج الصالحین (وحید): ۱/۲۱۲

4/1220 الكافی،۱/۲۷۳/۱/۴ الثلاثة عن اَلْخَزَّازِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: (يَسْئَلُونَكَ عَنِ اَلرُّوحِ قُلِ اَلرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي) قَالَ خَلْقٌ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ لَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِمَّنْ مَضَى غَيْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ مَعَ اَلْأَئِمَّةِ يُسَدِّدُهُمْ وَلَيْسَ كُلُّ مَا طُلِبَ وُجِدَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: "وہ آپؐ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فرمادیں کہ وہ میرے رب کے امر سے ہے۔ (الاسراء: ۸۵)۔"

آپؑ نے فرمایا: جبرئیلؑ اور میکائیلؑ سے بھی عظیم تر ایک مخلوق ہے جو گزشتہ کسی کے ایک کے ساتھ بھی قرار نہیں دی گئی سوائے حضرت محمدؐ کے اور وہ آئمہؑ کے ساتھ بھی ہے جو ان کی درستگی کرتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر چیز جو طلب کی جائے (ضروری نہیں کہ) مل بھی جائے۔ [1]

بیان:

إنما لم يكن مع غير نبينا ص من الأنبياء ص لاختصاص له به كما قال أول ما خلق الله روحي فإضافة إلى نفسه

بیشک وہ ہمارے نبیؐ کے علاوہ دیگر انبیاء میں سے کسی نبیؐ کے ساتھ بھی نہیں ہو گی کیونکہ وہ آپؐ کے لیے خاص ہے جیسا کہ ارشاد ہوا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو خلق فرمایا

اس کے بعد اس کو آپؐ کے نفس کے سپرد کر دیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

5/1221 الكافی،۱/۲۷۳/۱/۵ محمد عن عمران بن موسى عن موسى بن جعفر عن ابن أسباط عن محمد بن الفضيل عن الثمالي قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْعِلْمِ أَهُوَ عِلْمٌ يَتَعَلَّمُهُ اَلْعَالِمُ مِنْ أَفْوَاهِ اَلرِّجَالِ أَمْ فِي اَلْكِتَابِ عِنْدَكُمْ تَقْرَءُونَهُ فَتَعْلَمُونَ مِنْهُ قَالَ

[1] بصائر الدرجات: ۴۶۱؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۳۱۷؛ مختصر البصائر: ۵۰؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۶۷ و ۱۸/ ۲۶۵؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۵۸۳ و ۵۸۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۱۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۵۰۱؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۲۱۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۴

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۷۳

ٱلْأَمْرُ أَعْظَمُ مِنْ ذَٰلِكَ وَ أَوْجَبُ أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَ كَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا ٱلْكِتَابُ وَ لاَ ٱلْإِيمَانُ﴾ ثُمَّ قَالَ أَيَّ شَيْءٍ يَقُولُ أَصْحَابُكُمْ فِي هَذِهِ ٱلْآيَةِ أَيُقِرُّونَ أَنَّهُ كَانَ فِي حَالٍ لاَ يَدْرِي مَا ٱلْكِتَابُ وَ لاَ ٱلْإِيمَانُ فَقُلْتُ لاَ أَدْرِي جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا يَقُولُونَ فَقَالَ لِي بَلَى قَدْ كَانَ فِي حَالٍ لاَ يَدْرِي مَا ٱلْكِتَابُ وَ لاَ ٱلْإِيمَانُ حَتَّى بَعَثَ ٱللَّهُ تَعَالَى ٱلرُّوحَ ٱلَّتِي ذُكِرَ فِي ٱلْكِتَابِ فَلَمَّا أَوْحَاهَا إِلَيْهِ عَلَّمَ بِهَا ٱلْعِلْمَ وَ ٱلْفَهْمَ وَ هِيَ ٱلرُّوحُ ٱلَّتِي يُعْطِيهَا ٱللَّهُ تَعَالَى مَنْ شَاءَ فَإِذَا أَعْطَاهَا عَبْداً عَلَّمَهُ ٱلْفَهْمَ.

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے علم کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہی علم ہے جسے عالمؑ لوگوں کے مونہوں سے حاصل کرتا ہے یا وہ تمہارے پاس موجود کتاب میں ہے جس کو تم لوگ پڑھتے ہو اور اس سے علم حاصل کرتے ہو؟

آپؑ نے فرمایا: معاملہ اس سے بھی عظیم تر ہے اور اوجب ہے۔ کیا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا: ”اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی صورت میں اپنی ایک روح بھیجی آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے؟۔ (الشوریٰ: ۵۲)۔“

پھر آپؑ نے فرمایا: تمہارے ساتھی اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ نبیؐ اس حالت میں تھے کہ وہ کتاب اور ایمان کو نہیں جانتے تھے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاوں! میں اس کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! ان پر ایک حالت آئی تھی کہ وہ نہ کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو جانتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ایک روح کو بھیجا کہ جس کا ذکر کتاب میں ہوا ہے پس جب اس کی وحی خدا نے آپؑ پر فرمائی تو آپؑ نے اس کے ذریعے علم اور فہم حاصل کر لیا اور یہ وہ روح ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اس کو عطا کرتا ہے پس جب وہ کسی کو یہ عطا کر دیتا ہے تو اس کو فہم کی تعلیم دے دیتا ہے۔ [1]

بیان:

إنما كان الأمر أوجب من ذلك لأن الأمرين المذكورين مما يشترك فيه سائر الناس فلا بد في

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۳/۳۷۲ و ۱۱/۳۳؛ ۵۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۸۹؛ مختصر البصائر: ۹۴؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۳۶؛ تفسیر الصافی: ۴/۸۲؛ ۳؛ اللوامع النورانیہ: ۲۰۶؛ تفسیر الاصفی: ۲/۱۱۳۵

الحجة من أمر يمتاز به عن سائر الناس لا يحتمل الخطأ و الشك

❂ بیشک وہ امر اس سے زیادہ واجب ہے اس لیے کہ بیشک مذکورہ دونوں امر ان میں سے ہیں جن میں تمام لوگ مشترک ہیں۔ پس حجت خداؑ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس امر سے ہو جس کی وجہ سے وہ تمام لوگوں پر ممتاز ہو اور خطاء اور شک کا احتمال نہیں ہوتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ موسیٰ بن جعفر کامل الزیارات کا راوی ہے [2] نیز اس کی بعض روایات کو علماء نے قول قرار دیا ہے [3] اور علی بن اسباط کی تفصیل حدیث (۱۲۱۸) کے تحت گزر چکی ہے اور محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

6/1222 الكافی ۱/۲۷۴/۶/۱ محمد عن محمد بن الحسين عن ابن أَسْبَاطٍ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي ٱلْعَلاَءِ عَنْ سَعْدٍ ٱلْإِسْكَافِ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَسْأَلُهُ عَنِ ٱلرُّوحِ أَ لَيْسَ هُوَ جَبْرَئِيلَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مِنَ ٱلْمَلاَئِكَةِ وَ ٱلرُّوحُ غَيْرُ جَبْرَئِيلَ فَكَرَّرَ ذَلِكَ عَلَى ٱلرَّجُلِ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ قُلْتَ عَظِيماً مِنَ ٱلْقَوْلِ مَا أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّ ٱلرُّوحَ غَيْرُ جَبْرَئِيلَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِنَّكَ ضَالٌّ تَرْوِي عَنْ أَهْلِ ٱلضَّلاَلِ يَقُولُ ٱللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (أَتَى أَمْرُ ٱللَّهِ فَلاَ تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ يُنَزِّلُ ٱلْمَلاَئِكَةَ بِالرُّوحِ) وَ ٱلرُّوحُ غَيْرُ ٱلْمَلاَئِكَةِ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِمْ.

سعد الاسکاف سے روایت ہے کہ ایک بندہ امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور روح کے بارے میں سوال کیا اس سے مراد جبرائیلؑ نہیں ہیں؟

امیر المومنین نے اس سے فرمایا: جبرائیلؑ ملائکہ میں سے ہیں اور روح جبرائیلؑ کے علاوہ مخلوق ہے اور آپؑ نے اس کے سامنے اس بات کا تکرار فرمایا تو اس مرد نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ نے بہت عجیب

[1] مرآة العقول: ۳/ ۱۷۳

[2] کامل الزیارات: ۲۰۹ باب ۷۹ ح ۷

[3] من لا یحضرہ الفقیہ: ۳/ ۲۴۰ ح ۳۷۷۷؛ روضۃ المتقین: ۱۱/ ۱۵۶؛ تہذیب الاحکام: ۵/ ۲۲۲ ح ۷۴۹؛ ذخیرۃ المعاد سبزواری: ۲/ ۲۶۳

بات کردی ہے۔ میں گمان نہیں کرتا کہ آپؑ اس کے قائل ہیں کہ جبرئیلؑ روح کے علاوہ ہے؟

امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا: تو خود بھی گمراہ ہے اور گمراہوں سے روایت نقل کرتا ہے۔ کیا خدا نے اپنے نبی سے نہیں فرمایا: ''اللہ کا امر آ گیا پس تم اس میں جلدی نہ کرو۔ وہ پاک ہے اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں وہ فرشتوں کو روح کے ساتھ نازل کرتا ہے۔ (النحل:۱)۔'' پس روح ملائکہ کے علاوہ ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ، مرسل ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ علی بن اسباط ثقہ ہے اس کی تفصیل حدیث (۱۲۱۸) میں دیکھیے اور الحسین بن ابی العلاء ثقہ جلیل ہے [3] اور سعد الاسکاف بھی ثقہ ہے [4] بلکہ بعید نہیں ہے کہ ثقہ جلیل ہو اور یہ تفسیر القمی و کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

۹۴ ـ باب الملائكة تدخل بيوتهم وتطأ بسطهم وتأتيهم بالأخبار

باب: ملائکہ آئمہ علیہم السلام کے گھروں میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے پر بچھاتے ہیں اور اُن سے خبریں لیتے ہیں

1/1223 الكافي،۱/۱/۳۹۳/۱ العدة عن أحمد عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ مِسْمَعٍ قَالَ: كُنْتُ لاَ أَزِيدُ عَلَى أَكْلَةٍ بِاللَّيْلِ وَ اَلنَّهَارِ فَرُبَّمَا اِسْتَأْذَنْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَجِدُ اَلْمَائِدَةَ قَدْ رُفِعَتْ لَعَلِّي لاَ أَرَاهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا دَخَلْتُ دَعَا بِهَا فَأُصِيبُ مَعَهُ مِنَ اَلطَّعَامِ وَ لاَ أَتَأَذَّى

---

[1] بصائر الدرجات: ۴۶۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۴۰۳ و ۵۸۳؛ بحار الانوار: ۲۵/۶۴ و ۵۶/۲۲۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۱۷۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۳۹؛ جنۃ الماوی کاشف الغطاء: ۲۳۰

[2] مراۃ العقول: ۳/۱۷۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۶۲

[4] ایضاً: ۲۴۶

بِذَلِكَ وَ إِذَا عَقَّبْتُ بِالطَّعَامِ عِنْدَ غَيْرِهِ لَمْ أَقْدِرْ عَلَى أَنْ أَقِرَّ وَ لَمْ أَنَمْ مِنَ النَّفْخَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَيْهِ وَ أَخْبَرْتُهُ بِأَنِّي إِذَا أَكَلْتُ عِنْدَهُ لَمْ أَتَأَذَّ بِهِ فَقَالَ يَا أَبَا سَيَّارٍ إِنَّكَ تَأْكُلُ طَعَامَ قَوْمٍ صَالِحِينَ تُصَافِحُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِهِمْ قَالَ قُلْتُ وَ يَظْهَرُونَ لَكُمْ قَالَ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَى بَعْضِ صِبْيَانِهِ فَقَالَ هُمْ أَلْطَفُ بِصِبْيَانِنَا مِنَّا بِهِمْ.

مسمع سے روایت ہے کہ میں دن رات میں فقط ایک دفعہ کھانا کھاتا تھا۔ بعض اوقات میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو فکر میں رہتا ہوں کہ دستر خوان نہ لگا ہوا ہو اور میں آپؑ کو دستر خوان پر نہ دیکھوں لیکن میں بعض اوقات حاضر ہوتا تھا تو آپؑ غلاموں کو حکم دیتے کہ دستر خوان لے کر آؤ اور پھر آپؑ کھانا منگواتے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتا تھا لیکن اس کھانے کے بعد مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی تھی مگر اس کے برعکس جب میں کسی دوسرے کے گھر کا کھانا کھاتا تو مجھے کھانے کے بعد بے سکونی و پریشانی لاحق ہوتی تھی اور شکم میں ہوا ہو جاتی اور اس کے بعد پریشانی لاحق ہو جاتی تھی پس میں نے اس کے بارے میں امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں جب آپؑ کے ہاں سے کھانا کھاتا ہوں تو مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی اور جب میں کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھاتا ہوں تو مجھے پریشانی لاحق ہو جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابو سیار! تم میرے گھر میں صالحین کا کھانا کھاتے ہو کہ جن کے فرش پر ملائکہ ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ آپؑ کے لیے ظاہر ہوتے ہیں؟

آپؑ نے اپنے ایک بچے کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: فرشتے ہمارے ان بچوں پر ہم سے زیادہ مہربان ہوتے ہیں۔[1]

بیان:

و أجد المائدة قد رفعت جملة حالية يعني استأذنت عليه و الحال إني أجد في نفسي أن المائدة قد رفعت و إنما فعلت ذلك لكيلا أرى المائدة بين يديه ع و المعنى كنت أتعمد الاستيذان عليه بعد رفع المائدة لئلا يلزمني الأكل لزعمي أني أتضرر به

❂ ''واجد المائدة قد رفعت'' اور میں نے ایک دستر خوان دیکھا اور وہ اٹھ گیا یہ جملہ حالیہ ہے یعنی میں نے ان سے اجازت چاہی حالانکہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بیشک دستر خوان تو اٹھ چکا ہے اور یہ اس لیے ہوا تاکہ میں امامؑ کے سامنے دستر خوان دیکھ سکوں اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے امامؑ سے دستر خوان کے اٹھ

[1] بصائر الدرجات: ۹۲؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۳۵۳ و ۳۷۴/ ۱۵۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۶۸ و ۳۳۲

جانے کے بعد اجازت چاہی تا کہ مجھے کھانا نہ پڑے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور مسمع بھی ثقہ ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ وہ ثقہ جلیل ہو لہٰذا حدیث حسن کالصحیح ہوگی (واللہ اعلم)

2/1224 الكافی ۱/۲/۳۹۳/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي ٱلْعَلاَءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ يَا حُسَيْنُ وَ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى مَسَاوِرَ فِي ٱلْبَيْتِ مَسَاوِرُ طَالَ مَا ٱتَّكَتْ عَلَيْهَا ٱلْمَلاَئِكَةُ وَ رُبَّمَا ٱلْتَقَطْنَا مِنْ زَغَبِهَا .

حسین بن ابو العلاء سے روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گھر میں موجود ایک تکیہ گاہ پر مارا اور فرمایا: اے حسین! یہ وہ تکیہ گاہ ہے کہ جس پر اکثر اوقات فرشتے آ کر تکیہ کرتے ہیں اور ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات ان کی پروں میں سے چھوٹے چھوٹے پر یہاں گر جاتے ہیں ہم وہ اٹھا لیتے ہیں۔ [2]

بیان:

المسورة الوسادة التی تكون للتكأة و الزغب بالزای و الغين المعجمة محركة الشعيرات الصفر من ريش الفراخ

❂ "المسورہ" اس سے مراد ایسا تکیہ ہے جس کو ٹیک لگانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہو۔

"الزغب" چوزوں کے پروں کا غلاف پنکھوں کے پہلے بالوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ محمد القاسم جو قاسم بن محمد ہونا چاہیے مگر ثقہ ہے کیونکہ البزنطی اس سے روایت کرتا ہے [4] نیز یہ کامل الزیارات کا راوی بھی ہے [5] اور الحسین بن ابی

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/ ۲۸۹

[2] بصائر الدرجات: ۹۰؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۵۰؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۳۵۲ و ۲۷/ ۳۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۱۸۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۵۳۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۳۴۷؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۱۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۷۵؛ عوالی اللئالی: ۴/ ۱۲۰؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۳۳۶؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۳۳۲؛ دار السلام نوری: ۴/ ۱۳۱؛ عقود المرجان: ۴/ ۳۷۲

[3] مرآۃ العقول: ۳/ ۲۸۹

[4] تہذیب الاحکام: ۳/ ۲۵۹ ح ۷۲۸؛ وسائل الشیعہ: ۵/ ۱۱۸ ح ۶۰۸۵ و ۵/ ۱۲۰ ح ۶۰۹۲؛ الوافی ۷/ ۳۹۴ ح ۶۴۳۲؛ الاستبصار: ۱/ ۴۳۱ ح ۱۶۹۹

[5] کامل الزیارات: ۲۴۶ باب ۸۱ ح ۱؛ بحار الانوار: ۸۶/ ۷۸

العلاء ثقہ یا ثقہ جلیل ہے [1] اور علامہ مجلسی نے محمد بن القاسم کی وجہ سے تمام اسناد کو دیگر مقامات پر ضعیف قرار دیا ہے [2] لیکن یہاں حسن کہا ہے تو ممکن ہے کہ یہاں سہو واقع ہوا ہو یا کتابت کی غلطی ہو گئی ہو۔ (واللہ اعلم)

3/1225 الکافی، ۱/۳/۳۹۳/۱ محمد عن أحمد عن علی بن الحکم عن مالك بن عطية الأحمسی عن اَلثُّمَالِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَاحْتُبِسْتُ فِي اَلدَّارِ سَاعَةً ثُمَّ دَخَلْتُ اَلْبَيْتَ وَ هُوَ يَلْتَقِطُ شَيْئاً وَ أَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ وَرَاءِ اَلسِّتْرِ فَنَاوَلَهُ مَنْ كَانَ فِي اَلْبَيْتِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا اَلَّذِي أَرَاكَ تَلْتَقِطُهُ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ فَقَالَ فَضْلَةٌ مِنْ زَغَبِ اَلْمَلاَئِكَةِ نَجْمَعُهُ إِذَا خَلَّوْنَا نَجْعَلُهُ سَيْحاً لِأَوْلاَدِنَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ إِنَّهُمْ لَيَأْتُونَكُمْ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّهُمْ لَيُزَاحِمُونَّا عَلَى تُكَأَتِنَا .

الثمالی سے روایت ہے کہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا پس کچھ دیر میں دیوار کے ساتھ کھڑا رہا اور اس کے بعد گھر میں داخل ہوا تو امام کوئی چیز اٹھاتے تھے پھر اپنا ہاتھ پردے کے پیچھے داخل کرتے اور گھر میں جو کوئی تھا اسے دے دیتے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ کیا ہے جو میں نے آپؑ کو اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ فرشتوں کے اضافی زم زم پر ہیں جنہیں ہم ان کو جمع کر لیتے ہیں اور اپنی اولاد کے گلے میں ہار بنا کر ڈالتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا فرشتے آپؑ کے پاس آتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! وہ ہمارے تکیوں پر ہجوم کیے رہتے ہیں۔ [3]

بیان:

خلونا من التخلية بمعنى الترك يعنى إذا تركونا و انصرفوا عنا و السبحة بالضم خرزات يسبح

---

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۹۲

[2] الکافی ۷/۱۵۹ ح ۱؛ مراۃ العقول: ۲۳/۲۳۹؛ تہذیب الاحکام: ۴/۲۷۵ ح ۸۳۲؛ ملاذ الاخیار ۷/۲۷؛ تہذیب الاحکام: ۷/۱۳۴۸؛ ملاذ الاخیار: ۱۲/۲۳۱

[3] بصائر الدرجات: ۹۱؛ المناقب: ۴/۱۳۳؛ بحار الانوار: ۲۶/۵۳ و ۳۴۶ / ۳۳ و ۴۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۵۳۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۳۴۷؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۷۳؛ عوالم العلوم: ۱۸/۳۸؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۱/۴۷

بها و لعله ع أراد بذلك جعلها منظومة في خيط كالخرزات التي يسبح بها و تعليقها على الأولاد للعوذة و ذلك لأن اتخاذ التمائم و العوذات من الخرزات على هيئة السبحة كان متعارفا في سوالف الأزمنة كما هو اليوم و ربما تسمى سبحة و إن لم يسبح بها و في بعض النسخ بالنون و هو اليمن و البركة و ربما يضبط بالياء المثناة التحتانية بمعنى الكساء المخطط

''خلونا'' تخلیہ سے ہے اس کا معنی ترک کرنا ہے یعنی جب انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم سے چلے گئے۔

''والسبحۃ'' اس سے مراد تسبیح ہے، جس کو موتیوں کے ساتھ جوڑ کر اس کی تسبیح کی جائے اور شاید اس سے وہ چاہتا تھا کہ وہاں کو ایک تار باندھ دے موتیوں کی طرح سے وہ نماز پڑھتا ہے اور انہیں دعا کے لیے بچوں پر لٹکا تا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تسبیح کی شکل میں موتیوں سے تعویز لینے کا رواج پہلے زمانہ میں بھی تھا جیسا کہ آج بھی ہے اور ہو سکتا ہے، تو اس کو تسبیح کہتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

4/1226 الكافي، ١/٣٩٣/١/٣ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا مِنْ مَلَكٍ يُهْبِطُهُ اَللَّهُ فِي أَمْرٍ مَا يُهْبِطُهُ إِلاَّ بَدَأَ بِالْإِمَامِ فَعَرَضَ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَ إِنَّ مُخْتَلَفَ اَلْمَلاَئِكَةِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَى صَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ.

علی بن ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: خدا جس فرشتے کو بھی کسی امر کے ساتھ نازل کرتا ہے مگر یہ کہ وہ پہلے امامؑ کے پاس آتا ہے اور اس کے سامنے اس امر کو پیش کرتا ہے اور بے شک اللہ کی طرف سے اس امر کے صاحب (یعنی وقت کے امامؑ) کے پاس فرشتوں کا آنا جانا رہتا ہے۔ [2]

بیان:

إنما كرر ما يهبطه لتأكيد النفي و تعميم الحكم كل ملك و كل إهباط لملك

---

[1] مراۃ العقول: ۴/۲۹۱؛ شرح الزیارۃ الجامعۃ الکبیرۃ: ۱/۲۳

[2] بصائر الدرجات: ۹۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۳۷۰؛ الخرائج والجرائح: ۲/۸۵۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۳۵۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۶۳۸؛ بحر المعارف: ۳/۶۸۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۳۹؛ ینابیع المودۃ: ۱۵۹

۞ اس نے صرف وہی دہرایا جو اس نے نفی کی تصدیق اور یہ بادشاہ کی حکمرانی اور بادشاہ کے ہر سال زوال کو عالم کرنے کا اپنے کیا کام کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ محمد بن اسلم اگرچہ امامی ثابت نہیں ہے مگر وہ تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [2] اور ثقہ ہے [3] اور علی بن ابی حمزہ کے بارے میں پہلے کئی مرتبہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ہمارے مشائخ نے اس سے روایات اس کے ملعون ہونے سے پہلے اخذ کی ہیں یا اس کی ان کتابوں سے لی ہیں جن پر عمل ہے۔ (واللہ اعلم)

۹۵۔ باب ان الجن یاتیهم فیسألونهم عن معالم دینهم ویتوجهون فی أمورهم

باب: جنات آئمہ علیہم السلام کے پاس آ کر اپنے مسائل دین پوچھتے ہیں اور اپنے امور میں ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

1/1227 الکافی،۱/۳۹۴/۱/۱ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُسَاوِرٍ عَنْ سَعْدٍ اَلْإِسْكَافِ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي بَعْضِ مَا أَتَيْتُهُ فَجَعَلَ يَقُولُ لاَ تَعْجَلْ حَتَّى حَمِيَتِ اَلشَّمْسُ عَلَيَّ وَ جَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ اَلْأَفْيَاءَ فَمَا لَبِثَ أَنْ خَرَجَ عَلَيَّ قَوْمٌ كَأَنَّهُمُ اَلْجَرَادُ اَلصُّفْرُ عَلَيْهِمُ اَلْبُتُوتُ قَدِ اِنْتَهَكَتْهُمُ اَلْعِبَادَةُ قَالَ فَوَ اَللَّهِ لَأَنْسَانِي مَا كُنْتُ فِيهِ مِنْ حُسْنِ هَيْئَةِ اَلْقَوْمِ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ قَالَ لِي أَرَانِي قَدْ شَقَقْتُ عَلَيْكَ قُلْتُ أَجَلْ وَ اَللَّهِ لَقَدْ أَنْسَانِي مَا كُنْتُ فِيهِ قَوْمٌ مَرُّوا بِي لَمْ أَرَ قَوْماً أَحْسَنَ هَيْئَةً مِنْهُمْ فِي زِيِّ رَجُلٍ وَاحِدٍ كَأَنَّ أَلْوَانَهُمُ اَلْجَرَادُ اَلصُّفْرُ قَدِ اِنْتَهَكَتْهُمُ اَلْعِبَادَةُ فَقَالَ يَا سَعْدُ رَأَيْتَهُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

---

[1] مرآۃ العقول:۴/۲۹۱

[2] تفسیر القمی:۲/۳۴۴؛ کامل الزیارات:۳۰۵ باب ۱۰۱ ح ۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۵۰۰

أُولَئِكَ إِخْوَانُكَ مِنَ الْجِنِّ قَالَ فَقُلْتُ يَأْتُونَكَ قَالَ نَعَمْ يَأْتُونَا يَسْأَلُونَا عَنْ مَعَالِمِ دِينِهِمْ وَحَلَالِهِمْ وَحَرَامِهِمْ.

سعد الاسکاف سے روایت ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کے ایک موقع پر ان سے ملنے گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: جلدی نہ کرو یہاں تک کہ سورج مجھ پر بہت گرم ہو گیا اور میں نے دھوپ سے سائے کی پیروی کرنے کی کوشش کی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ میرے سامنے سے ایک قوم نکلی جو بڑے بڑے گاؤن میں ملبوس ٹڈیوں کی طرح نظر آتی تھی اور کثرت سے عبادت کرنے کی وجہ سے وہ لاغر ہو چکے تھے۔ خدا کی قسم! ان کے خوبصورت منظر نے مجھے دوسری چیزیں بھلانے پر مجبور کر دیا۔ پس میں امامؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم نے بہت زیادہ زحمت اٹھائی ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، یہ مشکل تھا لیکن اللہ کی قسم! جب میں نے انہیں دیکھا تو میں دوسری چیزیں بھول گیا۔ ایک قوم میرے پاس سے گزری جس کا حسن میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، وہ بہت زیادہ عبادت کرنے کی وجہ سے ٹڈی دل اور پیلے اور لاغر لگتے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: اے سعد! کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ جنات میں سے تیرے بھائی ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ آپؑ کے پاس آئے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے اپنے دین کی تعلیم اور اپنے حلال وحرام کے بارے میں پوچھتے ہیں۔[1]

بیان:

فجعل يقول لا تعجل أي كلما استأذنت للدخول عليه يقول لي لا تعجل فلبثت على الباب حتى حمئت الشمس أي اشتد حرها أتتبع الأفياء جمع الفيء أي أعمد إلى ظلال الجدران لأستريح من الحر و البت بتقديم الموحدة الطيلسان انتهكتهم هزلتهم و اجتهدتهم ما كنت فيه يعني به مشقة

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۰۷ ۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۳۱؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۸۲؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۳۵؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/ ۱۳۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۳۸

الانتظار شققت عليك بالتخفيف أوقعتك فى المشقة يعنى بها الانتظار فى زى رجل واحد يعنى كأن جميعهم على هيئة واحدة أو كانوا الاجتماعهم على طريقة واحدة كأنهم رجل واحد

''فجعل يقول لاتعجل'' پس اس نے کہا کہ جلدی نہ کرو۔ یعنی جب بھی میں آپؑ کے پاس حاضر ہونے کا اذن طلب کیا تو آپؑ نے مجھے فرمایا کہ جلدی نہ کرو''فلبثت على الباب حتى حمنت الشمس''پس میں اس وقت تک دروازے پر کھڑا رہا جب تک سورج گرم نہ ہو جائے۔ یعنی اس کی گرمی شدید نہ ہو جائے۔''اتتبع الافياء'' کیا تم الفیاء کی پیروی کرتے ہو یعنی گرمی سے آرام کے لیے دیواروں کے سائے میں جاتا ہوں۔''البت''موٹا کپڑا۔''انتهكتهم''میں نے انہیں ہنسایا اور بہت کوشش کی۔''ما كنت فيه''اس کا مطلب یہ ہے کہ انتظار کرنا مشکل ہے۔''شققت عليك''تخفیف کے ساتھ، میں نے انتظار کر کے آپ کو تکلیف دی۔''فى زى رجل واحد''اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب ایک ہی شکل میں تھے یا وہ ایک ہی طرح سے جمع تھے گویا وہ ایک آدمی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

2/1228 الكافى،١/٣/٣٩٥/١ القمى و محمد عن اَلْكُوفِيِّ عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ سَعْدٍ اَلْإِسْكَافِ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أُرِيدُ اَلْإِذْنَ عَلَيْهِ فَإِذَا رِحَالُ إِبِلٍ عَلَى اَلْبَابِ مَصْفُوفَةٌ وَإِذَا اَلْأَصْوَاتُ قَدِ اِرْتَفَعَتْ ثُمَّ خَرَجَ قَوْمٌ مُعْتَمِّينَ بِالْعَمَائِمِ يُشْبِهُونَ اَلزُّطَّ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَبْطَأَ إِذْنُكَ عَلَيَّ اَلْيَوْمَ وَ رَأَيْتُ قَوْماً خَرَجُوا عَلَيَّ مُعْتَمِّينَ بِالْعَمَائِمِ فَأَنْكَرْتُهُمْ فَقَالَ أَ وَ تَدْرِي مَنْ أُولَئِكَ يَا سَعْدُ قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ فَقَالَ أُولَئِكَ إِخْوَانُكُمْ مِنَ اَلْجِنِّ يَأْتُونَا فَيَسْأَلُونَا عَنْ حَلاَلِهِمْ وَحَرَامِهِمْ وَمَعَالِمِ دِينِهِمْ.

سعد الاسکاف سے روایت ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں آپؑ سے اذن دخول چاہتا تھا۔ میں نے دروازے کے سامنے اونٹوں کی زینوں کو قطار میں کھڑا دیکھا اور بہت زور کی آوازیں آ رہی تھیں اور پھر کچھ لوگ ہندوستانی خانہ بدوشوں کی طرح پگڑیاں باندھے باہر نکلے۔

ان کے بعد میں آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! آج آپؑ سے ملنے کی اجازت ملنے میں کافی وقت لگا اور میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ پگڑیاں باندھے باہر نکل رہے ہیں

[1] مرآة العقول:٣/ ٢٩٢

کہ جنہیں میں پہچان نہیں سکتا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: اے سعد! تم نہیں جان سکے کہ یہ کون ہیں؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ جنات میں سے تمہارے بھائی ہیں جو ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے اپنے حلال وحرام اور اپنے دین کے مسائل دریافت کرتے ہیں۔ [1]

بیان:

الرحل مركب البعير كأنه أراد برحال الإبل الإبل التي عليها رحالها و الزط بالضم صنف من الهنود معرب جت

❂ ''الرحل'' اونٹ کا پالان گویا کہ پالانوں کا ذکر کر کے اونٹ مراد لیے گئے ہیں یعنی وہ اونٹ جن پر پالان ہوتے ہیں۔

''الزط'' ضمہ کے ساتھ ہنود کی ایک قسم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [2]

3/1229 الكافی، ۱/۲/۳۹۴/۱ علی بن محمد عن سهل عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ اِبْنِ جَبَلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُنَّا بِبَابِهِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا قَوْمٌ أَشْبَاهُ اَلزُّطِّ عَلَيْهِمْ أُزُرٌ وَ أَكْسِيَةٌ فَسَأَلْنَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْهُمْ فَقَالَ هَؤُلاَءِ إِخْوَانُكُمْ مِنَ اَلْجِنِّ.

ابن جبل سے روایت ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے در اقدس پر کھڑے تھے کہ کچھ لوگ کمر کے کپڑے اور چادر اوڑھے باہر نکلے جو ہندوستانی خانہ بدوش لگتے تھے۔ پس ہم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے ان کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: وہ جنات میں سے تمہارے بھائی ہیں۔ [3]

---

[1] الفصول المہمہ: ۱/۴۰۱ ح ۵۴۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۷۰؛ بحار الانوار: ۲۷/۲۰ و ۶۰/۱۰۲؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۳۶؛ بصائر الدرجات: ۱۰۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۴۸؛ الدمعۃ الساکبہ: ۲/۱۳۳

[2] مراۃ العقول: ۴/۲۹۴

[3] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۷۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۳۱؛ الفصول المہمہ: ۱/۴۰۰؛ بحار الانوار: ۴۷/۱۵۸ و ۶۰/۲۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/۸۰؛ الدمعۃ الساکبہ: ۲/۳۳۷؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۲۶۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۵۲

بیان:

الأُزُر جمع إزار و الأكسية جمع كساء و هو العباء

"الازر" یہ جمع ہے ازار کی، "الاکسیہ" یہ جمع ہے کساء کی اور اس کا معنی عباء ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ① لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

4/1230 الكافي ١/٤/٣٩٥/١ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْبِلاَدِ عَنْ سَدِيرٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ: أَوْصَانِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِحَوَائِجَ لَهُ بِالْمَدِينَةِ فَخَرَجْتُ فَبَيْنَا أَنَا بَيْنَ فَجِّ الرَّوْحَاءِ عَلَى رَاحِلَتِي إِذَا إِنْسَانٌ يَلْوِي ثَوْبَهُ قَالَ فَمِلْتُ إِلَيْهِ وَ ظَنَنْتُ أَنَّهُ عَطْشَانُ فَنَاوَلْتُهُ الْإِدَاوَةَ فَقَالَ لِي لاَ حَاجَةَ لِي بِهَا وَ نَاوَلَنِي كِتَاباً طِينُهُ رَطْبٌ قَالَ فَلَمَّا نَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ إِذَا خَاتَمُ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقُلْتُ مَتَى عَهْدُكَ بِصَاحِبِ الْكِتَابِ قَالَ السَّاعَةَ وَ إِذَا فِي الْكِتَابِ أَشْيَاءُ يَأْمُرُنِي بِهَا ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا لَيْسَ عِنْدِي أَحَدٌ قَالَ ثُمَّ قَدِمَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رَجُلٌ أَتَانِي بِكِتَابِكَ وَ طِينُهُ رَطْبٌ فَقَالَ يَا سَدِيرُ إِنَّ لَنَا خَدَماً مِنَ الْجِنِّ فَإِذَا أَرَدْنَا السُّرْعَةَ بَعَثْنَاهُمْ.

سدیر صیرفی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مدینہ میں کسی کام کے بارے میں مجھے حکم دیا تو میں روانہ ہو گیا۔ میں روحا کے صحراء کے درمیان اپنے اونٹ پر سوار تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد نے اپنے کپڑے سے مجھے اشارہ کیا اور میں اس کی طرف چل پڑا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید وہ پیاسا ہے پس میں نے پانی کا ایک پیالہ اس کی طرف بڑھایا تو اس نے مجھے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور پھر اس نے ایک خط میرے سپرد کیا کہ جس کی مہر کی سیاہی ابھی تر تھی۔ جیسے ہی میں نے اس مہر کو دیکھا تو وہ امام محمد باقرؑ کی مہر تھی۔

میں نے اس سے کہا: تو صاحب خط کے پاس کب تھا؟

اس نے کہا: ابھی کچھ دیر پہلے میں ان کے پاس تھا۔

اور جب میں نے خط پڑھا تو اس میں وہی لکھا ہوا تھا جس کا آپؑ نے مجھے حکم دیا ہوا تھا۔ جب میں متوجہ ہوا تو میرے پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

① مرآۃ العقول: ۴/ ۲۹۳

راوی کہتا ہے کہ جب میں واپس حضرت امام باقرؑ سے ملا تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ایک شخص آپؑ کا خط میرے پاس لایا تھا کہ ابھی تک اس کی سیاہی خشک نہیں ہوئی تھی۔ آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! ہمارے کچھ خدمت گزار جنات سے بھی ہیں پس اگر ہم چاہیں کہ کوئی کام جلدی ہو تو ہم ان کو بھیج دیتے ہیں۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے (۲)

5/1231 الكافی ،۱/۳۹۵/۱،۱/۴ وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: إِنَّ لَنَا أَتْبَاعاً مِنَ ٱلْجِنِّ كَمَا أَنَّ لَنَا أَتْبَاعاً مِنَ ٱلْإِنْسِ فَإِذَا أَرَدْنَا أَمْراً بَعَثْنَاهُمْ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے خدمت گزار جنوں میں سے بھی پیروکار جیسا کہ انسانوں میں سے پروکار ہیں پس جب ہم کسی امر میں چاہیں تو ان کو بھیج دیتے ہیں۔ (۳)

بیان:

بالمدينة متعلق بحوائج كأنه ؑ كان بمكة و الفج الطريق الواسع بين جبلين و الروحاء موضع بين الحرمين على ثلاثين أو أربعين ميلا من المدينة يلوى بثوبه أي يشير و الإداوة الإناء الذي يسقى منه

❁ ''بالمدینة'' مدینہ کے ساتھ، یہ حوائج کے متعلق ہے گویا کہ امامؑ اس وقت مکہ میں تھے۔ ''الفج'' دو پہاڑوں کے درمیان کھلا راستہ۔

''الروحا'' یہ ایک جگہ ہے جو حرمین کے درمیان واقع ہے اور یہ مدینہ سے تیس یا چالیس میل دور ہے۔

''یلوی بثوبہ'' یعنی اس نے اپنے کپڑوں کی جانب اشارہ کیا۔

''الاداوۃ'' وہ برتن جس میں پانی پیا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ (۴)

---

(۱) بصائر الدرجات: ۹۶؛ الخرائج والجرائح: ۲ / ۸۵۳؛ بحار الانوار: ۲۷ / ۱۷ و ۳۶ / ۲۸۳ و ۲۹۰ / ۱۰۲؛ دلائل الامامة: ۲۲۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵ / ۴۳۲؛ اثبات الھداۃ: ۳ / ۹۳؛ المناقب: ۴ / ۱۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳ / ۴۷۱؛ مدینۃ المعاجز: ۵ / ۴۳؛ الانوار النعمانیہ: ۱ / ۲۳۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶ / ۱۴۴

(۲) مراۃ العقول: ۴ / ۲۹۵

(۳) گزشتہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

(۴) مراۃ العقول: ایضاً

6/1232 الکافی ۱/۳۹۵/۵/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْرَشٍ عَنْ حَكِيمَةَ بِنْتِ مُوسَى قَالَتْ: رَأَيْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَاقِفاً عَلَى بَابِ بَيْتِ اَلْحَطَبِ وَ هُوَ يُنَاجِي وَ لَسْتُ أَرَى أَحَداً فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي لِمَنْ تُنَاجِي فَقَالَ هَذَا عَامِرٌ اَلزَّهْرَائِيُّ أَتَانِي يَسْأَلُنِي وَ يَشْكُو إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ كَلاَمَهُ فَقَالَ لِي إِنَّكِ إِنْ سَمِعْتِ بِهِ حُمِمْتِ سَنَةً فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ فَقَالَ لِيَ اِسْمَعِي فَاسْتَمَعْتُ فَسَمِعْتُ شِبْهَ اَلصَّفِيرِ وَ رَكِبَتْنِيَ اَلْحُمَّى فَحُمِمْتُ سَنَةً.

حکیمہ بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رضاؑ کو لکڑی کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا جبکہ آپؑ سرگوشی کر رہے تھے لیکن مجھے آس پاس کوئی اور نظر نہیں آیا تو میں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! آپؑ کس سے سرگوشی کر رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ عامر زہرائی ہے جو میرے پاس آیا ہوا ہے وہ مجھ سے سوال کر رہا ہے اور اپنا درد دل بیان کر رہا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! میں چاہتی ہوں کہ میں اس کی باتوں کو سنوں؟

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم نے اس کی باتوں کو سن لیا تو ایک سال تک بخار میں مبتلا ہو جاؤ گی۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! میں چاہتی ہوں کہ اس کی باتوں کو سنوں؟

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اچھا سنو۔

پس میں نے کان لگا کر سنا تو میں نے سیٹی کی سی آواز سنی اور میں نے بخار کو محسوس کیا پس میں ایک سال تک بخار میں مبتلا رہی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل مجہول ہے (واللہ اعلم)

7/1233 الکافی ۱/۳۹۶/۶/۱ محمد و أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

---

[1] المناقب: ۴/۳۴۴؛ بحار الانوار: ۲۷/۲۳ و ۴۹/۶۹ و ۶۰/۶۷؛ اثبات الهداة: ۴/۳۱۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۷۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۳۲؛ عوالم العلوم: ۲۲/۷۵ و ۱۵۷؛ مدینة المعاجز: ۷/۳۵؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۲۰۸؛ اکسیر العبادات: ۳/۴۷۰؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۳۱۵

[2] مرآة العقول: ۴/۲۹۵

عُثْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَيْنَا أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى اَلْمِنْبَرِ إِذْ أَقْبَلَ ثُعْبَانٌ مِنْ نَاحِيَةِ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ اَلْمَسْجِدِ فَهَمَّ اَلنَّاسُ أَنْ يَقْتُلُوهُ فَأَرْسَلَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ كُفُّوا فَكَفُّوا وَ أَقْبَلَ اَلثُّعْبَانُ يَنْسَابُ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى اَلْمِنْبَرِ فَتَطَاوَلَ فَسَلَّمَ عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَشَارَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَيْهِ أَنْ يَقِفَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ وَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهِ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ خَلِيفَتُكَ عَلَى اَلْجِنِّ وَ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَ أَوْصَانِي أَنْ آتِيَكَ فَأَسْتَطْلِعَ رَأْيَكَ وَ قَدْ أَتَيْتُكَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ وَ مَا تَرَى فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اَللَّهِ وَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَتَقُومَ مَقَامَ أَبِيكَ فِي اَلْجِنِّ فَإِنَّكَ خَلِيفَتِي عَلَيْهِمْ قَالَ فَوَدَّعَ عَمْرٌو أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اِنْصَرَفَ فَهُوَ خَلِيفَتُهُ عَلَى اَلْجِنِّ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَيَأْتِيكَ عَمْرٌو وَ ذَاكَ اَلْوَاجِبُ عَلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

جابر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن امیر المومنینؑ مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک مسجد کے ایک دروازہ سے ایک اژدھا مسجد میں داخل ہوا اور امیر المومنینؑ کی طرف بڑھا۔ لوگوں نے اس کو مارنے کی کوشش کی تو امیر المومنینؑ نے کسی کو روانہ کیا کہ اپنے ساتھیوں کو روک لو۔ پس لوگوں نے اس کو مارنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ چنانچہ وہ اژدھا سینہ تان کر آپؑ کی طرف بڑھا اور منبر کے پائے کے پاس آ گیا اور اس نے امیر المومنینؑ کو سلام کیا۔ آپؑ نے جواب دیا اور پھر اس کو اشارہ کیا کہ خطبہ مکمل ہونے تک کھڑے رہے۔ پس جب آپؑ خطبہ سے فارغ ہوئے تو اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو کون ہے؟

اس نے عرض کیا: میں عمرو بن عثمان آپؑ کی طرف سے قوم جنات پر خلیفہ ہوں۔ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپؑ کی خدمت میں آوں اور آپؑ سے تازہ حکم حاصل کروں۔ اب میں آپؑ کے پاس آ گیا ہوں تا کہ آپؑ مجھے کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کے تقویٰ کی سفارش کرتا ہوں اور اب واپس چلے جاو اور جنوں میری طرف سے اپنے باپ کی جگہ پر تم خلیفہ ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ عمرو نے امیر المومنینؑ کو خدا حافظ کہا اور چلا گیا اور وہ جنات پر آپؑ کا خلیفہ تھا۔
میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! عمرو آپؑ کے پاس آیا ہے تو کیا یہ اس پر واجب تھا؟
آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [1]

بیان:

الانسیاب مشی الحیة و ما یشبهها و ذاك الواجب علیه أی إتیانه إلیك أمر واجب علیه

❂ "الانسیاب" سانپ کے چلنے کی طرح بہنا اور جو اس کے مشابہ ہے۔
"ذاك الواجب علیه" اور جو اس پر واجب ہے یعنی اس کا تیرے پاس آنا اس پر ایک امر واجب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے لیکن اس کا مضمون متواترات میں سے ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث ابراہیم بن ایوب کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

8/1234 الكافی ،۱/۳۹۶/۷/۱ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِی حَمَّادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُورَمَةَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلنَّضْرِ عَنِ اَلنُّعْمَانِ بْنِ بَشِیرٍ قَالَ: کُنْتُ مُزَامِلاً لِجَابِرِ بْنِ یَزِیدَ اَلْجُعْفِیِّ فَلَمَّا أَنْ کُنَّا بِالْمَدِینَةِ دَخَلَ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فَوَدَّعَهُ وَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وَ هُوَ مَسْرُورٌ حَتَّی وَرَدْنَا اَلْأُخَیْرِجَةَ أَوَّلَ مَنْزِلٍ نَعْدِلُ مِنْ فَیْدَ إِلَی اَلْمَدِینَةِ یَوْمَ جُمُعَةٍ فَصَلَّیْنَا اَلزَّوَالَ فَلَمَّا نَهَضَ بِنَا اَلْبَعِیرُ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ طُوَالٍ آدَمَ مَعَهُ کِتَابٌ فَنَاوَلَهُ جَابِراً فَتَنَاوَلَهُ فَقَبَّلَهُ وَ وَضَعَهُ عَلَی عَیْنَیْهِ وَ إِذَا هُوَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ إِلَی جَابِرِ بْنِ یَزِیدَ وَ عَلَیْهِ طِینٌ أَسْوَدُ رَطْبٌ فَقَالَ لَهُ مَتَی عَهْدُكَ بِسَیِّدِی فَقَالَ اَلسَّاعَةَ فَقَالَ لَهُ قَبْلَ اَلصَّلاَةِ أَوْ بَعْدَ اَلصَّلاَةِ فَقَالَ بَعْدَ اَلصَّلاَةِ فَفَكَّ اَلْخَاتَمَ وَ أَقْبَلَ یَقْرَؤُهُ وَ یَقْبِضُ وَجْهَهُ حَتَّی أَتَی عَلَی آخِرِهِ ثُمَّ أَمْسَكَ اَلْکِتَابَ فَمَا رَأَیْتُهُ ضَاحِکاً وَ لاَ مَسْرُوراً حَتَّی وَافَی اَلْکُوفَةَ فَلَمَّا وَافَیْنَا اَلْکُوفَةَ لَیْلاً بِتُّ

---

[1] بصائر الدرجات: ۹۷؛ المناقب: ۲/۲۵۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۳۳؛ الفصول المہمہ: ۱/۴۰۱؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۳۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۷۲؛ بحار الانوار: ۳۹/۱۴۳ و ۶۰/۶۶؛ الفصول المہمہ: ۱/۴۰۱؛ مدینۃ المعاجز: ۱/۱۳۷؛ تفسیر جابر الجعفی: ۲۳۷؛ الدمعۃ الساکبہ: ۲/۸۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۴۷؛ عین الحیاۃ: ۱۹۲

[2] مراۃ العقول: ۴/۲۹۶

لَيْلَتِي فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُهُ إِعْظَاماً لَهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ خَرَجَ عَلَيَّ وَفِي عُنُقِهِ كِعَابٌ قَدْ عَلَّقَهَا وَقَدْ رَكِبَ قَصَبَةً وَهُوَ يَقُولُ أَجِدُ مَنْصُورَ بْنَ جُمْهُورٍ أَمِيراً غَيْرَ مَأْمُورٍ وَأَبْيَاتاً مِنْ نَحْوِ هَذَا فَنَظَرَ فِي وَجْهِي وَنَظَرْتُ فِي وَجْهِهِ فَلَمْ يَقُلْ لِي شَيْئاً وَلَمْ أَقُلْ لَهُ وَأَقْبَلْتُ أَبْكِي لِمَا رَأَيْتُهُ وَاجْتَمَعَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِ الصِّبْيَانُ وَالنَّاسُ وَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ الرَّحْبَةَ وَأَقْبَلَ يَدُورُ مَعَ الصِّبْيَانِ وَالنَّاسُ يَقُولُونَ جُنَّ جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ جُنَّ فَوَاللَّهِ مَا مَضَتِ الْأَيَّامُ حَتَّى وَرَدَ كِتَابُ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ إِلَى وَالِيهِ أَنِ انْظُرْ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ وَابْعَثْ إِلَيَّ بِرَأْسِهِ فَالْتَفَتَ إِلَى جُلَسَائِهِ فَقَالَ لَهُمْ مَنْ جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ قَالُوا أَصْلَحَكَ اللَّهُ كَانَ رَجُلاً لَهُ عِلْمٌ وَفَضْلٌ وَحَدِيثٌ وَحَجَّ فَجُنَّ وَهُوَ ذَا فِي الرَّحَبَةِ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلَى الْقَصَبِ يَلْعَبُ مَعَهُمْ قَالَ فَأَشْرَفَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مَعَ الصِّبْيَانِ يَلْعَبُ عَلَى الْقَصَبِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِنْ قَتْلِهِ قَالَ وَلَمْ تَمْضِ الْأَيَّامُ حَتَّى دَخَلَ مَنْصُورُ بْنُ جُمْهُورٍ الْكُوفَةَ وَصَنَعَ مَا كَانَ يَقُولُ جَابِرٌ.

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں جابر بن یزید جعفی کے ساتھ تھا پس جب ہم مدینہ میں تھے تو وہ امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب رخصت ہونے لگے تو خوش اور مسرور نظر آتے تھے۔ جب ہم اخیرجہ پہنچے جوفید سے مدینہ جانے کی طرف جانے میں پہلی منزل ہے تو ہم نے نمازہ پڑھی۔ جب سفر کے لیے اونٹ تیار ہو گیا تو اچانک ایک طویل القامت شخص نے انہیں ایک خط لا کر دیا۔ انہوں نے خط کو بوسہ دیا، آنکھوں سے لگایا اور دیکھا تو وہ جابر بن یزید کے نام امام محمد باقرؑ کا خط تھا۔ نعمان کہتے ہیں کہ جابر نے اس خط کی مہر توڑی اور پڑھنے لگے اور قاصد سے پوچھا: تم امامؑ سے کب علیحدہ ہوئے تھے؟

اس شخص نے کہا: ابھی جدا ہوا تھا۔

انہوں نے پوچھا: نماز سے پہلے یا نماز کے بعد؟

انہوں نے کہا: نماز کے بعد۔

پھر جابر نے وہ خط آخر تک پڑھا اور اسے ہاتھ میں لیے رہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ نہ ہنس رہے تھے اور نہ ان پر کسی خوشی کے آثار تھے یہاں تک کہ کوفہ پہنچ گئے۔

جب رات کے وقت کوفہ میں آئے تو میں نے رات وہیں گزاری اور جب صبح ہو گئی تو میں از راہ تعظیم ان کے

پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عجیب حالت سے باہر آئے ہیں، ان کی گردن میں زرد کے مہرے لٹکے ہوئے تھے اور بانس کی لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ میں منصور بن جمہور کو غیر مامور حکمران دیکھ رہا ہوں جو کسی کے ماتحت نہیں اور کچھ اس طرح کے اشعار پڑھے۔ پھر انہوں نے مجھے دیکھا اور میں نے انہیں دیکھا مگر وہ مجھ سے کچھ نہ بولے اور نہ میں نے ان سے کچھ کہا اور جب میں نے انہیں دیکھا تو میں رونے لگا۔ پھر ایسا ہوا کہ ان کے پاس بچے اور دوسرے آدمی جمع ہو گئے اور وہ بچوں کے ساتھ چکر لگانے لگے اور لوگ کہہ رہے تھے کہ جابر دیوانے ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم! چند روز نہ گزرے تھے کہ ہشام بن عبد الملک کا خط وہاں کے حاکم کے پاس پہنچا کہ اس شخص پر نگاہ رکھیں جنہیں جابر بن یزید جعفی کہا جاتا ہے اور اس کی گردن اور سر کو کاٹ کر میرے پاس روانہ کرو۔ چنانچہ وہ حاکم اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر وہ کہنے لگا کہ جابر بن یزید جعفی کون ہے؟

لوگوں نے کہا: خدا تیری اصلاح کرے! وہ تو ایسے انسان ہیں جو صاحب علم وفضل اور عالم حدیث ہیں اور اس نے حج بھی کیا ہے لیکن اس کی عقل جاتی رہی ہے اور اس وقت بچوں کے ساتھ لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہو کر کھیل رہا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ ان کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ بانس کی لکڑی کے گھوڑے پر بیٹھے ہیں تو وہ حاکم کہنے لگا: اس خدا کی حمد وثناء ہے جس نے مجھے اس کے قتل سے بچا لیا۔

راوی کا بیان ہے کہ کچھ دن نہ گزرے تھے کہ منصور بن جمہور [1] کوفہ میں آیا اور اس نے وہی کیا جو جابر نے کہا تھا۔ (یعنی منصور بن جمہور والی کوفہ بن گیا)۔ [2]

بیان:

الزمیل کأمیر الردیف و زملہ أردفہ أو عادلۃ و الأخرجۃ و فید موضعان أول منزل یعنی ھی أول منزل تعدل من فید إلی المدینۃ کأنہ أراد بہ أن المسافۃ بین الأخرجۃ و بین المدینۃ کالمسافۃ بین فید و المدینۃ یو مرجعۃ متعلق بوردنا

- ''الزمیل'' جیسے کہ امیر، اس کا معنی ردیف ہے ''الاخرجۃ وفید'' یہ دو مقامات ہیں۔
''اول منزل'' یعنی یہ وہ پہلی منزل ہے۔

---

[1] ابن جمہور شاید کاتب کی غلطی ہے (واللہ اعلم)

[2] اثبات الھداۃ: ۴/ ۹۵؛ بحار الانوار: ۴۶/ ۲۸۲؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۱۴۰؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۴۰؛ المناقب: ۴/ ۱۹۱؛ الانوار النعمانیہ: ۱/ ۲۳۷

''تعدل من فيد الى المدينة'' فید سے مدینہ تک فاصلہ برابر ہے گویا کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اخرجہ اور مدینہ کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا فید اور مدینہ کے درمیان کا فاصلہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف یا مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

۹۶ ـ باب أن حديثهم صعب مستصعب

باب: آئمہ علیہم السلام کی احادیث صعب و مستصعب ہیں

1/1235 الكافي ۱/۱/۴۰۱/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ حَدِيثَ آلِ مُحَمَّدٍ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لاَ يُؤْمِنُ بِهِ إِلاَّ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ أَوْ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ أَوْ عَبْدٌ اِمْتَحَنَ اَللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ فَمَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَدِيثِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلاَنَتْ لَهُ قُلُوبُكُمْ وَ عَرَفْتُمُوهُ فَاقْبَلُوهُ وَ مَا اِشْمَأَزَّتْ مِنْهُ قُلُوبُكُمْ وَ أَنْكَرْتُمُوهُ فَرُدُّوهُ إِلَى اَللَّهِ وَ إِلَى اَلرَّسُولِ وَ إِلَى اَلْعَالِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ وَ إِنَّمَا اَلْهَالِكُ أَنْ يُحَدِّثَ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْهُ لاَ يَحْتَمِلُهُ فَيَقُولَ وَ اَللَّهِ مَا كَانَ هَذَا وَ اَللَّهِ مَا كَانَ هَذَا وَ اَلْإِنْكَارُ هُوَ اَلْكُفْرُ.

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آل محمد کی حدیث سخت اور دشوار ہوتی ہے، اس پر کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا مگر مقرب فرشتہ یا مرسل نبی یا وہ مومن جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لیے امتحان لیا ہو گا پس جب ہم پر آل محمد علیہم السلام کی کوئی حدیث پیش ہو پس اگر تمہارے دل اس کے لیے نرم ہوں اور تم اسے جانتے ہو تو اسے قبول کرو اور جس سے تمہارے دل بیزار ہوں اور وہ اس سے ناکر کریں تو تم اسے اللہ اور اس کے رسولؐ اور آل محمد علیہم السلام کے عالمؑ کی طرف پلٹا دو۔ یقیناً وہ ہلاک ہونے والا ہے جس کے سامنے کوئی حدیث بیان کی گئی اور وہ اسے برداشت نہ کر پائے اور کہہ دے: اللہ کی قسم! یہ

---

[1] مرآۃ العقول: ۴/۲۹۸

ہے ہی نہیں، اللہ کی قسم! یہ ہے ہی نہیں ۔ اس کا یہ انکار کفر ہے ۔[1]

بیان:

اشمأزت نفرت و كرهت فردوه إلى الله و إلى الرسول و إلى العالم من آل محمد أى قولوا الله و رسوله و العالم من آل محمد يعلمون معناه و ما أرادوا به و لا يبلغ فهمنا إليه قال الله سبحانه فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَ الرَّسُولِ و قال وَ لَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَ إِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ أن يحدث على البناء للمفعول

''اشمأزت'' انہوں نے نفرت کی اور کراہت محسوس ہوئی۔

''فردوہ الی اللہ والی الرسول والی العالم من آل محمدؐ'' پس تم اللہ تعالیٰ، رسولؐ اور آل محمدؐ میں سے امام عالمؑ کی رجوع کریں یعنی تم یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ، اس کا رسولؐ اور آل محمدؐ اس کے معنی کو جانتے ہیں اور اس کو بھی جس کا لوگ ارادہ کرتے ہیں اور ہمارا منہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''پھر اگر تمھارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔ (سورۃ النساء:۵۹)۔''

اور فرمایا:

''اور اگر وہ اس خبر کو رسولؐ اور اپنے میں سے صاحبان امر تک پہنچا دیتے تو ان میں سے اہل تحقیق اس خبر کی حقیقت کو جان لیتے۔'' (سورۃ النساء:۸۳)۔''

''ان یحدث'' یہ بنا بہ مفعول ہے، یعنی چاہیے کہ وہ بیان کیا جاتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے مگر میرے (یعنی علامہ مجلسی) کے نزدیک معتبر ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/1236 الكافی،۱/۲/۴۰۱/۱ القمی عن عمران بن موسی عن الاثنين عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ

---

[1] بصائر الدرجات: ۲۰؛ مختصر البصائر: ۲۹۷ و ۳۳۱؛ الخرائج والجرائح: ۲ (یعنی ان کے موافق ہو تو مان لو) ۷۹۲؛ تفسیر البرہان: ۵/۸۵۸؛ الفصول المہمہ: ۱/۶۱۵؛ بحار الانوار: ۲/۱۸۹ و ۲۵/۳۶۶؛ تفسیر الصافی: ۱/۱۲

[2] مرآۃ العقول: ۴/۳۱۴

قَالَ: ذُكِرَتِ اَلتَّقِيَّةُ يَوْماً عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَقَالَ وَ اَللَّهِ لَوْ عَلِمَ أَبُو ذَرٍّ مَا فِي قَلْبِ سَلْمَانَ لَقَتَلَهُ وَ لَقَدْ آخَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَيْنَهُمَا فَمَا ظَنُّكُمْ بِسَائِرِ اَلْخَلْقِ إِنَّ عِلْمَ اَلْعُلَمَاءِ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لاَ يَحْتَمِلُهُ إِلاَّ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ أَوْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ أَوْ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اَللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ فَقَالَ وَ إِنَّمَا صَارَ سَلْمَانُ مِنَ اَلْعُلَمَاءِ لِأَنَّهُ اِمْرُؤٌ مِنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ فَلِذَلِكَ نَسَبْتُهُ إِلَى اَلْعُلَمَاءِ .

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت امام زین العابدینؑ کے سامنے تقیہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اگر ابوذرؓ کو پتہ چل جاتا کہ سلمانؓ کے دل میں کیا ہے تو وہ اس کو قتل کر دیتا حالانکہ رسول خدا ﷺ نے ان دونوں کو آپس میں بھائی بنایا تھا پس دوسرے لوگوں کے بارے تمہارا کیا گمان ہے؟ یقینا علماء کا علم سخت و دشوار ہے، اس کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا مگر نبی مرسل یا ملک مقرب یا وہ مومن کہ جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لیے امتحان لے لیا ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا: اور یقینا سلمانؓ علماء میں سے ہو گئے کیونکہ وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں پس اسی وجہ سے ان کی نسبت علماء کی طرف ہے۔ [1]

بیان:

لقتله و فی روایة أخری لکفره و ذلك لأن مکنون العلم عزیز المنال دقیق المدرك صعب الوصول یقصر عن بلوغه الفحول من العلماء فضلا عن الضعفاء و لهذا إنما یخاطب الجمهور بظواهر الشرع و مجملاته دون إسراره و أغواره لقصور إفهامهم عن إدراکها و ضیق حواصلهم عن احتمالها إذ لا یسعهم الجمع بین الظاهر و الباطن فیظنون تخالفهما و تنافیهما فینکرون فینکرون و یکفرون فیقتلون امرؤ منا لفرط اختصاصه بنا و انقطاعه إلینا و اقتباسه من أنوارنا و نعما قیل لما رأیت الحدیدة الحامیة تتشبه بالنار فتفعل فعلها فلا تتعجب من نفس استشرقت بنور الله و استضاءت و استنارت فأطاعها الأکوان

''لقتله'' ایک دوسری روایت میں ہے ''لکفره'' اور یہ اس لیے کہ پوشیدہ علم پہنچ کے لیے عزیز اور سمجھنے والے کے لیے درست ہے اس کی طرف پہنچنا مشکل ہے اور ضعفاء کو چھوڑ کر علماء فضلا کی طرف سے بھی اسے حاصل کرنے میں کمی ہے اور اس وجہ سے صرف شریعت کے مظاہر اور خلاصوں کے ساتھ اس کے

[1] مختصر البصائر: ۳۳۴؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۸۵۸؛ بصائر الدرجات: ۲۵؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۳۴۳ و ۱۹۰/۲؛ کمال المکارم: ۲/ ۳۲۶؛ مسند الامام السجاد: ۲۴۰

رازوں اور گہرائیوں کے ساتھ لوگوں سے خطاب کرتا ہے کیونکہ اس فہم کے بارے میں ان کی سمجھ کی کمی اور اس کے امکان کے بارے میں کہا ان کے فہم کی تنگی کی وجہ سے وہ اس کو جمع نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ انکار کرتے ہیں اور پھر انکار کرتے ہیں اور کفر کرتے ہیں، اس لیے وہ ہم میں سے ایک کو اس کی ہمارے ساتھ حد سے زیادہ تخصیص اور ہم سے لاتعلقی اور ہماری روشنیوں سے اس کے اقتباس کی وجہ سے مار ڈالتے ہیں۔ ہاں کہا گیا کہ جب تم نے دہکتے ہوئے لوہے کو آگ کی مشابہت اور عمل کرتے ہوئے دیکھا تو اس روح پر تعجب نہ کرنا جو خدا کے نور سے چمکا اور منور اور روشن تھا تو کائنات نے اس کی اطاعت کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ مسعدۃ ثقہ ہے اور تفسیر القمی و کامل الزیارات کا راوی بھی ہے مگر وہ بتری ہے [2] (واللہ اعلم)

3/1237 الکافی ۱/۴۰۱/۳/۱: علی عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلْبَرْقِيِّ عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ أَوْ غَيْرِهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ حَدِيثَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لاَ يَحْتَمِلُهُ إِلاَّ صُدُورٌ مُنِيرَةٌ أَوْ قُلُوبٌ سَلِيمَةٌ أَوْ أَخْلاَقٌ حَسَنَةٌ إِنَّ اَللَّهَ أَخَذَ مِنْ شِيعَتِنَا اَلْمِيثَاقَ كَمَا أَخَذَ عَلَى بَنِي آدَمَ (أَ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ) فَمَنْ وَفَى لَنَا وَفَى اَللَّهُ لَهُ بِالْجَنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَنَا وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْنَا حَقَّنَا فَفِي اَلنَّارِ خَالِداً مُخَلَّداً.

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہماری حدیث سخت اور دشوار ہے، اس کو کوئی حمل نہیں کر سکتا سوائے روشن سینوں کے یا سلیم دلوں کے یا اخلاق حسنہ کے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں سے ہمارے بارے میں میثاق لیا ہے جیسا کہ اس نے اولادِ آدم سے لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ پس جس نے ہم سے وفا کی اس نے اللہ سے وفا کی، اس کے لیے جنت ہے اور جس نے ہمارے ساتھ بغض رکھا اور ہمارا حق ادا نہیں کیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں ہے۔ [3]

بیان:

يعنى أخذ من شيعتنا الميثاق بولايتنا و احتمال حديثنا بالقبول و الكتمان كما أخذ على سائر بني آدم الميثاق بربوبيته فمن وفى لنا بذلك وفى الله له بالجنة يدل على هذا

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۳۱۷

[2] المفید معجم رجال الحدیث: ۶۰۱

[3] بصائر الدرجات: ۲۵؛ مختصر البصائر: ۳۲۳ و ۴۰۲؛ بحار الانوار: ۲/ ۱۹۰؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۸۵۸؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۱۸۳

قوله ع في حديث آخر إن أمرنا سر مستور في سر مقنع بالميثاق من هتكه أذله الله

فإن المستفاد منه أن وجوب كتمان أمرهم من توابع الميثاق بالولاية فإن السر المقنع بالميثاق هو الولاية

یعنی اس نے ہمارے شیعوں سے ہماری ولایت کے بارے میں ہماری حدیثوں کو قبول کرنے کے لیے اور چھپانے کے لیے میثاق لیا جیسا کہ اس نے تمام اولادِ آدمؑ سے اپنی توحید کے بارے میثاق لیا۔

''پس جو ہمارے لیے اس عہد کو پورا کرتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ بھی جنت کا عہد پورا کرے گا۔''

اس پر امام کا وہ قول دلالت کرتا ہے جو ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہمارا امر سر مستور ہے ایک چھپے ہوئے راز میں میثاق کی وجہ سے پس جس نے استوہین کی تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

پس اس سے استفادہ یہ ہوتا ہے کہ ائمہ طاہرینؑ کے امر کو چھپانا بھی میثاق ولایت کے توابع میں سے ہے کیونکہ میثاق میں سر مقنع سے مراد ولایت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرفوع ہے (واللہ اعلم)

4/1238 الكافي، ۱/۴۰۱/۴/۱ محمد وَ غَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ صَاحِبِ الْعَسْكَرِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا مَعْنَى قَوْلِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حَدِيثُنَا لاَ يَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ لاَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَ لاَ مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ فَجَاءَ الْجَوَابُ إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَيْ لاَ يَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ وَ لاَ نَبِيٌّ وَ لاَ مُؤْمِنٌ إِنَّ الْمَلَكَ لاَ يَحْتَمِلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ إِلَى مَلَكٍ غَيْرِهِ وَ النَّبِيُّ لاَ يَحْتَمِلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِهِ وَ الْمُؤْمِنُ لاَ يَحْتَمِلُهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ إِلَى مُؤْمِنٍ غَيْرِهِ فَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ جَدِّي عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

محمد بن احمد نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن صاحب العسکر (یعنی امام علی نقی) علیہ السلام کو خط تحریر کیا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! حضرت امام صادقؑ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے کہ ہماری حدیث سخت اور دشوار ہے، اس کو کوئی برداشت نہیں کرسکتا سوائے ملک مقرب کے یا نبی مرسل کے یا اس مومن کے جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لیے امتحان لے لیا ہو؟

[1] مراۃ العقول: ۴/۳۱۸

آپؑ نے کی طرف سے جواب آیا کہ امام صادقؑ کے قول: "اسے فرشتہ یا نبی یا مومن برداشت نہیں کرسکتا" کا مطلب یہ ہے کہ یقینا کوئی فرشتہ اسے برداشت نہیں کرسکتا یہاں تک کہ وہ اس کو ضرور دوسرے فرشتے سے بیان کردے گا اور نبی اس کو برداشت نہیں کرسکتا مگر یہ کہ اس کو دوسرے نبی مرسل تک ضرور پہنچائے گا اور کوئی مومن اس کو برداشت نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ اس کو دوسرے مومن تک ضرور پہنچائے گا۔ پس یہ میرے جدؑ کے قول کا معنی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ [2]

5/1239 الكافی ۱/۴۰۲/۵/۱ أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ اَلْعَبَّاسِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلْخَالِقِ وَ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ عِنْدَنَا وَ اَللَّهِ سِرّاً مِنْ سِرِّ اَللَّهِ وَ عِلْماً مِنْ عِلْمِ اَللَّهِ وَ اَللَّهِ مَا يَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ لاَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَ لاَ مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اَللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَ اَللَّهِ مَا كَلَّفَ اَللَّهُ ذَلِكَ أَحَداً غَيْرَنَا وَ لاَ اِسْتَعْبَدَ بِذَلِكَ أَحَداً غَيْرَنَا وَ إِنَّ عِنْدَنَا سِرّاً مِنْ سِرِّ اَللَّهِ وَ عِلْماً مِنْ عِلْمِ اَللَّهِ أَمَرَنَا اَللَّهُ بِتَبْلِيغِهِ فَبَلَّغْنَا عَنِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا أَمَرَنَا بِتَبْلِيغِهِ فَلَمْ نَجِدْ لَهُ مَوْضِعاً وَ لاَ أَهْلاً وَ لاَ حَمَّالَةً يَحْتَمِلُونَهُ حَتَّى خَلَقَ اَللَّهُ لِذَلِكَ أَقْوَاماً خُلِقُوا مِنْ طِينَةٍ خُلِقَ مِنْهَا مُحَمَّدٌ وَ آلُهُ وَ ذُرِّيَّتُهُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ مِنْ نُورٍ خَلَقَ اَللَّهُ مِنْهُ مُحَمَّداً وَ ذُرِّيَّتَهُ وَ صَنَعَهُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اَلَّتِي صَنَعَ مِنْهَا مُحَمَّداً وَ ذُرِّيَّتَهُ فَبَلَّغْنَا عَنِ اَللَّهِ مَا أَمَرَنَا بِتَبْلِيغِهِ فَقَبِلُوهُ وَ اِحْتَمَلُوا ذَلِكَ فَبَلَغَهُمْ ذَلِكَ عَنَّا فَقَبِلُوهُ وَ اِحْتَمَلُوهُ وَ بَلَغَهُمْ ذِكْرُنَا فَمَالَتْ قُلُوبُهُمْ إِلَى مَعْرِفَتِنَا وَ حَدِيثِنَا فَلَوْ لاَ أَنَّهُمْ خُلِقُوا مِنْ هَذَا لَمَا كَانُوا كَذَلِكَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا اِحْتَمَلُوهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَ أَقْوَاماً لِجَهَنَّمَ وَ اَلنَّارِ فَأَمَرَنَا أَنْ نُبَلِّغَهُمْ كَمَا بَلَّغْنَاهُمْ وَ اِشْمَأَزُّوا مِنْ ذَلِكَ وَ نَفَرَتْ قُلُوبُهُمْ وَ رَدُّوهُ عَلَيْنَا وَ لَمْ يَحْتَمِلُوهُ وَ كَذَّبُوا بِهِ وَ قَالُوا (سَاحِرٌ كَذّٰابٌ) وَ (طَبَعَ اَللَّهُ عَلىٰ قُلُوبِهِمْ) وَ أَنْسَاهُمْ ذَلِكَ ثُمَّ أَطْلَقَ اَللَّهُ لِسَانَهُمْ بِبَعْضِ اَلْحَقِّ فَهُمْ

---

[1] تفسیر البرہان: ۵/۵۸۵؛ موسوعۃ الامام الہادیؑ: ۳/۳۲۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۸۳

[2] مراۃ العقول: ۴/۳۱۸

يَنْطِقُونَ بِهِ وَ (قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ) لِيَكُونَ ذَلِكَ دَفْعاً عَنْ أَوْلِيَائِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ وَ لَوْ لاَ ذَلِكَ مَا عُبِدَ اَللَّهُ فِي أَرْضِهِ فَأَمَرَنَا بِالْكَفِّ عَنْهُمْ وَ اَلسَّتْرِ وَ اَلْكِتْمَانِ فَاكْتُمُوا عَمَّنْ أَمَرَ اَللَّهُ بِالْكَفِّ عَنْهُ وَ اُسْتُرُوا عَمَّنْ أَمَرَ اَللَّهُ بِالسَّتْرِ وَ اَلْكِتْمَانِ عَنْهُ قَالَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ وَ بَكَى وَ قَالَ اَللَّهُمَّ (إِنَّ هٰؤُلاَءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ) فَاجْعَلْ مَحْيَانَا مَحْيَاهُمْ وَ مَمَاتَنَا مَمَاتَهُمْ وَ لاَ تُسَلِّطْ عَلَيْهِمْ عَدُوّاً لَكَ فَتُفْجِعَنَا بِهِمْ فَإِنَّكَ إِنْ أَفْجَعْتَنَا بِهِمْ لَمْ تُعْبَدْ أَبَداً فِي أَرْضِكَ وَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابومحمد! خدا کی قسم! خدا کے رازوں میں سے ایک راز اور خدا کے علم میں سے ایک علم ہمارے پاس ہے۔ خدا کی قسم! اس کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا مگر مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا وہ مومن کہ جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لیے امتحان لے لیا ہے۔ خدا کی قسم! خدا نے ہمارے علاوہ کسی کو اس کی تکلیف نہیں دی اور ہمارے علاوہ اس کی کوئی استبعداد (طاقت) نہیں رکھتا اور یقیناً ہمارے پس خدا کے رازوں میں سے ایک راز اور خدا کے علم میں سے ایک علم ہے، خدا نے اس کی تبلیغ کا ہمیں حکم دیا ہے پس خدا کی طرف سے جس کی تبلیغ کا ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ ہم نے پہنچا دیا ہے لیکن ہم نے اس کا کوئی محل و مقام اور اس کا کوئی اہل اور کوئی اس کو اٹھانے والا نہیں پایا یہاں تک کہ خدا نے کچھ لوگوں کو خلق کیا جو اسی طین (مٹی) سے خلق کیے گئے ہیں جس سے حضرت محمدؐ اور آپؐ کی ذریت کو خلق کیا گیا ہے اور اس کو ان کو نور سے خلق کیا گیا ہے جس سے حضرت محمدؐ اور آپؐ کی ذریت کو خلق کیا گیا ہے اور اس نے ان کو اپنی رحمت کے فضل سے بنایا ہے جس سے حضرت محمدؐ اور آپؐ کی ذریت کو بنایا گیا ہے پس ہمیں خدا کی طرف سے جس چیز کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا ہم نے اس کی تبلیغ کی تو انہوں نے اس کو قبول کیا اور اسے برداشت کیا پس ان کو ہماری طرف سے اس کو پہنچایا گیا تو انہوں نے اسے قبول کیا اور برداشت کیا اور ہمارا ذکر ان کے پاس آیا تو ان کے دل ہماری معرفت اور ہماری حدیث کی طرف مائل ہوئے اور اگر اس قوم کو اس چیز سے خلق نہ کیا جاتا تو وہ بھی ایسے نہ ہوتے اور خدا کی قسم! وہ بھی اس کو برداشت نہ کر سکتے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا نے ایک قوم کو جہنم اور آگ کے لیے خلق کیا پس ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کو تبلیغ کریں اور جیسے ہی ہم نے ان کو تبلیغ کی تو وہ اس سے بیزار ہوئے اور دلوں میں نفرت پیدا کر لی اور انہوں نے اس کو ہماری طرف پلٹا دیا اور اس کو برداشت نہ کیا بلکہ اس کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ جادوگر کذاب ہیں پس خدا

نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ان کو اسے بھلا دیا پھر ان کی زبانوں کو بعض حق بولنے کی اجازت دے دی پس وہ اس سے بولتے تو ہیں لیکن ان کے دل اس کو قبول نہیں کرتے اور یہ اس لیے کیا تا کہ وہ اپنے اولیاء (دوستوں) اور اطاعت گزاروں کا ان ظالموں سے دفاع کرے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو روئے زمین پر کوئی اللہ کی عبادت کرنے والا نہ ہوتا اور خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان سے ہاتھ اٹھا لیں اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیں اور کتمان کریں پس تم بھی پوشیدہ رکھو جس کو خدا نے مٹھی بند کرنے اور پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور جس سے پوشیدہ رکھنے کا اور کتمان کرنے کا حکم دیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور گریہ کیا اور فرمایا: "اے خدایا! یہ لوگ (شیعہ) ایک قلیل گروہ ہیں پس ان کی حیات ہماری حیات جیسی قرار دے اور ان کی موت کو ہماری موت کی طرف قرار دے اور اپنے دشمنوں کو ان پر مسلط نہ کرنا کہ ہم ان کی وجہ سے غمزدہ ہوں اور اگر ان کی وجہ سے غمزدہ و مصیبت زدہ ہو گئے تو تیری زمین پر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں رہے گا۔ وَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً۔ ①

بيان ما يحتمله ملك مقرب نفي الاحتمال إما على إطلاقه أو مقيد بما مضى في الخبر السابق ما أمرنا بتبليغه بدل من الضمير البارز في بلغناه فلم نجد له موضعا يعني حين أردنا تبليغه فبلغهم ذلك إما مطاوع بلغنا ذكر للتأكيد و إما إشارة إلى من بلغه عنهم بوساطة غيرهم من غير مشافهة لهم معه لا و الله ما احتملوه هذه الجملة بدل لقوله ما كانوا كذلك كما بلغناهم يعني كما بلغنا الأولين و في الكلام حذف يعني فبلغناهم فما قبلوه و اشمأزوا و نفرت قلوبهم عطف تفسير لاشمأزوا و ردوه علينا و لو كانوا ردوه إليهم لكان خيرا لهم و لكنهم لسوء طينتهم ردوه عليهم و كذبوا به و أنساهم ذلك نبه بذلك على أنهم لو كانوا ذاكرين لما سمعوه منهم ع لما نطقوا به أبدا لفرط عنادهم لهم ع و بغضهم إياهم و لكنهم لما أنساهم الله ذلك نطقوا ببعضه من طريق آخر بإنطاق الله إياهم له و إطلاقه لسانهم به لحكمة له سبحانه في ذلك و هو الدفع عن أوليائه فإنهم إذا كانوا شركاء لهم في النطق به فلا يسعهم الأذى بهم بسببه فقوله ليكون ذلك أي ليكون نطقهم ببعض الحق لا إنكارهم بقلوبهم فإنها جملة معترضة و إنما كانت قلوبهم منكرة لأهل هذا العلم و السر بأعيانهم حسدا منهم عليهم و عداوة لهم و ليست منكرة للعلم نفسه و لهذا ينطقون ببعضه و هذا مثل طائفة من أهل الخلاف الناطقين ببعض الأسرار الإلهية المنكرين لفضل أهل البيت الجاهلين لعلومهم و رتبتهم و ربما يوجد فيهم من يظن بنفسه أنه خير منهم و أعلم و أكمل فأمرونا ع بالكف عنهم و ستر أمرنا و أمرهم أن هؤلاء إشارة إلى العارفين بهذا العلم و السر كما هو حقه فتفجعنا بهم أي بسببهم و الإفجاع الإيجاع و الفجع أن يوجع الإنسان بشيء يكرم عليه فيعدمه

① المختصر: ۲۷۰؛ تفسیر البرہان: ۵: ۸۵۹؛ بحارالانوار: ۲۵: ۸۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹: ۵۷۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۴: ۵۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳: ۱۸۳؛ مسند ابی بصیر: ۱: ۱۲۲

"مایحتمله ملك مقرب" جس کا متحمل کوئی ملک مقرب نہیں ہوسکتا۔احتمال کی نفی یا تو اس کے اطلاق کی وجہ سے ہے یا اس کے مقید ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ خبر سابق میں گزر چکا ہے۔"ما امرنا بتبليغه" ہم کو اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا "بلغناه" میں جو ضمیر بارز ہے یہ اس کا بدل ہے۔"فلم نجدله موضعاً" پس ہم نے اس کے لیے کوئی جگہ نہیں پائی یعنی جب ہم اس کی تبلیغ کا ارادہ کیا۔"فبلغهم ذلك" پس اس نے وہ ان کو پہنچا دیا۔یعنی یا تو ہم نے تصدیق کے لیے تذکرہ پہنچایا یا اس شخص کا حوالہ جس نے ان کے ساتھ بات کیے بغیر دوسروں کی ثالثی کے ذریعہ ان کی طرف سے اسے پہنچایا۔"لا والله ما احتملوه" نہیں! خدا کی قسم! وہ اس کے متحمل نہیں ہیں۔یہ جملہ بدل ہے ان کے اس قول "ما كانوا كذلك" کا۔ "كما بلغناهم" جیسا کہ ہم نے ان کو پہنچایا یعنی جیسا کہ ہم نے اولین کو پہنچایا۔"وردّوه علينا" اگر وہ ہماری طرف لوٹاتے، یعنی اگر وہ ائمہ طاہرینؑ کی طرف لوٹا دیتے تو ان کے لیے بہتر تھا۔ لیکن اپنے برے کردار کی وجہ سے انہوں نے اسے روکر کے رد کر دیا۔"أنساهم ذلك" انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان کو یاد ہوتا کہ جو کچھ انہوں نے ان سے سنا ہے تو وہ ان کے خلاف سخت ضد اور ان سے عداوت کی وجہ سے اسے کبھی نہ کہتے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بھلا دیا انہوں نے اس میں سے کچھ دوسرے طریقے سے کہے خدا نے انہیں یہ کہنے کی اجازت دی اور اس کے ساتھ ان کی زبان کھول دی اس میں اپنی حکمت کی وجہ سے، وہ پاک ہے اور وہ اس کی تردید کرتا ہے۔اس کے سرپرست اگر اس کے تلفظ میں ان کے ساتھ شریک ہوں تو وہ اس کی وجہ سے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔پس ان کا قول "ليكون ذلك" یعنی انہوں نے کچھ سچ کہا اور اپنے دلوں میں اس کی تکذیب نہیں کی کیونکہ یہ ایک قابل اعتراض جملہ ہے بلکہ ان کے دل اہل علم کی تکذیب اور اپنی نظروں میں راز کی وجہ سے حسد میں تھے اور ان کی طرف سے دشمنی ہے اور خود علم کے انکار میں نہیں ہے اور اسی وجہ سے وہ اس میں سے کچھ بیان کرتے ہیں یہ اختلاف کرنے والوں کے ایک گروہ کی طرح ہے جو آسمانی راز کی باتیں کرتے ہیں، اہل بیت کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں، ان کے علم و مرتبے سے ناواقف ہیں اور شاید ان میں کوئی ایسا ہو جو اپنے آپ کو وہی سمجھتا ہو اور شاید ان میں کوئی ایسا ہو جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ ان سے بہتر، زیادہ علم والا اور کامل ہے اس لیے انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ان سے اجتناب کریں اور ہمارے اور ان کے معاملات پر پردہ ڈالیں یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو اس علم اور راز کو جانتے ہیں کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔"فتفجعنا بهم" یعنی ان کی وجہ سے اور غم اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی ایسی چیز کی وجہ سے درد محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے اسے عزت ملی تھی اور پھر وہ اسے کھو دیتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ منصور بن العباس کامل الزیارات کا راوی ہے [2] لہٰذا تضعیف تحقیق کے خلاف ہے البتہ اس کے مذہب کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۴:۳۲۲

[2] کامل الزیارات: ۲۷۲ باب ۸۹ ح ۲

۹۷ ـ باب أنهم إذا ظهر أمرهم حكموا بحكم آل داود ولا يسألون البينة

باب: جب آئمہ علیہم السلام کا امر ظاہر ہوگا تو وہ آل داؤد کی طرح فیصلے کریں گے اور گواہ طلب نہیں کریں گے۔

1/1240 الكافي،١/٣٩٧/١/١ الثلاثة عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ فَضْلٍ اَلْأَعْوَرِ عَنِ اَلْحَذَّاءِ قَالَ: كُنَّا زَمَانَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ قُبِضَ نَتَرَدَّدُ كَالْغَنَمِ لاَ رَاعِيَ لَهَا فَلَقِينَا سَالِمَ بْنَ أَبِي حَفْصَةَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا عُبَيْدَةَ مَنْ إِمَامُكَ فَقُلْتُ أَئِمَّتِي آلُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ هَلَكْتَ وَ أَهْلَكْتَ أَ مَا سَمِعْتُ أَنَا وَ أَنْتَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ إِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً فَقُلْتُ بَلَى لَعَمْرِي وَ لَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلاَثٍ أَوْ نَحْوِهَا دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَرَزَقَ اَللَّهُ اَلْمَعْرِفَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ سَالِماً قَالَ لِي كَذَا وَ كَذَا قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ إِنَّهُ لاَ يَمُوتُ مِنَّا مَيِّتٌ حَتَّى يُخَلِّفَ مِنْ بَعْدِهِ مَنْ يَعْمَلُ بِمِثْلِ عَمَلِهِ وَ يَسِيرُ بِسِيرَتِهِ وَ يَدْعُو إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ إِنَّهُ لَمْ يُمْنَعْ مَا أُعْطِيَ دَاوُدَ أَنْ أُعْطِيَ سُلَيْمَانَ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ إِذَا قَامَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَكَمَ بِحُكْمِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ لاَ يَسْأَلُ بَيِّنَةً.

حذاء سے روایت ہے کہ جس دور میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا اس دنیا سے انتقال ہوا ہم اس دور میں بغیر چرواہے کے بھیڑوں کی طرح رہ گئے پس میری ملاقات سالم بن ابو حفصہ سے ہوئی تو اس نے مجھے کہا: اے ابو عبیدہ! تیرا امام کون ہے؟

میں نے کہا: میرے آئمہ آل محمد علیہم السلام ہیں۔

اس نے کہا: تو خود بھی ہلاک ہو گیا اور دوسروں کو بھی ہلاک کر رہا ہے۔ کیا تو نے اور میں نے امام محمد باقرؑ سے نہیں سنا تھا کہ آپؑ فرماتے تھے: جو بھی مر گیا اور اس پر کوئی امام نہ ہوا تو وہ جہالت کی موت مرا ہے۔

میں نے کہا: کیوں نہیں، میں اپنی جان کی قسم کھا سکتا ہوں (کہ یہ سچ ہے) اور تقریباً تین دن بعد میں حضرت

امام جعفر صادقؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو خدا نے مجھے ان کی معرفت کا رزق دیا تو میں امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا: سالم نے مجھے یوں یوں کہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! ہم میں سے کوئی بھی دنیا سے نہیں جاتا یہاں تک کہ وہ اپنے بعد جانشین مقرر کرتا ہے جو اس کے عمل کی طرح عمل کرتا ہے اور اس کی سیرت پر چلتا ہے اور جس کی وہ دعوت دیتا تھا وہ بھی اسی کی دعوت دیتا ہے۔ اے ابوعبیدہ! جو کچھ حضرت داؤدؑ کو عطا کیا گیا تھا وہ حضرت سلیمانؑ سے روکا نہیں گیا۔ پھر فرمایا: اے ابوعبیدہ! جب امام قائمؑ قیام فرمائیں گے تو وہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی طرح حکم فرمائیں گے، وہ گواہ طلب نہیں کریں گے۔ [1]

بیان دخلنا علی أبي عبد الله کلام مستأنف و یحتمل أن یکون قد سقط من صدره کلمة ثم و أن یکون متعلقا بکنا زمان أبي جعفر حین قبض و یکون ما بینهما معترضا و أن یکون ذلك في قوله و قد کان قبل ذلك إشارة إلی تحدیث أبي عبیدة فضلا الأعور فیکون بمعنی هذا و إن قیل إن تبدیل لفظة بعد بقبل من سهو النساخ استرحنا من هذه التکلفات و ما في ما أعطي داود إما مصدریة أي لم یمنع إعطاء الأب إعطاء الابن بل اجتمعا معا و إما موصولة أي لم یمنع تلك الفضائل التي أعطیت داود أن أعطي مثلها سلیمان و المراد نفي الاستبعاد من إعطاء الإمامة لهم بعد أن أعطیت آباؤهم

❁ ''دخلنا علی ابی عبداللہ'' ہم امام جعفر صادقؑ کی خدمتِ اقدس میں حاجر ہوئے، یہ کلام ابتدائی ہے اور احتمال یہ ہے کہ اس کی ابتداء میں سے کوئی کلمہ ساقط ہوا ہے۔ ''وان یکون'' یہ متعلق ہے ''کنا'' کا ''زمان ابی جعفر حین قُبض'' امام ابوجعفرؑ کے زمانہ میں جب ان کی وفات ہوئی۔ ان دونوں کے درمیان جو چیز ہے وہ اعتراض ہے اور یہ ان کے قول میں ہے اور اس سے پہلے ابوعبیدہ کی ایک آنکھ کی فضیلت والی حدیث کا حوالہ تھا تو یہ اس کے معنی میں ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ کاتبین کی طرف سے لفظ ''بعد'' کو ''قبل'' کے ساتھ تبدیل کر دیا ہے تو ہم اس طرح کے تکلفات سے آزاد ہیں اور جو کچھ ''أعطي داود'' میں ہے تو وہ یہ ہے کہ یا تو یہ مصدریہ ہے یعنی باپ کا دینا بیٹے کے دینے سے نہیں روکتا بلکہ اکٹھا ہو جاتا ہے یا یہ موصولہ ہے یعنی جو فضیلت داؤد کو دی گئی تھی وہ سلیمان علیہ السلام کو ملنے سے نہیں روکتی تھی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے باپ دادا کو دیے جانے کے بعد ان کو امامت دینے سے استثنٰی کا انکار کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بصائر الدرجات: ۵۱۰ و ۲۵۹؛ بحار الانوار: ۸۵:۲۳ و ۱۷۶:۲۶؛ مختصر البصائر: ۱۹۳؛ جامع احادیث الشیعہ: ۱۵۴:۳۰ ح ۳۵۳۷۲؛ الخرائج والجرائح: ۸۶۱:۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳۴۹:۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳۲۰:۵؛ مسند الامام الصادق: ۳۴۲:۳

[2] مراۃ العقول: ۳۰۰:۴

2/1241 الكافی ،۱/۳۹۷/۲/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ تَذْهَبُ اَلدُّنْيَا حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنِّي يَحْكُمُ بِحُكُومَةِ آلِ دَاوُدَ وَلاَ يَسْأَلُ بَيِّنَةً يُعْطِي كُلَّ نَفْسٍ حَقَّهَا.

ابان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مجھ میں سے ایک شخص خروج کرے گا جو آلِ داوؑد کی حکومت کی طرح حکومت کرے گا اور یہ گواہ طلب نہیں کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق عطا کرے گا۔ [1]

بیان:

رجل منی أراد به القائم عجل الله فرجه

○ "رجل منّی" ایک شخص مجھ سے ہوگا، اس سے مراد امام قائمؑ ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک سند حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1242 الكافی ،۱/۳۹۸/۳/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن هشام بن سالم عن اَلسَّابَاطِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمَا تَحْكُمُونَ إِذَا حَكَمْتُمْ قَالَ بِحُكْمِ اَللَّهِ وَحُكْمِ دَاوُدَ فَإِذَا وَرَدَ عَلَيْنَا اَلشَّيْءُ اَلَّذِي لَيْسَ عِنْدَنَا تَلَقَّانَا بِهِ رُوحُ اَلْقُدُسِ.

ساباطی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب خدا آپ حضراتؑ کو حکومت دے گا تو آپؑ کس انداز میں فیصلہ کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کے حکم اور حضرت داوؑد کے حکم کی طرح حکم کریں گے پس جب ہمارے پاس ایسی آ جائے گی جس کا ہمیں علم نہیں ہوگا تو روح القدس ہمیں اس کے بارے ہمیں القاء کرے گا۔ [3]

بیان:

إذا حكمتم أی إذا صار الحكم إليكم

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۷: ۲۳۰ ح ۳۳۶۶۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱: ۲۲۵؛ بصائر الدرجات: ۲۵۸؛ الخرائج والجرائح: ۲: ۸۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۳۵۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۳۶۴؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۰/ ۱۵۴؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۲۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۳۱۹

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۳۰۱

[3] بصائر الدرجات: ۴۵۱؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۴۵۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۲۲۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۷

جب تم نے حکم دیا یعنی حکم ان کی طرف ہوا۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے۔ [1]

4/1243 الکافی،۱/۳۹۸/۴ محمد بن أحمد عن محمد بن خالد عن النضر عَنْ يَحْيَى اَلْحَلَبِيِّ عَنْ حمران [عِمْرَانَ] بْنِ أَعْيَنَ عَنْ جُعَيْدٍ اَلْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ بِأَيِّ حُكْمٍ تَحْكُمُونَ قَالَ حُكْمِ آلِ دَاوُدَ فَإِنْ أَعْيَانَا شَيْءٌ تَلَقَّانَا بِهِ رُوحُ اَلْقُدُسِ.

جعید ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا: آپ حضرات کس فیصلے سے فیصلہ کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: آل داودؑ کے حکم سے پس اگر کوئی چیز ہمارے پاس آجاتی ہے تو روح القدس کے ذریعے ہمیں القاء کر دی جاتی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

5/1244 الکافی،۱/۳۹۸/۵ أحمد بن مهران عن محمد بن علی عن السراد عن هشام بن سالم عن اَلسَّابَاطِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا مَنْزِلَةُ اَلْأَئِمَّةِ قَالَ كَمَنْزِلَةِ ذِي اَلْقَرْنَيْنِ وَ كَمَنْزِلَةِ يُوشَعَ وَ كَمَنْزِلَةِ آصَفَ صَاحِبِ سُلَيْمَانَ قَالَ فَبِمَا تَحْكُمُونَ قَالَ بِحُكْمِ اَللَّهِ وَ حُكْمِ آلِ دَاوُدَ وَ حُكْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ يَتَلَقَّانَا بِهِ رُوحُ اَلْقُدُسِ.

الساباطی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آئمہؑ کی منزلت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جیسے ذوالقرنینؑ کی منزلت ہے، جیسے یوشعؑ کی منزلت ہے اور جیسے آصف صاحب سلیمانؑ کی منزلت ہے۔

عرض کیا: آپؑ کیسے فیصلہ کرتے ہیں؟

---

[1] مرآۃ العقول:۴/۳۰۴

[2] تفسیر کنز الدقائق:۱۱/۲۲۵؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۴۵۲؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۲۷؛ تاریخ امام حسینؑ:۱۵/۳۵۰

[3] مرآۃ العقول:۴/۳۰۴

آپؑ نے فرمایا: خدا کے حکم، آل داودؑ کے حکم اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کرتے ہیں اور روح القدس کے ذریعے ہمیں القاء کیا جاتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران پر آقا کلینی نے بہت اعتماد کیا ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے اور یہی تحقیق ہے اور شیخ محسنی نے اس حدیث کو احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے[3] (واللہ اعلم)

۹۸۔ باب سیرتھم مع الناس اذا ظھر امرھم

باب: جب آئمہ علیہم السلام کا امر ظاہر ہوگا تو اُس وقت اُن کی لوگوں کے ساتھ سیرت؟

1/1245 الکافی،۱/۱/۴۰۵/۱ الاثنان عن محمد بن جمھور عن حماد بن عثمان عن الثمالی قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا حَقُّ اَلْإِمَامِ عَلَى اَلنَّاسِ قَالَ حَقُّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَ يُطِيعُوا قُلْتُ فَمَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ يَقْسِمَ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ وَ يَعْدِلَ فِي اَلرَّعِيَّةِ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فِي اَلنَّاسِ فَلاَ يُبَالِي مَنْ أَخَذَ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا.

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: امام کا لوگوں پر کیا حق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا ان پر حق ہے کہ وہ اس کو سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔

میں نے عرض کیا: لوگوں کا اس پر کیا حق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ان کے درمیان برابر تقسیم کرے اور رعیت میں عدل کرے پس جب یہ بات لوگوں میں غالب آجائے گی تو کوئی خوف نہیں رہے گا کہ یہ اور وہ کس نے لیا ہے۔[4]

---

[1] بحار الانوار: ۱۳/۶۸/۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۲۲۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۲؛ ینابیع المعاجز: ۱۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴۱۸

[2] مرآۃ العقول: ۴/۴۱۸

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۲/۸۰

[4] بحار الانوار: ۲۷/۲۴۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۲۸

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے البتہ اس کے مذہب کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا ہے (واللہ اعلم)

2/1246 الکافی،۱/۴۰۵/۲/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن ابن بزیع عن بزرج عن الثمالی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مِثْلَهُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ هَكَذَا وَ هَكَذَا وَ هَكَذَا وَ هَكَذَا يَعْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ.

ثمالی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے گزشتہ حدیث کے مثل روایت کی ہے فقط فرق یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا: هَكَذَا وَ هَكَذَا وَ هَكَذَا وَ هَكَذَا یعنی خواہ کوئی دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے یا سامنے سے یا عقب سے لے۔ [2]

بیان: القسمة بالسوية أن يعطى الشريف و الوضيع سواء على عدد الرءوس و هذه كانت سنة رسول الله ص و قد غيرها بعده من غيرها معللا بأنه كيف يسوى الشريف بالوضيع فلما ولي أمير المؤمنين عليه السلام الناس جدد سنة رسول الله ص و قام فيها على سيرته ص فشنعوا عليه فاعتذر بأن الشرف إنما هو بحسب الدين و التقوى و يعطى الشريف بحسبهما أجره في الآخرة و هو و الوضيع بحسب الدنيا في الحاجة سواء و يأتي بيان ذلك مفصلا من كلامهم ع في أبواب الخطب من كتاب الروضة إن شاء الله فإذا كان ذلك في الناس يعني إذا تحقق قضاء الحق من الطرفين فلا يبالي من أخذ هاهنا و هاهنا أي ذهب أينما شاء و فعل ما شاء

"القسمة بالسوية" برابر تقسیم کرنا، اس سے مراد یہ ہے کہ عزت دار اور پست کو سروں کی تعداد کے مطابق برابر دیا جائے اور یہ رسول خداؐ کی سنت تھی لیکن آپؐ کے بعد والوں نے اس کو بدل دیا۔ پس جب امیر المومنینؑ خلیفہ ہوئے تو آپؑ نے رسول خداؐ کی سنت کو زندہ کیا۔ اور آپؑ نے سیرتِ رسولؐ پر عمل کیا۔ اس کا بیان ان شاء اللہ ائمہ طاہرینؑ کی طرف سے تفصیل کے ساتھ کتاب الرّوضہ کے ابواب الخطب میں آئے گا۔ "فإذا كان ذلك في الناس" اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حق دونوں فریقوں سے پورا ہو جائے۔ "فلا يبالي من أخذ هاهنا و هاهنا" یعنی جہاں چاہا گیا اور جو چاہا کیا۔

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک حدیث موثق ہے یا حسن ہے کیونکہ منصور بن یونس کو واقفی کہا گیا ہے اور اگر ہمارے

[1] مراۃ العقول: ۴/۳۳۵

[2] مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۲۸

مشائخ نے اس سے اس وقت روایات لی ہیں جبکہ وہ واقفی نہ ہوا تھا تو پھر حدیث حسن ہوگی اور زیادہ قرین قیاس مؤخر الذکر ہی ہے البتہ اس کے ثقہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے (واللہ اعلم)

3/1247 الكافی ۱/۴/۴۰۶/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَمَّادٍ وَ غَيْرِهِ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: نُعِيَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نَفْسُهُ وَ هُوَ صَحِيحٌ لَيْسَ بِهِ وَجَعٌ قَالَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ قَالَ فَنَادَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الصَّلاَةَ جَامِعَةً وَ أَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارَ بِالسِّلاَحِ وَ اجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الْمِنْبَرَ فَنَعَى إِلَيْهِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ قَالَ أُذَكِّرُ اللّٰهَ الْوَالِيَ مِنْ بَعْدِي عَلَى أُمَّتِي أَلاَّ يَرْحَمَ عَلَى جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ فَأَجَلَّ كَبِيرَهُمْ وَ رَحِمَ ضَعِيفَهُمْ وَ وَقَّرَ عَالِمَهُمْ وَ لَمْ يُضِرَّ بِهِمْ فَيُذِلَّهُمْ وَ لَمْ يُفْقِرْهُمْ فَيُكْفِرَهُمْ وَ لَمْ يُغْلِقْ بَابَهُ دُونَهُمْ فَيَأْكُلَ قَوِيُّهُمْ ضَعِيفَهُمْ وَ لَمْ يَخْبِزْهُمْ فِي بُعُوثِهِمْ فَيَقْطَعَ نَسْلَ أُمَّتِي ثُمَّ قَالَ قَدْ بَلَّغْتُ وَ نَصَحْتُ فَاشْهَدُوا وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هَذَا آخِرُ كَلاَمٍ تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى مِنْبَرِهِ.

سدیر الصیرفی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے انتقال کی خبر دی گئی تو آپؐ اس وقت تندرست تھے اور آپؐ کو کوئی بیماری و درد نہیں تھا۔ جبرئیلؑ آپؐ کی وفات کی خبر لے کر آئے تو آپؐ نے اس وقت نماز با جماعت کے لیے لوگوں میں منادی کرا دی اور آپؐ نے مہاجرین و انصار کو اسلحہ زیب تن کرنے کا حکم دیا اور لوگ جمع ہو گئے۔ پس نبی اکرمؐ منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو اپنی وفات کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا: میں اپنے بعد آنے والے حکمرانوں کو یاد دلواتا ہوں جو میرے بعد میری امت پر حکومت کریں گے، ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمانوں کی جماعت پر رحم نہ کریں اور وہ بزرگوں کا احترام نہ کریں۔ ضروری ہے کہ بزرگوں کا احترام کرنا اور کمزوروں پر رحم کرنا اور اپنے علما کو بزرگ شمار کرنا اور ان کو نقصان نہ پہنچانا کہ وہ ذلیل وخوار ہو جائیں اور ان کو فقیر و محروم نہ رکھنا کہ ان کا انکار کر دیا جائے اور لوگوں پر اپنے دروازے بند نہ رکھنا ایسا نہ ہو کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں اور لشکر کشی میں ان پر سختی نہ کرنا کہ میری امت کی نسل کشی ہو جائے۔

پھر فرمایا: اے لوگو! میں نے تم تک پہنچا دیا ہے اور میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس اس پر گواہ رہنا۔
امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: یہ آخری گفتگو تھی جو رسول اللہؐ نے منبر پر فرمائی تھی۔ [1]

بیان: النعی خبر الموت الصلاة جامعة منصوب علی الإغراء أی ألزموا الصلاة اذکر الله من التذکیر و الاسمان مفعولا ه إلا ترحم استثناء من مقدر و هو فیما یفعل و نحوه یعنی أن الأمر إلیه فی کل ما یفعل إلا فی الترحم فإنه لا یجوز له ترکه و إهماله و لم یفقرهم لم یجعلهم فقراء بترک إعطائه إیاهم ما یکفیهم فإنهم ربما لم یصبروا علی الفقر فیکفروا فصار هو سبب کفرهم و فی الحدیث النبوی ص کاد الفقر أن یکون کفرا و فی بعض النسخ و لم یفرقهم أی لم یصر سبب تفرقهم و اختلاف کلمتهم و لم یغلق بابه دونهم کنایة عن ترک الاهتمام بأمورهم و عدم المبالاة بقضاء حوائجهم و لم یخبزهم فی بعوثهم بالخاء المعجمة و الباء الموحدة و الزای أی لم یسقهم سوقا شدیدا و لم یجمعهم کلهم فی بعثهم إلی جهاد الأعداء و فی بعض النسخ بالجیم من الإجبار

❂ ''النعی'' موت کی خبر ''الصلاة جامعة'' یعنی نماز کو لازم پکڑو۔ ''اذکر اللہ'' تذکیر سے اور دو اسم اس کے مفعول ہیں، جن کا معنی رحمت کا ہے سوائے اس کے جو مقدر ہے اور وہ اس میں ہے جو وہ کرتا ہے وغیرہ۔ ''علم یفقرھم'' یعنی ان کو فقیر قرار دیتے ترک عطا سے کیونکہ بعض اوقات وہ فقر پر صبر نہیں کرتے تو وہ کفر کرنے لگتے ہیں پس یہ ان کے کفر کا سبب ہوا۔ حدیث نبویؐ میں آیا ہے: فقر انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ بعض نسخوں میں ''لم یفرقهم '' ہے یعنی ان کی تقریر میں ان کی تقسیم اور اختلاف کی وجہ ظاہر نہیں ہوئی۔ ''لم یغلق بابه دونهم '' اپنے معاملات میں دلچسپی ترک کرنے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کی پرواہ نہ کرنے کا کنایہ ہے۔ ''لم یخبزهم فی بعوثهم '' خاء معجمہ، باء موحدہ اور زاء کے ساتھ ہے، اس نے ان کو نہ تو شراب پلائی اور نہ ہی ان سب کو متحد کر کے دشمنوں کے خلاف جہاد کے لیے بھیجا۔ بعض نسخوں میں جیم کے ساتھ یعنی ''الاجبار'' ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالموثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن حماد ثقہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ البزنطی اس سے روایت کرتا ہے [3] نیز یہ کامل الزیارات کا راوی بھی ہے اور حنان بن

---

[1] قرب الاسناد: ۱۰۰ ح ۳۳۷؛ بحارالانوار: ۲۲/ ۴۹۵ و ۲۷/ ۲۴۶ و ۹۷/ ۴۳۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۴۳

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۳۳۹

[3] علل الشرائع: ۱/ ۳۰۰ باب ۲۳۸ ح ۵؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۶۷

سدیر بھی ثقہ ہے البتہ اسے واقفی کہا گیا ہے (واللہ اعلم)

4/1248 الکافی ۱/۴۰۷/۸/۱ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ حَنَانٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لاَ تَصْلُحُ اَلْإِمَامَةُ إِلاَّ لِرَجُلٍ فِيهِ ثَلاَثُ خِصَالٍ وَرَعٌ يَحْجُزُهُ عَنْ مَعَاصِي اَللَّهِ وَ حِلْمٌ يَمْلِكُ بِهِ غَضَبَهُ وَ حُسْنُ اَلْوِلاَيَةِ عَلَى مَنْ يَلِي حَتَّى يَكُونَ لَهُمْ كَالْوَالِدِ اَلرَّحِيمِ.

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: امامت درست ہی نہیں ہے مگر اس شخص میں کہ جس میں تین خصال پائے جائیں: پرہیز گاری کہ جو اس کو خدا کی نافرمانی سے روک کر رکھے، حلم و بردباری کہ جو اس کے غصہ کو روک کر رکھے اور اپنی رعایا پر اچھی حکومت کرنا حتی کہ کہ وہ رعایا پر رحیم باپ کی طرح ہو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ صالح بن سندی ثقہ ثابت ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے [3] اور حنان اور اس کے والد دونوں ثقہ البتہ حنان کا واقفی ہونا بیان کیا گیا ہے (واللہ اعلم)

5/1249 الکافی ۱/۴۰۷/۸/۱ وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى حَتَّى يَكُونَ لِلرَّعِيَّةِ كَالْأَبِ اَلرَّحِيمِ.

دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنی رعایا پر رحیم باپ کی مانند ہو۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [5]

6/1250 الکافی ۱/۴۰۶/۵/۱ محمد بن علی و غیرہ عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: جَاءَ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَسَلٌ وَ تِينٌ مِنْ هَمَدَانَ

[1] بحار الانوار: ۲۷/ ۲۵۰؛ بحر المعارف: ۱/ ۵۷۹

[2] مرآۃ العقول: ۴/ ۳۴۴

[3] کامل الزیارات: ۱۲۹ باب ۴۷ ح ۲

[4] سابقہ حدیث کے حوالاجات کی طرف رجوع کریں۔

[5] مرآۃ العقول: ایضاً

وَ حُلْوَانَ فَأَمَرَ اَلْعُرَفَاءَ أَنْ يَأْتُوا بِالْيَتَامَى فَأَمْكَنَهُمْ مِنْ رُءُوسِ اَلْأَزْقَاقِ يَلْعَقُونَهَا وَ هُوَ يَقْسِمُهَا لِلنَّاسِ قَدَحاً قَدَحاً فَقِيلَ لَهُ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ مَا لَهُمْ يَلْعَقُونَهَا فَقَالَ إِنَّ اَلْإِمَامَ أَبُو اَلْيَتَامَى وَ إِنَّمَا أَلْعَقْتُهُمْ هَذَا بِرِعَايَةِ اَلْآبَاءِ.

حبیب بن ابو ثابت سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ہمدان اور حلوان کے شہروں سے شہد اور انجیر آئے تو آپؑ نے افسروں کو حکم دیا کہ شہر کے یتیموں کو میرے پاس جمع کرو پس ان کے لیے ممکن بنایا گیا کہ وہ ان مشکیزوں کے موٗنہوں تک پہنچیں اور ان کو چاٹ لیں جبکہ آپؑ نے خود شہد کو حصہ حصہ کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

پھر آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا: اے امیر المومنینؑ! آپؑ نے یتیموں کو چاٹنے کے لیے کیوں کہا؟

آپؑ نے فرمایا: امام یتیموں کا باپ ہوتا ہے اور میں نے باپ کی دیکھ بھال کی وجہ سے ان کو اسے چاٹنے کا کہا ہے۔[1]

بیان:

العرفاء هم الذين يعرفون الناس و يعرفونهم برعاية الآباء يعني بالنيابة عنهم في الرعاية

٭ ''العرفاء'' یعنی وہ جو لوگوں کو پہچانتے ہیں اور لوگ بھی ان کو پہچانتے ہیں۔

''برعایۃ الاباء'' یعنی رعایت کرنے میں ان کی نیابت کرنا،

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[2]۔

7/1251 الکافی،۱/۱/۴۰۶/۶ العدة عن البرقي و علي عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْأَصْبَهَانِيِّ عَنِ اَلْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ وَ عَلِيٌّ أَوْلَى بِهِ مِنْ بَعْدِي فَقِيلَ لَهُ مَا مَعْنَى ذَلِكَ فَقَالَ قَوْلُ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَعَلَيَّ وَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ فَالرَّجُلُ لَيْسَتْ لَهُ عَلَى نَفْسِهِ وِلاَيَةٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ وَ لَيْسَ لَهُ عَلَى عِيَالِهِ

[1] بحار الانوار:۲۷/۲۴۷ و۴۱/۱۲۳

[2] مراۃ العقول:۴/۳۴۰

أَمْرٌ وَ لاَ نَهْيٌ إِذَا لَمْ يُجْرِ عَلَيْهِمُ اَلنَّفَقَةَ وَ اَلنَّبِيُّ وَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَنْ بَعْدَهُمَا أَلْزَمَهُمْ هَذَا فَمِنْ هُنَاكَ صَارُوا أَوْلَى بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ مَا كَانَ سَبَبُ إِسْلاَمِ عَامَّةِ اَلْيَهُودِ إِلاَّ مِنْ بَعْدِ هَذَا اَلْقَوْلِ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّهُمْ آمَنُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ عَلَى عِيَالاَتِهِمْ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: میں ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ اولیٰ ہوں اور میرے بعد اس علیؑ اولیٰ ہیں۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: اس کے کیا معنی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نبی اکرمؐ کا قول ہے کہ جس نے قرض یا ذمہ داریاں چھوڑیں تو اس کی ذمہ داری میری ہے اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارث کا ہے پس وہ شخص کہ جو اپنی ذات پر ولایت نہیں رکھتا جبکہ اس کے لیے کوئی مال نہ ہو اور اس کے لیے اپنے عیال پر امر و نہی نہیں ہیں جبکہ وہ ان کو نان و نفقہ جاری نہیں کر سکتا جبکہ نبی اکرمؐ، امیرالمومنینؑ اور ان دونوں کے بعد آئمہؑ ان کے ذمہ دار ہیں پس اس وجہ سے یہ لوگوں پر خود ان کی جانوں سے زیادہ ولایت رکھتے ہیں اور رسول اللہؐ کے قول کے بعد عام یہودیوں کے اسلام لانے کا یہی سبب ہے کیونکہ انہوں نے اپنے لیے اور اپنے زیر کفالت افراد کے لیے اطمینان ہو گیا تھا۔[1]

بیان:

الضياع بالفتح العيال و إنما لم يكن لعديم المال على نفسه ولاية لعدم إنفاقه على نفسه و إنما الولاية لولي النعمة

❂ ''الضیاع'' فتحہ کے ساتھ، اس کا معنی عیال ہے یعنی مال کی کمی نے اپنی ذات پر ولایت نہیں رکھی کیونکہ اس نے اپنے اوپر خرچ نہیں کیا بلکہ مالک فضل کی ولایت۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

8/1252 الفقيه، ۳/۳۵۱/۵۷۵۹ اَلنَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَطِيَّةَ اَلْحَذَّاءِ قَالَ

---

[1] بحارالانوار: ۲۷/۲۴۸ و ۱۶/۲۶۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۳۲۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۳/۳۹۸ ح ۱۵۷۱۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۲۴۰؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۳/۲۴۰ ح ۳۳۹۹۲؛

[2] مرآۃ العقول: ۴/۳۴۳

سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ وَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِلْوَارِثِ وَ مَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَإِلَيَّ وَ عَلَيَّ.

ایوب عطیہ الحذاء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مومن کا خود اس کے نفس سے زیادہ مالک ہوں پس جو مال ترکہ چھوڑے تو یہ اس کے وارث کے لیے ہے اور جو قرض یا ذمہ داری چھوڑے تو وہ میرے لیے ہے اور میرے اوپر ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

9/1253 الكافی،١/٤٠٧/١ العدة عن أحمد عن علی بن الحكم عن أبان عَنْ صَبَّاحِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَوْ مُسْلِمٍ مَاتَ وَ تَرَكَ دَيْناً لَمْ يَكُنْ فِي فَسَادٍ وَ لاَ إِسْرَافٍ فَعَلَى اَلْإِمَامِ أَنْ يَقْضِيَهُ فَإِنْ لَمْ يَقْضِهِ فَعَلَيْهِ إِثْمُ ذَلِكَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿إِنَّمَا اَلصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ اَلْمَسَاكِينِ﴾ اَلْآيَةَ فَهُوَ مِنَ اَلْغَارِمِينَ وَ لَهُ سَهْمٌ عِنْدَ اَلْإِمَامِ فَإِنْ حَبَسَهُ فَإِثْمُهُ عَلَيْهِ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جو مومن یا مسلمان مر جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو جو فساد (حرام) اور اسراف کی وجہ سے اس پر نہ آیا ہو تو اس قرض کا ادا کرنا امام کے ذمے ہے اور اگر وہ اس کو ادا نہ کرے تو اس پر گناہ ہے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: "صدقات تو بس فقراء اور مساکین کے لیے ہیں۔۔۔۔ اَلْآيَةَ۔(التوبۃ:٦٠)۔" پس یہ مقروض غارمین سے ہے اور اس کا حصہ امام کے پاس ہے اور اگر وہ اس نے اس کو روکا تو اس کا گناہ اس پر ہے۔[3]

---

[1] وسائل الشیعہ: ٢٦/٢٥١ح ٣٢٩٣٣؛ مستدرک الوسائل: ١٣/٤٠١ح ١٥٧٢٣؛ الوافی: ١٧/١٣٥ح ١٧٠٢١

[2] روضۃ المتقین: ١١/٣١٥

[3] تفسیر العیاشی: ٢/٩٤؛ تفسیر نور الثقلین: ٢/٢٢٨؛ مستدرک الوسائل: ٧/١٢٧ ح ٧٨١٨؛ بحار الانوار: ٢٧/٢٤٩ و ٩٣/٥٩؛ تفسیر کنز الدقائق: ٥/٤٧٨؛ تفسیر البرہان: ٢/٨٠٢

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میری تحقیق میں حدیث معتبر کالحسن ہے اوراس کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے علماء نے الصباح بن سیابہ کی روایات پر اعتماد کیا ہے چنانچہ مجلسی اول نے اس سے مروی ایک حدیث کو قوی کالصحیح قرار دیا [2] اور شیخ السند نے اسے حسن کے مثل قرار دیا ہے [3] (واللہ اعلم)

10/1254 الکافی،۱/۴۰۷/۹/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ طَبَرِسْتَانَ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ وَلَقِيتُ اَلطَّبَرِيَّ مُحَمَّداً بَعْدَ ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلْمُغْرَمُ إِذَا تَدَيَّنَ أَوِ اِسْتَدَانَ فِي حَقٍّ اَلْوَهْمُ مِنْ مُعَاوِيَةَ أُجِّلَ سَنَةً فَإِنِ اِتَّسَعَ وَإِلاَّ قَضَى عَنْهُ اَلْإِمَامُ مِنْ بَيْتِ اَلْمَالِ.

معاویہ سے روایت ہے کہ میری ملاقات طبرستان کے ایک شخص محمد سے ہوئی تو اس نے مجھے خبر دی کہ میں نے حضرت امام علی الرضاؑ سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: جس پر جرمانہ لگ جائے جبکہ وہ دیندار ہو یا حق وہم میں معاویہ سے قرض لیا ہو تو اس کو ایک سال کی مہلت دی جائے اگر وہ ادا کر سکے تو درست ورنہ امام اس کی طرف سے بیت المال سے ادا کرے۔ [4]

بیان:

المغرم کمکرم أسیر الدین و التدین أن یرکبه الدین بالعجز عن ثمن متاع و نحوه الوهم من معاویة أی الشك فی أحد اللفظین منه

''المغرم'' جیسے ''مکرم'' یعنی جو دین اور مذہب کا اسیر ہو جب مذہب اسے اشیاء کی قیمت ادا کرنے سے عاجز کر دیتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۴/۳۴۴

[2] من لا یحضرہ الفقیہ: ۳/۱۸۸ ح ۳۷۱۰؛ روضۃ المتقین: ۶/۵۳۸

[3] فقہ المصارف والنقود: ۱۳۳

[4] بحار الانوار: ۲۷/۲۵۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۳/۳۹۹ ح ۱۵۷۲۰؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۲۴۷

[5] مراۃ العقول: ۴/۳۴۵

۹۹ ـ باب سيرتهم في أنفسهم إذا ظهر أمرهم

باب: جب آئمہ علیہم السلام کا امر ظاہر ہوگا تو اُس وقت اُن کی اپنے ساتھ سیرت؟

1/1255 الكافي، ۱/۴۱۰/۱/۱ محمد عن ابن عيسى عن السراد عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حُمَيْدٍ وَ جَابِرٍ اَلْعَبْدِيِّ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ اَللَّهَ جَعَلَنِي إِمَاماً لِخَلْقِهِ فَفَرَضَ عَلَيَّ اَلتَّقْدِيرَ فِي نَفْسِي وَ مَطْعَمِي وَ مَشْرَبِي وَ مَلْبَسِي كَضُعَفَاءِ اَلنَّاسِ كَيْ يَقْتَدِيَ اَلْفَقِيرُ بِفَقْرِي وَلاَ يُطْغِيَ اَلْغَنِيَّ غِنَاهُ.

حمید اور جابر العبدی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے مجھے اپنی مخلوق کے لیے امام قرار دیا ہے پس اس نے مجھ پر میری، میرے کھانے، میرے پینے اور میرے لباس کی تقدیر مجھ پر ضعیف لوگوں کی طرح فرض کر دی ہے۔ تا کہ فقیر میرے فقر میں میری اقتداء کر سکے اور دولت مند اپنی دولت کی وجہ سے سرکشی وطغیانی نہ کرے۔ [1]

بیان:

التقدير التضييق أراد ع أن الفقير إذا رأى إمامه قد رضي بالدون من المعيشة رضي بفقره و اقتدى به و كذلك الغني إذا رآه فقيرا لم يطغه غناه و علم أنه لو كان في الغنى خير لكان الإمام أولى به

"التقدیر" اس سے مراد بدحالی ہے اور امامؑ کی اس سے مراد یہ ہے کہ بیشک فقیر جب اپنے امام کو دیکھتا ہے تو وہ اپنی بدحالی سے راضی ہوتا ہے اور اس طرح امیر آدمی کو جب فقیر دیکھتا ہے تو وہ اس کی امارت سے مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ اگر امیری بہتر ہوتی تو امامؑ اس کے لیے زیادہ بہتر تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

2/1256 الكافي، ۱/۴۱۰/۲/۱ الثلاثة عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ اَلْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْماً جُعِلْتُ فِدَاكَ ذَكَرْتُ آلَ فُلاَنٍ وَ مَا هُمْ فِيهِ مِنَ اَلنَّعِيمِ فَقُلْتُ

---

[1] بحارالانوار: ۴۰/۳۳۶؛ غایۃ المرام: ۷/۵

[2] مرآۃ العقول: ۴/۳۶۲

لَوْ کَانَ هٰذَا إِلَیْکُمْ لَعِشْنَا مَعَکُمْ فَقَالَ هَیْهَاتَ یَا مُعَلَّی أَمَا وَ اللّٰهِ أَنْ لَوْ کَانَ ذَاکَ مَا کَانَ إِلاَّ سِیَاسَةَ اللَّیْلِ وَ سِیَاحَةَ النَّهَارِ وَ لُبْسَ الْخَشِنِ وَ أَکْلَ الْجَشِبِ فَزُوِیَ ذٰلِکَ عَنَّا فَهَلْ رَأَیْتَ ظُلاَمَةً قَطُّ صَیَّرَهَا اللّٰهُ تَعَالَی نِعْمَةً إِلاَّ هٰذِهِ.

معلّی بن خنیس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں آلِ فلاں کو اور ان پر نعمتوں کی فراوانیاں یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا کہ یہ ساری نعمتیں آپؑ کے پاس ہوتیں تو ہم بھی آپؑ کے ساتھ عیش کی زندگی بسر کرتے۔

آپؑ نے فرمایا: افسوس، اے معلّی! اگر ایسا ہوتا تو رات کو نگرانی، دن کو سفر، موٹے کپڑے پہننے اور لکڑیاں کھانے کے سوا کچھ نہ ہوتا پس اسی وجہ سے یہ ہم سے دور کی گئی ہے۔ کیا تم نے کبھی ایسا ظلم دیکھا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت میں بدل دیا ہو سوائے اس کے؟ (یعنی یہ ظلم ہمارے لیے نعمت بن گیا)۔ [1]

بیان: فلان کنایة عن عباس و هذا إشارة إلی أمر الخلافة و الإمامة سیاسة اللیل ریاضة النفس فیه بالاهتمام لأمور الأنام و تدبیر معاشهم و معادهم مضافا إلی العبادات البدنیة لله و سیاحة النهار ریاضتها فیه بالدعوة و الجهاد و السعی فی قضاء حوائج الناس ابتغاء مرضاة الله و الجشب الغلیظ أو بلا أدم فزوی فصرف فهل رأیت تعجب منه ع فی صیرورة الظلم علیهم نعمة لهم و حصر لمثله فیه

''فلان'' اس سے مراد عباس ہیں اور یہ اشارہ ہے امر خلافت کی طرف ''سیاسته اللیل'' اس سے مراد اپنے نفس کو ریاضت میں ڈالنا ہے لوگوں کے امور کا اہتمام کر کے اور ان کی معاش کی تدبیر کر کے۔

''سیاحة النهار'' اس میں ریاضت کا مطلب دعوت جہاد اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ''الجشب'' اس سے مراد غلیظ ہے۔ ''فزوی'' تو اس نے برطرف کر دیا۔ ''فهل رأیت'' آپؑ حیران رہ گئے کہ کس طرح ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی ان کے لیے نعمت اور ان کے لیے ایسی چیزوں کی حد بن گئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۳۶؛ منتخب الاثر: ۲/۳۲۹؛ موسوعہ اهل البیتؑ: ۲۰/۸؛ مکیال المکارم: ۱/۱۵۲

[2] مراۃ العقول: ۴/۳۴۳

[3] دراسات فی ولایۃ الفقیہ: ۱/۳۳۵

3/1257 الكافي،۱/۱۰/۴/۳/۱ علی بن محمد عن صالح بن أبي حماد و العدة عن أحمد وَ غَيْرُهُمَا بِأَسَانِيدَ مُخْتَلِفَةٍ: فِي اِحْتِجَاجِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى عَاصِمِ بْنِ زِيَادٍ حِينَ لَبِسَ اَلْعَبَاءَ وَ تَرَكَ اَلْمُلاَءَ وَ شَكَاهُ أَخُوهُ اَلرَّبِيعُ بْنُ زِيَادٍ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَدْ غَمَّ أَهْلَهُ وَ أَحْزَنَ وُلْدَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيَّ بِعَاصِمِ بْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِهِ فَلَمَّا رَآهُ عَبَسَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ أَمَا اِسْتَحْيَيْتَ مِنْ أَهْلِكَ أَمَا رَحِمْتَ وُلْدَكَ أَ تَرَى اَللَّهَ أَحَلَّ لَكَ اَلطَّيِّبَاتِ وَ هُوَ يَكْرَهُ أَخْذَكَ مِنْهَا أَنْتَ أَهْوَنُ عَلَى اَللَّهِ مِنْ ذَلِكَ أَ وَ لَيْسَ اَللَّهُ يَقُولُ (وَ اَلْأَرْضَ وَضَعَهٰا لِلْأَنٰامِ. فِيهٰا فٰاكِهَةٌ وَ اَلنَّخْلُ ذٰاتُ اَلْأَكْمٰامِ) أَ وَ لَيْسَ اَللَّهُ يَقُولُ (مَرَجَ اَلْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰانِ. بَيْنَهُمٰا بَرْزَخٌ لاٰ يَبْغِيٰانِ) إِلَى قَوْلِهِ (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اَللُّؤْلُؤُ وَ اَلْمَرْجٰانُ) فَبِاللَّهِ لاَبْتِذَالُ نِعَمِ اَللَّهِ بِالْفَعَالِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنِ اِبْتِذَالِهَا بِالْمَقَالِ وَ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ (أَمّٰا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) فَقَالَ عَاصِمٌ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ فَعَلَى مَا اِقْتَصَرْتَ فِي مَطْعَمِكَ عَلَى اَلْجُشُوبَةِ وَ فِي مَلْبَسِكَ عَلَى اَلْخُشُونَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ عَلَى أَئِمَّةِ اَلْعَدْلِ أَنْ يُقَدِّرُوا أَنْفُسَهُمْ بِضَعَفَةِ اَلنَّاسِ كَيْلاَ يَتَبَيَّغَ بِالْفَقِيرِ فَقْرُهُ فَأَلْقَى عَاصِمُ بْنُ زِيَادٍ اَلْعَبَاءَ وَ لَبِسَ اَلْمُلاَءَ.

مختلف سندوں کے ساتھ امیر المومنینؑ کے عاصم بن زیاد پر احتجاج کے سلسلے میں روایت کی گئی ہے کہ جب عاصم بن زیاد نے موٹی جھوٹی (اونی) عبا پہن کر نرم وعمدہ کپڑے اتارے، سر پر تیل لگانا اور اچھا کھانا چھوڑ دیا اور ان کے بھائی ربیع بن زیاد نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس کی اس روش کی شکایت کی اور عرض کیا کہ اس وجہ سے اس کے گھر والے اہل وعیال سب غمناک اور پریشان ہیں تو حضرت امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ عاصم بن زیاد کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جب اسے لایا گیا تو آپؑ نے چیں بجیں ہو کر اس سے فرمایا: تجھے بیوی سے بھی شرم نہ آئی اور اپنی اولاد پر بھی رحم نہ کیا؟ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ خدا نے طیب و طاہر چیزیں تیرے لیے حلال تو قرار دی ہیں مگر وہ اس پر راضی نہیں ہے کہ تم انہیں حاصل کر کے استعمال کرو؟ تم خدا کی نگاہ میں اس سے بہت کمتر ہو۔ کیا وہ یہ نہیں فرماتا: ''اور اس نے زمین کو تمام مخلوق کیلیے بنایا۔ اس میں (ہر طرح کے) میوے ہیں اور کھجور کے غلافوں والے درخت ہیں۔ (الرحمٰن: ۱۰-۱۱)۔'' اور کیا خدا یہ نہیں فرماتا: ''اسی نے دو دریا جاری کئے جو آپس میں مل رہے ہیں۔ (19) ان دونوں کے

درمیان ایک فاصلہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔(الرحمٰن:۱۹-۲۰)"۔۔۔۔۔ سے لے کر اس کے قول۔۔۔"ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔(الرحمٰن-۲۲)۔"پس اللہ کی قسم! خدا کی نعمتوں کا عملی طور پر استعمال کرنا خدا کو زیادہ پسند ہے بہ نسبت زبانی طور پر ان کے اعتراف کرنے کے جیسا کہ فرماتا ہے:"اور اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کیجیے۔(الضحیٰ:۱۱)۔"

عاصم بن زیاد نے عرض کیا: اے امیر المؤمنینؑ! اگر یہ بات ہے تو پھر آپؑ کیوں معمولی غذا کھاتے ہیں اور کیوں کھردرے کپڑے پہنتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! خدا نے عادل اماموں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ کمزور ترین اور غریب ترین لوگوں کے مطابق زندگی بسر کریں تا کہ ان کا فقر و فاقہ ان کو بغاوت اور سرکشی پر آمادہ نہ کرے۔

پس عاصم نے کھردرا لباس اتار کر زم و ملائم لباس پہن لیا۔ [1]

بیان:

الملاء ثوب لین رقیق و الأکما مجمع الکم بالکسر و هو وعاء الطلع مرج البحرین خلالهما لا یلتبس أحدهما بالآخر و البرزخ الحاجز بین الشیئین ابتذال النعمة بالفعال أن یصرفها فیا ینبغی متوسعا من غیر ضیق و بالمقال أن یدعی الغناء و یظهر بلسانه الاستغناء بها و التحدیث بها یتحقق بکلا الأمرین أن یقدروا أنفسهم یقیسوها و التبیغ الهیجان و الغلبة

❁ "الملاء" نرم اور نازک لباس

"والاکمام" یہ جمع ہے "الکم" کی جو کسرہ کے ساتھ ہے اور یہ جرگ کا ذخیرہ ہے دو سمندروں کے درمیان برزخ ہے جس میں سے ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا ہے اور جو دو چیزوں کو الگ کرتا ہے عمل کے ذریعے برکت کی کھپت اسے مناسب طریقے سے خرچ کرنا ہے بغیر پھیلتے ہوئے تنگدستی اور بول چال سے گانا گانا اور زبان سے یہ ظاہر کرنا کہ وہ اس سے نابلد ہے اور اس کے بارے میں بولنا دونوں چیزیں اپنی تعریف کرنے اسے ماپنے اور مشتعل ہونے سے حاصل ہوتی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل معتبر بلکہ متواتر کی طرح ہے جو کئی اسناد سے مروی ہے اور اس کے متن میں اختلاف ہے جبکہ مضمون مشترک ہے۔ [2]

---

[1] تفسیر نور الثقلین:۵/۱۸۹ و ۱۹۱ و ۶۰۰ و ۲/۲۴؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۲/۵۶۵ و ۵۶۹ و ۱۴/۳۲۷؛ وسائل الشیعہ:۵/۱۱۲؛ بحار الانوار:۴۱/۱۲۳

[2] مراۃ العقول:۴/۳۶۷

۱۰۰ ـ باب أنهم فی العلم و الشجاعة و الطاعة سواء

باب: آئمہ علیہم السلام علم، شجاعت اور اطاعت میں برابر ہیں۔

1/1258 الکافی، ۱/۲۷۵/۱/۱ محمد عن أحمد بن أبی زاهر عن الخشاب عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَللَّهُ تَعَالَى (اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ اِتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمٰانٍ أَلْحَقْنٰا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ مٰا أَلَتْنٰاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ) قَالَ (اَلَّذِينَ آمَنُوا) اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ ذُرِّيَّتُهُ اَلْأَئِمَّةُ وَ اَلْأَوْصِيَاءُ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ أَلْحَقْنٰا بِهِمْ وَ لَمْ نَنْقُصْ ذُرِّيَّتَهُمُ اَلْحُجَّةَ اَلَّتِي جَاءَ بِهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ حُجَّتُهُمْ وَاحِدَةٌ وَ طَاعَتُهُمْ وَاحِدَةٌ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی۔ ان کی اولاد کو ہم ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔ (الطور: ۲۱)'' کے بارے میں فرمایا: وہ لوگ جو ایمان لے آئے اس سے مراد نبیؐ و علی علیہ السلام ہیں اور ان کی اولاد سے مراد آئمہ و اوصیاء علیہم السلام ہیں اور ان کو ان کے ساتھ ملحق کریں گے سے مراد ہے کہ ان کی ذریت و اولاد میں ہم حجت کو کم نہیں کریں گے، وہ حجت جو رسول خدا حضرت علیؑ کے بارے میں لے کر آئے تھے۔ پس ان سب کی حجت ایک ہے اور ان کی اطاعت بھی ایک ہے۔ [1]

بیان:

ما أَلَتْنٰاهُمْ ما نقصناهم قوله و لم ننقص ذريتهم الحجة تفسير لقوله تعالى وَ مٰا أَلَتْنٰاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ فسماه العمل بما كانوا يحتجون به على الناس من النص عليهم أو من العلم و الفهم و الشجاعة و غير ذلك فيهم و ذلك لأنها ثمرة الأعمال و العبادات المختصة بهم

''ما التناهم'' ہم نے کوئی کمی نہیں کی۔

امامؑ کا فرمان ہے ''ننقص ذریتهم الحجة'' ہم نے ان کی ذرّیت کے لیے حجت کی کمی نہیں کی، یہ اللہ تعالیٰ کے

[1] بصائر الدرجات: ۳۸۰؛ تاویل الآیات: ۵۹۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۱۳۹؛ بحار الانوار: ۱۶/۳۶۰ و ۲۵/۳۵۶؛ تفسیر البرہان: ۵/۱۷۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۴۵۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۵۱۶؛ اللوامع النورانیہ: ۲۸۱؛ عقود المرجان: ۴/۲۰۵

اس فرمان کی تفسیر ہے۔

''اور ہم ان عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔(سورۃ الطور:۲۱)۔''

اور اہم ان عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔امامؑ نے اس کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ اس سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں پر حجت تمام کرتے تھے ائمہ طاہرین منصوص من اللہ ہونے کی یا علم فہم، شجاعت اور اس کے علاوہ اور صفات سے اور یہ اس لیے۔کہ بیشک یہ سب اعمال اور عبادات کا ثمر ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ احمد بن ابی زاهر، علی بن حسان اور عبدالرحمٰن تینوں راویوں کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے(واللہ اعلم)

2/1259 الكافی،۱/۲/۲۷۵/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ دَاوُدَ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ لِي: نَحْنُ فِي اَلْعِلْمِ وَ اَلشَّجَاعَةِ سَوَاءٌ وَفِي اَلْعَطَايَا عَلَى قَدْرِ مَا نُؤْمَرُ.

علی بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: علم اور شجاعت میں ہم سب برابر ہیں اور عطاو بخشش میں اسی قدر ہیں کہ جو ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور شیخ محسنی نے بھی اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ [4] (واللہ اعلم)

3/1260 الكافی،۱/۳/۲/۲۷۵/۱ أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : نَحْنُ فِي اَلْأَمْرِ وَ اَلْفَهْمِ وَ اَلْحَلاَلِ وَ اَلْحَرَامِ نَجْرِي مَجْرًى وَاحِداً فَأَمَّا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَهُمَا

---

[1] مراۃ العقول:۳/۱۷۷

[2] مسائل علی بن جعفرؑ و مستدرکاتھا:۳۲۷ح ۸۱۴؛ بصائر الدرجات:۴۸۰؛ بحار الانوار:۲۵/۳۵۷؛ مسند الامام الکاظمؑ:۱/۳۱۹

[3] مراۃ العقول:۳/۱۷۸

[4] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۱۰۶

فَضْلُهُمَا.

حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ہم امر و فہم اور حلال و حرام میں ایک ہی راستے پر چلتے ہیں لیکن رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام تو وہ دونوں افضل ہیں۔[1]

بیان:

هذا الحديث النبوی منقول بمضمونه و معناه دون ألفاظه كما يدل عليه السياق و فی مختصر البصائر لسعد بن عبد الله عن ابن عيسى عن الحسين و محمد بن خالد البرقی عن النضر عن يحيى الحلبی عن أيوب بن الحر عن أبی عبد الله ع أو عمن رواه عن أبی عبد الله ع قال قلنا له الأئمة بعضهم أعلم من بعض فقال نعم و علمهم بالحلال و الحرام و تفسير القرآن واحد

یہ حدیث نبویؐ ہے جس کا مضمون اور اس کا معنی اس کے الفاظ کے بغیر منقول ہے جیسا کہ اس پر سیاق دلالت کرتا ہے۔

کتاب مختصر البصائر لسعد بن عبداللہ میں ابن عیسیٰ سے روایت منقول ہے انہوں نے روایت کی حسین اور محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے نضر سے، انہوں نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے ایوب بن حر سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے یا اس سے جس نے روایت کی اور انہوں نے روایت کی امام جعفر صادقؑ سے راوی کا بیان ہے کہ ہم نے امامؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کیا ائمہ طاہرینؑ میں سے بعض بعض سے زیادہ عالم تھے؟ تو امامؑ نے فرمایا: ہاں!

ان کا حلال و حرام کے بارے میں علم اور تفسیر قرآن بیان کرنا ایک ہی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔[2]

---

[1] الاختصاص: ۲۶۷؛ بحارالانوار: ۱۶/ ۳۶۰ و ۲۵/ ۳۵۷؛ بصائر الدرجات: ۳۸۰؛ بحار الانوار: ۳۹/ ۹۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۴۰؛ بحر المعارف: ۳/ ۳۵۴

[2] مرآۃ العقول: ۳/ ۱۷۸

۱۰۱ ـ باب ما لعم الامام جمیع علم الامام الذی

باب: وہ وقت جب بعد والا امام پہلے والے امام کے جملہ علوم کو جان لیتا ہے

1/1261 الکافی، ۱/۲۷۴/۱/۱ محمد عن أحمد عن الحسین عن ابن أَسْبَاطٍ عَنِ ٱلْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مَتَى يَعْرِفُ ٱلْأَخِيرُ مَا عِنْدَ ٱلْأَوَّلِ قَالَ فِي آخِرِ دَقِيقَةٍ تَبْقَى مِنْ رُوحِهِ.

حکم بن مسکین نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: بعد والا (امامؑ) کب جانتا ہے اس کو جو کچھ پہلے کے پاس کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی روح میں باقی آخری دقیقہ سے۔[1]

بیان: و ذلك لأن العالم لا بد أن يكون فيه عالم يكون الحجة على الناس و يكون عنده علم ما يحتاج إليه الناس فإذا قبض ذلك العالم فلا بد من وجود من يصلح أن ينوب منابه و يكون في درجته في ذلك و يحتمل أن يكون البارز في روحه عائدا إلى الأخير و يكون الوجه فيه أن ما عند الأول هو نهاية الكمال الممكن في حقهم م فإذا بلغه الأخير كمل أمره فيقبض و هذا المعنى أوضح و لا يأباه الحديث الأول من الباب التالي لهذا الباب و أن يأباه إيراد صاحب الكافي له في هذا الباب مشيرا إلى تفسيره لهذا الحديث بما يوافق ذلك و ذلك لأن السؤال في ذلك أمر آخر فجاز افتراقهما في المعنى

✪ یہ اس لیے ہے کہ عالم کائنات کے لیے ضروری ہے کہ اس میں ایک ایسا عالم ہو جو تمام لوگوں پر حجت ہو اور اس کے پاس وہ علم ہو جس کی طرف لوگ محتاج ہوں۔ پس جب وہ عالم دنیا سے چلا جائے تو کسی ایسے شخص کا موجود ہونا ضروری ہے کہ جو سابقہ عالم کی نیابت کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ اس معاملہ میں اس کے درجہ پر ہوگا۔ احتمال ہے کہ "روحہ" میں جو ضمیمہ ہے وہ "الاخیر" کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ پہلے کے پاس تھا وہ انتہائی کمال ہے اور یہ ان آئمہ طاہرینؑ کے حق میں ممکن ہے۔ اگر وہ آخری تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ مکمل ہو جاتا ہے اور اسے لیا جاتا ہے اور یہ معنی واضح ہے، وہ اس باب کے اگلے باب کی پہلی حدیث کو نظر انداز نہیں کرتا اور نہ ہی کافی کے مصنف کا اس کے ذکر سے انکار کرتا ہے۔ اس باب میں اس حدیث کی تفسیر کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے جو اس سے متفق ہے اور وہ اس لیے کہ اس سے متعلق سوال ایک اور معاملہ ہے اس لیے ان کے لیے معنی میں اختلاف جائز ہے۔

---

[1] بصائر الدرجات: ۴۷۷؛ بہجۃ النظر: ۵۳ و ۶۳؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۳۶؛ بحار الانوار: ۲۷/۲۹۳؛ ینابیع المعاجز: ۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۳۸

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

2/1262 الكافی ۱/۲۷۴/۲/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن ابن أَسْبَاطٍ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ مِسْكِینٍ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ زُرَارَةَ وَ جَمَاعَةٍ مَعَهُ قَالُوا سَمِعْنَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ یَقُولُ: یَعْرِفُ اَلَّذِی بَعْدَ اَلْإِمَامِ عِلْمَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ فِی آخِرِ دَقِیقَةٍ تَبْقَى مِنْ رُوحِهِ.

عبید بن زرارہ اور اس کے ساتھ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: امام کے بعد آنے والا اپنی روح کے باقی رہ گئے آخری دقیقہ میں اپنے سے پہلے والے کا علم جان جاتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالحسن ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے (واللہ اعلم)

۱۰۲_باب أن الامام فی یعلم أن الأمر قد صار إلیه

باب: امام کو کب معلوم ہوتا ہے کہ امر (امامت) اُس کے پاس آ گیا ہے

1/1263 الكافی ۱/۲۷۵/۱/۳ محمد عن محمد بن الحسین عن یعقوب بن یزید عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ اَلْإِمَامُ مَتَى یَعْرِفُ إِمَامَتَهُ وَ یَنْتَهِی اَلْأَمْرُ إِلَیْهِ قَالَ فِی آخِرِ دَقِیقَةٍ مِنْ حَیَاةِ اَلْأَوَّلِ.

ابن اسباط نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: امام اپنی امامت کے بارے میں کب جانتا ہے اور کب امر اس کی طرف منتہی ہوتا ہے؟

---

[1] مرآۃ العقول: ۳/۱۷۵

[2] بصائر الدرجات: ۴۷۷؛ مختصر البصائر: ۵۶؛ بہجۃ النظر ۳۵؛ بحار الانوار: ۲۷/ ۲۹۴؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۳۶؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۱۳۸؛ ینابیع المعاجز: ۲۵۹

[3] مرآۃ العقول: ۳/۱۷۵

آپؑ نے فرمایا: پہلے کی زندگی کے آخری دقیقہ میں۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ علم)

2/1264 الکافی ۱/۳۸۱/۴/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخْبِرْنِي عَنِ اَلْإِمَامِ مَتَى يَعْلَمُ أَنَّهُ إِمَامٌ حِينَ يَبْلُغُهُ أَنَّ صَاحِبَهُ قَدْ مَضَى أَوْ حِينَ يَمْضِي مِثْلَ أَبِي اَلْحَسَنِ قُبِضَ بِبَغْدَادَ وَ أَنْتَ هَاهُنَا قَالَ يَعْلَمُ ذَلِكَ حِينَ يَمْضِي صَاحِبُهُ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ قَالَ يُلْهِمُهُ اَللَّهُ.

صفوان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضاعلیہ السلام سے کہا: آپؑ مجھے امام کے بارے میں خبر دیں کہ امام کو کب معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام ہے؟ جب اسے اطلاع دی جائے کہ اس کا صاحب گزر گیا ہے یا جب وہ چلا جائے گا مثلاً امام موسیٰ کاظمؑ بغداد میں قید تھے اور آپؑ یہاں تھے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو یہ تب معلوم ہوتا ہے جب اس کا صاحب گزر جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کس چیز سے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ اس کا الہام کر دیتا ہے۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ④

3/1265 الکافی ۱/۳۸۱/۳/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّهُمْ رَوَوْا عَنْكَ فِي مَوْتِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لَكَ عَلِمْتَ ذَلِكَ بِقَوْلِ سَعِيدٍ فَقَالَ جَاءَ سَعِيدٌ بَعْدَ مَا عَلِمْتُ بِهِ قَبْلَ مَجِيئِهِ قَالَ وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ طَلَّقْتُ أُمَّ فَرْوَةَ بِنْتَ

---

① بصائر الدرجات: ۴۷۸؛ الامامة والتبصرة: ۸۴؛ بہجة النظر: ۶۴؛ بحار الانوار: ۲۷/۲۹۴؛ مدینة المعاجز: ۵/۴۷؛ ینابیع المعاجز: ۲۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۳۹

② مرآة العقول: ۳/۱۷۶

③ بصائر الدرجات: ۴۶۶؛ البصائر: ۵۳؛ بحار الانوار: ۲۷/۲۹۱ و ۴۸/۲۴۷؛ مدینة المعاجز: ۷/۳۳؛ عوالم العلوم: ۲۱/۲۷۴؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۵۲؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۱۰۵؛ الدمعة الساکبة: ۷/۱۳۳

④ مرآة العقول: ۴/۲۴۰

إِسْحَاقَ فِي رَجَبٍ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي اَلْحَسَنِ بِيَوْمٍ قُلْتُ طَلَّقْتَهَا وَ قَدْ عَلِمْتَ بِمَوْتِ أَبِي اَلْحَسَنِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْكَ سَعِيدٌ قَالَ نَعَمْ.

الوشاء بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: ان لوگوں نے آپؑ سے امام موسیٰ کاظمؑ کی موت کے بارے میں روایت کیا ہے، ایک شخص نے کہا ہے کہ آپؑ کو سعید کے کہنے کی وجہ سے معلوم ہوا تھا (کہ امام کاظمؑ شہید ہو گئے ہیں)؟

آپؑ نے فرمایا: سعید کے آنے سے قبل ہی میں اس بارے جان چکا تھا۔

میں نے عرض کیا: اور میں نے آپؑ سے سنا فرما رہے تھے: میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کی وفات کے ایک دن بعد رجب میں ام فروہ بنت اسحاق کو طلاق دے دی تھی۔

میں نے عرض کیا: کیا طلاق دیتے وقت آپؑ کو امام موسیٰ کاظمؑ کی موت کا علم تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا سعید کے آپؑ کے پاس آنے سے قبل ہی آپؑ کو علم ہو گیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [1]

بیان:

لأبي الحسن يعني به الرضا ع في موت أبي الحسن يعني به الكاظم ع سعيد هذا هو الناعي بموته إلى المدينة من بغداد و أم فروة هي إحدى نساء الكاظم ع و لعل الرضا كان وكيلا في طلاقها من قبل أبيه ع و قد مضى أنه فوض أمر نسائه إليه ص و إنما جاز له ع طلاقها بعد موت أبيه لأن أحكام الشريعة إنما تجري على ظاهر الأمر دون باطنه و موت أبيه ع كان لم يتحقق بعد للناس في ظاهر الأمر هناك و إنما علمه ع بنحو آخر غير النحو المعهود إن قيل ما فائدة مثل هذا الطلاق الذي يجيء بعده ما يكشف عن عدم صحته قلنا أمرهم ع أرفع من أن تناله عقولنا فلعلهم رأوا فيه مصلحة لا نعلمها

"لابی الحسن" اس سے مراد امام علی رضاؑ ہیں "موت ابی الحسن" اس سے مراد امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ "سعید" اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے بغداد سے لے کر مدینہ تک آپؑ کی شہادت کی خبر دی تھی اور ام فروہ امام موسیٰ کاظمؑ کی عورتوں میں ایک ہیں اور شاید امام علی رضاؑ اپنے والد محترم کی طرف سے اس کو طلاق دینے

[1] بحار الانوار: ۴۸/ ۲۹۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۴۲؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۵۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۱۳۲

میں وکیل تھے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ آپؑ نے اپنی عورتوں کا امر ان کے سپرد کیا تھا لہٰذا امام علی رضاؑ کے لیے جائز تھا کہ آپؑ اپنے والد محترمؑ کی وفات کے بعد اس کو طلاق دے دیں کیونکہ احکام شرعیہ ظاہر طور پر جاری ہوتے ہیں اور آپؑ کے والد محترمؑ کی وفات ابھی تک لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی تھی جبکہ امامؑ کو بغیر کسی خبر رساں کے اس کا علم تھا۔ اگر کہا جائے کہ ایسی طلاق کا کیا فائدہ جوان کے جانے کے بعد جاری ہو تو ہم کہیں گے کہ ائمہ طاہرینؑ کے امور ہماری عقلوں سے بالاتر ہیں ہوسکتا ہے کہ ان میں مصالحت ہو جس کو ہم نہ جانتے ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1266 الکافی ۱/۶/۳۸۱/۱ علی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُسَافِرٍ قَالَ: أَمَرَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُخْرِجَ بِهِ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ يَنَامَ عَلَى بَابِهِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ أَبَداً مَا كَانَ حَيّاً إِلَى أَنْ يَأْتِيَهُ خَبَرُهُ قَالَ فَكُنَّا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ نَفْرُشُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ فِي اَلدِّهْلِيزِ ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ اَلْعِشَاءِ فَيَنَامُ فَإِذَا أَصْبَحَ اِنْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ قَالَ فَمَكَثَ عَلَى هَذِهِ اَلْحَالِ أَرْبَعَ سِنِينَ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اَللَّيَالِي أَبْطَأَ عَنَّا وَ فُرِشَ لَهُ فَلَمْ يَأْتِ كَمَا كَانَ يَأْتِي فَاسْتَوْحَشَ اَلْعِيَالُ وَ ذُعِرُوا وَ دَخَلَنَا أَمْرٌ عَظِيمٌ مِنْ إِبْطَائِهِ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اَلْغَدِ أَتَى اَلدَّارَ وَ دَخَلَ إِلَى اَلْعِيَالِ وَ قَصَدَ إِلَى أُمِّ أَحْمَدَ فَقَالَ لَهَا هَاتِ اَلَّتِي أَوْدَعَكِ أَبِي فَصَرَخَتْ وَ لَطَمَتْ وَجْهَهَا وَ شَقَّتْ جَيْبَهَا وَ قَالَتْ مَاتَ وَ اَللَّهِ سَيِّدِي فَكَفَّهَا وَ قَالَ لَهَا لاَ تَكَلَّمِي بِشَيْءٍ وَ لاَ تُظْهِرِيهِ حَتَّى يَجِيءَ اَلْخَبَرُ إِلَى اَلْوَالِي فَأَخْرَجَتْ إِلَيْهِ سَفَطاً وَ أَلْفَيْ دِينَارٍ أَوْ أَرْبَعَةَ آلاَفِ دِينَارٍ فَدَفَعَتْ ذَلِكَ أَجْمَعَ إِلَيْهِ دُونَ غَيْرِهِ وَ قَالَتْ إِنَّهُ قَالَ لِي فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَهُ وَ كَانَتْ أَثِيرَةً عِنْدَهُ اِحْتَفِظِي بِهَذِهِ اَلْوَدِيعَةِ عِنْدَكِ لاَ تُطْلِعِي عَلَيْهَا أَحَداً حَتَّى أَمُوتَ فَإِذَا مَضَيْتُ فَمَنْ أَتَاكِ مِنْ وُلْدِي فَطَلَبَهَا مِنْكِ فَادْفَعِيهَا إِلَيْهِ وَ اِعْلَمِي أَنِّي قَدْ مِتُّ وَ قَدْ جَاءَنِي وَ اَللَّهِ عَلاَمَةُ سَيِّدِي فَقَبَضَ ذَلِكَ مِنْهَا وَ أَمَرَهُمْ بِالْإِمْسَاكِ جَمِيعاً إِلَى أَنْ وَرَدَ اَلْخَبَرُ وَ اِنْصَرَفَ فَلَمْ

[1] مرآۃ العقول: ۴/ ۲۳۹

يَعُدُّ لِشَيْءٍ مِنَ الْمَبِيتِ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فَمَا لَبِثْنَا إِلاَّ أَيَّاماً يَسِيرَةً حَتَّى جَاءَتِ الْخَرِيطَةُ بِنَعْيِهِ فَعَدَدْنَا الْأَيَّامَ وَ تَفَقَّدْنَا الْوَقْتَ فَإِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ فِي الْوَقْتِ الَّذِي فَعَلَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَا فَعَلَ مِنْ تَخَلُّفِهِ عَنِ الْمَبِيتِ وَ قَبْضِهِ لِمَا قَبَضَ.

مسافر سے روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام مدینہ سے بغداد جانے لگے تو آپؑ نے امام علی رضاؑ کو وصیت فرمائی: ہر شب اپنے گھر کے دروازے کے سامنے چارپائی لگا کر سونا (تاکہ گھر والوں کی حفاظت ہو سکے) جب تک میں زندہ ہوں آپؑ نے یہ کام کرنا ہے۔ امام الرضاؑ کی عادت تھی کہ وہ والدؑ کے دستور کے مطابق ہر شب گھر کے دروازے پر سویا کرتے تھے لہٰذا آپؑ ہر شب نماز عشاء کے بعد آتے اور گھر کے دروازے پر سوتے پس جب صبح ہوتی تو آپؑ اپنے گھر چلے جاتے۔ آپؑ متواتر چار سال تک ایسے ہی کرتے رہے۔ اس کے بعد ایک شب آپؑ کے لیے بستر لگایا گیا لیکن آپؑ سونے کے لیے نہ آئے۔ سب گھر والے آپؑ کے نہ آنے کی وجہ سے پریشان ہوئے کہ کیا وجہ ہے اور ہم بھی اس میں دہشت زدہ ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپؑ گھر تشریف لائے اور اہل خانہ کے پاس گئے اور ہم سب میں سے آپؑ ام احمد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: وہ امانت جو میرے باباؑ نے آپ کے سپرد کی تھی وہ میرے پاس لے کر آئیں۔ اچانک ام حمید نے چیخ ماری، اپنا چہرہ پیٹا اور اپنا گریبان چاک کر لیا اور کہا: خدا کی قسم! میرے سردار اس دنیا سے انتقال کر گئے اور حضرت امام علی رضاؑ نے ان کو روکا اور فرمایا: خبردار! کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس سے حکمرانوں کو اس کے بارے میں پتہ چل جائے۔ اس کے بعد ام احمد نے دو تھیلیاں کہ جن میں ایک میں دو ہزار دینار اور دوسری میں چار ہزار دینار تھے، امام علی رضاؑ کے سپرد کر دیں اور کسی اور فرزند کے سپرد نہ کیں اور فرمایا: ایک دن حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے محرمانہ انداز میں مجھے فرمایا: یہ میری امانت ہے اس کی حفاظت کرنا، کسی کو اس کے بارے میں اطلاع نہ دینا اور جس دن میں اس دنیا سے چلا جاوں گا میرا جو بیٹا تمہارے پاس آئے اور آ کر تم سے اس امانت کا مطالبہ کرے تو اس کو دے دینا اور سمجھ لینا کہ میں اس دنیا سے چلا گیا ہوں۔ خدا کی قسم! میرے آقا نے جو نشانی مجھے بتائی تھی وہ ظاہر ہو گئی ہے۔ پس امام علی رضاؑ نے اس امانت کو ام احمد سے لے لیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو راز میں رکھے اور کسی کو اطلاع نہ ہونے دے جب تک کہ میرے باباؑ کی وفات کی خبر مدینہ میں نہیں آ جاتی۔ اس کے بعد آپؑ چلے گئے اور ہر شب کی طرح رات کو سونے کے لیے بھی نہ آئے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ ایک نامہ آیا کہ جس میں امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کی خبر آئی۔ پس میں نے دنوں کو شمار کیا اور حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ وہی دن تھا جس رات امام علی رضاؑ سونے

کے لیے نہیں آئے تھے اور مجھ سے امانت طلب کی تھی۔ اس دن آپؑ اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ [1]

بیان:

الذعر الخوف و سفط معرب سبد و كانت أثيرة بالثاء المثلثة ثم الياء المثناة التحتانية أى مكرمة عظيمة عنده أى عند الكاظم ع و كانت من أزواجه و الجملة معترضة و مقول القول احتفظى و العلامة طلب الإمام تلك الوديعة و الخريطة شدة البكاء

''الذعر'' اس سے مراد خوف ہے، ''سفط'' یہ سبد کی طرح معرب ہے۔ ''کانت اثیرۃ'' یعنی وہ عزت دار اور عظیمہ تھیں۔ ''عندہ'' یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس ''وکانت من ازواجہ'' وہ آپؑ کی بیویوں میں سے تھی۔ یہ ایک جملہ معترضہ ہے۔ ''العلامۃ'' امامؑ نے اس ودیعت کو طلب کیا۔ ''الخریطۃ'' شدت کے ساتھ رونا،

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مسافر کی وجہ سے مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)

5/1267 الكافى ،١/٣٨١/١/٥ على عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي اَلْفَضْلِ اَلشَّهْبَانِيِّ عَنْ هَارُونَ بْنِ اَلْفَضْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ فِي اَلْيَوْمِ اَلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ (إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) مَضَى أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقِيلَ لَهُ وَ كَيْفَ عَرَفْتَ قَالَ لِأَنَّهُ تَدَاخَلَنِي ذِلَّةٌ لِلَّهِ لَمْ أَكُنْ أَعْرِفُهَا.

ھارون بن فضل سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی (بغداد میں) شہادت کے دن امام علی نقی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، امام ابوجعفر کا انتقال ہو گیا ہے۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: آپؑ کو کیسے معلوم ہوا؟

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ اللہ کے سامنے عاجزی کی ایک ایسی شکل مجھ میں داخل ہوئی جس کا تجربہ میں نے کبھی نہیں کیا تھا۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ۴۸/ ۲۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۰۹؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۳؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۴۷۱؛ دلائل الامامۃ: ۳۷۲؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۷/ ۱۳۱

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۴۲

[3] بصائر الدرجات: ۴۶۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۱۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۱۴۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۱۹؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۱۴؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۵۹۹؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۴۳۱؛ مسند الامام الجوادؑ: ۶۴؛ مسند الامام الہادیؑ: ۱۱۵

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[1]

۱۰۳ ۔ باب أن الامام لا یغسله إلا الامام

باب: امام کو سوائے امام کے کوئی غسل نہیں دیتا

1/1268 الکافی ،۱/۳۸۴/۱/۱ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ اَلْحَلاَّلِ أَوْ غَيْرِهِ عَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ يُحَاجُّونَّا يَقُولُونَ إِنَّ اَلْإِمَامَ لاَ يُغَسِّلُهُ إِلاَّ اَلْإِمَامُ قَالَ فَقَالَ مَا يُدْرِيهِمْ مَنْ غَسَّلَهُ فَمَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قُلْتُ لَهُمْ إِنْ قَالَ مَوْلاَيَ إِنَّهُ غَسَّلَهُ تَحْتَ عَرْشِ رَبِّي فَقَدْ صَدَقَ وَ إِنْ قَالَ غَسَّلَهُ فِي تُخُومِ اَلْأَرْضِ فَقَدْ صَدَقَ قَالَ لاَ هَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ فَمَا أَقُولُ لَهُمْ قَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي غَسَّلْتُهُ فَقُلْتُ أَقُولُ لَهُمْ إِنَّكَ غَسَّلْتَهُ فَقَالَ نَعَمْ.

احمد بن عمر وغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: لوگ ہم سے بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سوائے امام کے کوئی اور امام کو غسل نہیں دے سکتا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نہیں جانتے کہ اسے کس نے غسل دیا۔

تو تم نے ان کے جواب میں کیا کہا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں نے ان سے کہا کہ اگر میرے مولاؑ یہ فرمادیں کہ میں نے ان کو اپنے رب کے عرش کے نیچے غسل دیا ہے تو انہوں نے سچ فرمایا اور اگر وہ فرمائیں کہ میں نے ان کو زمین کی نچلی سرحدوں میں غسل دیا ہے تو بھی وہ سچ کہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: پھر میں ان سے کیا کہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ان سے کہو کہ میں نے ان کو غسل دیا ہے۔

[1] مرآۃ العقول: ۴/۲۴۰

میں نے عرض کیا: میں اُن سے کہوں کہ آپؑ نے ان کو غسل دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ ①

بیان: التخوم بالضم الفصل بين الأرضين من العالم و الحدود و تقرير حجتهم أنه قد ثبت و تحقق عندكم معاشر الشيعة أن الإمام لا يغسله إلا الإمام و أبو الحسن الكاظم ﷺ إنما مات ببغداد و كان الرضا ع يومئذ بالمدينة و لم يكن ببغداد إمام يغسله فقد انتقض قولكم فأجاب ع بأنه هو الذي غسله و سر ذلك ما مضى في باب الإشارة و النص على الرضا ﷺ أن الكاظم ع قبل أن أراد الخروج من المدينة متوجها إلى بغداد في سفره الذي لم يرجع منه رأى النبي ص و أوصاه بوصايا من جملتها أنه قال له فإذا أردت فادع عليا يعني الرضا ﷺ فليغسلك و ليكفنك فإنه طهر لك و لا يستقيم إلا ذلك و ذلك سنة قد مضت فاضطجع بين يديه و صف إخوته خلفه و عمومته و مره فليكبر عليك تسعا فإنه قد استقامت وصيته و وليك و أنت حي الحديث

''التخوم'' اس سے مراد دو زمینوں کے درمیان فاصلہ ہے یعنی عالم میں، ان کی حجت کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ تمھارے ثابت اور تحقق ہو چکا ہے کہ اے شیعیان علیؑ! بیشک امامؑ کو غسل نہیں دیتا مگر امامؑ۔ امام علی رضاؑ کی وفات ہوتی تو آپؑ بغداد میں تھے اور امام علی رضاؑ اس وقت مدینہ میں تھے۔ وہ بغداد میں کوئی امام نہیں تھا جو آپؑ کو غسل دیتا امامؑ نے اس کا جواب دیا جیسا کہ ''باب الاشارہ والنص علی الرضاؑ'' میں گزر چکا ہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے مدینہ سے نکل کر بغداد کی طرف سفر کرنا کا ارادہ فرمایا تو آپؑ نے رسولؐ خدا کو دیکھا کہ آپؐ نے امامؑ کو وصیت فرمائی۔ ان وصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب آپ ارادہ کریں تو امام علی رضاؑ کو چھوڑ جائیں تا کہ وہ آپ کو غسل دیں اور کفن دیں گے۔ اور اس کے سوا کچھ ٹھیک نہیں ہے اور وہ ایک سال پہلے کی بات ہے تو وہ اس کے سامنے لیٹ گیا اور اپنے بھائیوں کو قطار میں کھڑا کر دیا اس کے جانشین اس کے چچا اور اس کی بیوی وہ آپ کو نو مرتبہ عزت دیں کیونکہ اس کی وصیت قائم ہو چکی ہے اور وہ آپ کے زندہ رہنے تک آپ کا سرپرست ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلّی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/1269 الکافی ۱/۳/۳۸۵/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا

① بحارالانوار: ۲۷/ ۲۹۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۹۲؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۷/ ۱۴۲

② مرآۃ العقول: ۴/ ۲۵۶

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَلْإِمَامَ لاَ يُغَسِّلُهُ إِلاَّ اَلْإِمَامُ فَقَالَ أَمَا تَدْرُونَ مَنْ حَضَرَ لِغُسْلِهِ قَدْ حَضَرَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ غَابَ عَنْهُ اَلَّذِينَ حَضَرُوا يُوسُفَ فِي اَلْجُبِّ حِينَ غَابَ عَنْهُ أَبَوَاهُ وَ أَهْلُ بَيْتِهِ.

طلحہ سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے عرض کیا: کیاامام کوفقط امام ہی غسل دیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ کیا جانیں کہ امام کے غسل کے وقت کون حاضر ہوتا ہے؟ وہ حاضر ہوتا ہے جو اس سے بہتر ہے جو غائب ہوتا ہے۔ وہی لوگ حاضر ہوتے ہیں جو حضرت یوسفؑ کے پاس کنویں میں آئے تھے جب کہ ان کے ماں باپ اور گھر والے ان سے غائب تھے۔ [1]

بیان: يظهر من هذا الحديث أن غاسله ع كان جبرئيل ع مع الملائكة لما ورد أنه الذي حضر يوسف في الجب و لا ينافي هذا الخبر الخبر السابق لإمكان وقوع الغسل مرتين في الحياة و بعد الممات على أنه لا دلالة في الحديث على وقوع غسل آخر فلعله ع ورى بذلك لعدم إرادته الإفصاح عن الأمر كما هو

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشک آپ کو غسل دینے والے جبرئیلؑ تھے انہوں نے دیگر فرشتوں کے ساتھ مل کر یہ کام انجام دیا اور یہ کہ جب حضرت یوسفؑ کنویں میں گئے۔ یہ خبر سابقہ خبر کے منافی نہیں ہے زندگی اور موت کے بعد دو مرتبہ غسل کے واقع ہونے کے امکان کی وجہ سے۔ البتہ حدیث میں اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ ایک اور غسل ہوا اس لیے شاید وہ غلط کر رہا تھا کیونکہ وہ معاملہ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا جیسا کہ یہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشهور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث طلحہ کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

3/1270 الكافی ۱/۲/۳۸۵/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: سَأَلْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْإِمَامِ يُغَسِّلُهُ اَلْإِمَامُ قَالَ سُنَّةُ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

ابومعمر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے پوچھا: کیا امام کو صرف امام غسل دیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ سنت موسیٰ بن عمرانؑ ہے۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ۲۷/۲۸۹ و ۴۸/۲۴۷؛ عوالم العلوم: ۲۱/۴۷۰؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۹/۵۱۸؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۹۳؛ الدمعة الساكبة: ۷/۱۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۴/۲۵۸

[3] بحار الانوار: ۱۳/۶۴ و ۲۷/۲۹۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۹۳

بیان:

يستفاد من هذا الخبر مع ما مر أن موسى ع إنما غسله وصيه يوشع في حياته أو ملك من الملائكة بعد مماته أو كلاهما و ذلك لأنه ع إنما مات في التيه و لم يكن معه أحد وقتئذ إلا ملك في صورة بشر كان قد حفر قبرا فدخله موسى ع فتمنى الموت فسأل الله عز و جل الموت فقبض ملك الموت روحه هنالك روى ذلك الشيخ الصدوق رحمه الله في كتاب عرض المجالس بإسناده عن محمد بن أبي عمارة [1] عن أبيه قال قلت للصادق جعفر بن محمد ع أخبرني بوفاة موسى بن عمران ع فقال إنه لما أتاه أجله و استوفى مدته و انقطع أكله أتاه ملك الموت ع فقال له السلام عليك يا كليم الله فقال موسى و عليك السلام من أنت فقال أنا ملك الموت قال ما الذي جاء بك قال جئت لأقبض روحك فقال له موسى ع من أين تقبض روحي قال من فمك قال له موسى كيف و قد كلمت ربي جل جلاله۔ قال فمن يديك قال كيف و قد حملت بهما التوراة قال فمن رجليك قال كيف و قد وطئت بهما إلى طور سيناء قال فمن عينك قال كيف و لم تزل إلى ربي بالرجاء ممدودة قال فمن أذنيك قال كيف و قد سمعت بهما كلام ربي تعالى قال فأوحى الله تعالى إلى ملك الموت أن لا تقبض روحه حتى يكون هو الذي يريد ذلك و خرج ملك الموت فمكث موسى ع ما شاء الله أن يمكث بعد ذلك۔ و دعا يوشع بن نون فأوصى إليه و أمره بكتمان أمره و بأن يوصي بعده إلى من يقوم بالأمر و غاب موسى عن قومه فمر في غيبته برجل و هو يحفر قبرا فقال له ألا أعينك على حفر هذا القبر فقال له الرجل بلى فأعانه حتى حفر القبر و سوى اللحد ثم اضطجع فيه موسى بن عمران لينظر كيف هو فكشف له عن الغطاء فرأى مكانه في الجنة فقال يا رب اقبضني إليك فقبض ملك الموت روحه مكانه و دفنه في القبر و سوى عليه التراب و كان الذي يحفر القبر ملك في صورة بشر و كان ذلك في التيه۔ فصاح صائح من السماء مات موسى بن عمران كليم الله فأي نفس لا تموت

❁ اس خبر سے استفادہ ہوتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو ان کی زندگی میں جناب یوشعؑ نے غسل دیا تھا اور ان کی وفات کے بعد فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے غسل دیا یا دونوں نے ملکر، یہ اس لیے ہوا کہ آپ کی وفات ہوگی تو آپ ایک اکیلے تھے اور کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا پس اس وقت ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا اور اس نے ان کے لیے قبر کھودی اور حضرت موسیٰؑ اس میں داخل ہونے تو انہوں نے موت کی تمنا کی اور اللہ تعالیٰ سے موت کی دعا کی تو ملک الموت نے ان کی روح قبض کر لی۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب عرض المجالس میں اپنی اسناد کے ذریعہ محمد بن ابی عمارہ سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے روایت اپنے والد سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ سے

عرض کیا کہ آپؑ مجھے حضرت موسیٰ ابن عمرانؑ کی وفات کے بارے میں بیان فرمائیں تو امامؑ نے ارشاد فرمایا:
جب ان کی اجل آتی اور ان کی مدت حیات ختم ہوگئی تو ملک الموت ان کے پاس آیا اور کہا:

السلام علیك یا کلیم الله،
سلام ہو آپ پر اے کلیم اللہ!
حضرت موسیٰؑ نے کہا:
وعلیک السلام:
آپ پر بھی سلام ہو۔
آپ کون ہیں؟
انہوں نے کہا: میں ملک الموت ہوں۔
انہوں نے کہا: کس لیے آئے ہو؟
اس نے کہا: میں آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔
حضرت موسیٰؑ نے کہا: میری روح کہاں سے قبض کرو گے؟
اس نے کہا: آپ کے منہ سے۔
انہوں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں اس کے ذریعہ اپنے رب ذوالجلال سے کلام کرتا ہوں۔
اس نے کہا: تو پھر آپ کے ہاتھوں سے یہ کام کروں گا۔
انہوں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں نے تورایت کو ان ہاتھوں پر اٹھایا ہے۔
اس نے کہا: تو پھر آپ کے پاؤں سے روح قبض کروں گا۔
انہوں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ کہ میں نے اس کے ذریعہ طور سینا پر حاضری دی ہے۔
اس نے کہا: تو پھر آپ کی آنکھوں سے یہ کام کروں گا۔
انہوں نے کہا: یہ کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ میری آنکھیں اس کی طرف نظر امید کیے ہوئے ہیں۔
اس نے کہا: تو پھر آپ کے کانوں سے روح قبض کروں گا۔
انہوں نے کہا: کہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ میں نے ان کے ذریعہ اپنے پروردگار کا کلام سنا ہے۔
پس اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرح وحی کی کہان کی روح قبض نہ کرو جب تک کہ وہ خود اس بات کہ نہ چاہیں اس نے بعد ملک الموت واپس چلے گئے اور حضرت موسیٰؑ کافی عرصہ تک زندہ رہے۔

اس کے بعد جناب یوشع بن نون کو بلایا انہیں اپنا وصی قرار دیا اور انہیں حکم دیا کہ اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور اس کے بعد اس کی وصیت اپنے بعد والے وصی سے کردو۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئے اور اس دوران ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کھود رہا تھا۔

حضرت موسیٰ نے اس سے کہا: کیا میں اس قبر کے کھودنے میں تمھاری مدد کرسکتا ہوں۔

اس آدمی نے کہا: کیوں نہیں!

پس حضرت موسیٰؑ نے اس کی مدد کی اور لحد کو برابر کردیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ اس کے اندر پہلو کے بل لیٹ گئے تا کہ یہ دیکھ لیں کہ اس میں کیسا لگتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر جنت میں ان کے مقام کو دکھایا۔

پس انہوں نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس بلالے۔

پس ملک الموت نے اسی جگہ ان کی روح قبض کرلی اور اسی قبر میں انہیں دفن کرکے مٹی برابر کردی۔

اور وہ شخص جو قبر کھود رہا تھا وہ اصل میں ملک الموت تھے لیکن انسانی شکل وصورت میں ظاہر تھے اور یہ حادثہ معلوم جگہ پر واقع ہوا اور آسمان سے ایک ندا دینے والے کی ندا آئی کہ کلیم اللہ حضرت موسیٰؑ فوت ہوگئے ہیں اور کون سا ایسا نفس ہے جس کو موت نہ آئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث ابو معمر کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

۱۰۴۔ باب تسمیة أمیر المومنین

باب: امیر المومنین علیہ السلام کی وجہ تسمیہ

1/1271 الکافی ۱/۴/۴۱۲/۱ علی عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَیْرٍ عَنْ أَبِي اَلرَّبِیعِ اَلْقَزَّازِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ لِمَ سُمِّيَ أَمِیرَ اَلْمُؤْمِنِینَ قَالَ اَللَّهُ سَمَّاهُ وَ هَكَذَا أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ (وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلىٰ

[1] مرآۃ العقول: ۴/ ۲۵۷

أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولِي وَأَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ.

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: امیر المومنین نام کی کیا وجہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا نے ان کو یہ نام دیا ہے اور اسی طرح اپنی کتاب میں نازل کیا ہے: "جب خدا نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا تھا اور ان پر انہی کو گواہ بنا کر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ (الاعراف: ۱۷۲)۔" اور محمدؐ میرے رسول ہیں اور علیؑ امیر المومنین ہیں۔ [1]

بیان:

إنما كان الإشهاد بالنبوة و الولاية منزلا في كتاب الله عز و جل مع الإشهاد بالربوبية لأنهما مندرجتان في الربوبية إذ هما من ضروراتها اللازمة

بیشک نبوت وولایت کی گواہی قرآن مجید میں ربوبیت ی شہادت کے ساتھ نازل ہوئی ۔ کیونکہ دونوں گواہیاں ربوبیت کے مندرجات میں سے ہیں اور یہ دونوں اس کی لازمی ضروریات میں سے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ ابی الربیع سے ابن ابی عمیر روایت کر رہا ہے جو اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے لہٰذا اس کا مجہول ہونا مضر نہیں ہے (واللہ اعلم)

2/1272 الكافی،۱/۴۱۱/۱/۲ مُحَمَّدٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلدِّينَوَرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ زَاهِرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اَلْقَائِمِ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ بِإِمْرَةِ اَلْمُؤْمِنِينَ قَالَ لاَ ذَاكَ اِسْمٌ سَمَّى اَللَّهُ بِهِ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ يُسَمَّ بِهِ أَحَدٌ قَبْلَهُ وَ لاَ يَتَسَمَّى بِهِ بَعْدَهُ إِلاَّ كَافِرٌ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ قَالَ يَقُولُونَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اَللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ (بَقِيَّتُ اَللّٰهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ).

عمر بن زاہر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: امام قائمؑ پر امیر المومنین کہہ کر سلام کیا جا سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، یہ نام اللہ نے امیر المومنینؑ کا رکھا ہے۔ اس سے پہلے یہ نام کسی کا نہیں ہوا اور نہ آپؑ

[1] مختصر البصائر: ۲۱۸ ح ۲۱۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۹۲؛ تفسیر البرہان: ۲/۶۰۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۲۴۱؛ تاویل الآیات: ۱۸۷؛ مجمع البحرین: ۳/۲۱۱؛ مدینۃ المعاجز: ۱/۵۸؛ بحار الانوار: ۳/۱۷۰

[2] مراۃ العقول: ۴/۳۷۰

کے بعد کسی کا یہ نام رکھا جائے گا سوائے کافر کے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! پھر قائم آلِ محمدؑ پر کیسے سلام کیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: تم یوں کہو: اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اَللَّهِ۔ پھر یہ آیت پڑھی: ''بقیۃ اللہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ (ھود: ۸۶)۔'' [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]۔

3/1273 الکافی، ۱/۳/۴۱۲/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِمَ سُمِّيَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ لِأَنَّهُ يَمِيرُهُمُ اَلْعِلْمَ أَ مَا سَمِعْتَ فِي كِتَابِ اَللَّهِ: (وَ نَمِيرُ أَهْلَنٰا).

احمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے پوچھا: امیر المومنین نام کس وجہ سے رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ آپؑ (یعنی حضرت علیؑ) نے انہیں علم دیا۔ کیا تم نے اللہ کی کتاب میں نہیں سنا: ''اور ہم اپنے اہل وعیال کے لیے رزق (غلہ) لائیں گے۔ (الیوسف: ۶۵)'' [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث معلّی بن محمد کے ثقہ جلیل ثابت ہونے کی وجہ سے حسن کالصحیح ہے اور اس کی ایک اور سند شیخ صدوق نے بھی ذکر کی ہے جو ضعیف ہے (واللہ اعلم)

4/1274 الکافی، ۱/۳/۴۱۲/۱ وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: لِأَنَّ مِيرَةَ اَلْمُؤْمِنِينَ مِنْ عِنْدِهِ يَمِيرُهُمُ اَلْعِلْمَ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ امیر المومنینؑ اپنی عندیت سے ان کے لیے علم لاتے تھے۔

بیان:

المیرة الطعام

''المیرہ'' کھانا۔

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۶/۲۲۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۴/۶۰۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۳۹۰؛ تاویل الآیات: ۱۹۱؛ سفینۃ البحار: ۱/۱۱۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۲۱۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۳۷؛ بحر المعارف: ۳/۱۷۲

[2] مراۃ العقول: ۴/۳۶۹

[3] تفسیر العیاشی: ۲/۱۸۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۳۳۷؛ معانی الاخبار: ۶۳؛ علل الشرائع: ۱/۱۶۱؛ تفسیر البرہان: ۳/۱۸۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۴۰؛ بحار الانوار: ۳۷/۲۹۳؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۳۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۱۳۳

[4] مراۃ العقول: ۴/۳۷۰

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [1]

۱۰۵ ـ باب نفي الربوبية عنهم علیہم السلام

باب: آئمہ علیہم السلام سے ربوبیت کی نفی

1/1275 الكافي،٨٦/٢٢٥/٨ العدة عن أحمد عن السراد عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ مُغْضَبٌ فَقَالَ إِنِّي خَرَجْتُ آنِفاً فِي حَاجَةٍ فَتَعَرَّضَ لِي بَعْضُ سُودَانِ اَلْمَدِينَةِ فَهَتَفَ بِي لَبَّيْكَ يَا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ لَبَّيْكَ فَرَجَعْتُ عَوْدِي عَلَى بَدْئِي إِلَى مَنْزِلِي خَائِفاً ذَعِراً مِمَّا قَالَ حَتَّى سَجَدْتُ فِي مَسْجِدِي لِرَبِّي وَ عَفَّرْتُ لَهُ وَجْهِي وَ ذَلَّلْتُ لَهُ نَفْسِي وَ بَرِئْتُ إِلَيْهِ مِمَّا هَتَفَ بِي وَ لَوْ أَنَّ عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ عَدَا مَا قَالَ اَللَّهُ فِيهِ إِذاً لَصَمَّ صَمّاً لاَ يَسْمَعُ بَعْدَهُ أَبَداً وَ عَمِيَ عَمًى لاَ يُبْصِرُ بَعْدَهُ أَبَداً وَ خَرِسَ خَرَساً لاَ يَتَكَلَّمُ بَعْدَهُ أَبَداً ثُمَّ قَالَ لَعَنَ اَللَّهُ أَبَا اَلْخَطَّابِ وَ قَتَلَهُ بِالْحَدِيدِ.

مالک بن عطیہ نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے امام جعفر صادق علیہ السلام ہماری طرف غضبناک حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں ابھی کسی کام کے لیے گھر سے باہر نکلا تو بعض سیاہان مدینہ مجھ سے ملے اور انہوں نے مجھے آواز دی: لبیک یا جعفر بن محمدؑ لبیک۔ پس میں اس جگہ سے اپنے گھر کی طرف واپس ہو گیا اور جو اس نے کہی تھی میں اس سے خوف زدہ ہوا اور کانپنے لگا یہاں تک کہ اپنی سجدہ گاہ میں اپنے پروردگار کو سجدہ کیا اور اپنے چہرہ کو خاک آلود کیا اور اپنے آپ کو اس کی بارگاہ میں گرا دیا اور جو کچھ اس مرد نے میرے بارے کہا میں نے اس سے بیزاری کی اور اور اگر عیسیٰ ابن مریمؑ نے اس میں کچھ اضافہ کیا ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا تو وہ بہرے ہو جاتے کہ اس کے بعد کبھی کچھ نہ سن پاتے اور اندھے ہو جاتے کہ اس کے بعد کبھی کچھ دیکھ نہ پاتے اور گونگے ہو جاتے کہ اس کے بعد کبھی کچھ بول نہ پاتے۔

[1] مراۃ العقول: ایضاً

پھر فرمایا: اللہ ابوالخطاب پر لعنت کرے اور اسے لوہے سے مار ڈالے۔ ①

بیان: عودی علی بدئی أی عودا منی واقعا علی بدئی أی عدت إلی منزلی من غیر مکث یقال رجع عودا علی بدء و عودہ علی بدیة أی لم یقطع ذهابه حتی وصله برجوعه خائفا ذعرا أی حین استولی علی الخوف من الله سبحانه و الذعر و غلب علی الخضوع له تعالی و إنما خاف الله عز و جل عن قول الأسود لبیك لدلالة قوله ذلك علی أنه اعتقد فیه الربوبیة عدی جاوز ما قال الله فیه و هو قوله عز و جل کَلِمَتُهُ أَلْقاها إِلی مَرْیَمَ وَ رُوحٌ مِنْهُ و إنما لعن أبا الخطاب و دعا علیه بالقتل لأنه کان سببا لمثل هذا الاعتقاد فیه م من الناس

❂ ''عودی علی بدئی'' میرا لوٹنا میری ابتداء کی طرف بھی مجھ سے واپسی واقع ہوتی میری ابتداء پر اس سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی منزل کی طرف واپس آ گیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ وہ ٹھہرے بغیر اپنے گھوڑ لوٹ آیا اس قول کی ولایت اس پر کہ اس نے اس میں ربوبیت کا عقیدہ ظاہر کیا۔ ''ما قال اللہ فیہ'' جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اس کا کلمہ میں جو اللہ تعالیٰ نے جناب مریمؑ تک پہنچایا اور رس کی طرف سے وہ ایک روح ہیں۔ (سورۃ النساء:۱۷۱)۔'' اللہ تعالیٰ لعنت کرے ابوالخطاب پر جس ان کے بارے میں قتل کا دعویٰ کیا پس اس دعوے کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں لوگوں میں اس طرح کا عقیدہ پھیل گیا۔ انہوں نے ابوالخطاب پر لعنت بھیجی اور اس کے لیے قتل ہو جانے کی بددعا کی کیونکہ وہ اس پر لوگوں کے اس طرح کے اعتقاد کا سبب تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے ②۔

2/1276 الکافی ۸/۲۳۱/۳۰۳ علی بن محمد عَنْ صَالِحِ بن أبی حماد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُورَمَةَ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ قَالَ: کُنْتُ أَنَا وَ اَلْقَاسِمُ شَرِیکِی وَ نَجْمُ بْنُ حُطَیْمٍ وَ صَالِحُ بْنُ سَهْلٍ بِالْمَدِینَةِ فَتَنَاظَرْنَا فِی اَلرُّبُوبِیَّةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ مَا تَصْنَعُونَ بِهَذَا نَحْنُ بِالْقُرْبِ مِنْهُ وَ لَیْسَ مِنَّا فِی تَقِیَّةٍ قُومُوا بِنَا إِلَیْهِ قَالَ فَقُمْنَا فَوَ اَللَّهِ مَا بَلَغْنَا اَلْبَابَ إِلاَّ وَ قَدْ خَرَجَ

---

① اثبات الھداۃ: ۵/۳۷۶؛ بحار الانوار: ۲۵/۳۲۰ و ۴۷/۳۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/۱۹۰؛ مسند الامام الصادق ؑ: ۲۰/۳۱۹؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/۲۸۶

② مرآۃ العقول: ۲۶/۱۵۸؛

عَلَيْنَا بِلاَ حِذَاءٍ وَلاَ رِدَاءٍ قَدْ قَامَ كُلُّ شَعْرَةٍ مِنْ رَأْسِهِ مِنْهُ وَهُوَ يَقُولُ لاَ لاَ يَا مُفَضَّلُ وَيَا قَاسِمُ وَيَا نَجْمُ لاَ لاَ (بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ. لاَ يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ).

مفضل سے روایت ہے کہ میں اور قاسم شریکی اور نجم بن حطیم اور صالح بن سہل مدینہ میں تھے اور ربوبیت (آئمہؑ) کے بارے میں مناظرہ و بحث کر رہے تھے تو ہم میں سے بعض بعض سے کہنے لگے: تم کیا بحث کر رہے ہو، ہم ابھی امامؑ کے نزدیک ہیں اور وہ بھی ہم سے تقیہ نہیں کریں گے، اٹھو ان کی طرف چلتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم اٹھے اور خدا کی قسم! ابھی ہم گھر کے دروازے پر بھی نہیں پہنچے تھے کہ امامؑ بغیر جوتا اور بغیر عبا کے ہماری طرف باہر نکل آئے اور آپؑ کے سر کے بال سیدھے کھڑے ہوئے تھے اور آپؑ فرما رہے تھے: نہیں، نہیں، اے مفضل، اے قاسم اور اے نجم! نہیں، نہیں۔" بلکہ وہ تو اس کے مکرم بندے ہیں جو بات کرنے میں بھی اس سے سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ (الانبیاء: ۲۶/ ۲۷)۔"[1]

بیان:

كأنهم كانوا يتناظرون في أن الأئمة ع هل بلغوا في كمالهم مرتبة الربوبية أم لا و ضمائر الغيبة تعود إلى أبي عبد الله ع

گویا کہ وہ اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ آیا آئمہ طاہرینؑ اپنے کمال میں درجہ الوہیت تک پہنچے تھے یا نہیں۔

غیبت کی ضمیریں حضرت امام جعفر صادقؑ تک لوٹتی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح ابوالخیر الرازی ثقہ ہے[3] اور محمد بن اورمہ بھی کامل الزیارات کا راوی ہے جو اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے اور محمد بن سنان تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے اور مفضل ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

---

[1] اثبات الھداۃ: ۳/ ۵۳۵ و ۵/ ۷۶۳؛ مستدالامام الصادقؑ: ۲۰/ ۳۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۱۶۸

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۸۱

۱۰۶ ـ باب النوادر

باب: النوادر

1/1277 الكافى ،۸٠٣٠٨/٨/٣٨٠ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِخُرَاسَانَ وَ هُوَ يَقُولُ: إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ وَرِثْنَا الْعَفْوَ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَ وَرِثْنَا الشُّكْرَ مِنْ آلِ دَاوُدَ وَ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ كَلِمَةٌ أُخْرَى وَ نَسِيَهَا مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ لَهُ لَعَلَّهُ قَالَ وَ وَرِثْنَا الصَّبْرَ مِنْ آلِ أَيُّوبَ فَقَالَ يَنْبَغِي. قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ وَ إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ لِأَنِّي سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ يَقْطِينٍ يُحَدِّثُ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ الْمَدِينَةَ سَنَةَ قَتْلِ مُحَمَّدٍ وَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ الْتَفَتَ إِلَى عَمِّهِ عِيسَى بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ رَأَى أَنْ يَعْضِدَ شَجَرَ الْمَدِينَةِ وَ أَنْ يُعَوِّرَ عُيُونَهَا وَ أَنْ يَجْعَلَ أَعْلاَهَا أَسْفَلَهَا فَقَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا ابْنُ عَمِّكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِالْحَضْرَةِ فَابْعَثْ إِلَيْهِ فَسَلْهُ عَنْ هَذَا الرَّأْيِ قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ عِيسَى فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أُعْطِيَ فَشَكَرَ وَ إِنَّ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ وَ إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَفَا بَعْدَ مَا قَدَرَ فَاعْفُ فَإِنَّكَ مِنْ نَسْلِ أُولَئِكَ.

محمد بن حسین بن یزید سے روایت میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا جبکہ آپؑ خراسان میں تھے، آپؑ نے فرمایا: ہم اہلبیتؑ کو اولادِ یعقوب سے عفو وراثت میں ملا اور ہمیں اولادِ داؤد کی طرف سے شکر وراثت میں ملا۔ اور میں (راوی) سمجھتا ہوں کہ ایک اور قول تھا جسے محمد نے بھلا دیا تھا تو میں نے اس سے کہا: شاید یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اور ہمیں ایوب کی اولاد سے صبر ورثے میں ملا ہے۔

اس نے کہا: یہ مناسب ہے۔

علی بن اسباط نے کہا: بلکہ میں نے کہا کہ میں نے یعقوب بن یقطین کو ان کے بعض آدمیوں سے روایت کرتے ہوئے سنا تھا، اس نے کہا: جب ابوجعفر المنصور اس سال مدینہ منورہ گیا جس میں عبداللہ بن الحسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم قتل ہوئے تو اس کا رخ اپنے چچا عیسیٰ بن علی کی طرف ہوا۔ پس اس نے اس سے کہا:

اے ابو العباس! امیر المومنین نے فیصلہ کیا ہے کہ مدینہ کے درختوں کو کاٹ دیا جائے اور اس کے چشموں کو روک دیا جائے اور اسے الٹا دیا جائے۔

اس نے کہا: اے امیر المومنین! یہ تمہارے چچا جعفر بن محمد کا بیٹا ہے، اس کو بلا بھیجو اور اس سے اس کی رائے پوچھو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے ایک پیغام بھیجا جس کی اطلاع عیسیٰ نے اسے بتائی اور پھر اس کے پاس واپس آ گئے۔

پس اس نے اس سے کہا: اے امیر المومنین! حضرت داؤد علیہ السلام کو شکر عطا کیا گیا اور حضرت ایوب علیہ السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے صبر کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اقتدار میں آنے کے بعد معاف کر دیا پس معاف کر دو کیونکہ تم انہی کے نسب سے ہو۔ [1]

بیان:

فی بعض النسخ ورثنا الحسد من آل یعقوب یعنی أنا محسودون کما کان یوسف محسودا و العضد بالمهملة ثم المعجمة القطع و التعویر بالمهملتین الطم وحبس ماء العین و تخریبها

بعض نسخوں میں اس طرح ہے کہ ورثنا الحمد من آل یعقوب ہم نے حسد کو آل یعقوب سے بطور وراثت حاصل کیا یعنی ہم لوگوں سے اس طرح حسد کیا گیا جس طرح حضرت یوسفؑ سے حسد کیا گیا۔ "العضد" مھملہ اور پھر معجمہ کے ساتھ، ٹکڑا "التعویر" دو مھملوں کے ساتھ، کیچڑ، آنکھ کا پانی برقرار رکھنا اور اسے خراب کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

2/1278 الکافی، ۱/۲/۳۸۰/۱ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ رَجُلاً عَنَى أَخَاكَ إِبْرَاهِيمَ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّ أَبَاكَ فِي اَلْحَيَاةِ وَ أَنَّكَ تَعْلَمُ مِنْ ذَلِكَ مَا يَعْلَمُ فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ يَمُوتُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لاَ يَمُوتُ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ وَ اَللَّهِ مَضَى كَمَا مَضَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لَكِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُنْذُ قَبَضَ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَلُمَّ جَرّاً يَمُنُّ بِهَذَا اَلدِّينِ عَلَى أَوْلاَدِ اَلْأَعَاجِمِ وَ يَصْرِفُهُ عَنْ قَرَابَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَلُمَّ جَرّاً فَيُعْطِي هَؤُلاَءِ وَ يَمْنَعُ هَؤُلاَءِ لَقَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ فِي

---

[1] مسند الامام الرضا: ۱/ ۴۶

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۴۰۳؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/ ۵۷

هِلاَلِ ذِي اَلْحِجَّةِ أَلْفَ دِينَارٍ بَعْدَ أَنْ أَشْفَى عَلَى طَلاَقِ نِسَائِهِ وَ عِتْقِ مَمَالِيكِهِ وَ لَكِنْ قَدْ سَمِعْتُ مَا لَقِيَ يُوسُفُ مِنْ إِخْوَتِهِ.

ابن اسباط سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام رضاعلیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص کو آپؑ کے بھائی ابراہیم نے بتایا کہ آپؑ کے پدر بزرگوارؑ بقید حیات ہیں مگر اس کے متعلق آپ کو جو علم ہو گا وہ ان کو نہیں ہو گا۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! عجیب بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تو موت آئے اور موسیٰ بن جعفرؑ کے لیے موت نہ آئے۔ خدا کی قسم! جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اسی طرح موسیٰ بن جعفرؑ نے بھی انتقال فرمایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے بعد مسلسل اولادِ عجم کو اس دین سے نوازنا شروع کر دیا اور نبی کے قرابتداروں کی دین کی توفیق سلب کرنی شروع کر دی اور مسلسل اُن کو یہ توفیق دیتا جاتا ہے اور اِن سے یہ توفیق سلب کرتا جاتا ہے۔ ابھی ماہ ذی الحجہ میں ان کی طرف سے میں نے ایک ہزار دینار ادا کیے اور اس سے قبل ان کو اپنی عورتوں کے طلاق دینے اور غلاموں کو آزاد کر دینے سے بچا چکا ہوں لیکن تم نے تو سنا ہی ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔ [1]

بیان:

عنى أخاك أوقعه في العناء و التعب بتلبيسه الأمر عليه في أمر أخيه و في بعض النسخ غر أخاك بالغين المعجمة و الراء و هو أوضح و كأن الرجل قد دلس أو كان واقفيا يقول بحياة الكاظم ع و إنه الذي يملؤها عدلا كما ملئت جورا و أشار ع بقوله و يصرفه عن قرابة نبيه إلى أن القائل بذلك خارج عن الدين و في هذا الحديث دلالة على فضل العجم على العرب و لا سيما في القرون المتأخرة عن قرن النبي ص و ما يقرب منه و مما يدل على ذلك ما رواه علي بن إبراهيم في تفسيره عند قوله عز و جل وَ لَوْ نَزَّلْنٰاهُ عَلىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مٰا كٰانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ عن الصادق ع أنه قال لو نزل القرآن على العجم ما آمنت به العرب و قد نزل على العرب فآمنت به العجم و في كتاب الغيبة للشيخ الطوسي رحمه الله بإسناده عن أبي عبد الله ع قال اتق العرب فإن لهم خبر سوء أما إنه لم يخرج مع القائم منهم واحد و من طريق العامة عن النبي ص لو كان الدين بالثريا لنالته رجال من فارس و في المكاتيب لقطب محي لما نزل قوله تعالى وَ آخَرِينَ مِنْهُمْ لَمّٰا يَلْحَقُوا بِهِمْ قيل من هم يا رسول الله فلم يجب حتى سئل ثلاثا ثم وضع يده على كتف سلمان و قال لو كان الإيمان عند الثريا لناله رجال أو رجل من هؤلاء لقد قضيت عنه يعني عن الذي عنى إبراهيم قيل و كأنه أخوه عباس و يحتمل أن يرجع البارز في عنه إلى إبراهيم أشفى أشرف قيل إنما هم بطلاق نسائه و عتق مماليكه لأنه أراد أن يشرد من الغرماء و لا يختموا بيوت نسائه و لا يأخذوا مماليكه

[1] بحار الانوار: ۴۹/ ۲۳۲؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۲۹۷؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۳۸۹؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۵۲

❂ ''عنی اخاک'' اس کا مطلب ہے کہ آپ کے بھائی نے اس کو تکلیف اور تھکاوٹ میں مبتلا کیا اور اس کا حکم اس کے بھائی کے معاملہ میں ہے۔
بعض نسخوں میں ''غرّ اخاک'' اس نے تیرے بھائی کو دھوکہ دیا اور یہ واضح ہے کہ گویا وہ شخص رونده گیا یا کھڑا رہا اور اس نے امام موسیٰ کاظمؑ کی حیات میں ہی کہا تھا کہ آپ وہ ہیں کہ جو زمین عدل وو انصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، امامؑ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اسے اپنے نبی کی قرابت سے اس حقیقت طرف موڑ دیا کہ جس نے یہ کہا وہ دین سے خارج ہے، اس حدیث میں عربیوں پر عجمیوں کی فضیلت کی دلیل ہے خاص کر رسول خداؐ کی صدی سے آخری زمانوں کے لیے۔
اس پر وہ روایت دلالت آتی ہے جس کو علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں نقل کیا ہے:

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ○ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○
اور اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر عربی پر نازل کرتے ○ اور وہ اسے پڑھ کر انہیں سنا دیتا تب بھی یہ اس پر ایمان نہ لاتے۔
امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ قرآن عجمیوں پر نازل ہوتا تو عربی لوگ اس پر ایمان نہ لاتے اور بیشک یہ عربیوں پر نازل ہے جبکہ عجمی اس پر ایمان لائے ہیں۔
شیخ طوسی کی کتاب الغیبۃ میں انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ عربیوں سے بچو کیونکہ وہ بہت بُرے جابر ہیں بہر حال اس لیے ان میں سے کوئی ایک بھی سرکار قائمؑ کے ساتھ نہیں نکلے گا۔
عامہ کے طرف سے رسول خداؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا تک ہوتا تو فارسی لوگ اسے حاصل کر لیتے۔
قطب مجی کی کتاب المکاتیب میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا:
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ○
اور (ان) دوسرے لوگوں کے لیے بھی (مبعوث ہوئے) جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔ (سورۃ الجمعہ: ۳)۔''
عرض کیا گیا: یارسول اللہؐ! ان سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ تین پر مسلسل آپؐ سے عرض کیا تو پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ جناب سلمانؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا تک ہوتا

بہت سارے مرد اسے پا لیتے یا ایک شخص ان میں سے ہے۔ ''لقد قضیت عنہ'' جس سے مراد ابراہیم ہے اس کے بارے میں کہا گیا کہ گویا وہ ان کے بھائی عباس ہیں اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ ''عنہ'' میں ضمیر ''بارز ابراھیم'' کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ''أشفی'' اس سے مراد اشرف ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ صرف اپنی بیویوں کو طلاق دینے اور اپنے مملوکوں کو آزاد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنے قرض داروں سے آزاد ہونا چاہتا تھا نہ کہ اپنی بیویوں کے گھر سیل کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی ان کے مملوکوں کو لینا چاہتا تھا۔

تحقیق اسناد: حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1279 الكافی ۱/۳۸۰/۱/۱ القمیان عن صفوان عَنْ أَبِي جَرِيرٍ اَلْقُمِّيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ عَرَفْتَ اِنْقِطَاعِي إِلَى أَبِيكَ ثُمَّ إِلَيْكَ ثُمَّ حَلَفْتُ لَهُ وَ حَقِّ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ حَقِّ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ حَتَّى اِنْتَهَيْتُ إِلَيْهِ بِأَنَّهُ لاَ يَخْرُجُ مِنِّي مَا تُخْبِرُنِي بِهِ إِلَى أَحَدٍ مِنَ اَلنَّاسِ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ أَبِيهِ أَ حَيٌّ هُوَ أَوْ مَيِّتٌ فَقَالَ قَدْ وَ اَللَّهِ مَاتَ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ شِيعَتَكَ يَرْوُونَ أَنَّ فِيهِ سُنَّةَ أَرْبَعَةِ أَنْبِيَاءَ قَالَ قَدْ وَ اَللَّهِ اَلَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ هَلَكَ قُلْتُ هَلاَكَ غَيْبَةٍ أَوْ هَلاَكَ مَوْتٍ قَالَ هَلاَكَ مَوْتٍ فَقُلْتُ لَعَلَّكَ مِنِّي فِي تَقِيَّةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ قُلْتُ فَأَوْصَى إِلَيْكَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَشْرَكَ مَعَكَ فِيهَا أَحَداً قَالَ لاَ قُلْتُ فَعَلَيْكَ مِنْ إِخْوَتِكَ إِمَامٌ قَالَ لاَ قُلْتُ فَأَنْتَ اَلْإِمَامُ قَالَ نَعَمْ.

ابو جریر قمی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ جانتے ہیں کہ میں آپؑ کے والدؑ کے لیے اور ان کے بعد آپؑ کے لیے کتنا عقیدت مند رہا ہوں۔ پھر میں نے آپؑ کے سامنے رسول اللہؐ کے حق اور فلاں اور فلاں کے حق کی قسم کھائی یہاں تک کہ میں نے آپؑ کو یقین دلانے کی پوری کوشش کی کہ آپؑ جو کچھ مجھے بتائیں گے میں اسے لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بتاؤں گا اور میں نے آپؑ سے آپؑ کے والدؑ کے بارے میں پوچھا کہ وہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ کے شیعہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں چار نبیوں کی سنت جاری ہوئی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! وہ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ان کا انتقال غیبت کی صورت میں ہوا ہے یا موت کی صورت میں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ موت سے دوچار ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: شاید آپؑ تقیہ کی وجہ سے مجھ سے بیان فرما رہے ہیں؟

[1] مراۃ العقول: ۲۳۸/۴

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ۔

میں نے عرض کیا: کیا اُنھوں نے آپؑ کے لیے وصیت کی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا انہوں نے وصیت میں آپؑ کے ساتھ کسی کو شریک کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

کیا آپؑ کے بھائیوں میں سے آپؑ پر کوئی امام ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: تو آپؑ امام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [1]

بیان:

سنة أربعة أنبياء يعني إحداها الغيبة و وجه الغلط فيه أن ذلك مروي في القائم أعني الثاني عشر من الأئمة ص لا الكاظم ع كما مضى في بابه إلا أن رؤساء الواقفية لبسوا الأمر على أصحابهم و من يحذو حذوهم بأمثال هذه التحريفات لأغراضهم الدنيوية خذلهم الله و لعنهم آخر أبواب خصائص الحجج و فضائلهم ع و الحمد لله أولا و آخرا

❂ ''سنۃ اربعۃ انبیاء'' چار انبیاء کرامؑ کی سنت ہے یعنی ان میں سے ایک غیبت ہے اور بیشک یہ سرکار امام قائمؑ کے بارے میں مروی ہے میری مراد بارہ آئمہ طاہرینؑ میں سے بارہویں امامؑ نہ کہ امام موسیٰ کاظمؑ جیسا کہ ان کے باب میں گزر چکا ہے مگر یہ کہ فرقہ واقفیہ کے علماء اس امر کو اپنے اصحاب پر مسلط کرتے ہیں اور وہ اپنی باطل اغراض کو مکمل کرنے کے لیے دین میں تحریفات کے مرتکب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مواخذہ کرے اور ان پر لعنت کرے۔

ابواب خصائص الحج اور ان کے فضائل کا آخر باب الحمد اللہ مکمل ہو گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] یا پھر حدیث موثق ہے [4] اور میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] رجال الکشی: ۴۹۳ ح ۹۴۷؛ عوالم العلوم: ۲۲ / ۶۲؛ وسائل الشیعہ: ۲۳ / ۲۶۱ ح ۲۹۵۲۴؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷ / ۱۴۳

[2] مراۃ العقول: ۴ / ۲۳۴

[3] رجال الخاقانی: ۱۴۱

[4] عیون الحقائق الناظرۃ: ۲ / ۱۴۸

ابواب بدو خلق الحجج و مو اليدهم و مكارمهم سلام اللہ علیهم

حجتوں کی خلقت کی ابتداء، ان کی ولادتیں اور اُن کے مکارم کے ابواب

الآیات:

قال اللہ سبحانہ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَ لٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ [1]

وقال عزوجل: ﴿ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ﴾ [2]

بیان:

فی الآیة الأولی رد علی من کان یدعو زیدا ابابن محمد قال اللہ تعالی ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ وفی إضافة الرجال إلی ضمیر المخاطبین إشارة إلی ما خصه اللہ تعالی وأهل بیته بشرف المولد وروحانیة المنشأ ونورانیة المبدإ کما سیتبین من الأخبار

پہلی آیت میں ان کی تردید ہوتی ہے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ جناب زید حضرت محمدؐ کے فرزند ہیں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ [3]

"منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ (سورۃ الاحزاب: ۵)۔"

اللہ تعالی کے نزدیک یہی قرین انصاف ہے۔

رجال کی اضافت مخاطب کی ضمیر کی طرف ہونے میں اشارہ ہے اس طرف جس کو اللہ تعالی نے خاص کیا۔

---

[1] سورۃ الاحزاب: ۴۰

[2] سورۃ آل عمران: ۳۴

[3] سورۃ الاحزاب: ۵

۱۰۷ ـ باب بدو خلقهم علیہم السلام

باب: آئمہ علیہم السلام کی خلقت کی ابتداء

1/1280 الکافی ،۱/۴۴۰/۳/۱ القمی عَنِ اَلْحُسَیْنِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حَدِیدٍ عَنْ مُرَازِمٍ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَی یَا مُحَمَّدُ إِنِّی خَلَقْتُكَ وَ عَلِیّاً نُوراً یَعْنِی رُوحاً بِلاَ بَدَنٍ قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَ سَمَاوَاتِی وَ أَرْضِی وَ عَرْشِی وَ بَحْرِی فَلَمْ تَزَلْ تُهَلِّلُنِی وَ تُمَجِّدُنِی ثُمَّ جَمَعْتُ رُوحَیْكُمَا فَجَعَلْتُهُمَا وَاحِدَةً فَكَانَتْ تُمَجِّدُنِی وَ تُقَدِّسُنِی وَ تُهَلِّلُنِی ثُمَّ قَسَمْتُهَا ثِنْتَیْنِ وَ قَسَمْتُ اَلثِّنْتَیْنِ ثِنْتَیْنِ فَصَارَتْ أَرْبَعَةً مُحَمَّدٌ وَاحِدٌ وَ عَلِیٌّ وَاحِدٌ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَیْنُ ثِنْتَانِ ثُمَّ خَلَقَ اَللَّهُ فَاطِمَةَ مِنْ نُورٍ اِبْتَدَأَهَا رُوحاً بِلاَ بَدَنٍ ثُمَّ مَسَحَنَا بِیَمِینِهِ فَأَفْضَی نُورَهُ فِینَا.

مرازم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے محمدؐ! میں نے تجھے اور علیؑ کو اپنے آسمانوں، اپنی زمین، اپنے عرش اور اپنے دریاوں کے پیدا کرنے سے پہلے ایک نورانی صورت میں یعنی بغیر بدن کے ایک روح خلق فرمایا اور تم دونوں ہمیشہ میری تہلیل تمجید کرتے رہے پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر دیا پس میں نے تم دونوں کو ایک بنا دیا۔ تم اس حالت میں بھی میری تمجید و تقدیس و تہلیل کرتے رہے پھر میں نے ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دونوں کے پھر دو حصے کیے تو یہ چار حصے ہو گئے۔ ایک محمدؐ، ایک علیؑ اور ایک حسنؑ اور ایک حسینؑ۔ پھر میں نے فاطمہؑ کے نور کو خلق کیا جس کی ابتداء بغیر بدن کے روح سے کی پھر اس (اللہ) نے ہمیں اپنے دائیں سے مس کیا تو اس کا نور ہم تک پہنچ جائے۔ [1]

بیان:

ثم فی قوله ثم جمعت روحیکما لیست للتراخی فی الزمان بل فی المرتبة کقوله تعالی کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ و قوله فکانت تمجدنی و تقدسنی و تهللنی تکریر لقوله فلم تزل تهللنی و تمجدنی لیس إفادة أمر آخر و المعنی أنی خلقتکما جمیعا روحا واحدا تمجدنی تلك الروح ثم قسمتها ثنتین ثم

---

[1] الجواہر السنیہ: ۲۲۲؛ بحار الانوار: ۱۵/ ۱۸ و ۵۴/ ۱۹۳؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۲۹؛ الکوثر موسوی: ۱/ ۲۲؛ عبقات الانوار: ۱۷/ ۲۶۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۱/ ۲۹۲؛ بحر المعارف: ۳/ ۱۹۳

ان کے قول میں ''ثمّ'' ''پھر میں نے تمھاری روحوں کو وقت کی سستی کے لیے نہیں بلکہ درجہ کے لحاظ سے اکٹھا کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ○

''ہرگز نہیں! تمھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔○ پھر ہرگز نہیں! تمھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔(سورۃ التکاثر: ۳، ۴)۔''

اللہ کا قول ''فکانت تمجدنی وتقدسنی وتھللنی وہ میری تمجید کرتی تھیں، تقدیس وتہلیل کرتی تھیں۔

یہ اس قول کے ساتھ تکرار رہا ہے کہ ''فلم تزل تهللني و تمجدني'' وہ ہمیشہ سے میری تہلیل وتمجید کرتے آرہے تھے۔

اس کا کوئی دوسرا افادہ نہیں میں اور معنی نہیں ہے کہ بیشک میں نے تم دونوں کو خلق کیا اور ایک روح قرار دیا اور وہ روح میری تمجید کرتی تھی پھر میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ الحسین بن عبداللہ (عبیداللہ) السعدی تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے [2] جو توثیق کے لیے کافی ہے اور علی بن حدید بھی دونوں کا راوی ہے [3] اور مرازم تفسیر القمی کا راوی [4] اور ثقہ ہے [5]۔

2/1281 الكافي، ۱/۴۴۰/۱ عنه عن الحسين عن محمد بن عبد الله عن محمد بن الفضيل عن الثمالي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: أَوْحَى اَللَّهُ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنِّي خَلَقْتُكَ (وَ لَمْ تَكُ شَيْئاً) وَ نَفَخْتُ فِيكَ مِنْ رُوحِي كَرَامَةً مِنِّي أَكْرَمْتُكَ بِهَا حِينَ أَوْجَبْتُ لَكَ اَلطَّاعَةَ عَلَى خَلْقِي جَمِيعاً فَمَنْ أَطَاعَكَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَ مَنْ عَصَاكَ فَقَدْ عَصَانِي وَ أَوْجَبْتُ ذَلِكَ فِي عَلِيٍّ وَ فِي نَسْلِهِ مِمَّنِ اخْتَصَصْتُهُ مِنْهُمْ لِنَفْسِي.

---

[1] مراۃ العقول: ۵/۱۸۹

[2] تفسیر القمی: ۲/۶۱؛ کامل الزیارات: ۱۳۲ باب ۳۹ ح ۱

[3] تفسیر القمی: ۲/۴۵۱؛ کامل الزیارات: ۲۷ باب ۸ ح ۱

[4] تفسیر القمی: ایضاً

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۹۷

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: خدا نے رسول اللہؐ کی طرف وحی فرمائی کہ اے محمدؐ! میں نے آپؐ کو خلق کیا جبکہ کوئی شئے موجود نہ تھی اور میں نے اپنی روح آپؐ اندر پھونکی، یہ وہ اعزاز تھا جس کے ساتھ میں نے آپؐ کو عزت دی جب میں نے آپؐ کی اطاعت کو اپنی تمام مخلوقات پر فرض کر دیا پس جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور میں نے یہی چیز علیؑ میں اوجب کر دی اور ان کی اولاد میں سے بھی جن کو میں نے اپنے لیے منتخب کیا۔ [1]

بیان:

یعنی کان نفخ الروح و إیجاب الطاعة لك معین فی حین واحد

یعنی اس نے روح پھونکی تھی اور تیری اطاعت کو قبول کر کے ایک وقت میں معین ہوا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ الحسین السعدی تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [3] اور محمد بن الفضیل بھی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

3/1282 الکافی، ۱/۴۴۱/۹/۱ عنه عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ ٱلصَّغِيرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ٱلْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ إِذْ لاَ كَانَ فَخَلَقَ ٱلْكَانَ وَ ٱلْمَكَانَ وَ خَلَقَ نُورَ ٱلْأَنْوَارِ ٱلَّذِي نُوِّرَتْ مِنْهُ ٱلْأَنْوَارُ وَ أَجْرَى فِيهِ مِنْ نُورِهِ ٱلَّذِي نُوِّرَتْ مِنْهُ ٱلْأَنْوَارُ وَ هُوَ ٱلنُّورُ ٱلَّذِي خَلَقَ مِنْهُ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً فَلَمْ يَزَالاَ نُورَيْنِ أَوَّلَيْنِ إِذْ لاَ شَيْءَ كُوِّنَ قَبْلَهُمَا فَلَمْ يَزَالاَ يَجْرِيَانِ طَاهِرَيْنِ مُطَهَّرَيْنِ فِي ٱلْأَصْلاَبِ ٱلطَّاهِرَةِ حَتَّى ٱفْتَرَقَا فِي أَطْهَرِ طَاهِرِينَ فِي عَبْدِ ٱللَّهِ وَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ.

---

[1] امالی صدوق: ۲۰۴؛ الجواہر السنیہ: ۳۲۳؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۸۲ و ۲/ ۲۳؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۷/ ۱۲؛ فوحات القدس: ۳۲۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۰۵

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۱۹۰

[3] تفسیر القمی: ۲/ ۷۱؛ کامل الزیارات: ۳۲۰ باب ۹۴ ح ۱

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا تھا جبکہ اور کچھ بھی نہیں تھا پس اس نے کون و مکان کو خلق کیا اور نور الانوار (نوروں کے نور) کو خلق کیا جس سے اس نے تمام انوار کو روشنی دی اور اس نے اس میں اپنے اس نور کو جاری کیا جس سے اس نے انوار کو روشنی دی اور یہی وہ نور ہے جس سے اس نے حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کو خلق کیا پس وہ دونوں اولین دو نور تھے جبکہ ان دونوں سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی، پس اس نے ان دونوں طاہروں مطہروں کو صلبوں پاکیزہ میں مسلسل جاری رکھا یہاں تک کہ وہ دو پاکیزہ ترین (صلبوں) حضرت عبداللہؑ اور حضرت ابو طالبؑ میں الگ الگ ہو گئے۔ ①

بیان:

قد مضى في باب العقل و الجهل ما يصلح لأن يكون شرحا لهذا الحديث

❂ بیشک "باب العقل والجہل" میں گزر چکا ہے جو اس حدیث کی وضاحت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے ②

4/1283 الکافی،۱/۴۴۲/۱۰/۱ الْحُسَيْنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ خَلَقَ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عِتْرَتَهُ الْهُدَاةَ الْمُهْتَدِينَ فَكَانُوا أَشْبَاحَ نُورٍ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ قُلْتُ وَ مَا الْأَشْبَاحُ قَالَ ظِلُّ النُّورِ أَبْدَانٌ نُورَانِيَّةٌ بِلاَ أَرْوَاحٍ وَ كَانَ مُؤَيَّداً بِرُوحٍ وَاحِدَةٍ وَ هِيَ رُوحُ الْقُدُسِ فَبِهِ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ وَ عِتْرَتُهُ وَ لِذَلِكَ خَلَقَهُمْ حُلَمَاءَ عُلَمَاءَ بَرَرَةً أَصْفِيَاءَ يَعْبُدُونَ اللَّهَ بِالصَّلاَةِ وَ الصَّوْمِ وَ السُّجُودِ وَ التَّسْبِيحِ وَ التَّهْلِيلِ وَ يُصَلُّونَ الصَّلَوَاتِ وَ يَحُجُّونَ وَ يَصُومُونَ.

جابر بن یزید سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! اللہ نے جو سب سے پہلے خلق کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی ہادی و مہدی عترت ہے پس وہ اللہ کے سامنے اشباح نور تھے۔ میں نے عرض کیا: اشباح سے کیا مراد ہے؟

① الحصر:۱۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۴/۵۹۳؛ بحار الانوار:۱۵/۲۴ و ۵۴/۱۹۶؛ تفسیر الحیط:۱/۵۱۱؛ القطرہ من بحار:۲/۹۰؛ عبقات الانوار:۲۶۲

② مراۃ العقول:۵/۱۹۶

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد نور کا سایہ ہے۔ یہ بغیر روح کے نورانی بدن تھے اور آپؐ کی ایک روح کے ذریعے تائید کی گئی اور یہی روح القدس تھی کہ جس کے ذریعے آپؐ اور آپؐ کی عترتؑ خدا کی عبادت کرتے تھے اور اسی وجہ سے اس نے ان کو بردبار، علماء، نیکوکار اور برگزیدہ پیدا کیا جو نماز، روزہ، سجود، تسبیح، تہلیل کے ساتھ اس کی عبادت کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے، حج کرتے تھے اور روزرے رکھتے تھے۔ [1]

بیان:

ولذلك أي ولأجل كونهم مؤيدين بروح القدس خلقهم يعني في هذا العالم

"ولذلک" اور اس لیے، یعنی اس وجہ سے ان کو روح اللہ کی تائید حاصل تھی "خلقھم" یعنی اس عالم میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر کالحسن ہے کیونکہ الحسین یعنی الحسین بن عبداللہ السعدی تفسیر القمی کا راوی ہے اور محمد بن عبداللہ بھی تفسیر القمی کا راوی ہے اور محمد بن سنان والمفضل وجابر الجعفی تینوں تحقیق سے ثقہ ثابت ہیں اور ان کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

5/1284 الكافي، ١/٥/٤٤١/١ الاثنان عَنْ أَبِي ٱلْفَضْلِ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلثَّانِي عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَأَجْرَيْتُ اِخْتِلاَفَ ٱلشِّيعَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ ٱللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُتَفَرِّداً بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً وَ فَاطِمَةَ فَمَكَثُوا أَلْفَ دَهْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ ٱلْأَشْيَاءِ فَأَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَ أَجْرَى طَاعَتَهُمْ عَلَيْهَا وَ فَوَّضَ أُمُورَهَا إِلَيْهِمْ فَهُمْ يُحِلُّونَ مَا يَشَاءُونَ وَ يُحَرِّمُونَ مَا يَشَاءُونَ وَ لَنْ يَشَاءُوا إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ ٱلدِّيَانَةُ ٱلَّتِي مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا مُحِقَ وَ مَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ خُذْهَا إِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا پس میں نے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے محمد! اللہ ہمیشہ سے اپنی وحدانیت میں یکتا ہے پھر اس نے حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کو خلق کیا پس وہ ایک ہزار دہر تک وہاں موجود رہے پھر اس نے تمام اشیا کو

[1] بحارالانوار: ۱۵/ ۲۵ و ۵۴/ ۱۹۷ و ۵۸/ ۱۴۲

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۱۹۷

خلق کیا پس ان کو اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا اور ان پر ان کی اطاعت کو جاری کیا اور امور کو ان کے سپرد کر دیا پس یہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے مگر وہی جس کو اللہ چاہتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے محمد! یہ ایک ایسا مذہب ہے کہ اس سے آگے بڑھا وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ نابود ہو گیا اور جس نے اس کو لازم پکڑا تو اس کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ اے محمد! اسے پکڑ کے رکھو۔ [1]

بیان:

مرق خرج من الدين

''مرق'' دین سے خارج ہوا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی الفضل عبداللہ بن ادریس کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

6/1285 الكافی ۱/۴۴۱/۷/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَمَّادٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَيْفَ كُنْتُمْ حَيْثُ كُنْتُمْ فِي اَلْأَظِلَّةِ فَقَالَ يَا مُفَضَّلُ كُنَّا عِنْدَ رَبِّنَا لَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ غَيْرُنَا فِي ظُلَّةٍ خَضْرَاءَ نُسَبِّحُهُ وَ نُقَدِّسُهُ وَ نُهَلِّلُهُ وَ نُمَجِّدُهُ وَ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَ لاَ ذِي رُوحٍ غَيْرُنَا حَتَّى بَدَا لَهُ فِي خَلْقِ اَلْأَشْيَاءِ فَخَلَقَ مَا شَاءَ كَيْفَ شَاءَ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ وَ غَيْرِهِمْ ثُمَّ أَنْهَى عِلْمَ ذَلِكَ إِلَيْنَا.

مفضل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب آپؑ سائے میں موجود تھے تو آپ حضراتؑ کیسے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: اے مفضل! ہم اپنے رب کی عندیت میں تھے اور ہمارے علاوہ سبز سائے میں کوئی نہیں تھا۔ ہم اس کی تسبیح، تہلیل، تقدیس اور تمجید کرتے تھے اور ہمارے علاوہ کوئی ملک مقرب یا ذی روح نہیں تھا پس اس نے اشیاء کو پیدا کرنا شروع کیا اور ملائکہ وغیرہ میں سے جو چاہا، جیسا چاہا خلق کیا پھر اس نے اس کا علم

[1] بحار الانوار: ۱۵/ ۱۹و۲۵/ ۴۰ ۳۴و۵۴/ ۱۹۵؛ المختصر: ۲۸۵؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۲/ ۱۷؛ تفسیر الصراط المستقیم: ۳/ ۱۷؛ عبقات الانوار: ۲۶۳

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۱۹۲

ہم تک پہنچایا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق معتبر کیونکہ سہل عامی ہے اور محمد بن علی اور علی بن حماد دونوں کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہوئی ہے (واللہ اعلم)

7/1286 الکافی،۱/۴۴۱/۸ سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ سِنَانِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ قَالَ: إِنَّا أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتٍ نَوَّهَ اَللَّهُ بِأَسْمَائِنَا إِنَّهُ لَمَّا خَلَقَ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضَ أَمَرَ مُنَادِياً فَنَادَى أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ ثَلاَثاً أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ ثَلاَثاً أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ حَقّاً ثَلاَثاً.

سنان بن طریف سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرماتے تھے: ہم پہلا خاندان ہیں جن کے نام اللہ نے بلند کیے ہیں۔ پس جب اس نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا تو ایک منادی کو حکم دیا پس اس نے یوں ندا دی:

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ (تین بار)

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ (تین بار)

أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ حَقّاً (تین بار)۔ [3]

بیان:

التنویه بالاسم عبارة عن رفع الذکر

''التنویہ بالوسم'' سے مراد ذکر کا بلند ہونا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر موثق ہے کیونکہ سنان بن طریف کی

---

[1] بحارالانوار:۱۵/ ۲۴و۵۴/۱۹۶؛ شرح دعاءالسحر خمینی:۱۸؛ عبقات الانوار:۱۷/ ۲۶۴؛ مصباح الہدایہ خمینی:۶۹

[2] مراۃ العقول:۵/ ۱۹۴

[3] بحار الانوار: ۱۶/۳۶۸ و ۲۷/۲۹۵؛ امالی صدوق : ۴۰۴؛ اثبات الہداۃ: ۳/۱۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۲۴۶؛ الجواہر السنیہ : ۲۶۴؛ مدینۃ المعاجز:۲/۴۰۶؛ تاویل الآیات:۱۹۱؛ مستدرک سفینۃ البحار:۶/ ۸۵

[4] مراۃ العقول:۵/ ۱۹۵

روایات کو تسلیم کیا گیا ہے چاہے ان کے حالات معلوم نہیں ہیں چنانچہ خود علامہ مجلسی نے تہذیب الاحکام کی ایک حدیث کو حسن قرار دیا ہے جس میں سنان موجود ہے [1] اور الکافی کی ایک حدیث کو بھی حسن قرار دیا ہے [2] اور مجلسی اول نے الفقیہ کی ایک حدیث کو حسن کالصحیح قرار دیا ہے [3] نیز شیخ السند نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ شیخ صدوق کی سند کو حسن قرار دیا ہے [4] (واللہ اعلم)

۱۰۸ ـ باب طينة أرواحهم و أجسادهم

باب: آئمہ علیہم السلام کی روح اور اُن کے جسموں کی طینت

1/1287 الكافي، ۱/۳۸۹/۱/۱ العدة عن أحمد عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلْوَاسِطِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَنَا مِنْ عِلِّيِّينَ وَ خَلَقَ أَرْوَاحَنَا مِنْ فَوْقِ ذَلِكَ وَ خَلَقَ أَرْوَاحَ شِيعَتِنَا مِنْ عِلِّيِّينَ وَ خَلَقَ أَجْسَادَهُمْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ اَلْقَرَابَةُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ وَ قُلُوبُهُمْ تَحِنُّ إِلَيْنَا.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے ہمیں علیین سے خلق کیا اور ہماری ارواح کو اس سے بھی بلندتر سے خلق کیا اور ہمارے شیعوں کی ارواح کی بھی علیین سے خلق کیا اور ان کے اجسام کو اس سے نیچے والی سے خلق کیا پس اسی وجہ سے ہمارے اور ان کے مابین قرابت ہے اور ان کے دل ہماری طرف مائل ہیں۔ [5]

بیان:

كأن المراد بالعليين عالم الملكوت و بما فوقه عالم الجبروت و بما دونه عالم الشهادة فمن أجل ذلك يعني من أجل أن أصل أجسادنا و أرواحهم واحد و إنما نسب أجسادهم إلى عليين لعدم علاقتهم ع إلى هذه الأبدان الحسية فكأنهم و هم بعد في هذه الجلابيب قد نقضوها و تجردوا عنها

گویا کہ علیین سے مراد عالم الملکوت ہے اور جو اس کے اوپر ہے وہ عالم الجبروت ہے اور اس کے اوپر عالم

---

[1] تہذیب الاحکام: ۷/ ۳۸۵ ح ۱۹۳۸؛ ملاذ الاخیار: ۱۲/ ۵۰۶

[2] الکافی: ۸/ ۳۰۲ ح ۴۶۲؛ مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۳

[3] من لا یحضرہ الفقیہ: ۳/ ۲۰ ح ۳۲۶۵؛ روضۃ المتقین: ۸/ ۲۷۳

[4] الشہادۃ الثالثۃ: ۳۰۷

[5] بصائر الدرجات: ۱۹؛ علل الشرائع: ۱/ ۱۱۷ ح ۱۵؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۴۳ و ۲۵/ ۱۲ و ۵۸/ ۴۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۳۰؛ الانوار النعمانیہ: ۱/ ۲۱۰

شہادت ہے۔ ''فمن اجل ذلک'' یعنی اس وجہ سے ہمارے اجساد اور ان کی ارواح ایک میں۔ ان کے اجساد کی نسبت علیین کی طرف دی گئی اس لیے کہ ان کا ان ابدان حسیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گویا یہ لباس پہنتے ہی انہوں نے انہیں پھاڑ کر اتار دیا تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

2/1288 الکافی ۱/۲/۳۸۹/۱ أحمد عن محمد بن الحسن عن العبيدي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ إِسْحَاقَ اَلزَّعْفَرَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَنَا مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ ثُمَّ صَوَّرَ خَلْقَنَا مِنْ طِينَةٍ مَخْزُونَةٍ مَكْنُونَةٍ مِنْ تَحْتِ اَلْعَرْشِ فَأَسْكَنَ ذَلِكَ اَلنُّورَ فِيهِ فَكُنَّا نَحْنُ خَلْقاً وَ بَشَراً نُورَانِيِّينَ لَمْ يَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِي مِثْلِ اَلَّذِي خَلَقَنَا مِنْهُ نَصِيباً وَ خَلَقَ أَرْوَاحَ شِيعَتِنَا مِنْ طِينَتِنَا وَ أَبْدَانَهُمْ مِنْ طِينَةٍ مَخْزُونَةٍ مَكْنُونَةٍ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ اَلطِّينَةِ وَ لَمْ يَجْعَلِ اَللَّهُ لِأَحَدٍ فِي مِثْلِ اَلَّذِي خَلَقَهُمْ مِنْهُ نَصِيباً إِلاَّ لِلْأَنْبِيَاءِ وَ لِذَلِكَ صِرْنَا نَحْنُ وَ هُمُ اَلنَّاسَ وَ صَارَ سَائِرُ اَلنَّاسِ هَمَجاً لِلنَّارِ وَ إِلَى اَلنَّارِ.

محمد بن مروان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: اللہ نے ہم کو اپنی عظمت کے نور سے خلق کیا، پھر اس نے عرش کے نیچے مخزون (محفوظ) اور مکنون (چھپی ہوئی) مٹی سے ہماری شکل تشکیل دی پس اس نے اس نور کو اس میں سکونت دی پس ہم مخلوق اور بشر نورانی ہیں، اس نے کسی کو بھی اس جیسا حصہ نہیں دیا جس سے ہم کو خلق کیا اور اس نے ہماری طینت سے ہمارے شیعوں کی ارواح کو خلق کیا اور ان کے اجسام کو مخزون (محفوظ) اور مکنون (چھپی ہوئی) مٹی سے خلق کیا جو اس مٹی کے نیچے تھی اور اللہ نے کسی کے لیے بھی اس جیسا حصہ قرار دیا جس سے اس نے ان کو خلق کیا سوائے انبیاء کے۔ پس اسی وجہ سے ہم اور وہ لوگ بن گئے اور باقی لوگ تو آگ کا ایندھن بن گئے اور آگ کی طرف رواں دواں ہیں۔ [2]

بیان:

أراد بالناس أولا الناس بحقيقة الإنسانية و ثانيا ما يطلق عليه الإنسان في العرف العام و

---

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۲۷۱

[2] المختصر: ۲۸۳؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۱۳ و ۵۸/ ۴۵؛ مسند الامام الصادق: ۵/ ۳۶؛ کلمات مکنونہ: ۱۹۱

الهمج محركة ذباب صغير كالبعوض يسقط على وجوه الغنم و الحمير شبههم به لازدحامهم دفعة على كل ناعق و براحهم عنه بأدنى سبب

''الناس'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر انسانیت کا حق ادا کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان پر انسان پر لفظ عرف عام کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

''الھمج'' چھوٹی مکھی کا حرکت کرنا جیسے کہ مچھر ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[1]

3/1289 الكافی،۱/۳/۳۸۹/۱ علی عن علی بن حسان و محمد عن سلمة بن الخطاب و غيره عن علی بن حسان عن علی بن عطية عن ابن رئاب رَفَعَهُ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ لِلَّهِ نَهَراً دُونَ عَرْشِهِ وَ دُونَ اَلنَّهَرِ اَلَّذِي دُونَ عَرْشِهِ نُورٌ نَوَّرَهُ وَ إِنَّ فِي حَافَتَيِ اَلنَّهَرِ رُوحَيْنِ مَخْلُوقَيْنِ رُوحُ اَلْقُدُسِ وَ رُوحٌ مِنْ أَمْرِهِ وَ إِنَّ لِلَّهِ عَشْرَ طِينَاتٍ خَمْسَةً مِنَ اَلْجَنَّةِ وَ خَمْسَةً مِنَ اَلْأَرْضِ فَفَسَّرَ اَلْجِنَانَ وَ فَسَّرَ اَلْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ وَ لاَ مَلَكٍ مِنْ بَعْدِهِ جَبَلَهُ إِلاَّ نَفَخَ فِيهِ مِنْ إِحْدَى اَلرُّوحَيْنِ وَ جَعَلَ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ إِحْدَى اَلطِّينَتَيْنِ قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا اَلْجَبْلُ فَقَالَ اَلْخَلْقُ غَيْرَنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَنَا مِنَ اَلْعَشْرِ طِينَاتٍ وَ نَفَخَ فِينَا مِنَ اَلرُّوحَيْنِ جَمِيعاً فَأَطْيِبْ بِهَا طِيباً.

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی ایک نہر اس کے عرش کے نیچے ہے اور اس نہر کے نیچے جو اس کے عرش کے نیچے ہے، ایک نور ہے جس نے اسے روشن کر دیا ہے اور نہر کے دونوں کناروں پر دو تخلیق شدہ روحیں ہیں: ایک روح القدس ہے اور دوسری روح اس کے امر سے ہے اور اللہ کی دس (قسم کی) طینتیں ہیں: پانچ جنت سے ہیں اور پانچ زمین سے ہیں۔

پھر آپؑ نے زمین اور جنت کی تفسیر بیان کی پھر فرمایا: کوئی نبی یا فرشتہ ایسا نہیں ہے جسے اس نے آپؐ کے بعد بنایا ہو مگر یہ کہ اس نے اس میں کسی ایک روح کو پھونکا ہے اور اس نے انہی دو طینتوں میں سے ایک سے

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۲۷۳

نبی اکرمؐ کو بنایا ہے۔

میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا: اس جبل سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مخلوق ہم اہل بیتؑ کی غیر ہے پس اللہ نے ہمیں دس طینتوں سے خلق کیا اور ہم میں دونوں روحیں پھونکیں پس

اس میں جو سب سے اعلیٰ تھی اس سے خلق کیا ہے اور ہم میں دونوں روحیں کو رکھا اور ان کو پوری طرح خوشبودار (پاکیزہ) بنا دیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [2]

4/1290 الکافی ۱/۳/۳۹۰/۱ وَ رَوَى غَيْرُهُ عَنْ أَبِي الصَّامِتِ قَالَ طِينُ الْجِنَانِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَ جَنَّةُ الْمَأْوَى وَ جَنَّةُ النَّعِيمِ وَ الْفِرْدَوْسُ وَ الْخُلْدُ وَ طِينُ الْأَرْضِ مَكَّةُ وَ الْمَدِينَةُ وَ الْكُوفَةُ وَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ وَ الْحَائِرُ.

ابو صامت سے روایت ہے کہ (امامؑ نے) فرمایا: جنت کی پانچ طینت سے مراد: جنت عدن، جنت الماویٰ، جنت نعیم، الفردوس، الخلد اور مکہ، مدینہ، کوفہ، بیت المقدس اور حائر (کربلا) کی زمین کی مٹی ہے۔ [3]

بیان:

كأنه شبه علم الأنبياء بالنهر لمناسبة ما بينهما في كون أحدهما مادة حياة الروح و الآخر مادة حياة الجسم و عبر عنه بالنور لإضاءته و عبر عن علم من دونهم من العلماء بنور النور لأنه من شعاع ذلك النور و كما أن حافتي النهر تحفظان الماء في النهر و تحيطان به ليجري إلى مستقره كذلك الروحان يحفظان العلم و يحيطان به ليجري إلى مستقره و هو قلب النبي أو الوصي و الطينات الجنانية كأنها من الملكوت و الأرضية من الملك فإن من مزجهما خلق أبدان نبينا و الأوصياء ع من أهل البيت بخلاف سائر الأنبياء و الملائكة فإنهم خلقوا من إحدى الطينتين كما أن لهم أحد الروحين خاصة من بعده جبله أي خلقه دون مرتبته فأطيب بها طيبا على صيغة فعل التعجب للمبالغة في الطيب و يأتي في أوائل كتاب الإيمان و الكفر ما يناسب هذا الباب و الباب

---

[1] بحار الانوار: ۲۵/ ۴۹ و ۵۸/ ۴۶؛ بصائر الدرجات: ۴۴۶

[2] مرآة العقول: ۴/ ۲۷۶

[3] سابقہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

الآتی إن شاء اللہ تعالیٰ

گویا کہ انبیاء کرامؑ کے علم کی کو نہر سے تشبیہ دی گئی ہے، اس مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان یہ نسبت ہے کہ ایک حیات روح کا مادہ ہے اور دوسرا حیات جسم کا مادہ ہے، اور اسی کو نور سے تعبیر کیا گیا اس کی صفاء کی وجہ سے اور اس سے مراد علم ہے اور اپنے تحت علماء کے علم کو نور میں ظاہر کیا کیونکہ اس نور کی شعاعوں سے یہ ظاہر ہوا جس طرح دریا کے دو کنارے پانی کو محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح دونوں روحیں علم کو محفوظ رکھتی ہیں اور اس کو گھیر لیتی ہیں تا کہ وہ اپنے مقام پر ساکن ہو جانے اور اس مقام سے مراد نبیؐ اور امامؑ کا دل ہے اور طینات جنانیہ گویا کہ وہ ملکوت میں سے ہیں اور طینات ارضیہ ملک میں سے ہیں پس ان دونوں کو ملا کر ہمارے نبیؐ اور اوصیاء اہلبیتؑ کے ابدان کو خلق کیا گیا جبکہ باقی سارے انبیاء کرامؑ اور فرشتوں کو ان دو طینتوں میں سے ایک سے خلق کیا گیا جیسا کہ ان کے لیے دو روحوں میں سے ایک روح ہے۔ ''من بعده جبله'' یعنی اس کی تخلیق اس کے درجے سے نیچے ہے۔ ''فأطيب بها طيبا'' طیب کے بارے میں فعل تعجب کا صیغہ ہونے کی بنا پر مبالغہ کے لیئے ہے۔ جو بیان اس باب اور آگے آنے والے باب کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے وہ انشآء اللہ تعالیٰ ''کتاب الایمان والکفر'' کے شروع میں آئے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

۱۰۹ ۔ باب علوقهم وولادتهم وقيامهم بالامر

باب: آئمہ علیہم السلام کے نطفے، اُن کی ولادتیں اور امر کے ساتھ اُن کا قیام

1/1291 الكافی ۱/۳۸۷/۱، ۱/۲/ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ أَنْ يَخْلُقَ الْإِمَامَ أَمَرَ مَلَكاً فَأَخَذَ شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيَسْقِيهَا أَبَاهُ فَمِنْ ذَلِكَ يَخْلُقُ الْإِمَامَ فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ يَوْماً وَ لَيْلَةً فِي بَطْنِ أُمِّهِ لاَ يَسْمَعُ الصَّوْتَ ثُمَّ يَسْمَعُ بَعْدَ ذَلِكَ الْكَلاَمَ فَإِذَا وُلِدَ بَعَثَ ذَلِكَ الْمَلَكَ فَيَكْتُبُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: (وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلاً لاَ مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) فَإِذَا مَضَى الْإِمَامُ

[1] مرآۃ العقول: ۴/۲۷۶

اَلَّذِی کَانَ قَبْلَهُ رُفِعَ لِهَذَا مَنَارٌ مِنْ نُورٍ یَنْظُرُ بِهِ إِلَی أَعْمَالِ اَلْخَلاَئِقِ فَبِهَذَا یَحْتَجُّ اَللَّهُ عَلَی خَلْقِهِ.

حسن بن راشد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ کسی امام کو خلق کرے تو وہ ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ تحت عرش کے نیچے پانی سے شربت لے پس اس کا باپ اس کو پیتا ہے اور اس سے وہ امام کو پیدا کرتا ہے۔ پس چالیس دن اور رات وہ اپنی ماں کے بطن میں آواز نہیں سنتا پھر اس کے بعد کلام کو سنتا ہے۔ پس جب امام پیدا ہوتا ہے تو یہی فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ (آیت) لکھتا ہے: ''اور آپ کے پروردگار کا کلمہ صدق وسچائی اور عدل وانصاف کے لحاظ سے مکمل ہے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔ (الانعام: ۱۱۵)۔'' اور جب اس سے پہلے والا امام دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس امام کے سامنے نور کا ایک منارہ بلند کیا جاتا ہے جس سے وہ خلائق کے اعمال کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اس کے سے حجت قائم کرتا ہے۔ [1]

بیان:

لعل الماء إشارة إلی مادة الغذاء الذی تکون منه النطفة و إنما نسبه إلی ما تحت العرش لکونه ملکوتیا عذبا طیبا من طیب إلی طیب و الملك هو الموکل بالغذاء المبلغ له إلی کماله اللائق بحاله و إنما لم یسمع الصوت قبل کمال الأربعین لیلة لأنه بعد فی مقام النبات لم تلجه حیاة الحیوان ثم یسمع بعد ذلك الکلام أی الکلام النفسانی الإلهامی و یحتمل اختصاص الإمام باستماع الکلام الحسی أیضا فی بطن أمه قبل بلوغه الأوان الذی یحصل فیه السمع لسائر الناس و الکتابة بین العینین کأنها کنایة عن ظهور نور العلم و الولایة من ناصیته بل من جمیع جهاته و فی کل حرکاته و سکناته یسعی نورهم بین أیدیهم و بأیمانهم فلا تناقض بین هذا الخبر و الخبرین الآتیین و إطلاق الکلمة علی أرواح الکمل أمر شائع فی عرف الکتب المنزلة و الأنبیاء ع کما ورد فی شأن المسیح ع و منار النور عبارة عن حدسه و فراسته و توسمه کما قال عز و جل إِنَّ فِی ذٰلِكَ لَآیَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِینَ

''شاید الماء'' پانی اشارہ ہے اس مادہ غذائیہ کی طرف جس سے نطفہ ہوتا ہے لیکن اس کو اسی چیز منسوب کیا گیا

[1] بصائر الدرجات: ۴۳۲؛ تاویل الآیات: ۱۷۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۷۶۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۴۷۱؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۳۹؛ مدینۃ المعاجز: ۴/ ۳۳۳؛ تفسیر القمی: ۱/ ۲۱۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۵۸؛ اللوامع النورانیہ: ۲۷۴؛ بحر المعارف: ۳/ ۱۲۵؛ ینابیع المعاجز: ۲۰۹

ہے جو عرش کے نیچے ہے کیونکہ یہ ایک ملکوتی اور طیب سے طیب ہے اور ایک فرشتہ ہے جس کو اس غذا پر مقرر کیا گیا ہے جو اسے اس کمال سے آگاہ کرتا ہے جو اس کی حالت کے مطابق ہو اور چالیس راتیں مکمل ہونے سے پہلے یہ آواز نہیں سنتا اور بعد میں جا کر الٰہی کلام کو سنتا ہے اور امام شکم مادر میں بھی کلام حسی کو سنتا ہے۔ دونوں آنکھوں کے درمیان کتاب کا ہونا گویا کہ یہ کنایہ ہے علم ولایت کے ظہور سے بلکہ تمام جہات سے لہٰذا ان کو نور ان کے آگے اور پیچھے ہوتا ہے۔ پس اس خبر اور آنے والی دو خبروں کے درمیان کسی قسم کا کوئی تناقض نہیں ہے۔ ارواح کمال پر لفظ کا اطلاق نازل شدہ کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کے رواج میں عام ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے۔ ''منار النور'' یہ اس کی بصیرت اور فراست ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اس واقعہ میں صاحبان فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔ (الحجر: ۷۵)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ موسیٰ بن سعدان تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور عبداللہ بن القاسم کامل الزیارات کا راوی ہے اور حسن بن راشد بھی تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور ان کی یہ توثیق ہمارے نزدیک راجح ہے (واللہ اعلم)

2/1292 الکافی،۱/۳۸۷/۳/۱ عنه عن أحمد عن علي بن حديد عن بزرج عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ اَلْإِمَامَ مِنَ اَلْإِمَامِ بَعَثَ مَلَكاً فَأَخَذَ شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ تَحْتَ اَلْعَرْشِ ثُمَّ أَوْقَعَهَا أَوْ دَفَعَهَا إِلَى اَلْإِمَامِ فَشَرِبَهَا فَيَمْكُثُ فِي اَلرَّحِمِ أَرْبَعِينَ يَوْماً لاَ يَسْمَعُ اَلْكَلاَمَ ثُمَّ يَسْمَعُ اَلْكَلاَمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِذَا وَضَعَتْهُ أُمُّهُ بَعَثَ اَللَّهُ إِلَيْهِ ذَلِكَ اَلْمَلَكَ اَلَّذِي أَخَذَ اَلشَّرْبَةَ فَكَتَبَ عَلَى عَضُدِهِ اَلْأَيْمَنِ (وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلاً لاٰ مُبَدِّلَ لِكَلِمٰاتِهِ) فَإِذَا قَامَ بِهَذَا اَلْأَمْرِ رَفَعَ اَللَّهُ لَهُ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ مَنَاراً يَنْظُرُ بِهِ إِلَى أَعْمَالِ اَلْعِبَادِ.

یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ امام سے امام کو خلق کرے تو ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے پس وہ عرش کے نیچے پانی سے شربت لیتا ہے اور اسے نیچے لاتا ہے یا امام کی طرف لے آتا ہے پس اسے پلا دیتا ہے اور امام رحم میں رہتے ہوئے چالیس روز تک کوئی کلام نہیں سنتا پھر اس کے بعد کلام سنتا ہے اور جب امام کی ماں اسے وضع کرتی ہے تو اللہ اس کی طرف اسی فرشتے کو بھیجتا ہے جس نے شربت پلایا تھا پس وہ اس کے داہنے بازو پر یہ لکھتا ہے:'' اور آپ کے

[1] مرآۃ العقول: ۴/ ۲۶۴

پروردگار کا کلمہ صدق وسچائی اور عدل وانصاف کے لحاظ سے مکمل ہے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔(الانعام:۱۱۵)۔"پس جب وہ اس امر کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے ہر شہر میں ایک منارہ بلند کر دیتا ہے جس کے ذریعے سے وہ لوگوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔[1]

بیان:

أو قفها أو دفعها كأن الترديد من الراوي شك في أنه ع بأي اللفظتين عبر عن هذا المعنى

❁ "او قفها او دفعها" گویا کہ تردید راوی کی طرف سے ہے اور اس سے شک وارد ہوا کہ امامؑ نے ان دو لفظوں میں سے کسی ایک کو اس معنی سے تعبیر کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ علی بن حدید تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور وہ تفسیر القمی وکامل الزیارات دونوں کا راوی ہے لہٰذا توثیق راجح ہے اور شیخ کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے اور منصور بن یونس بھی ثقہ ہے[3] البتہ واقفی کہا گیا ہے اور یونس بن ظبیان بھی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اس لیے کہ وہ بھی تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

3/1293 الكافى ۱/۴/۳۸۷/۱ العدة عن أحمد عن السراد عَنِ اَلرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْمُسْلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْإِمَامَ لَيَسْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فَإِذَا وُلِدَ خُطَّ بَيْنَ كَتِفَيْهِ (وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلاً لاٰ مُبَدِّلَ لِكَلِمٰاتِهِ وَ هُوَ اَلسَّمِيعُ اَلْعَلِيمُ) فَإِذَا صَارَ اَلْأَمْرُ إِلَيْهِ جَعَلَ اَللَّهُ لَهُ عَمُوداً مِنْ نُورٍ يُبْصِرُ بِهِ مَا يَعْمَلُ أَهْلُ كُلِّ بَلْدَةٍ.

محمد بن مروان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: امام اپنی والدہ کے بطن میں سنتا ہے پس جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے دونوں شانوں کے درمیان یہ لکھا ہوتا ہے: "اور آپ

---

[1] تاویل الآیات: ۱۷۱؛ بحار الانوار: ۲۴/۷۸؛ تفسیر البرہان: ۲/۴۷۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۷۶۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۴۳۱؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۳۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۲۹؛ عین الحیاۃ: ۲۱۴؛ بحر الانوار: ۳/۱۲۵

[2] مرآۃ العقول: ۴/۲۶۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۲۲

کے پروردگار کا کلمہ صدق وسچائی اور عدل وانصاف کے لحاظ سے مکمل ہے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔(الانعام:۱۱۵)۔" پس جب امر اس کی طرف منتقل ہوتا ہے تو خدا اس کے لیے نور کا ایک ستون بنا دیتا ہے جس سے وہ تمام شہروں کے لوگوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے الربیع بن محمد ثقہ ہے اور محمد بن مروان بھی ثقہ ثابت ہے اور اس کی دو جوہات ہیں اول یہ کہ وہ کامل الزیارات کا راوی ہے اور دوم یہ کہ اس سے ابن ابی عمر روایت کرتا ہے[3] (واللہ اعلم)

4/1294 الکافی،۱/۱/۳۸۸/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّهُ قَالَ: لاَ تَتَكَلَّمُوا فِي اَلْإِمَامِ فَإِنَّ اَلْإِمَامَ يَسْمَعُ اَلْكَلاَمَ وَ هُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فَإِذَا وَضَعَتْهُ كَتَبَ اَلْمَلَكُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلاً لاَ مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَ هُوَ اَلسَّمِيعُ اَلْعَلِيمُ﴾ فَإِذَا قَامَ بِالْأَمْرِ رُفِعَ لَهُ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ مَنَارٌ يَنْظُرُ مِنْهُ إِلَى أَعْمَالِ اَلْعِبَادِ.

جمیل بن دراج سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ ہمارے ایک سے زیادہ ساتھیوں نے روایت کیا ہے کہ (امامؑ نے) فرمایا: امام کے متعلق کلام نہ کرو کیونکہ امام کلام کو سنتا ہے جبکہ وہ اپنی والدہ کے بطن میں ہوتا ہے پس جب وہ اسے وضع (پیدا) کرتی ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھ دیتا ہے: "اور آپ کے پروردگار کا کلمہ صدق وسچائی اور عدل وانصاف کے لحاظ سے مکمل ہے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔(الانعام:۱۱۵)۔" پس جب امر کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اس کے لیے ہر شہر میں ایک مینار بلند کیا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔[4]

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/۴۷۲؛ تفسیر الصافی: ۲/۱۵۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۴۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۷۶۰؛ بصائر الدرجات: ۴۳۷؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۳۴؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۳۴؛ مسند الامام الصادق

[2] مرآۃ العقول: ۴/۲۶۵

[3] کامل الزیارات ۴۵۷ باب ۸۴ ح ۴

[4] بصائر الدرجات: ۴۳۵؛ بحار الانوار: ۲۵/۴۵ و ۲۶/۱۳۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۴۷۲ و ۸۴۰؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۳۴؛ مسند الامام الصادق ۳/۲۰۰؛ اللوامع النورانیہ: ۲۷۴

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن حدید ثقہ ہے اور جمیل بن دراج کے بعد ارسال مضر نہیں ہے اور الشیخ السند نے بصائر الدرجات کی رسانید کو معتبر قرار دیا ہے [2] (واللہ اعلم)

5/1295 الكافي ١/٣٨٨/١/٧ علي عن العبيدي قَالَ كُنْتُ أَنَا وَ اِبْنُ فَضَّالٍ جُلُوساً إِذْ أَقْبَلَ يُونُسُ فَقَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ أَكْثَرَ اَلنَّاسُ فِي اَلْعَمُودِ قَالَ فَقَالَ لِي يَا يُونُسُ مَا تَرَاهُ أَ تَرَاهُ عَمُوداً مِنْ حَدِيدٍ يُرْفَعُ لِصَاحِبِكَ قَالَ قُلْتُ مَا أَدْرِي قَالَ لَكِنَّهُ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِكُلِّ بَلْدَةٍ يَرْفَعُ اَللَّهُ بِهِ أَعْمَالَ تِلْكَ اَلْبَلْدَةِ قَالَ فَقَامَ اِبْنُ فَضَّالٍ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ وَ قَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لاَ تَزَالُ تَجِيءُ بِالْحَدِيثِ اَلْحَقِّ اَلَّذِي يُفَرِّجُ اَللَّهُ بِهِ عَنَّا.

محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت ہے کہ میں اور ابن فضال بیٹھے ہوئے تھے کہ یونس ہمارے پاس آیا اور کہا: میں امام علی رضاعلیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اکثر لوگ ستون کے بارے میں بولتے رہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے یونس! تم نے کیا سمجھا ہے؟ کیا تم اسے لوہے سے بنا ستون سمجھتے ہو جو تیرے صاحب (یعنی امام) کے لیے بلند کیا جائے گا؟

میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔

آپؑ نے فرمایا: درحقیقت یہ ایک فرشتہ ہے جو ہر شہر پر معین ہے جس کے ذریعہ سے اللہ اس شہر کے اعمال کو بلند کرتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر ابن فضال کھڑے ہو گئے اور اس (یونس) کے سر کو بوسہ دیا اور کہا: اے ابو محمد! اللہ آپ پر رحم کرے! آپ ہمیشہ ہمیں صحیح حدیثیں پہنچاتے رہتے ہیں جس سے اللہ ہمیں راحت عطا کرتا ہے۔ [3]

بیان:

[1] مراۃ العقول: ۴/۲۶۷

[2] الامامۃ الالٰہیہ: ۳۸۸

[3] تفسیر البرہان: ۲/۸۴۰؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۴۰

كأن اختصاص الإمام ع بالعمود كان شائعا بينهم و لكنهم لم يفهموا معناه و كانوا يتفاوضون فيما بينهم في تأويله فبين ع لهم ذلك

گویا کہ عمود کے بارے میں امامؑ کی تخصیص ان کے درمیان عام تھی لیکن وہ اس کے معنی کو نہیں سمجھتے تھے اور اس کی تاویل کے بارے میں آپ بحث کر رہے تھے، پس اس لیے آپ نے ان کو یہ بات سمجھائی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

6/1296 الكافی،١/٣٨٧/٥/١ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنِ اِبْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: اَلْأَوْصِيَاءُ إِذَا حَمَلَتْ بِهِمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَصَابَهَا فَتْرَةٌ شِبْهُ اَلْغَشْيَةِ فَأَقَامَتْ فِي ذَلِكَ يَوْمَهَا ذَلِكَ إِنْ كَانَ نَهَاراً أَوْ لَيْلَتَهَا إِنْ كَانَ لَيْلاً ثُمَّ تَرَى فِي مَنَامِهَا رَجُلاً يُبَشِّرُهَا بِغُلاَمٍ عَلِيمٍ حَلِيمٍ فَتَفْرَحُ لِذَلِكَ ثُمَّ تَنْتَبِهُ مِنْ نَوْمِهَا فَتَسْمَعُ مِنْ جَانِبِهَا اَلْأَيْمَنِ فِي جَانِبِ اَلْبَيْتِ صَوْتاً يَقُولُ حَمَلْتِ بِخَيْرٍ وَ تَصِيرِينَ إِلَى خَيْرٍ وَ جِئْتِ بِخَيْرٍ أَبْشِرِي بِغُلاَمٍ حَلِيمٍ عَلِيمٍ وَ تَجِدُ خِفَّةً فِي بَدَنِهَا ثُمَّ لَمْ تَجِدْ بَعْدَ ذَلِكَ اِمْتِنَاعاً مِنْ جَنْبَيْهَا وَ بَطْنِهَا فَإِذَا كَانَ لِتِسْعٍ مِنْ شَهْرِهَا سَمِعَتْ فِي اَلْبَيْتِ حِسّاً شَدِيداً فَإِذَا كَانَتِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي تَلِدُ فِيهَا ظَهَرَ لَهَا فِي اَلْبَيْتِ نُورٌ تَرَاهُ لاَ يَرَاهُ غَيْرُهَا إِلاَّ أَبُوهُ فَإِذَا وَلَدَتْهُ وَلَدَتْهُ قَاعِداً وَ تَفَتَّحَتْ لَهُ حَتَّى يَخْرُجَ مُتَرَبِّعاً يَسْتَدِيرُ بَعْدَ وُقُوعِهِ إِلَى اَلْأَرْضِ فَلاَ يُخْطِئُ اَلْقِبْلَةَ حَيْثُ كَانَتْ بِوَجْهِهِ ثُمَّ يَعْطِسُ ثَلاَثاً يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ بِالتَّحْمِيدِ وَ يَقَعُ مَسْرُوراً مَخْتُوناً وَ رَبَاعِيَتَاهُ مِنْ فَوْقٍ وَ أَسْفَلَ وَ نَابَاهُ وَ ضَاحِكَاهُ وَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِثْلُ سَبِيكَةِ اَلذَّهَبِ نُورٌ وَ يُقِيمُ يَوْمَهُ وَ لَيْلَتَهُ تَسِيلُ يَدَاهُ ذَهَباً وَ كَذَلِكَ اَلْأَنْبِيَاءُ إِذَا وُلِدُوا وَ إِنَّمَا اَلْأَوْصِيَاءُ أَعْلاَقٌ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ.

ترجمہ: اسحاق بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سنا، آپ فرماتے تھے: جب اوصیاء کی مائیں حاملہ ہوتی ہیں تو ان پر غشی کے جیسی حالت طاری ہو جاتی ہے پس اگر وہ دن ہو جائے تو پورے دن رہتی ہے اور اگر رات ہو تو تمام رات رہتی ہے پھر وہ خواب میں ایک مرد کو دیکھتی ہے جو

---

[1] مرآۃ العقول: ۴/۲۶۸

اسے ایک علیم اور حلیم لڑکے کی بشارت دیتا ہے پس اس سے اسے خوشی ملتی ہے اور وہ اپنے خواب سے جاگ جاتی ہے اور وہ گھر میں اپنے دائیں طرف سے ایک آواز سنتی ہے پس کہا جاتا ہے کہ تم خیر سے حاملہ ہوئی، خیر کی طرف جاؤ گی اور خیر سے واپس آ جاؤ گی، تمہیں حلیم اور علیم لڑکے کی بشارت ہو اور اب وہ اپنے بدن میں خِفت (ہلکا پن) محسوس کرتی ہے اور اس کے بعد اسے اپنے اطراف یا پیٹ سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ پس جب نواں ماہ ہوتا ہے تو وہ گھر میں ایک بلند آواز کو سنتی ہیں اور جب وہ رات آتی ہے جس میں وہ پیدا کرتی ہے تو اس کے گھر میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس کو وہ دیکھتی ہے اور اسے اس کے علاوہ کوئی نہیں دیکھتا سوائے امام کے باپ کے۔ اور جب امام پیدا ہوتا ہے تو وہ بیٹھا ہوتا ہے اور وہ اس کے لیے جگہ کو کھلا رکھتی ہے یہاں تک کہ وہ دونوں رانوں اور ٹانگوں کو جوڑ کر (یعنی چارزانو ہو کر) باہر آ جاتا ہے بعد اس کے وہ زمین پر وقوع پذیر ہوتا ہے پس اس کا چہرہ جہاں بھی ہو وہ قبلہ سے منحرف نہیں ہوتا، پھر وہ تین بار چھینکتا ہے اور اپنی انگلی سے تحمید (اللہ کی حمد) کا اشارہ کرتا ہے اور وہ مسرور و مختون پیدا ہوتا ہے اور اس کے چار دانت اوپر کے حصہ میں ہوتے ہیں اور دو دانت اِدھر اُدھر اور ایسے ہی چھ دانت نیچے ہوتے ہیں اور اس کے سامنے نکھرے سونے کی طرح نور ہوتا ہے اور اگلے دن و رات اس کے ہاتھوں سے سنہری روشنی نکلتی رہتی اور انبیاء جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کے لیے بھی یہی صورت ہوتی ہے اور یقیناً اوصیاء انبیاء سے منسلک ہوتے ہیں۔ [1]

بیان:

لم تجد بعد ذلك امتناعا في بعض النسخ ثم تجد بعد ذلك اتساعا و الحس بالكسر الحركة و الصوت و أن يمر بك الشيء قريبا فتسمعه و لا تراه و التفسح الاتساع و المسرور المقطوع سرته و سيلان الذهب عن يديه لعله كناية عن إضاءتهما و لمعانهما و بريقهما

اس کے بعد آپ کو بعض نسخوں میں منع نہیں ملتا جبکہ اس کے وسیع ہونے دکت اور آواز کا احساس ملے گا اور یہ کوئی چیز آپ کے قریب سے گزرتی ہے تو آپ اسے محسوس کرتے ہیں۔ ''التفسح'' چوڑائی۔ ''المسرور'' اس کی ناف کٹ گئی۔ ''سیلان الذھب'' اس کے ہاتھوں کے بارے میں شاید ان کی روشنی اور چمک کا ایک کنایہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے اور بعض علماء نے اسے معتبر قرار دیا ہے [3]

[1] بحارالانوار: ۲۵/ ۴۵ و ۱۵/ ۲۹۵؛ مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۳۰؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۱۲۷؛ عین الحیاۃ: ۲۱۵

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۶۷

[3] امہات المعصومینؑ موسوی صافی: ۲۶؛ منتہی الآمال قمی: ۲/ ۱۳۱

(والله اعلم)

7/1297 الكافى،١/٣٨٥/١/١ على بن محمد عن عبد الله بن إسحاق العلوى عن محمد بن زيد الرزامى عن الديلمى عن على عن أبي بصير الكافى،١/٣٨٦/١/١ محمد و أحمد عن محمد بن الحسين عن أحمد بن الحسن عن المختار بن زياد عن محمد بن سليمان عن أبيه عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي اَلسَّنَةِ اَلَّتِي وُلِدَ فِيهَا اِبْنُهُ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَمَّا نَزَلْنَا اَلْأَبْوَاءَ وَضَعَ لَنَا اَلْغَدَاءَ وَ كَانَ إِذَا وَضَعَ اَلطَّعَامَ لِأَصْحَابِهِ أَكْثَرَ وَ أَطَابَ قَالَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَأْكُلُ إِذْ أَتَاهُ رَسُولُ حَمِيدَةَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ حَمِيدَةَ تَقُولُ قَدْ أَنْكَرْتُ نَفْسِي وَ قَدْ وَجَدْتُ مَا كُنْتُ أَجِدُ إِذَا حَضَرَتْ وِلاَدَتِي وَ قَدْ أَمَرْتَنِي أَنْ لاَ أَسْتَبِقَكَ بِابْنِكَ هَذَا فَقَامَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَانْطَلَقَ مَعَ اَلرَّسُولِ فَلَمَّا اِنْصَرَفَ قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ سَرَّكَ اَللَّهُ وَ جَعَلَنَا فِدَاكَ فَمَا أَنْتَ صَنَعْتَ مِنْ حَمِيدَةَ قَالَ سَلَّمَهَا اَللَّهُ وَ قَدْ وَهَبَ لِي غُلاَماً وَ هُوَ خَيْرُ مَنْ بَرَأَ اَللَّهُ فِي خَلْقِهِ وَ لَقَدْ أَخْبَرَتْنِي حَمِيدَةُ عَنْهُ بِأَمْرٍ ظَنَّتْ أَنِّي لاَ أَعْرِفُهُ وَ لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمَ بِهِ مِنْهَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا اَلَّذِي أَخْبَرَتْكَ بِهِ حَمِيدَةُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَتْ أَنَّهُ سَقَطَ مِنْ بَطْنِهَا حِينَ سَقَطَ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى اَلْأَرْضِ رَافِعاً رَأْسَهُ إِلَى اَلسَّمَاءِ فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ذَلِكَ أَمَارَةُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمَارَةُ اَلْوَصِيِّ مِنْ بَعْدِهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا هَذَا مِنْ أَمَارَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمَارَةِ اَلْوَصِيِّ مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَ لِي إِنَّهُ لَمَّا كَانَتِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي عُلِقَ فِيهَا بِجَدِّي أَتَى آتٍ جَدَّ أَبِي بِكَأْسٍ فِيهِ شَرْبَةٌ أَرَقُّ مِنَ اَلْمَاءِ وَ أَلْيَنُ مِنَ اَلزُّبْدِ وَ أَحْلَى مِنَ اَلشَّهْدِ وَ أَبْرَدُ مِنَ اَلثَّلْجِ وَ أَبْيَضُ مِنَ اَللَّبَنِ فَسَقَاهُ إِيَّاهُ وَ أَمَرَهُ بِالْجِمَاعِ فَقَامَ فَجَامَعَ فَعُلِقَ بِجَدِّي وَ لَمَّا أَنْ كَانَتِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي عُلِقَ فِيهَا بِأَبِي أَتَى آتٍ جَدِّي فَسَقَاهُ كَمَا سَقَى جَدَّ أَبِي وَ أَمَرَهُ بِمِثْلِ اَلَّذِي أَمَرَهُ فَقَامَ فَجَامَعَ فَعُلِقَ بِأَبِي وَ لَمَّا أَنْ كَانَتِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي عُلِقَ فِيهَا بِي أَتَى آتٍ أَبِي فَسَقَاهُ بِمَا سَقَاهُمْ وَ أَمَرَهُ بِالَّذِي أَمَرَهُمْ بِهِ فَقَامَ فَجَامَعَ فَعُلِقَ بِي وَ لَمَّا أَنْ كَانَتِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي عُلِقَ فِيهَا بِابْنِي أَتَانِي آتٍ كَمَا أَتَاهُمْ فَفَعَلَ بِي كَمَا فَعَلَ بِهِمْ فَقُمْتُ بِعِلْمِ اَللَّهِ وَ إِنِّي مَسْرُورٌ بِمَا يَهَبُ اَللَّهُ لِي فَجَامَعْتُ فَعُلِقَ بِابْنِي هَذَا اَلْمَوْلُودِ فَدُونَكُمْ فَهُوَ وَ اَللَّهِ صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي إِنَّ نُطْفَةَ اَلْإِمَامِ مِمَّا

أَخْبَرْتُكَ وَ إِذَا سَكَنَتِ ٱلنُّطْفَةُ فِي ٱلرَّحِمِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَ أُنْشِئَ فِيهَا ٱلرُّوحُ بَعَثَ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَلَكاً يُقَالُ لَهُ حَيَوَانُ فَكَتَبَ عَلَى عَضُدِهِ ٱلْأَيْمَنِ (وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلاً لاَ مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ) وَ إِذَا وَقَعَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ وَقَعَ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى ٱلْأَرْضِ رَافِعاً رَأْسَهُ إِلَى ٱلسَّمَاءِ فَأَمَّا وَضْعُهُ يَدَيْهِ عَلَى ٱلْأَرْضِ فَإِنَّهُ يَقْبِضُ كُلَّ عِلْمٍ لِلَّهِ أَنْزَلَهُ مِنَ ٱلسَّمَاءِ إِلَى ٱلْأَرْضِ وَ أَمَّا رَفْعُهُ رَأْسَهُ إِلَى ٱلسَّمَاءِ فَإِنَّ مُنَادِياً يُنَادِي بِهِ مِنْ بُطْنَانِ ٱلْعَرْشِ مِنْ قِبَلِ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ مِنَ ٱلْأُفُقِ ٱلْأَعْلَى بِاسْمِهِ وَ اسْمِ أَبِيهِ يَقُولُ يَا فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ اُثْبُتْ تُثْبَتْ فَلِعَظِيمٍ مَا خَلَقْتُكَ أَنْتَ صَفْوَتِي مِنْ خَلْقِي وَ مَوْضِعُ سِرِّي وَ عَيْبَةُ عِلْمِي وَ أَمِينِي عَلَى وَحْيِي وَ خَلِيفَتِي فِي أَرْضِي لَكَ وَ لِمَنْ تَوَلاَّكَ أَوْجَبْتُ رَحْمَتِي وَ مَنَحْتُ جِنَانِي وَ أَحْلَلْتُ جِوَارِي ثُمَّ وَ عِزَّتِي وَ جَلاَلِي لَأُصْلِيَنَّ مَنْ عَادَاكَ أَشَدَّ عَذَابِي وَ إِنْ وَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي دُنْيَايَ مِنْ سَعَةِ رِزْقِي فَإِذَا انْقَضَى ٱلصَّوْتُ صَوْتُ ٱلْمُنَادِي أَجَابَهُ هُوَ وَاضِعاً يَدَيْهِ رَافِعاً رَأْسَهُ إِلَى ٱلسَّمَاءِ يَقُولُ (شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ وَ ٱلْمَلاَئِكَةُ وَ أُولُوا ٱلْعِلْمِ قَائِماً بِالْقِسْطِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ) قَالَ فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ أَعْطَاهُ ٱللَّهُ ٱلْعِلْمَ ٱلْأَوَّلَ وَ ٱلْعِلْمَ ٱلْآخِرَ وَ اسْتَحَقَّ زِيَارَةَ ٱلرُّوحِ فِي لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ ٱلرُّوحُ لَيْسَ هُوَ جَبْرَئِيلَ قَالَ ٱلرُّوحُ هُوَ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ إِنَّ جَبْرَئِيلَ مِنَ ٱلْمَلاَئِكَةِ وَ إِنَّ ٱلرُّوحَ هُوَ خَلْقٌ أَعْظَمُ مِنَ ٱلْمَلاَئِكَةِ أَ لَيْسَ يَقُولُ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (تَنَزَّلُ ٱلْمَلاَئِكَةُ وَ ٱلرُّوحُ).

ابو بصیر سے روایت ہے کہ ہم اس سال کہ جس میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی ولادت ہوئی تھی، حضرت امام جعفر صادقؑ کے ساتھ حج کرنے جا رہے تھے۔ جب ہم الابواء کے مقام پر پہنچے تو وہاں قیام کیا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ہمارے کھانے کا بندوبست کیا۔ جب ہمارے ساتھیوں کے لیے کھانے کا دسترخوان لگایا گیا تو بہت عمدہ کھانا پیش کیا گیا۔ ابھی ہم کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک جناب حمیدہ خاتون کی طرف سے ایک بندہ پیغام لے کر آیا اور اس نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: جناب حمیدہ خاتون فرماتی ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کب مجھے وہ درد شروع ہو جائے جو بچے کی ولادت کے وقت ہوتی ہے اور آپؑ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپؑ سے قبل اس آنے والے بچے کو نہ دیکھوں۔ لہٰذا آپ تشریف لائیں۔

یہ سن کر حضرت امام جعفر صادقؑ کھڑے ہو گئے اور اس پیغام لانے والے کے ساتھ چلے گئے۔ جب آپؑ واپس آئے تو اصحاب نے عرض کیا: اللہ آپؑ کو صدا خوش رکھے اور ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں! جناب حمیدہ سے کیا پیدا ہوا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حمیدہ کو زندہ و سلامت رکھے! اس کے ہاں میرا بیٹا پیدا ہوا ہے۔ وہ ایسا بیٹا ہے جو اللہ کی مخلوق میں سے بہترین ہے اور جناب حمیدہ نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے کہ جس کے بارے میں حمیدہ کا خیال تھا کہ شاید میں اس کو نہیں جانتا تھا حالانکہ میں اس کے بارے میں حمیدہ سے زیادہ جانتا تھا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! حمیدہ خاتون نے آپؑ کو کیا بتایا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حمیدہ بیان کر رہی تھی کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا تو پیدا ہوتے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور آسمان کی طرف اپنا سر بلند کیا۔ تو میں نے اس کو بتایا کہ یہ رسولِ خداؐ اور ان کے بعد ان کے ہونے والے وصی کی روش ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اس روش کا رسول خداؐ اور ان کے بعد ہونے والے وصی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رات کہ جس میں میرے دادا کا نطفہ رحمِ مادر میں مستقر ہوا تھا تو اس رات میرے داداؑ کے والدؑ کے لیے اللہ کی طرف سے ایک پیالہ آیا جس میں شربت تھا کہ جو پانی سے زیادہ رقیق، مکھن سے زیادہ نرم، شہد سے زیادہ شیریں، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہوتا ہے۔ پس آپؑ نے اس کو نوش کیا اور پھر آپؑ کو حکم ہوا کہ وہ اپنی زوجہ سے جماع کرے۔ پس وہ اُٹھے اور آپؑ نے جا کر اپنی زوجہ سے جماع کیا اور میرے داداؑ کا نطفہ رحمِ مادر میں منتقل ہوا اور جب وہ رات آئی جس رات میرے والدؑ کا نطفہ رحمِ مادر میں منتقل ہونا تھا تو وہی پیالہ اسی شربت سے پُر میرے داداؑ کے پاس آیا پس آپؑ نے بھی اس شربت کو نوش کیا جیسے میرے داداؑ کے والدؑ نے کیا تھا اور ان کو بھی وہی حکم ہوا جو میرے داداؑ کے باپ کو ہوا تھا۔ پس وہ بھی اُٹھے اور انھوں نے بھی جماع کیا اور میرے والد کا نطفہ رحمِ مادر میں منتقل ہوا اور پھر جب وہ رات آئی کہ جس میں میرا نطفہ رحمِ مادر میں مستقر ہونا تھا تو پھر وہی پیالہ میرے والدؑ کے لیے بھی آیا اور آپؑ نے بھی اس سے نوش کیا اور پھر وہی حکم ان کو بھی ہوا جو میرے داداؑ کو ہوا تھا۔ پھر وہ اُٹھے اور انھوں نے اپنی زوجہ سے جماع کیا اور میرا نطفہ رحمِ مادر میں مستقر ہوا اور پھر جب وہ رات آئی کہ جس میں میرے اس بیٹے کا نطفہ رحمِ مادر میں منتقل ہونا تھا تو وہی پیالہ میرے لیے بھی آیا اور میں نے بھی اس سے نوش کیا اور پھر مجھے

بھی وہی حکم ہوا جو میرے والدؑ کو ہوا تھا۔ پس میں علمِ خدا سے خوش ہوا کہ اللہ مجھے ہدیہ دے رہا تھا پس میں نے بھی حمیدہ سے جماع کیا تو میرے اس بیٹے کا نطفہ رحمِ مادر میں منتقل ہوا، جو اَب تمھارے سامنے ہے۔ خدا کی قسم! یہ ہی میرے بعد تمھارا امام ہے۔ امامؑ کے نطفہ کے بارے میں نے تجھے بتایا ہے اور جب یہ نطفہ رحمِ مادر میں مستقر ہوتا ہے اور چار ماہ تک اس میں رہتا ہے تو پھر اس میں اللہ روح ڈالتا ہے، پھر اس پر ایک فرشتہ موکل کرتا ہے جس کا نام حیوان ہوتا ہے اور وہ امام کے دائیں کندھے پر یہ آیت لکھتا ہے: "اللہ کا کلمہ (بات) صدق و عدل کے اعتبار سے پورا ہوا اور اس کے کلمات کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں، وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (الانعام: ۱۱۵)" اور جب امام اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو پیدا ہوتے ہی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتا ہے اور آسمان کی طرف سر بلند کرتا ہے، اپنے دونوں ہاتھ زمین پر اس لیے رکھتا ہے کیونکہ وہ آسمان سے زمین پر آیا ہے اور اللہ کا تمام علم وہ زمین سے حاصل کرتا ہے اور وہ اپنا سر آسمان کی طرف اس لیے بلند کرتا ہے کہ عرش کے وسط سے اللہ کی طرف سے اس کے نام اور اس کے باپ کے نام سے اس کو صدا دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: اے فلاں ابن فلاں! ثابت اور مضبوط و پائیدار رہنا۔ تجھے ایک بہت بڑے ہدف کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تو میری مخلوق میں سے چُنا ہوا ہے، میرے رازوں کا محل ہے، میرے علم کا خزانہ ہے، میری وحی پر میرا امین ہے اور میری زمین پر میرا خلیفہ ہے اور میں نے تیرے لیے اور جو تیرے ساتھ محبت رکھے گا اس کے لیے رحمت کو لازم قرار دیا ہے اور اپنی جنّت قرار دی ہے اور تمھارے لیے اپنا جوار قرار دیا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزّت وجلالت کی جو تیرا دشمن ہوگا اس کے لیے میرا سخت ترین عذاب ہوگا خواہ میں دنیا میں اس کے لیے رزق کو کتنا ہی وسیع کردوں مگر آخرت میں اس کے لیے عذاب ہوگا۔ جب اس منادی کی آواز ختم ہو جاتی ہے تو امام اس آواز و صدا کا جواب دیتا ہے درحالانکہ اس کے دونوں ہاتھ زمین پر ہوتے ہیں اور سر آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور وہ یوں کہتا ہے: "اللہ نے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی انصاف کا حاکم ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے۔ (آل عمران: ۱۸)" اور جب امام اس کو پورا کرتا ہے تو اسی وقت اللہ اوّل و آخرین کا علم اسے عطا کر دیتا ہے اور لیلۃ القدر میں روح کی زیارت کا حقدار قرار دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! کیا روح سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، روح جبرئیلؑ سے بھی اعظم ہے۔ جبرئیل ملائکہ میں سے ہیں اور روح ملائکہ سے اعظم

مخلوق ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: ''ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں۔(القدر: ۴)۔''[1]

بیان:

الأبواء موضع معروف في طريق مكة قد أنكرت نفسي أي وجدت تغير حال في نفسي علق فيها من العلوق بجدي أراد بالجد السجاد ع أثبت تثبت كأن الأول من الثبوت و الثاني من الإثبات أو التثبيت أي أثبت أنت على الصراط المستقيم لتثبت غيرك عليه أو تثبت و يحتمل أن يكون كلاهما من الإثبات أي أثبت نفسك تثبت غيرك و استحق زيارة الروح في بعض النسخ زيادة الروح و لا يلائمه تفسير الروح بما فسر

۞ ''ابواء'' ایک جگہ ہے جو مکہ کے راستے میں معروف ہے۔ ''قد انکرت نفسی'' میرے نفس نے انکار کیا یعنی میں نے اپنے آپ میں حالت کو بدلتے ہوئے پایا ''بجدی'' آپ کا ارادہ اس سے جد کہہ کر جناب سجادؑ ہیں۔ ''اثبت تثبت'' گویا کہ پہلا ثبوت سے ہے اور دوسرا اثبات سے یا تثبیت سے یعنی تم صراط مستقیم پر ثابت قدم ہو۔

''استحق زیارۃ الروح'' بعض نسخوں میں ''زیادہ الروح'' ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں ضعیف ہے[2]۔

8/1298 الكافي، ١/٨/٣٨٨/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لِلْإِمَامِ عَشْرُ عَلاَمَاتٍ يُولَدُ مُطَهَّراً مَخْتُوناً وَ إِذَا وَقَعَ عَلَى اَلْأَرْضِ وَقَعَ عَلَى رَاحَتِهِ رَافِعاً صَوْتَهُ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ لاَ يُجْنِبُ وَ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَ لاَ يَنَامُ قَلْبُهُ وَ لاَ يَتَثَاءَبُ وَ لاَ يَتَمَطَّى وَ يَرَى مِنْ خَلْفِهِ كَمَا يَرَى مِنْ أَمَامِهِ وَ نَجْوُهُ كَرَائِحَةِ اَلْمِسْكِ وَ اَلْأَرْضُ مُوَكَّلَةٌ بِسَتْرِهِ وَ اِبْتِلاَعِهِ وَ إِذَا لَبِسَ دِرْعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَتْ عَلَيْهِ وَفْقاً وَ إِذَا لَبِسَهَا غَيْرُهُ مِنَ اَلنَّاسِ طَوِيلِهِمْ وَ قَصِيرِهِمْ زَادَتْ عَلَيْهِ شِبْراً وَ هُوَ مُحَدَّثٌ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ أَيَّامُهُ.

---

[1] المحاسن: ۲/ ۳۱۴؛ بحار الانوار: ۱۵/ ۲۹۷ و ۳۸۴/ ۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۲۰۷؛ مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۲۹ و ۶/ ۱۸۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۲۰؛ بصائر الدرجات: ۴۴۰؛ دلائل الامامۃ: ۳۰۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۲۸؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۱۲۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۶۲

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام کی دس علامتیں ہیں:

۱۔ امام پاک و طاہر اور ختنہ شدہ پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ جب امام دنیا میں آتا ہے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھتا ہے اور بلند آواز سے کلمہ شہادتین پڑھتا ہے۔

۳۔ امام مجنب نہیں ہوتا۔

۴۔ اس کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل نہیں سوتا۔

۵۔ امام نہ جمائی لیتا ہے اور نہ چھینکتا ہے۔

۶۔ امام اپنے پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے وہ اپنے سامنے دیکھتا ہے۔

۷۔ اس کے منہ سے خوشبو مشک سے زیادہ ہوتی ہے۔

۸۔ زمین اس کے پردہ پر موکل ہے جو کچھ امام کے جسم سے خارج ہوتا ہے وہ زمین نگل جاتی ہے۔

۹۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ کو زیب تن کرتا ہے تو وہ اس کو پوری آتی ہے اور اگر اس کا غیر پہنے تو وہ اس کو پوری نہیں آئے گی بلکہ ایک بالشت چھوٹی یا لمبی ہو جائے گی۔

۱۰۔ جب تک امام زندہ رہتا ہے فرشتہ اس سے کلام کرتا ہے۔[۱]

بیان:

یأتی فی باب بدء خلق الإنسان من أبواب الولادات من کتاب النکاح حدیث یناسب هذا الباب إن شاء الله

یہ بیان "باب بدؤ خلق الانسان میں آئے گا جو کتاب النکاح کے ابواب الولادات میں سے جو اس بارے سے مناسبت رکھتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[۲] یا پھر حدیث قوی کالصحیح ہے[۳] اور شیخ صدوق کی سند موثق ہے[۴] (واللہ اعلم)

---

[۱] بحارالانوار: ۲۵/۱۶۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/۳۴۳؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۴۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۳۰؛ بحر المعارف: ۳/۱۲۴؛ الاحتجاج: ۲/۴۳۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/۲۷۳؛ القطرہ من بحار: ۲/۲۴؛ من لا یحضرہ الفقیہ: ۴/۴۱۸ ح ۵۹۱۴؛ الخصال ۲/۵۲۷؛ معانی الاخبار: ۱/۱۰۲؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۲۱۲؛ کشف الغمہ: ۲/۸۱۱

[۲] مرآۃ العقول: ۴/۲۷۱

[۳] روضۃ المتقین: ۱۳/۲۷۳

[۴] روضۃ المتقین: ۱۳/۲۷۲

۱۱۰ ۔ باب ماجاء فی عبد المطلب و أبی طالب علیہما السلام

باب: جو کچھ جناب عبد المطلب اور جناب ابو طالب علیہما السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1299 الکافی،۱/۴۴۶/۲۲/۱ محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يُحْشَرُ عَبْدُ اَلْمُطَّلِبِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أُمَّةً وَاحِدَةً عَلَيْهِ سِيمَاءُ اَلْأَنْبِيَاءِ وَهَيْبَةُ اَلْمُلُوكِ.

زرارہ بن اعین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت عبدالمطلبؑ کو ایک الگ امت کے طور پر محشور کیا جائے گا اوران کی پیشانی انبیاء کی طرح ہوگی اور ہیبت بادشاہوں والی ہو گی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

2/1300 الکافی،۱/۴۴۷/۲۲/۱ علی عن أبیه عن الأصم عَنِ اَلْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مُقَرِّنٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ عَبْدَ اَلْمُطَّلِبِ أَوَّلُ مَنْ قَالَ بِالْبَدَاءِ يُبْعَثُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحْدَهُ عَلَيْهِ بَهَاءُ اَلْمُلُوكِ وَسِيمَاءُ اَلْأَنْبِيَاءِ.

مقرن سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پہلے شخص حضرت عبدالمطلب ہیں جو بداء کے قائل ہوئے تھے۔وہ قیامت کے دن ایک الگ امت کے طور پر محشور کیا جائے گا کہ وہ بادشاہوں کی طرح حاضر ہوں گے اوران کی پیشانی انبیاء کی سی ہوگی۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4]۔

3/1301 الکافی،۱/۴۴۷/۲۲/۱ بعض أصحابنا عن ابن جمهور عن أبيه عن السراد عن ابن رئاب عن

---

[1] بحارالانوار:۱۵/۱۵۷؛مسند الامام الصادقؑ:۲۰/۳۶۳
[2] مرآۃ العقول:۵/۲۳۷؛العقائد الاسلامیہ:۳/۴۳۵
[3] بحارالانوار:۱۵/۱۵۷؛مسند الامام الصادقؑ:۲۰/۳۶۳
[4] مرآۃ العقول:۵/۲۳۷

البجلي و مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ جَمِيعاً عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يُبْعَثُ عَبْدُ اَلْمُطَّلِبِ أُمَّةً وَحْدَهُ عَلَيْهِ بَهَاءُ اَلْمُلُوكِ وَ سِيمَاءُ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ ذَلِكَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ قَالَ بِالْبَدَاءِ قَالَ وَ كَانَ عَبْدُ اَلْمُطَّلِبِ أَرْسَلَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى رُعَاتِهِ فِي إِبِلٍ قَدْ نَدَّتْ لَهُ لِيَجْمَعَهَا فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ فَأَخَذَ بِحَلْقَةِ بَابِ اَلْكَعْبَةِ وَ جَعَلَ يَقُولُ يَا رَبِّ أَ تُهْلِكُ آلَكَ إِنْ تَفْعَلْ فَأَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ فَجَاءَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْإِبِلِ وَ قَدْ وَجَّهَ عَبْدُ اَلْمُطَّلِبِ فِي كُلِّ طَرِيقٍ وَ فِي كُلِّ شِعْبٍ فِي طَلَبِهِ وَ جَعَلَ يَصِيحُ يَا رَبِّ أَ تُهْلِكُ آلَكَ إِنْ تَفْعَلْ فَأَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ وَ لَمَّا رَأَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَخَذَهُ فَقَبَّلَهُ وَ قَالَ يَا بُنَيَّ لاَ وَجَّهْتُكَ بَعْدَ هَذَا فِي شَيْءٍ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تُغْتَالَ فَتُقْتَلَ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عبدالمطلبؑ کو ایک الگ امت کے طور پر بادشاہوں کی شان اور انبیاء کی پیشانی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا اور یہ اس لیے کہ وہ پہلے شخص ہیں جو بداء قائل تھے۔

امامؑ نے فرمایا: ایک بار حضرت عبدالمطلبؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹوں کے چرواہوں کے پاس بھیجا۔ چونکہ اونٹ بھاگ کر متفرق ہو گئے تھے پس آپؐ نے ان کو جمع کیا اس لیے واپسی میں تاخیر ہوگئی تو حضرت عبدالمطلبؑ گھبرا گئے اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر فریاد کرنے لگے: اے میرے رب! کیا تو اپنے بندے کو ہلاک کر دے گا؟ اگر تو ایسا کرے گا تو یہ ایک امر عظیم ہوگا جو تیرے اوپر ظاہر ہے۔

پس رسول اللہؐ اونٹوں کے لے کر واپس آئے اور حضرت عبدالمطلبؑ راستوں میں اور گھاٹیوں میں آپؐ کو تلاش کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے پروردگار! کیا تو اپنے محبوب بندے کو ہلاک کر دے گا یہ وہ امر ہے جو تجھ پر ظاہر ہے اور جب رسول اللہؐ کو دیکھا تو آپؐ کو پکڑ لیا اور بوسہ دیا اور فرمایا: اے میرا بیٹا! میں آپ کو اس کے بعد کسی چیز کے لیے نہیں بھیجوں گا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ کو اغوا کر کے قتل کر دیا جائے۔ [1]

بیان: و ذلك أنه تعليل لقوله عليه سياء الأنبياء و ما بعده تفصيل لهذا الإجمال و قد مضى تحقيق معنى البداء في كتاب التوحيد و الرعاء بالهمز جمع الراعي كالرعاة قال الله سبحانه حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعاءُ قد ندت له إما بتشديد الدال من الند بمعنى الشرد و النفور يقال ند البعير إذا شرد و نفر و إما بتخفيف الدال من الندو أو الندى بمعنى تفرق الشيء و خروج الإبل من مرعاها و الأخير أنسب أ تهلك حذف المفعول لظهوره أ لك أن تفعل تعجب من إهلاكه لما ثبت عنده أنه سيصير نبيا يملك المشارق و المغارب ثم تفطن بإمكان البداء و المحو بعد الإثبات فقال فأمر ما بدا لك فليس الأمر إلا لك و يحتمل أن يكون آلك مفعول أ تهلك إذ يقال آل الله لأوليائه فتكسر الهمزة في أن تفعل و على التقديرين فأمر أما صيغة أمر أو اسم و ما إبهاميه أي فأمر ما من الأمور بدا لك و الاغتيال الإهلاك و الأخذ من حيث لم يدر

❁ ''وذلک انہ'' یہ تعلیل ہے ان کے قول کی خصوصاً انبیاء اور جو اس کے بعد ہے وہ اس اجمال کی تفصیل ہے اور

[1] بحارالانوار: ۱۵/ ۱۵۷ و ۳۳۳؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۱/ ۹۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۳۶۳

بیشک بداء کا معنی اور اس کی تحقیق کتاب التوحید میں گزر چکی ہے۔ "الرعاء" یہ جمع ہے "الراعی" کی جیسا کہ "الرعاۃ" اللہ تعالی نے فرمایا: "یہاں تک کہ چرواہے پھیر کر لے جائیں۔ (القصص: ٢٣)۔" "قد ندت له" یا تو یہ "الند" مصدر سے دال کی تشدید کے ساتھ ہو جس کا معنی خلفشار اور نفرت ہوگا جیسا کہ کہا جاتا ہے: ند البعیر إذا شرد ونفر اونٹ کا سہارا اگر وہ بھٹک جائے اور بھاگ جائے۔ یا پھر یہ "الندو" یا "الندی" مصدر سے دال کی تخفیف کے ساتھ ہو جس کا معنی یہ ہوگا کہ معاملہ منتشر ہو جاتا ہے اور اونٹ اپنی چراگاہ چھوڑ جاتے ہیں اور بعدو الا زیادہ مناسب ہے۔ "أتهلك" مفعول کا حذف کیا گیا ہے کیونکہ وہ ظاہر ہے۔ "ألك أن تفعل" وہ اپنی تباہی پر حیران رہ گیا جب اس پر یہ ثابت ہوا کہ وہ ایک نبی بنے گا جو مشرق اور مغرب پر حکومت کرے گا پھر اسے ثبوت کے بعد ابتدا اور مٹ جانے کے امکان کا علم ہوا اس لیے اس نے کہا: جو کچھ تم پر ظاہر ہوتا ہے۔ بات صرف آپ کے لیے ہے۔" اور یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ "آلك" مفعول ہے "أتهلك" کا کہ کہا جاتا ہے: "آل الله لأوليائه" پس "أن تفعل" میں ہمزہ کو کسرہ دیا جائے گا اور دونوں کے مقدر ہونے پر۔" فأمر" یا تو یہ صیغہ امر ہے یا یہ اسم ہے جو بات مبہم ہے یعنی ایک معاملہ آپ کو معلوم ہوا۔ "الاغتيال" فرسودگی اور کہاں سے لیا اسے معلوم نہیں تھا۔

تحقیق اسناد: حدیث ضعیف ہے [1]

4/1302 الكافی،١/٤٤٧/٢٥/١ العدة عن ابن عيسى عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : لَمَّا أَنْ وَجَّهَ صَاحِبُ الْحَبَشَةِ بِالْخَيْلِ وَ مَعَهُمُ الْفِيلُ لِيَهْدِمَ الْبَيْتَ مَرُّوا بِإِبِلٍ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَسَاقُوهَا فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ فَأَتَى صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فَدَخَلَ الْآذِنُ فَقَالَ هَذَا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ وَ مَا يَشَاءُ قَالَ التَّرْجُمَانُ جَاءَ فِي إِبِلٍ لَهُ سَاقُوهَا يَسْأَلُكَ رَدَّهَا فَقَالَ مَلِكُ الْحَبَشَةِ لِأَصْحَابِهِ هَذَا رَئِيسُ قَوْمٍ وَ زَعِيمُهُمْ جِئْتُ إِلَى بَيْتِهِ الَّذِي يَعْبُدُهُ لِأَهْدِمَهُ وَ هُوَ يَسْأَلُنِي إِطْلاَقَ إِبِلِهِ أَمَا لَوْ سَأَلَنِي الْإِمْسَاكَ عَنْ هَدْمِهِ لَفَعَلْتُ رُدُّوا عَلَيْهِ إِبِلَهُ فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِتَرْجُمَانِهِ مَا قَالَ لَكَ الْمَلِكُ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ أَنَا رَبُّ الْإِبِلِ وَ لِهَذَا الْبَيْتِ رَبٌّ يَمْنَعُهُ فَرُدَّتْ إِلَيْهِ إِبِلُهُ وَ انْصَرَفَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ نَحْوَ مَنْزِلِهِ فَمَرَّ بِالْفِيلِ فِي مُنْصَرَفِهِ فَقَالَ لِلْفِيلِ يَا مَحْمُودُ فَحَرَّكَ الْفِيلُ رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ أَ تَدْرِي لِمَ جَاءُوا بِكَ فَقَالَ الْفِيلُ بِرَأْسِهِ لاَ فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ جَاءُوا بِكَ لِتَهْدِمَ بَيْتَ رَبِّكَ أَ فَتُرَاكَ فَاعِلَ ذَلِكَ فَقَالَ بِرَأْسِهِ لاَ

[1] مراۃ العقول: ٥/ ٢٣٨

فَانْصَرَفَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمَّا أَصْبَحُوا غَدَوْا بِهِ لِدُخُولِ الْحَرَمِ فَأَبَى وَ امْتَنَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِبَعْضِ مَوَالِيهِ عِنْدَ ذَلِكَ اعْلُ الْجَبَلَ فَانْظُرْ تَرَى شَيْئاً فَقَالَ أَرَى سَوَاداً مِنْ قِبَلِ الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ يُصِيبُهُ بَصَرُكَ أَجْمَعَ فَقَالَ لَهُ لَا وَ لَأَوْشَكَ أَنْ يُصِيبَ فَلَمَّا أَنْ قَرُبَ قَالَ هُوَ طَيْرٌ كَثِيرٌ وَ لَا أَعْرِفُهُ يَحْمِلُ كُلُّ طَيْرٍ فِي مِنْقَارِهِ حَصَاةً مِثْلَ حَصَاةِ الْخَذْفِ أَوْ دُونَ حَصَاةِ الْخَذْفِ فَقَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَ رَبِّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَا تُرِيدُ إِلَّا الْقَوْمَ حَتَّى لَمَّا صَارُوا فَوْقَ رُءُوسِهِمْ أَجْمَعَ أَلْقَتِ الْحَصَاةَ فَوَقَعَتْ كُلُّ حَصَاةٍ عَلَى هَامَةِ رَجُلٍ فَخَرَجَتْ مِنْ دُبُرِهِ فَقَتَلَتْهُ فَمَا انْفَلَتَ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ يُخْبِرُ النَّاسَ فَلَمَّا أَنْ أَخْبَرَهُمْ أَلْقَتْ عَلَيْهِ حَصَاةً فَقَتَلَتْهُ.

ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حبشہ کے بادشاہ کا لشکر گھوڑوں کے ساتھ مکہ کی طرف آیا تو اس کے ساتھ ہاتھی بھی تھا تا کہ خانہ کعبہ کو ڈھا دے پس وہ حضرت عبدالمطلبؑ کے اونٹوں کی طرف سے گزرے تو ان کو ہانک کر لے گئے۔ جب حضرت عبدالمطلبؑ کو پتا چلا تو پاسبان کے پاس گئے اور اذن دخول چاہا تو اس نے (ابرہہ سے) کہا: یہ عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔

اس نے کہا: یہ کیا چاہتے ہیں؟

ترجمان نے کہا: ہمارے لشکر والے ان کے اونٹ لے آئے ہیں یہ ان کو واپس لینے آئے ہیں۔

بادشاہ حبشہ نے اپنے اصحاب سے کہا: یہ ہیں قوم کے رئیس اور رہنما! میں اس گھر کے انہدام کے لیے آیا ہوں جس کی یہ عبادت کرتے ہیں جبکہ یہ مجھے اپنے اونٹوں کو چھوڑنے سوال کرتے ہیں؟ اگر یہ انہدام کعبہ کے روکنے کا سوال کرتے تو میں پورا کرتا۔ بہر حال ان کے اونٹ دے دو۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے ترجمان سے کہا: بادشاہ نے کیا کہا ہے؟

اُس نے بتایا تو حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا: میں اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے پس وہ خود اس حملے کو رو کے گا۔

چنانچہ اونٹ حضرت عبدالمطلبؑ کو واپس دیئے گئے اور وہ اپنے گھر کو لوٹ پڑے پس وہ گھر جاتے ہوئے ہاتھی کے پاس سے گزرے تو ہاتھی سے کہا: اے محمود۔ پس ہاتھی نے اپنا سر ہلایا تو انہوں نے اس سے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟

اس نے اپنا سر ہلا کر کہا: نہیں۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا: تجھے اس لیے لائے ہیں کہ تیرے رب کا گھر تجھ سے منہدم کرائیں، کیا تو ایسا کرے گا؟

اس نے سر ہلا کر کہا: نہیں۔

پس حضرت عبدالمطلبؑ اپنے گھر آ گئے۔ پس جب اگلی صبح انہوں نے ہاتھی کو حرم مقدس میں داخل کرنے کی کوشش کی تا کہ اسے تباہ کر دیا جائے تو ہاتھی نے انکار کر دیا اور ران کو روک دیا۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے ایک دوست سے فرمایا: تو پہاڑ پر چڑھ کر دیکھ کیا نظر آتا ہے؟

پس وہ گیا اور کہنے لگا: میں دریا کی طرف سے ایک کالا بادل اُٹھتا دیکھ رہا ہوں۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا: کیا تم نے سب کچھ دیکھا ہے؟

اس نے کہا: نہیں، سب نہیں البتہ تقریباً دیکھا ہے۔ چنانچہ جب وہ سیاہی قریب آئی تو اس نے کہا: یہ تو بہت سے پرندے ہیں۔ میں دیکھ سکتا ہوں کہ ہر ایک کی چونچ میں ایک کنکری ہے بقدر ٹھیکری کے ٹکڑے کے یا اس سے کم۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: میں اپنے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ پرندے صرف انہی لوگوں کو نشانہ بنائیں گے۔ پس جب وہ پرندے ان کے سروں پر پہنچے تو انہوں نے وہ کنکریاں ان کے سروں پر گرا دیں اور ہر کنکری ایک بندے کے سر پر گری جو جسم کو پھوڑتی ہوئی پاخانہ کے مقام سے نکل گئی پس وہ قتل ہو گئے اور ان میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ گیا تا کہ اس حال سے لوگوں کو آگاہ کرے اور جب وہ خبر دے چکا تو اس کے سر پر بھی کنکر گرا اور وہ قتل ہو گیا۔[1]

بیان:

زعيم القوم سيدهم و المتكلم عنهم غدوا به أي بالفيل و الخذف بالمعجمتين الرمي بحصاة أو نواة أو نحوهما تؤخذ بين السبابتين يرمي بها و سيأتي هذا الخبر في كتاب الحج أيضا بأدنى تفاوت في إسناده و ألفاظه إن شاء الله

❂ ”زعیم القوم“ قوم کا زعیم اس سے مراد ان کا سردار ہے اور ان کی طرف سے بولنے والا ”غدوا بہ“ وہ اس کے

[1] بحار الانوار: ۱۵/ ۱۵۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۶۷۰؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۷۶۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۴۳۹؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/ ۳۵۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۳۶۳

پاس نکلا ہے یعنی ہاتھی کے ساتھ، ''الخذف'' گٹھلی یا کنکر وغیرہ کا پھینکنا جن کو دو انگلیوں کے درمیان رکھا جائے۔

یہ خبر عنقریب کتاب الحج میں بھی آئے گی الفاظ اور اسناد کے فرق کے ساتھ ان شاء اللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن حمران ثقہ ثابت ہے اور ابن ابی عمیر اس سے روایت کر رہا ہے (واللہ اعلم)

5/1303 الكافى ۱/۲۲۸/۲۶/۱ على عن أبيه عن البزنطى عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اَلْمُطَّلِبِ يُفْرَشُ لَهُ بِفِنَاءِ اَلْكَعْبَةِ لاَ يُفْرَشُ لِأَحَدٍ غَيْرِهِ وَ كَانَ لَهُ وُلْدٌ يَقُومُونَ عَلَى رَأْسِهِ فَيَمْنَعُونَ مَنْ دَنَا مِنْهُ فَجَاءَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ طِفْلٌ يَدْرِجُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى فَخِذَيْهِ فَأَهْوَى بَعْضُهُمْ إِلَيْهِ لِيُنَحِّيَهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اَلْمُطَّلِبِ دَعِ اِبْنِي فَإِنَّ اَلْمَلَكَ قَدْ أَتَاهُ.

رفاعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کعبہ کے ارد گرد حضرت عبدالمطلبؑ کے لیے ایک مسند بچھائی جاتی تھی جو ان کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں بچھائی جاتی تھی اور ان کے بیٹے حفاظت کے لیے ان کے گرد کھڑے ہوتے تھے جو ہر کسی کو آپ کے قریب آنے سے روکتے تھے۔ ایک دفعہ رسول خداؐ تشریف لائے جبکہ آپؐ نے ابھی تازہ تازہ چلنا شروع کیا تھا اور آپؐ ان کے زانو پر جا کر بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک نے آپؐ کو اٹھانا چاہا مگر حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا: میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔ یہ تو ایک فرشتہ ہے جو میرے پاس آیا ہے۔ [2]

بیان:

''قد اتاہ'' وہ اس کے پاس آیا یا تو یہ ''ایتاء'' سے ہے یعنی وہ خود ہمارے پاس نہیں آیا بلکہ بادشاہ اس کو اس کے پاس لے کر آیا، یا پھر ''اتیان'' سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اس کے پاس آیا اس لیے اس کی اہمیت ہے اور شاید یہ اتیان کا اشارہ ہے کہ بادشاہ اس کے پاس آیا۔

---

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۲۳۰

[2] بحار الانوار: ۱۵/ ۱۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۳۶۵؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۱/ ۱۱۳

ایک روایت کی گئی ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ آپؐ نے نبوّت کی سب سے پہلی کیا چیز دیکھی؟

پس آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: میں پہاڑوں کے درمیان تھا کہ اچانک میں نے اپنے سر سے اوپر ایک آواز سنی، میرے سر کے اوپر ایک شخص ہے جو دوسرے سے کہتا ہے: کیا یہ وہ ہے؟

پس ان دونوں نے میری طرف منہ کیا جبکہ میں نے ان کو نہ دیکھا، پس وہ چلتے ہوئے آئے یہاں تک انہوں نے میرے بازو کو پکڑا تو اس نے مجھے بغیر کسی طاقت اور دباؤ کے نیچے لٹا دیا ان میں سے ایک نے کہا اس نے سینہ کھولا، اور جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں خون اور درد کے بغیر کھل گیا۔ تو اس نے اس سے کہا نفرت اور حسد کو نکال دو۔ اس نے جونک کی شکل کی کوئی چیز نکالی تو اس نے اسے باہر پھینک دیا اور کہا ''رحم اور رحم داخل کرو۔'' اور دیکھو، جو ڈالا گیا تھا اس کی مثال چاندی کی طرح تھی، پھر اس نے میرے داہنے پاؤں کے انگوٹھے کو ہلایا۔ اور فرمایا: تیار ہو جاؤ، پس میں اسے لے کر واپس آیا، جوانوں پر شفقت اور بوڑھوں پر رحم کیا اور ایک روایت میں ہے: میں اپنے گھر کے پیچھے بنو سعد بن بکر کے ایک بھائی کے ساتھ تھا۔ جب دو آدمی میرے پاس آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین آدمیوں نے کہا: ''میں برف سے بھرا ہوا ایک سنہری حوض کے ساتھ تھا اور انہوں نے میرا پیٹ پھاڑ دیا۔'' ہم اپنے پیٹ کے گڑھے میں چلے گئے ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے میرا دل نکالا، اس کو پھاڑ دیا اور اس میں سے ایک کالی جونک نکالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کا حصہ ہے پھر انہوں نے میرے دل اور پیٹ کو اس برف سے دھویا یہاں تک کہ وہ پاک ہو گئے پھر ان میں سے ایک نے کچھ لیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں روشنی کی انگوٹھی دیکھی کہ دیکھنے والا پریشان ہو گیا کہ یہ ہے یا نہیں تو اس نے اس پر مہر لگا دی میرے دل پر تو وہ ایمان اور حکمت سے بھر گئی اور اس کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا دوسرے نے اپنا ہاتھ میرے سینے کے سنگم پر لگایا تو وہ ٹھیک ہو گیا اور میں نے اپنی رگوں میں مہر کی ٹھنڈک پائی اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: مضبوط دل۔ ''یعنی مضبوط، دیکھنے والی آنکھوں اور سننے والے کانوں کے ساتھ'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک سے کہا ''اس کی قوم کے ایک ہزار کے مقابلہ میں تولا'' اس نے مجھے تولا تو میں نے انہیں جھول دیا تو اس نے کہا، ''چھوڑو''۔ اگر میں اسے اس کی قوم کے مقابلے میں تولا تو وہ اس سے بڑھ جائے گا پھر مجھے اس میں شامل کر لے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۵ / ۲۵۰؛ العقائد الاسلامیہ: ۳ / ۴۳۵

6/1304 الكافي، ١/٤٤٨/١/٢٦ محمد عن سعد عن إبراهيم بن محمد الثقفي عن علي بن المعلى عن أخيه محمد عن درست عن علي عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَكَثَ أَيَّاماً لَيْسَ لَهُ لَبَنٌ فَأَلْقَاهُ أَبُو طَالِبٍ عَلَى ثَدْيِ نَفْسِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ لَبَناً فَرَضَعَ مِنْهُ أَيَّاماً حَتَّى وَقَعَ أَبُو طَالِبٍ عَلَى حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةِ فَدَفَعَهُ إِلَيْهَا.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب نبی اکرمؐ پیدا ہوئے تو چند دن تک ان کی والدہ کے دودھ نہ اُترا پس حضرت ابوطالبؑ نے آپؐ کو اپنے پستان سے لگایا تو خدا نے اس سے دودھ نازل کر دیا اور یہ سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہا یہاں تک کہ حضرت ابوطالبؑ کو حلیمہ سعدیہؓ مل گئیں پس آپؐ کو ان کو دے دیا گیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] یا پھر حدیث معتبر ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے کالمعتبر ہے (واللہ علم)

7/1305 الكافي، ١/٤٤٨/١/٢٨ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ أَبِي طَالِبٍ مَثَلُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ أَسَرُّوا الْإِيمَانَ وَ أَظْهَرُوا الشِّرْكَ فَآتَاهُمُ اللَّهُ (أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ).

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابوطالبؑ کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے کہ انہوں نے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور شرک کو ظاہر کیا پس خدا نے ان کو دوہرا اجر دیا۔ [4]

بیان:

إنما أسر الإيمان و أظهر الشرك ليكون أقدر على إعانة النبي ص

---

[1] بحارالانوار:۱۵/ ۴۰ ۳و ۳۵/ ۱۳۶؛ المناقب:۱/ ۳۲؛ اثبات الھداۃ:۱/ ۲۴۴؛ منتھی الآمال:۱/ ۶۱؛ مستدرک سفینۃ البحار:۶/ ۵۵۵؛ مسند الامام الصادقؑ :۲۰/ ۳۶۶

[2] مرآۃ العقول:۵/ ۲۵۲؛

[3] منتھی الآمال:۱/ ۶۱

[4] تفسیر البرہان:۳/ ۶۱۳و ۴/ ۷۵ ۲؛ تفسیر الصافی:۳/ ۲۳۴؛ تفسیر کنز الدقائق:۸/ ۳۶؛ امالی صدوق:۶۱۵؛ روضۃ الواعظین:۱/ ۱۳۹؛ الاختصاص:۲۴۱؛ تسلیۃ المجالس:۱۳۸

◎ بیشک انہوں نے ایمان کو چھپایا اور شرک کو ظاہر کیا تا کہ وہ رسول خداؐ کی زیادہ سے زیادہ مدد کر سکیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

8/1306 الکافی، ۱/۴۴۸/۲۹/۱ محمد و الحسین بن محمد عن أحمد بن إسحاق عن الأزدی عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ كَافِراً فَقَالَ كَذَبُوا كَيْفَ يَكُونُ كَافِراً وَهُوَ يَقُولُ:

اسحاق بن جعفر نے اپنے والد (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ آپؑ سے عرض کیا گیا: بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ابو طالبؑ کافر تھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کذاب ہیں۔ بھلا وہ شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے وہ جو یہ کہتا ہے:

''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی نبی پایا ہے جیسے موسیٰؑ نبی تھے اور یہ گزشتہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ابو طالبؑ کیسے کافر ہو سکتے ہیں جبکہ وہ کہتے ہیں:

''جان لو! ہمارا یہ بیٹا جھوٹا نہیں ہے، اس کو سب جانتے ہیں اور وہ باطل کی طرف توجہ نہیں کرتا،

وہ چمکتے ہوئے سفید چہرے والا آبرومند ہے کہ جس کے چہرے کی وجہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کا پشت پناہ ہے اور بیواؤں کی عصمت کا پاسبان ہے۔''[2]

بیان: خط فی أول الکتب أی هذا الحکم مثبت فی الکتاب الأول أی اللوح المحفوظ و الأبیض الرجل النقی العرض و الثمال ککتاب الغیاث الذی یقوم بأمر قومه و الأرملة من لا زوج لها من النساء

◎ ''خط فی اول الکتاب'' یعنی یہ حکم پہلی کتاب میں ثابت ہے یعنی لوح محفوظ۔ ''الأبیض'' سفید، اس سے مراد خالص آدمی کی فراہمی ہے، ''و الثمال'' بروزن کتاب اور اس سے مراد الغیث یعنی جو اپنے لوگوں کے معاملات چلاتا ہے۔ ''الأرملة'' یعنی ایسی عورت جس کا شوہر نہ ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے اور اس کا دوسرا حصہ مرسل ہے[3]۔

---

[1] مرآة العقول: ۵/ ۲۵۳

[2] بحار الانوار: ۳۵/ ۱۳۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۷۵؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۱۹۵؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۸۳؛ الغدیر: ۷/ ۳۵۷

[3] مرآة العقول: ۵/ ۲۵۳

9/1307 الكافى،۱/۴۴۹/۳۰/۱ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَيْنَا اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرَامِ وَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ لَهُ جُدُدٌ فَأَلْقَى اَلْمُشْرِكُونَ عَلَيْهِ سَلَى نَاقَةٍ فَمَلَئُوا ثِيَابَهُ بِهَا فَدَخَلَهُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اَللَّهُ فَذَهَبَ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ يَا عَمِّ كَيْفَ تَرَى حَسَبِي فِيكُمْ فَقَالَ لَهُ وَ مَا ذَاكَ يَا اِبْنَ أَخِي فَأَخْبَرَهُ اَلْخَبَرَ فَدَعَا أَبُو طَالِبٍ حَمْزَةَ وَ أَخَذَ اَلسَّيْفَ وَ قَالَ لِحَمْزَةَ خُذِ اَلسَّلَى ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلَى اَلْقَوْمِ وَ اَلنَّبِيُّ مَعَهُ فَأَتَى قُرَيْشاً وَ هُمْ حَوْلَ اَلْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَرَفُوا اَلشَّرَّ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لِحَمْزَةَ أَمِرَّ اَلسَّلَى عَلَى سِبَالِهِمْ فَفَعَلَ ذَلِكَ حَتَّى أَتَى عَلَى آخِرِهِمْ ثُمَّ اِلْتَفَتَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا اِبْنَ أَخِي هَذَا حَسَبُكَ فِينَا .

ہشام بن حکم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک روز حضرتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام میں موجود تھے اور آپؐ نے نیا لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا تو مشرکین نے اونٹ کے پیٹ کی آلائش آپؐ کے اوپر ڈال دی جس سے آپ کا لباس آلودہ ہوگیا اور اس سے آپؐ کے دل کو اتنا غم ہوا جتنا خدا نے چاہا۔ چنانچہ آپ حضرت ابو طالبؑ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا: اے چچا! میری عزت آپ کے نزدیک کیا ہے؟

اُنھوں نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! معاملہ کیا ہوا ہے؟

پس آپؐ نے ان کو واقعہ بیان کیا حضرت ابو طالبؑ نے حضرت حمزہؓ کو بلایا اور تلوار اٹھائی اور حضرت حمزہؓ سے فرمایا: اس آلائش کو بھی اُٹھا لو اور پھر ان لوگوں کی طرف گئے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ تھے۔ پس قریش کے پاس پہنچے تو وہ کعبہ کے گرد جمع تھے تو جب اُنھوں نے ان کو دیکھا تو ان کے چہرے سے ہی ان کے غصے کو جان گئے۔ پھر انہوں نے حضرت حمزہؓ کو حکم دیا کہ اس آلائش کو اُٹھاؤ اور ان سب کے لباس اور چہروں پر مل دو۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب ان کے آخری بندے کے ساتھ یہ سلوک کر دیا گیا تو اس وقت حضرت ابو طالبؑ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: اے میرے بھتیجے! ہمارے نزدیک آپؐ کی یہ عزت ہے۔[1]

[1] بحار الانوار: ۱۸/ ۲۳۹؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۷۶؛ بحار الانوار: ۳۵/ ۱۳۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۳۶۶؛ قصص الانبیاء راوندی: ۲/ ۲۳۳؛ الغدیر ۷/ ۵۲۹؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۱/ ۳۱۵

السلا الجلدة التي يكون فيها الولد من الناس و المواشي و سبال جمع سبلة محركة و هي ما علا الشارب من الشعر أو مجتمع الشاربين أو ما على الذقن إلى طرف اللحية كلها

''السلا'' وہ جلد جس میں بچہ لوگوں اور مویشیوں سے ہے۔

''سبال'' یہ جمع ہے ''سبلة'' کی اور متحرک ہے اور اس سے مراد یہ مونچھوں کے اوپر کے بال ہیں یا مونچھوں کا گروپ یا جوٹھوڑی پر پوری داڑھی کے سرے تک ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

10/1308 الكافي، ۱/۳۱/۴۴۹/۱ علی عن أبيه عن البزنطی عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْأَشْعَرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو طَالِبٍ نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ فَلَيْسَ لَكَ فِيهَا نَاصِرٌ وَ ثَارَتْ قُرَيْشٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَخَرَجَ هَارِباً حَتَّى جَاءَ إِلَى جَبَلٍ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهُ اَلْحَجُونُ فَصَارَ إِلَيْهِ.

عبید بن زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت ابو طالبؑ کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہؐ پر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ مکہ سے نکل جائیں کیونکہ اب اس شہر میں آپؐ کا کوئی مددگار و ناصر نہیں رہا اور قریش آپؐ پر حملہ کرنا چاہتے تھے پس آپؐ رات کی تاریکی میں مکہ سے نکل گئے اور مکہ کے ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے جسے حجون کہا جاتا تھا۔ [2]

بیان:

الثور الهيجان و الوثوب و الحجون بتقديم الحاء المهملة على الجيم

''الثور'' بیل کی ہنگامہ آرائی اور کودنا۔

''الحجون'' حاء مھملہ کے جیم پر مقدم ہونے کے ساتھ۔

---

[1] مرآة العقول: ۵/۲۵۶

[2] بحار الانوار: ۱۹/۱۴ و ۳/۵۰/۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۶۷۷؛ تفسیر الصافی: ۴/۹۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۳۶۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/۵۷۲؛ السیرة النبویہ بنظر اهل البیتؑ: ۱/۴۰۲

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے[1]۔

11/1309 الکافی،۱/۴۴۹/۳۲/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ وَ مُحَمَّدُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أَبَا طَالِبٍ أَسْلَمَ بِحِسَابِ اَلْجُمَّلِ قَالَ بِكُلِّ لِسَانٍ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابو طالب جُمّل کے حساب سے اسلام لائے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: ہر زبان میں اسلام لائے تھے۔[2]

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے[3]۔

12/1310 الکافی،۱/۴۴۹/۳۳/۱ محمد عن ابن عيسى و أخيه بنان عن أبيهما عن ابن المغيرة عن السكوني عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَسْلَمَ أَبُو طَالِبٍ بِحِسَابِ اَلْجُمَّلِ وَ عَقَدَ بِيَدِهِ ثَلاَثاً وَ سِتِّينَ.

السکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابو طالبؑ جُمّل کے حساب سے اسلام لائے تھے اور آپؑ نے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ (۶۳) کی شکل بنائی۔[4]

بیان:

قال في معاني الأخبار سئل أبو القاسم الحسين بن روح عن معنى هذا الخبر فقال عنى بذلك إله أحد جواد قال و تفسير ذلك أن الألف واحد و اللام ثلاثون و الهاء خمسة و الألف واحد و الحاء ثمانية و الدال أربعة و الجيم ثلاثة و الواو ستة و الألف واحد و الدال أربعة فذلك ثلاثة و ستون أقول لعل المراد بالحديث أنه أظهر إسلامه بكلمات كان عددها بحساب الجمل ثلاثة و ستين ففسر ابن روح تلك الكلمات و عددها

کتاب معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ ابو القاسم حسین بن روح سے اس خبر کے بارے میں سوال کیا گیا تو

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۵۷

[2] تفسیر البرہان: ۴/ ۲۷۶؛ بحار الانوار: ۳۵/ ۷۸؛ الانوار النعمانیہ: ۴/ ۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۳۶۷

[3] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۵۷

[4] الخرائج والجرائح: ۳/ ۱۰۷۵؛ بحار الانوار: ۳۵/ ۷۸؛ مجمع البحرین: ۵/ ۳۴۳؛ معانی الاخبار: ۲۸۵؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/ ۳۰۳

انہوں نے بیان کیا کہ میرے نزدیک اس سے مراد ایک خدا ہے جو سخی ہے۔ اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ الف کا ایک لام کے تیس، ھا کے پانچ، الف کا ایک اور حا کے آٹھ، دال کے چار، جیم کے تین واو کے چھ، الف کا ایک، دال کے چار، توان کا مجموعہ ہوا تریسٹھ۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ شاید حدیث سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے اسلام کو ایسے الفاظ سے ظاہر کیا جن کی تعداد اونٹوں کے حساب سے تریسٹھ تھی چنانچہ ابن روح نے ان الفاظ اور ان کے اعداد کی تشریح کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ محمد بن عیسیٰ الاشعری کامل الزیارات کے راوی [2] اور ثقہ اور اسماعیل بن ابی زیاد یعنی السکونی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے البتہ مشہور ہے کہ یہ عامی ہے مگر اس میں کلام ہے (واللہ اعلم)

13/1311 الکافی،۱/۵/۱/۴۴۵/۱/۱۸ محمد عن سعد عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ اَلْقَيْسِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي دُرُسْتُ بْنُ أَبِي مَنْصُورٍ : أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَحْجُوجاً بِأَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لاَ وَ لَكِنَّهُ كَانَ مُسْتَوْدَعاً لِلْوَصَايَا فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ قُلْتُ فَدَفَعَ إِلَيْهِ اَلْوَصَايَا عَلَى أَنَّهُ مَحْجُوجٌ بِهِ فَقَالَ لَوْ كَانَ مَحْجُوجاً بِهِ مَا دَفَعَ إِلَيْهِ اَلْوَصِيَّةَ قَالَ فَقُلْتُ فَمَا كَانَ حَالُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَقَرَّ بِالنَّبِيِّ وَ بِمَا جَاءَ بِهِ وَ دَفَعَ إِلَيْهِ اَلْوَصَايَا وَ مَاتَ مِنْ يَوْمِهِ.

درست بن منصور سے روایت ہے کہ اس نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا: کیا رسول اللہؐ کو حضرت ابو طالبؑ سے کوئی اختیار ملا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ (انبیاء سابقہ کی) وصیتوں کے امین تھے پس اُنھوں نے وہ آپؐ کے سپرد فرما دیں۔

میں نے عرض کیا: جب انہوں نے وصیتوں کو آپؐ کے سپرد کیا تو اس سے وہ حجت ہی ٹھہرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ اس طرح آپؐ پر حجت ہوتے تو وہ وصیت آپؐ کے حوالے ہی نہ کی جاتی۔

میں نے عرض کیا: پھر حضرت ابو طالبؑ کا کیا حال ہے؟

آپؑ نے فرمایا: انھوں نے نبی اکرمؐ کا اور جو کچھ آپؐ لائے تھے، اس کا اقرار کیا اور وصیتیں آپؐ کے سپرد

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۵۸

[2] کامل الزیارات: ۴۹۳ باب ۵۷ ح ۳

کیں اور اُسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔ [1]

بیان: محجوجا بأبي طالب يعني أن أبا طالب كان حجة عليه قبل أن يبعث كان مستودعا يعني أبا طالب للوصايا أي وصايا الأنبياء ع على أنه محجوج به يعني على أن يكون النبي ص حجة عليه ما دفع إليه الوصية و ذلك لأن الوصية إنما تنتقل ممن له التقدم

"محجوجاًبأبي طالب" اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابو طالبؑ آپؐ کی بعثت سے پہلے حجت خدا تھے۔ "کان مستودعا" اس سے مراد حضرت ابو طالبؑ ہیں۔ "للوصايا" یعنی انبیاؑ کرامؑ کی وصیتیں۔ "على انه محجوج به" یعنی رسول خداؐ ان پر حجت تھے۔ "ما دفع إليه الوصية" اس کی وجہ یہ ہے کہ وصیت صرف اس شخص سے منتقل کی جاتی ہے جس کو ترجیح حاصل ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

14/1312 الكافي، ١/٤٤٦/١/٢١ القمي عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عُبَيْدِ ٱللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ ٱلْحُسَيْنِ ٱلصَّغِيرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ٱلْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ مُحَمَّدٌ عَنْ سَعْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ٱبْنِ فَضَّالٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ ٱلسَّلاَمَ وَ يَقُولُ إِنِّي قَدْ حَرَّمْتُ ٱلنَّارَ عَلَى صُلْبٍ أَنْزَلَكَ وَ بَطْنٍ حَمَلَكَ وَ حِجْرٍ كَفَلَكَ فَالصُّلْبُ صُلْبُ أَبِيكَ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عَبْدِ ٱلْمُطَّلِبِ وَ ٱلْبَطْنُ ٱلَّذِي حَمَلَكَ فَآمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ وَ أَمَّا حِجْرٌ كَفَلَكَ فَحِجْرُ أَبِي طَالِبٍ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نبی اکرمؐ پر حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! یقیناً آپ کا رب آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: میں نے آگ کو حرام کر دیا ہے ہر اس صلب پر جس میں آپؐ کو نازل ہوئے اور ہر اس بطن پر جس نے آپؐ کو اٹھایا اور وہ اس گود پر جس نے آپؐ کو پالا ہے پس وہ رہی صلب تو وہ

[1] کمال الدین: ۲/ ۶۶۵؛ العدد القویہ: ۶۸؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۷۷۲؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۸۳؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۹۶؛ بحار الانوار: ۱۷/ ۱۳۹ و ۳۵/ ۷۳؛ الاعتقادات: ۵۷؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۳/ ۲۶۴

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۲۴

آپؐ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلبؑ کی صلب ہے اور وہ بطن کہ جس نے آپؐ کو اٹھایا تو وہ آمنہ بنت وہبؑ کا ہے اور وہ گود کہ جس نے آپؐ کو پالا وہ حضرت ابوطالبؑ کی گود ہے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [۲]

15/1313 الکافی،۱/۴۴۶/۲۱/۱ وَفِي رِوَايَةِ اِبْنِ فَضَّالٍ: وَ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ.

اور ابن فضال کی روایت میں فاطمہ بنت اسد کا نام ہے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [۴]۔

۱۱۱۔ باب ما جاء في رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب: جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آیا ہے

1/1314 الکافی،۱/۴۴۳/۱۴/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ صِفْ لِي نَبِيَّ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَبْيَضَ مُشْرَبَ حُمْرَةٍ أَدْعَجَ اَلْعَيْنَيْنِ مَقْرُونَ اَلْحَاجِبَيْنِ شَثْنَ اَلْأَطْرَافِ كَأَنَّ اَلذَّهَبَ أُفْرِغَ عَلَى بَرَاثِنِهِ عَظِيمَ مُشَاشَةِ اَلْمَنْكِبَيْنِ إِذَا اِلْتَفَتَ يَلْتَفِتُ جَمِيعاً مِنْ شِدَّةِ اِسْتِرْسَالِهِ سُرْبَتُهُ سَائِلَةٌ مِنْ لَبَّتِهِ إِلَى سُرَّتِهِ كَأَنَّهَا وَسَطُ اَلْفِضَّةِ اَلْمُصَفَّاةِ وَ كَأَنَّ عُنُقَهُ إِلَى كَاهِلِهِ إِبْرِيقُ فِضَّةٍ يَكَادُ أَنْفُهُ إِذَا شَرِبَ أَنْ يَرِدَ اَلْمَاءَ وَ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ كَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي صَبَبٍ لَمْ يُرَ مِثْلُ نَبِيِّ اَللَّهِ قَبْلَهُ وَ لاَ بَعْدَهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

---

[۱] الجواہر السنیہ: ۳۳۴؛ تفسیر الصافی: ۴/۹۶؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱/۴۸؛ روضۃ الواعظین: ۱/۷۳؛ امالی صدوق: ۶۰۶؛ معانی الاخبار: ۱۳۶؛ بحار الانوار: ۱۵/۱۰۸؛ امہات المعصومین شیرازی: ۷۳؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۱/۹۵؛ فوحات القدس: ۴۲۳

[۲] مرآۃ العقول: ۵/۲۳۳

[۳] سابقہ حدیث کے حوالہ جات دیکھیے۔

[۴] مرآۃ العقول: ۵/۲۳۳

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا: مجھ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کیجئے۔

آپؑ نے فرمایا: آپؐ کا رنگ سُرخی مائل سفید تھا، دونوں آنکھیں بڑی اور تیز سیاہ و تیز سفید تھیں، دو اَبرو جُڑے ہوئے تھے، گوشت دار اعضاء تھے گویا آپؐ کی انگلیوں اور پوروں پر سونا پگھلا کر چڑھا دیا گیا ہو اور دونوں کندھوں کی ہڈی چوڑی اور گوشت دار (مضبوط) تھی، جب بھی آپؐ مڑتے تو اپنے سائل کو سکون دینے کے لیے اپنی بے روک ٹوک کی وجہ سے پوری طرح مڑ جاتے تھے، آپؐ کی گردن کے نیچے سے لے کر آپؐ کی ناف تک ایک لکیر صاف چاندی کی کی طرح تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے آپؐ کی گردن آپؐ کے کندھوں تک چاندی کی ایک صراحی ہو، جب آپؐ پانی پیتے تو آپؐ کی ناک پانی سے متصل ہو جاتی تھی اور جب آپؐ چلتے تو یوں جھک جاتے تھے گویا کسی نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ جیسا نہ کوئی پہلے نظر آیا اور نہ بعد میں آئے گا۔ [1]

بیان: مشرب ممزوج أدعج العينين أسودهما مع سعة شثن الأطراف خشنها و العرب تمدح الرجال بخشونة الكف و النساء بنعومتها أفرغ صب براثنه كفه مع الأصابع المشاشة رأس العظم الممكن المضغ استرساله استيناسه بالناس و طمأنينته إليهم سربة بضم المهملة و الراء و الموحدة الشعر وسط الصدر إلى البطن أي له سربة سابلة بالموحدة ممتدة و اللبة المنحر و موضع القلادة من الصدر شبه صدره و بطنه بالفضة المصفاة التي في وسطها خط أخضر و الكاهل مقدم أعلى الظهر مما يلي العنق و هو الثلث الأعلى و هو ست فقر أو ما بين الكتفين أو موصل العنق في الصلب و كنى بإشراف أنفه ورود الماء عند شربه عن ستر رأسه المنخرين و ميله إلى قدامه و إذا مشى تكفأ بالهمزة تمايل إلى قدام في صبب انحدار من الأرض و هذا مما يدل على تواضعه و خضوعه لله سبحانه و في معاني الأخبار في حديث أبي هالة التميمي في وصفه ص۔ موصول ما بين اللبة و السرة بشعر يجري كالخط عاري الثديين و البطن مما سوى ذلك أشعر الذراعين و المنكبين و أعلى الصدر طويل الزندين رحب الراحة أي واسعها أو كناية عن كثرة العطاء شثن الكفين و القدمين سائل الأطراف أي تامها غير طويلة و لا قصيرة۔ قال و يمشي هونا ذريع المشية أي واسعها من غير أن يظهر فيه استعجال و بدار۔ إذا مشى كأنه ينحط في صبب و إذا التفت التفت جميعا خافض الطرف نظره إلى الأرض أطول من نظره إلى السماء جل نظره الملاحظة يبدر من لقيه بالسلام

"مشرب" ملا ہوا۔ "أدعج العينين" ان کی سیاہی کشادہ ہے۔ "شثن الأطراف" یہ کھردرا ہے اور عرب کھجور کے کھردرے ہونے پر مردوں کی تعریف کرتے ہیں اور عورتیں اس کی نرمی کی وجہ سے۔ "أفرغ" ڈالنا۔ "براثنه" انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی۔ "المشاشة" ہڈی کا سر جسے چبایا جا سکتا ہے۔ "استرساله" لوگوں کے ساتھ اس کا سکون اور ان کی طرف اس کی یقین دہانی۔ "سربة" مہملہ کی ضمہ اور راء کے ساتھ، بال سینے کے درمیان سے پیٹ تک ہوتے ہیں یعنی اس کے چھوٹے بال ہوتے ہیں۔ "سابلة" موحدہ اور مد کے ساتھ، "اللبة" سینے پر ہار کا مقام

---

[1] بحار الانوار: ۱۶/ ۱۸۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۰۷؛ السیرۃ النبویہ بنظر اھل البیتؑ: ۱/ ۵۳۸؛ تفسیر جابر الجعفی: ۲۶۷

اس کے سینے اور پیٹ سے ملتا جلتا ہے جس کے درمیان میں سبز لکیر ہوتی ہے۔ ''الکاھل'' اوپری پیٹھ کا اگلا حصہ وہ ہے جو گردن کے پیچھے آتا ہے جو اوپری تیسرا ہے جو چھ کشیر کا ہے یا جو کندھوں کے درمیان ہے یا گردن کے جوڑ کے مرکز میں ہے۔

یہ اس کی ناک کی شکل اور پانی کے بہاؤ کی طرح ہے جب وہ پیتا ہے اس کا سر نتھنوں کو ڈھانپے بغیر اور آگے جھکا ہوا ہے۔ ''إذا مشى تكفأ'' ہمزہ کے ساتھ، وہ جھک کر آگے بڑھ گیا۔ ''في صبب'' وہ زمین سے اترا اور یہ اس کی عاجزی اور خدا تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی نشاندہی کرتا ہے۔ کتاب معانی الاخبار میں ابو ہالہ تمیمی کی بیان کردہ حدیث میں آپؐ کی صفات کا بیان آیا ہے: آپؐ کا بدن سفید اور نورانی تھا اور وسط سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا مثل چاندی کے جیسے صیقل کیا گیا ہو اور اس کے درمیان سے زیادہ صفائی کی بنا پر خط سیاہ نظر آئے۔ آپؐ کے سینہ کے اطراف اور شکم بالوں سے صاف تھا اور آپ کے بازو اور کندھو اور سینہ کے اوپر کے حصہ پر بال تھے، آپ کی انگلیاں سیدھی اور بڑی تھیں، آپ کے بازو اور پنڈلیاں صاف وشفاف اور سیدھی تھیں، آپ کے پاؤں کے تلوے ہموار نہیں تھے بلکہ درمیانی حصہ زمین سے دور تھا اور پاؤں کی پشت بہت صاف اور نرم تھی اس حد تک کہ اگر پانی کا قطرہ اس پر پڑ جاتا تو رک نہیں سکتا تھا، جب آپ راستہ چلتے تو متکبروں کی طرح قدم نہیں رکھتے تھے لیکن وقار کے ساتھ چلتے تھے، جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے کہ کوئی بات کریں تو ارباب حکومت کی طرح گوشہ چشم سے اشارہ نہیں کرتے تھے بلکہ پورے بدن کے ساتھ اس کی طرف مڑتے اور بات کرتے تھے اکثر اوقات آپ کی نگاہیں نیچے کی طرف ہوئیں اور زمین کی طرف زیادہ نظر کرتے تھے اور جیسے دیکھتے سلام میں سبقت کرتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

2/1315 الكافي،١/٢٢٦/٢٠/١ العدة عن أحمد عن الحسين عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا رُئِيَ فِي اَللَّيْلَةِ اَلظَّلْمَاءِ رُئِيَ لَهُ نُورٌ كَأَنَّهُ شِقَّةُ قَمَرٍ.

عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کی تاریکی میں دیکھا جاتا تھا تو آپؐ سے ایک نور ساطع ہوتا تھا جیسے وہ چاند سے نکل رہا ہو۔ [2]

بیان:

الشقة بالكسر القطعة المشقوقة و نصف الشيء إذا شق كأنه شبهه ص بالبدر دون الهلال أو ما

---

[1] مرآة العقول: ٥/ ٢١٢

[2] بحار الانوار: ١٦/ ١٨٩ و ٢٣؛ مکارم الاخلاق: ٢٣؛ اثبات الهداة: ١/ ٢٤٤؛ السیرة النبویہ بنظر اهل البیتؑ: ١/ ٥٣٨؛ القطرہ من بحار: ٢/ ٦١٨؛ مسند الامام الصادقؑ: ٢/ ٤٢١؛ عین الحیاة: ٨/ ١٣؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ١/ ١٥٣

فوقه لأن القمر علی هیئة الکرة فتأمل

❂ ''الشقة'' کسرہ کے ساتھ، اگر ٹوٹا ہوا ٹکڑا اور نصف چیز تقسیم ہو جائے تو گویا اس نے اسے پورے چاند سے تشبیہ دی ہے نہ کہ ہلال یا اس کے اوپر والی چیز، کیونکہ چاند ایک کرہ کی شکل میں ہے لہٰذا اس پر غور کریں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور اسماعیل بن عمار بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/1316 الکافی، ۱/۴۴۲/۱۱/۱ علی بن محمد و غیرہ عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ شَبَابٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اَلسَّلاَمِ بْنِ حَارِثٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ فِي رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثَلاَثَةٌ لَمْ تَكُنْ فِي أَحَدٍ غَيْرِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَيْءٌ وَ كَانَ لاَ يَمُرُّ فِي طَرِيقٍ فَيُمَرُّ فِيهِ بَعْدَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةٍ إِلاَّ عُرِفَ أَنَّهُ قَدْ مَرَّ فِيهِ لِطِيبِ عَرْفِهِ وَ كَانَ لاَ يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَ لاَ بِشَجَرٍ إِلاَّ سَجَدَ لَهُ.

سالم بن ابو حفصہ العجلی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تین چیزیں ایسی تھیں جو آپؐ کے علاوہ کسی اور میں نہیں تھیں:

۱۔ آپؐ کا سایہ نہیں تھا۔

۲۔ جب آپؐ کسی راستے سے گزرتے تو دو یا تین روز تک وہاں آپؐ کی خوشبو کی وجہ سے پتا چل جاتا تھا کہ آپؐ وہاں سے گزر چکے ہیں۔

۳۔ آپؐ کسی بھی حجر یا شجر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپؐ کے لیے سجدہ کرتا تھا۔ [2]

بیان:

فیمر فیه علی صیغة المجهول و العرف الریح

❂ ''فیمر فیہ'' بر بنائے صیغہ مجہول، ''العرف'' ہوا۔

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۳۲

[2] بحار الانوار: ۱۶/ ۳۶۸ و ۱۷/ ۳۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۴۶۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۳۱۶؛ اثبات الهداۃ: ۱/ ۲۴۴؛ المناقب: ۱/ ۱۲۴؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۵۰۴؛ مکارم الاخلاق: ۳۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/ ۲۲۳؛ عین الحیاۃ: ۱۷۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/ ۴۶۴

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

4/1317 الکافی ،۱/۴۴۴/۱۶/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ غَالِبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي خُطْبَةٍ لَهُ خَاصَّةً يَذْكُرُ فِيهَا حَالَ اَلنَّبِيِّ وَ اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ صِفَاتِهِمْ فَلَمْ يَمْنَعْ رَبَّنَا لِحِلْمِهِ وَ أَنَاتِهِ وَ عَطْفِهِ مَا كَانَ مِنْ عَظِيمِ جُرْمِهِمْ وَ قَبِيحِ أَفْعَالِهِمْ أَنِ اِنْتَجَبَ لَهُمْ أَحَبَّ أَنْبِيَائِهِ إِلَيْهِ وَ أَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي حَوْمَةِ اَلْعِزِّ مَوْلِدُهُ وَ فِي دَوْمَةِ اَلْكَرَمِ مَحْتِدُهُ غَيْرَ مَشُوبٍ حَسَبُهُ وَ لاَ مَمْزُوجٍ نَسَبُهُ وَ لاَ مَجْهُولٍ عِنْدَ أَهْلِ اَلْعِلْمِ صِفَتُهُ بَشَّرَتْ بِهِ اَلْأَنْبِيَاءُ فِي كُتُبِهَا وَ نَطَقَتْ بِهِ اَلْعُلَمَاءُ بِنَعْتِهَا وَ تَأَمَّلَتْهُ اَلْحُكَمَاءُ بِوَصْفِهَا مُهَذَّبٌ لاَ يُدَانَى هَاشِمِيٌّ لاَ يُوَازَى أَبْطَحِيٌّ لاَ يُسَامَى شِيمَتُهُ اَلْحَيَاءُ وَ طَبِيعَتُهُ اَلسَّخَاءُ مَجْبُولٌ عَلَى أَوْقَارِ اَلنُّبُوَّةِ وَ أَخْلاَقِهَا مَطْبُوعٌ عَلَى أَوْصَافِ اَلرِّسَالَةِ وَ أَحْلاَمِهَا إِلَى أَنِ اِنْتَهَتْ بِهِ أَسْبَابُ مَقَادِيرِ اَللَّهِ إِلَى أَوْقَاتِهَا وَ جَرَى بِأَمْرِ اَللَّهِ اَلْقَضَاءُ فِيهِ إِلَى نِهَايَاتِهَا أَدَّاهُ مَحْتُومُ قَضَاءِ اَللَّهِ إِلَى غَايَاتِهَا تُبَشِّرُ بِهِ كُلُّ أُمَّةٍ مَنْ بَعْدَهَا وَ يَدْفَعُهُ كُلُّ أَبٍ إِلَى أَبٍ مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ لَمْ يَخْلِطْهُ فِي عُنْصُرِهِ سِفَاحٌ وَ لَمْ يُنَجِّسْهُ فِي وِلاَدَتِهِ نِكَاحٌ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى أَبِيهِ عَبْدِ اَللَّهِ فِي خَيْرِ فِرْقَةٍ وَ أَكْرَمِ سِبْطٍ وَ أَمْنَعِ رَهْطٍ وَ أَكْلَإِ حَمْلٍ وَ أَوْدَعِ حَجْرٍ اِصْطَفَاهُ اَللَّهُ وَ اِرْتَضَاهُ وَ اِجْتَبَاهُ وَ آتَاهُ مِنَ اَلْعِلْمِ مَفَاتِيحَهُ وَ مِنَ اَلْحُكْمِ يَنَابِيعَهُ اِبْتَعَثَهُ رَحْمَةً لِلْعِبَادِ وَ رَبِيعاً لِلْبِلاَدِ وَ أَنْزَلَ اَللَّهُ إِلَيْهِ اَلْكِتَابَ فِيهِ اَلْبَيَانُ وَ اَلتِّبْيَانُ (قُرْآناً عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ) قَدْ بَيَّنَهُ لِلنَّاسِ وَ نَهَجَهُ بِعِلْمٍ قَدْ فَصَّلَهُ وَ دِينٍ قَدْ أَوْضَحَهُ وَ فَرَائِضَ قَدْ أَوْجَبَهَا وَ حُدُودٍ حَدَّهَا لِلنَّاسِ وَ بَيَّنَهَا وَ أُمُورٍ قَدْ كَشَفَهَا لِخَلْقِهِ وَ أَعْلَنَهَا فِيهَا دَلاَلَةٌ إِلَى اَلنَّجَاةِ وَ مَعَالِمُ تَدْعُو إِلَى هُدَاهُ فَبَلَّغَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا أُرْسِلَ بِهِ وَ صَدَعَ بِمَا أُمِرَ وَ أَدَّى مَا حُمِّلَ مِنْ أَثْقَالِ اَلنُّبُوَّةِ وَ صَبَرَ لِرَبِّهِ وَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ وَ نَصَحَ لِأُمَّتِهِ وَ دَعَاهُمْ إِلَى اَلنَّجَاةِ وَ حَثَّهُمْ عَلَى

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۱۹۸

اَلذِّکْرِ وَ دَلَّهُمْ عَلَی سَبِیلِ اَلْهُدَی بِمَنَاحَتِّیْهِ وَ دَوَاعٍ أَسَّسَ لِلْعِبَادِ أَسَاسَهَا وَ مَنَارٍ رَفَعَ لَهُمْ أَعْلاَمَهَا کَیْلاَ یَضِلُّوا مِنْ بَعْدِهِ وَ کَانَ بِهِمْ رَءُوفاً رَحِیماً.

اسحاق بن غالب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک خاص خطبہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کے حالات وصفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: خدا کے حلم و وقار و مہربانی کی وجہ سے لوگوں کی برائیاں اور برے اعمال کے باوجود اس نے ان لوگوں کے لیے اپنے اس نبی کا انتخاب کیا جو اس کو سب انبیاء و مرسلین سے زیادہ محبوب ہے اور ان سب سے محترم و مکرم ہے جو کہ حضرت محمد بن عبداللہؐ ہی، جن کی ولادت بھی پاک وعزت وشرف والی ہے، وہ کریم ہیں اور خلق عظیم کے مالک ہیں اور عزت دار و شرافت دار خاندان میں رہے اور ان کے حسب ونسب میں کوئی ملاوٹ نہیں اور حسب ونسب کسی قسم کی پلیدگی سے نجس نہیں ہوا اور اہل علم وشرف کے نزدیک وہ مجہول نہیں ہے، انبیاء نے اپنی کتابوں میں انکے بارے خوشخبری دی ہے اور علماء اہل دانش نے آپؐ کے اوصاف کو بیان کیا اور حکماء آپؐ کے اوصاف میں غور وفکر کرتے رہے ہیں، آپؐ کے اخلاق کی طہارت و پاکیزگی بے مثل و بے نظیر تھی، نہ کوئی ہاشمی آپؐ کی مثل ہے اور نہ کوئی ابطحی (مکی) آپؐ کے مقابل کا تھا، حیا ان کی صفت تھی اور سخاوت ان کی طبیعت تھی اور وہ نبوت کے وقار واخلاق واوصاف پر خلق ہوئے اور رسالت کے اوصاف وخلاق پر ان کے نام کی مہر ثبت شدہ ہے یہاں تک کہ خدا کی تقدیریں آپؐ کو ان کے وقت تک لے آئے اور امر خدا سے آپؐ میں قضا و قدر خدا آخر میں جاری ہوئی، آپؐ کو آخری نبی قرار دیا گیا، خدا کے حتمی حکم نے آپؐ کو موت کی آغوش میں دے دیا جب کہ ہر امت نے دوسری امت کو آپؐ کی بشارت دی اور ہر باپ نے آپؐ کو دوسرے باپ کی صلب میں پاک وطاہر انداز میں منتقل کیا، کسی پشت میں بھی آپؐ زنا سے نجس نہیں ہوئے اور آدمؑ سے لے کر آپؐ کے باپ عبداللہ تک کسی مقام پر بھی آپؐ کی ولادت میں نجاست نہیں آئی۔ آپ کا حسب زنا سے گندا نہیں ہوا اور آپؐ کی ولادت کسی نامشروع کام کی وجہ سے نجس نہیں ہوئی، آپؐ کی ولادت بہترین، عزت دار اور مکرم خاندان بنی ہاشم میں ہوئی اور شریف ترین قبیلہ اور محفوظ ترین شکم نے آپؐ کے حمل کو اٹھایا اور امانت دارترین گود نے آپؐ کو پالا۔ خدا نے آپؐ کو برگزیدہ کیا، پسند کیا اور آپ کا انتخاب کیا اور علم وحکمت کی چابی آپؐ کو عطا فرمائی اور آپؐ کو لوگوں کے لیے رحمت اور بہار بنا کر مبعوث فرمایا۔ خدا نے اپنی کتاب آپؐ پر نازل فرمائی جس میں ہر چیز کا بیان و وضاحت موجود ہے جو کہ "قرآن ہے جو عربی زبان میں نازل ہوئی کہ جس میں کوئی کجی نہیں ہے تا کہ وہ (عربی) تقویٰ اختیار کریں۔ (الزمر: ۲۸)۔" آپؐ نے لوگوں کے لیے

اسے بیان کیا، اس کی وضاحت کی، علم کے ساتھ اس کی تفصیل کی اور دین کو آشکار کیا اور اس کے فرائض کو واضح کیا اور ان فرائض کو لوگوں کے لیے واجب قرار دیا اور ان کی حدود کو لوگوں کے لیے معین کیا اور ان کو بیان کیا اور جو امور لوگوں کے لیے آپؐ کے پاس آئے ان کو لوگوں کے سامنے روشن واضح انداز میں بیان کیا اور ان کو آگاہ کیا۔ ان امور میں نجات کی دلیل و رہنمائی ہے اور ہدایت کی نشانیاں ہیں جو خدا کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ رسول خداؐ پر جو کچھ نازل ہوا آپؐ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی ماموریت کو آشکار کیا۔ وہ وزن نبوت جس نے آپ کی گردن پر بوجھ ڈالا ہوا تھا اس کو ادا فرمایا اور مصائب پر خدا کے لیے صبر فرمایا اور خدا کے راستہ پر جہاد کیا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور ان کو نجات کی طرف دعوت دی اور خدا کی یاد پر ان کو آمادہ کیا، ہدایت کے راستہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی اور لوگوں کے لیے زندگی کے اچھے اصول وضع و معین کیے اور ہدایت کے روشن منارے اس امت کے لیے نصب کیے اور ان کو بلند کیا تا کہ آپؐ کے بعد کوئی گمراہ نہ ہو جائے اور آپؐ اپنی امت پر بہت بڑے مہربان اور رحم کرنے والے تھے۔ [1]

بیان:

حومة العز معظمه دومة الشيء أصله المحتد المقام و المسكن لا يداني على صيغة المجهول يعني لا يدانيه أحد و كذا الموازاة و المساماة و هي بمعنى الارتفاع و العلو يعني ليس في ارتفاعه و علوه أحد و الشيمة بالكسر الطبيعة و يهمز و الحلم بالكسر العقل و السبط ولد الولد و أمنع رهط يعني أعزهم يقال هو في عز و منعة محركة و يسكن يعني معه من يمنعه من عشيرته و أكلا حمل يعني أحفظه و أحرسه و الحجر معروف و قد يكنى به عن الأصل و منه الحديث تزوجوا في الحجر الصالح فإن العرق دساس أي في الأصل يقال فلان من حجر صدق و سنخ صدق و الحكم بالضم الحكمة

❁ ''حومة العز'' اس میں سے زیادہ تر۔

''دومة الشيء'' اس سے مراد اس کی اصل ہے۔

''المحتد'' اس سے مراد مقام اور مسکن ہے۔

''لا یدانی'' صیغہ مجہول کی بنا پر اس سے مراد یہ ہوگا

''الموازاة و المساماة'' اس کا مطلب ہے بلندی اور اونچائی، یعنی اس کی رفعت اور بلندی میں کوئی

[1] بحار الانوار: ۱۶/ ۳۶۹؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۸۲

ایک بھی شریک نہیں۔

''الشیمة'' کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد فطرت اور وسوسے ہیں۔

''الحلم'' کسرہ کے ساتھ اور اس سے مراد عقل ہے۔

''و السبط'' اس سے مراد بیٹے کی اولاد

''أمنع رهط'' میرا مطلب ہے کہ ان میں سب سے زیادہ عزت والا اجلال میں کہا جاتا ہے۔

''و منعة'' متحرک، وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ رہتا ہے جو اسے اپنے قبیلے سے روکتا ہے۔

''أكلا حمل'' میرا مطلب ہے کہ میں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔

''والجر'' یہ جانا جاتا ہے اور اسے اصل سے یا اس سے عرفیت کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

تزوجوا في الحجر الصالح فإن العرق دساس

''الحكم'' یعنی اصل میں کہا گیا ہے کہ پتھر سے فلاں نے سچ کہا اور سنکھ نے سچ کہا اور رامت کا حکم حکمت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]۔

5/1318 الكافی ،۱/۲۰/۳۰۸/۵ محمد عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ الْبَغْدَادِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ وَاصِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَلِيطٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا بُعِثَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَقِيَهُ خَلِيطُهُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ جَزَاكَ اللَّهُ مِنْ خَلِيطٍ خَيْراً فَقَدْ كُنْتَ تُوَاتِي وَ لاَ تُمَارِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَنْتَ فَجَزَاكَ اللَّهُ مِنْ خَلِيطٍ خَيْراً فَإِنَّكَ لَمْ تَكُنْ تَرُدُّ رِبْحاً وَ لاَ تُمْسِكُ ضِرْساً.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دور جاہلیت میں نبی اکرمؐ سے میل جول رکھنے والا ایک شخص تھا۔ جب اللہ نے آپؐ کو مبعوث کیا تو وہ آپؐ سے ملاقات کے لیے آیا اور نبی اکرمؐ سے

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۲۲

کہا: خدا آپ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کو اچھی جزا عنایت فرمائے، آپ میری موافقت کرتے تھے اور میری مخالفت نہیں کرتے تھے۔

نبی اکرمؐ نے اس سے فرمایا: اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ میل جول رکھنے والے کو بھی اچھی جزا دے کہ جو فائدہ مند چیز میں تمہیں دیتا تھا تم اسے قبول کرنے سے انکار نہیں کرتے تھے نہ ہی تم شریک کے مال پر دانت لگاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا زمانہِ جاہلیت میں ایک شریک کار تھا پس جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ شریک کار آپؐ سے ملا تو رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: خدا تجھے جزائے خیر عطا فرمائے کہ تو (قلیل) نفع کو ٹھکراتا نہیں ہے اور ضرس کے لیے مال روکتا نہیں ہے۔ [1]

بیان:

المواتاة المطاوعة و الموافقة و المماراة المجادلة و رد الريح كأنه كناية عن رد الكلام و إمساك الضرس عن كتمان السر يعني أنك كنت تقبل قولي و لا تكتم سرك عني فإن الريح عند العرب تطلق على النفس و التكلم يقال سكن الله ريحك و إمساك الضرس على السكوت مع التكلف

❂ ''المواتاۃ'' اس سے مراد مطاوعت اور موافقت ہے۔ ''المماراۃ'' اس سے مراد مجادلہ ہے۔ ''ردالریح'' گویا کہ یہ کنایہ ہے کلام کو رد کرنے سے۔ ''وامساک الضرس'' اس سے مراد راز کو چھپانا یعنی بیشک تم میرے قول قبول کرتے ہو تو مجھ سے اپنے راز پوشیدہ نہ رکھتا کیونکہ الریح کا لفظ عربوں کے نزدیک نفس اور تکلم پر بولا جاتا تھا۔ تکلف کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبان کو خاموش رکھنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

6/1319 الفقیہ، ۳/۵۵۴/۴۹۰۱ ابْنُ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلصَّادِقِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِمَكَارِمِ اَلْأَخْلاَقِ فَامْتَحِنُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنْ كَانَتْ فِيكُمْ فَاحْمَدُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِرْغَبُوا إِلَيْهِ فِي اَلزِّيَادَةِ مِنْهَا فَذَكَرَهَا عَشَرَةً اَلْيَقِينَ وَ اَلْقَنَاعَةَ وَ اَلصَّبْرَ وَ اَلشُّكْرَ وَ اَلْحِلْمَ وَ حُسْنَ اَلْخُلُقِ وَ اَلسَّخَاءَ وَ اَلْغَيْرَةَ وَ اَلشَّجَاعَةَ

[1] بحار الانوار: ۲۲/ ۲۹۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۷/ ۴۰۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱۳/ ۳۳۲

[2] مراۃ العقول: ۱۹/ ۴۲۴

وَ اَلْمُرُوءَةَ.

ترجمہ: ابن مسکان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین مکارم اخلاق سے مخصوص کیا پس تم لوگ اپنی ذات کو آزماؤ تو اگر وہ اخلاق تم میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس میں اضافہ کی خواہش کرو۔ پھر آپؑ نے دس اخلاق گنوائے: یقین، قناعت، صبر، شکر، حلم، حسن سلوک، سخاوت، غیرت، شجاعت اور مروت۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [2]

7/1320 الکافی، ۸/۲۶۸/۳۹۳/۱ محمد عن أحمد عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقْسِمُ لَحَظَاتِهِ بَيْنَ أَصْحَابِهِ يَنْظُرُ إِلَى ذَا وَ يَنْظُرُ إِلَى ذَا بِالسَّوِيَّةِ.

ترجمہ: جمیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تھے کہ اپنی نظروں کو اپنے اور اصحاب کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے اور ہر ایک پر برابر کی نگاہ کرتے تھے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے [5] اور شیخ کلینی نے اس کی جو دوسری سند ذکر کی ہے وہ صحیح ہے [6] (واللہ اعلم)

8/1321 الکافی، ۸/۱۲۹/۱۰۰ العدۃ عن سهل و القميان جميعا عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ

---

[1] معانی الاخبار: ۱۹۱؛ صفات الشیعہ: ۴۷/۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۱۸۰؛ امالی صدوق: ۲۲۱؛ الخصال: ۲/۴۳۱؛ بحار الانوار: ۶۶/۳۶۸؛ هدایۃ الامہ: ۵/۷۵۳؛ مجمع البحرین: ۶/۱۵۳؛ مکارم الاخلاص: ۲۳۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۱/۱۱۱

[2] روضۃ المتقین: ۹/۲۳۴

[3] مجموعہ ورام: ۲/۱۷۶؛ بحار الانوار: ۱۶/۲۸۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/۱۴۳؛ الکافی: ۲/۶۷۱؛ الوافی: ۵/۶۲۱ ح ۲۷۱۸؛ هدایۃ الامہ: ۵/۱۲۹؛ حلیۃ المتقین مجلسی: ۵۷۰

[4] مراۃ العقول: ۲۶/۲۶۵

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۲۶

[6] مراۃ العقول: ۱۲/۵۷۷

سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو اَلْجُعْفِيِّ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ذَاتَ يَوْمٍ وَ هُوَ يَأْكُلُ مُتَّكِئاً قَالَ وَ قَدْ كَانَ يَبْلُغُنَا أَنَّ ذَلِكَ يُكْرَهُ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَدَعَانِي إِلَى طَعَامِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَعَلَّكَ تَرَى أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا رَأَتْهُ عَيْنٌ وَ هُوَ يَأْكُلُ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ مِنْ أَنْ بَعَثَهُ اَللَّهُ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ قَالَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى نَفْسِهِ فَقَالَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا رَأَتْهُ عَيْنٌ يَأْكُلُ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ مِنْ أَنْ بَعَثَهُ اَللَّهُ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَعَلَّكَ تَرَى أَنَّهُ شَبِعَ مِنْ خُبْزِ اَلْبُرِّ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ مُتَوَالِيَةٍ مِنْ أَنْ بَعَثَهُ اَللَّهُ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ ثُمَّ رَدَّ عَلَى نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزِ اَلْبُرِّ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ مُتَوَالِيَةٍ مُنْذُ بَعَثَهُ اَللَّهُ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ أَمَا إِنِّي لاَ أَقُولُ إِنَّهُ كَانَ لاَ يَجِدُ لَقَدْ كَانَ يُجِيزُ اَلرَّجُلَ اَلْوَاحِدَ بِالْمِائَةِ مِنَ اَلْإِبِلِ فَلَوْ أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ لَأَكَلَ وَ لَقَدْ أَتَاهُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ اَلْأَرْضِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ يُخَيِّرُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَهُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مِمَّا أَعَدَّ اَللَّهُ لَهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ شَيْئاً فَيَخْتَارُ اَلتَّوَاضُعَ لِرَبِّهِ جَلَّ وَ عَزَّ وَ مَا سُئِلَ شَيْئاً قَطُّ فَيَقُولُ لاَ إِنْ كَانَ أَعْطَى وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ قَالَ يَكُونُ وَ مَا أَعْطَى عَلَى اَللَّهِ شَيْئاً قَطُّ إِلاَّ سَلَّمَ ذَلِكَ إِلَيْهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُعْطِي اَلرَّجُلَ اَلْجَنَّةَ فَيُسَلِّمُ اَللَّهُ ذَلِكَ لَهُ ثُمَّ تَنَاوَلَنِي بِيَدِهِ وَ قَالَ وَ إِنْ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَيَجْلِسُ جِلْسَةَ اَلْعَبْدِ وَ يَأْكُلُ أُكْلَةَ اَلْعَبْدِ وَ يُطْعِمُ اَلنَّاسَ خُبْزَ اَلْبُرِّ وَ اَللَّحْمَ وَ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيَأْكُلُ اَلْخُبْزَ وَ اَلزَّيْتَ وَ إِنْ كَانَ لَيَشْتَرِي اَلْقَمِيصَ اَلسُّنْبُلاَنِيَّ ثُمَّ يُخَيِّرُ غُلاَمَهُ خَيْرَهُمَا ثُمَّ يَلْبَسُ اَلْبَاقِيَ فَإِذَا جَازَ أَصَابِعَهُ قَطَعَهُ وَ إِذَا جَازَ كَعْبَهُ حَذَفَهُ وَ مَا وَرَدَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ قَطُّ كِلاَهُمَا لِلَّهِ رِضًا إِلاَّ أَخَذَ بِأَشَدِّهِمَا عَلَى بَدَنِهِ وَ لَقَدْ وُلِّيَ اَلنَّاسَ خَمْسَ سِنِينَ فَمَا وَضَعَ آجُرَّةً عَلَى آجُرَّةٍ وَ لاَ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ وَ لاَ أَقْطَعَ قَطِيعَةً وَ لاَ أَوْرَثَ بَيْضَاءَ وَ لاَ حَمْرَاءَ إِلاَّ سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَايَاهُ أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ لِأَهْلِهِ بِهَا خَادِماً وَ مَا أَطَاقَ أَحَدٌ عَمَلَهُ وَ إِنْ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ لَيَنْظُرُ فِي اَلْكِتَابِ مِنْ كُتُبِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَيَضْرِبُ بِهِ اَلْأَرْضَ وَ يَقُولُ مَنْ يُطِيقُ هَذَا .

محمد سے روایت ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ علیہ السلام تکیہ لگائے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں اور آپؑ کی طرف سے مجھے پہنچ چکا تھا کہ ایسے کھانا کھانا مکروہ ہے۔ پس آپؑ

نے میری طرف دیکھا اور مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ جب آپؑ کھانے سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: اے محمد! تم سوچ رہے ہو کہ رسول خدا ﷺ کو اللہ کے مبعوث کرنے سے لے کر روح قبض کرنے تک کسی نے اس حالت میں نہیں دیکھا کہ تکیہ لگائے ہوئے کھانا کھایا ہو۔ پھر خود ہی آپؑ نے اپنی اس بات کا جواب دیا اور فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! آپ کو اللہ کے مبعوث کرنے سے لے کر روح قبض کرنے تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کہ آپؐ نے تکیہ لگائے ہوئے کھانا کھایا ہو۔

پھر فرمایا: اے محمد! شاید تیرا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ کے مبعوث کرنے سے لے کر روح قبض کرنے تک تین دن مسلسل اچھی روٹی سے خود کو تسکین دی، پھر آپؑ نے خود ہی بات رد کی پھر فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! آپؐ نے اللہ کے مبعوث کرنے سے لے کر روح قبض کرنے تک مسلسل تین دن تک خود کو اچھی روٹی سے تسکین نہیں دی لیکن میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو وہ دستیاب نہیں تھی حالانکہ آپؐ ایک آدمی کو سو اونٹ تحفے میں دے دیتے تھے پس اگر آپؐ اسے کھانے کا ارادہ کرتے تو ضرور کھا لیتے اور حضرت جبرئیلؑ تین بار زمین کے خزانوں کی کنجیاں لے کر آپؐ کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے قیامت کے دن کے لیے جو کچھ تیار کر رکھا تھا اس میں سے اس کی طرف سے کسی چیز کی کمی کے بغیر انہیں اختیار دیا گیا مگر آپؐ نے اپنے رب کے لیے تواضع کو اختیار کیا اور آپؐ سے جب بھی کچھ مانگا جاتا تو آپؐ نے کبھی بھی نہیں کہا کہ نہیں ہے، اگر وہ چیز ہوتی تو عطا کر دیتے اور اگر نہ ہوتی تو فرماتے کہ ہو جائے گی اور اللہ نے جب بھی کبھی کوئی چیز عطا کی تو وہ آپؐ کے حوالے کر دی یہاں تک کہ اگر اللہ نے کسی شخص کو جنت عطا کی تو بھی اس کو آپؐ کے حوالے کیا۔

پھر امامؑ نے اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: تمہارے آقا (امیر المومنینؑ) غلام کے بیٹھنے کی طرح بیٹھتے تھے، غلام کے کھانے کی طرح کھاتے تھے، لوگوں کو اچھی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے مگر خود روٹی اور تیل کھانے کے لیے اپنے گھر والوں کے پاس واپس آجاتے تھے اور اگر وہ سُنبلانی قمیص خریدتے تو دو میں سے بہتر کا اختیار اپنے نوکر کو دیتے اور باقی والی کو خود پہنتے تھے پس جب آپؑ کی انگلیوں سے زیادہ ہو جاتی تو اسے کاٹ دیتے اور اگر آپؑ کی ایڑی اے زیادہ ہوتی تو اسے ہٹا دیتے اور جب بھی کوئی دو کام آپؑ کے سامنے ہوتے جن دونوں میں ہی اللہ کی راضا ہو تو آپؑ ان دونوں میں سے صرف اس کو لیتے جو آپؑ کے بدن کے لیے زیادہ مشقت والا ہو اور آپؑ پانچ سال تک لوگوں کے حکمران رہے لیکن نہ ہی کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ ہی کسی تعمیر پر تعمیر کی اور نہ ہی زمین کا کوئی ٹکڑا حاصل کیا اور نہ ہی اپنے پیچھے سفید یا لال کوئی

میراث چھوڑی سوائے سات سو درہم کے جو عطیہ کرنے سے بچ گئے اس ارادہ سے کہ وہ اپنے گھروالوں کے لیے ایک نوکر خریدیں گے اوران کے کسی کام کو کوئی برداشت نہیں کرسکتا چنانچہ حضرت علی بن الحسینؑ حضرت علیؑ کے (اپنے وزراوغیرہ کی طرف) لکھے گئے خطوط میں سے کسی خط کو دیکھتے تھے تو وہ اسے زمین پر مارتے اورفرماتے: اسے کون برداشت کرسکتا ہے؟[1]

بیان:

أراد بالاتكاء معناه المتعارف أعني الميل في القعود معتمدا على أحد الشقين و في النهاية الأثيرية فسر المتكي هنا بالمتمكن المطمئن الذي يريد الاستكثار من الأكل و يأتي تمام الكلام فيه في كتاب المطاعم إن شاء الله كان يجيز الرجل من الجائزة بمعنى العطية يخيره يعني بين القبول من غير نقص مما أعد الله له و بين الرد فيختار التواضع يعني الرد فإن ترك الدنيا و الزهد فيها تواضع لله سبحانه ما أعطى على الله شيئا ضمن الإعطاء معنى الضمان فعداه بعلى يعني ما ضمن على الله شيئا أن يعطيه أحدا إلا سلم الله ذلك إليه أي فوض أمره إليه ثم تناولني أخذني و إن كان صاحبكم إن هي المخففة للتأكيد بحذف ضمير الشأن أراد بصاحبكم أمير المؤمنين ص سماه صاحب الشيعة لنسبتهم إليه و القميص السنبلاني سابغ الطول أو منسوب إلى بلد بالروم كأنه كان خشنا غليظا قطيعة أي أرضا لنفسه من كتب علي أي كتب أدعيته و أوراده و تحتمل كتب عطاياه وجوائزه وسائر معاملاته مع الله و مع الناس

❂ انہوں نے "بالاتکاء" "ٹیک لگانا" سے جو مرادلیا وہ عام معنی ہے، میرا مطلب ہے بیٹھتے وقت ٹیک لگانا دونوں طرفوں میں سے کسی ایک پر انحصار کرنا۔

کتاب النھایہ اثیریہ میں ہے "المتکی" کو یہاں ایک پر اعتماد شخص سے تعبیر کیا گیا جو بہت زیادہ کھانا چاہتا ہے۔اس کے بارے میں مکمل گفتگو انشاء اللہ "کتاب المطاعم" بیان ہوگی۔

"کان یجیز الرجل" "وہ آدمی کو اجازت دے رہا تھا، اس کا مصدر جائزۃ ہے جس کا معنی عطیہ ہے۔

"یخیرہ" اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اس کی کمی کے بغیر قبولیت اور رد کے درمیان۔

"فیختار التواضع" اس کا مطلب رد ہے، اگر کوئی اس دنیا کو چھوڑ کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ

[1] بحارالانوار:۱۶/۲۷۷؛ امالی طوسی:۶۹۲؛ وسائل الشیعہ:۲۴/۲۵۰ح۳۰۴۶۵؛ مسند سہل بن زیاد:۳/۵۴۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۲۱/۳۰۵؛ غایۃ المرام:۷/۳۵۱

کی طرف سے عاجز ہوتا ہے۔

''ما أعطی علی الله شيئا'' دینے میں ضمانت کا معنی بھی شامل تھا، چنانچہ اس نے اسے ''علی'' کے ساتھ جوڑ دیا، یعنی خدا نے کسی چیز کی ضمانت دی ہے جو وہ کسی کو دے گا۔

''إلا سلم الله ذلك إليه'' یعنی اس نے اپنا حکم اس کے سپرد کر دیا۔

''ثم تناولنی'' اس نے مجھے پکڑا۔

''إن كان صاحبكم'' اس سے مراد امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں جن کو صاحب الشیعہ کا نام دیا گیا ہے کیونکہ ان کی نسبت آپ کی طرف ہے۔

''القميص السنبلانی'' بہت لمبا یا کسی رومی ملک سے منسوب، گویا کھردرا اور موٹا۔

''قطيعة'' یعنی وہ اپنے آپ سے راضی ہوا۔

''من كتب علی'' یعنی اس کی دعاؤں اور دعاؤں کی کتابیں اور اس کے تحائف، انعامات اور خدا اور لوگوں کے ساتھ اس کے تمام معاملات

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[1]

9/1322 الكافی، ۱۰۱/۱۳۱/۸ العدة عن سهل عن البزنطی عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَتَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَخَيَّرَهُ وَ أَشَارَ عَلَيْهِ بِالتَّوَاضُعِ وَ كَانَ لَهُ نَاصِحاً فَكَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَأْكُلُ إِكْلَةَ اَلْعَبْدِ وَ يَجْلِسُ جِلْسَةَ اَلْعَبْدِ تَوَاضُعاً لِلَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ثُمَّ أَتَاهُ عِنْدَ اَلْمَوْتِ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ اَلدُّنْيَا فَقَالَ هَذِهِ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ اَلدُّنْيَا بَعَثَ بِهَا إِلَيْكَ رَبُّكَ لِيَكُونَ لَكَ مَا أَقَلَّتِ اَلْأَرْضُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَكَ شَيْئاً فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي اَلرَّفِيقِ اَلْأَعْلَى.

علی بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور اس نے آپ کو اختیار دیا اور تواضع کی طرف اشارہ کیا جبکہ وہ

[1] مرآة العقول: ۲۵/ ۳۱۲؛ البضاعة المزجاة: ۲/ ۳۱۲

آپؐ کو نصیحت کر رہا تھا پس رسول اللہؐ اللہ سے عاجزی کے لیے غلام کی طرح کھانا کھاتے ہیں اور غلام کی طرح بیٹھتے تھے۔ پھر اس نے آپؐ کی وفات کے وقت آپؐ کو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دیں اور کہا: یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں جو آپؐ کے رب نے آپؐ کی طرف بھیجی ہیں تا کہ وہ سب کچھ بغیر کسی کمی کے آپؐ کا ہو جائے جو زمین سے اٹھایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رفیق اعلیٰ کو چاہتا ہوں۔ [1]

بیان:

أتى رسول الله ص يعني بمفاتيح خزائن الأرض كما في الحديث السابق و في آخر هذا الحديث و أشار عليه بالتواضع أي أمره به من المشورة و لذا تعدى بعلى و كان له ناصحا يعني مطلقا أو في هذا الأمر فإن الأمر بترك الدنيا مما تقتضيه النصيحة ما أقلت الأرض حملته في الرفيق الأعلى قال في النهاية في حديث الدعاء و ألحقني بالرفيق الأعلى جماعة الأنبياء الذين يسكنون أعلى عليين و هو اسم جاء على فعيل و معناه الجماعة كالصديق و الخليط و منه قوله تعالى وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً

"اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔ (سورۃ النساء: ۶۹)۔"

"أتى رسول الله ﷺ" رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یعنی زمین خزانوں کی چابیوں کے ساتھ، جیسا کہ اس حدیث کے آخر میں اور حدیث سابق میں بیان ہوا۔

"أشار عليه بالتواضع" یعنی آپؐ نے اس کو اس کے ذریعہ اس کا مشورہ دیا۔

"و كان له ناصحا" یعنی مطلقاً یا اس امر میں، اس دنیا سے جانے کا حکم نصیحت کا تقاضا ہے۔ میں

"ما أقلت الأرض" جس نے اس کو اٹھایا۔

"في الرفيق الأعلى" "کتاب النھایہ" میں بیان کیا گیا ہے: حدیثِ دعاء میں وارد ہوا ہے "والحقنی بالرفیق الاعلیٰ" اس سے مراد انبیاء کرامؑ کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیین میں رہائش پذیر ہیں اور یہ اسم ہے جو "فعیل" کے وزن پر ہے اور اس کا معنی جماعت ہے جیسا کہ "الصدیق والخلیط" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔ (سورہ النساء آیہ ۶۹)

---

[1] بحار الانوار: ۱۶/ ۲۷۸؛ مسند سہل بن زیاد: ۴/ ۲۲۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱/ ۱۰۸

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل عامی المذہب ہے مگر ثقہ ہے اور علی بن مغیرہ بھی ثقہ اور تفسیر القمی کا راوی ہے (واللہ اعلم)

10/1323 الکافی،۱۰۲/۱۳۱/۸ سهل عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اَلْمُؤْمِنِ اَلْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : عُرِضَتْ عَلَيَّ بَطْحَاءُ مَكَّةَ ذَهَباً فَقُلْتُ يَا رَبِّ لاَ وَ لَكِنْ أَشْبَعُ يَوْماً وَ أَجُوعُ يَوْماً فَإِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَ شَكَرْتُكَ وَ إِذَا جُعْتُ دَعَوْتُكَ وَ ذَكَرْتُكَ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھے سونے کا بطحا، مکہ پیش کیا گیا تو میں نے کہا: اے پروردگار! نہیں، لیکن میں ایک دن سیر ہونا چاہوں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا پس میں جب سیر ہو جاؤں گا تو میں تیرا شکرادا کروں گا اور جب میں بھوکا ہوں گا تو تجھے یاد کروں گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل عامی ہے اور عبدالمومن الانصاری ثقہ ہے کیونکہ ابن ابی عمیر اس سے روایت کرتا ہے۔ [4]

11/1324 الکافی،۹۹/۱۲۹/۸ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ أَنْ يَظَلَّ جَائِعاً خَائِفاً فِي اَللَّهِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے لیے بھوکے رہنے اور خوف زدہ رہنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔ [5]

---

[1] مرآۃ العقول:۲۵/ ۳۱۲؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/ ۳۱۴

[2] امالی طوسی: ۶۹۳؛ مستدرک الوسائل:۱۶/ ۲۱۵ ح ۱۹۶۳۸؛ بحارالانوار:۱۶/ ۲۷۹؛ مجموعہ ورام:۲/ ۸۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/ ۸۳؛ مسند سہل بن زیاد:۳/ ۲۲۵

[3] مرآۃ العقول:۲۵/ ۳۱۳؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/ ۳۱۵

[4] معانی الاخبار:۱/ ۲۰۲ باب ۱۱۰ ح ۱

[5] مجموعہ ورام:۲/ ۱۳۸؛ وسائل الشیعہ:۲۴/ ۲۴۳؛ الفصول المہمہ:۲/ ۳۳۶؛ بحارالانوار:۱۶/ ۲۷۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/ ۳۸۳

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

12/1325 الكافى،۸/۲۷/۴۱۴/۸ القميان عَلِيُّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ مُرَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ إِنِّي أُصَلِّي فَأَجْعَلُ بَعْضَ صَلاَتِي لَكَ فَقَالَ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَأَجْعَلُ نِصْفَ صَلاَتِي لَكَ فَقَالَ ذَلِكَ أَفْضَلُ لَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَإِنِّي أُصَلِّي فَأَجْعَلُ كُلَّ صَلاَتِي لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذاً يَكْفِيَكَ اَللَّهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكَ وَ آخِرَتِكَ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَللَّهَ كَلَّفَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا لَمْ يُكَلِّفْهُ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ كَلَّفَهُ أَنْ يَخْرُجَ عَلَى اَلنَّاسِ كُلِّهِمْ وَحْدَهُ بِنَفْسِهِ إِنْ لَمْ يَجِدْ فِئَةً تُقَاتِلُ مَعَهُ وَ لَمْ يُكَلِّفْ هَذَا أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ قَبْلَهُ وَ لاَ بَعْدَهُ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ) ثُمَّ قَالَ وَ جَعَلَ اَللَّهُ أَنْ يَأْخُذَ لَهُ مَا أَخَذَ لِنَفْسِهِ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ (مَنْ جٰاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثٰالِهٰا) وَ جُعِلَتِ اَلصَّلاَةُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نماز پڑھتا ہوں تو اس کا بعض حصہ آپ کے لیے قرار دے دیتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پس جب میں نماز پڑھتا ہوں تو کیا میں آپ کے لیے اپنی پوری نماز پڑھ سکتا ہوں؟

رسول اللہ نے فرمایا: پھر تیری دنیا اور تیری آخرت کے معاملات میں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہو جائے گا۔

پھر امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو وہ تکلیف دی ہے جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی۔ اس نے آپ کو حکم دیا کہ وہ اکیلے ہی تمام لوگوں کے پاس جائے چاہے اسے کوئی ایسا گروہ مل جائے جو اس کے ساتھ لڑے اور اس نے اپنی مخلوقات میں سے نہ آپ سے پہلے کسی کو یہ حکم دیا اور نہ آپ کے بعد دیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''تو آپ (ص) اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ آپ پر ذمہ داری نہیں

[1] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۳۱۰؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۳۰۷

ڈالی جاتی ۔ سوائے اپنی ذات کے ۔ (النساء: ۸۴) ۔"

پھر فرمایا: اور اللہ نے قرار دیا کہ وہ آپؐ کے لیے وہی اخذ کرے گا جو اپنی ذات کے لیے اخذ کرے گا پس اللہ نے فرمایا: "جو شخص ایک نیکی لے کر (اللہ کی بارگاہ میں) آئے گا اس کو دس گنا (اجر) ملے گا ۔ (الانعام: ۱۶۰) ۔" اور رسول اللہؐ کے لیے نماز قرار دینا دس (گنا) نیکیوں کے برابر ہے ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن حدید تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور ثقہ ہونے کے لیے کافی ہے (واللہ اعلم)

13/1326 الکافی ۸/۱۲۷/۹۷ أَبَانٌ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : نَزَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ اَلرِّقَاعِ تَحْتَ شَجَرَةٍ عَلَى شَفِيرِ وَادٍ فَأَقْبَلَ سَيْلٌ فَحَالَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَرَآهُ رَجُلٌ مِنَ اَلْمُشْرِكِينَ وَ اَلْمُسْلِمُونَ قِيَامٌ عَلَى شَفِيرِ اَلْوَادِي يَنْتَظِرُونَ مَتَى يَنْقَطِعُ اَلسَّيْلُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ اَلْمُشْرِكِينَ لِقَوْمِهِ أَنَا أَقْتُلُ مُحَمَّداً فَجَاءَ وَ شَدَّ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالسَّيْفِ ثُمَّ قَالَ مَنْ يُنْجِيكَ مِنِّي يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ رَبِّي وَ رَبُّكَ فَنَسَفَهُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ فَرَسِهِ فَسَقَطَ عَلَى ظَهْرِهِ فَقَامَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَخَذَ اَلسَّيْفَ وَ جَلَسَ عَلَى صَدْرِهِ وَ قَالَ مَنْ يُنْجِيكَ مِنِّي يَا غَوْرَثُ فَقَالَ جُودُكَ وَ كَرَمُكَ يَا مُحَمَّدُ فَتَرَكَهُ فَقَامَ وَ هُوَ يَقُولُ وَ اَللَّهِ لَأَنْتَ خَيْرٌ مِنِّي وَ أَكْرَمُ .

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذات رقاع میں ایک درخت کے نیچے پڑاو ڈالا تو آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہ کے درمیان سیلاب آ گیا پس مشرکین میں سے ایک شخص نے آپؐ کو دیکھ لیا جبکہ مسلمان وادی کے کنارے کھڑے سیلاب اترنے کا انتظار کر رہے تھے ۔ اس مشرک شخص نے اپنی قوم سے کہا کہ میں محمد (ص) کو قتل کر دوں گا ۔ چنانچہ اس نے آ کر رسول اللہؐ پر تلوار نکال لی اور پھر کہا: اے محمد (ص)! تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

[1] وسائل الشیعہ: ۷/۹۴ ح ۸۸۳۲؛ بحار الانوار: ۱۶/۷۷۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۱۳۸؛ تفسیر الصافی: ۱/۵۷۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۵۲۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۸۷۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/۳۰۱

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۸۶

آپؐ نے فرمایا: میرا اور تمہارا پروردگار بچائے گا۔

پس حضرت جبرئیلؑ نے اسے گھوڑے سے اڑا دیا اور وہ پیٹھ کے بل گر گیا تو رسول اللہ کھڑے ہوئے اور تلوار لے کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے غورث! کون ہے جو تجھے مجھ سے بچائے گا؟

اس نے کہا: اے محمد (ص)! آپ کی فیاضی اور آپ کی سخاوت بچائے گی۔

چنانچہ آپؐ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہہ رہا تھا: خدا کی قسم! آپ (ص) مجھ سے بہتر اور بہت کریم ہیں۔ [1]

بیان:

فنسفه بالمهملة بين النون و الفاء أي قلعه و أسقطه يا غورث كأنه اسمه قال في القاموس غورث بن الحارث سل سيف النبي ص ليفتك به فرماه الله بزلخة بين كتفيه يقال فتك به إذا انتهز الفرصة لقتله و الزلخة كقبرة بالزاي ثم المعجمة بعد اللام وجع في الظهر

❂ ''فنسفه'' اس نے اس کو توڑا اور گرایا۔ ''یا غورث'' گویا یہ اس کا نام ہے۔ کتاب القاموس میں ہے: غورث بن حارث، یہ وہ تھا جس نے رسول خدا پر تلوار کھینچی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل کیا تھا۔ اس کے کندھوں کے درمیان پھسل کر کہا جاتا ہے کہ اس نے موقع غنیمت جان کر اسے مار ڈالا اور پھسل گیا۔ ''الزلخة'' بروزن ''قبرة'' زاء اور لام کے بعد معجمہ کے ساتھ، اس سے مراد کمر میں درد کا ہونا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی پہلی سند موثق اور دوسری صحیح ہے (واللہ اعلم)

14/1327 الكافى ١/١/٤٤٠/١ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اِبْنِ أَخِي حَمَّادٍ اَلْكَاتِبِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ فَقَالَ كَانَ وَ اَللَّهِ سَيِّدَ مَنْ خَلَقَ اَللَّهُ وَ مَا بَرَأَ اَللَّهُ بَرِيَّةً خَيْراً مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

حسین بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا رسول اللہ تمام اولاد آدمؑ

[1] بحار الانوار: ۲۰/۹/۱۷۹؛ اثبات الهداة: ۱/۲۵۷؛ السيرة النبويه بنظر اهل البيت: ۲/۲۶۷؛ القطرة من بحار: ۲/۲۳۸

[2] مرآة العقول: ۲۵/۳۰۵

کے سردار ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! جسے بھی اللہ نے خلق کیا آپؐ اس کے سردار ہیں اور اللہ نے کوئی مخلوق خلق ہی نہیں کی جو حضرت محمدؐ سے بہتر ہو۔ (1)

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے (2)

15/1328 الکافی، ۱/۴۴۰/۱/۲ عنه عن أحمد عَنِ اَلْحَجَّالِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ ذَكَرَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مَا بَرَأَ اَللَّهُ نَسَمَةً خَيْراً مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

حماد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے رسول اللہ کا ذکر کیا اور فرمایا: خدا نے کسی ایسی مخلوق کو پیدا ہی نہیں کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہو۔ (3)

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے (4)

16/1329 الکافی، ۱/۴۵۰/۳۴/۱ عنه عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عُلْوَانَ اَلْكَلْبِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَزَوَّرِ اَلْغَنَوِيِّ عَنْ أَصْبَغَ بْنِ نُبَاتَةَ اَلْحَنْظَلِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْمَ اِفْتَتَحَ اَلْبَصْرَةَ وَ رَكِبَ بَغْلَةَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا اَلنَّاسُ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَلْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اَللَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ اَلْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ بَلَى يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ حَدِّثْنَا فَإِنَّكَ كُنْتَ تَشْهَدُ وَ نَغِيبُ فَقَالَ إِنَّ خَيْرَ اَلْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اَللَّهُ سَبْعَةٌ مِنْ وُلْدِ عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ لاَ يُنْكِرُ فَضْلَهُمْ إِلاَّ كَافِرٌ وَ لاَ يَجْحَدُ بِهِ إِلاَّ جَاحِدٌ فَقَامَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَحِمَهُ اَللَّهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ سَمِّهِمْ لَنَا لِنَعْرِفَهُمْ فَقَالَ

---

(1) بحارالانوار: ۱۶/ ۳۶۸؛ ارشاد البشر بحرانی: ۱۶۵؛ القطرہ من بحار: ۱/ ۱۰۱

(2) مرآۃ العقول: ۵/ ۱۸۶

(3) بحارالانوار: ۱۶/ ۳۶۸؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۰۳؛ کنز الفوائد: ۱/ ۱۶۳

(4) مرآۃ العقول: ۵/ ۱۸۶

إِنَّ خَيْرَ ٱلْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ ٱللَّهُ ٱلرُّسُلُ وَ إِنَّ أَفْضَلَ ٱلرُّسُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّ أَفْضَلَ كُلِّ أُمَّةٍ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَصِيُّ نَبِيِّهَا حَتَّى يُدْرِكَهُ نَبِيٌّ أَلاَ وَ إِنَّ أَفْضَلَ ٱلْأَوْصِيَاءِ وَصِيُّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ٱلسَّلاَمُ أَلاَ وَ إِنَّ أَفْضَلَ ٱلْخَلْقِ بَعْدَ ٱلْأَوْصِيَاءِ ٱلشُّهَدَاءُ أَلاَ وَ إِنَّ أَفْضَلَ ٱلشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ ٱلْمُطَّلِبِ وَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَهُ جَنَاحَانِ خَضِيبَانِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي ٱلْجَنَّةِ لَمْ يُنْحَلْ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ جَنَاحَانِ غَيْرُهُ شَيْءٌ كَرَّمَ ٱللَّهُ بِهِ مُحَمَّداً صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ شَرَّفَهُ وَ ٱلسِّبْطَانِ ٱلْحَسَنُ وَ ٱلْحُسَيْنُ وَ ٱلْمَهْدِيُّ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ يَجْعَلُهُ ٱللَّهُ مَنْ شَاءَ مِنَّا أَهْلَ ٱلْبَيْتِ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ ٱلْآيَةَ: ﴿وَ مَنْ يُطِعِ ٱللَّهَ وَ ٱلرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ ٱلنَّبِيِّينَ وَ ٱلصِّدِّيقِينَ وَ ٱلشُّهَدَاءِ وَ ٱلصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً. ذٰلِكَ ٱلْفَضْلُ مِنَ ٱللَّهِ وَ كَفَىٰ بِٱللَّهِ عَلِيماً﴾.

اصبغ بن نباتہ حنظلی سے روایت ہے کہ میں نے بصرہ میں فتح کے دن امیر المومنینؑ کو دیکھا جبکہ آپؑ حضرت رسول اللہؐ کے خچر پر سوار تھے، پھر آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس دن اللہ کی سب سے بہترین مخلوق کون ہوگی جب وہ ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا؟

پس ابو ایوب کھڑے ہوئے اور عرض کیا: جی ہاں، اے امیر المومنینؑ! آپؑ ہمیں وضاحت سے بیان فرمائیں کیونکہ آپؑ موجود تھے اور ہم غائب تھے۔

آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن جب سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو سب سے افضل عبد المطلب کی اولاد میں سے سات افراد ہیں جن کی فضیلت کا انکار سوائے کافر کے اور کوئی نہیں کرے گا۔

پس عمار بن یاسرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! ہمیں ان کے نام بتایئے تا کہ ہم انہیں پہچان سکیں۔

آپؑ نے فرمایا: جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا تو سب سے بہتر مخلوق رسول ہوں گے اور رسولوں میں افضل حضرت محمدؐ ہوں گے اور ہر امت میں اپنے نبی کے بعد سب سے بہتر اس کے نبی کا وصی ہوتا ہے یہاں تک کہ کوئی نبی اس کو درک کر لے۔ آگاہ ہو جاو کہ اوصیاء میں سے افضل حضرت محمدؐ کا وصی ہے اور آگاہ ہو جاو کہ اوصیاء کے بعد افضل خلق شہداء ہیں اور افضل شہدا حمزہ بن عبد المطلبؑ اور جعفر بن ابو طالبؑ ہیں جن کو دو تازہ پر دیئے گئے ہیں کہ جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔ اس امت میں سے کسی کو ان کے علاوہ کوئی ایسی چیز

نصیب نہیں ہوئی جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو عزت دی ہو اور آپؐ کو شرف بخشا ہو اور نوا سے حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ ہیں اور مہدی علیہم السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم اہل بیتؑ میں سے جسے چاہے بنائے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''جو اللہ اور رسول (ص) کی اطاعت کرے گا تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے خاص انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں۔ (النساء:٦٩)۔''[1]

بیان:

کنت تشهد و نغیب یعنی أنك لم تزل کنت شاهدا مع رسول الله ص

''کنت تشهد و نغیب'' یعنی آپ ہمیشہ گواہ ہیں رسول خداؐ کے ساتھ، آپ نے ان سے احادیث سنی ہیں اور ہم ان سے دور تھے اور ہم ان سے اتنی احادیث نہیں سن پاتے جتنی آپ نے سنیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

17/1330 الکافی،١/٣٣٢/١٢/١ علی عن أبیه عن البزنطی عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِنْتَهَى بِهِ جَبْرَئِيلُ إِلَى مَكَانٍ فَخَلَّى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ يَا جَبْرَئِيلُ تُخَلِّينِي عَلَى هَذِهِ اَلْحَالَةِ فَقَالَ اِمْضِهْ فَوَ اَللَّهِ لَقَدْ وَطِئْتَ مَكَاناً مَا وَطِئَهُ بَشَرٌ وَ مَا مَشَى فِيهِ بَشَرٌ قَبْلَكَ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہؐ کو معراج کے لیے لے جایا گیا تو جبرئیلؑ آپؐ کو ایک جگہ پر لے گئے اور آپؐ کو وہاں اکیلا چھوڑ دیا پس آپؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا: اے جبرئیلؑ! کیا تم مجھے ایسے حال میں چھوڑ دو گے؟

اس نے عرض کیا: آگے بڑھیے۔ خدا کی قسم! آپؐ نے ایک ایسی جگہ پر قدم رکھا ہے جہاں آپؐ سے پہلے کسی انسان نے قدم نہیں رکھا اور نہ ہی آپؐ سے پہلے کوئی انسان یہاں چلا ہے۔[3]

---

[1] بحار الانوار: ۲۲/ ۲۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۶۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۱۳؛ تاریخ امام حسین موسوی: ۲۱/ ۱۰۳۰

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۲۶۳

[3] بحار الانوار: ۱۸/ ۳۰۶؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۴۹۳؛ اثبات الہداۃ: ۱/ ۲۴۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۱۲۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۳۴۳

بیان:

الهاء فی امضه للسکت

○ " اِمْضِہْ " میں الھاء سکت کے لیے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

18/1331 الكافی ١/٤٤٢/١٣/١ العدة عن أحمد عن الحسين عن الجوهری عن علی قَالَ: سَأَلَ أَبُو بَصِيرٍ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَا حَاضِرٌ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَمْ عُرِجَ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ مَرَّتَيْنِ فَأَوْقَفَهُ جَبْرَئِيلُ مَوْقِفاً فَقَالَ لَهُ مَكَانَكَ يَا مُحَمَّدُ فَلَقَدْ وَقَفْتَ مَوْقِفاً مَا وَقَفَهُ مَلَكٌ قَطُّ وَ لاَ نَبِيٌّ إِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّي فَقَالَ يَا جَبْرَئِيلُ وَ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ يَقُولُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ أَنَا رَبُّ اَلْمَلاَئِكَةِ وَ اَلرُّوحِ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي فَقَالَ اَللَّهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ قَالَ وَ كَانَ كَمَا قَالَ اَللَّهُ (قٰابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنىٰ) فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصِيرٍ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا (قٰابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنىٰ) قَالَ مَا بَيْنَ سِيَتِهَا إِلَى رَأْسِهَا فَقَالَ كَانَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ يَتَلَأْلَأُ يَخْفِقُ وَ لاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ وَ قَدْ قَالَ زَبَرْجَدٌ فَنَظَرَ فِي مِثْلِ سَمِّ اَلْإِبْرَةِ إِلَى مَا شَاءَ اَللَّهُ مِنْ نُورِ اَلْعَظَمَةِ فَقَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ رَبِّي قَالَ مَنْ لِأُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ اَللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ سَيِّدُ اَلْمُسْلِمِينَ وَ قَائِدُ اَلْغُرِّ اَلْمُحَجَّلِينَ قَالَ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لِأَبِي بَصِيرٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ وَ اَللَّهِ مَا جَاءَتْ وَلاَيَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْأَرْضِ وَ لَكِنْ جَاءَتْ مِنَ اَلسَّمَاءِ مُشَافَهَةً.

علی سے روایت ہے کہ ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا، جبکہ میں موجود تھا، کہ رسول اللہؐ کو کتنی بار معراج پر لے جایا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: دو بار۔ جبرئیلؑ نے آپؐ کو ایک جگہ رکنے کو کہا کہ اے محمدؐ! وہیں ٹھہر جایئے، آپؐ ایسی جگہ کھڑے ہیں جہاں آپؐ سے پہلے آج تک کوئی فرشتہ یا نبی نہیں کھڑا ہوا۔ یقیناً آپؐ کا پروردگار نماز پڑھ رہا

---

[1] مراۃ العقول: ۵/۲۰۰

[2] شرح بحار الانوار: ۱/۳۴۵

ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! وہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟

اس نے عرض کیا: وہ کہتا ہے: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، میں فرشتوں اور روح کا رب ہوں اور میری رحمت میرے غضب سے زیادہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: آپؐ ایسے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔(النجم:۹)“

ابوبصیر نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ”دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ“ کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دو خم زدہ کمانوں کے برابر کا فاصلہ۔ پس رسول خداؐ اور اللہ کے درمیان فقط ایک حجاب کا فاصلہ تھا جو چمک رہا تھا اور میں نہیں جانتا مگر اتنا کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ زبرجد کا تھا پس آپؐ نے اسے سوئی کے سوراخ کے برابر سے جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا آپؐ نے نُورِ عظمت سے اس کا مشاہدہ کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ!

آپؐ نے فرمایا: لبیک ربّی۔

اللہ نے فرمایا: تیری اُمت میں تیرے بعد کون (خلیفہ و ہادی) ہوگا؟

آپؐ نے عرض کیا: اللہ زیادہ جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوگا جو امیر المومنین، مسلمانوں کا سردار اور قیامت کے دن چمکتی و نُورانی پیشانی والوں کا قائد و رہنما ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! حضرت علیؑ کی ولایت زمین سے نہیں آئی بلکہ یہ آسمان سے بالمشافہ (آمنے سامنے گفتگو کے ذریعے) آئی ہے۔ [1]

بیان:

فی هذا الحديث أسرار غامضة لا ينال إليها أيدی أفهامنا الخافضة و إن نظرنا مثل سم الإبرة إلى

[1] بحار الانوار: ۱۸/۳۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۸۷۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۴۹۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۳۰۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۹۸؛ تفسیر الصافی: ۵/۸۷؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۴؛ الجواہر السنیہ: ۴۲۴؛ الیقین: ۵۴۹

ما شاء الله منها فحاولنا كشفه فكلما جهدنا في إبدائه زدنا في إخفائه و مع ذلك فلا بأس إن أتيت بلمعة منها لعل الله يفتح بها بابا لمن كان له أهلا فإن أصبت فمن الله و إن أخطأت فمن نفسي و الله المستعان فأقول و بالله التوفيق إنما أوقفه جبرئيل ص ذلك الموقف الذي بلغه لأنه لم يكن له أن يرتقي إلى ما فوقه كما أشار إليه بقوله وقفت موقفا ما وقفه ملك قط و لا نبي ثم نبهه على امتناع الجواز عنه بقوله إن ربك يصلي يعني أن الاسم الذي يربيك من الأسماء الربوبية يصلي للذات المقدسة الإلهية بتنزيهه عما لا يليق بجنابة أبلغ تسبيح و تقديسه أشد تقديس و يقول كما أن ربك يا محمد فإني رب الملائكة الذين من جملتهم من يأتيك بالوحي من عندي و رب الروح الذي يسددك بإذني و إنك كنت تحتاج إلى مربوبي هذين في بلوغك هذا المقام الذي لن يبلغاه فما أحرى بك أن لا تقصد ما فوقه و لا تتمناه و يقول أيضا لو لا ما كان من سبق رحمتي غضبي و غلبه أسمائي الجمالية الأسماء الجلالية لما كان لك أن تصل إلى ما وصلت و تنال ما نلت فلما تنبه ص لذلك و استشعره فعند ذلك طلب العفو من الله سبحانه عما كاد يقع فيه مما ليس له و بالجملة لما بلغ رسول الله ص الموقف الذي ما وقفه غيره كان بمحل أن يخطر بباله ما فيه ضيره بأن يذهل عن البشرية بما كان قد بقي فيه من البقية فكان بالحري أن ينبه دون وقوعه في ذلك على أن فوقه ما هو منزه عما هنالك فقيل له ما قيل فطلب العفو من الله الجليل قال و كان كما قال الله يعني و كان ذلك الموقف الذي أوقفه ما قال الله و لا ينافي هذا ما روي أن جبرئيل ع تأخر عنه و اعتذر بأنه لو دنا أنملة من مقامه الذي وصله لاحترق لأن إيقافه للنبي لا يستلزم أن يكون معه في مقامه و القاب المقدار و سية القوس بكسر المهملة قبل المثناة التحتانية المخففة ما عطف من طرفيها و هو تمثيل للمقدار المعنوي الروحاني بالمقدار الصوري الجسماني و القرب المكانتي بالدنو المكاني فسر الإمام ع مقدار القوسين بمقدار طرفي القوس الواحد المنعطفين كأنه جعل كلا منهما قوسا على حدة فيكون مقدار مجموع القوسين مقدار قوس واحد و هي المسماة بقوس الحلقة و هي قبل أن يهيأ للرمي فإنها حينئذ تكون شبه دائرة و الدائرة تنقسم بما يسمى بالقوس و في التعبير عن هذا المعنى بمثل هذه العبارة إشارة لطيفة إلى أن السائر بهذا السير منه سبحانه نزل و إليه صعد و أن الحركة الصعودية كانت انعطافية و أنها لم تقع على نفس المسافة النزولية بل على مسافة أخرى كما مضى تحقيقه في حديث إقبال العقل و إدباره فسيره كان من الله و إلى الله و في الله و بالله و مع الله تبارك الله عز و جل فكان بينهما حجاب و هو حجاب البشرية يتلألأ لانغماسه في نور الرب تعالى بخفق أي باضطراب و تحرك و ذلك لما كاد أن يفنى عن نفسه بالكلية في نور الأنوار بغلبة سطوات الجلال و قد قال زبرجد أي قال حجاب زبرجد يعني أخضر و ذلك لأن النور الإلهي الذي يشبه لون البياض كان قد شابته ظلمة بشرية فصار يتراءى كأنه أخضر على لون الزبرجد فنظر أي من وراء الحجاب من لأمتك إنما سأله عن ذلك لأنه ص كان قد أهمه أمر الأمة و كان في قلبه أن يخلف فيهم خليفة إذا ارتحل عنهم و قد علم الله ذلك منه و لذلك سأله عنه و لما كان الخليفة متعينا عند الله تعالى و عند رسوله ص قال الله

ما قال و وصفه بأوصاف لم يكن لغيره أن ينال أمير المؤمنين إما خبر لعلي أو وصف له و على الأول تكون الجملة قائمة مقام الجواب بهو هو و على التقديرين بيان مع برهان و قائد الغر المحجلين الغرة بالضم بياض في الجبهة و يقال للفرس أغر و التحجيل بياض في قوائم الفرس قال في النهاية المحجل هو الذي يرتفع البياض في قوائمه في موضع القيد و يجاوز الأرساغ و لا يجاوز الركبتين لأنها مواضع الأحجال و هي الخلاخيل و القيود و لا يكون التحجيل باليد و اليدين ما لم يكن رجل أو رجلان و منه الحديث أمتي الغر المحجلون أي بيض مواضع الوضوء من الأيدي و الأقدام استعار أثر الوضوء في الوجه و اليدين و الرجلين للإنسان من البياض الذي في وجه الفرس و يديه و رجليه و قال في الأغر و منه الحديث غر محجلون من آثار الوضوء يريد بياض وجوههم بنور الوضوء يوم القيامة

اس حدیث میں ایسے گہرے ودقیق رازواسرار موجود ہیں کہ جن کی طرف ہماری عقل وفہم نہیں پہنچ سکتی۔ اور اگر ہم اس میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی اس وقت غوروفکر کریں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے تو پھر اس کو واضح کرنے کے لیے کئی چیزیں حائل ہوجائیں گے۔ ہم اس کو جتنا ظاہر کرنے کوشش کریں اتنا زیادہ یہ ہم سے مخفی رہے گی، پس اگر میں درست ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اگر میں غلط ہوں تو یہ میری طرف سے ہے لیکن ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرض کرتا ہوں کہ جبرئیلؑ نے آپؐ کو ایک مقام پر روکا جہاں پر آپ پہنچ گئے تھے کیونکہ اس کو اپنے سے اوپر والی چیز پر جانے کا حق نہیں تھا جیسا کہ انہوں نے اپنے قول سے اشارہ کیا کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں نہ کوئی نبی کھڑا ہوا اور نہ ہی کوئی فرشتہ آیا۔ اس کے بعد اس نے ان کو اپنے قول سے اس سے جواز کے نہ ہونے پر متنبہ کیا کہ آپؐ کا ربّ صلاۃ پڑھ پڑھتا ہے یعنی بیشک اسماء ربوبیہ میں سے وہ اسم جس سے آپ کی تربیت ہوئی کہ وہ ذات مقدسہ الٰہیہ کے لیے صلاۃ پڑھتا ہے جس میں اس کی تسبیح، تقدس اور شدید تقدس ہے۔

اس نے کہا کہ جیسا کہ اے محمدؐ! میں آپ کا رب ہوں۔ اور میں ان فرشتوں کا بھی رب ہوں میری طرف سے آپؐ کے پاس وحی لاتے ہیں اور میں اس روح کا بھی رب ہوں جس نے میرے اذن سے آپ کو روکا اور یہ کہ آپ کو اس مقام تک پہنچنے کے لیے میرے ان دوولیوں کی ضرورت تھی کہ وہ نہیں پہنچیں گے تو آپ کے لیے کیا بہتر ہے کہ آپ اوپر والے کا ارادہ نہ کریں اور اس کی خواہش نہ کریں اس نے یہ بھی کہا کہ اگر میری رحمت میرے غضب سے پہلے نہ ہوتی اور میرے اسماء جمالیہ اسماء جلالیہ پر غائب نہ ہوتے تو جو کچھ تم حاصل کرچکے ہو اس تک پہنچنا اور حاصل کرنا آپ اپنے ممکن نہ تھا۔ تو اس نے محسوس کیا اور اس پر اس نے خدا سے معافی مانگی اس کے لیے جس میں وہ گرنے والا تھا جو اس کے پاس نہیں تھا۔ اس سے اس بات کی تردید نہیں ہوتی کہ جبرئیلؑ ان کے لیے دیر آرہے تھے اور انہوں نے معذرت کی کہ اگر وہ اپنے مقام سے ایک

انچ تک بھی آگے جاتے جہاں وہ پہنچے تو وہ جل جاتے کیونکہ ان کے روکنے سے رسول خداؐ کا یہ کام ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اس مقام پر ہو۔ اس مفہوم کو ایسے فقرے میں بیان کرنا ایک عمدہ اشارہ ہے کہ جو اس کی طرف سے اس راستے پر چلتا ہے وہ پاک ہے، وہ آرا اور اس کی طرف بلند ہوا اور یہ کہ اوپر کی طرف حرکت ایک چکر ہے اور یہ نہیں ہے۔ نزول کے طور پر ایک فاصلے پر واقع ہوتا ہے بلکہ ایک مختلف فاصلے پر جیسا کہ پہلے حدیث میں ذہن کے قریب آنے اور اس سے ہٹ جانے اور اس کے راستہ کی تحقیق کی گئی ہے تو ان کے درمیان ایک پردہ تھا کیونکہ یہ خدا کے نور میں نورانیت کے ساتھ ڈوبا ہوا تھا بھی اشتعال کے ساتھ اور تحریک کے ساتھ یہ وقت تھا جب اس نے غلبہ کے ساتھ روشنیوں کی روشنی میں اپنے آپ کو تقریباً مکمل طور پر فنا کر دیا تھا۔ اس کے بارے میں اس لیے کہ آپؐ کو فرشتے کے معاملات کی فکر تھی اور ان کے دل میں یہ بات تھی کہ اگر وہ الگ ہو جائیں تو کوئی جانشین ان کی جگہ لے لے۔ خدا کو اس سے معلوم تھا اور اس لیے اس نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے خلیفہ مقرر کیا گیا تو خدا نے وہی کہا جو اس نے کہا اور اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔

أمیر المؤمنین" یا تو حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں بیان ہو یا ان کی اوصاف بیان ہوئیں پہلے کے مطابق جملہ جواب کی جگہ "وہ" کے ساتھ کھڑا ہے اور دونوں تشخیصات کے مطابق ثبوت کے ساتھ بیان۔

قائد الغر المحجلین "اس میں "الغر" ضمہ کے ساتھ ہے اور اس سے مرد پیشانی کی سفیدی ہے اور "اغر" گھوڑے کو کہا جاتا ہے۔ التحجیل "اس سے مراد گھوڑے کے قوام میں سفیدی کا ہونا ہے۔ کتاب النھایہ میں بیان کیا گیا ہے کہ پردہ وہ ہے جس کی سفیدی پیروں میں طوق کی جگہ پر اٹھ جائے اور کلائیوں سے آگے بڑھ جائے اور گھٹنوں سے زیادہ نہ ہو کیونکہ یہ پردہ کی جگہیں ہیں جو کہ پازیب اور بیڑیاں ہیں پردہ نہیں کرنا چاہیے ہاتھ یا ہاتھوں سے جب تک کہ ایک یا دو آدمی شامل نہ ہوں۔ اس کے بارے میں ایک حدیث ہے: اُمتی الغر المحجلون میری امت سفید پیشانیوں والی ہوگی یعنی وضو کی جگہوں کی سفیدی جیسے ہاتھ اور پاؤں اس نے وضو کے اثر کو گھوڑے کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کی سفیدی سے مستعار لیا انسان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں پر وضو کا اثر۔ اس کے بارے میں ایک حدیث ہے: وہ وضو کے اثرات سے سفید ہو گئے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے وضو کے نور سے سفید ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

19/1332 الفقیہ،۲/۳۲۷/۲۵۸۶ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسْتَرَآبَادِيُّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَ عَلِيِّ بْنِ

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۰۴

مُحَمَّدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبَوَيْهِمَا عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَمَّا بَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ وَ اصْطَفَاهُ نَجِيّاً وَ فَلَقَ لَهُ الْبَحْرَ وَ نَجَّى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ أَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ وَ الْأَلْوَاحَ رَأَى مَكَانَهُ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ يَا رَبِّ لَقَدْ أَكْرَمْتَنِي بِكَرَامَةٍ لَمْ تُكْرِمْ بِهَا أَحَداً مِنْ قَبْلِي فَقَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلاَلُهُ (يَا مُوسَى أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَفْضَلُ عِنْدِي مِنْ جَمِيعِ مَلاَئِكَتِي وَ جَمِيعِ خَلْقِي) فَقَالَ مُوسَى يَا رَبِّ فَإِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ أَكْرَمَ عِنْدَكَ مِنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ فَهَلْ فِي آلِ الْأَنْبِيَاءِ أَكْرَمُ مِنْ آلِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (يَا مُوسَى أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ فَضْلَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَى جَمِيعِ آلِ النَّبِيِّينَ كَفَضْلِ مُحَمَّدٍ عَلَى جَمِيعِ الْمُرْسَلِينَ) فَقَالَ يَا رَبِّ فَإِنْ كَانَ آلُ مُحَمَّدٍ كَذَلِكَ فَهَلْ فِي أُمَمِ الْأَنْبِيَاءِ أَفْضَلُ عِنْدَكَ مِنْ أُمَّتِي ظَلَّلْتَ (عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ) وَ أَنْزَلْتَ (عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوىٰ) وَ فَلَقْتَ لَهُمُ الْبَحْرَ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (يَا مُوسَى أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ فَضْلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَى جَمِيعِ الْأُمَمِ كَفَضْلِهِ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِي) فَقَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا رَبِّ لَيْتَنِي كُنْتُ أَرَاهُمْ فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ (يَا مُوسَى إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُمْ فَلَيْسَ هَذَا أَوَانُ ظُهُورِهِمْ وَ لَكِنْ سَوْفَ تَرَاهُمْ فِي الْجِنَانِ جَنَّاتِ عَدْنٍ وَ الْفِرْدَوْسِ بِحَضْرَةِ مُحَمَّدٍ فِي نَعِيمِهَا يَتَقَلَّبُونَ وَ فِي خَيْرَاتِهَا يَتَبَجَّحُونَ أَ فَتُحِبُّ أَنْ أُسْمِعَكَ كَلاَمَهُمْ) قَالَ نَعَمْ يَا إِلَهِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (قُمْ بَيْنَ يَدَيَّ وَ اشْدُدْ مِئْزَرَكَ قِيَامَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ بَيْنَ يَدَيِ الْمَلِكِ الْجَلِيلِ) فَفَعَلَ ذَلِكَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَنَادَى رَبُّنَا عَزَّ وَ جَلَّ (يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ فَأَجَابُوهُ كُلُّهُمْ) وَ هُمْ فِي أَصْلاَبِ آبَائِهِمْ وَ أَرْحَامِ أُمَّهَاتِهِمْ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ قَالَ فَجَعَلَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ تِلْكَ الْإِجَابَةَ شِعَارَ الْحَجِّ وَ الْحَدِيثُ طَوِيلٌ أَخَذْنَا مِنْهُ مَوْضِعَ الْحَاجَةِ وَ قَدْ أَخْرَجْتُهُ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ.

امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کو مبعوث بہ رسالت کیا اور انہیں منتخب فرمایا تو انہیں نجات دیتے ہوئے ان کے لیے دریا شگافتہ کیا اور بنی

اسرائیل کو نجات دی اور انہیں توریت اور الواح عطا کیں تو ان کو اللہ کے سامنے اپنی منزلت نظر آئی اور انہوں نے عرض کیا: پروردگار! تو نے تو مجھے وہ شرف و بزرگی عطا کی ہے کہ ایسا شرف اور ایسی بزرگی تو نے مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک میرے تمام ملائکہ بلکہ میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں؟

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: اچھا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے نزدیک تیری تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ مکرم ہیں تو کیا انبیاء میں سے بھی کسی کی آل میری آل سے زیادہ مکرم ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل تمام انبیاء سے اسی طرح افضل ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں؟

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: پروردگار! اچھا اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہیں تو کیا تیرے نزدیک ساری انبیاء کی امت میں سے کوئی میری امت سے بھی افضل ہے حالانکہ ان پر تو نے ابر کا سایہ کیا اور ان کے لیے من و سلویٰ نازل فرمایا اور ان کے لیے دریا کو شگافتہ کیا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بھی تمام امتوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: پروردگار! کیا ہی اچھا ہو کہ تو مجھے ان کو دکھا دے؟

پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ! تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے اس لیے کہ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ ہاں تم ان کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جنت عدن اور جنت الفردوس میں دیکھ سکو گے جو وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز اور وہاں کی خوبیوں سے لذت یاب ہوتے ہوں گے اور اس وقت تم ان لوگوں کی آوازیں سن سکو گے۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: اچھا پروردگار یہی صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا تو پھر کمر کو مضبوط باندھ لو اور میرے سامنے اس طرح کھڑے ہو جاؤ جس طرح ایک ناچیز بندہ اپنے جلیل القدر مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا تو ہمارے پروردگار نے آواز دی: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت والو! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے جتنے لوگ اپنے آباء کے صلب میں اور اپنی ماؤں کے شکموں میں تھے،

نے جواب دیا: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔
آپؑ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے اسی اجابت کو حج کا شعار قرار دے دیا۔
یہ حدیث طویل ہے یہاں میں نے اس میں سے بقدر حاجت لی ہے اور پوری حدیث میں نے تفسیر قرآن کے باب میں دے دی ہے۔ [1]

بیان:

التبحبح التمکن فی المقام و الحلول و تبحبح الدار توسطها و هم فی ابتحاح سعة و خصب و یأتی تفسیر التلبیات فی کتاب الحج إن شاء الله تعالی

"التبحبح" اس سے مراد ایک مقام تمکن کا حاصل ہوتا ہے اور حلول وتبحبح الدار سے مراد اس کا درمیان والا ہے۔
بہر حال تلبیات کی تفسیر ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب الحج میں بیان ہوگی۔

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک حدیث معتبر ہے (واللہ اعلم)

20/1333 الکافی، ۱/۱/۱۷/۲ علی عن أبیه عن البزنطی و العدة عن البرقی عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ جَمِيعاً عَنْ أَبَانٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَعْطَى مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَرَائِعَ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى وَ عِيسَى عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ اَلتَّوْحِيدَ وَ اَلْإِخْلاَصَ وَ خَلْعَ اَلْأَنْدَادِ وَ اَلْفِطْرَةَ اَلْحَنِيفِيَّةَ اَلسَّمْحَةَ وَ لاَ رَهْبَانِيَّةَ وَ لاَ سِيَاحَةَ أَحَلَّ فِيهَا اَلطَّيِّبَاتِ وَ حَرَّمَ فِيهَا اَلْخَبَائِثَ وَ وَضَعَ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَ اَلْأَغْلاَلَ اَلَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ اِفْتَرَضَ عَلَيْهِ فِيهَا اَلصَّلاَةَ وَ اَلزَّكَاةَ وَ اَلصِّيَامَ وَ اَلْحَجَّ وَ اَلْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَلنَّهْيَ عَنِ اَلْمُنْكَرِ وَ اَلْحَلاَلَ وَ اَلْحَرَامَ وَ اَلْمَوَارِيثَ وَ اَلْحُدُودَ وَ اَلْفَرَائِضَ وَ اَلْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ وَ زَادَهُ اَلْوُضُوءَ وَ فَضَّلَهُ بِفَاتِحَةِ اَلْكِتَابِ وَ بِخَوَاتِيمِ سُورَةِ اَلْبَقَرَةِ وَ اَلْمُفَصَّلِ وَ أَحَلَّ لَهُ اَلْمَغْنَمَ وَ اَلْفَيْءَ وَ نَصَرَهُ بِالرُّعْبِ وَ جَعَلَ لَهُ

[1] عیون اخبار الرضا: ۱/ ۲۸۲؛ علل الشرائع: ۲/ ۳۱۶؛ بحار المصطفیٰ (مترجم): ۶: ۵۴۶ ح ۴۳۹ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ تاویل الآیات: ۳۱۱؛ بحار الانوار: ۱۳/ ۳۴۰ و ۲۶/ ۲۷۴ و ۸۹/ ۲۲۴ و ۹۶/ ۱۸۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۴۷ و ۱۰/ ۷۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۱۷ و ۴/ ۱۳۰؛ الجواہر السنیہ: ۴۹۰؛ النور المبین جزائری: ۳۰۲؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۶۹؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۹۲؛ تفسیر امام عسکریؑ: ۳۱؛ المختصر: ۲۷۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۰۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۳/ ۱۳۱

ٱلْأَرْضَ مَسْجِداً وَ طَهُوراً وَ أَرْسَلَهُ كَافَّةً إِلَى ٱلْأَبْيَضِ وَ ٱلْأَسْوَدِ وَ ٱلْجِنِّ وَ ٱلْإِنْسِ وَ أَعْطَاهُ ٱلْجِزْيَةَ وَ أَسْرَ ٱلْمُشْرِكِينَ وَ فِدَاهُمْ ثُمَّ كُلِّفَ مَا لَمْ يُكَلَّفْ أَحَدٌ مِنَ ٱلْأَنْبِيَاءِ وَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ سَيْفٌ مِنَ ٱلسَّمَاءِ فِي غَيْرِ غِمْدٍ وَ قِيلَ لَهُ: (فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ ٱللّٰهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ).

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعتیں عطا کیں۔ نیز آپؐ کو توحید، اخلاص، بتوں سے دوری، پاکیزہ (سیدھی) اور برداشت کرنے والی فطرت اور سخاوت پسندی عطا کی جس میں نہ رہبانیت ہے اور نہ ہی سیاحت (مکمل لذت) ہے، اس نے اس میں پاکیزہ چیزوں کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا، اس کے ذریعے اس نے ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کر دیا جو ان (لوگوں پر) پر عائد تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپؐ کے لیے اس میں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، حلال، حرام، موارث، حدود، فرائض اور اللہ کی راہ میں جہاد کو فرض قرار دیا۔ اس نے وضو کا اضافہ کیا، اس نے آپؐ کو فاتحہ کتاب، خواتیم سورہ البقرہ اور مفصل کے ذریعے فضیلت دی، اس نے آپؐ کے لیے غنیمت اور مال فئے کو حلال کیا، رعب کے ذریعے آپؐ کی نصرت کی، آپؐ کے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک و پاکیزہ قرار دیا، اس نے آپؐ کو سفید و سیاہ، جن و انس سب کی طرف بھیجا، اس نے آپؐ کو جزیہ، مشرکین کی گرفتاری اور ان کا فدیہ عطا کیا اور پھر اس نے آپؐ پر ایسی ذمہ داریاں عائد کیں جو پہلے انبیاء میں سے کسی پر عائد نہیں کی گئیں، اس نے آپؐ پر آسمان سے ایک بے بند تلوار اتاری پس آپؐ سے فرمایا گیا: "تو آپ (ص) اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ آپ پر ذمہ داری نہیں ڈالی جاتی سوائے اپنی ذات کے۔ (النساء: ۸۴)۔"[1]

بیان:

الأنداد جمع ند و هو مثل الشيء الذي يضاده في أموره و يناده أي يخالفه يريد بها ما كانوا يتخذونه آلهة من دون الله و الفطرة الحنيفية عطف على شرائع نوح و هي الإسلام و الميل إلى الحق و أصل الحنف الميل و السمحة السهلة المسامح فيها لا رهبانية من رهبة النصارى و أصلها الرهبة بمعنى الخوف كانوا يترهبون بالتخلي من أشغال الدنيا و ترك ملاذها و الزهد فيها و العزلة عن أهلها و تعمد مشاقها حتى أن منهم من كان يخصي نفسه و يضع السلسلة في

[1] المحاسن: ۱/ ۲۸۷ ح ۴۳۱؛ بحار الانوار: ۱۶/ ۳۳۰ و ۶۵/ ۳۱۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۴۸۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۴۳؛ مسند الامام الصادق ۵:/ ۱۲۹

عنقه و إليها أشير بالأغلال و الإصر الحبس و الضيق و المفصل أواخر القرآن و اختلف في مبدئه و المغنم الغنيمة و الفيء ما يشملها و الخراج و غير ذلك و يأتي تحقيقه في كتاب الزكاة و كأنه أريد بالأبيض و الأسود العجم و العرب

❁ ''الانداد'' یہ جمع ہے ''ند'' کی اور یہ اس چیز کی مثل ہوتی ہے جس وہ اس کے امور میں ضد ہو یعنی اس کے مخالف ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ خدا مانا گیا ہو۔

''والفطرۃ الحنیفیہ'' یہ عطف ہے شرائع نوحؑ پر اور اسلام ہے اور حق کی طرف مائل ہے اور حنف کی اصل مائل ہونا ہے۔ ''والسمحہ'' سہولت۔ ''لا رھبانیۃ'' یعنی نصاریٰ کی رہبانیت اور اس کی اصل۔ ''الرھبۃ'' ہے جس کا معنی خوف ہے اور وہ ایسے لوگ تھے جو دنیا کے کاموں کو چھوڑ خلوت اختیار کرتے تھے اور اس کی لذتوں کو ترک کرتے تھے اور زہد کو اختیار کیا، اس کی حرمت کو چھوڑ کر پرہیز کرتے ہوئے خوفزدہ ہوا اسے اپنے لوگوں سے الگ تھلگ کرنا اور جان بوجھ کر سختیوں کے لیے وقف کرنا یہاں تک کہ ان میں بعض اپنے آپ کو زنجیر بنا کر گلے میں ڈالتے تھے اور اسے طوق اور جبر کیا جاتا ہے۔

''الاصر'' قید و بند اور تنگی۔ ''المفصل'' قرآن مجید کی آخری سورتیں۔ ''المغنم'' مال غنیمت۔ ''والفئی'' جو اس کو شامل ہو اور خراج اور اس علاوہ دیگر۔

بہر حال! اس کی تحقیق کتاب الزکاۃ میں آئے گی۔ گویا کہ میری مراد سفید اور سیاہ سے عجم اور عرب ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ [1]

21/334 الكافي، ١/٢/١٧/٢ العدة عن البرقي عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَاصْبِرْ كَمٰا صَبَرَ أُولُوا اَلْعَزْمِ مِنَ اَلرُّسُلِ) فَقَالَ نُوحٌ وَ إِبْرَاهِيمُ وَ مُوسَى وَ عِيسَى وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُلْتُ كَيْفَ صَارُوا أُولِي اَلْعَزْمِ قَالَ لِأَنَّ نُوحاً بُعِثَ بِكِتَابٍ وَ شَرِيعَةٍ وَ كُلُّ مَنْ جَاءَ بَعْدَ نُوحٍ أَخَذَ بِكِتَابِ نُوحٍ وَ شَرِيعَتِهِ وَ مِنْهَاجِهِ حَتَّى جَاءَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِالصُّحُفِ وَ بِعَزِيمَةِ تَرْكِ كِتَابِ نُوحٍ لاَ كُفْراً بِهِ فَكُلُّ نَبِيٍّ جَاءَ بَعْدَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخَذَ بِشَرِيعَةِ إِبْرَاهِيمَ وَ مِنْهَاجِهِ وَ بِالصُّحُفِ حَتَّى جَاءَ مُوسَى بِالتَّوْرَاةِ وَ شَرِيعَتِهِ وَ مِنْهَاجِهِ وَ بِعَزِيمَةِ تَرْكِ

[1] مراۃ العقول: ۷/ ۹۸

اَلصُّحُفِ وَ كُلُّ نَبِيٍّ جَاءَ بَعْدَ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخَذَ بِالتَّوْرَاةِ وَ شَرِيعَتِهِ وَ مِنْهَاجِهِ حَتَّى جَاءَ اَلْمَسِيحُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِالْإِنْجِيلِ وَ بِعَزِيمَةِ تَرْكِ شَرِيعَةِ مُوسَى وَ مِنْهَاجِهِ فَكُلُّ نَبِيٍّ جَاءَ بَعْدَ اَلْمَسِيحِ أَخَذَ بِشَرِيعَتِهِ وَ مِنْهَاجِهِ حَتَّى جَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَجَاءَ بِالْقُرْآنِ وَ بِشَرِيعَتِهِ وَ مِنْهَاجِهِ فَحَلاَلُهُ حَلاَلٌ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ وَ حَرَامُهُ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ فَهَؤُلاَءِ (أُولُوا اَلْعَزْمِ مِنَ اَلرُّسُلِ) عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

سماعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے خدا کے قول: "پس آپ صبر کرو جیسے اولوالعزم رسولوں نے کیا اور ان کے بارے جلدی نہ کرو۔ (الاحقاف: ۳۵)" کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ (اولوالعزم رسول تھے)۔

میں نے عرض کیا: اولوالعزم کیسے بنتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت نوحؑ کتاب و شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے پس جو نبی بھی ان کے بعد آیا وہ انہی کی کتاب و شریعت اور انہی کے طریقہ پر عمل کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ صحیفوں کے ساتھ کتاب نوحؑ کو چھوڑ دینے کے عزم کے ساتھ تشریف لے آئے اور یہ چھوڑنا کفر کی وجہ سے نہیں تھا۔ پس حضرت ابراہیمؑ کے بعد جو بھی نبی آیا اس نے حضرت ابراہیمؑ کی شریعت، ان کے طریقے اور صحائف کو ہی لیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ تورات و اپنی شریعت، اپنا طریقہ اور صحیفوں کو چھوڑ دینے کے عزم کے ساتھ تشریف لے آئے اور حضرت موسیٰؑ کے بعد جو بھی نبی آیا اس نے تورات، ان کی شریعت اور انہی کے طریقے کو ہی اخذ کیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ انجیل، حضرت موسیٰؑ کی شریعت کو ترک کرنے کے عزم اور اپنے طریقہ کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد جو بھی نبی آیا اس نے انہی کی شریعت اور انہی کی کتاب کو ہی لیا یہاں تک کہ حضرت محمدؐ قرآن، اپنی شریعت اور اپنے طریقہ کے ساتھ تشریف لے آئے پس آپؐ کا حلال قیامت تک حلال رہے گا اور آپؐ کا حرام قیامت تک حرام رہے گا اور یہی رسولوں میں سے اولوالعزم ہیں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہونا بھی بعید نہیں ہے کیونکہ سماعہ کے واقفی ہونے پر

---

[1] المحاسن: ۱/ ۲۶۹ ح ۳۵۸؛ بحار الانوار: ۱۱/ ۵۶ و ۱۶/ ۳۵۳ و ۳۶۵/ ۲۶/ ۳۲۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۵۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۲؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۲۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۲۰۳؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۱۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۱۳۰؛ قصص الانبیاء راوندی: ۲/ ۱۴۳؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱/ ۱۵

[2] مراۃ العقول: ۷/ ۹۹

کلام ہے اور وہ امامی ہے (واللہ اعلم)

221335 الکافی ۱/۱۹/۴۴۵/۱ الاثنان عن منصور بن العباس عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَاتَ آلُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ بِأَطْوَلِ لَيْلَةٍ حَتَّى ظَنُّوا أَنْ لاَ سَمَاءَ تُظِلُّهُمْ وَ لاَ أَرْضَ تُقِلُّهُمْ لِأَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَتَرَ اَلْأَقْرَبِينَ وَ اَلْأَبْعَدِينَ فِي اَللَّهِ فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ أَتَاهُمْ آتٍ لاَ يَرَوْنَهُ وَ يَسْمَعُونَ كَلاَمَهُ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ رَحْمَةُ اَللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ إِنَّ فِي اَللَّهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَ نَجَاةً مِنْ كُلِّ هَلَكَةٍ وَ دَرَكاً لِمَا فَاتَ (كُلُّ نَفْسٍ ذٰائِقَةُ اَلْمَوْتِ وَ إِنَّمٰا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ اَلْقِيٰامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ اَلنّٰارِ وَ أُدْخِلَ اَلْجَنَّةَ فَقَدْ فٰازَ وَ مَا اَلْحَيٰاةُ اَلدُّنْيٰا إِلاّٰ مَتٰاعُ اَلْغُرُورِ) إِنَّ اَللَّهَ اِخْتَارَكُمْ وَ فَضَّلَكُمْ وَ طَهَّرَكُمْ وَ جَعَلَكُمْ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّهِ وَ اِسْتَوْدَعَكُمْ عِلْمَهُ وَ أَوْرَثَكُمْ كِتَابَهُ وَ جَعَلَكُمْ تَابُوتَ عِلْمِهِ وَ عَصَا عِزِّهِ وَ ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلاً مِنْ نُورِهِ وَ عَصَمَكُمْ مِنَ اَلزَّلَلِ وَ آمَنَكُمْ مِنَ اَلْفِتَنِ فَتَعَزَّوْا بِعَزَاءِ اَللَّهِ فَإِنَّ اَللَّهَ لَمْ يَنْزِعْ مِنْكُمْ رَحْمَتَهُ وَ لَنْ يُزِيلَ عَنْكُمْ نِعْمَتَهُ فَأَنْتُمْ أَهْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَلَّذِينَ بِهِمْ تَمَّتِ اَلنِّعْمَةُ وَ اِجْتَمَعَتِ اَلْفُرْقَةُ وَ اِئْتَلَفَتِ اَلْكَلِمَةُ وَ أَنْتُمْ أَوْلِيَاؤُهُ فَمَنْ تَوَلاَّكُمْ فَازَ وَ مَنْ ظَلَمَ حَقَّكُمْ زَهَقَ مَوَدَّتُكُمْ مِنَ اَللَّهِ وَاجِبَةٌ فِي كِتَابِهِ عَلَى عِبَادِهِ اَلْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ اَللَّهُ عَلَى نَصْرِكُمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ فَاصْبِرُوا لِعَوَاقِبِ اَلْأُمُورِ فَإِنَّهَا إِلَى اَللَّهِ تَصِيرُ قَدْ قَبِلَكُمُ اَللَّهُ مِنْ نَبِيِّهِ وَدِيعَةً وَ اِسْتَوْدَعَكُمْ أَوْلِيَاءَهُ اَلْمُؤْمِنِينَ فِي اَلْأَرْضِ فَمَنْ أَدَّى أَمَانَتَهُ آتَاهُ اَللَّهُ صِدْقَهُ فَأَنْتُمُ اَلْأَمَانَةُ اَلْمُسْتَوْدَعَةُ وَ لَكُمُ اَلْمَوَدَّةُ اَلْوَاجِبَةُ وَ اَلطَّاعَةُ اَلْمَفْرُوضَةُ وَ قَدْ قُبِضَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَدْ أَكْمَلَ لَكُمُ اَلدِّينَ وَ بَيَّنَ لَكُمْ سَبِيلَ اَلْمَخْرَجِ فَلَمْ يَتْرُكْ لِجَاهِلٍ حُجَّةً فَمَنْ جَهِلَ أَوْ تَجَاهَلَ أَوْ أَنْكَرَ أَوْ نَسِيَ أَوْ تَنَاسَى فَعَلَى اَللَّهِ حِسَابُهُ وَ اَللَّهُ مِنْ وَرَاءِ حَوَائِجِكُمْ وَ أَسْتَوْدِعُكُمُ اَللَّهَ وَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَسَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِمَّنْ أَتَاهُمُ اَلتَّعْزِيَةُ فَقَالَ مِنَ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى.

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہؐ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو وہ پہلی رات تھی جو آل محمدؐ پر لمبی ہوگئی تھی حتی کہ ان کو ایسے گمان ہوتا کہ جیسے آسمان کا سایہ ان پر نہیں اور زمین ان کے پاؤں کے نیچے سے نکل

چکی ہے کیونکہ رسول اللہؐ اپنے اور بیگانوں کو راہ خدا میں ایک کرنے والے تھے۔ اس دوران ایک آنے والا آیا جو نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اس کی گفتگو کو سب سن رہے تھے۔

اس نے کہا: السلام علیکم، اے اہل بیت، تم پر اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکات ہوں! اللہ کے ہاں ہر قسم کے مصائب کے لیے بہترین تعزیت اور ہر قسم کی تباہی سے نجات اور نقصانات کا علاج ہے۔ ہر نفس موت کا ذائقہ ہے اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ قیامت کے دن ملے گا پس جو شخص آگ سے دور رہا اور جنت میں داخل ہو گیا تو وہ کامیاب ہے اور دنیاوی زندگی دھوکہ وفریب ہے۔ (اے اہل بیتؑ!) اللہ نے تمہیں منتخب کیا، تمہیں امتیاز عطا کیا، تمہیں پاک و پاکیزہ بنایا، اپنے نبی کے اہل بیت بنایا، اس نے تمہیں اپنا علم سونپا ہے، تمہیں اپنی کتاب کا وارث بنایا، اس نے تمہیں اپنے علم کا صندوق اور اپنی عظمت کا عصا بنایا، اس نے تمہارے لیے اپنے نور کی مثال دی، تمہیں تمام گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھا اور اس نے تمہیں ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھا پس اللہ کی طرف سے تعزیت قبول کرو اور یقیناً اللہ نے تم سے اپنی رحمت کو نہیں روکا اور وہ تم سے اپنی نعمتوں میں سے کبھی بھی کچھ نہیں ہٹائے گا پس تم اھل اللہ (اللہ کے اہل) ہو کہ جن کے ذریعے نعمت پوری ہوتی ہے، مختلف گروہ متحد ہو جاتے ہیں اور الفاظ میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور تم اس کے اولیاء ہو پس جس نے تم سے محبت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے تمہارے حق پر ظلم کیا تو وہ تمہاری مودت سے چلا گیا جو اللہ کی طرف سے اس کی کتاب میں مومن بندوں پر واجب ہے۔ اس کے علاوہ اللہ جب چاہے تمہاری نصرت کرے تو وہ اس پر قادر ہے پس معاملات کے نتائج پر صبر کرو کیونکہ یہ سب اللہ کی طرف جاتے ہیں۔ اللہ نے تمہیں اس کے نبیؐ کی طرف سے ودیعت کے طور پر قبول کیا ہے اور اپنے مومن اولیاء کے لیے تمہیں امانت قرار دیا ہے پس جو شخص اس کے ساتھ امانت میں سچا ہو گا تو اللہ اسے اس کی سچائی کا اجر دے گا اور تم ہی وہ امانت ہو جو (لوگوں کے) سپرد کی گئی ہے اور تم سے محبت کرنا لوگوں پر واجب ہے اور تمہاری اطاعت فرض ہے۔ تحقیق اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس دنیا سے اٹھا لیا ہے اور تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اس نے تمہیں (مشکلات سے) نکلنے کا طریقہ بتا دیا ہے اور اس نے کسی کے لیے کوئی عذر نہیں چھوڑا پس جو نہ جانتا ہو یا جاہل ہونے کا بہانہ کرے، انکار کرے، بھول جائے یا بھول جانے کا بہانہ کرے تو وہ اللہ کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ اللہ تمہاری حاجات کے لیے تمہارے پیچھے ہے اور میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلامتی ہو۔

پس میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: تعزیت کس کی طرف سے آئی تھی؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی تھی۔ [1]

بیان:

الوتر الحقد يعني أسخطهم على نفسه و أهله و جعلهم ذوي حقد عليهم في طلب رضاء الله سبحانه عزاء سلوة زحزح بوعد و طهركم إشارة إلى قوله سبحانه وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً و أورثكم كتابه إشارة إلى قوله ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنا مِنْ عِبادِنا تابوت علمه و عصا عزه استعارات و ضرب لكم مثلا من نوره إشارة إلى قوله سبحانه اللهُ نُورُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ الآيات زهق بطل و هلك واجبة في كتابه إشارة إلى قوله سبحانه قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى قال في الكافي ولد النبي ص لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول في عام الفيل يوم الجمعة مع الزوال و روي أيضا عند طلوع الفجر قبل أن يبعث بأربعين سنة و حملت به أمه في أيام التشريق عند الجمرة الوسطى و كانت في منزل عبد الله بن عبد المطلب و ولدته في شعب أبي طالب في دار محمد بن يوسف في الزاوية القصوى عن يسارك و أنت داخل الدار و قد أخرجت الخيزران ذلك البيت فصيرته مسجدا يصلي الناس فيه و بقي بمكة بعد مبعثه ثلاث عشرة سنة ثم هاجر إلى المدينة و مكث بها عشر سنين ثم قبض ع لاثنتي عشرة ليلة مضت من ربيع الأول يوم الإثنين و هو ابن ثلاث و ستين سنة و توفي أبوه عبد الله بن عبد المطلب بالمدينة عند أخواله و هو ابن شهرين و ماتت أمه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب و هو ص ابن أربع سنين و مات عبد المطلب و للنبي ص نحو ثمان سنين و تزوج خديجة و هو ابن بضع و عشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه ص القاسم و رقية و زينب و أم كلثوم و ولد له بعد المبعث الطيب و الطاهر و فاطمة ع و روي أيضا أنه لم يولد له بعد المبعث إلا فاطمة ع و أن الطيب و الطاهر ولدا قبل مبعثه و ماتت خديجة ع حين خرج رسول الله ص من الشعب و كان ذلك قبل الهجرة بسنة و مات أبو طالب بعد موت خديجة بسنة فلما فقدهما رسول الله ص سأم المقام بمكة و دخله حزن شديد و شكا ذلك إلى جبرئيل ع فأوحى الله إليه اخرج من هذه القرية الظالم أهلها فليس لك بمكة ناصر بعد أبي طالب و أمره بالهجرة انتهى كلامه طاب ثراه و المشهور أن ولادته ص كانت في السابع عشر من ربيع الأول و الخيزران اسم جارية الخليفة سأم المقام أي مله و في بعض النسخ شنأ أي أبغض و قال في التهذيب كنيته ص أبو القاسم ولد بمكة يوم الجمعة السابع عشر من شهر ربيع الأول في عام الفيل و صدع بالرسالة في يوم السابع و العشرين من رجب و له أربعون سنة و قبض

[1] اصول الستۃ عشر: ۳۳۷؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۵۳۷ و ۳۹/ ۱۰۱ و ۵۶/ ۱۹۴؛ المناقب: ۲/ ۲۲۵؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۸۳؛ السیرۃ النبویہ بنظر اھل البیتؑ: ۳/ ۳۵۲؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۶۹

بالمدينة مسموما يوم الإثنين لليلتين بقيتا من صفر سنة عشر من الهجرة و هو ابن ثلاث و ستين سنة و أمه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب و قبره بالمدينة في حجرته التي توفي فيها و كان قد أسكنها في حياته عائشة بنت أبي بكر بن أبي قحافة فلما قبض النبي ص اختلف أهل بيته و من حضر من أصحابه في الموضع الذي ينبغي أن يدفن فيه فقال بعضهم يدفن بالبقيع و قال آخرون يدفن في صحن المسجد و قال أمير المؤمنين ع إن الله لم يقبض نبيه إلا في أطهر البقاع- فينبغي أن يدفن في البقعة التي قبض فيها فاتفقت الجماعة على قوله و دفن في حجرته على ما ذكرناه انتهى كلامه رحمه الله و في مختصر البصائر لسعد بن عبد الله عن ابن عيسى عن الحسين عن الجوهري عن علي عن أبي بصير عن أبي عبد الله ع قال سم رسول الله ص يوم خيبر فتكلم اللحم فقال يا رسول الله صلى الله عليك إني مسموم فقال النبي ص عند موته اليوم قطعت مطاي الأكلة التي أكلتها بخيبر و ما من نبي و لا وصي إلا شهيد و البطا الظهر

''الوتر''بغض وکینہ یعنی اس نے انہیں اپنے اور اپنے اہل وعیال سے ناراض کیا اور خدا کی خوشنودی ورضا حاصل کرنے میں ان کے خلاف نفرت پیدا کردی۔

''عزاء''تسلی،''زحزح''ایک وعدہ کریں۔

''طہرکم''یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے:

''اور وہ آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے کہ پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔(سورۃ الاحزاب: ۳۳)۔''

''واورثکم کتابہ''اس نے تم کو اپنی کتاب کا وارث قرار دیا۔ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف:

''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث انہیں بنایا جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ہے۔(سورۃ فاطر: ۳۲)۔''

''تابوت علم وعصا مزہ''یہ استعارات ہیں۔

''وضرب لکم مثلاً من نورہ''اس نے تمھارے لیے اپنے نور سے ایک مثال دی۔ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کی طرف۔

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔(سورۃ نور: ۳۵)۔''

''زہق''باطل ہوا اور ہلاک ہوا۔

''واجبۃ فی کتابہ''اس کی کتاب میں واجب ہے۔

یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد فرمان کی طرف۔
''کہہ دیجیے! میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے۔(سورۃ شوریٰ: ۲۳)''

کتاب الکافی میں بیان ہوا ہے کہ رسول خداؐ بارہ ربیع الاول سن عام الفیل بروز جمعۃ المبارک کو پیدا ہوئے، آپؐ کی والدہ محترمہ نے آپؐ کو ایام التشریق میں جمرہ وسطی کے پاس جو عبداللہؑ بن عبدالمطلبؑ کے گھر میں ہے شکم میں لیا اور شعب ابی طالبؑ محمد بن یوسف کے گھر میں آپ کو جنم دیا۔ آپ اس گھر میں داخل ہوئے اور اس کو مسجد بنا دیا گیا جس میں لوگ نماز پڑھتے تھے۔ آپؐ تیراں سال مکہ میں رہے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ میں آپ نے دس سال گزارے اس کے بعد آپؐ کی وفات ہوگئی اور وہ بارہ ربیع الاول اور بروز سوموار کا دن تھا اور آپؐ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی تھی۔

آپؐ کے والد محترم حضرت ابو عبداللہؑ ابن عبدالمطلبؑ نے مدینہ میں وفات پائی اور آپؐ اس وقت دو ماہ کے تھے۔ آپؐ کی والدہ محترم جناب سیدہ عالیہ آمنہؑ بنت وھب بن عبد مناف بن زھرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب کی وفات ہوئی تو آپؐ کی عمر چار سال کی تھی اور جب حضرت عبدالمطلبؑ کی وفات ہوئی تو آپؐ آٹھ سال کے تھے، جناب سیّدہ عالیہ خدیجہ کبریٰؑ سے جب آپؐ کی شادی ہوئی تو آپؐ بیس سال اور چند ماہ کے تھے اور جناب سیدہ عالیہ خدیجہؑ سے آپؐ کی اولاد جو نبوت سے پہلے ہوئی ان میں جناب قاسمؑ جناب رقیہ اور جناب ام کلثوم ہیں اور نبوت کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جناب طیبؑ، طاہرؑ اور سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراءؑ ہیں بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت کے بعد آپؐ کی اولاد میں سے سوائے سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراءؑ کے اور کوئی تولد نہیں ہوا اور بیشک جناب طیبؑ اور جناب طاہرؑ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے۔ جناب سیّدہ عالیہ خدیجہؑ کی وفات اس وقت ہوئی جس وقت آپؐ شعیب ابی طالبؑ میں تھے اور یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے اور حضرت ابو طالبؑ کی وفات جناب خدیجہؑ کی وفات کے ایک سال بعد ہوئی۔

پس جب رسول خداؐ ان دو عظیم ہستیوں سے محروم ہوگئے اور مکہ میں آپ کے لیے رہنا مشکل ہوگیا اور آپؐ پر شدید حزن وغم طاری ہوا اور آپؐ نے اس کی شکایت جناب جبرئیلؑ سے کی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف وحی نازل فرمائی اس بستی سے نکل جائیں جس کے لوگ ظالم ہیں کیونکہ حضرت ابو طالبؑ کی وفات کے بعد اب مکہ میں آپؐ کا کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہجرت کا حکم دیا۔

مشہور یہ ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت سترہ ربیع الاول میں ہوئی۔

''والحیزران'' یہ خلیفہ کی کنیز کا نام ہے۔

''سام التمام'' اس کا تنگ ہونا۔

بعض نسخوں میں ہے ''شناء'' یعنی دشمن ہونا۔ کتاب التہذیب میں مرقوم ہے کہ آپؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی اور آپؐ کی ولادت باسعادت بروز جمعۃ المبارک سترہ ربیع الاوّل عام الفیل میں ہوتی ستائیس رجب المرجب جب آپؐ چالیس سال کے ہوئے تو آپؐ رسالت کے منصب پر فائز ہونے اور سوموار کے دن اٹھائیس صفر المظفر ہجرت کے دسویں سال مدینہ زہر کی وجہ سے آپؐ کی وفات ہوئی اور آپؐ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی تھی۔

آپؐ کی والدہ محترم سیّدہ عالیہ آمنہ سلام اللہ علیہا بنت وھب بن عبد مناف بن زھرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب تھیں۔

آپؐ کی قبر مبارک آپؐ کے اس حجرہ میں ہے جہاں آپؐ نے وفات پائی تھی اور بیشک آپؐ نے اپنی زندگی میں وہاں حضرت عائشہ بنت ابی بکر کو سکونت اختیار فرمائی تھی۔

جب رسول خداؐ نے وفات پائی تو آپؐ کی اہلبیتؑ اور آپؐ کے صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ کس جگہ آپؐ کو جنت البقیع میں دفن کیا اور بعض دیگر ہیں مسجد کے صحن میں دفن کیا گیا۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی روح سب سے پاکیزہ ترین جگہ پر قبض کیا لہٰذا مناسب یہی ہے کہ ان کو اسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں آپؐ کی وفات ہوتی۔ پس اسی بات پے سب کا اجماع ہے کہ آپؐ کو اسی حجرہ میں دفن کیا جہاں پر آپؐ کی وفات واقع ہوئی۔

کتاب مختصر البصائر جو سعد بن عبداللہ کی تصنیف ہے، اس میں مرقوم ہے کہ ابن عیسیٰ سے روایت ہے، انہوں نے روایت کی حسین سے، انہوں نے جوہری سے، انہوں نے علی سے، انہوں ابوبصیر سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: رسول خداؐ کو خیبر کے دن زہر دیا گیا کیونکہ آپؐ نے گوشت کھایا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی نبیؐ ہے یا وصیؑ ہے وہ شہید ہوا ہے۔

''واعطا'' اس سے مراد کمر ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۳۲

۲ ۱ ۱ ۔ باب ما جاء فی أمیر المؤمنین علیہ السلام و أمه علیہا السلام

باب: جو کچھ امیر المومنین علیہ السلام اور اُن کی والدہ گرامی علیہا السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1336 الکافی ۱،۱/۴۵۲/۲ اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی اَلْفَارِسِیِّ عَنْ أَبِی حَنِیفَةَ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی عَنِ اَلْوَلِیدِ بْنِ أَبَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُسْکَانَ عَنْ أَبِیهِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ جَاءَتْ إِلَی أَبِی طَالِبٍ لِتُبَشِّرَهُ بِمَوْلِدِ اَلنَّبِیِّ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ اِصْبِرِی سَبْتاً أُبَشِّرْكِ بِمِثْلِهِ إِلاَّ اَلنُّبُوَّةَ وَ قَالَ اَلسَّبْتُ ثَلاَثُونَ سَنَةً وَ کَانَ بَیْنَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ أَمِیرِ اَلْمُؤْمِنِینَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ ثَلاَثُونَ سَنَةً.

عبداللہ بن مسکان نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت اسدؑ حضرت ابو طالبؑ کے پاس آئیں اور ان کو رسول خداؐ کی ولادت کی خوشخبری دی تو حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا: ایک سبت صبر کریں پھر میں تمہیں نبوت کے علاوہ اسی کے مثل خوشخبری دوں گا۔ اور امامؑ نے فرمایا: ایک سبت تیس سال کا ہوتا ہے اور رسول خداؐ اور امیر المومنینؑ کے درمیان تیس سال کا ہی فرق تھا۔ [1]

بیان: السبت بالسین المهملة ثم الباء الموحدة ثم التاء المثناة الفوقانیة و قد یزاد النون قبل الموحدة الدهر و البرهة من الزمان و خص فی الحدیث بالثلاثین

"السبت" اس سے مراد دیر ہے اور زمانہ کا ایک حصہ ہے اور حدیث میں اس کو تیس کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ سین مھملہ کے ساتھ، پھر باء موحدہ اور پھر تاء مثناۃ فوقانیہ کے ساتھ اور کبھی کبھی موحدہ سے پہلے نون کا اضافہ کیا جاتا ہے

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

---

[1] معانی الاخبار: ۴۰۳؛ خصائص الائمہؑ: ۶۴؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۸۴ و ۳/۱۵؛ بحار الانوار: ۱۵/ ۲۶۳ و ۳۵/ ۷۷ و ۳۵/۶؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۷۸؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۱/ ۹۸

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۲۷۷

2/1337 الكافی ،۱/۴۵۴/۳/۱ بعض أصحابنا عمن ذكره عن السراد عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ اَلْكَلْبِيِّ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَمَّا وُلِدَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فُتِحَ لِآمِنَةَ بَيَاضُ فَارِسَ وَ قُصُورُ اَلشَّامِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدٍ أُمُّ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَبِي طَالِبٍ ضَاحِكَةً مُسْتَبْشِرَةً فَأَعْلَمَتْهُ مَا قَالَتْ آمِنَةُ فَقَالَ لَهَا أَبُو طَالِبٍ وَ تَتَعَجَّبِينَ مِنْ هَذَا إِنَّكِ تَحْبَلِينَ وَ تَلِدِينَ بِوَصِيِّهِ وَ وَزِيرِهِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت آمنہؑ کے لیے (سلطنت) فارس کی سفیدی اور شام کے محل نمایاں کیے گئے پس امیر المومنینؑ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد خوشی اور تعجب کے ساتھ حضرت ابو طالبؑ کے پاس آئیں اور ان کو وہ کچھ بیان کیا جو حضرت فاطمہؑ نے کہا تھا۔

حضرت ابو طالبؑ نے ان سے فرمایا: تم اس پر تعجب نہ کر رہی ہو؟ تم بھی ان کے وصی اور ان کے وزیر کے ساتھ حاملہ ہونے والی ہو اور اسے پیدا کرنے والی ہو۔[1]

بیان:

آمنة هذه هي ابنة وهب بن عبد مناف أم النبي ص فتح لآمنة أي كشفت لها تلك البلاد بارتفاع الحجب حتى رأتها عيانا مبشرة بفتحها لابنها

"آمنة" یہ عظیم خاتون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت سیّدہ عالیہ آمنہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

"فتح لآمنة" یعنی ان کے لیے ان شہروں میں حجابات اٹھا دیئے گئے یہاں تک کہ انہوں نے واضح دیکھا کہ ان کے فرزند کو فتح نصیب ہوگی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مفضل کی وجہ سے مختلف فیہ ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر ہے (واللہ اعلم)

3/1338 الكافی ،۱/۴۵۳/۲/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنِ اَلسَّيَّارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ أُمَّ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ

---

[1] بحار الانوار: ۱۵/ ۲۷۳ و ۳۵/ ۶؛ اثبات الهداة: ۱/ ۲۴۴؛ سفینة البحار: ۱/ ۱۷۱؛ المناقب: ۱/ ۳۲؛ اثبات الهداة: ۳/ ۱۵؛ مسند الامام الصادق ؑ: ۴/ ۱۸؛ موسوعه اهل البیتؑ: ۳/ ۱۴۸؛ السیرة النبویه بنظر اهل البیتؑ: ۱/ ۹۸؛ الدمعة الساکبه: ۲/ ۸؛ امہات المعصومین شیرازی: ۲۴

[2] مرآة العقول: ۵/ ۲۸۲

كَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ هَاجَرَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى قَدَمَيْهَا وَ كَانَتْ مِنْ أَبَرِّ النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَسَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ وَ هُوَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً كَمَا وُلِدُوا فَقَالَتْ وَا سَوْأَتَاهْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَإِنِّي أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَبْعَثَكِ كَاسِيَةً وَ سَمِعَتْهُ يَذْكُرُ ضَغْطَةَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ وَا ضَعْفَاهْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَإِنِّي أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَكْفِيَكِ ذَلِكِ وَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَوْماً إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُعْتِقَ جَارِيَتِي هَذِهِ فَقَالَ لَهَا إِنْ فَعَلْتِ أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْواً مِنْكِ مِنَ النَّارِ فَلَمَّا مَرِضَتْ أَوْصَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمَرَتْ أَنْ يُعْتِقَ خَادِمَهَا وَ اُعْتُقِلَ لِسَانُهَا فَجَعَلَتْ تُومِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِيمَاءً فَقَبِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَصِيَّتَهَا فَبَيْنَمَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ قَاعِدٌ إِذْ أَتَاهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ يَبْكِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَ أُمِّي وَ اللَّهِ وَ قَامَ مُسْرِعاً حَتَّى دَخَلَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَ بَكَى ثُمَّ أَمَرَ النِّسَاءَ أَنْ يَغْسِلْنَهَا وَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا فَرَغْتُنَّ فَلَا تُحْدِثْنَ شَيْئاً حَتَّى تُعْلِمْنَنِي فَلَمَّا فَرَغْنَ أَعْلَمْنَهُ بِذَلِكَ فَأَعْطَاهُنَّ أَحَدَ قَمِيصَيْهِ الَّذِي يَلِي جَسَدَهُ وَ أَمَرَهُنَّ أَنْ يُكَفِّنَّهَا فِيهِ وَ قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ إِذَا رَأَيْتُمُونِي قَدْ فَعَلْتُ شَيْئاً لَمْ أَفْعَلْهُ قَبْلَ ذَلِكَ فَسَلُونِي لِمَ فَعَلْتُهُ فَلَمَّا فَرَغْنَ مِنْ غُسْلِهَا وَ كَفْنِهَا دَخَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَحَمَلَ جَنَازَتَهَا عَلَى عَاتِقِهِ فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ جَنَازَتِهَا حَتَّى أَوْرَدَهَا قَبْرَهَا ثُمَّ وَضَعَهَا وَ دَخَلَ الْقَبْرَ فَاضْطَجَعَ فِيهِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَهَا عَلَى يَدَيْهِ حَتَّى وَضَعَهَا فِي الْقَبْرِ ثُمَّ انْكَبَّ عَلَيْهَا طَوِيلاً يُنَاجِيهَا وَ يَقُولُ لَهَا ابْنُكِ ابْنُكِ ابْنُكِ ثُمَّ خَرَجَ وَ سَوَّى عَلَيْهَا ثُمَّ انْكَبَّ عَلَى قَبْرِهَا فَسَمِعُوهُ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَوْدِعُهَا إِيَّاكَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهُ الْمُسْلِمُونَ إِنَّا رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ أَشْيَاءَ لَمْ تَفْعَلْهَا قَبْلَ الْيَوْمِ فَقَالَ الْيَوْمَ فَقَدْتُ بِرَّ أَبِي طَالِبٍ إِنْ كَانَتْ لَيَكُونُ عِنْدَهَا الشَّيْءُ فَتُؤْثِرُنِي بِهِ عَلَى نَفْسِهَا وَ وَلَدِهَا وَ إِنِّي ذَكَرْتُ الْقِيَامَةَ وَ أَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ عُرَاةً فَقَالَتْ وَا سَوْأَتَاهْ فَضَمِنْتُ لَهَا أَنْ يَبْعَثَهَا اللَّهُ كَاسِيَةً وَ ذَكَرْتُ ضَغْطَةَ

اَلْقَبْرِ فَقَالَتْ وَا ضَعْفَاهُ فَضَمِنْتُ لَهَا أَنْ يَكْفِيَهَا اَللَّهُ ذَلِكَ فَكَفَّنْتُهَا بِقَمِيصِي وَ اِضْطَجَعْتُ فِي قَبْرِهَا لِذَلِكَ وَ اِنْكَبَبْتُ عَلَيْهَا فَلَقَّنْتُهَا مَا تُسْأَلُ عَنْهُ فَإِنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَبِّهَا فَقَالَتْ وَ سُئِلَتْ عَنْ رَسُولِهَا فَأَجَابَتْ وَ سُئِلَتْ عَنْ وَلِيِّهَا وَ إِمَامِهَا فَأُرْتِجَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ اِبْنُكِ اِبْنُكِ [اِبْنُكِ].

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: فاطمہ بنت اسد وہ پہلی خاتون ہیں جس نے مکہ سے مدینہ تک رسول خداؐ کی طرف پیدل ہجرت کی اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ رسولؐ کے لیے مہربان تھیں۔ ایک دن انہوں نے رسول خداؐ سے سنا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے محشور ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ننگے آئے تھے تو انہوں نے کہا: ہائے افسوس! یہ کیسی رسوائی ہوگی؟

رسول خداؐ نے فرمایا: اے اماں جان! میں خدا سے سوال کروں گا کہ آپ کو لباس میں محشور فرمائے۔ ایک دن انہوں نے رسول خداؐ سے قبر کے فشار کے بارے میں سنا تو کہا: ہائے یہ کمزوری؟

رسول خداؐ نے ان سے فرمایا: اے اماں جان! میں خدا سے سوال کروں گا کہ خدا آپ کو قبر کے فشار سے محفوظ رکھے۔

انہوں نے ایک دن رسول خداؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں اپنی کنیز کو خدا کی خاطر آزاد کرنا چاہتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: اے اماں جان! آپ اگر ایسے کریں گی تو خدا اس کنیز کے ہر عضو کے بدلے آپ کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔ جب بی بی بیمار ہوئیں تو انہوں نے رسول خداؐ کو وصیت کی اور عرض کیا: میری خادمہ کو آپ آزاد کر دیں۔ پھر ان کی زبان بند ہو گئی تو انہوں نے اشارہ سے نبی اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا اور رسول خداؐ نے ان کی خواہش پر عمل کیا۔ ایک دن رسول خداؐ تشریف فرما تھے کہ اچانک امیر المومنینؑ روتے ہوئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم کیوں رو رہے ہیں؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یا رسول! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ میری بھی ماں تھی۔ پس آپؐ کھڑے ہوئے اور جلدی سے چلتے ہوئے گھر میں آئے اور آپؐ نے اپنی ماں کو دیکھا اور روئے اور پھر آپؐ نے عورتوں کو حکم دیا کہ میری ماں کو غسل دیں اور فرمایا: جب غسل سے فارغ ہو جائیں تو کوئی کام نہ کرنا بلکہ مجھے اطلاع کرنا۔

پس جب عورتیں غسل سے فارغ ہو گئیں تو انہوں نے رسول خداؐ کو اطلاع دی۔ پس آپؐ نے ان کو اپنی قمیص

عطا فرمائی جو آپؐ کے جسم سے مس ہوتی تھی اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ میری اس قمیص کے ساتھ میری ماں کو کفن دیں اور پھر آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا: کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ میں وہ کام کر رہا ہوں جو میں نے آج تک کسی سے نہیں کیا؟ تم مجھ سے سوال کرو کہ میں یہ کیوں کر رہا ہوں۔

پس جب عورتیں ان کے غسل و کفن سے فارغ ہو گئیں تو رسول خداؐ گھر میں داخل ہوئے اور آپؐ نے اپنے کندھے پر جنازہ اٹھایا اور متواتر جنازے کو اپنے کندھوں پر رکھا یہاں تک کہ قبر کے قریب جنازے کو رکھا اور خود قبر میں داخل ہوئے اور اس میں لیٹ گئے، پھر کھڑے ہوئے اور ان کے جنازے کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور قبر میں رکھا پھر کافی دیر تک ان پر جھکے رہے اور پھر آپ نے ان سے فرمایا: آپ کا بیٹا ہے، آپ کا بیٹا ہے۔ پھر آپ قبر سے باہر آ گئے اور پھر قبر کو بند کر دیا۔ پھر دوبارہ قبر پر جھکے۔ پس لوگوں نے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اے میرے خدایا! میں ان کو تیرے سپرد کر رہا ہوں۔

پھر واپس آ گئے۔ پس مسلمانوں نے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آج ہم نے آپؐ سے وہ کچھ دیکھا ہے جو آپؐ نے آج تک کسی کے ساتھ نہیں کیا؟

آپؐ نے فرمایا: آج میں ابوطالبؑ کی مہربانی کو کھو چکا ہوں۔ اگر کوئی چیز فاطمہ بنت اسدؑ کے پاس ہوتی تو وہ خود پر اور اپنی اولاد پر مجھے فوقیت دیتی تھیں۔ میں نے ایک دن ان کے سامنے قیامت کے دن کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس دن لوگ ننگے محشور ہوں گے تو انہوں نے فرمایا: ہائے یہ رسوائی! پس میں ان کے لیے ضامن بنا کہ خدا ان کو لباس سے محشور فرمائے گا۔ پھر میں نے ایک دن قبر کے فشار کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ہائے میری ناتوانی۔ پس میں نے ضمانت لی کہ ان کو فشار قبر نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے میں نے ان کو اپنی قمیص کا کفن دیا ہے اور ان کی قبر میں میں لیٹا ہوں اور پھر میں نے ان پر جھک کر ان کو ان سوالات کی تلقین کی جو ان سے پوچھے جا رہے تھے۔ پس جب ان سے ان کے رب کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دے دیا اور جب ان سے ان کے رسول کے بارے میں پوچھا گیا تو بھی انہوں نے جواب دے دیا اور جب ان سے ان کے ولی اور ان کے امام کے بارے میں سوال کیا گیا تو ان کی زبان میں لکنت آ گئی پس میں نے ان سے کہا: آپ کا بیٹا ہے، آپ کا بیٹا ہے، آپ کا بیٹا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

---

[1] خصائص الائمہؑ: ۶۴؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۴/ ۴۳۸؛ تسلیۃ المجالس: ۱۵۹؛ کشف الغمہ: ۱/ ۳۰۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/ ۲۵۹

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۸۱

4/1339 الکافی ۸/۳۳۸/۵۳۶ السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ابْنُ كَمْ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَوْمَ أَسْلَمَ فَقَالَ أَوَ كَانَ كَافِراً قَطُّ إِنَّمَا كَانَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حَيْثُ بَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَشْرُ سِنِينَ وَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ كَافِراً وَ لَقَدْ آمَنَ بِاللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ بِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَبَقَ النَّاسَ كُلَّهُمْ إِلَى الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَ بِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِلَى الصَّلاَةِ بِثَلاَثِ سِنِينَ وَ كَانَتْ أَوَّلُ صَلاَةٍ صَلاَّهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ كَذَلِكَ فَرَضَهَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَى مَنْ أَسْلَمَ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُصَلِّيهَا بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ وَ يُصَلِّيهَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَعَهُ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ مُدَّةَ عَشْرِ سِنِينَ حَتَّى هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَ خَلَّفَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي أُمُورٍ لَمْ يَكُنْ يَقُومُ بِهَا أَحَدٌ غَيْرُهُ وَ كَانَ خُرُوجُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ مَكَّةَ فِي أَوَّلِ يَوْمٍ مِنْ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ وَ ذَلِكَ يَوْمُ الْخَمِيسِ مِنْ سَنَةِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ مِنَ الْمَبْعَثِ وَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ مَعَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَنَزَلَ بِقُبَا فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ مُقِيماً يَنْتَظِرُ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ يُصَلِّي الْخَمْسَ صَلَوَاتٍ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَ كَانَ نَازِلاً عَلَى عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ عِنْدَهُمْ بِضْعَةَ عَشَرَ يَوْماً يَقُولُونَ لَهُ أَ تُقِيمُ عِنْدَنَا فَنَتَّخِذَ لَكَ مَنْزِلاً وَ مَسْجِداً فَيَقُولُ لاَ إِنِّي أَنْتَظِرُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَ قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ يَلْحَقَنِي وَ لَسْتُ مُسْتَوْطِناً مَنْزِلاً حَتَّى يَقْدَمَ عَلِيٌّ وَ مَا أَسْرَعَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَدِمَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي بَيْتِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَنَزَلَ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ تَحَوَّلَ مِنْ قُبَا إِلَى بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَعَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَخَطَّ لَهُمْ مَسْجِداً وَ نَصَبَ قِبْلَتَهُ فَصَلَّى بِهِمْ فِيهِ الْجُمُعَةَ رَكْعَتَيْنِ وَ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ ثُمَّ رَاحَ مِنْ يَوْمِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى نَاقَتِهِ الَّتِي كَانَ قَدِمَ عَلَيْهَا وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَعَهُ لاَ يُفَارِقُهُ يَمْشِي بِمَشْيِهِ وَ لَيْسَ يَمُرُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِبَطْنٍ

مِنْ بُطُونِ اَلْأَنْصَارِ إِلاَّ قَامُوا إِلَيْهِ يَسْأَلُونَهُ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِمْ فَيَقُولُ لَهُمْ خَلُّوا سَبِيلَ اَلنَّاقَةِ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ فَانْطَلَقَتْ بِهِ وَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَاضِعٌ لَهَا زِمَامَهَا حَتَّى اِنْتَهَتْ إِلَى اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي تَرَى وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى بَابِ مَسْجِدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلَّذِي يُصَلَّى عِنْدَهُ بِالْجَنَائِزِ فَوَقَفَتْ عِنْدَهُ وَ بَرَكَتْ وَ وَضَعَتْ جِرَانَهَا عَلَى اَلْأَرْضِ فَنَزَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَقْبَلَ أَبُو أَيُّوبَ مُبَادِراً حَتَّى اِحْتَمَلَ رَحْلَهُ فَأَدْخَلَهُ مَنْزِلَهُ وَ نَزَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَعَهُ حَتَّى بُنِيَ لَهُ مَسْجِدُهُ بُنِيَتْ لَهُ مَسَاكِنُهُ وَ مَنْزِلُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَتَحَوَّلاَ إِلَى مَنَازِلِهِمَا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ اَلْمُسَيَّبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حِينَ أَقْبَلَ إِلَى اَلْمَدِينَةِ فَأَيْنَ فَارَقَهُ فَقَالَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى قُبَا فَنَزَلَ بِهِمْ يَنْتَظِرُ قُدُومَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ اِنْهَضْ بِنَا إِلَى اَلْمَدِينَةِ فَإِنَّ اَلْقَوْمَ قَدْ فَرِحُوا بِقُدُومِكَ وَ هُمْ يَسْتَرِيثُونَ إِقْبَالَكَ إِلَيْهِمْ فَانْطَلِقْ بِنَا وَ لاَ تُقِمْ هَاهُنَا تَنْتَظِرُ عَلِيّاً فَمَا أَظُنُّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكَ إِلَى شَهْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَلاَّ مَا أَسْرَعَهُ وَ لَسْتُ أَرِيمُ حَتَّى يَقْدَمَ اِبْنُ عَمِّي وَ أَخِي فِي اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَحَبُّ أَهْلِ بَيْتِي إِلَيَّ فَقَدْ وَقَانِي بِنَفْسِهِ مِنَ اَلْمُشْرِكِينَ قَالَ فَغَضِبَ عِنْدَ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَ اِشْمَأَزَّ وَ دَاخَلَهُ مِنْ ذَلِكَ حَسَدٌ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ عَدَاوَةٍ بَدَتْ مِنْهُ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوَّلَ خِلاَفٍ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ اَلْمَدِينَةَ وَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِقُبَا يَنْتَظِرُ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَقُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمَتَى زَوَّجَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ اَلْهِجْرَةِ بِسَنَةٍ وَ كَانَ لَهَا يَوْمَئِذٍ تِسْعُ سِنِينَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لَمْ يُولَدْ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ خَدِيجَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ عَلَى فِطْرَةِ اَلْإِسْلاَمِ إِلاَّ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ قَدْ كَانَتْ خَدِيجَةُ مَاتَتْ قَبْلَ اَلْهِجْرَةِ بِسَنَةٍ وَ مَاتَ أَبُو طَالِبٍ بَعْدَ مَوْتِ خَدِيجَةَ بِسَنَةٍ فَلَمَّا فَقَدَهُمَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سَئِمَ اَلْمُقَامَ

بِمَكَّةَ وَ دَخَلَهُ حُزْنٌ شَدِيدٌ وَ أَشْفَقَ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَشَكَا إِلَى جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ذَلِكَ فَأَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ اُخْرُجْ مِنَ (اَلْقَرْيَةِ اَلظّٰالِمِ أَهْلُهٰا) وَ هَاجِرْ إِلَى اَلْمَدِينَةِ فَلَيْسَ لَكَ اَلْيَوْمَ بِمَكَّةَ نَاصِرٌ وَ اِنْصِبْ لِلْمُشْرِكِينَ حَرْباً فَعِنْدَ ذَلِكَ تَوَجَّهَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى اَلْمَدِينَةِ فَقُلْتُ لَهُ فَمَتَى فُرِضَتِ اَلصَّلاَةُ عَلَى اَلْمُسْلِمِينَ عَلَى مَا هُمْ عَلَيْهِ اَلْيَوْمَ فَقَالَ بِالْمَدِينَةِ حِينَ ظَهَرَتِ اَلدَّعْوَةُ وَ قَوِيَ اَلْإِسْلاَمُ وَ كَتَبَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى اَلْمُسْلِمِينَ اَلْجِهَادَ وَ زَادَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي اَلصَّلاَةِ سَبْعَ رَكَعَاتٍ فِي اَلظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَ فِي اَلْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ وَ فِي اَلْمَغْرِبِ رَكْعَةً وَ فِي اَلْعِشَاءِ اَلْآخِرَةِ رَكْعَتَيْنِ وَ أَقَرَّ اَلْفَجْرَ عَلَى مَا فُرِضَتْ لِتَعْجِيلِ نُزُولِ مَلاَئِكَةِ اَلنَّهَارِ مِنَ اَلسَّمَاءِ وَ لِتَعْجِيلِ عُرُوجِ مَلاَئِكَةِ اَللَّيْلِ إِلَى اَلسَّمَاءِ وَ كَانَ مَلاَئِكَةُ اَللَّيْلِ وَ مَلاَئِكَةُ اَلنَّهَارِ يَشْهَدُونَ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ صَلاَةَ اَلْفَجْرِ فَلِذَلِكَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ قُرْآنَ اَلْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ اَلْفَجْرِ كٰانَ مَشْهُوداً) يَشْهَدُهُ اَلْمُسْلِمُونَ وَ يَشْهَدُهُ مَلاَئِكَةُ اَلنَّهَارِ وَ مَلاَئِكَةُ اَللَّيْلِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن حسینؑ سے سوال کیا: کتنے سال کی عمر میں حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے اسلام قبول کیا؟

امامؑ نے فرمایا: حضرت علیؑ ہرگز کافر نہیں تھے (کہ جو اسلام کو قبول کرتے)۔ حضرت علیؑ کی عمر دس سال تھی جب رسولِ خداؐ مبعوث ہوئے تھے تو آپؑ اس وقت کافر نہیں تھے۔ آپؑ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرنے میں تمام لوگوں سے سبقت کی تھی اور آپؑ نے تمام لوگوں سے قبل تین سال تک رسولؐ خدا کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ سب سے پہلی نماز جو آپؑ نے رسولِ خداؐ کے ساتھ ادا کی وہ نمازِ ظہر تھی جو اس وقت دو رکعت تھی۔ ایسے ہی مکہ میں جو بھی اسلام لے کر آیا اس پر اللہ کی طرف سے نماز دو دو رکعت واجب کی گئی تھی۔ رسولِ خداؐ مکہ میں دو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور حضرت علیؑ بھی مکہ میں آپؐ کے ساتھ تیرہ سال تک دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ رسولِ خداؐ نے مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت علیؑ کو مکہ میں چند اُمور کی خاطر پیچھے چھوڑ گئے تھے کہ جن کو سوائے حضرت علیؑ کے کوئی اور انجام نہیں دے سکتا تھا۔

پس رسولِ خداؐ نے یکم ربیع الاوّل کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہ جمعرات کا دن اور بعثت کا تیرہواں سال تھا اور آپؐ مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاوّل کو زوالِ آفتاب کے وقت پہنچے۔ پس آپؐ نے قبا کے مقام پر پڑاو کیا اور نمازِ ظہر کو دو رکعت پڑھا اور نمازِ عصر کو بھی دو رکعت پڑھا اور آپ حضرت علیؑ کے انتظار میں وہیں رُکے رہے اور آپؐ نے پانچوں نمازیں دو دو رکعت کر کے پڑھیں۔ آپ عمرو بن عوف کے قبیلہ کے ہاں مہمان رہے اور آپؐ نے ان کے پاس تقریباً کم و بیش دس دن قیام کیا۔ انھوں نے عرض کیا: کیا آپؐ ہمارے پاس ہی قیام فرمائیں گے تاکہ آپ کا گھر بنائیں اور مسجد بھی تعمیر کریں؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں، میں تمہارے پاس قیام نہیں کروں گا بلکہ میں علیؑ کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے اس کو کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ ملحق ہو جائے۔ پس میں اس کے آنے تک تمہارے پاس رُکا ہوا ہوں اور حضرت علیؑ کے آنے تک میں تمہارے پاس رکوں گا۔ وہ ان شاء اللہ بہت جلدی پہنچنے والا ہے۔

حضرت علیؑ کے آنے تک رسولِ خداؐ بنوعمرو بن عوف کے گھر میں رہے اور جب حضرت علیؑ آئے تو بھی ایک دن رسولِ خداؐ کے ساتھ عمرو بن عوف کے گھر میں رہے اور جب حضرت علیؑ آئے تو آپؐ قبا سے بنی سالم بن عوف کے ہاں منتقل ہوئے اور حضرت علیؑ بھی آپؐ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؑ کے ساتھ جمعہ کے دن طلوعِ آفتاب کے وقت آپؐ نے قبا میں مسجد کا نشان لگایا اور وہاں قبلہ رُخ معین فرمایا اور اسی مسجد میں آپؐ نے جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کی دو رکعت نماز ادا کی اور آپؐ نے دو خطبے دیئے۔ پھر اسی دن مدینہ کی طرف آپؐ نے کوچ فرمایا۔ آپؐ اپنی ناقہ پر سوار تھے جو سب سے آگے تھی اور حضرت علیؑ بھی ساتھ تھے جو آپؐ سے جدا نہیں ہوتے تھے اور رسولِ خداؐ کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ رسولِ خداؐ انصار کے درمیان سے گزر رہے تھے کہ ہر انصاری سوال کرتا کہ آپؐ کس کے ہاں قیام فرمائیں گے؟

رسولِ خداؐ فرماتے: میری ناقہ کو آزاد چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور ہے اور وہ اس حکم کے تحت چل رہی ہے۔ رسولِ خداؐ نے اُونٹنی کی مہار اس کے اُوپر رکھ دی یہاں تک کہ وہ اُونٹنی وہاں رُکی جہاں اس کو رکنا تھا اور آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے مسجدِ رسولؐ کے دروازے کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ وہ جگہ تھی جس میں لوگ اپنے مردوں پر نماز ادا کرتے تھے۔ اس کی طرف اشارہ کیا اور ناقۂ رسولؐ بھی اسی جگہ رُکی اور پھر کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو زمین پر بٹھا دیا اور رسولِ خداؐ ناقہ سے اُترے۔ ابوایوب انصاری جلدی سے سامنے آئے تاکہ آپؐ کی سواری کا سامان اُٹھائیں اور رسولِ خداؐ کو اپنے گھر لے جائیں۔ رسولِ خداؐ اس کے گھر چلے گئے اور حضرت علیؑ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے یہاں تک کہ مسجدِ رسولؐ کی تعمیر ہوئی اور رسولِ خداؐ اور حضرت علیؑ کے گھر

آمادہ ہوئے اور ہر ایک اپنے اپنے گھر میں چلے گئے۔

سعید بن مسیبؓ نے حضرت امام علی بن حسینؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاوں! مدینہ کی طرف ہجرت کرتے وقت ابو بکر بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ وہ کس مقام پر آپؐ سے جدا ہوئے؟

آپؑ نے فرمایا: جب رسولِ خداؐ مقامِ قبا پر رُکے اور حضرت علیؑ کے آنے کا انتظار کرنے لگے تو ابو بکر نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ ہمارے ساتھ مدینہ چلیں، لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ آپؐ کے آنے سے خوش ہو جائیں گے اور آپؐ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں پس آپؐ ہمارے ساتھ چلیں، آپؐ یہاں رُک کر انتظار نہ کریں۔ میرا گمان ہے کہ حضرت علیؑ کے آنے میں ایک ماہ لگ جائے گا۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: خاموش ہو جاو، علیؑ بہت جلد آ رہا ہے اور میں یہاں سے قدم نہیں اُٹھاوں گا یہاں تک کہ میرا چچا زاد اور میرا ایمانی و دینی بھائی علیؑ آ جائے۔ وہ میری اہلِ بیتؑ میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور اس نے اپنی جان پر کھیل کر مجھے مشرکوں سے بچایا۔ پس ابو بکر اس وقت ناراض ہو گئے اور اس نے اس کو بُرا محسوس کیا اور اسی دن سے ابو بکر کے دل میں حضرت علیؑ کے بارے میں حسد پیدا ہو گیا اور وہ پہلی عداوت تھی جو اس کی طرف سے رسولِ خداؐ اور حضرت علیؑ کے بارے میں ظاہر ہوئی اور رسولِ خداؐ کی پہلی مخالفت تھی جو اس نے اس دن کی۔ چنانچہ وہ مدینہ میں داخل ہو گیا لیکن رسولِ خداؐ حضرت علیؑ کے آنے کے انتظار میں قبا میں رُکے رہے۔

سعید نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن حسینؑ سے عرض کیا: رسولِ خداؐ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کب کی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ میں آپؐ نے حضرت زہراؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کی۔ اس وقت حضرت زہراؑ کی عمر نو برس تھی۔

امامؑ نے فرمایا: رسولِ خداؐ کی حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ سے اسلام میں سوائے حضرت زہراؑ کے کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا تھا اور ہجرت سے ایک سال قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اسی سال حضرت ابو طالبؑ کا بھی انتقال ہو گیا۔ جب رسولِ خداؐ مکہ میں دونوں ہستیوں کو کھو چکے تو آپؐ بہت زیادہ غمزدہ ہوئے۔ آپؐ اپنے بارے میں کفار سے بہت خوفزدہ رہتے تھے۔ آپؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے اس کے بارے میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ وحی نازل فرمائی کہ اس قریہ (مکہ کی بستی) سے چلے جائیں کہ جس کے رہنے والے ظالم ہیں تو رسولِ خداؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس وقت مکہ میں آپؐ کا کوئی

مددگار نہیں تھا اور کفار نے سرِ عام آپؐ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ اس وجہ سے رسولِ خداؐ مدینہ کی طرف چلے گئے۔

سعید بیان کرتا ہے کہ میں نے امامؑ سے عرض کیا: مسلمانوں پر نمازیں موجودہ صورت میں کب واجب ہوئی تھیں اور کس وقت کی نماز پہلے واجب ہوئی؟

آپؑ نے فرمایا: جب مدینہ میں دعوتِ اسلام عام ہو گئی اور اسلام قوی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد کو واجب کر دیا اور رسولِ خداؐ نے نمازوں میں سات رکعت کا اضافہ فرمایا۔ دو رکعت ظہر میں، دو رکعت عصر میں، ایک رکعت مغرب میں اور دو رکعت نمازِ عشاء میں اضافہ فرمایا اور نمازِ فجر کو جیسے واجب ہوئی تھی ویسے ہی دو رکعت باقی رکھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صبح و شام کے ملائکہ نماز میں آپؐ کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور دن کے وقت فرشتوں کو آنے میں اور رات کے وقت واپس جانے میں جلدی ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور نمازِ صبح بھی کیونکہ صبح کی نماز حضوری کا وقت ہے۔ (الاسراء: ۷۸)۔'' کیونکہ مسلمان اور دن و رات کے فرشتے اس نماز میں حاضر ہوتے تھے پس اس وجہ سے اس کو مشہود کہا گیا ہے۔[1]

بیان:

جران البعير مقدم عنقه من مذبحه إلى منحره يستريثون يستبطئون أريم أجاوز مقامي و اشمأز تنفر

- ''جران البعیر'' اس کی گردن کا اگلا حصہ اس کی قربان گاہ سے اس کے ذبح خانے تک
- ''یستریثون'' وہ سست ہو جاتے ہیں۔
- ''أریم'' میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھتا ہوں۔
- ''اشمأز'' الگ کرنا

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

---

[1] مختصر البصائر: ۳۴۱ ح ۳۵۷؛ بحار الانوار: ۱۹/۱۱۵؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۶۴؛ السیرۃ النبویہ بنظر اھل البیتؑ: ۱/۳۸۰؛ الکوثر موسوی: ۳/۳۸۲؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/۳۱۱

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۵۰۰

5/1340 الکافی ۱۰/۴۹/۸ العدة عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَيْثَمِ بْنِ أَشْيَمَ عَنِ ابْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَرَجَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ وَ هُوَ مُسْتَبْشِرٌ يَضْحَكُ سُرُوراً فَقَالَ لَهُ اَلنَّاسُ أَضْحَكَ اَللَّهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ وَ زَادَكَ سُرُوراً فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ وَ لاَ لَيْلَةٍ إِلاَّ وَ لِي فِيهِمَا تُحْفَةٌ مِنَ اَللَّهِ أَلاَ وَ إِنَّ رَبِّي أَتْحَفَنِي فِي يَوْمِي هَذَا بِتُحْفَةٍ لَمْ يُتْحِفْنِي بِمِثْلِهَا فِيمَا مَضَى إِنَّ جَبْرَئِيلَ أَتَانِي فَأَقْرَأَنِي مِنْ رَبِّيَ اَلسَّلاَمَ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِخْتَارَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ سَبْعَةً لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهُمْ فِيمَنْ مَضَى وَ لاَ يَخْلُقُ مِثْلَهُمْ فِيمَنْ بَقِيَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ سَيِّدُ اَلنَّبِيِّينَ وَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَصِيُّكَ سَيِّدُ اَلْوَصِيِّينَ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ سِبْطَاكَ سَيِّدَا اَلْأَسْبَاطِ وَ حَمْزَةُ عَمُّكَ سَيِّدُ اَلشُّهَدَاءِ وَ جَعْفَرٌ اِبْنُ عَمِّكَ اَلطَّيَّارُ فِي اَلْجَنَّةِ يَطِيرُ مَعَ اَلْمَلاَئِكَةِ حَيْثُ يَشَاءُ وَ مِنْكُمُ اَلْقَائِمُ يُصَلِّي عِيسَى اِبْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ إِذَا أَهْبَطَهُ اَللَّهُ إِلَى اَلْأَرْضِ مِنْ ذُرِّيَّةِ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ مِنْ وُلْدِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

ابن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہؐ خوشخبری سن کر خوشی سے مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا: اللہ آپؐ کو ساری زندگی مسکراتا رکھے اور آپؐ کی خوشیوں میں اضافہ فرمائے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: کوئی دن یا رات نہیں مگر یہ کہ مجھے اس میں اللہ کی طرف سے کوئی تحفہ ضرور ملتا ہے اور بے شک اللہ عزوجل نے مجھے آج ایک ایسا تحفہ دیا ہے جو اس نے مجھے ماضی میں کبھی نہیں دیا تھا۔ پس جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور مجھے میرے رب کی طرف سے سلام پیش کیا اور کہا: اے محمدؐ! اللہ عزوجل نے قبیلہ ہاشم میں سے سات افراد کو چنا ہے کہ اس نے ماضی میں ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا اور نہ ہی آئندہ ان جیسا کوئی پیدا کرے گا۔ یا رسول اللہؐ! آپؐ انبیاء کے سردار ہیں اور آپؐ کے وصی علی بن ابی طالبؑ ہیں جو اوصیاء کا سردار ہیں اور حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ آپؐ کے سبط ہیں جو اسباط کے سردار ہیں، آپؐ کے چچا حضرت حمزہؑ ہیں جو شہیدوں کے سردار ہیں اور آپؐ کے چچا حضرت جعفر ہیں جو بہشت میں دو پروں کے ساتھ فرشتوں کے ہمراہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں اور آپ حضراتؑ میں سے حضرت قائمؑ ہیں کہ جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نماز ادا کریں گے جب اللہ ان کو زمین پر اتارے گا اور وہ (امام قائمؑ) حضرت علیؑ

وحضرت زہراؑ کی ذریت میں سے حضرت حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کا مجہول ہونا زیادہ قریب ہے (واللہ اعلم)

6/1341 الکافی ۳۹۲/۲۶۷/۸ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ لِي إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَ جَمَعَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الْخَلاَئِقَ كَانَ نُوحٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ أَوَّلَ مَنْ يُدْعَى بِهِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فَيَخْرُجُ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَيَتَخَطَّى النَّاسَ حَتَّى يَجِيءَ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ عَلَى كَثِيبِ الْمِسْكِ وَ مَعَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَلَمّٰا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا) فَيَقُولُ نُوحٌ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى سَأَلَنِي هَلْ بَلَّغْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَقُلْتُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَيَقُولُ يَا جَعْفَرُ يَا حَمْزَةُ اِذْهَبَا وَ اِشْهَدَا لَهُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَجَعْفَرٌ وَ حَمْزَةُ هُمَا الشَّاهِدَانِ لِلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ بِمَا بَلَّغُوا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَيْنَ هُوَ فَقَالَ هُوَ أَعْظَمُ مَنْزِلَةً مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ: یوسف بن ابوسعید سے روایت ہے کہ ایک دن میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ سب انسانوں کو جمع فرمائے گا پس سب سے پہلے جس کو آواز دی دی جائے گی وہ حضرت نوحؑ ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے تبلیغ کی؟

وہ کہیں گے: جی ہاں۔

پھر ان سے پوچھا جائے گا: گواہ کون ہے؟

وہ کہیں گے: حضرت محمدؐ گواہ ہیں۔ پس وہ وہاں سے نکلیں گے اور چل کر حضرت محمد مصطفیؐ کی خدمت میں

[1] بحار الانوار: ۵۱/۷۷؛ اثبات الھداۃ: ۲/۳۴ (مختصراً)؛ الکوثر موسوی: ۷/۳۳۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۰/۲۹۶؛ منتخب الاثر: ۳/۲۷۶

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/۱۰۷؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۱/۳۸۹

حاضر ہوں گے، حضورؐ ٹیلے پر تشریف فرما ہوں گے اور حضرت علیؑ بھی ساتھ ہوں گے۔ اسی سلسلے میں اللہ کا یہ قول ہے: "پس وہ جب اس (قیامت) کو قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور (ان سے) کہا جائے گا کہ یہی وہ ہے جس کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے۔ (الملک: ۲۷)"۔ پس حضرت نوحؑ حضرت ختمی مرتبتؐ سے عرض کریں گے: اے محمدؐ! بے شک اللہ نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ کیا تم نے تبلیغ کی ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، میں نے تبلیغ کی ہے۔

پھر فرمایا: تمہارا گواہ کون ہے؟

پس میں نے عرض کیا: حضرت محمدؐ۔

حضور اکرمؐ فرمائیں گے: اے جعفرؓ اور اے حمزہؓ! آپ دونوں جاؤ اور گواہی دو کہ حضرت نوحؑ نے تبلیغ کی ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: پس حضرت جعفرؓ اور حضرت حمزہؓ دونوں انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کی گواہی دیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! حضرت علیؑ کہاں ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی منزلت اس سے بہت بڑی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

7/1342 الکافی ۸/۵۷/۱۸ العدۃ عن سہل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِساً إِذْ أَقْبَلَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ فِيكَ شَبَهاً مِنْ عِيسَى اِبْنِ مَرْيَمَ وَ لَوْ لاَ أَنْ تَقُولَ فِيكَ طَوَائِفُ مِنْ أُمَّتِي مَا قَالَتِ اَلنَّصَارَى فِي عِيسَى اِبْنِ مَرْيَمَ لَقُلْتُ فِيكَ قَوْلاً لاَ تَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنَ اَلنَّاسِ إِلاَّ أَخَذُوا اَلتُّرَابَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْكَ يَلْتَمِسُونَ بِذَلِكَ اَلْبَرَكَةَ الحدیث و یأتی تمامه فی باب ما نزل فیهم و فی أعدائهم.

---

[1] تاویل الآیات: ۶۸۱؛ بحار الانوار: ۷/ ۲۸۲؛ المختصر: ۱۷۲؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۳۵

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۲۶۳

ابوبصیر سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خداؐ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ امیر المومنینؑ تشریف لائے تو رسول خداؐ نے آپؑ سے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ میں حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ کی ایک مثل و شباہت پائی جاتی ہے اور اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ میری اُمت کا ایک گروہ آپؑ کے بارے میں وہ کچھ نہ کہہ دے جو نصاریٰ نے حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ کے بارے میں کہا تھا تو میں آپؑ کے وہ فضائل بیان کروں کہ جہاں سے آپؑ گزریں لوگ آپؑ کے قدموں کی خاک بطور برکت اُٹھالیں۔

اور یہ مکمل حدیث آگے باب "جو کچھ آئمہؑ اور ان کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا" میں (نمبر 1621 پر) آئے گی۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

8/1343 الکافی ۹۰/۱۱۰/۸، حميد عن ابن سماعة عن الميثمي عن أبان عَنْ نُعْمَانَ اَلرَّازِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اِنْهَزَمَ اَلنَّاسُ يَوْمَ أُحُدٍ عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَغَضِبَ غَضَباً شَدِيداً قَالَ وَ كَانَ إِذَا غَضِبَ اِنْحَدَرَ عَنْ جَبِينِهِ مِثْلُ اَللُّؤْلُؤِ مِنَ اَلْعَرَقِ قَالَ فَنَظَرَ فَإِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ اِلْحَقْ بِبَنِي أَبِيكَ مَعَ مَنِ اِنْهَزَمَ عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ لِي بِكَ أُسْوَةٌ قَالَ فَاكْفِنِي هَؤُلاَءِ فَحَمَلَ فَضَرَبَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيَ مِنْهُمْ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ هَذِهِ لَهِيَ اَلْمُوَاسَاةُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَا مِنْكُمَا يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَنَظَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى كُرْسِيٍّ مِنْ ذَهَبٍ بَيْنَ اَلسَّمَاءِ وَ اَلْأَرْضِ وَ هُوَ يَقُولُ لاَ سَيْفَ إِلاَّ ذُو اَلْفَقَارِ وَ لاَ فَتَى إِلاَّ عَلِيٌّ.

نعمان رازی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: احد کے دن لوگوں نے رسول اللہؐ سے روگردانی کی تو آپ سخت ناراض ہوئے۔

امامؑ نے فرمایا: آپ کو جب بھی غصہ آتا تو پسینہ آپؐ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح گرتا تھا۔

[1] حدیث نمبر ۱۶۲۱ کی طرف رجوع کیجیے۔

[2] مراۃ العقول: ۲۵/ ۱۲۹؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۱/ ۵۳۳

امامؑ نے فرمایا: آپؐ نے ادھر ادھر دیکھا تو علیؑ آپؐ کے پہلو میں موجود تھے۔ پس رسول اللہؐ نے فرمایا: اپنے باپ کے بیٹوں کے ساتھ ملحق ہو جاو جو رسول اللہؐ سے بھاگ گئے ہیں۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے تو آپؐ اسوہ (نمونہ) ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: پس ان (دشمنوں) کو مجھ سے دور ہٹاو۔

چنانچہ حضرت علیؑ نے حملہ کیا اور پہلے جس شخص تک پہنچے اس پر تلوار سے حملہ کیا۔

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: اے محمدؐ! بے شک یہ مواسات (ہمدردی و برادری) ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: بے شک وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

جبرئیلؑ نے عرض کیا: اے محمدؐ! اور میں آپ دونوں میں سے ہوں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اس وقت رسول اللہؐ نے جبرئیلؑ کو دیکھا جو آسمان و زمین کے درمیان سونے کے تخت پر ہیں اور فرما رہے ہیں: ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے اور علیؑ کے علاوہ کوئی جوان مرد نہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

9/1344 الفقیہ، ۴/۳۱۹/۵۹۱۸/۱ سَعۡدُ بۡنُ طَرِیفٍ عَنِ ٱلۡأَصۡبَغِ بۡنِ نُبَاتَةَ قَالَ قَالَ أَمِیرُ ٱلۡمُؤۡمِنِینَ عَلَیۡهِ ٱلسَّلاَمُ فِی بَعۡضِ خُطَبِهِ: ((أَیُّهَا ٱلنَّاسُ اِسۡمَعُوا قَوۡلِی وَ اِعۡقِلُوهُ عَنِّی فَإِنَّ ٱلۡفِرَاقَ قَرِیبٌ أَنَا إِمَامُ ٱلۡبَرِیَّةِ وَ وَصِیُّ خَیۡرِ ٱلۡخَلِیقَةِ وَ زَوۡجُ سَیِّدَةِ نِسَاءِ ٱلۡأُمَّةِ وَ أَبُو ٱلۡعِتۡرَةِ ٱلطَّاهِرَةِ وَ ٱلۡأَئِمَّةِ ٱلۡهَادِیَةِ أَنَا أَخُو رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَیۡهِ وَ آلِهِ وَ وَصِیُّهُ وَ وَلِیُّهُ وَ وَزِیرُهُ وَ صَاحِبُهُ وَ صَفِیُّهُ وَ حَبِیبُهُ وَ خَلِیلُهُ أَنَا أَمِیرُ ٱلۡمُؤۡمِنِینَ وَ قَائِدُ ٱلۡغُرِّ ٱلۡمُحَجَّلِینَ وَ سَیِّدُ ٱلۡوَصِیِّینَ حَرۡبِی حَرۡبُ ٱللَّهِ وَ سِلۡمِی سِلۡمُ ٱللَّهِ وَ طَاعَتِی طَاعَةُ ٱللَّهِ وَ وَلاَیَتِی وَلاَیَةُ ٱللَّهِ وَ شِیعَتِی أَوۡلِیَاءُ ٱللَّهِ وَ أَنۡصَارِی أَنۡصَارُ ٱللَّهِ وَ ٱلَّذِی خَلَقَنِی وَ لَمۡ أَكُ شَیۡئاً لَقَدۡ عَلِمَ ٱلۡمُسۡتَحۡفَظُونَ مِنۡ أَصۡحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَیۡهِ وَ آلِهِ أَنَّ ٱلنَّاكِثِینَ وَ ٱلۡقَاسِطِینَ وَ ٱلۡمَارِقِینَ مَلۡعُونُونَ عَلَى لِسَانِ ٱلنَّبِیِّ ٱلۡأُمِّیِّ (وَ قَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرَىٰ))

[1] بحار الانوار: ۲۰/ ۱۰۷؛ اکسیر العبادات: ۲/ ۵۱۷؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۲/ ۱۸۳

[2] مراۃ العقول: ۲۵/ ۲۶۷؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۲۰۹

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! میری بات کو غور سے سنو اور اسے سمجھو۔ بے شک! عنقریب میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ میں بہترین مخلوق ہوں اور بہترین فرد کا وصی ہوں اور میں اس امت کی تمام عورتوں کی سردار بی بی کا شوہر، عترت طاہرہ اور ہدایت کرنے والے آئمہ کا باپ ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کا بھائی، ان کا وصی، ان کا ولی، ان کا وزیر، ان کا ساتھی، ان کا مخلص، ان کا حبیب اور ان کا خلیل ہوں۔ میں مومنین کا امیر، روشن پیشانی والوں کا قائد و پیشوا اور اوصیا کا سردار ہوں۔ میری جنگ اللہ کی جنگ ہے اور میری صلح اللہ کی صلح ہے، میری اطاعت اللہ کی اطاعت اور میری ولایت اللہ کی ولایت ہے۔ میرے شیعہ اللہ کے دوست ہیں اور میرے مددگار اللہ کے انصار و مددگار ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے اس وقت خلق فرمایا کہ جب کوئی شے موجود نہ تھی! یقیناً اصحاب محمد ﷺ میں سے راز کو راز رکھنے والے افراد یہ بخوبی جانتے ہیں کہ نبی امی ﷺ کی زبان سے ناکثین، قاسطین اور مارقین پر لعنت کی گئی ہے اور جس نے بہتان تراشا وہ خسارے میں ہے۔ [1]

بیان: نكث العهد نقضه و قسط يقسط قسطا بالفتح جار و عدل عن الحق و مرق السهم من الرمية مروقا خرج قد أخبره النبي ص أنه سيقاتل الناكثين و القاسطين و المارقين فالناكثون طلحة و الزبير و أصحابهما حيث نقضوا عهدهم و القاسطون فلان و أصحابه لعنهم الله حيث جاروا عليه و عدلوا عن الحق و المارقون الخوارج خذلهم الله حيث خرجوا عن الدين و يظهر من الحديث أن النبي ص لعنهم و لا شك أنهم ملعونون و يأتي حديث آخر من هذا الباب في باب ضمان جنايات الدواب من كتاب الحسبة و الأحكام إن شاء الله

"نکث العهد" عہد کے توڑنا۔ "قسط" اس کا معنی عدل وانصاف کرنا ہے۔ "مرق" اس کا معنی تیر کا کمان سے نکلنا ہے۔ بیشک رسول خدا نے اس کی خبر دی ہے۔ عنقریب وہ ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کریں گے۔ "فالناکثون" سے مراد طلحہ، زبیر اور اُن کے ساتھی ہیں جبکہ انہوں نے آپؑ سے عہد کو توڑا تھا۔ "القاسطون" سے مراد فلاں اور اُس کے ساتھی ہیں کہ انہوں نے آپؑ پر جارحیت کی اور حق سے پھر گئے "المارقون" سے مراد خوارج ہیں اللہ ان کو برباد کریں جبکہ یہ دین سے خارج ہو گئے اور حدیث سے ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ ملعون ہیں اور حدیث "کتاب الحسبة و الأحکام" کے باب ضمان جنایات الدواب میں آئے گی ان شاء اللہ!

[1] امالی صدوق: ۵: ۲۰۵؛ بشارۃ المصطفیٰ ص ۸۳ ح ۳۷۵ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ بحار الانوار: ۳۹/ ۳۳۵؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۲۷۹؛ غایۃ المرام: ۱/ ۸۹ و ۶/ ۸۱ و ۳/ ۳۴۰

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[1]

10/1345 الکافی ۸/۱۶۳/۱۷۳ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنِ اَلصَّيْقَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ وَلِيَّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ يَأْكُلُ إِلاَّ اَلْحَلاَلَ لِأَنَّ صَاحِبَهُ كَانَ كَذَلِكَ وَ إِنَّ وَلِيَّ عُثْمَانَ لاَ يُبَالِي أَ حَلاَلاً أَكَلَ أَوْ حَرَاماً لِأَنَّ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ قَالَ ثُمَّ عَادَ إِلَى ذِكْرِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَمَا وَ اَلَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ مَا أَكَلَ مِنَ اَلدُّنْيَا حَرَاماً قَلِيلاً وَ لاَ كَثِيراً حَتَّى فَارَقَهَا وَ لاَ عَرَضَ لَهُ أَمْرَانِ كِلاَهُمَا لِلَّهِ طَاعَةٌ إِلاَّ أَخَذَ بِأَشَدِّهِمَا عَلَى بَدَنِهِ وَ لاَ نَزَلَتْ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَدِيدَةٌ قَطُّ إِلاَّ وَجَّهَهُ فِيهَا ثِقَةً بِهِ وَ لاَ أَطَاقَ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ عَمَلَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعْدَهُ غَيْرُهُ وَ لَقَدْ كَانَ يَعْمَلُ عَمَلَ رَجُلٍ كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَى اَلْجَنَّةِ وَ اَلنَّارِ وَ لَقَدْ أَعْتَقَ أَلْفَ مَمْلُوكٍ مِنْ صُلْبِ مَالِهِ كُلُّ ذَلِكَ تَحَفَّى فِيهِ يَدَاهُ وَ تَعْرَقُ جَبِينُهُ اِلْتِمَاسَ وَجْهِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اَلْخَلاَصِ مِنَ اَلنَّارِ وَ مَا كَانَ قُوتُهُ إِلاَّ اَلْخَلَّ وَ اَلزَّيْتَ وَ حَلْوَاهُ اَلتَّمْرُ إِذَا وَجَدَهُ وَ مَلْبُوسُهُ اَلْكَرَابِيسُ فَإِذَا فَضَلَ عَنْ ثِيَابِهِ شَيْءٌ دَعَا بِالْجَلَمِ فَجَزَّهُ.

صیقل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، وہ فرماتے تھے: حضرت علیؑ کا دوست حلال کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا کیونکہ اس کا آقا ایسا ہی تھا اور فلاں کے دوست کو اس کی پرواہ نہیں کہ وہ حلال کھاتا ہے یا حرام کیونکہ اس کا آقا ایسا ہی تھا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آپؑ حضرت علیؑ کے ذکر کی طرف پلٹے تو آپؑ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے ان کی روح قبض کی! انہوں نے دنیا میں کوئی چیز حرام نہیں کھائی، خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ وہ اس سے جدا ہو گئے اور انہیں کبھی بھی ایسے دو معاملات پیش نہیں ہوئے تھے جن دونوں میں اللہ کی رضا ہو مگر یہ کہ وہ ان دونوں میں سے اسے منتخب کرتے تھے جو ان کے جسم کے لیے زیادہ مشکل ہو اور رسول اللہؐ پر کوئی مشکل نازل نہیں ہوتی تھی مگر یہ کہ آپؐ ان پر بھروسہ کرتے ہوئے انہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور ان کے علاوہ اس امت کا کوئی بھی شخص رسول اللہؐ کے بعد ان کے اعمال کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس آدمی کی طرح عمل

---

[1] روضۃ المتقین: ۱۳/ ۲۷۵

کرتے تھے جو گویا جنت و جہنم کو دیکھ رہا ہو اور انہوں نے اپنی دولت سے ایک ہزار غلاموں کو آزاد کیا تھا جو کہ سب ان کے ہاتھوں سے کمائی گئی تھی اور ان کی پیشانی اللہ کے سامنے التماس اور جہنم سے خلاصی کے لیے پسینہ سے شرابور ہوتی تھی اور اگر ان کو مل جاتا تو ان کا کھانا سرکہ، تیل اور کھجور کی مٹھاس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا اور راوران کا لباس سوتی ہوتا تھا پس اگر ان کے کپڑوں میں کچھ اضافی پایا جاتا تو وہ قینچی منگوا کر کاٹ دیتے تھے۔ [1]

بیان:

یحفی بالمهملة و الفاء من الإحفاء أي يبالغ و يستقصي و الجلم بالجيم المقراض

❂ ''یحفی'' مہملہ اور فاء کے ساتھ اور اس کا مصدر ''الاخفاء'' ہے یعنی وہ مبالغہ آرائی اور تحقیق کرتا ہے۔

''الجلم'' جیم کے ساتھ، اس سے مراد قرض دینے والا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] یا پھر مجہول کالحسن ہے۔ [3]

11/1346 الکافی، ۱۷۵/۱۶۴/۸ محمد عن أحمد عن علي بن الحكم عن ابنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا أَكَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مُتَّكِئاً مُنْذُ بَعَثَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ تَوَاضُعاً لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَا رَأَى رُكْبَتَيْهِ أَمَامَ جَلِيسِهِ فِي مَجْلِسٍ قَطُّ وَ لاَ صَافَحَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَجُلاً قَطُّ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ اَلرَّجُلُ هُوَ اَلَّذِي يَنْزِعُ يَدَهُ وَ لاَ كَافَأَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِسَيِّئَةٍ قَطُّ قَالَ اَللَّهُ تَعَالَى لَهُ: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اَلسَّيِّئَةَ﴾ فَفَعَلَ وَ مَا مَنَعَ سَائِلاً قَطُّ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ أَعْطَى وَ إِلاَّ قَالَ يَأْتِي اَللَّهُ بِهِ وَ لاَ أَعْطَى عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ شَيْئاً قَطُّ إِلاَّ أَجَازَهُ اَللَّهُ إِنْ كَانَ لَيُعْطِي اَلْجَنَّةَ فَيُجِيزُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ ذَلِكَ قَالَ وَ كَانَ أَخُوهُ مِنْ بَعْدِهِ وَ اَلَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ مَا أَكَلَ مِنَ اَلدُّنْيَا حَرَاماً قَطُّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهَا وَ اَللَّهِ إِنْ كَانَ لَيَعْرِضُ لَهُ اَلْأَمْرَانِ كِلاَهُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ طَاعَةٌ

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۴۸؛ بحار الانوار: ۴۱/۱۲۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۴۰۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۲/۲۶۶؛ نہج السعادۃ: ۸/۴۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۲۹

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۴۹۳

فَيَأْخُذُ بِأَشَدِّهِمَا عَلَى بَدَنِهِ وَ اَللَّهِ لَقَدْ أَعْتَقَ أَلْفَ مَمْلُوكٍ لِوَجْهِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ دَبِرَتْ فِيهِمْ يَدَاهُ وَ اَللَّهِ مَا أَطَاقَ عَمَلَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ بَعْدِهِ أَحَدٌ غَيْرُهُ وَ اَللَّهِ مَا نَزَلَتْ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نَازِلَةٌ قَطُّ إِلاَّ قَدَّمَهُ فِيهَا ثِقَةً مِنْهُ بِهِ وَ إِنْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَيَبْعَثُهُ بِرَايَتِهِ فَيُقَاتِلُ جَبْرَئِيلُ عَنْ يَمِينِهِ وَ مِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ مَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ.

ابن وھب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالی نے رسول خداؐ کو مبعوث فرمایا اس سے آخری وقت کہ جس میں آپؐ کی روح اقدس نے عالم ملکوت کی طرف پرواز کیا اس وقت تک آپؐ نے خدا کی بارگاہ میں تواضع کی خاطر کبھی تکیہ لگا کر کوئی چیز نہیں کھائی تھی اور جب آپؐ کی محفل میں کوئی موجود ہوتا تو کبھی کسی نے آپؐ کو پاؤں پھیلا کر بیٹھے نہیں دیکھا اور جب کوئی آپؐ سے مصافحہ کرتا تو آپؐ اس سے قبل اپنا ہاتھ اس سے الگ نہ کرتے۔ آپؐ نے کبھی بھی بدی کا جواب بدی سے نہیں دیا۔ آپؐ اللہ کے اس فرمان پر عمل کرتے جس میں اللہ نے فرمایا ہے: ”برائی کو اچھے انداز میں دُور کرو۔ (المومنون:٩٦)۔“ آپؐ کبھی سوال کرنے والے کو خالی نہ پلٹاتے پس اگر ان کے پاس کچھ ہوتا تو عطا کرتے ورنہ اس سے فرماتے کہ اللہ تجھے دے گا اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز نہ قرار دیتے مگر یہ کہ اللہ اس کی اجازت دیتا اور کسی کو جنت عطا کردیتے تو اللہ اس کی اجازت دے دیتا تھا۔

پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: آپؐ کے بعد آپؐ کے بھائی حضرت علیؑ بھی ایسے ہی تھے۔ خدا کی قسم! جب تک آپؐ زندہ رہے آپؐ نے حرام نہیں کھایا تھا یہاں تک کہ دُنیا سے چلے گئے اور جب بھی آپؐ کے سامنے اطاعت خدا میں دو امر آئے تو آپؐ ہمیشہ مشکل اور زحمت والے کو اختیار کرتے۔ خدا کی قسم! آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے کما کر ایک ہزار غلام اللہ کی خوشنودی کی خاطر آزاد کیے اور ہاتھوں کی مشقت کی وجہ سے آپؐ ہاتھوں میں روئی باندھتے تھے۔ خدا کی قسم! آپؐ کی مثل کوئی ایسا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ جب بھی رسول خداؐ پر کوئی مشکل نازل ہوتی تو اللہ کی طرف سے آپؐ کو جو اعتماد حضرت علیؑ پر تھا اس کی وجہ سے آپؐ اپنی ہر مشکل کے حل کے لیے حضرت علیؑ کو روانہ کرتے تھے اور جب حضرت علیؑ لڑتے تو حضرت جبرئیلؑ دائیں اور حضرت میکائیلؑ بائیں جانب ہوتے تھے اور آپؐ واپس نہیں آتے تھے مگر یہ کہ اللہ آپؐ کو فتح دیتا تھا۔[1]

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۴۸؛ بحار الانوار: ۴۱/ ۱۳۰

بیان:

الواو فی والذی ذھب بنفسه واو القسم دبرت علی البناء للمفعول أی جرحت

"والذی ذھب بنفسه" میں واؤ قسم کے لیئے ہے۔

"دبرت" یہ مبنی بر مفعول ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے چوٹ لگی تھی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

12/1347 الکافی ۸/۱۶۵/۱۷۶ العدة عن سھل عن البزنطی عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَلْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَشْبَهَ اَلنَّاسِ طِعْمَةً وَ سِيرَةً بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَ يَأْكُلُ اَلْخُبْزَ وَ اَلزَّيْتَ وَ يُطْعِمُ اَلنَّاسَ اَلْخُبْزَ وَ اَللَّحْمَ قَالَ وَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَسْتَقِي وَ يَحْتَطِبُ وَ كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ تَطْحَنُ وَ تَعْجِنُ وَ تَخْبِزُ وَ تَرْقَعُ وَ كَانَتْ مِنْ أَحْسَنِ اَلنَّاسِ وَجْهاً كَأَنَّ وَجْنَتَيْهَا وَرْدَتَانِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهَا وَ عَلَى أَبِيهَا وَ بَعْلِهَا وَ وُلْدِهَا اَلطَّاهِرِينَ.

زید بن حسن سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: حضرت علی علیہ السلام اپنے طعام اور اپنی سیرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور وہ اس طرح تھے کہ وہ خود جو اور زیتون کھاتے اور لوگوں کو روٹی اور گوشت کھلاتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: اور حضرت علی علیہ السلام پانی اور لکڑی لاتے تھے اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا گندم پیستیں، آٹا گوندھتیں اور روٹی پکاتی تھیں اور سلائی بھی کرتی تھیں اور وہ لوگوں میں سب سے خوبصورت چہرے والی تھیں کہ جن کے گال دو گلابوں جیسے تھے، درود ہو ان پر، ان کے باپؐ پر، ان کے شوہر پر اور اس کی پاکیزہ اولاد پر۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۰؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۳۹۷

[2] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۴۸؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۴؛ وسائل الشیعہ: ۲۵/ ۸۷ ح ۳۱۲۶۲؛ بحار الانوار: ۴۱/ ۱۳۱؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۵۰۱ و ۲۶۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۴۰۷؛ مسند سہل بن زیاد: ۳/ ۳۷۵؛ غایۃ المرام: ۷/ ۱۱؛ الکوثر و موسوی: ۴/ ۲۲

[3] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۱؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۳۹۸

13/1348 الكافي، ۱/۱۷/۳۸۸/۲ العدة عن سهل عن يحيى بن المبارك عن ابن جبلة عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ وَ اِبْنِ سِنَانٍ وَ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: طَاعَةُ عَلِيٍّ ذُلٌّ وَ مَعْصِيَتُهُ كُفْرٌ بِاللَّهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ كَيْفَ تَكُونُ طَاعَةُ عَلِيٍّ ذُلاًّ وَ مَعْصِيَتُهُ كُفْراً بِاللَّهِ فَقَالَ إِنَّ عَلِيّاً يَحْمِلُكُمْ عَلَى اَلْحَقِّ فَإِنْ أَطَعْتُمُوهُ ذَلَلْتُمْ وَ إِنْ عَصَيْتُمُوهُ كَفَرْتُمْ بِاللَّهِ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا ذلت ہے اور اس کی نافرمانی کرنا اللہ سے کفر ہے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: یا رسول اللہؐ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا ذلت اور ان کی نافرمانی کرنا خدا سے کفر کرنا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کیونکہ علی علیہ السلام تمہیں حق کی طرف لائے گا پس اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ذلیل ہو گے اور اگر ان کی نافرمانی کرو گے تو تم اللہ سے کفر کرو گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل اور عبداللہ امامی نہیں ہیں مگر ثقہ ہیں اور یحییٰ بھی ثقہ اور تفسیر القمی کا راوی ہے [3] (واللہ اعلم)

14/1349 الفقيه، ۲/۲۰۵/۲۱۳۵ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلنَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِبَادَةٌ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ [4]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے مگر یہ حدیث عامہ وخاصہ نے متواتر اسناد سے روایت کی ہے اور یہ مشہور بھی ہے (واللہ اعلم)

15/1350 الفقيه، ۲/۲۰۵/۲۱۳۶ وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ قَالَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: ذِكْرُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِبَادَةٌ

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۳۹؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۹؛ مسند ابی بصیر: ۱/۵۳۵؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۲۷۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/۴۹۱

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۳۵؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۵۰۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۶۶

[4] کشف الغمہ: ۲/۲۶۸؛ نہج الحق: ۲۳۱؛ المناقب: ۳/۲۰۲؛ الصراط المستقیم: ۱/۱۵۳؛ امالی طوسی: ۳۵۴؛ بحار الانوار: ۳۸/۲۰۰

اور دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

اس کی تحقیق وہی ہے جو سابقہ حدیث میں بیان کی گئی ہے (واللہ اعلم)

16/1351 الفقیہ، ۳/۵۵۷/۴۹۱۵ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا اَلْمَسْجِدِ إِلاَّ أَنَا وَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ، وَ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِي فَإِنَّهُ مِنِّي.

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنب ہو سوائے میرے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے اور جو میرے اہل بیت میں ہوگا تو وہ مجھ ہی سے ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

ایضاً

17/1352 الفقیہ، ۲/۲۸۸/۲۴۷۵ روی: أن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السّلام كان معه أربعة دراهم فتصدق بدرهم منها بالليل و بدرهم بالنهار و بدرهم بالسر و بدرهم في العلانية فنزلت فيه هذه الآية - اَلَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوٰالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَ اَلنَّهٰارِ سِرًّا وَ عَلاٰنِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لاٰ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لاٰ هُمْ يَحْزَنُونَ.

روایت کی گئی ہے کہ امیر المومنینؑ کے پاس چار درہم تھے پس آپؑ نے ان درہموں کو اس طرح صدقہ کیا کہ ایک درہم رات، ایک درہم دن کو، ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم اعلانیہ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن، چھپا کر اور ظاہر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لیے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے، ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرۃ: ۲۷۴)''۔ [3]

---

[1] عمدۃ عیون: ۳۶۵؛ اثبات الھداۃ: ۲/۲۱۷؛ مستدرک الوسائل: ۵/۲۸۳ ح ۵۸۶۱؛ مجمع البحرین: ۲/۲۷۷؛ بحار الانوار: ۳۸/۱۹۹ و ۳۶/۳۷۰ و ۹۱/۲۹؛ الاختصاص: ۲۲۳؛ المناقب: ۳/۲۰۲؛ کشف الیقین: ۴۳۹؛ تفسیر البرہان: ۵/۲۲۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۳۴۸

[2] وسائل الشیعہ: ۲/۲۰۷ ح ۱۹۳۲ و ۲۰/۲۵۶ ح ۲۵۵۲۹؛ ھدایۃ الامہ: ۷/۱۳۳ و ۱/۱۷۶؛ امالی صدوق: ۳۳۴؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۶۰؛ الفصول المہمہ: ۲/۲۷؛ بحار الانوار: ۲۳/۱۳۵ و ۳۹/۲۰ و ۴۸/۳۸ و ۲۵/۱۲۹؛ الحدائق الناضرۃ: ۳/۴۹؛ الکوثر موسوی: ۳/۱۹۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۳۱

[3] تفسیر نور الثقلین: ۱/۲۹۱؛ تفسیر فرات: ۷۰

تحقیق اسناد:

شیخ نے اس کی سند بھی ذکر نہیں کی ہے لیکن یہ بھی مشہور حدیث ہے اور متواتر اسناد سے عامہ و خاصہ کی کثیر کتب میں درج ہے (واللہ اعلم)

18/1353 الكافى ۱/۴۵۷/۱/۷ محمد عَنْ سَلَمَةَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ عَنْ عِيسَى شَلَقَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لَهُ خُئُولَةٌ فِي بَنِي مَخْزُومٍ وَإِنَّ شَابّاً مِنْهُمْ أَتَاهُ فَقَالَ يَا خَالِي إِنَّ أَخِي مَاتَ وَقَدْ حَزِنْتُ عَلَيْهِ حُزْناً شَدِيداً قَالَ فَقَالَ لَهُ تَشْتَهِي أَنْ تَرَاهُ قَالَ بَلَى قَالَ فَأَرِنِي قَبْرَهُ قَالَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ بُرْدَةُ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مُتَّزِراً بِهَا فَلَمَّا ٱنْتَهَى إِلَى ٱلْقَبْرِ تَلَمْلَمَتْ شَفَتَاهُ ثُمَّ رَكَضَهُ بِرِجْلِهِ فَخَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ وَهُوَ يَقُولُ بِلِسَانِ ٱلْفُرْسِ فَقَالَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَلَمْ تَمُتْ وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنَ ٱلْعَرَبِ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّا مِتْنَا عَلَى سُنَّةِ فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ فَانْقَلَبَتْ أَلْسِنَتُنَا.

عیسیٰ شلقان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: امیر المومنین علیہ السلام کا ایک ماموں نبی مخزوم میں سے تھا پس ان کا ایک جوان آپؑ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے میرے ماموں! میرا بھائی مر گیا ہے اور اس کی موت نے مجھے سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاو۔

امامؑ نے فرمایا: پس آپؑ اس کے ساتھ رسول اللہؐ کا لباس پہن کر باہر نکلے اور جب آپؑ قبر پر پہنچے تو آپؑ نے اپنے ہونٹ ہلائے اور اپنے پاوں سے قبر پر ٹھوکر ماری تو وہ اپنی قبر سے فارسی زبان میں بات کرتا ہوا باہر آیا۔ پس امیر المومنینؑ نے فرمایا: کیا تم مرتے وقت عربی شخص نہیں تھے؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں لیکن ہم فلاں بن فلاں کی سنت پر مرے تھے ہماری زبانیں تبدیل ہو گئی ہیں۔ [1]

بیان:

تلملمت تحرکت و کان الفلانين كناية عن الأولين

[1] بصائر الدرجات: ۲۷۳؛ المناقب: ۲/۳۴۰؛ بحار الانوار: ۶/۲۳۰ و ۲۷/۳۰ و ۳۱؛ اثبات الهداة: ۳/۱۹۵؛ مدینة المعاجز: ۱/۳۳۵/۲۳۲؛ الثاقب فی المناقب: ۲۲۸/المنتخب الطریحی: ۲۹۷؛ الدمعة الساکبہ: ۲/۱۸۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۱/۳۵۳

✪ ''طلملمت''، منتقل کر دیا گیا اور گویا کہ ''الفلانین'' کنایہ ہے اولین سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن محمد کی وجہ سے مجہول ہے اور عبداللہ بن القاسم کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ علم)

19/1354 الكافی، ۱/۷/۱۸۱/۴ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أُتِيَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ وَ هُوَ جَالِسٌ فِي اَلْمَسْجِدِ بِالْكُوفَةِ بِقَوْمٍ وَجَدُوهُمْ يَأْكُلُونَ بِالنَّهَارِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُمْ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَكَلْتُمْ وَ أَنْتُمْ مُفْطِرُونَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ يَهُودُ أَنْتُمْ قَالُوا لاَ قَالَ فَنَصَارَى قَالُوا لاَ قَالَ فَعَلَى أَيِّ شَيْءٍ مِنْ هَذِهِ اَلْأَدْيَانِ مُخَالِفِينَ لِلْإِسْلاَمِ قَالُوا بَلْ مُسْلِمُونَ قَالَ فَسَفْرٌ أَنْتُمْ قَالُوا لاَ قَالَ فِيكُمْ عِلَّةٌ اِسْتَوْجَبْتُمُ اَلْإِفْطَارَ لاَ نَشْعُرُ بِهَا فَإِنَّكُمْ أَبْصَرُ بِأَنْفُسِكُمْ لِأَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (بَلِ اَلْإِنْسٰانُ عَلىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ) قَالُوا بَلْ أَصْبَحْنَا مَا بِنَا عِلَّةٌ قَالَ فَضَحِكَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ تَشْهَدُونَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ قَالُوا نَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ لاَ نَعْرِفُ مُحَمَّداً قَالَ فَإِنَّهُ رَسُولُ اَللَّهِ قَالُوا لاَ نَعْرِفُهُ بِذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ أَعْرَابِيٌّ دَعَا إِلَى نَفْسِهِ فَقَالَ إِنْ أَقْرَرْتُمْ وَ إِلاَّ لَأَقْتُلَنَّكُمْ قَالُوا وَ إِنْ فَعَلْتَ فَوَكَّلَ بِهِمْ شُرْطَةَ اَلْخَمِيسِ وَ خَرَجَ بِهِمْ إِلَى اَلظَّهْرِ ظَهْرِ اَلْكُوفَةِ وَ أَمَرَ أَنْ يَحْفِرَ حُفْرَتَيْنِ وَ حَفَرَ إِحْدَاهُمَا إِلَى جَنْبِ اَلْأُخْرَى ثُمَّ خَرَقَ فِيمَا بَيْنَهُمَا كُوَّةً ضَخْمَةً شِبْهَ اَلْخَوْخَةِ فَقَالَ لَهُمْ إِنِّي وَاضِعُكُمْ فِي إِحْدَى هَذَيْنِ اَلْقَلِيبَيْنِ وَ أُوقِدُ فِي اَلْأُخْرَى اَلنَّارَ فَأَقْتُلُكُمْ بِالدُّخَانِ قَالُوا وَ إِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ اَلْحَيَاةَ اَلدُّنْيَا فَوَضَعَهُمْ فِي إِحْدَى اَلْجُبَّيْنِ وَضْعاً رَفِيقاً ثُمَّ أَمَرَ بِالنَّارِ فَأُوقِدَتْ فِي اَلْجُبِّ اَلْآخَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُنَادِيهِمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ مَا تَقُولُونَ فَيُجِيبُونَهُ اِقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ حَتَّى مَاتُوا قَالَ ثُمَّ اِنْصَرَفَ فَسَارَ بِفِعْلِهِ اَلرُّكْبَانُ وَ تَحَدَّثَ بِهِ اَلنَّاسُ فَبَيْنَمَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي اَلْمَسْجِدِ إِذْ قَدِمَ عَلَيْهِ يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ قَدْ أَقَرَّ لَهُ مَنْ فِي يَثْرِبَ مِنَ

[1] مرآة العقول: ۵/ ۳۰۹

الْيَهُودِ أَنَّهُ أَعْلَمُهُمْ وَ كَذَلِكَ كَانَتْ آبَاؤُهُ مِنْ قَبْلُ قَالَ وَ قَدِمَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي عِدَّةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ بِالْكُوفَةِ أَنَاخُوا رَوَاحِلَهُمْ ثُمَّ وَقَفُوا عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَ أَرْسَلُوا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَنَّا قَوْمٌ مِنَ الْيَهُودِ قَدِمْنَا مِنَ الْحِجَازِ وَ لَنَا إِلَيْكَ حَاجَةٌ فَهَلْ تَخْرُجُ إِلَيْنَا أَمْ نَدْخُلُ إِلَيْكَ قَالَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ وَ هُوَ يَقُولُ سَيَدْخُلُونَ وَ يَسْتَأْنِفُونَ بِالْيَمِينِ فَمَا حَاجَتُكُمْ فَقَالَ لَهُ عَظِيمُهُمْ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ مَا هَذِهِ الْبِدْعَةُ الَّتِي أَحْدَثْتَ فِي دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ لَهُ وَ أَيَّةُ بِدْعَةٍ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ زَعَمَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ أَنَّكَ عَمَدْتَ إِلَى قَوْمٍ شَهِدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُهُ فَقَتَلْتَهُمْ بِالدُّخَانِ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَنَشَدْتُكَ بِالتِّسْعِ الْآيَاتِ الَّتِي أُنْزِلَتْ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِطُورِ سَيْنَاءَ وَ بِحَقِّ الْكَنَائِسِ الْخَمْسِ الْقُدُسِ وَ بِحَقِّ السَّمْتِ الدَّيَّانِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ يُوشَعَ بْنَ نُونٍ أُتِيَ بِقَوْمٍ بَعْدَ وَفَاةِ مُوسَى شَهِدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ فَقَتَلَهُمْ بِمِثْلِ هَذِهِ الْقِتْلَةِ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ نَعَمْ أَشْهَدُ أَنَّكَ نَامُوسُ مُوسَى قَالَ ثُمَّ أَخْرَجَ مِنْ قَبَائِهِ كِتَاباً فَدَفَعَهُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَضَّهُ وَ نَظَرَ فِيهِ وَ بَكَى فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ إِنَّمَا نَظَرْتَ فِي هَذَا الْكِتَابِ وَ هُوَ كِتَابٌ سُرْيَانِيٌّ وَ أَنْتَ رَجُلٌ عَرَبِيٌّ فَهَلْ تَدْرِي مَا هُوَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ نَعَمْ هَذَا اسْمِي مُثْبَتٌ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَأَرِنِي اسْمَكَ فِي هَذَا الْكِتَابِ وَ أَخْبِرْنِي مَا اسْمُكَ بِالسُّرْيَانِيَّةِ قَالَ فَأَرَاهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهِ اسْمَهُ فِي الصَّحِيفَةِ فَقَالَ اسْمِي إِلْيَا فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ وَصِيُّ مُحَمَّدٍ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ مِنْ بَعْدِ مُحَمَّدٍ وَ بَايَعُوا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ أَكُنْ عِنْدَهُ مَنْسِيّاً الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَثْبَتَنِي عِنْدَهُ فِي صَحِيفَةِ الْأَبْرَارِ.

محمد بن عمران سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما

تھے کہ ان کے پاس ایک ایسے گروہ کو پیش کیا گیا جسے ماہ رمضان میں دن کے وقت کھاتے پیتے ہوئے پایا گیا تھا؟

امیرالمومنینؑ نے ان سے فرمایا: کیا تم نے روزہ نہ رکھنے کی صورت میں کھایا ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم یہودی ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں!

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نصرانی ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں!

آپؑ نے فرمایا: دین اسلام کے مخالف دینوں میں سے کسی دین کے پیرو ہو؟

انہوں نے کہا: بلکہ ہم مسلمان ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: پھر کیا تم مسافر ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں!

آپؑ نے فرمایا: کیا تمہیں کوئی ایسی تکلیف ہے جس کی وجہ سے روزہ افطار کیا ہے جس کا تمہیں احساس نہیں ہے! چونکہ تم اپنے حالات کو بہتر جانتے ہو جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ”بلکہ انسان اپنے نفس کو بہتر جانتا ہے۔(القیامۃ:۱۴)۔“

انہوں نے کہا: ہم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: یہ سن کر حضرت امیرالمومنینؑ ہنسے اور پھر فرمایا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ خدا واحد لاشریک ہے اور حضرت محمدؐ اس کے رسول ہیں؟

انہوں نے کہا: ہم یہ تو گواہی دیتے ہیں کہ خدا واحد لاشریک ہے مگر ہم محمدؐ کو نہیں پہچانتے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ خدا کے رسول ہیں۔

انہوں نے کہا: ہم ان کو بحیثیت رسول کے نہیں پہچانتے البتہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ایک اعرابی تھے جنہوں نے (لوگوں کو) اپنی طرف دعوت دی۔

آپؑ نے فرمایا: اگر اقرار کرو تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

انہوں نے کہا: جو چاہیں کریں (ہم اقرار نہیں کرتے)۔

پس آپؑ نے ان کو شرطۃ الخمیس (مخصوص پولیس) کے حوالہ کیا اور وہ انہیں پشت کوفہ کی طرف لے گئے اور وہاں جا کر حکم دیا کہ وہاں (بڑے بڑے) دو گڑھے ایک دوسرے کے پہلو میں کھودے جائیں اور ان کے درمیان ایک بڑا سا روشندان نما رکھ دیا۔

پھر آپؑ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں ان میں سے ایک گڑھے میں رکھتا ہوں اور دوسرے گڑھے میں آگ روشن کرتا ہوں تو اس طرح تمہیں دھوئیں سے قتل کروں گا۔

انہوں نے کہا: آپ جو چاہیں کرلیں۔ یہ دنیا کی زندگی ہے جوں توں کر کے گزر جائے گی۔

چنانچہ آپؑ نے ان کو ان سے دو گڑھوں میں سے ایک میں رکھوا دیا اور دوسرے گڑھے میں آگ روشن کرا دی اور ادھر آپؑ ان کو پکار پکار کر پوچھتے تھے: اب کیا کہتے ہو؟

وہ جواب میں برابر یہی کہتے جاتے تھے کہ جو کرنا ہے کرلو یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گئے۔

امامؑ نے فرمایا: پھر آپؑ واپس چلے گئے لیکن خبر پھیل گئی اور لوگوں نے اس کے بارے میں بات کی۔ ایک دن آپؑ ہمارے درمیان مسجد میں تھے کہ یثرب کا ایک یہودی آدمی آ گیا جس کی لوگوں نے تصدیق کی کہ وہ سب سے زیادہ عالم ہے جیسا کہ اس اس سے پہلے باپ دادا ہوتے تھے اور اسی طرح اس کے خاندان کے لوگوں کا ایک گروہ امیر المومنینؑ کے پاس آیا۔ پس جب وہ کوفہ کی مسجد اعظم کے قریب پہنچے تو وہاں سے اترے، پھر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور امیر المومنین علیہ السلام کے پاس کسی کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم یہودیوں کا ایک گروہ ہیں، ہم حجاز سے آئے ہیں اور ہمیں آپؑ سے بات کرنی ہے۔ کیا آپؑ باہر آنا چاہتے ہیں یا ہم آپؑ سے ملنے کے لیے داخل ہوں؟

امامؑ فرماتے ہیں کہ آپؑ ان کے پاس گئے اور فرمایا: وہ عنقریب داخل ہوں گے اور قسم سے شروع کریں گے۔ تمہیں کیا چاہیے؟

ان میں سے سردار نے پوچھا: اے ابوطالب کے بیٹے! یہ کون سی بدعت ہے جو تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں ڈالی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تم کس قسم کی بدعت کی بات کر رہے ہو؟

یہودی نے کہا: حجاز کے لوگ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ تھے جنہوں نے گواہی دی کہ صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے لیکن اس بات کی گواہی نہیں دی کہ محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں تو تم نے ان کو دھویں کے ذریعے قتل کر دیا؟

امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا: میں تجھے ان نو آیات کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت موسیٰؑ پر کوہ طور پر نازل

ہوئیں اور پانچ مقدس کینسوں کا واسطہ اور سمت دیان کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا تو جانتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد جناب یوشع بن نون کے پاس ایک گروہ کو لایا گیا تھا جو گواہی دیتے تھے کہ خدا واحد لا شریک ہے مگر حضرت موسیٰؑ کو رسول نہیں مانتے تھے تو جناب یوشع نے ان کو اسی طرح قتل کیا تھا؟

اس یہودی نے کہا: ہاں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ موسیٰ کے رازوں کے محافظ ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: پھر اس نے اپنے قبا کی جیب سے ایک خط نکال کر امیر المومنینؑ کو دیا تو انہوں نے اسے کھول کر دیکھا اور رو پڑے۔

یہودی نے کہا: اے ابو طالب کے بیٹے! آپ کو کس چیز سے رونا آیا ہے حالانکہ آپ نے جو ابھی ایک خط دیکھا وہ سریانی زبان میں ہے اور آپ عرب آدمی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس میں کیا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ہاں میں جانتا ہوں۔ اس میں میرا نام لکھا ہے۔

یہودی نے کہا: مجھے اس خط میں اپنا نام دکھائیے اور بتائیے کہ سریانی زبان میں آپ کا نام کیا ہے؟

امامؑ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے صفحہ پر اپنا نام دکھایا اور فرمایا: میرا نام سریانی زبان میں ایلیا ہے۔

یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپ حضرت محمدؐ کے وصی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرت محمدؐ کے بعد لوگوں پر خود ان سے بھی زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔

پس انہوں نے امیر المومنینؑ سے بیعت کی اور مسجد میں داخل ہوئے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کے سامنے میں نہیں بھولا، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنی عندیت میں صحیفۃ الابرار (نیک لوگوں کے صحیفہ) میں درج کیا۔ ①

بیان:

السفر بالتسكين ذو سفر يقال للمفرد و الجمع إنما ضحك م لأنه لقنهم العذر و الحجة فما قبلوا و إن فعلت أي لا نقر بذاك و إن قتلتنا و الشرطة بالضم طائفة من أعوان الولاة أعلموا أنفسهم بعلامات يعرفون بها و الكوة الخرق في الحائط و الخوخة مخترق ما بين الدارين ما عليه باب و القليب البئر و كذا الجب بضم الجيم رفيقا من الرفق فسار بفعله الركبان ذهبوا بخبر فعله إلى البلدان من السير سيدخلون يعني في الإسلام و يستأنفون الدين الحق باليمين يعني بها

① بحار الانوار: ۴۰ / ۲۸۷ و ۲۸۸ / ۶۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۰ / ۲۴۹؛ عبقات الانوار: ۷ / ۱۵۰

الیمین التی نشدھم بھا حین کلمھم و ھی الآیات التسع الموسویة التی ذکرھا اللہ تعالیٰ فی کتابه و ھی الحجر و العصا و الید البیضاء و الجبل و الطوفان و الجراد و القمل و الضفادع و الدم و الکناسة متعبد الیھود و کأنھا کانت خمسا معھودة بینھم و السمت الھیئة الحسنة و الدیان القھار علی الطاعة یقال دنتھم فدانوا أی قھرتھم فأطاعوا و منه الحدیث النبوی علی دیان ھذہ الأمة و لعل المراد بالسمت الدیان سیرة النبی أو الوصی و ھدیھما فإن ذلك مما یقھر الناس علی الطاعة و یرغبھم فیھا

❂ ''السفر'' سکون کے ساتھ، ''ذوسفر'' کو واحد اور جمع کے لیے کہا جاتا ہے، وہ صرف علی پر ہنستے تھے کیونکہ انہوں نے انہیں عذر اور دلیل سکھائی تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

''ان فعلت'' یعنی ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے، چاہے وہ ہمیں مار ڈالے۔

''و الشرطة'' ضمہ کے ساتھ، گورنروں کے معاونین کے ایک گروپ نے خود کو ان نشانات سے آگاہ کیا جن سے وہ پہچانے جائیں گے۔

''الکوة'' دیوار میں شگاف،

''الخوخة'' دونوں گھروں کے درمیان گھستے ہوئے اس پر کوئی دروازہ نہیں ہے۔

''القلیب'' کنواں اور اسی طرح ''الجب'' جیم کی ضمہ کے ساتھ۔

''رفیقا'' اس کا مصدر ''الرفق'' ہے۔

''فسار بفعله الرکبان'' وہ اس کی کارروائی کی خبر دنیا کے ممالک تک لے گئے۔

''سید خلون'' عنقریب وہ داخل ہوں گے، یعنی اسلام میں۔

''سیأ نفون'' وہ اپنائیں گے دین حق کو۔

''بالیمین'' اسلام میں، وہ حلف کے ذریعے سچے مذہب کو دوبارہ شروع کرتے ہیں، جس کے ذریعے اس کا مطلب وہ قسم ہے جو ہم نے ان سے بات کرتے وقت اٹھانے کی تاکید کی تھی، وہ نو موسوی آیات ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، جو پتھر، عصاء، سفید ہاتھ، پہاڑ، سیلاب، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون ہیں

''الکناسة' یہودی اس طرح عبادت کرتے تھے گویا ان میں یہ پانچ رواج تھے۔

''السمت'' اچھی ہیئت

''والدیان'' طاعت کے قھار کو کہا جاتا ہے کہ ان کو مسخر کر دیا اور وہ مسخر کر دیے گئے یعنی میں نے ان کو مسخر کر

دیا اور انہوں نے اطاعت کی۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

علی دیان هذه الأمة.

حضرت علی علیہ السّلام اس امت کے دیان ہیں۔

شاید ''جج'' کے نام سے مراد نبی یا جانشین کی سیرت اور ان کی رہنمائی ہے، کیونکہ یہی چیز لوگوں کو اطاعت پر مجبور کرتی ہے اور انہیں ایسا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

20/1355 الفقيه ۱/۲۳۲/۶۹۸ التهذيب ۳/۲۶۴/۶۷/۱ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللّٰهِ اَلْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِبَرَاثَا بَعْدَ رُجُوعِهِ مِنْ قِتَالِ اَلشُّرَاةِ وَ نَحْنُ زُهَاءُ مِائَةِ أَلْفِ رَجُلٍ فَنَزَلَ نَصْرَانِيٌّ مِنْ صَوْمَعَتِهِ فَقَالَ مَنْ عَمِيدُ هَذَا اَلْجَيْشِ فَقُلْنَا هَذَا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا سَيِّدِي أَنْتَ نَبِيٌّ فَقَالَ لاَ اَلنَّبِيُّ سَيِّدِي قَدْ مَاتَ قَالَ فَأَنْتَ وَصِيُّ نَبِيٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لَهُ اِجْلِسْ كَيْفَ سَأَلْتَ عَنْ هَذَا قَالَ أَنَا بَنَيْتُ هَذِهِ اَلصَّوْمَعَةَ مِنْ أَجْلِ هَذَا اَلْمَوْضِعِ وَ هُوَ بَرَاثَا وَ قَرَأْتُ فِي اَلْكُتُبِ اَلْمُنْزَلَةِ أَنَّهُ لاَ يُصَلِّي فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ بِهَذَا اَلْجَمْعِ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ وَ قَدْ جِئْتُ أُسْلِمُ فَأَسْلَمَ وَ خَرَجَ مَعَنَا إِلَى اَلْكُوفَةِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمَنْ صَلَّى هَاهُنَا قَالَ صَلَّى عِيسَى اِبْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أُمُّهُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَفَأُخْبِرُكَ مَنْ صَلَّى هَاهُنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَلْخَلِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خوارج سے قتال کرنے کے بعد واپسی پر مسجد براثا کے اندر ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم لوگوں کی تعداد اس وقت ایک لاکھ تھی تو ایک نصرانی اپنے صومعہ سے نیچے اترا اور پوچھا: اس فوج کا سردار کون ہے؟

ہم لوگوں نے کہا: یہ ہمارے سردار ہیں۔

پس وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا اور سلام کر کے بولا: اے میرے سید و آقا! کیا آپ نبی ہیں؟

[1] مرآۃ العقول: ۱۶/ ۴۴۲

آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ نبی اکرمؐ میرے سید و آقا تھے جو وفات پا چکے ہیں۔

نصرانی نے عرض کیا: پھر کیا آپؑ نبی کے وصی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر فرمایا: اچھا بیٹھو، تم نے یہ سوال کیوں کیا؟

اس نے عرض کیا: میں نے یہ صومعہ بنایا ہی اس مقام براثا کے لیے ہے کیونکہ میں نے اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس جگہ اتنی بڑی تعداد کے ساتھ وہی نماز پڑھے گا جو نبی ہوگا یا وصی نبی ہوگا اور میں اسلام قبول کرنے کے لیے آیا ہوں۔ پھر وہ ہم لوگوں کے ساتھ کوفہ آیا اور حضرت علی علیہ السلام نے اس سے پوچھا: یہاں کس نے نماز پڑھی تھی؟

اس نے جواب دیا: یہاں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اور ان کی مادر گرامی نے نماز پڑھی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میں بھی تمہیں بتاوں کہ یہاں کس نے نماز پڑھی تھی؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت خلیل علیہ السلام نے۔ [1]

بیان:

براثا بالموحدة ثم المهملة ثم المثلثة بعد الألف مسجد ببغداد و الشراة الخوارج من شرى إذا غضب ولج و زهاء بضم الزاي المقدار

«براثا» موحدہ کے ساتھ اور پھر مہملہ اور پھر الف کے بعد مثلثہ ہے اور اس سے مراد ایک مسجد ہے جو بغداد میں ہے۔

«الشراۃ» خوارج جب غصہ اور متشدد ہو جاتے ہیں تو وہ چڑچڑے پن کا شکار ہوتے ہیں۔

«زھاء» زاء کے ضمہ کے ساتھ، مقدار

تحقیق اسناد:

میرے نزدیک شیخ صدوق کی سند مجہول کالمعتبر ہے اور شیخ طوسی کی سند علامہ مجلسی کے نزدیک مختلف فیہ ہے [2] (واللہ اعلم)

---

[1] وسائل الشیعہ: ۵/ ۲۸۷ ح ۶۵۶۹؛ بحار الانوار: ۳۳/ ۸ ۴۳ و ۹۹/ ۳۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۲۳؛ مدینۃ المعاجز: ۱/ ۳۹۱؛ ذکری الشیعہ: ۳/ ۱۱۸؛ موسوعۃ الشہید الاول: ۷/ ۵۸

[2] تہذیب الاحکام: ۵/ ۴۹۹

21/1356 الکافی،۱/۴۵۷/۸/۱ محمد عن أحمد و علی بن محمد عن سهل جمیعاً عن السراد عن الثمالی

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَامَ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فِي مَسْجِدِ ٱلْكُوفَةِ فَحَمِدَ ٱللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ وَ صَلَّى عَلَى ٱلنَّبِيِّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّهُ قَدْ قُبِضَ فِي هَذِهِ ٱللَّيْلَةِ رَجُلٌ مَا سَبَقَهُ ٱلْأَوَّلُونَ وَ لاَ يُدْرِكُهُ ٱلْآخِرُونَ إِنَّهُ كَانَ لَصَاحِبَ رَايَةِ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْ يَمِينِهِ جَبْرَئِيلُ وَ عَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِيلُ لاَ يَنْثَنِي حَتَّى يَفْتَحَ ٱللَّهُ لَهُ وَ ٱللَّهِ مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَ لاَ حَمْرَاءَ إِلاَّ سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ عَنْ عَطَائِهِ أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِماً لِأَهْلِهِ وَ ٱللَّهِ لَقَدْ قُبِضَ فِي ٱللَّيْلَةِ ٱلَّتِي فِيهَا قُبِضَ وَصِيُّ مُوسَى يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَ ٱللَّيْلَةِ ٱلَّتِي عُرِجَ فِيهَا بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ وَ ٱللَّيْلَةِ ٱلَّتِي نُزِّلَ فِيهَا ٱلْقُرْآنُ.

الثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امیر المومنینؑ کا انتقال ہوگیا تو امام حسن علیہ السلام مسجد کوفہ میں آئے اور خدا کی حمد وثنا اور نبی اکرمؐ پر درود کے بعد فرمایا: اے لوگو! اس رات کو اس شخص نے رحلت کی جس پر اولین سبقت نہیں کر سکے اور آخرین اس کو پا نہیں سکے۔ وہ رسول اللہؐ کے علمبر دار تھے، ان کے داہنی طرف حضرت جبرئیلؑ رہتے تھے اور بائیں طرف حضرت میکائیلؑ ہوتے تھے، وہ میدان سے اس وقت تک واپس نہیں آتے تھے جب تک وہ جنگ میں فتح حاصل نہیں کر لیتے تھے، خدا کی قسم! انہوں نے نہ چاندی چھوڑی ہے نہ سونا سوائے ان ستر درہموں کے جو انھوں نے اس لیے بچار کھے تھے کہ اپنے گھر کے لیے ایک غلام خریدیں گے۔ خدا کی قسم! امیر المومنینؑ کا انتقال اسی رات میں ہوا ہے جس رات کو حضرت موسیٰؑ کے وصی حضرت یوشع بن نونؑ کا انتقال ہوا تھا اور یہی وہ رات ہے کہ جس میں حضرت عیسیٰؑ آسمان کی طرف بلند ہو گئے اور یہی وہ رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا تھا۔ [1]

بیان:

لا یثنی لا ینصرف من الثنی بمعنی الرجوع

"لا یثنی" وہ جھکنا نہیں چھوڑتا، یہ رجوع کے معنی میں ہے

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۲۲۳ و ۵/ ۶۲۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۷؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۴۰۳؛ الاصول الستة عشر: ۲۸/ منتهی الآمال: ۱/ ۳۲۸؛ احقاق الحق: ۲۳/ ۳۵۰

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ①

22/1357 الکافی ۱/۴۵۴/۴ ،۱ العدة عن ابن عیسی عن البرقی عَنْ أَحْمَدَ بْنِ زَيْدٍ اَلنَّيْسَابُورِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ صَفْوَانَ صَاحِبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ اَلْيَوْمُ اَلَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِرْتَجَّ اَلْمَوْضِعُ بِالْبُكَاءِ وَ دَهِشَ اَلنَّاسُ كَيَوْمَ قُبِضَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ جَاءَ رَجُلٌ بَاكِياً وَ هُوَ مُسْرِعٌ مُسْتَرْجِعٌ وَ هُوَ يَقُولُ اَلْيَوْمَ اِنْقَطَعَتْ خِلاَفَةُ اَلنُّبُوَّةِ حَتَّى وَقَفَ عَلَى بَابِ اَلْبَيْتِ اَلَّذِي فِيهِ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ يَا أَبَا اَلْحَسَنِ كُنْتَ أَوَّلَ اَلْقَوْمِ إِسْلاَماً وَ أَخْلَصَهُمْ إِيمَاناً وَ أَشَدَّهُمْ يَقِيناً وَ أَخْوَفَهُمْ لِلَّهِ وَ أَعْظَمَهُمْ عَنَاءً وَ أَحْوَطَهُمْ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ آمَنَهُمْ عَلَى أَصْحَابِهِ وَ أَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ وَ أَكْرَمَهُمْ سَوَابِقَ وَ أَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً وَ أَقْرَبَهُمْ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَشْبَهَهُمْ بِهِ هَدْياً وَ خَلْقاً وَ سَمْتاً وَ فِعْلاً وَ أَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً وَ أَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ فَجَزَاكَ اَللَّهُ عَنِ اَلْإِسْلاَمِ وَ عَنْ رَسُولِهِ وَ عَنِ اَلْمُسْلِمِينَ خَيْراً قَوِيتَ حِينَ ضَعُفَ أَصْحَابُهُ وَ بَرَزْتَ حِينَ اِسْتَكَانُوا وَ نَهَضْتَ حِينَ وَهَنُوا وَ لَزِمْتَ مِنْهَاجَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذْ هَمَّ أَصْحَابُهُ وَ كُنْتَ خَلِيفَتَهُ حَقّاً لَمْ تُنَازَعْ وَ لَمْ تَضْرَعْ بِرَغْمِ اَلْمُنَافِقِينَ وَ غَيْظِ اَلْكَافِرِينَ وَ كُرْهِ اَلْحَاسِدِينَ وَ صِغَرِ اَلْفَاسِقِينَ فَقُمْتَ بِالْأَمْرِ حِينَ فَشِلُوا وَ نَطَقْتَ حِينَ تَتَعْتَعُوا وَ مَضَيْتَ بِنُورِ اَللَّهِ إِذْ وَقَفُوا فَاتَّبَعُوكَ فَهُدُوا وَ كُنْتَ أَخْفَضَهُمْ صَوْتاً وَ أَعْلاَهُمْ قُنُوتاً وَ أَقَلَّهُمْ كَلاَماً وَ أَصْوَبَهُمْ نُطْقاً وَ أَكْبَرَهُمْ رَأْياً وَ أَشْجَعَهُمْ قَلْباً وَ أَشَدَّهُمْ يَقِيناً وَ أَحْسَنَهُمْ عَمَلاً وَ أَعْرَفَهُمْ بِالْأُمُورِ كُنْتَ وَ اَللَّهِ يَعْسُوباً لِلدِّينِ أَوَّلاً وَ آخِراً اَلْأَوَّلَ حِينَ تَفَرَّقَ اَلنَّاسُ وَ اَلْآخِرَ حِينَ فَشِلُوا كُنْتَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَباً رَحِيماً إِذْ صَارُوا عَلَيْكَ عِيَالاً فَحَمَلْتَ أَثْقَالَ مَا عَنْهُ ضَعُفُوا وَ حَفِظْتَ مَا أَضَاعُوا وَ رَعَيْتَ مَا أَهْمَلُوا وَ شَمَّرْتَ إِذَا

---

① مرآة العقول: ۵/ ۳۱۰

اِجْتَمَعُوا وَ عَلَوْتَ إِذْ هَلِعُوا وَ صَبَرْتَ إِذْ أَسْرَعُوا وَ أَدْرَكْتَ أَوْتَارَ مَا طَلَبُوا وَ نَالُوا بِكَ مَا لَمْ يَحْتَسِبُوا كُنْتَ عَلَى اَلْكَافِرِينَ عَذَاباً صَبّاً وَ نَهْباً وَ لِلْمُؤْمِنِينَ عَمَداً وَ حِصْناً فَطِرْتَ وَ اَللَّهِ بِنَعْمَائِهَا وَ فُزْتَ بِحِبَائِهَا وَ أَحْرَزْتَ سَوَابِغَهَا وَ ذَهَبْتَ بِفَضَائِلِهَا لَمْ تُفْلَلْ حُجَّتُكَ وَ لَمْ يَزِغْ قَلْبُكَ وَلَمْ تَضْعُفْ بَصِيرَتُكَ وَلَمْ تَجْبُنْ نَفْسُكَ وَلَمْ تَخِرَّ كُنْتَ كَالْجَبَلِ لاَ تُحَرِّكُهُ اَلْعَوَاصِفُ وَ كُنْتَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ آمَنَ اَلنَّاسِ فِي صُحْبَتِكَ وَ ذَاتِ يَدِكَ وَ كُنْتَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ضَعِيفاً فِي بَدَنِكَ قَوِيّاً فِي أَمْرِ اَللَّهِ مُتَوَاضِعاً فِي نَفْسِكَ عَظِيماً عِنْدَ اَللَّهِ كَبِيراً فِي اَلْأَرْضِ جَلِيلاً عِنْدَ اَلْمُؤْمِنِينَ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ فِيكَ مَهْمَزٌ وَ لاَ لِقَائِلٍ فِيكَ مَغْمَزٌ وَ لاَ لِأَحَدٍ فِيكَ مَطْمَعٌ وَ لاَ لِأَحَدٍ عِنْدَكَ هَوَادَةٌ اَلضَّعِيفُ اَلذَّلِيلُ عِنْدَكَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ حَتَّى تَأْخُذَ لَهُ بِحَقِّهِ وَ اَلْقَوِيُّ اَلْعَزِيزُ عِنْدَكَ ضَعِيفٌ ذَلِيلٌ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ اَلْحَقَّ وَ اَلْقَرِيبُ وَ اَلْبَعِيدُ عِنْدَكَ فِي ذَلِكَ سَوَاءٌ شَأْنُكَ اَلْحَقُّ وَ اَلصِّدْقُ وَ اَلرِّفْقُ وَ قَوْلُكَ حُكْمٌ وَ حَتْمٌ وَ أَمْرُكَ حِلْمٌ وَ حَزْمٌ وَ رَأْيُكَ عِلْمٌ وَ عَزْمٌ فِيمَا فَعَلْتَ وَ قَدْ نَهَجَ اَلسَّبِيلُ وَ سَهُلَ اَلْعَسِيرُ وَ أُطْفِئَتِ اَلنِّيرَانُ وَ اِعْتَدَلَ بِكَ اَلدِّينُ وَ قَوِيَ بِكَ اَلْإِسْلاَمُ فَ‍(ظَهَرَ أَمْرُ اَللَّهِ) (وَ لَوْ كَرِهَ اَلْكَافِرُونَ) وَ ثَبَتَ بِكَ اَلْإِسْلاَمُ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ وَ سَبَقْتَ سَبْقاً بَعِيداً وَ أَتْعَبْتَ مَنْ بَعْدَكَ تَعَباً شَدِيداً فَجَلَلْتَ عَنِ اَلْبُكَاءِ وَ عَظُمَتْ رَزِيَّتُكَ فِي اَلسَّمَاءِ وَ هَدَّتْ مُصِيبَتُكَ اَلْأَنَامَ فَ‍(إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) رَضِينَا عَنِ اَللَّهِ قَضَاهُ وَ سَلَّمْنَا لِلَّهِ أَمْرَهُ فَوَ اَللَّهِ لَنْ يُصَابَ اَلْمُسْلِمُونَ بِمِثْلِكَ أَبَداً كُنْتَ لِلْمُؤْمِنِينَ كَهْفاً وَ حِصْناً وَ قُنَّةً رَاسِياً وَ عَلَى اَلْكَافِرِينَ غِلْظَةً وَ غَيْظاً فَأَلْحَقَكَ اَللَّهُ بِنَبِيِّهِ وَ لاَ أَحْرَمَنَا أَجْرَكَ وَ لاَ أَضَلَّنَا بَعْدَكَ وَ سَكَتَ اَلْقَوْمُ حَتَّى اِنْقَضَى كَلاَمُهُ وَ بَكَى وَ بَكَى أَصْحَابُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ طَلَبُوهُ فَلَمْ يُصَادِفُوهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اسید بن صفوانؓ سے روایت ہے کہ جس دن امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو لوگ اسی طرح غمزدہ تھے جیسے رسول خداؐ کی رحلت کے دن غم زدہ تھے، پورا شہر گریہ وزاری میں ڈوبا ہوا تھا کہ اسی دوران ایک شخص روتا ہوا جلدی سے آیا اور اس کی زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کے کلمات جاری تھے پس اس نے آ کر یوں کہا: آج خلافت نبویہ قطع ہوگئی اور وہ گھر کے دروازے پر کھڑا ہوگیا

جس میں امیر المومنینؑ کا جسد اقدس پڑا ہوا تھا اور اس نے کہا: اے امیر المومنینؑ! اللہ آپؑ پر رحم فرمائے! آپؑ سب سے پہلے اسلام کو قبول کرنے والے تھے، سب سے زیادہ پرخلوص ایمان کے حامل تھے، یقین میں سب سے زیادہ مضبوط تھے، سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے والے تھے، آپ سب سے زیادہ رنج و غم اٹھانے والے تھے، رسول خداؐ کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے تھے، تمام اصحاب سے زیادہ امین تھے، تمام سے زیادہ مناقب وفضائل کے حامل تھے، خیر و نیکی کی طرف جلدی کرنے میں سب سے آگے تھے، سب سے زیادہ مکرم اور عزت دار و شریف تھے، درجہ و منزلت کے اعتبار سے سب سے زیادہ افضل تھے، رسول خداؐ سے سب سے زیادہ قرابت آپؑ کو حاصل تھی، آپؑ ان سب سے زیادہ رسول اللہؐ کے ساتھ ہدایت و اخلاق اور عادت وخصائل وفضائل میں شباہت رکھتے تھے، قدر و منزلت میں سب سے زیادہ شرف آپؑ کو حاصل ہے اور آپؑ ان سے زیادہ مکرم تھے۔ خدا آپؑ کو اسلام، رسولؐ اور مسلمانوں کی طرف سے جزا خیر عطا فرمائے۔ جب اصحاب نے کمزوری دکھائی تو اس وقت آپؑ نے قوت و طاقت کا مظاہرہ کیا اور جب ان کی طرف سے سستی کا اظہار کیا تو آپؑ نے وہاں چستی دکھائی، جب وہ ڈھیلے پڑے تو اس وقت آپؑ کھڑے ہو گئے اور جب اصحاب نے رسول خداؐ کی سیرت وطریقہ کو چھوڑ دیا تو آپؑ نے سیرت کو قائم کیر دیا، آپ نے خلیفہ برحق ہونے کے باوجود بھی حکومت کے معاملہ میں نزاع نہ کی، باوجود اس کے کہ منافقوں کی خواہش تھی، آپؑ نے کافروں کے غیظ وغضب اور حاسدوں کی ناپسندیدگی کے باوجود بھی صبر کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوڑا، جب لوگ دین پر عمل کرنے میں سستی کر رہے تھے تو آپؑ نے کلمۃ الحق میں بلندی کے لیے قدم اٹھایا اور جب لوگوں نے دین پر پردہ پوشی کی تو آپؑ نور خدا کی روشنی میں چل پڑے پس جس نے آپؑ کی اتباع کی وہ ہدایت پا گیا۔

آپؑ رسول خداؐ کی محفل میں سب سے زیادہ دھیمی آواز میں بولنے والے تھے اور اطاعت رسولؐ میں آپؑ سب سے زیادہ بلند درجہ پر فائز تھے۔ آپؑ کلام کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ حق و سچ بولنے والے تھے اور سب سے زیادہ بہترین رائے دینے والے تھے، آپؑ کا دل سب سے زیادہ بہادر تھا، آپؑ یقین میں سب سے زیادہ مضبوط تھے، عمل میں اول و آخر میں سب سے زیادہ بہتر اور دین کے سردار تھے، دین کے امور کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، خدا کی قسم! آپؑ اول و آخر دونوں میں دین کے سردار تھے۔ اول جب لوگوں میں تفرقہ پڑ گیا تو آپؑ اس وقت بھی حق پر قائم رہے اور آخر اس وقت جب لوگ دین میں سست ہو گئے تو آپؑ اس وقت بھی چست و بہادر تھے۔ آپؑ مومنین کے لیے مہربان باپ تھے اور وہ آپ

کے لیے عیال کی مانند تھے، آپؑ نے ان کا اس وقت بوجھ اٹھایا جس وقت وہ کمزور پڑ گئے تھے اور جن چیزوں کو مومنین نے چھوڑ دیا تھا آپؑ نے ان کی حفاظت کی اور جن امور کو انہوں نے مہمل چھوڑ دیا تھا آپؑ نے ان کی رعایت کی۔ جب مومنین جمع ہو گئے تھے تو آپؑ نے ان کو روکا اور جب لوگوں نے آپؑ پر الزام تراشی کی تو آپؑ نے اس وقت صبر کیا اور جب ان لوگوں نے جلدی کی تو آپؑ نے صبر کیا اور جو خون وہ طلب کر رہے تھے آپؑ نے اس کا بدلہ لیا۔

آپ کافروں کے لیے ایک سخت عذاب تھے اور مومنین کے لیے ایک مضبوط قلعہ تھے اور خدا کی قسم! آپؑ خلافت کی نعمات کے ساتھ پرواز کرتے اور خدائی عطا کے ساتھ کامیاب ہوئے اور سوابق کو حاصل کیا اور فضائل امامت کو برقرار رکھا اور آپؑ نے اپنی امامت کی دلیل کو کمزور نہیں ہونے دیا اور آپؑ کی بصیرت میں کوئی کمی نہیں آئی اور اپنے دل کو کمزور نہیں ہونے دیا اور دشمن کے مقابل میں آپؑ نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی۔ آپؑ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو بڑی سے بڑی آندھی بھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی اور آپؑ کے بارے میں جو رسول خداؐ نے فرمایا تھا آپؑ ویسے ہی تھے۔ لوگ آپؑ کی محفل میں محفوظ تھے، جو کچھ آپؑ کے ہاتھ میں تھا اس میں آپؑ امین تھے جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: آپ کا بدن کمزور لیکن امر خدا کو جاری کرنے میں قوی و طاقت ور تھے، آپؑ اپنے نفس میں تواضع اور بردباری کے مالک تھے لیکن خدا کی بارگاہ میں عظیم تھے اور زمین میں بزرگ اور مومنین کے نزدیک جلیل و عزت دار تھے۔ کوئی آپؑ کی ذات پر عیب نہیں لگا سکا اور نہ آپؑ کے بارے میں کوئی غمازی کر سکتا تھا اور آپؑ سے کوئی گناہ کی طمع نہیں کر سکتا تھا اور نہ آپؑ کی کوئی چاپلوسی کر سکتا تھا۔ ہر کمزور و ناتوان آپؑ کے نزدیک قوی و عزیز رہا یہاں تک کہ آپؑ اس اس سے اس کا حق لے کر دینے والے تھے اور کمزور ناتواں آپؑ کے نزدیک طاقت ور تھا یہاں تک کہ اس سے حق لے کر دیتے تھے، آپؑ کے نزدیک اپنا اور غیر برابر تھے، آپؑ کی شان حق، صدق اور نرمی ہے، آپؑ کا قول محکم ہے اور آپؑ کا امر حلم و بردباری ہے، آپؑ کا ہر کام جزم و یقین کے ساتھ تھا، آپؑ راہ حق پر چلنے والے اور آپؑ کے لیے ہر مشکل کام آسان تھا۔ آپؑ نے فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا اور امور دین میں اعتدال کو برقرار رکھا، آپؑ کی وجہ سے اسلام قوی ہوا، آپ نے اللہ کے امر کو ظاہر کیا اگرچہ کافروں نے اس کو پسند نہ کیا، آپؑ کی وجہ سے اسلام اور مومنین ثابت قدم رہے۔ آپؑ نے بہت زیادہ سبقت حاصل کی اور آپؑ کے بعد آپؑ کے دوستوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے اور آپؑ کی مصیبت بہت بڑی ہے کہ اس پر فقط رونے پر اکتفا نہ کیا جائے، آپؑ کی شہادت فقط زمین والوں کے لیے ہی نہیں بلکہ آسمان والوں کے لیے بھی عظیم ہے،

آپؑ کی موت نے لوگوں کے دلوں کو شکستہ کر دیا ہے۔ إِنَّا لِلَّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ راجعون، ہم خدا کی قدر و قضا پر راضی ہیں اور ہم نے اس امر کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ خدا کی قسم! آپؑ کی موت سے بڑی مسلمانوں کے لیے کوئی مصیبت نہیں ہے۔ آپؑ مومنین کے لیے پناہ گاہ اور مضبوط قلعہ تھے اور آپؑ کافروں کے لیے سخت عذاب الٰہی تھے۔ خدا آپؑ کو اپنے نبیؐ کے ساتھ ملحق فرمائے اور آپؑ کو پورا اجر عطا فرمائے اور آپؑ کے بعد خدا ہمیں گمراہ نہ کرے۔ اور لوگ خاموش تھے جب اس کی کلام ختم ہوئی تو اس نے گریہ کیا اور اصحاب نے بھی اس کے ساتھ گریہ کیا۔ پھر لوگوں نے اس کو تلاش کیا لیکن وہ کسی نہ ملا۔ ①

بیان:

ارتج بالتشديد اضطرب و أحوطهم أشدهم حياطة و حفظا و صيانة و تعهدا و آمنهم من الأمن ضد الخوف أو الأمانة ضد الخيانة و الهدى و يكسر الطريقة و السيرة و السمت هيئة أهل الخير و الاستكانة الذل و الضعف و النهوض القيام إذ هم أصحابه يعني بترك منهاجه كنت خليفته حقا فيه كناية إلى بطلان خلافة الثلاثة و الضراعة الخضوع و الذل و الرغم بالمهملة ثم المعجمة الكره و المراغمة الهجران و التباعد و المغاضبة و راغمهم نابذهم و هجرهم و عاداهم و الضغن الحقد و الفشل الجبن و التتعتع التردد في الكلام من حصر أو عي و اليعسوب الرئيس الكبير و الهلع شدة الحرص و الوترة محركة خيار كل شيء فطرت من الطيران بنعمائها الضمائر البارزة إما للخلافة أو العيشة أو الدنيا و في بعض النسخ بغمائها بحذف النون و المعجمة كأنه تصحيف و الحباء العطاء و الفل الثلم و الزيغ الميل و الهمز العيب و الغمز الطعن فيك مطمع أي موضع طمع لأن تميل عن الحق لرضا مخلوق و الهوادة بالدال المهملة الميل و السكون و الرخصة و المحاباة و الفقرتان متقاربتان في المعنى و الحلم بالكسر الإناءة و العقل و إتعابه من بعده كناية عن حمله لهم على أن يتعبوا أنفسهم ليتشبهوا به في هديه و سيرته و أنى لهم بذلك و جلالته عن البكاء كناية عن عظم قدره يعني أنت أجل من أن يبكى عليك على قدر عزائك و الرزية المصيبة و الهد الهدم و في بعض النسخ و قنة راسيا بعد قوله كهفا و حصنا و القنة بالضم و النون الجبل راسيا أي ثابتا قال في الكافي ولد أمير المؤمنين ص بعد عام الفيل بثلاثين سنة و قتل ع في شهر رمضان لتسع بقين منه ليلة الأحد سنة أربعين من الهجرة و هو ابن ثلاث و ستين سنة بقي بعد قبض النبي ص ثلاثين سنة و أمه فاطمة بنت أسد بن هاشم بن عبد مناف و هو أول هاشمي ولده هاشم مرتين و قال في التهذيب إنه ع ولد بمكة في البيت الحرام يوم الجمعة لثلاث عشرة ليلة خلت من

① کمال الدین: ۲/ ۳۸۷؛ امالی صدوق: ۲۴۱؛ بحار الانوار: ۴۲/ ۳۰۳ و ۹۷/ ۳۵۴

رجب بعد عام الفيل بثلاثين سنة و قبض قتيلا بالكوفة ليلة الجمعة لتسع ليال بقين من شهر رمضان سنة أربعين من الهجرة و له يومئذ ثلاث و ستون سنة و أمه فاطمة بنت أسد بن هاشم بن عبد مناف و هو أول هاشمي ولد في الإسلام من هاشميين و قبره بالغري من نجف الكوفة

وہ تناؤ سے متزلزل ہے، وہ پریشان ہے اور وہ ان میں سب سے زیادہ ہوشیار، سب سے زیادہ ہوشیار، حفاظت کرنے والا، حفاظت کرنے والا اور ہوشیار ہے، اور ان میں سب سے زیادہ خوف سے محفوظ ہے، یا خیانت اور ہدایت کے مقابلے میں امانت دار ہے، اور وہ طریقہ، اخلاق اور کردار کو توڑتا ہے نیکی اور فرمانبرداری کے لوگوں کی ظاہری شکل، ذلت، کمزوری اور کھڑے ہونے کو، جیسا کہ وہ اس کے ساتھی ہیں، یعنی اس کے طریقے کو چھوڑ کر، آپ تھے۔ تینوں کی خلافت کا باطل ہونا، تسلیم کرنا، سر تسلیم خم کرنا، ذلت و خواری اور غفلت کے باوجود، پھر لذت سے نفرت اور ترس، ترک اور دوری اور غصہ اور وہ ان کی مخالفت کرتا ہے، ان کا رد کرتا ہے، ان کو چھوڑتا ہے اور ان کی مخالفت کرتا ہے، بغض، نفرت اور ناکامی، بزدلی اور ہچکچاہٹ، تقریر میں ہچکچاہٹ خواہ وہ محدود ہو یا غصہ، اور ڈریگن فلائی۔ عظیم رہنما اور گھبراہٹ، بے تابی کی شدت اور خواہش جو ہر چیز کے انتخاب کو آگے بڑھاتی ہے، اپنے فضلوں کے ساتھ اڑان سے باہر نکل گئی۔ ضمیر، خواہ خلافت کے لیے، معاش کے لیے یا دنیا کے لیے۔

بعض نسخوں میں نون اور لغت کو حذف کر کے اس طرح دھندلا دیا جاتا ہے کہ گویا یہ ایک نقل ہے، اور محبوب، دینا، اور رفال ہفرو، اور انحراف، جھکاؤ اور ہمزہ، عیب اور بدعت۔ آپ پر تنقید، ماشھیت، یعنی لالچ کا مقام، آپ کے لیے ایک مخلوق کو خوش کرنے کے لیے سچائی سے انحراف کرنا، اور نظر انداز کیے جانے والے اشارے، جھکاؤ، بے سکونی، رعایت، طرفداری، اور دو پیراگراف کے ساتھ عیش کرنا۔ معنی میں ایک جیسے ہیں، اور برتن اور دماغ کے ٹوٹنے کا خواب، اور اس کے بعد اس کی تھکن اس کے لیے ایک استعارہ ہے کہ وہ اس کی رہنمائی اور طرز عمل میں اس کی تقلید کے لیے خود کو تھکا دیتے ہیں، اور وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، اور اس کی عظمت سے رونا اس کی تقدیر کی عظمت کا استعارہ ہے، یعنی آپ اس کے لیے اتنے عظیم ہیں کہ وہ آپ کی تسلی کے تناسب سے آپ پر روئے، آفت اور تباہ کن عذاب۔

اور بعض نسخوں میں قنہ کہنے کے بعد سیدھا ہوتا ہے" غار اور قلعہ" اور قنہ کا مطلب ہے" دھم" اور" نون" پہاڑ ہے، سیدھا، یعنی مستحکم۔ الکافی میں ہے کہ امیر المومنین صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھی کے سال کے تیس سال بعد پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک کے مہینے میں قتل کر دیا گیا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے نو زندہ بچ جانے والے سال میں اتوار کی رات رہ گئے۔ سنہ چالیس ہجری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی آپ کی والدہ کا نام فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھا، اور وہ پہلی ہاشمی تھیں جن کی اولاد۔ ہاشم سے دو مرتبہ پیدا ہوئے انہوں نے التہذیب میں کہا ہے کہ وہ تیرہ رات قبل جمعہ کے دن مکہ میں بیت المقدس میں پیدا ہوئے، رجب ہاتھی کے سال کے تیس سال بعد تھے اور جمعہ کی رات کوفہ میں قتل ہوئے۔ ہجرت کے چالیسویں سال رمضان المبارک سے نو راتیں پہلے اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی اور آپ کی والدہ فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں آپ ہاشمیوں میں سے اسلام میں پیدا ہونے والی پہلی ہاشمی تھیں۔ اور ان کی قبر نجف کوفہ سے بلغاری ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

۱۱۳۔ باب ما جاء فی فاطمہ علیہا السلام

باب: جو کچھ سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1358 الکافی ۱/۱/۴۵۸/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن ابن رئاب عن الحذاء عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ مَكَثَتْ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَمْسَةً وَ سَبْعِينَ يَوْماً وَ كَانَ دَخَلَهَا حُزْنٌ شَدِيدٌ عَلَى أَبِيهَا وَ كَانَ يَأْتِيهَا جَبْرَئِيلُ فَيُحْسِنُ عَزَاءَهَا عَلَى أَبِيهَا وَ يُطَيِّبُ نَفْسَهَا وَ يُخْبِرُهَا عَنْ أَبِيهَا وَ مَكَانِهِ وَ يُخْبِرُهَا بِمَا يَكُونُ بَعْدَهَا فِي ذُرِّيَّتِهَا وَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَكْتُبُ ذَلِكَ.

الحذاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہؐ کے بعد حضرت زہراؑ پچھتر دن زندہ رہیں اور آپؑ اپنے بابا کے غم میں شدید حزن میں رہتی تھیں اور حضرت جبرئیلؑ آپؑ کے پاس آتے تھے اور آپ کو والد گرامیؐ کے دکھ پر تسلی دیتے، آپؑ کے دل کو خوش کرتے، آپؑ کو آپؑ کے والد گرامیؐ اور ان کے ٹھکانے کے بارے میں بتاتے اور آپؑ کو بتاتے کہ آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد پر کیا گزرے گی اور حضرت علیؑ اس کو

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۳۰۲

لکھ لیا کرتے تھے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ②۔

2/1359 الكافى ١/٢/٤٥٨/١ مُحَمَّدٌ عَنِ ٱلْعَمْرَكِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ صِدِّيقَةٌ شَهِيدَةٌ وَإِنَّ بَنَاتِ ٱلْأَنْبِيَاءِ لاَ يَطْمَثْنَ.

علی بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ ان کے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: حضرت زہراؑ صدیقہ اور شہیدہ ہیں اور یقیناً الانبیاء کی بیٹیوں کو حیض نہیں آتا۔ ③

بیان:

یعنی لا یحضن

یعنی وہ حیض سے پاک ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ④

3/1360 الكافى ١/٢/٤٥٩/١ العدة عن ابن عيسى عن البزنطى عَنْ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بن عمر عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مَنْ غَسَّلَ فَاطِمَةَ قَالَ ذَاكَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ كَأَنِّي اِسْتَعْظَمْتُ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِ فَقَالَ كَأَنَّكَ ضِقْتَ بِمَا أَخْبَرْتُكَ بِهِ قَالَ فَقُلْتُ قَدْ كَانَ ذَاكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَقَالَ لاَ تَضِيقَنَّ فَإِنَّهَا صِدِّيقَةٌ وَلَمْ يَكُنْ يَغْسِلُهَا إِلاَّ صِدِّيقٌ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ مَرْيَمَ لَمْ يَغْسِلْهَا إِلاَّ عِيسَى.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: حضرت زہراؑ کو کس نے غسل دیا تھا؟

---

① بصائر الدرجات: ۱۵۳؛ الخرائج والجرائح: ۲/۵۳۲؛ بحار الانوار: ۲۶/۳۱ و ۴۳/۷۹ و ۱۹۴ و ۱۵۶؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۳۶؛ قاموس قرآن ۶: ۲/۵۴؛ عوالم العلوم: ۱۱/۸۳۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۷/۲۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۶/۲۰۵

② مراۃ العقول: ۵/۳۱۴

③ مسائل علی بن جعفرؑ: ۳۲۵؛ عوالم العلوم: ۱۱/۸۵؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۳۴

④ مراۃ العقول: ۵/۳۲۱

آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے۔

میں یہ سن کر پریشان ہو گیا تو آپؑ نے فرمایا: جو میں نے کہا شاید اس سے تمہارا دل اس سے تنگ ہو گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ایسا ہی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: دل تنگ نہ کرو کیونکہ وہ صدیقہ تھیں لہٰذا ان کو سوائے صدیق کے کوئی غسل نہیں دے سکتا تھا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت مریمؑ کو کسی نے غسل نہیں دیا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عبدالرحمن بن سالم سے البزنطی روایت کر رہا ہے جو اس کے ثقہ ہونے کے لیے کافی ہے اور مفضل بن عمر ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کو ضعیف کہنا تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

4/1361 الفقیہ ۱/۸۹/۱۹۴ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهَا لَيْسَتْ كَأَحَدٍ مِنْكُنَّ إِنَّهَا لاَ تَرَى دَماً فِي حَيْضٍ وَلاَ نِفَاسٍ كَالْحُورِيَّةِ.

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت زہراؑ تم میں سے کسی ایک بھی عورت کے مانند نہیں ہیں کیونکہ اس نے کبھی خون حیض اور خون نفاس دیکھا ہی نہیں۔ وہ تو حور کے مانند ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے مگر یہ مضمون عامہ و خاصہ کی کتب میں کئی اسناد سے مروی ہے (واللہ اعلم)

5/1362 الکافی ۱/۴۶۰/۶/۱ محمد عن محمد بن الحسين عن محمد بن إسماعيل عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اَلْمَلِكِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ أَوْحَى اَللَّهُ إِلَى مَلَكٍ فَأَنْطَقَ بِهِ لِسَانَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَسَمَّاهَا فَاطِمَةَ ثُمَّ

---

[1] بحار الانوار: ۲۷/۲۹۱؛ عوالم العلوم: ۱۱/۹۱؛ الاستبصار: ۱/۱۹۹؛ تہذیب الاحکام: ۱/۴۴۰؛ بحار الانوار: ۱۴/۱۹۷ و ۲۷/۲۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۲/۵۳۰؛ الدعوات راوندی: ۲۵۴؛ علل الشرائع: ۱/۱۸۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۱۹۴؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۷/۱۲۶؛ امہات المعصومینؑ شیرازی: ۱۵۷

[2] مرآۃ العقول: ۵/۳۴۲

[3] عوالم العلوم: ۱۱/۸۴؛ منتخب الانوار: ۴۹

قَالَ إِنِّي فَطَمْتُكِ بِالْعِلْمِ وَ فَطَمْتُكِ مِنَ الطَّمْثِ ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ اَللَّهِ لَقَدْ فَطَمَهَا اَللَّهُ بِالْعِلْمِ وَ عَنِ الطَّمْثِ فِي الْمِيثَاقِ.

یزید بن عبدالملک سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت الزہراؑ پیدا ہوئیں تو خدا نے ایک فرشتے کو وحی کی۔ پس اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جاری کیا تو انہوں نے اس کا نام فاطمہ رکھا۔ پھر کہا: میں نے تجھے علم کے ساتھ آزادی دی ہے اور میں نے تجھے حیض سے دور کر دیا ہے۔

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت زہراؑ کو علم کے ساتھ آزاد کر دیا اور میثاق میں حیض سے پاک کر دیا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ صالح بن عقبہ ثقہ اور تفسیر القمی و کامل الزیارات کا راوی ہے[3] اور یزید بن عبدالملک بھی کامل الزیارات کا راوی ہے[4] جو اس کے ثقہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ (واللہ اعلم)

6/1363 الکافی ۱/۴۶۰/۷/۱ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ يَا فَاطِمَةُ قُومِي فَأَخْرِجِي تِلْكَ اَلصَّحْفَةَ فَقَامَتْ فَأَخْرَجَتْ صَحْفَةً فِيهَا ثَرِيدٌ وَ عُرَاقٌ يَفُورُ فَأَكَلَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ ثَلاَثَةَ عَشَرَ يَوْماً ثُمَّ إِنَّ أُمَّ أَيْمَنَ رَأَتِ اَلْحُسَيْنَ مَعَهُ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا قَالَ إِنَّا لَنَأْكُلُهُ مُنْذُ أَيَّامٍ فَأَتَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ يَا فَاطِمَةُ إِذَا كَانَ عِنْدَ أُمِّ أَيْمَنَ شَيْءٌ فَإِنَّمَا هُوَ لِفَاطِمَةَ وَ وُلْدِهَا وَ إِذَا كَانَ عِنْدَ فَاطِمَةَ شَيْءٌ فَلَيْسَ لِأُمِّ أَيْمَنَ مِنْهُ شَيْءٌ فَأَخْرَجَتْ لَهَا مِنْهُ فَأَكَلَتْ مِنْهُ أُمُّ أَيْمَنَ

[1] مختصر البصائر: ۴۲۱؛ کشف الغمہ: ۱/ ۴۶۳؛ علل الشرائع: ۱/ ۱۷۹؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۲۱/ ۱۶۴؛ امہات المعصومین شیرازی: ۱۰۲؛ الکوثر موسوی: ۱/ ۳۱۸؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۶/ ۲۰؛ المحجۃ البیضاء: ۴/ ۳۳۳؛ احقاق الحق: ۱۹/ ۸؛ المحتضر: ۲۲؛ القطرہ من بحار: ۲/ ۱۳۹؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۵۱؛ بحار الانوار: ۴۳/ ۱۳؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۷۰

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۳۴۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۸۳

[4] کامل الزیارات: ۱۶۰ باب ۶۵ ح ۱۵

وَ نَفِدَتِ اَلصَّحْفَةُ فَقَالَ لَهَا اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَمَا لَوْ لاَ أَنَّكِ أَطْعَمْتِهَا لَأَكَلْتِ مِنْهَا أَنْتِ وَ ذُرِّيَّتُكِ إِلَى أَنْ تَقُومَ اَلسَّاعَةُ ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلصَّحْفَةُ عِنْدَنَا يَخْرُجُ بِهَا قَائِمُنَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي زَمَانِهِ.

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زہراؑ سے فرمایا: اٹھو اور لکڑی کا وہ کاسہ لے کر آؤ۔ پس وہ اٹھیں اور وہ کاسہ لے آئیں جس میں ثرید اور گوشت کی بوٹیاں تھیں اور گرم اور تازہ کھانا تھا۔ پس نبی اکرم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام نے اس کو تیرہ دن کھایا۔ پھر اُم ایمن نے حضرت حسینؑ کے پاس کچھ کھانا دیکھا تو اس نے آپؑ سے عرض کیا: آپؑ کے پاس یہ کہاں سے آیا ہے؟

انہوں نے فرمایا: ہم تو اسے کئی روز سے کھا رہے ہیں۔

پس اُم ایمن حضرت زہراؑ کے پاس آئیں اور عرض کیا: اے فاطمہؑ! جب اُم ایمن کے پاس کوئی چیز ہوتی ہے تو وہ فاطمہؑ اور ان کی اولاد کے لیے ہوتی ہے مگر جب فاطمہؑ کے پاس کچھ ہو تو اُم ایمن کے لیے کچھ نہیں ہے؟

پس حضرت زہراؑ نے اس میں سے نکال کر اسے دیا تو ام ایمن نے وہ کھالیا اور کھانا کاسہ سے ختم ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے اس سے فرمایا: اگر تم نہ اس سے اسے نہ کھلایا ہوتا تو تم اور تمہاری اولاد اسے قیامت تک کھاتے رہتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ کاسہ ہمارے پاس ہے جسے ہمارا قائم اپنے زمانے میں نکالے گا۔[1]

بیان:

الصحفة إناء كالقصعة المبسوطة و هي أصغر من القصعة قال الكسائي أعظم القصاع الجفنة ثم القصعة تليها تشبع العشرة ثم الصحفة تشبع الخمسة ثم الميكلة تشبع الرجلين و الثلاثة ثم الصحيفة تشبع الرجل أقول و في إتيان الصحفة من الجنة لآل العبا سر لطيف و ذلك لأنهم كانوا خمسة و هي تشبع خمسة و الثريد بالمثلثة الخبز المفتت في المرق و العراق بالضم اللحم بعظمه و أكثر ما يطلق على العظم إذا أكل لحمه أو معظم لحمه و جاء جمع العرق بالفتح كما جاء جمعه

[1] بحار الانوار: ۴۳/ ۹۳؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۲۲۱؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۲۰/ ۳۲۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۵۰؛ تاریخ التواریخ: ۱۷/ ۳۰۷؛ الکوثر موسوی: ۴/ ۱۶۸؛ تفسیر جابر الجعفی: ۱۸۱؛ السیرۃ النبویہ بنظر اھل البیتؑ: ۳/ ۴۵۸

مكسورا و العرق بمعناه في الإطلاقين و يقال عرقت العظم و اعترقته و تعرقته إذا أخذ عنه اللحم بالأسنان تفور أي يظهر حرة أو حرها و أم أيمن هذه هي التي ورد في شأنها عن النبي ص أنها امرأة من أهل الجنة

"الصحفة" یہ ایک برتن ہے پیالہ کی طرح لیکن پیالہ سے چھوٹا ہوتا ہے۔

کسائی بیان کرتے ہیں کہ سب سے بڑا برتن جفنہ ہے۔ اور اس کے بعد قصعہ ہے جس کے ذریعہ دس افراد سیر ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد صحفہ ہے اس سے پانچ افراد سیر ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد میکلۃ ہے جو دو تین افراد کو سیر کرتا ہے اور پھر صحیفہ ہے جو ایک شخص کے لیے ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر عامہ و خاصہ کی جرح کے باوجود ثقہ ثابت ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تفسیر القمی [2] کامل الزیارات [3] اور الاحتجاج [4] کا راوی ہے لہٰذا ہم اس کے ثقہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں نیز مجلسی اول نے روضۃ المتقین میں اس کی روایات کو قوی قرار دیا ہے اور جابر جعفی تو ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

7/1364 الكافي ،۱/۲۶۰/۸/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: بَيْنَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ جَالِسٌ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ لَهُ أَرْبَعَةٌ وَ عِشْرُونَ وَجْهاً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَبِيبِي جَبْرَئِيلُ لَمْ أَرَكَ فِي مِثْلِ هَذِهِ اَلصُّورَةِ قَالَ اَلْمَلَكُ لَسْتُ بِجَبْرَئِيلَ يَا مُحَمَّدُ بَعَثَنِي اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ أُزَوِّجَ اَلنُّورَ مِنَ اَلنُّورِ قَالَ مَنْ مِمَّنْ قَالَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ قَالَ فَلَمَّا وَلَّى اَلْمَلَكُ إِذَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اَللَّهِ عَلِيٌّ وَصِيُّهُ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مُنْذُ كَمْ كُتِبَ هَذَا بَيْنَ كَتِفَيْكَ فَقَالَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَ اَللَّهُ آدَمَ بِاثْنَيْنِ وَ عِشْرِينَ أَلْفَ عَامٍ .

علی بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: ایک روز رسول اللہ

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۳۳۶

[2] تفسیر القمی: ۱/ ۳۶۱

[3] کامل الزیارات: ۵۱/ ۱۳ ح ۲

[4] الاحتجاج: ۱/ ۱۳۴

ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فرشتہ آیا جس کے چوبیس چہرے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: اے میرے حبیب جبرئیلؑ! میں آپ کو اس صورت میں کیوں دیکھ رہا ہوں؟

فرشتے نے کہا: اے محمدؐ! میں جبرئیل نہیں ہوں۔ اللہ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ نور کی تزویج نور سے کردوں۔

آپؐ نے فرمایا: کس کی کس سے؟

اس نے عرض کیا: فاطمہؑ کی علیؑ سے۔

امامؑ نے فرمایا: جب وہ فرشتہ پلٹا تو دونوں شانوں کے درمیان لکھا تھا: حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، حضرت علیؑ ان کے وصی ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے دونوں کندھوں کے درمیان یہ کب سے لکھا ہوا ہے؟

اس نے عرض کیا: خلقتِ آدمؑ سے بائیس ہزار سال پہلے سے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث احمد بن محمد بن علی کی وجہ سے مجہول ہے اور شیخ صدوق کی سند حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

8/1365 الکافی،۱/۱۰/۴۶۱/۱ العدة عن أحمد عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنِ اَلْخَيْبَرِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَوْ لاَ أَنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَلَقَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِفَاطِمَةَ مَا كَانَ لَهَا كُفْوٌ عَلَى ظَهْرِ اَلْأَرْضِ مِنْ آدَمَ وَمَنْ دُونَهُ.

یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: اگر خدا حضرتِ علی علیہ السلام کو حضرت زہراؑ کے لیے خلق نہ کرتا تو روئے زمین پر آدم سے آخر تک ان کا کوئی کفو نہ ہوتا۔ [3]

---

[1] مسائل علی بن جعفرؑ: ۳۲۵؛ امالی صدوق: ۵۹۲؛ معانی الاخبار: ۱۰۳؛ الخصال: ۲/۶۴۰؛ المناقب: ۳/۳۴۹؛ روضۃ الواعظین: ۱/۱۴۶؛ دلائل الامامۃ: ۹۳؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۶ و ۴۰؛ بحار الانوار: ۴۳/۱۱۱؛ مدینۃ المعاجز: ۲/۴۱۱؛ عوالم العلوم: ۱۱/۳۴۶؛ غایۃ المرام: ۲/۲۰۹؛ الکوثر موسوی: ۳/۴۱۵؛ احقاق الحق: ۱۹/۱۲۶؛ المحتضر: ۱۸۹

[2] مراۃ العقول: ۵/۳۴۷

[3] بحار الانوار: ۱۰۰/۳۷۵؛ تہذیب الاحکام: ۷/۴۷۰؛ من لا یحضرہ الفقیہ: ۳/۳۹۳؛ الفصول المہمہ: ۱/۴۰۷؛ المحتضر: ۲۴۰؛ وسائل الشیعہ: ۲۰/۷۴؛ عوالم العلوم: ۱۱/۲۷۳؛ بحار الانوار: ۴۳/۱۰۷؛ المناقب: ۲/۱۸۱؛ بشارۃ المصطفیٰ: ۲۶۷؛ الوافی: ۲۱/۸۴ ح ۲۰۸۵۶؛ کشف الغمہ: ۱/۴۷۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۴/۱۸۷؛ تسلیۃ المجالس: ۱/۴۷۱؛ الصراط المستقیم: ۱/۱۷۲؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۶/۴۳؛ اکسیر العبادات: ۲/۴۰۳؛ الکوثر موسوی: ۳/۱۷۴؛ تفسیر البرہان: ۴/۱۴۳

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ خیبری کامل الزیارات کا راوی ہے [2] لیکن اس کا مذہب امامی ہونا ثابت نہیں ہے اور یونس بن ظبیان بھی کامل الزیارات اور تفسیر القمی دونوں کا راوی [3] نیز یہ کہ محمد بن زیاد اس سے روایت کرتا ہے [4] جس پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت ہی نہیں کرتا ہے اور اسی طرح ابن ابی عمیر بھی اس سے روایت کرتا ہے [5] لہٰذا اسے ضعیف کہنا تحقیق کے بالکل خلاف ہے (واللہ اعلم)

9/1366 الکافی ۱/۴۵۸/۳/۱ أحمد بن مهران رفعه و القميان عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلرَّازِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْهُرْمُزَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا قُبِضَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ دَفَنَهَا أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ سِرّاً وَ عَفَا عَلَى مَوْضِعِ قَبْرِهَا ثُمَّ قَامَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ عَنِّي وَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ عَنِ اِبْنَتِكَ وَ زَائِرَتِكَ وَ اَلْبَائِتَةِ فِي اَلثَّرَى بِبُقْعَتِكَ وَ اَلْمُخْتَارِ اَللَّهُ لَهَا سُرْعَةَ اَللَّحَاقِ بِكَ قَلَّ يَا رَسُولَ اَللَّهِ عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِي وَ عَفَا عَنْ سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَلْعَالَمِينَ تَجَلُّدِي إِلاَّ أَنَّ لِي فِي اَلتَّأَسِّي بِسُنَّتِكَ فِي فُرْقَتِكَ مَوْضِعَ تَعَزٍّ فَلَقَدْ وَسَّدْتُكَ فِي مَلْحُودَةِ قَبْرِكَ وَ فَاضَتْ نَفْسُكَ بَيْنَ نَحْرِي وَ صَدْرِي بَلَى وَ فِي كِتَابِ اَللَّهِ لِي أَنْعَمُ اَلْقَبُولِ (إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رٰاجِعُونَ) قَدِ اُسْتُرْجِعَتِ اَلْوَدِيعَةُ وَ أُخِذَتِ اَلرَّهِينَةُ وَ أُخْلِسَتِ اَلزَّهْرَاءُ فَمَا أَقْبَحَ اَلْخَضْرَاءَ وَ اَلْغَبْرَاءَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَمَّا حُزْنِي فَسَرْمَدٌ وَ أَمَّا لَيْلِي فَمُسَهَّدٌ وَ هَمٌّ لاَ يَبْرَحُ مِنْ قَلْبِي أَوْ يَخْتَارَ اَللَّهُ لِي دَارَكَ اَلَّتِي أَنْتَ فِيهَا مُقِيمٌ كَمَدٌ مُقَيِّحٌ وَ هَمٌّ مُهَيِّجٌ سَرْعَانَ مَا فَرَّقَ بَيْنَنَا وَ إِلَى اَللَّهِ أَشْكُو وَ سَتُنْبِئُكَ اِبْنَتُكَ بِتَظَافُرِ أُمَّتِكَ عَلَى هَضْمِهَا فَأَحْفِهَا اَلسُّؤَالَ وَ اِسْتَخْبِرْهَا اَلْحَالَ فَكَمْ مِنْ غَلِيلٍ مُعْتَلِجٍ بِصَدْرِهَا لَمْ تَجِدْ إِلَى بَثِّهِ سَبِيلاً وَ

[1] مراۃ العقول: ۵/۳۴۹

[2] کامل الزیارات: ۲۶ اباب ۴۵ ح ۴

[3] کامل الزیارات: ۲۶ اباب ۴۵ ح ۳ و ۸۰ باب ۲۶ ح ۳؛ تفسیر القمی: ۲/ ۱۱۳

[4] الکافی: ۱/ ۱۰۶ ح ۲

[5] تہذیب الاحکام: ۵/ ۳۲ ح ۹۵

سَتَقُولُ وَيَحْكُمُ اللَّهُ (وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ) سَلامَ مُوَدِّعٍ لا قَالٍ وَلا سَئِمٍ فَإِنْ أَنْصَرِفْ فَلا عَنْ مَلالَةٍ وَإِنْ أُقِمْ فَلا عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الصَّابِرِينَ وَاهَ وَاهاً وَالصَّبْرُ أَيْمَنُ وَأَجْمَلُ وَلَوْلا غَلَبَةُ الْمُسْتَوْلِينَ لَجَعَلْتُ الْمُقَامَ وَاللَّبْثَ لِزَاماً مَعْكُوفاً وَلَأَعْوَلْتُ إِعْوَالَ الثَّكْلَى عَلَى جَلِيلِ الرَّزِيَّةِ فَبِعَيْنِ اللَّهِ تُدْفَنُ ابْنَتُكَ سِرّاً وَتُهْضَمُ حَقَّهَا وَتُمْنَعُ إِرْثَهَا وَلَمْ يَتَبَاعَدِ الْعَهْدُ وَلَمْ يَخْلَقْ مِنْكَ الذِّكْرُ وَإِلَى اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمُشْتَكَى وَفِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْسَنُ الْعَزَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَيْهَا السَّلامُ وَالرِّضْوَانُ.

علی بن محمد الحر مزانی سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جب زہراؑ کی شہادت ہوئی تو امیر المومنینؑ نے آپؑ کو رات کی تاریکی میں دفن کیا اور قبر کا نشان بھی ختم کر دیا۔ پھر آپؑ کھڑے ہوئے اور اپنا رخ رسول خداؐ کی قبر کی طرف کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یہ سلام میری طرف سے آپؐ پر سلام ہو اور آپؐ کی بیٹی اور آپؐ کی زائرہ کی طرف سے بھی آپؐ پر سلام ہو جو (آج کی رات) آپؐ کی جگہ میں مٹی کے اندر وقت گزارے گی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے ملاقات کے لیے سب سے پہلے اسی کا انتخاب کیا ہے۔ اے اللہ کے رسولؐ! میرے صبر کی انتہا ہوگئی ہے اور مجھے آپؐ کی برگزیدہ (بیٹی) بہت یاد آ رہی ہے اور جہانوں کی عورتوں کی سردار کی جدائی پر میرا ضبط ختم ہوگیا ہے مگر یہ کہ میرے لیے واحد تسلی یہ ہے کہ میں آپؐ کی سنت پر چلوں اور آپؐ کے ہم سے جدا ہونے کا غم مناؤں پس تھوڑی دیر پہلے میں نے آپؐ کو آپؐ کی قبر میں رکھا اور آپؐ کی روح آپؐ کے جسم کو میرے ہی گلے اور سینے کے درمیان چھوڑ گئی اور ہاں، اللہ کی کتاب میں میرے لیے اللہ کے فیصلے کو تسلیم کرنے کے لیے بہترین صورت موجود ہے، اِنَّا لِلّٰہِ ※ وَ اِنَّا اِلَیْہِ ※ رٰجِعُوْنَ۔ تحقیق امانت واپس لے لی گئی ہے، گروی رکھی گئی چھین لی گئی ہے اور حضرت زہراؑ کو مجھ سے اچک لیا گیا ہے پس اے اللہ کے رسولؐ! مجھے سبز آسمان اور خاک آلود زمین کتنی افسوسناک لگتی ہے، میری اداسی دائمی ہوگئی ہے اور میری راتیں بے خواب ہوگئی ہیں، ایک اضطراب ہے جو میرے دل کو سکون نہیں دے گا جب تک کہ اللہ میرے لیے ایسی رہائش گاہ منتخب نہ کرے جہاں آپؐ مقیم ہیں، غم کچ لہو کر رہا ہے اور اضطراب ہیجان خیز اور تیز رفتار ہے۔ کتنی جلدی جدائی ہوگئی؟ میں اللہ سے اپنی شکایت کرتا ہوں اور آپؐ کی بیٹی آپؐ کو بتائے گی کہ آپؐ کی امت کس طرح اس کے ساتھ ظلم کرنے میں کامیاب ہوئی پس آپؐ اس سے سوالات پوچھ سکتے ہیں اور اس سے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ پس کتنے ہی دکھ اس کے سینے میں جل رہے ہیں کہ جن کو نشر کرنے کا کوئی راستہ ہی نہیں مل سکا اور آپؐ اس سے فرمائیں گے کہ

اللہ فیصلہ کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ الوداعی سلام قبول کریں۔ یہ جدائی کسی کام کی وجہ سے نہیں اور نہ کسی ملال کی وجہ سے ہے پس اگر میں واپس آؤں تو یہ نہیں کہ میں تھک گیا ہوں اور اگر کھڑا ہو جاؤں تو یہ صبر کرنے والوں سے اللہ کے وعدے میں مایوسی نہیں ہے۔ آہ آہ، ہائے ہائے، درحقیقت صبر کرنا زیادہ محفوظ اور نتیجہ خیز ہے اور اگر دشمنوں کا فساد نہ ہوتا تو میں اس جگہ کو عبادت گاہ بنا دیتا اور اپنی عبادت کو جاری رکھتا اور ماؤں کی طرح اپنے بیٹے کی موت پر اس عظیم نقصان پر روتا پس خدا کی مدد سے میں نے آپؐ کی بیٹی کو چھپ کر دفن کر دیا ہے کہ جس کا حق ناحق چھین لیا گیا، اس کی وراثت بغیر کسی جواز کے روک لی گئی ہے جبکہ عہد کو زیادہ دیر نہیں ہوئی اور ذکر ابھی پرانا نہیں ہوا۔ یارسول اللہؐ! ہم اللہ سے شکایت کرتے ہیں اور اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ سے بہترین تعزیت ہے۔ اللہ آپؐ کو اور اس کو برکتیں عطا فرمائے اور اللہ کی سلامتی اور مرضیاں آپؐ کے ساتھ رہیں۔ [1]

بیان:

العفو المحو و عفا على الأرض غطاها بالنبات في هذا الحديث دلالة على أن فاطمة ع مدفونة في بقعة أبيها ص دون البقيع و المختار الله إضافة إلى الفاعل و مفعوله سرعة اللحاق و التجلد تكلف الجلد بالتحريك و هو القوة و الشدة و أشار بسنته ص إلى الصبر في المصائب فإنه ص كان صبورا في المصائب أراد ع أني قد تأسيت بسنتك في فرقتك يعني صبرت عليها فبالحري إن أصبر في فرقة ابنتك فإن مصيبتي بك أعظم و قد ورد عن النبي ص أنه قال إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذكر مصيبته بي فإنها من أعظم المصائب و عنه ص من عظمت مصيبته فليذكر مصيبته بي فإنها ستهون عليه و الملحودة اللحد و فيض النفس خروج الروح و الخلس السلب و السهاد الأرق و أو في أو يختار الله بمعنى إلا أن أو إلى أن و الكمد بالضم و الفتح و التحريك الحزن الشديد و القيح المدة [1] لا يخالطها دم يقال قاح الجرح يقيح و يقوح و قيح و أقاح و الجملتان تفسران الحزن و الهم السابقتين بحذف مبتداهما و الهضم الظلم و الغصب و إحفاء السؤال استقصاؤه و الغليل حرارة الجوف و الاعتلاج الاضطراب و البث النشر و القلاء البغض و السأمة الملال فإن أنصرف يعني عن قبرك واه منونا و غير منون كلمة تعجب و تلهف و الاعوال البكاء و الثكلى التي فقدت ولدها أو حميمها و الخلق البلى

[1] دلائل الامامۃ (مترجم): ۱۱۱ ح ۳۶ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بشارۃ المصطفیٰؐ (مترجم): ۶۸۱ ح ۵۲۴ (مطبوعہ ایضاً)؛ امالی مفید: ۲۸۱ مجلس ۳۳؛ امالی طوسی: ۱۰۹ مجلس ۴؛ بحارالانوار: ۴۳/ ۱۹۳ و ۲۱۰؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۱۱۲۱ و ۱۱۲۳؛ الارشاد: ۱۶۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۱۲۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۷/ ۱۱۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۲/ ۲۰۸

○ ’’العفو‘‘ اس کا مطلب محو کرنا ہے۔اور یہ حدیث ولایت کرتی ہے کہ جناب سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جنت البقیع میں نہیں بلکہ اپنے بابا جان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقعہ میں مدفون ہیں۔

اس نے زمین کو معاف کر دیا، مٹا دیا اور معاف کر دیا اور اس حدیث میں اسے پودوں سے ڈھانپ دیا، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ان کے والد گرامی، البقیع اور برگزیدہ لوگوں کے ساتھ دفن کیا گیا ہے۔ایک خدا ہے، فعال حصہ کے علاوہ، اور اس کا مقصد پکڑنے کی رفتار ہے، اور سخت ہے، جلد کو حرکت دینے کی ضرورت ہے، جو کہ طاقت اور شدت ہے، اور آپ نے اپنی سنت میں صبر کا حوالہ دیا ہے بدبختی، کیونکہ وہ، خدا ان کو سلامت رکھے، مصیبتوں میں صبر کرتا تھا، اس کا مطلب تھا کہ میں نے آپ کی جماعت میں آپ کی سنت پر عمل کیا، یعنی میں نے اس پر صبر کیا، اس لیے مجھے آپ کی بیٹی کے گروہ میں صبر کرنا چاہیے۔ کیونکہ تمھارے ساتھ میری مصیبت زیادہ ہے۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنی مصیبت مجھ سے بیان کرے، کیونکہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

اور اس کے اختیار پر، خدا اس پر رحم کرے اور اسے سلامتی عطا فرمائے، جس کی مصیبت بڑی ہو، وہ مجھ سے اپنی مصیبت کا ذکر کرے، کیونکہ یہ اس کے لیے آسان ہوگا۔

اور ملحد، قبر، اور روح کی فراوانی، روح کا نکلنا، اور چوری، چوری، اور بے خوابی، اور ریا میں، یا خدا چنتا ہے، اس کے علاوہ، یا اس تک، اور چھیڑ چھاڑ، کھولنے سے دم گھٹنا۔ اور ہلچل، شدید اداسی، اور ایک مدت تک پیپ ہونا خون میں نہیں ملا ہوا، کہا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

10/1367 الکافی ۱/۴۵۷/۱۰/۱ عبد الله بن جعفر و سعد بن عبد الله عن إبراهيم بن مهزيار عن أخيه علي عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ حَبِيبٍ اَلسِّجِسْتَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: وُلِدَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعْدَ مَبْعَثِ رَسُولِ اَللَّهِ بِخَمْسِ سِنِينَ وَ تُوُفِّيَتْ وَ لَهَا ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ خَمْسَةٌ وَ سَبْعُونَ يَوْماً.

---

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۳۴۲

حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: حضرت فاطمہ بنتِ محمدؐ بعثتِ رسولؐ کے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں اور اٹھارہ سال پچھتر دن کی عمر میں وفات پائی۔ [1]

بیان:

قال فی الکافی ولدت الزهراء فاطمة ع بعد مبعث رسول الله ص بخمس سنین و توفیت ع و لها ثمان عشر سنة و خمسة و سبعون یوما و بقیت بعد أبیها ص خمسة و سبعین یوما

کتاب کافی میں بیان ہوا ہے کہ جناب سیّدہ فاطمہؑ رسول خداؐ کی بعثت کے پانچ سال کے بعد دنیا میں تشریف لائیں اور آپؑ کی عمر مبارک اٹھارہ سال اور پچھتر روز تھی آپؑ اپنے بابا رسول خداؐ کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

۱۱۳ ۔ باب ما جاء فی الحسن بن علی علیہما السلام

باب: جو کچھ حضرت حسن بن علی علیہما السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1368 الکافی ۱/۴۶۲/۱ محمد و أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنِ اَلْقَاسِمِ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ اَلْكُنَاسِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَرَجَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي بَعْضِ عُمَرِهِ وَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ اَلزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ بِإِمَامَتِهِ فَنَزَلُوا فِي مَنْهَلٍ مِنْ تِلْكَ اَلْمَنَاهِلِ تَحْتَ نَخْلٍ يَابِسٍ قَدْ يَبِسَ مِنَ اَلْعَطَشِ فَفُرِشَ لِلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ تَحْتَ نَخْلَةٍ وَ فُرِشَ لِلزُّبَيْرِيِّ بِحِذَاهُ تَحْتَ نَخْلَةٍ أُخْرَى قَالَ فَقَالَ اَلزُّبَيْرِيُّ وَ رَفَعَ رَأْسَهُ لَوْ كَانَ فِي هَذَا اَلنَّخْلِ رُطَبٌ لَأَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ اَلْحَسَنُ وَ إِنَّكَ لَتَشْتَهِي اَلرُّطَبَ فَقَالَ

[1] بحار الانوار: ۴۳/۷ و ۹؛ مجمع البحرین: ۶/۱۳۱؛ عوالم العلوم: ۱۱/۳۶ و ۳۸؛ الدمعة الساکبہ: ۱/۲۳۵؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمة الزہراؑ: ۲/۸۶؛ الکوثر موسوی: ۱/۲۸۵

[2] مراۃ العقول: ۵/۳۱۱

[3] تنقیح المقال: ۱/۲۳۵؛ موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۱/۳۳۶

اَلزُّبَيْرِيُّ نَعَمْ قَالَ فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى اَلسَّمَاءِ فَدَعَا بِكَلاَمٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَاخْضَرَّتِ اَلنَّخْلَةُ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى حَالِهَا فَأَوْرَقَتْ وَ حَمَلَتْ رُطَباً فَقَالَ اَلْجَمَّالُ اَلَّذِي اِكْتَرَوْا مِنْهُ سِحْرٌ وَ اَللَّهِ قَالَ فَقَالَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَيْلَكَ لَيْسَ بِسِحْرٍ وَ لَكِنْ دَعْوَةُ اِبْنِ نَبِيٍّ مُسْتَجَابَةٌ قَالَ فَصَعِدُوا إِلَى اَلنَّخْلَةِ فَصَرَمُوا مَا كَانَ فِيهِ فَكَفَاهُمْ .

الکناسی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام ایک سفر پر تھے اور آپؑ کے ساتھ اولادِ زبیر میں سے ایک شخص بھی تھا جو آپؑ کی امامت کا قائل تھا پس وہ کھجور کے درخت کے نیچے ایک نخلستان پر آرام کے لیے رک گئے جو پانی کی کمی کی وجہ سے سوکھ گیا تھا۔ پس اس درخت کے نیچے امام حسنؑ کے لیے سامان بچھایا گیا تھا اور زبیری کے لیے اس کے ساتھ والے درخت کے نیچے سامان کا انتظام کیا گیا تھا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ زبیری نے درخت کی طرف دیکھا اور کہا: کاش اس درخت میں پھل ہوتے تو ہم ان سے کھا لیتے۔

امام حسنؑ نے اس سے فرمایا: کیا تم کھجوریں لینا چاہتے ہو؟

زبیری نے عرض کیا: جی ہاں۔

پس آپؑ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور کچھ ایسے الفاظ کہے جو میری سمجھ میں نہیں آئے۔ چنانچہ درخت سبز ہو گیا، پھر اپنی حالت پر واپس آ گیا اور اس کے پتے بڑے ہو گئے اور کھجوروں سے لدا ہوا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان میں سے اونٹ کرایہ پر لے کر آنے والا شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! یہ جادو ہے!

امام حسنؑ نے کہا: افسوس ہے تم پر! یہ جادو نہیں بلکہ فرزند رسولؐ کی دعا ہے جو قبول ہوئی ہے۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ پھر وہ درخت پر چڑھے اور وہاں موجود کھجوریں چنیں اور اس سے ان کی ضرورت پوری ہو گئی۔ ①

بیان:

المنهل المورد و هو عين ماء تردها الإبل في المراعي و تسمى المنازل التي في المفاوز على طرق السفار مناهل لأن فيها ماء

---

① العدد القویہ: ۳۶؛ الخرائج والجرائح: ۲/۵۷۱؛ کشف الغمہ: ۱/۵۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۲۱۴؛ بصائر الدرجات: ۲۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۳۳۲؛ بحار الانوار: ۴۳/۳۲۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/۱۸؛ مدینۃ المعاجز: ۳/۲۵۲؛ دلائل الامۃ (مترجم): ۱۶۱؛ ح الامام المجتبیٰؑ: ۱۲۹؛ تاریخ التواریخ: ۴/۲۵۶؛ احقاق الحق: ۳۳/۴۷۸

❂ ''المنھل'' مورد ہے، اس سے مراد پانی کا چشمہ ہے جس پر سفر کے دوران اونٹ وارد ہوتے ہیں اور ان منازل جو سفر کے راستوں میں ہوتی ہیں مناہل کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ ان میں پانی ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

2/1369 الکافی،۱/۴۶۳/۶/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ صَنْدَلٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: خَرَجَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى مَكَّةَ سَنَةً مَاشِياً فَوَرِمَتْ قَدَمَاهُ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَوَالِيهِ لَوْ رَكِبْتَ لَسَكَنَ عَنْكَ هَذَا اَلْوَرَمُ فَقَالَ كَلاَّ إِذَا أَتَيْنَا هَذَا اَلْمَنْزِلَ فَإِنَّهُ يَسْتَقْبِلُكَ أَسْوَدُ وَمَعَهُ دُهْنٌ فَاشْتَرِ مِنْهُ وَلاَ تُمَاكِسْهُ فَقَالَ لَهُ مَوْلاَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا قَدِمْنَا مَنْزِلاً فِيهِ أَحَدٌ يَبِيعُ هَذَا اَلدَّوَاءَ فَقَالَ لَهُ بَلَى إِنَّهُ أَمَامَكَ دُونَ اَلْمَنْزِلِ فَسَارَا مِيلاً فَإِذَا هُوَ بِالْأَسْوَدِ فَقَالَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِمَوْلاَهُ دُونَكَ اَلرَّجُلَ فَخُذْ مِنْهُ اَلدُّهْنَ وَأَعْطِهِ اَلثَّمَنَ فَقَالَ اَلْأَسْوَدُ يَا غُلاَمُ لِمَنْ أَرَدْتَ هَذَا اَلدُّهْنَ فَقَالَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ اِنْطَلِقْ بِي إِلَيْهِ فَانْطَلَقَ فَأَدْخَلَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَمْ أَعْلَمْ أَنَّكَ تَحْتَاجُ إِلَى هَذَا أَوْ تَرَى ذَلِكَ وَلَسْتُ آخُذُ لَهُ ثَمَناً إِنَّمَا أَنَا مَوْلاَكَ وَلَكِنِ اُدْعُ اَللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي ذَكَراً سَوِيّاً يُحِبُّكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ فَإِنِّي خَلَّفْتُ أَهْلِي تَمْخَضُ فَقَالَ اِنْطَلِقْ إِلَى مَنْزِلِكَ فَقَدْ وَهَبَ اَللَّهُ لَكَ ذَكَراً سَوِيّاً وَهُوَ مِنْ شِيعَتِنَا.

ابی اسامہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک سال امام حسن ابن علیؑ پیدل مکہ روانہ ہوئے تو سفر میں آپؑ کے پاؤں پھول گئے اور آپؑ کے نوکروں نے عرض کیا: اگر آپؑ سوار ہو جائیں گے تو سوجن دور ہو جائے گی۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں، جب اگلی منزل آئے گی تو ایک سیاہ فام شخص تجھے ملے گا جس کے پاس تیل ہوگا تو وہ اس سے خرید لینا اور قیمت کم نہ کروانا۔

اس نے عرض کیا: وہاں تو ایسا دوا فروش نہیں دیکھا۔

اس نے آپؑ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ کا فدیہ ہوں! ہم تو کبھی کسی منزل پر نہیں گئے جہاں کوئی

[1] مراۃ العقول:۵/۳۵۶

ایسی دوا بیچتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس منزل کے علاوہ ہی وہ تیرے سامنے ہوگا۔

پس ایک میل ہی آگے بڑھے تھے کہ سیاہ فام کو موجود پایا تو امام حسنؑ نے غلام سے فرمایا: وہ رہا وہ آدمی، پس اس سے تیل لے لو اور اسے قیمت ادا کر دو

سیاہ فام نے کہا: اے غلام! اس تیل کی کس کو ضرورت ہے؟

اس نے کہا: حسن بن علیؑ کو۔

اس نے کہا: مجھے ان کے پاس لے چلو۔

پس وہ اسے آپؑ کے پاس لے آیا تو اس نے داخل ہوتے ہی آپؑ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ کا فدیہ ہوں! مجھے اس کا علم نہ تھا کہ آپؑ کو اس کی ضرورت ہے اور اگر آپؑ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپؑ کے لیے یہ مفت ہے۔ میں آپؑ کا غلام ہوں، بس میرے لیے اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ایک صحت مند بیٹا عطا ہو جو آپ اہل بیتؑ سے محبت کرے کیونکہ میں نے اپنی اہلیہ کو درد زہ کی حالت میں چھوڑا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تم اپنے گھر جاؤ کہ اللہ نے تمہیں ایک تندرست بیٹا عطا کیا ہے جو ہمارے شیعوں میں سے ہے۔ [1]

بیان:

لم أعلم أنك تحتاج يعني أني لم أعتقد أن مثلك يحتاج إلى الدواء لجلالة قدرك أو ترى ذلك بفتح الواو و الاستفهام من الرأي لا الرؤية و يحتمل سكون الواو عطفا على تحتاج

❂ ''لم علم انک تحتاج'' میں نہیں جانتا کہ تم محتاج ہو، یعنی مجھے یقین نہیں ہے کہ تم جیسے بھی دوا کے محتاج ہوں گے اپنی قدر جلالت کے ہوتے ہوئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول کالمعتبر ہے اور اسے علماء نے بھی معتبر

---

[1] دلائل الامامة (مترجم): ۳۴۳ ح ۹۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ اثبات الهداة: ۳/۱۹؛ کشف الغمہ: ۱/۵۵۷؛ الثاقب فی المناقب: ۳۱۳؛ عوالم العلوم: ۱۷/۵۶؛ فرج الہموم: ۲۲۶؛ مدینۃ المعاجز: ۳/۲۴۴؛ بحار الانوار: ۴۳/۳۲۴ و ۴۴/۱۸۵؛ العدد القویہ: ۳۰؛ الخرائج والجرائح: ۱/۲۳۹؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۱۹۴؛ عیون المعجزات: ۶۲؛ مستدرک الوسائل: ۸/۳۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۱/۸۰؛ المناقب: ۴/۷؛ حلیۃ الابرار: ۱/۵۲۱؛ اثبات الوصیۃ: ۱۳۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۵/۳۶۰

قرار دیا ہے۔[1]

3/1370 الكافي،١/٤٦٢/٥/١،١/٤٦٢/٥/١ أحمد و محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ إِنَّ اَلْحَسَنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ مَدِينَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا بِالْمَشْرِقِ وَ اَلْأُخْرَى بِالْمَغْرِبِ عَلَيْهِمَا سُورٌ مِنْ حَدِيدٍ وَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَلْفُ أَلْفِ مِصْرَاعٍ وَ فِيهَا سَبْعُونَ أَلْفَ أَلْفِ لُغَةٍ يَتَكَلَّمُ كُلُّ لُغَةٍ بِخِلاَفِ لُغَةِ صَاحِبِهَا وَ أَنَا أَعْرِفُ جَمِيعَ اَللُّغَاتِ وَ مَا فِيهِمَا وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ مَا عَلَيْهِمَا حُجَّةٌ غَيْرِي وَ غَيْرُ اَلْحُسَيْنِ أَخِي.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسنؑ نے فرمایا: خدا کے دو شہر ہیں: ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں ہے اور ان کے چاروں طرف ایک حد ہے جو لوہے کی بنی ہوئی ہے اور ہر ایک میں دس لاکھ دروازے ہیں، ان میں ستر ہزار زبانیں ہیں کہ ہر زبان والا دوسری زبان سے مختلف بولتا ہے اور میں ان تمام زبانوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور ان کے درمیان ہے، اس کو بھی جانتا ہوں اور ان پر میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے علاوہ کوئی حجت نہیں ہے۔[2]

بیان:

كأن المدينتين كنايتان عن عالمي المثال المتقدم إحداهما على الدنيا و هو المشرقي و المتأخر آخر عنها و هو المغربي و كون سورهما من حديد كناية عن صلابته و عدم إمكان الدخول فيهما إلا عن أبوابهما و كثرة اللغات كناية عن اختلاف الخلائق في السلائق و الألسن اختلافا لا يحصى و حجيته و حجية أخيه في زمانهما ظاهرة فإنها كانت عامة لجميع الخلق

گویا کہ "مدینتین" "دو شہروں" سے مراد دو عالم مثال ہیں جو مقدم ہیں ان میں سے ایک دنیا میں ہے جو کہ مشرقی ہے اور دوسرا اس سے متاخر ہے اور وہ مغربی ہے "سورھما من حدید" ان دونوں کی دیواریں لوہے کی ہیں، یہ اس چیز کنایہ ہے کہ مضبوط ہے اور ان میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے مگر ان کے دروازوں سے۔

[1] العقائد الحسینیہ سند: ۳/۲۳۸؛ بحوث فی القواعد الفقہیہ سند: ۳/۳۲۸

[2] بصائر الدرجات: ۴۹۳؛ الاختصاص: ۲۹۱؛ المناقب: ۴/۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۱۸۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۶۷۱؛ مختصر البصائر: ۴۷؛ تفسیر البرہان: ۱/۱۱۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۱۹۲ و ۲۷/۴۱ و ۴۳/۳۳۷ و ۵۴/۳۲۶؛ مجمع البحرین: ۱/۶۷۴؛ العدد القویہ: ۷۴؛ اثبات الھداۃ: ۴/۱۹؛ مدینۃ المعاجز: ۳/۲۵۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/۱۸۹؛ الاعتقادات: ۳۱۵؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/۱۰۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۸/۱۵۰

’’کثرت الغات‘‘ بہت ساری زبانیں، یہ کنایہ ہے اُن کے رہنے والوں کے اختلاف کا جس کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ’’حجیتہ و حجیۃ اخیہ‘‘ اس کی حجت اور ان کے بھائی کے حجت ان دونوں زمانوں میں ظاہری طور پر کیونکہ وہ تمام مخلوقات کے ہے عام ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

4/1371 الکافی،۱/۴۶۲/۳/۱، ۱/۳/۴۶۲/۱ العدة عن أحمد عن علی بن النعمان عن سیف بن عمیرة عن اَلْحَضْرَمِيِّ قَالَ: إِنَّ جَعْدَةَ بِنْتَ أَشْعَثَ بْنِ قَيْسٍ اَلْكِنْدِيِّ سَمَّتِ اَلْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ سَمَّتْ مَوْلاَةً لَهُ فَأَمَّا مَوْلاَتُهُ فَقَاءَتِ اَلسَّمَّ وَ أَمَّا اَلْحَسَنُ فَاسْتَمْسَكَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ اِنْتَفَطَ بِهِ فَمَاتَ.

حضرمی سے روایت ہے کہ (امامؑ نے) فرمایا: جعدہ بنتِ اشعث بن قیس الکندی نے امام حسن بن علیؑ کو اور آپؑ کی ایک کنیز کو زہر دے دیا۔ پس جو کنیز تھی اس نے تو قے کر دی لیکن امام علیہ السلام کے بطن میں وہ سرایت کر گیا پھر اس کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تو آپؑ شہید ہو گئے۔ [2]

بیان:

الانتفاط الغلیان

- ’’الانتفاط‘‘ ابلتا ہوا پھٹنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔ [3]

5/1372 الکافی،۱/۴۶۱/۱، ۱/۱/۴۶۱ محمد عن الحسین بن إسحاق عن علی بن مهزیار عن الحسین عن النضر عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَمَّنْ سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَمَّا حَضَرَتِ اَلْحَسَنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْوَفَاةُ بَكَى فَقِيلَ لَهُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ تَبْكِي وَ مَكَانُكَ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلَّذِي أَنْتَ بِهِ وَ قَدْ قَالَ فِيكَ مَا قَالَ وَ قَدْ حَجَجْتَ عِشْرِينَ حَجَّةً مَاشِياً وَ قَدْ

---

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۳۵۷

[2] بحارالانوار: ۴۴/ ۱۴۴؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۱۸۹؛ الاعتقادات: ۳۱۵؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/ ۱۰۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۸/ ۱۵۰

[3] مراۃ العقول: ۵/ ۳۵۴

قَاسَمَتْ مَالَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتَّى اَلنَّعْلَ بِالنَّعْلِ فَقَالَ إِنَّمَا أَبْكِي لِخَصْلَتَيْنِ لِهَوْلِ اَلْمَطَّلَعِ وَ فِرَاقِ اَلْأَحِبَّةِ.

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپؑ رو پڑے۔
آپؑ سے عرض کیا گیا: اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؑ کیوں روتے ہیں جبکہ رسول اللہؐ کے ہاں آپؑ کی ایسی منزلت ہے کہ جو صرف آپؑ ہی کی ہے اور آپؑ کے متعلق انہوں نے بہت کچھ فرمایا ہے؟ آپؑ نے بیس حج پا پیادہ کیے ہیں اور تین بار راہ خدا میں اپنا مال تقسیم کیا ہے حتیٰ کہ برابر برابر کر دیا۔
آپؑ نے فرمایا: میں صرف دو وجوہات کی بنا پر روتا ہوں: قیامت کی وحشت اور پیاروں کی جدائی۔ [1]

بیان:

مقاسمة ماله ص كانت بينه و بين الفقراء في سبيل الله و المطلع بصيغة المفعول المأتي و موضع الاطلاع من أشراف إلى انحدار و هول المطلع تشبيه لما يشرف عليه من أهوال الآخرة

"مقاسمة ماله" اپنے مال کا تقسیم کرنا، ان کے اور غریبوں کے درمیان خدا کی راہ میں تھی۔ "المطلع" اطلاع کا مقام، "هول المطلع" اس سے مراد الہوال آخرت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

6/1373 الكافي ۸/۲۳۳/۳۰۷ علي بن محمد عن صالح بن أبي حماد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَشْبَهَ اَلنَّاسِ بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ مَا بَيْنَ رَأْسِهِ إِلَى سُرَّتِهِ وَ إِنَّ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَشْبَهُ اَلنَّاسِ بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ مَا بَيْنَ سُرَّتِهِ إِلَى قَدَمِهِ.

عبدالملک بن بشیر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: امام حسنؑ لوگوں میں موسیٰ بن عمران سے ان کے سر سے لے کر ناف تک سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور امام حسینؑ لوگوں میں موسیٰ بن عمرانؑ سے ان کی ناف سے لے کر پاؤں تک سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ [3]

---

[1] امالی صدوق: ۲۲۲؛ مکارم الاخلاق: ۳۱۶؛ روضۃ الواعظین: ۲/ ۴۵۱؛ مستدرک الوسائل: ۷/ ۲۶۰ ح ۸۱۹۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۱۳۱؛ الزھد: ۷۹؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۳۰۳؛ بحار الانوار: ۶/ ۱۵۹ و ۴۴/ ۱۵۰ و ۴۷/ ۷۵ و ۴۳/ ۳۳۲؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۴۵

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۳۵۳

[3] حدیث نمبر ۷۸۸ کی طرف رجوع کیجیے۔

بیان:

فی بعض النسخ الحسین مکان الحسن و بالعکس

❂ بعض نسخوں میں حسنؑ کی جگہ حسینؑ ہے اور اس کے برعکس۔

تحقیق اسناد:

حدیث نمبر ۷۸۸ کی طرف رجوع کیجیے۔

7/1374 الکافی،۱/۴۶۱/۲/۱ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُبِضَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ اِبْنُ سَبْعٍ وَ أَرْبَعِينَ سَنَةً فِي عَامِ خَمْسِينَ عَاشَ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام کی وفات سنتالیس (۴۷) سال کی عمر میں پچاس ہجری میں ہوئی اور آپؑ رسول اللہؐ کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔ [1]

بیان:

قال فی الکافی ولد الحسن بن علی ع فی شهر رمضان فی سنة بدر سنة اثنتین بعد الهجرة و روی أنه ولد فی سنة ثلاث و مضی ع فی شهر صفر فی آخره من سنة تسع و أربعین و مضی و هو ابن سبع و أربعین سنة و أشهر و أمه فاطمة بنت رسول الله ص و اقتصر فی التهذیب علی التاریخ الأول فی الولادة و لم یذکر الأشهر فی السن و وافقه فی الباقی قال و قبض بالمدینة مسموما و دفن بالبقیع من مدینة الرسول ص

❂ کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام حسنؑ ابن امام علیؑ ہجرت کے دو سال کے بعد ماہِ رمضان میں بدر کے سال میں ولادت باسعادت ہوئی۔

روایت کی گئی ہے کہ امام حسنؑ کی ولادت باسعادت ہجرت کے تین سال کے بعد ہوئی اور آپؑ کی شہادت ماہ صفر المظفر میں ۴۹ ہجری میں ہوئی۔ جب آپؑ کی شہادت ہوئی تو آپؑ سنتالیس (۴۷) سال اور چند ماہ کے تھے۔ آپؑ کی والدہ محترمہ سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کتاب التہذیب میں آپؑ کی تاریخ ولادت پہلے والی بیان ہوتی ہے اور مہینوں کا تذکرہ نہیں ہے اور باقیوں نے اس کی

---

[1] بحار الانوار: ۴۴/۱۳۴؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۸/۱۵۰؛ مسند ابی بصیر: ۱/۱۳۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/۹۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۳/۳۲۲

موافقت کی ہے۔ آپؑ نے مدینہ میں زہر سے شہادت سے پائی آپؑ مدینۃ الرسولؐ میں جنت البقیع کے مقام پر دفن کیا گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

۱۱۵ ـ باب ما جاء فی الحسین بن علی علیہما السلام

باب: جو کچھ حضرت حسین بن علی علیہما السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1375 الكافی،۱/۴۶۳/۱/۱ محمد عن أحمد عن الوشاء و الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَمَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ بِالْحُسَيْنِ جَاءَ جَبْرَئِيلُ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ سَتَلِدُ غُلاَماً تَقْتُلُهُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ فَلَمَّا حَمَلَتْ فَاطِمَةُ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَرِهَتْ حَمْلَهُ وَ حِينَ وَضَعَتْهُ كَرِهَتْ وَضْعَهُ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ تُرَ فِي اَلدُّنْيَا أُمٌّ تَلِدُ غُلاَماً تَكْرَهُهُ وَ لَكِنَّهَا كَرِهَتْهُ لِمَا عَلِمَتْ أَنَّهُ سَيُقْتَلُ قَالَ وَ فِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ: (وَ وَصَّيْنَا اَلْإِنْسانَ بِوالِدَيْهِ) حُسْناً (حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَ وَضَعَتْهُ كُرْهاً وَ حَمْلُهُ وَ فِصالُهُ ثَلاثُونَ شَهْراً).

ابوخدیجہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا امام حسین علیہ السلام کے حمل سے حاملہ ہوئیں تو حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا عنقریب ایک بیٹے کو جنم دیں گی جس کو آپؐ کے بعد یہ امت قتل کردے گی۔ پس جب حضرت فاطمہؑ حضرت حسینؑ سے حاملہ ہوئیں تو آپؑ نے اس کے حمل کو ناپسند کیا اور جب آپؑ نے وضع حمل کیس تو بھی آپؑ نے اسے ناپسند کیا۔

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۳۵۴

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی ماں بچے کو جنم دے لیکن انہوں نے اس کو ناپسند کیا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اس کو عنقریب قتل کر دیا جائے گا اور یہ آیت اسی سلسلے میں نازل ہوئی ہے: ''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی، کہ اسے اس کی ماں نے تکلیف سے اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف سے جنا، اور اس کا حمل اور دودھ کا چھڑانا تیس مہینے ہیں۔ (الاحقاف: ۱۵)۔[1]

بیان:

وذلك لأن حمله كان ستة أشهر وفصاله أربعة وعشرين

یہ اس لیے تھا کہ کہ آپ کا حمل چھ ماہ کا تھا اور ان کا دودھ چھڑانا درپیش تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے[2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّی بن محمد اور ابی خدیجہ دونوں ثقہ ثابت ہیں اور کامل الزیارات میں توثیق بھی کی گئی ہے (واللہ علم)

2/1376 الكافي،١/٣٦٣/٤/١ محمد عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الزَّيَّاتِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ نَزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِمَوْلُودٍ يُولَدُ مِنْ فَاطِمَةَ تَقْتُلُهُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ فَقَالَ يَا جَبْرَئِيلُ وَ عَلَى رَبِّيَ السَّلاَمُ لاَ حَاجَةَ لِي فِي مَوْلُودٍ يُولَدُ مِنْ فَاطِمَةَ تَقْتُلُهُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي فَعَرَجَ ثُمَّ هَبَطَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ يَا جَبْرَئِيلُ وَ عَلَى رَبِّيَ السَّلاَمُ لاَ حَاجَةَ لِي فِي مَوْلُودٍ تَقْتُلُهُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي فَعَرَجَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ هَبَطَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ وَ يُبَشِّرُكَ بِأَنَّهُ جَاعِلٌ فِي ذُرِّيَّتِهِ الْإِمَامَةَ وَ الْوَلاَيَةَ وَ الْوَصِيَّةَ فَقَالَ قَدْ رَضِيتُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى فَاطِمَةَ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُنِي بِمَوْلُودٍ يُولَدُ لَكِ تَقْتُلُهُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ لاَ حَاجَةَ لِي فِي مَوْلُودٍ مِنِّي تَقْتُلُهُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ فِي ذُرِّيَّتِهِ الْإِمَامَةَ وَ الْوَلاَيَةَ وَ

[1] تاویل الآیات: ۵۶۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۱۸۰؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۹ و ۴۱؛ کامل الزیارات: ۵۵؛ بحار الانوار: ۴۴/ ۲۳۱و۲۶/ ۲۶۶؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۱۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۰/ ۲۰؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۱۱۳

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۳۶۳

اَلْوَصِيَّةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنِّي قَدْ رَضِيتُ فَ ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَ وَضَعَتْهُ كُرْهاً وَ حَمْلُهُ وَ فِصَالُهُ ثَلاثُونَ شَهْراً حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَ بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلىٰ وٰالِدَيَّ وَ أَنْ أَعْمَلَ صٰالِحاً تَرْضٰاهُ وَ أَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي﴾ فَلَوْ لاَ أَنَّهُ قَالَ ﴿أَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي﴾ لَكَانَتْ ذُرِّيَّتُهُ كُلُّهُمْ أَئِمَّةً وَ لَمْ يَرْضَعِ اَلْحُسَيْنُ مِنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ لاَ مِنْ أُنْثَى كَانَ يُؤْتَى بِهِ اَلنَّبِيَّ فَيَضَعُ إِبْهَامَهُ فِي فِيهِ فَيَمَصُّ مِنْهَا مَا يَكْفِيهَا اَلْيَوْمَيْنِ وَ اَلثَّلاَثَ فَنَبَتَ لَحْمُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ لَحْمِ رَسُولِ اَللَّهِ وَ دَمِهِ وَ لَمْ يُولَدْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ إِلاَّ عِيسَى اِبْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا: اے محمدؐ! اللہ آپؐ کو فاطمہؑ کے ہاں بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دیتا ہے جس کو آپ کے بعد آپؐ کی امت قتل کر دے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! میرے رب کو بھی میرا سلام ہے اور مجھے کسی ایسے بچے کی ضرورت نہیں جو فاطمہؑ سے پیدا ہوگا اور اسے میرے بعد میری امت قتل کرے گی۔

پس جبرئیلؑ واپس چلے گئے اور بعد میں پھر نازل ہوئے اور رسول اللہؐ کی خدمت میں وہی عرض کیا۔

آپؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! میرے رب پر بھی سلام ہے اور مجھے اس بچے کی ضرورت نہیں جسے میرے بعد میری امت قتل کرے گی۔

پھر حضرت جبرئیلؑ آسمان کی طرف چلے گئے اور پھر نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا رب آپؐ کو سلام بھیجتا ہے اور آپؐ کو بشارت دیتا ہے کہ خدا اس کی نسل میں امامت، ولایت اور وصایت کو قرار دے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں راضی ہوں۔

پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؑ کو پیغام بھیجا کہ خدا نے مجھے ایک مولود کی خوشخبری دی ہے جو تجھ سے پیدا ہوگا جسے میری امت میرے بعد قتل کرے گی۔

بی بیؑ نے جواب بھیجا کہ مجھے ایسے بچے کی ضرورت نہیں جسے آپؐ کے بعد آپؐ کی امت قتل کر دے گی۔

آپؑ نے دوبارہ پیغام بھیجا کہ اللہ تعالی اس کی ذریت میں امامت، ولایت اور وصایت کو قرار دے گا۔ بی بیؑ نے جواب بھیجا کہ میں راضی ہوں۔ پس (خدا کا قول ہے) "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی، کہ اسے اس کی ماں نے تکلیف سے اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف سے جنا، اور اس کا حمل اور دودھ کا چھڑانا تیس مہینے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا، تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی اور میرے والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح کر۔ (الاحقاف: ۱۵)"۔ پس اگر وہ نہ کہتے کہ میری اولاد کو نیک بنا تو خدا ان کی تمام اولاد کو آئمہ قرار دیتا اور امام حسین علیہ السلام نے اپنی ماں اور کسی دوسری عورت کا دودھ نہیں پیا۔ وہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتیں اور آپؐ اپنا انگوٹھا اس کے منہ میں رکھتے اور آپؐ اس میں سے اتنا چوستے کہ دو تین دن تک آپؑ کو کافی ہوتا۔ پس امام حسین علیہ السلام کا گوشت اور خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت اور خون سے بنا۔ عیسیٰ ابن مریم اور حسین ابن علی علیہما السلام کے علاوہ کوئی چھ ماہ بعد پیدا نہیں ہوا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ [2]

3/1377 الکافی،۱/۴/۴۶۵/۱ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَانَ يُؤْتَى بِهِ اَلْحُسَيْنُ فَيُلْقِمُهُ لِسَانَهُ فَيَمَصُّهُ فَيَجْتَزِئُ بِهِ وَلَمْ يَرْتَضِعْ مِنْ أُنْثَى.

امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسینؑ کے پاس تشریف لاتے اور اپنی زبان ان کے منہ میں رکھ دیتے اور وہ اسے چوستے تھے تو یہ ان کے لیے کافی ہوتی اور امام حسینؑ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔ [3]

بیان:

أوزعني ألهمني

---

[1] کامل الزیارات: ۵۶؛ تاویل الآیات: ۵۶۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۱۸۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۱۳؛ بحار الانوار: ۴۴/ ۲۳۲؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۲۴۵؛ الکوثر موسوی: ۲/ ۴۱۹

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۳۶۵

[3] بحار الانوار: ۴۴/ ۱۹۸؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۲۴۶؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۲۵

❁ ''اورعنی'' انہوں نے مجھے الہام کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [1]

4/1378 الکافی،۱/۴۶۳/۲/۱ العدة عن أحمد عن علی بن الحکم عن اَلْعَرْزَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ بَيْنَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ طُهْرٌ وَ كَانَ بَيْنَهُمَا فِي اَلْمِيلاَدِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَ عَشْراً.

العرزمی سے روایت ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے درمیان ایک طہر کا فاصلہ تھا اور دونوں کی ولادت کے درمیان کا وقت چھ ماہ اور دس دن تھا۔'' [2]

بیان:

أراد بالطهر مقدار زمان الطهر لأن فاطمة ع لم تطمث و لم تر دما ثم أراد به أقل الطهر و هو عشرة أيام كما دل عليه آخر الحديث فإن مدة حمل الحسين ع كانت ستة أشهر كما عرف

❁ طہر سے مراد طہر کے زمانے کی مقدار ہے، کیونکہ جناب سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا عام عورتوں جیسی نہیں تھیں اور اس سے مراد اقل طہر ہے جو کہ دس دن ہیں جیسا کہ اس پر حدیث کا آخر دلالت کرتا ہے کیونکہ امام حسینؑ کی مدت حمل چھ ماہ تھی جیسا کہ معروف و مشہور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

5/1379 الکافی،۱/۴۶۵/۵/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي اَلنُّجُومِ ،فَقٰالَ إِنِّي سَقِيمٌ) قَالَ حَسَبَ فَرَأَى مَا يَحُلُّ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ لِمَا يَحُلُّ بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

علی بن محمد نے مرفوع روایت کی ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے خدا کے قول: ''پھر اس نے ایک بار ستاروں

---

[1] ایضاً

[2] وسائل الشیعہ: ۲۱/۳۸۱ح ۲۷۳۵۵؛ بحارالانوار: ۴۳/۲۵۸؛ عوالم العلوم: ۱۷/۲۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/۱۰۲؛ نفس المہموم: ۱۱؛ منتہی الآمال: ۱/۵۲۴؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۸/۳۵

[3] مراۃ العقول: ۵/۳۶۲؛ بحوث فی القواعد الفقہیہ سند: ۲/۲۷

میں غور سے دیکھا تو کہا میں بیمار ہوں ۔(الصافات: ۸۹)۔" کے بارے میں فرمایا: انہوں نے (یعنی حضرت ابراہیمؑ نے) حساب لگایا تو آپؑ کو معلوم ہوا کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوگا پس انہوں نے کہا: میں بیمار ہوں اس کی وجہ سے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔"[1]

بیان:

قد ثبت إمكان العلم بالمغيبات من طريق حساب النجوم و سيأتي أخبار في ذلك في كتاب الروضة إن شاء الله تعالى و الحزن و الهم نوع من السقم جل جناب الخليل ص عن الكذب

بیشک اشیاءغیب کے علم کا امکان نجوم کے حساب کے طریقہ سے ہے اور عنقریب انشاء اللہ کتاب الروضہ میں اس کے بارے میں اخبار بیان ہوں گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے۔[2]

6/1380 الكافي ،۱/۴۶۵/۶/۱ أحمد عن محمد بن الحسن عن العبيدي عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَا كَانَ ضَجَّتِ الْمَلاَئِكَةُ إِلَى اللَّهِ بِالْبُكَاءِ وَ قَالَتْ يُفْعَلُ هَذَا بِالْحُسَيْنِ صَفِيِّكَ وَ ابْنِ نَبِيِّكَ قَالَ فَأَقَامَ اللَّهُ لَهُمْ ظِلَّ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ قَالَ بِهَذَا أَنْتَقِمُ لِهَذَا .

محمد بن حمران سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسینؑ کے معاملہ میں جو کچھ ہونا تھا وہ سب ہوگیا تو اللہ کے حضور فرشتے رو پڑے اور کہنے لگے: تیرے برگزیدہ اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حسینؑ کے ساتھ ایسا کیسے ہوگیا؟

امامؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کو امام قائمؑ کا سایہ دکھایا اور فرمایا: میں اس کے ذریعے اس (ظلم) کا انتقام لوں گا۔[3]

---

[1] تفسیر البرہان: ۴/۶۰۸؛ بحارالانوار: ۴۴/۲۲۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۴۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۱۳۸؛ عوالم العلوم: ۱۷/۹۸

[2] مراۃ العقول: ۵/۳۶۲

[3] بحار الانوار: ۴۴/۲۲۰؛ تفسیر البرہان: ۴/۶۰۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۱۳۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۴۰۶؛ عوالم العلوم: ۱۷/۹۸؛ تفسیر الصافی: ۴/۲۷۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۱۰۴؛ عقود المرجان: ۴/۲۲۲

بیان:

الضجيج الصياح

⭘ "الضجيج" چیخ و پکار

تحقیق اسناد:

حدیث موثق کالصحیح ہے۔ [1]

7/1381 الكافی ۱/۴۶۵/۸/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبُو كُرَيْبٍ وَ أَبُو سَعِيدٍ اَلْأَشَجُّ عَنْ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ إِدْرِيسَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ الأزدی (اَلْأَوْدِيِّ) قَالَ: لَمَّا قُتِلَ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَرَادَ اَلْقَوْمُ أَنْ يُوطِئُوهُ اَلْخَيْلَ فَقَالَتْ فِضَّةُ لِزَيْنَبَ يَا سَيِّدَتِي إِنَّ سَفِينَةً كُسِرَ بِهِ فِي اَلْبَحْرِ فَخَرَجَ إِلَى جَزِيرَةٍ فَإِذَا هُوَ بِأَسَدٍ فَقَالَ يَا أَبَا اَلْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهَمْهَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى وَقَفَهُ عَلَى اَلطَّرِيقِ وَ اَلْأَسَدُ رَابِضٌ فِي نَاحِيَةٍ فَدَعِينِي أَمْضِي إِلَيْهِ وَ أُعْلِمُهُ مَا هُمْ صَانِعُونَ غَداً قَالَ فَمَضَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا أَبَا اَلْحَارِثِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَتْ أَ تَدْرِي مَا يُرِيدُونَ أَنْ يَعْمَلُوا غَداً بِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُرِيدُونَ أَنْ يُوطِئُوا اَلْخَيْلَ ظَهْرَهُ قَالَ فَمَشَى حَتَّى وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى جَسَدِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَقْبَلَتِ اَلْخَيْلُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ قَالَ لَهُمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اَللَّهُ فِتْنَةٌ لاَ تُثِيرُوهَا اِنْصَرِفُوا فَانْصَرَفُوا.

ادریس بن عبداللہ ازدی (اودی) کا بیان ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا تو لوگ ان کے جسم پر گھوڑے دوڑانا چاہتے تھے۔ پس جناب فضہؑ نے بی بی زینبؑ سے عرض کیا: اے میری سردار! جب ایک (شخص کی) کشتی سمندر میں ٹوٹ گئی اور ایک جزیرے پر جانکلی جہاں سامنے ایک شیر موجود تھا تو اس نے کہا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ پس شیر اس کے سامنے بڑبڑایا یہاں تک کہ اسے راستہ دکھایا۔ چنانچہ اس علاقے میں بھی ایک شیر رہتا ہے لہٰذا اگر آپؑ مجھے اجازت دیں تو میں جاؤں اور اسے بتاؤں کہ لوگ کل (امام حسین علیہ السلام کے ساتھ) کیا کرنا چاہتے ہیں؟

راوی کا بیان ہے کہ جناب فضہؑ اس کی طرف گئیں اور پکارا: اے ابوالحارث!

---

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۳۶۷

پس اس (شیر نے) اپنا سر اٹھایا تو جناب فضہؑ نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ یہ لوگ کل امام حسینؑ کو گھوڑوں سے پامال کرنا چاہتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر شیر مقتل کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ امام حسین علیہ السلام کے جسم پر رکھ دیئے۔ پس جب (پامالی کے لیے) گھوڑے لائے گئے اور لوگوں نے شیر کو اسی حالت میں دیکھ لیا۔ عمر بن سعد نے ان لوگوں سے کہا: یہ کوئی فتنہ ہے، اسے نہ اکساؤ اور واپس چلو۔ پس وہ واپس چلے گئے۔ [1]

بیان:

سفینة مولی رسول الله ص یکنی أبا ریحانة کسر به فی البحر یعنی الفلك و أبو الحارث کنیة الأسد وقفه هداه و الربوض للأسد و الشاة کالبروك فی الإبل و الإثارة التهییج

❂ "سفینة" اس سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں جن کی کنیت ابو ریحانہ ہے۔ "کسر به فی البحر" اس سے مراد کشتیاں ہیں۔ "ابو الحارث" یہ کنیت ہے اسد کی۔ "وقفه" اس سے مراد ہدیہ کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

8/1382 الکافی ۱/۹/۴۶۶/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ يُونُسَ عَنْ مَصْقَلَةَ الطَّحَّانِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَقَامَتِ امْرَأَتُهُ الْكَلْبِيَّةُ عَلَيْهِ مَأْتَماً وَ بَكَتْ وَ بَكَيْنَ النِّسَاءُ وَ الْخَدَمُ حَتَّى جَفَّتْ دُمُوعُهُنَّ وَ ذَهَبَتْ فَبَيْنَا هِيَ كَذَلِكَ إِذَا رَأَتْ جَارِيَةً مِنْ جَوَارِيهَا تَبْكِي وَ دُمُوعُهَا تَسِيلُ فَدَعَتْهَا فَقَالَتْ لَهَا مَا لَكِ أَنْتِ مِنْ بَيْنِنَا تَسِيلُ دُمُوعُكِ قَالَتْ إِنِّي لَمَّا أَصَابَنِي الْجَهْدُ شَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيقٍ قَالَ فَأَمَرَتْ بِالطَّعَامِ وَ الْأَسْوِقَةِ فَأَكَلَتْ وَ شَرِبَتْ وَ أَطْعَمَتْ وَ سَقَتْ وَ قَالَتْ إِنَّمَا نُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ نَتَقَوَّى عَلَى الْبُكَاءِ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ وَ أُهْدِيَ إِلَى الْكَلْبِيَّةِ جُوناً لِتَسْتَعِينَ بِهَا عَلَى مَأْتَمِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَمَّا رَأَتِ الْجُونَ

[1] بحار الانوار: ۴۵/۱۶۹؛ اثبات الهداة: ۴/۳۶؛ عوالم العلوم: ۱۷/۱۰۴۱ و ۱۷/۴۸۸؛ مدینة المعاجز: ۳/۴۶۹؛ الکوثر موسوی: ۷/۴۳۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۰/۴۳۹؛ الانوار النعمانیہ: ۳/۱۸۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/۱۰۴

[2] مراۃ العقول: ۵/۳۷۱

قَالَتْ مَا هَذِهِ قَالُوا هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا فُلَانٌ لِتَسْتَعِينِي عَلَى مَأْتَمِ الْحُسَيْنِ فَقَالَتْ لَسْنَا فِي عُرْسٍ فَمَا نَصْنَعُ بِهَا ثُمَّ أَمَرَتْ بِهِنَّ فَأُخْرِجْنَ مِنَ الدَّارِ فَلَمَّا أُخْرِجْنَ مِنَ الدَّارِ لَمْ يُحَسَّ لَهَا حِسٌّ كَأَنَّمَا طِرْنَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يُرَ لَهُنَّ بِهَا بَعْدَ خُرُوجِهِنَّ مِنَ الدَّارِ أَثَرٌ.

مصقلہ الطحان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: جب امام حسینؑ کو قتل کیا گیا تو آپؑ کی ایک کلبی بیوی نے آپؑ پر ماتم قائم کیا اور اس نے گریہ کیا تو باقی عورتیں اور خدام بھی گریہ کرنے لگے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں خشک ہو گئیں اور آنسوں جاتے رہے۔ وہ اسی حالت میں تھی تو اس نے دیکھا کہ اس کی ایک لونڈی رو رہی ہے اور اس کے آنسو برابر بہہ رہے ہیں تو اس نے اسے بلایا اور اس سے کہا: تمہارے لیے کیسے ممکن ہے کہ تم بھی ہم میں سے ہو مگر تمہارے آنسو بہہ رہے ہیں؟

اس نے کہا: جب کسی مشقت و سختی سے دو چار ہوتی ہوں تو ستوؤں کے شربت کو پی کر کوشش کرتی ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: پس اس بی بی نے طعام اور ستو تیار کرنے کا حکم دیا پس خود بھی کھایا پیا اور دوسروں کو بھی کھلایا پلایا اور کہا: اس سے ہم امام حسینؑ پر گریہ کرنے کے لیے طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

نیز فرمایا: ایک شخص نے کلبیہ عورت کو چند پرندے ہدیہ کیے تا کہ وہ ان کو کھائیں اور امام حسینؑ پر رونے میں مدد و طاقت حاصل کریں۔ پس جب اس خاتون نے ان پرندوں کو دیکھا تو کہا: یہ کیا ہے؟

لوگوں نے کہا: یہ آپ کے لیے فلاں کی طرف سے ہدیہ آیا ہے تا کہ آپ ان سے امام حسینؑ پر گریہ کرنے کے لیے مدد حاصل کریں۔

اس خاتون نے کہا: ہم شادی میں نہیں ہیں لہذا ہم ان کو نہیں لیں گے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ ان پرندوں کو میرے گھر سے نکال دیا جائے۔ پس جب ان کو گھر سے نکالا گیا تو ان کا کوئی نام نشان نظر نہ آیا گویا وہ زمین و آسمان کے درمیان فضاؤں میں پرواز کرتے چلے گئے ہیں اور گھر سے نکلنے کے بعد کبھی کسی نے ان کا کوئی سراغ نہیں دیکھا۔ [1]

بیان:

الجون کصرد جمع الجؤنة بالضم و هی ظرف للطیب و کأن النساء کن من الجن أو کن من أرواح

---

[1] بحار الانوار: ۴۵/ ۱۷۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۶/ ۳۳۸ ح ۲۰۰۸۱؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۶؛ مدینۃ المعاجز: ۳/ ۴۷۰؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۳۹۰؛ الثاقب فی المناقب: ۳۳۴؛ مسند الامام الصادق ؑ: ۴/ ۱۰۵؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۳۸۰؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۷/ ۱۶۵؛ موسوعہ اھل البیت ؑ: ۹/ ۱۰۵

الماضيات تجسدن

"الجون" جیسے صرد، یہ جمع ہے "الجوانہ" کی جو ضمہ کے ساتھ ہے اور خوشبو رکھنے کا برتن ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔ (1)

9/1383 الكافي ١/٤٦٣/١/١ سَعْدٌ وَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُبِضَ اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَ هُوَ اِبْنُ سَبْعٍ وَ خَمْسِينَ سَنَةً.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین بن علی علیہ السلام عاشورہ کے دن ستاون سال کی عمر میں شہید کیے گئے۔" (2)

بیان:

قال في الكافي ولد الحسين بن علي ع في سنة ثلاث و قبض ع في شهر المحرم من سنة إحدى و ستين من الهجرة و له سبع و خمسون سنة و أشهر قتله عبيد الله بن زياد لعنه الله في خلافة يزيد بن معاوية عليه اللعنة و هو على الكوفة و كان على الخيل التي حاربته و قتلته عمر بن سعد لعنه الله بكربلاء يوم الإثنين لعشر خلون من المحرم و أمه فاطمة بنت رسول الله ص و قال في التهذيب إنه ع ولد بالمدينة آخر شهر ربيع الأول سنة ثلاث من الهجرة و قبض قتيلا بكربلاء من أرض العراق يوم الإثنين و قيل يوم الجمعة و قيل يوم السبت العاشر من المحرم قبل الزوال سنة إحدى و ستين من الهجرة و له يومئذ ثمان و خمسون سنة و قبره بطف كربلاء بين نينوى و الغاضرية [1] في قرى النهرين

کتاب الکافی میں منقول ہے کہ امام حسینؑ ابن امام علیؑ کی ولادت باسعادت تیسرے سال میں ہوئی اور آپؑ کی شہادت ماہِ محترم محرم الحرام ۶۱ ھ میں ہوئی اور آپؑ کی عمر مبارک ستاون سال اور چیز ماہ ہے۔ آپؑ کو عبید اللہ بن زیاد ملعون نے یزید بن معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں شہید کیا اور وہ اس وقت کوفہ پر حاکم تھا اور اس کی فوج کا سپاہ سالار عمر بن سعد ملعون تھا اور اس نے محرم الحرام کی دس تاریخ بروز سوموار کو آپؑ کو شہید کیا۔ آپؑ کی والدہ محترم سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔

(1) مرآۃ العقول: ۵/ ۳۶۲

(2) تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۸/ ۶۵۵؛ احقاق الحق: ۲۷/ ۳۵۰؛ کشف الغمہ: ۲/ ۶۷۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۰/ ۱۳

کتاب التہذیب میں مرقوم ہے کہ آپؑ کی ولادت باسعادت ہجرت کے تیسرے سال ماہ ربیع الاول کے آخر میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپؑ کی شہادت سوموار کے دن سرزمین عراق بمقام کربلا معلیٰ میں۔
بعض نے کہا ہے کہ جمعہ المبارک کے دن ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ دس محرم الحرام بروز ہفتہ قبل الزوال ۶۱ ہجری کو ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی اور آپؑ کی قبر مبارک کربلا میں نینوا اور قاصریہ کے درمیان ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے۔ [1]

۱۱۶۔ باب ماجاء فی علی بن الحسین علیہما السلام

باب: جو کچھ حضرت علی بن حسین علیہما السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1384 الکافی ۱/۴۶۶/۱/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ اَلْحَسَنِ اَلْحَسَنِيُّ رَحِمَهُ اَللَّهُ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ اَلْأَحْمَرِ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْخُزَاعِيِّ عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا أُقْدِمَتْ بِنْتُ يَزْدَجِرْدَ عَلَى عُمَرَ أَشْرَفَ لَهَا عَذَارَى اَلْمَدِينَةِ وَ أَشْرَقَ اَلْمَسْجِدُ بِضَوْئِهَا لَمَّا دَخَلَتْهُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا عُمَرُ غَطَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ أُفٍّ بِيرُوجْ بَادَا هُرْمُزْ فَقَالَ عُمَرُ أَ تَشْتِمُنِي هَذِهِ وَ هَمَّ بِهَا فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ خَيِّرْهَا رَجُلاً مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ وَ اُحْسُبْهَا بِفَيْئِهِ فَخَيَّرَهَا فَجَاءَتْ حَتَّى وَضَعَتْ يَدَهَا عَلَى رَأْسِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهَا أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ مَا اِسْمُكِ فَقَالَتْ جَهَانْ شَاهْ فَقَالَ لَهَا أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَلْ شَهْرَبَانُويَهْ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ لَتَلِدَنَّ لَكَ مِنْهَا خَيْرُ أَهْلِ اَلْأَرْضِ فَوَلَدَتْ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ يُقَالُ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِبْنُ اَلْخِيَرَتَيْنِ فَخِيَرَةُ اَللَّهِ مِنَ اَلْعَرَبِ هَاشِمٌ وَ مِنَ اَلْعَجَمِ فَارِسُ. و روی أن أبا الأسود الدؤلی

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۳۶۲

قال فیہ:

وإن غلاماً بين كسرى و هاشم لأكرم من نيطت عليه التمائم

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب یز دجرد کی بیٹی عمر کے دربار میں پیش ہوئی تو مدینہ کی کنواری لڑکیاں ان کے حسن و جمال کو دیکھنے کے لیے اپنی چھتوں پر آ گئیں۔ جب وہ مسجد میں آئیں تو ان کے چہرے کے حسن و جمال کی وجہ سے مسجد منور ہو گئی۔ پس جب حاکم وقت نے اس کی طرف دیکھا تو بی بی نے اپنا چہرہ چھپالیا اور (اپنی زبان میں) کہا: اُف، بیروج بادا ھرمز (ہرمز کی زندگی سیاہ ہو جائے گی)۔

حاکم وقت نے جب یہ سنا تو کہا: کیا وہ مجھے گالی دے رہی ہے؟

پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا: یہ تمہارے لیے نہیں ہے۔ اسے اختیار دو کہ وہ مسلمانوں میں سے جسے پسند کرے چن لے اور پھر مال غنیمت میں سے اس کا حصہ شمار کرو۔

پس اس نے اسے اختیار دے تو وہ آگے بڑھی اور امام حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا تو امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: جہان شاہ ہے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: بلکہ شہر بانو ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا: اے ابو عبداللہؑ! یہ تمہارے لیے ایک بیٹے کو جنم دے گی جو زمین کے رہنے والوں میں سب سے بہتر ہوگا۔

پس انہوں نے امام علی ابن حسینؑ کو جنم دیا اور امام علی ابن حسینؑ کو دو خیروں (بہترینوں) کا بیٹا کہا جاتا ہے پس اللہ نے عرب سے ہاشم قبیلہ کو چنا اور عجم سے فارس کو چنا ہے۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اس کے بارے میں ابو الاسود الدولی نے کہا ہے: ''وہ ایسا لڑکا ہے جس کا تعلق کسریٰ و ہاشم سے ہے اور جن بچوں کے گلوں میں تعویذ ڈالا جائے یہ ان سب سے افضل ہے۔''[1]

بيان:

أشرف لها تطلعت إليها من فوق أف بيروج بادا هرمز كلام فارسي مشتمل على تأفيف و دعاء على

[1] اثبات الھداۃ: ۳/ ۳۳۶؛ مدینۃ المعاجز: ۲/ ۲۲۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۷۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/ ۷۹۳؛ امہات المعصومینؑ موسوی: ۳۴۷

أبيها هرمز تعنى لا كان لهرمز يوم فإن ابنته أسرت بصغر و نظر إليها الرجال و الهرمز يقال للكبير من ملوك العجم و هم بها يعنى أراد إيذاءها شهربانويه يعنى أميرة البلد و إنما غير اسمها للسنة و لأن جهان شاه من الصفات المختصة بالله سبحانه نيطت علقت التمائم جمع التميمة وهى العوذة تعلق فى يد الطفل

"اشرف لها" اس کے لیے اوپر سے طلوع ہونا۔ "اف بیروج بادا هرمز" یہ فارسی کلام ہے اور تاضیف پر مشتمل ہے اور کہ اس نے اپنے والد کے لیے دعا ہے کہ ھرمز کے لیے کوئی ایسا دن نہ ہو کہ جس میں اس کی بیٹی کو اسیر کیا جائے اور لوگ اس کی طرف دیکھیں، ہرمز عجم کے بادشاہوں میں سے بڑے بادشاہ کو کہا جاتا تھا۔
"ھم بھا" اس نے اس کا اہتمام کیا، یعنی اس نے اس کو اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا۔
"شھر بانویہ" یعنی شہر امیر ترین خاتون یعنی شہزادی اور امامؑ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا وہ اس لیے کہ جہاں کی بادشاہی تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔
"نیطت" اس نے لٹکایا، "التمائم" یہ جمع ہے تمیمہ کی، یہ اس تعویز کا نام ہے جو بچوں کے ہاتھ میں باندھا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے اور اس کا آخر مرسل ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث کا مجہول ہونا زیادہ قریب ہے اور آخر مرسل ہی ہے (واللہ اعلم)

2/1385 الكافى،١٦٢/١٦٣/٨ الخمسة عن البجلى وَ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ وَ سَلَمَةَ بَيَّاعِ اَلسَّابِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ إِذَا أَخَذَ كِتَابَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَنَظَرَ فِيهِ قَالَ مَنْ يُطِيقُ هَذَا مَنْ يُطِيقُ ذَا قَالَ ثُمَّ يَعْمَلُ بِهِ وَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى اَلصَّلاَةِ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ حَتَّى يُعْرَفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَ مَا أَطَاقَ أَحَدٌ عَمَلَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ وُلْدِهِ مِنْ بَعْدِهِ إِلاَّ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام علی بن حسین علیہ السلام جب بھی حضرت علیؑ کی کتاب اٹھاتے تو اس میں دیکھتے اور فرماتے: یہ کون برداشت کر سکتا ہے، یہ کون برداشت کر سکتا ہے؟ پھر فرماتے تھے: اس پر کون عمل کرے گا؟ اور جب آپؑ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپؑ کا رنگ بدل جاتا یہاں تک کہ اس آپؑ کے چہرے سے پہچانا جا سکتا تھا اور حضرت علی علیہ السلام کے عمل کو ان کے بیٹوں میں سے ان کے بعد امام علی بن الحسین علیہ السلام

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۵

کے علاوہ کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے ② یا پھر حسن ہے ③ یا پھر صحیح ہے ④ اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/1386 الکافی،۱/۴٦٧/۲/۱ العدة عن أحمد عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كَانَ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَاقَةٌ حَجَّ عَلَيْهَا اِثْنَتَيْنِ وَ عِشْرِينَ حَجَّةً مَا قَرَعَهَا قَرْعَةً قَطُّ قَالَ فَجَاءَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ مَا شَعَرْنَا بِهَا إِلاَّ وَ قَدْ جَاءَنِي بَعْضُ خَدَمِنَا أَوْ بَعْضُ اَلْمَوَالِي فَقَالَ إِنَّ اَلنَّاقَةَ قَدْ خَرَجَتْ فَأَتَتْ قَبْرَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ فَانْبَرَكَتْ عَلَيْهِ فَدَلَكَتْ بِجِرَانِهَا اَلْقَبْرَ وَ هِيَ تَرْغُو فَقُلْتُ أَدْرِكُوهَا أَدْرِكُوهَا وَ جِيئُونِي بِهَا قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِهَا أَوْ يَرَوْهَا قَالَ وَ مَا كَانَتْ رَأَتِ اَلْقَبْرَ قَطُّ ۔

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے ہوئے: امام علی بن الحسین علیہ السلام کے پاس ایک اونٹنی تھی جس پر آپؑ نے بائیس مرتبہ حج کیا تھا اور ایک بار بھی اس کو تازیانہ نہیں مارا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: پس آپؑ کی شہادت کے بعد وہ آئی اور پھر ہمیں پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئی مگر یہ کہ ہم نے اسے اس وقت دیکھا جب خادموں یا غلاموں میں سے کوئی آیا اور اس نے کہا: وہ اونٹنی نکل کر امام علی بن حسین علیہ السلام کی قبر پر آ گئی ہے اور اس پر بیٹھ گئی ہے۔ وہ قبر سے گردن رگڑتی ہے اور کراہتی ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ وہ جلدی سے اس کے پاس جائیں اس سے پہلے کہ وہ (دشمن) اس کے بارے میں جانیں یا اسے دیکھیں۔

امامؑ نے فرمایا: اس نے اس سے قبل قبر کو کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ ⑤

بیان:

---

① وسائل الشیعہ: ۱/۸۵ ح ۲۰۰؛ المروی من کتاب علیؑ: ۹۷؛ مسند الامام السجادؑ: ۷۵؛ ینابیع الحکمۃ: ۳۵۸

② مراۃ العقول: ۲۶/۲۸

③ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۳۹۲

④ قراءات فی المنظومہ المعرفیہ: ۳/۱۸۳

⑤ بصائر الدرجات: ۳۵۳؛ بحار الانوار: ۴/۳۱۲ و ۴۶/۱۴۷؛ عوالم العلوم: ۱۸/۳۰۳؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۷۴؛ اثبات الھداۃ: ۴/۶۲؛ الاختصاص: ۳۰۰؛ مسند الامام السجادؑ: ۳۰۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۱/۱۳۱

القرع الضرب بالعصا و شبهه و جران البعير مقدم عنقه و رغاؤه صوته قبل أن يعلموا بها أو يروها يعني المخالفين

"القرع" لاٹھی کے ساتھ مارنا یا اس جیسا کوئی فعل "جران البعیر" اس کی گردن سے پہلے "رغاوَہ" اس کی آواز،

"قبل ان یعلموا بھا او یروھا" اس سے پہلے وہ ان کو جانیں یا نا کو دیکھیں یعنی مخالفین۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق کالصحیح ہے۔ [1]

4/1387 الكافي ۱/۳/۴۶۷/۱ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ أَبِي عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ جَاءَتْ نَاقَةٌ لَهُ مِنَ اَلرَّعْيِ حَتَّى ضَرَبَتْ بِجِرَانِهَا عَلَى اَلْقَبْرِ وَ تَمَرَّغَتْ عَلَيْهِ فَأَمَرْتُ بِهَا فَرُدَّتْ إِلَى مَرْعَاهَا وَ إِنَّ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يَحُجُّ عَلَيْهَا وَ يَعْتَمِرُ وَ لَمْ يَقْرَعْهَا قَرْعَةً قَطُّ [ابن بابويه]۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب میرے والد علی ابن الحسین علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو ان کی اونٹنی چراگاہ سے آئی اور اس نے اپنی گردن ان کی قبر پر رکھ دی اور اپنے جسم کو اس پر ملنا شروع کر دیا۔ پس میں نے اسے اس کی چراگاہ میں واپس لوٹانے کا حکم دیا اور میرے والدؑ نے اس پر حج اور عمرہ پر جاتے تھے مگر کبھی اس کو تازیانہ نہیں مارا تھا۔[ابن بابویہ]۔ [2]

بیان:

تمرغت تقلبت ابن بابويه هكذا وجدت هذه اللفظة في النسخ التي رأيناها في آخر الحديث و معناها غير ظاهر و ربما يقال إنه متعلق بالحديث الآتي و إن المراد به شيخنا الصدوق رحمه الله يعني أن الحديث الآتي إنما يوجد في نسخة ابن بابويه نظيره في هذا الكتاب ما صدر به بعض الأخبار بلفظة و في نسخة الصفواني و على هذا يكون من كلام من تأخر عن المصنف و عن الصدوق

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۸

[2] بصائر الدرجات: ۵۳ ۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۶۴؛ بحار الانوار: ۴۶/ ۸ ۱۴ و ۶۱/ ۷ ۱۳؛ الاختصاص: ۳۰۱؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۲۶۲ ح ۹۴۰۴؛ مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۷۴؛ مسند الامام السجادؑ: ۶۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۷۱

فزيد في الأصل و هو بعيد جدا و ربما يوجد في بعض النسخ متعلقا بالحديث الآتي هكذا ابن بابويه عن الحسين بن محمد بن عامر بإثبات عن فإن صح فالمراد بابن بابويه علي بن الحسين والد الصدوق فإنه كان معاصرا لصاحب الكافي و على تقدير تعلقه بالحديث السابق يحتمل أن يكون أين بمعنى المكان و أبويه بمعنى والديه يعني أني لأحد بمثل أبويه فيكون المراد بها أنه لا يوجد مثل أبويه في الشرف و لهذا كان كذلك

۞ ''تمرغت'' و ''پلٹنا''، ''ابن بابویہ'' میں اسی طرح اس لفظ کو ایک نسخے میں دیکھا اور اس کو میں نے حدیث کے آخر میں دیکھا جس کا معنی ظاہر نہیں ہے۔

اور ممکن ہے کہ یہ آنے والی حدیث کے متعلق ہو اور اس سے مراد ہمارے شیخ صدوق میں یعنی بیشک وہ حدیث جو آنے والی ہے جس کو ابن بابویہ کے ایک نسخ میں پایا گیا ہے، اور اس کی نظیر اس کتاب میں ہے اور اس سے بعض اخبار صادر ہوتی ہیں اس لفظ کے ساتھ، ایک نسخے میں صفوانی کا ذکر ہے۔

بعض نسخوں میں آنے والی حدیث اس طرح ہے: ابن بابویہ نے روایت کی ہے حسین بن عامر سے اگر یہ صحیح ہے تو اس سے مراد ابن بابویہ علی بن حسین جو شیخ صدوق کے والد ہیں کیونکہ وہ صاحب کتاب الکافی کے ہمعصر تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[1]

5/1388 الکافی ،۱/۴۶۸/۴/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عُمَارَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا كَانَ فِي اَللَّيْلَةِ اَلَّتِي وُعِدَ فِيهَا عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ لِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا بُنَيَّ اِبْغِنِي وَضُوءاً قَالَ فَقُمْتُ فَجِئْتُهُ بِوَضُوءٍ قَالَ لاَ أَبْغِي هَذَا فَإِنَّ فِيهِ شَيْئاً مَيِّتاً قَالَ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ بِالْمِصْبَاحِ فَإِذَا فِيهِ فَأْرَةٌ مَيِّتَةٌ فَجِئْتُهُ بِوَضُوءٍ غَيْرِهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ هَذِهِ اَللَّيْلَةُ اَلَّتِي وُعِدْتُهَا فَأَوْصَى بِنَاقَتِهِ أَنْ يُحْظَرَ لَهَا حِظَارٌ وَ أَنْ يُقَامَ لَهَا عَلَفٌ فَجُعِلَتْ فِيهِ قَالَ فَلَمْ تَلْبَثْ أَنْ خَرَجَتْ حَتَّى أَتَتِ اَلْقَبْرَ فَضَرَبَتْ بِجِرَانِهَا وَ رَغَتْ وَ هَمَلَتْ عَيْنَاهَا فَأُتِيَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ اَلنَّاقَةَ قَدْ خَرَجَتْ فَأَتَاهَا فَقَالَ صَهْ اَلْآنَ قُومِي بَارَكَ اَللَّهُ فِيكِ فَلَمْ تَفْعَلْ فَقَالَ وَ إِنْ كَانَ

---

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۹

لَيَخْرُجُ عَلَيْهَا إِلَى مَكَّةَ فَيُعَلِّقُ السَّوْطَ عَلَى الرَّحْلِ فَمَا يَقْرَعُهَا حَتَّى يَدْخُلَ الْمَدِينَةَ قَالَ وَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ يَخْرُجُ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ فَيَحْمِلُ الْجِرَابَ فِيهِ الصُّرَرُ مِنَ الدَّنَانِيرِ وَ الدَّرَاهِمِ حَتَّى يَأْتِيَ بَاباً بَاباً فَيَقْرَعُهُ ثُمَّ يُنِيلُ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ فَلَمَّا مَاتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ فَقَدُوا ذَاكَ فَعَلِمُوا أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ يَفْعَلُهُ.

ابوعمارہ سے روایت ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ رات آئی کہ جس میں امام علی بن حسینؑ کی شہادت ہوئی تو آپؑ نے امام محمد باقرؑ سے فرمایا: اے میرے بیٹا! میں وضو کرنا چاہتا ہوں۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور آپؑ کے لیے وضو کی خاطر پانی لایا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ پانی مجھے نہیں چاہیے کیونکہ اس میں ایک مردار موجود ہے۔ میں چراغ لے کر آیا تو دیکھا کہ اس میں ایک چوہا مرا ہوا موجود تھا۔ پس میں دوبارہ گیا اور آپؑ کے لیے تازہ پانی لے کر آیا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: اے میرا بیٹا! آج کی رات وہ رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ لیا گیا ہے۔ میں آپؑ کو اپنی ناقہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اس کے لیے ایک اصطبل تیار کیا جائے اور اسے مناسب خوراک دی جائے۔ پس میں نے خود اس کے لیے اصطبل تیار کیا۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد وہ اصطبل سے نکل کر قبر کے پاس پہنچی اور اس پر گردن رکھ کر اپنا جسم زمین پر لٹا دیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔ پس امام محمد بن علیؑ کو اطلاع ملی کہ وہ اونٹنی چلی گئی ہے تو آپؑ اس کے پاس آئے اور فرمایا: اپنے جذبات پر قابو رکھو اور اٹھو، اللہ تمہیں جزا خیر عطا فرمائے۔ پس اس کے بعد اس نے ایسا نہ کیا۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ آپؑ جب اونٹنی کو مکہ لے جاتے تو کوڑے کو سامان سے لٹکا دیتے مگر مدینہ واپس آنے تک اسے کبھی استعمال نہیں کرتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت علی ابن حسینؑ اندھیری رات میں ایک بوری لے کر نکلتے تھے جس میں درہم اور دینار ہوتے تھے یہاں تک کہ آپؑ گھر گھر جا کر دروازے کھٹکھٹاتے تھے اور جو شخص باہر آتا اس کو ایک خاص رقم دیتے تھے (جبکہ انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ شخص کون ہے؟) پس جب امام علی بن حسینؑ کی شہادت ہو گئی اور ان لوگوں نے اس پیسے دینے والے شخص کو نہیں پایا تو ان کو پتہ چلا کہ وہ امام علی بن حسینؑ تھے۔ [1]

[1] بصائر الدرجات: ۴۸۳؛ المناقب: ۳/۳۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ۳/۲۷۵ و ۲۹۱؛ عوالم العلوم: ۱۸/۲۹۷؛ کشف الغمہ: ۲/۱۱۰؛ بحارالانوار: ۴۶/۱۳۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴۶؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۱/۶۸؛ القطرہ من بحار: ۱/۳۱۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۱۷

بیان:

وعد فيها يعني الرحلة عن الدنيا ابغني وضوءا بفتح الواو أعني على طلب ماء أتوضأ به يقال أبغاه إذا أعانه على الطلب لا أبغي لا أطلب و الحظار بكسر الحاء المهملة و فتحها و الظاء المعجمة ما يعمل للإبل من شجر

"وعدفیھا" یعنی دنیا سے رحلت کرنا۔

"البغني وضوءا" واؤ کی فتحہ کے ساتھ، میری مراد اس سے یہ ہے کہ اس نے پانی طلب کیا جس سے میں وضو کروں اور کہا گیا ہے کہ ابغاہ کا معنی یہ ہے کہ جب اس نے طلب پر مدد طلب ہو گی۔ "لا ابغی" میں طلب نہیں کرتا۔

"الخطاء" اس سے مراد اونٹ کو درخت یا دیوار کے ساتھ باندھا تا کہ اس کو ٹھنڈی ہوا نہ لگے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

6/1389 الكافي ۱/۵۱۳/۳۳۲/۸ أَبَانٌ عَنْ فُضَيْلٍ وَ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ مُحَمَّدَ بْنَ أُسَامَةَ اَلْمَوْتُ دَخَلَتْ عَلَيْهِ بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتِي وَ مَنْزِلَتِي مِنْكُمْ وَ عَلَيَّ دَيْنٌ فَأُحِبُّ أَنْ تَضْمَنُوهُ عَنِّي فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ أَمَا وَ اَللَّهِ ثُلُثُ دَيْنِكَ عَلَيَّ ثُمَّ سَكَتَ وَ سَكَتُوا فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ عَلَيَّ دَيْنُكَ كُلُّهُ ثُمَّ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَضْمَنَهُ أَوَّلاً إِلاَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَقُولُوا سَبَقْنَا.

فضیل اور عبید سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب محمد بن اسامہ کی موت کا وقت قریب آیا اور بنی ہاشم اس کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میری تم سے کیا رشتہ داری ہے اور تمہارے نزدیک میری کیا قدر و منزلت ہے۔ میرے ذمہ کچھ قرضہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہ ادا کرو۔ اس پر حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا: تمہارے قرضہ کے ایک ثلث کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔ اس کے بعد آپؑ خاموش ہو گئے اور دوسرے لوگ بھی خاموش رہے۔ تب پھر امامؑ نے فرمایا: تمہارے تمام قرضہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۱

پھر فرمایا: پہلی بار میں نے اس لیے تمام قرضہ کی ضمانت نہیں دی تھی تا کہ یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ ہم پر سبقت لے گئے (اور ہمیں موقع تک نہیں دیا)۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] یا پھر حدیث مجہول ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق ہے (واللہ اعلم)

7/1390 الكافي، ١/٤٦٨/٥/١ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ ٱللَّٰهِ بْنِ ٱلصَّلْتِ عَنِ الوشاء عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ لَمَّا حَضَرَتْهُ ٱلْوَفَاةُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ فَتَحَ عَيْنَيْهِ وَقَرَأَ (إِذَا وَقَعَتِ ٱلْوَاقِعَةُ) وَ (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ) وَقَالَ (ٱلْحَمْدُ لِلَّٰهِ ٱلَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا ٱلْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَامِلِينَ) ثُمَّ قُبِضَ مِنْ سَاعَتِهِ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئاً.

وشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: جب علی بن الحسین علیہ السلام کا آخری وقت آیا تو آپؑ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر آپؑ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ (سورہ واقعہ) اور اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ (سورہ فتح) کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا اور جنت میں سے جہاں ہم چاہیں گے وہ جگہ عطا کرے گا پس یہ عمل کرنے والوں کے لیے کتنا ہی اچھا اجر ہے۔ پھر آپؑ کی شہادت ہوگئی اور آپؑ نے مزید کچھ نہیں فرمایا۔ [4]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔ [5]

8/1391 الكافي، ١/٤٦٨/٦/١ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ ٱللَّٰهِ وَ عَبْدُ ٱللَّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ٱلْحِمْيَرِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ

[1] وسائل الشیعہ: ۱۸/ ۳۲۳ ح ۲۳۹۶۷؛ بحار الانوار: ۴۶/ ۱۳۷؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۸۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/ ۳۹۴؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/ ۱۱۳

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۳

[3] الفوائد الرجالیة (؟): ۳/ ۱۵۵

[4] بحار الانوار: ۴۶/ ۱۵۲؛ مستدرک الوسائل: ۲/ ۱۳۳ ح ۱۶۲۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹ و ۲۰۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۳۴۷ و ۱۲/ ۲۶۶ و ۱۳/ ۱۲؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۹۹؛ مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۹۳؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/ ۱۶۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۱/ ۱۲۹؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/ ۱۰۲

[5] مراۃ العقول: ۶/ ۱۲

عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُبِضَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ اِبْنُ سَبْعٍ وَ خَمْسِينَ سَنَةً فِي عَامِ خَمْسٍ وَ تِسْعِينَ عَاشَ بَعْدَ اَلْحُسَيْنِ خَمْساً وَ ثَلاَثِينَ سَنَةً.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام علی بن حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو اس وقت آپؑ کی عمر ستاون سال تھی اور آپؑ امام حسین علیہ السلام کے بعد پینتیس سال تک زندہ رہے۔ [1]

بیان:

قال فی الکافی ولد علی بن الحسین ع فی سنة ثمان و ثلاثین و قبض فی سنة خمس و تسعین و له سبع و خمسون سنة و أمه شهربانو بنت یزدجرد بن شهریار بن شیرویه بن کسری أبرویز و کان یزدجرد آخر ملوك الفرس و قال فی التهذیب أمه شاه زنان بنت شیرویه بن کسری أبرویز و قبره ببقیع المدینة و وافق صاحب الکافی فی سائر المذکورات

کتاب الکافی بیان ہوا ہے کہ امام علی زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ کی ولادت باسعادت ۳۸ ہجری میں ہوئی اور آپؑ کی شہادت ۹۵ ہجری میں ہوئی اور آپؑ کی عمر مبارک ستاون سال کی تھی۔ آپؑ کی والدہ محترمہ جناب سیّدہ عالیہ شہر بانو بنت یزدجرد بن شہر یار بن شیرویہ بن کسری ابرویز تھیں اور یزدجرد فارسی بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھے۔ کتاب التہذیب میں مرقوم ہے کہ آپؑ کی والدہ محترمہ شاہ زنان بنت شیرویہ بن کسری ابرویز تھیں اور آپؑ کی قبر مبارک مدینہ میں بمقام جنت البقیع میں ہے اور انہوں نے تمام مذکورات میں صاحب الکافی کے ساتھ موافقت کی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور شیخ قمی نے اسے معتبر کہا ہے [3] (واللہ اعلم)

[1] بحار الانوار: ۴۶/ ۱۵۲؛ مجمع البحرین: ۱/ ۳۰۷؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۹۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۱۰۷؛ مسند الامام الاصادق: ۴/ ۲۳۱؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۴۱۰؛ مسند الامام السجادؑ: ۱۶۷؛ منتھی الآمال: ۲/ ۵۷

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۲

[3] منتھی الآمال: ۲/ ۵۷

۱۱۷ ـ باب ما جاء فی أبی جعفر محمد بن علی علیہما السلام

باب: جو کچھ حضرت ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1392 الکافی ۱/۴۶۹/۱/۱ محمد عن محمد بن أحمد عن عبد الله بن أحمد الکافی ۱/۴۶۹/۱/۱ محمد بن الحسن عن عبد الله بن أحمد عن صالح بن مزید عن ابن المغیرة عن الکنانی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَتْ أُمِّي قَاعِدَةً عِنْدَ جِدَارٍ فَتَصَدَّعَ اَلْجِدَارُ وَ سَمِعْنَا هَدَّةً شَدِيدَةً فَقَالَتْ بِيَدِهَا لاَ وَ حَقِّ اَلْمُصْطَفَى مَا أَذِنَ اَللَّهُ لَكَ فِي اَلسُّقُوطِ فَبَقِيَ مُعَلَّقاً فِي اَلْجَوِّ حَتَّى جَازَتْهُ فَتَصَدَّقَ أَبِي عَنْهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ قَالَ أَبُو اَلصَّبَّاحِ وَ ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَدَّتَهُ أُمَّ أَبِيهِ يَوْماً فَقَالَ كَانَتْ صِدِّيقَةً لَمْ تُدْرَكْ فِي آلِ اَلْحَسَنِ اِمْرَأَةٌ مِثْلُهَا.

الکنانی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ میری والدہ دیوار کے سائے میں بیٹھی تھیں کہ اچانک دیوار ٹوٹنے لگی اور ہم نے اس کے گرنے کی ایک شدید آواز سنی۔ پس بی بی نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تمہیں حق مصطفیؐ کی قسم! اللہ نے تمہیں گرنے کی اجازت نہیں دی۔ پس دیوار ہوا ہی میں معلق ہوگئی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے گزر گئیں۔ پس میرے والدؑ نے ان کی طرف سے ایک سو دینار صدقہ دیئے۔
ابو الصباح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی دادی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: وہ صدیقہ تھیں۔ امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں ان جیسی کوئی عورت نہیں پائی گئی۔ [1]

بیان:

أمه ع هی أم عبد الله بنت الحسن بن علی بن أبی طالب ع و التصدع الشق و الهدة صوت وقع الحائط و نحوه

❁ امام محمد باقرؑ کی والدہ محترمہ سیّدہ عالیہ ام عبداللہؑ بنت امام حسنؑ ابن امام علیؑ ابن ابی طالب تھیں۔
"والتصدع" شگاف اور دیوار گرنے کی آواز۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں عبداللہ احمد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ [2]

---

[1] الدعوات راوندی: ۶۸؛ بحار الانوار: ۴۶/ ۲۱۵ و ۳۶۶؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۳۴۹؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۹۶؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۲۶؛ منتھی الآمال: ۲/ ۱۳۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/ ۱۲؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۲/ ۱۱

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۵

2/1393 الكافى ١/٢/٣٦٩/١ العدة عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْأَنْصَارِيَّ كَانَ آخِرَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اَللَّهِ وَ كَانَ رَجُلاً مُنْقَطِعاً إِلَيْنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ كَانَ يَقْعُدُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ وَ كَانَ يُنَادِي يَا بَاقِرَ اَلْعِلْمِ يَا بَاقِرَ اَلْعِلْمِ فَكَانَ أَهْلُ اَلْمَدِينَةِ يَقُولُونَ جَابِرٌ يَهْجُرُ فَكَانَ يَقُولُ لاَ وَ اَللَّهِ مَا أَهْجُرُ وَ لَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلاً مِنِّي اِسْمُهُ اِسْمِي وَ شَمَائِلُهُ شَمَائِلِي يَبْقُرُ اَلْعِلْمَ بَقْراً فَذَاكَ اَلَّذِي دَعَانِي إِلَى مَا أَقُولُ قَالَ فَبَيْنَا جَابِرٌ يَتَرَدَّدُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ اَلْمَدِينَةِ إِذْ مَرَّ بِطَرِيقٍ فِي ذَاكَ اَلطَّرِيقِ كُتَّابٌ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ يَا غُلاَمُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ شَمَائِلُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ يَا غُلاَمُ مَا اِسْمُكَ قَالَ اِسْمِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ يُقَبِّلُ رَأْسَهُ وَ يَقُولُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَبُوكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُقْرِئُكَ اَلسَّلاَمَ وَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَرَجَعَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ إِلَى أَبِيهِ وَ هُوَ ذَعِرٌ فَأَخْبَرَهُ اَلْخَبَرَ فَقَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ وَ قَدْ فَعَلَهَا جَابِرٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِلْزَمْ بَيْتَكَ يَا بُنَيَّ فَكَانَ جَابِرٌ يَأْتِيهِ طَرَفَيِ اَلنَّهَارِ وَ كَانَ أَهْلُ اَلْمَدِينَةِ يَقُولُونَ وَا عَجَبَاهْ لِجَابِرٍ يَأْتِي هَذَا اَلْغُلاَمَ طَرَفَيِ اَلنَّهَارِ وَ هُوَ آخِرُ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَضَى عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْتِيهِ عَلَى وَجْهِ اَلْكَرَامَةِ لِصُحْبَتِهِ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فَجَلَسَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُحَدِّثُهُمْ عَنِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَقَالَ أَهْلُ اَلْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً أَجْرَأَ مِنْ هَذَا فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ أَهْلُ اَلْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً قَطُّ أَكْذَبَ مِنْ هَذَا يُحَدِّثُنَا عَمَّنْ لَمْ يَرَهُ فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ فَصَدَّقُوهُ وَ كَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ يَأْتِيهِ فَيَتَعَلَّمُ مِنْهُ.

ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ایک واحد صحابی جو سب کے آخر میں اس دنیا سے گئے تھے، وہ جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ تھے جو ہم اہل بیت

علیہ السلام کی طرف متوجہ تھے۔ وہ مسجد میں حیران و پریشان بیٹھے ہوئے تھے، سیاہ عمامہ ان کے سر پر رکھا ہوا تھا اور بلند آواز سے فریاد کر رہے تھے: یا باقر العلم یا باقر العلم!

جبکہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ جابر ہذیان کہہ رہا ہے۔

وہ فرمایا کرتے تھے: خدا کی قسم! میں پاگل نہیں ہوں لیکن میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اے جابر! تم میری اہل بیتؑ میں سے ایک شخص کو پاؤ گے کہ جس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے شمائل و خصائل میرے جیسے ہوں گے اور وہ علم میں بہت گہری کھدائی کرے گا۔ پس یہ وہی ہے جو مجھے وہ کہنے پر مجبور کرتا ہے جو میں کہتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: ایک دن جابر ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ اس گلی میں سے گزرے جس میں مکتب (بچوں کا سکول) تھا اور اس میں امام محمد بن علیؑ بھی موجود تھے۔ جب جابر کی نظر ان پر پڑی تو انہوں نے کہا: اے لڑکے! آگے آؤ۔

پس وہ آگے آئے۔

پھر فرمایا: پیچھے جاؤ۔

پس وہ پیچھے چلے گے۔

پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہنے لگے: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شمائل تو رسول اللہؐ والے ہیں۔ اے لڑکے! آپ کا نام کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: محمد بن علی بن حسین (علیہم السلام)۔

پس وہ آگے بڑھے اور آپؑ کے ماتھے کا بوسہ لیا اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں! آپؑ کے جد رسول اللہؐ نے آپؑ کو سلام کہا تھا اور یہ فرمایا تھا۔

پس امام محمد بن علی بن حسینؑ اپنے والدؑ کے پاس آئے جبکہ وہ بے چین تھے پس آپؑ نے ان کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا۔

امامؑ نے فرمایا: پسر جان! یہ کام جابر نے کیا ہے؟ آپؑ نے عرض کیا: جی ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: اے بیٹے! آپ اپنے گھر میں رہا کریں۔

اس کے بعد جابرؓ صبح و شام آپؑ کے پاس آتے اور اہل مدینہ کہتے تھے: یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جابر دن کے دونوں سروں (صبح و شام) پر ایک لڑکے کے پاس آتے ہیں جبکہ وہ رسول اللہؐ کے اصحاب میں سے

آخری شخصیت ہیں جو باقی ہیں۔ کچھ ہی دیر میں امام علی بن حسینؑ کی شہادت ہوگئی تو امام محمد بن علیؑ ان کے صحابی رسولؐ ہونے کی وجہ سے بڑے احترام کے ساتھ حضرت جابر کے پاس جاتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا کہ آپؑ بیٹھ جاتے تھے اور خدا کی طرف سے جناب جابرؓ سے احادیث بیان کیا کرتے تھے تو مدینہ کے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص سے زیادہ کوئی جسارت کرنے والا نہیں دیکھا اور جب وہ دیکھتے کہ آپؑ رسول اللہؐ سے حدیثیں بیان کرتے ہیں تو اہل مدینہ کہتے تھے کہ ہم نے اس سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا کہ یہ اس سے حدیثیں بیان کرتا ہے جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا۔ جب آپؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ ایسے کہتے ہیں تو آپؑ ان کے لیے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے احادیث کو بیان کرتے تھے تو وہ ان کی تصدیق کرتے تھے حالانکہ جابر بن عبداللہؓ آپؑ کے پاس آتے اور آپؑ سے علم حاصل کرتے تھے۔ [1]

بیان:

منقطعا إلينا حنينا إلينا عمن سوانا سمی ع باقرا لتبحره فی العلم و البقر الشق و التوسيع يهجر يهذی كتاب كرمان المكتب و الذعر بالتحريك الدهش فجلس يحدثهم يعنی أبا جعفر ع يحدث الناس

❂ ''منقطا الینا'' ہمارے علاوہ سب کو چھوڑ کر صرف ہماری طرف آواز دینا، امامؑ کا باقر اس لیے رکھا گیا کہ آپ علم میں خاص تھے۔ ''والبقر'' چیرنا اور وسیع کرنا۔ ''یہجر'' بیماری کی حالت میں غیر معقول باتیں کرنا۔ ''کتاب'' بیماری کی حالت میں غیر معقول باتیں کرنا۔ ''کتاب'' کرمان المکتب۔

''والذعر'' ڈرنا۔ ''فجلس یحدثهم'' پس آپ بیٹھے اور ان سے گفتگو فرمائی۔ اس سے مراد امام محمد باقرؑ ہیں اور آپؑ نے لوگوں سے گفتگو فرمائی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشھور ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

3/1394 الكافی،١/٣/٣٧٠/١ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنْ مُثَنًّى ٱلْحَنَّاطِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ:

---

[1] رجال الکشی: ۴۱ ح ۸۸؛ الاختصاص: ۶۲؛ روضة الواعظین: ۱/ ۲۰۶؛ اثبات الھداة: ۱/ ۲۳۶؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۲۷۹؛ بحارالانوار: ۴۶/ ۲۲۵ عوالم العلوم: ۱۹/ ۶۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۱۱۶

[2] مرآة العقول: ۶/ ۱۹

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْتُمْ وَرَثَةُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَارِثُ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلِمَ كُلَّ مَا عَلِمُوا قَالَ لِي نَعَمْ قُلْتُ فَأَنْتُمْ تَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ تُحْيُوا اَلْمَوْتَى وَ تُبْرِءُوا اَلْأَكْمَهَ وَ اَلْأَبْرَصَ قَالَ نَعَمْ بِإِذْنِ اَللَّهِ ثُمَّ قَالَ لِيَ اُدْنُ مِنِّي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَمَسَحَ عَلَى وَجْهِي وَ عَلَى عَيْنَيَّ فَأَبْصَرْتُ اَلشَّمْسَ وَ اَلسَّمَاءَ وَ اَلْأَرْضَ وَ اَلْبُيُوتَ وَ كُلَّ شَيْءٍ فِي اَلْبَلَدِ ثُمَّ قَالَ لِي أَ تُحِبُّ أَنْ تَكُونَ هَكَذَا وَ لَكَ مَا لِلنَّاسِ وَ عَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أَوْ تَعُودَ كَمَا كُنْتَ وَ لَكَ اَلْجَنَّةُ خَالِصاً قُلْتُ أَعُودُ كَمَا كُنْتُ فَمَسَحَ عَلَى عَيْنَيَّ فَعُدْتُ كَمَا كُنْتُ قَالَ فَحَدَّثْتُ اِبْنَ أَبِي عُمَيْرٍ بِهَذَا فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ هَذَا حَقٌّ كَمَا أَنَّ اَلنَّهَارَ حَقٌّ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ سے عرض کیا: کیا آپ حضراتؑ رسول خداؐ کے وارث ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: رسول خداؐ انبیاءؑ کے وارث تھے کہ جو وہ جانتے تھے آپؐ بھی وہ سب جانتے تھے؟

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ حضراتؑ اس پر قادر ہیں کہ مردوں کو زندہ کریں اور مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اللہ کے اذن سے۔

پھر آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ابو محمد! میرے قریب آؤ۔

پس میں آپؑ کے قریب گیا تو آپؑ نے میرے چہرے اور میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے سورج، آسمان، زمین، مکانات اور شہر کی تمام چیزوں کو دیکھا۔

پھر آپؑ نے مجھے فرمایا: کیا تم اس طرح زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں اور تیرے لیے وہی ہو جو لوگوں کے لیے ہے اور تیرے اوپر وہی ہو قیامت کے دن لوگوں پر ہو یا پہلے کی طرح پلٹنا پسند کرو گے کہ جیسے تم تھے اور تیرے لیے خالص جنت ہو؟

میں نے عرض کیا: میں اسی طرح پلٹنا چاہتا ہوں جیسے پہلے تھا۔

پس آپؑ نے میری آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تو میں اسی حالت پر پلٹ گیا جس پر تھا۔ پس میں نے ابن ابی عمیر سے یہ بیان کیا تو اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات حق ہے جیسا کہ دن حق ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر حدیث حسن یا موثق ہے [3] یا پھر حدیث صحیح ہے [4] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

4/1395 الكافى ١/٤٧٠/١/٣/١ محمد عن أحمد عن محمد بن الحسين عن محمد بن على عن عاصم عن محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَهُ يَوْماً إِذْ وَقَعَ زَوْجُ وَرَشَانٍ عَلَى اَلْحَائِطِ وَ هَدَلاَ هَدِيلَهُمَا فَرَدَّ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْهِمَا كَلاَمَهُمَا سَاعَةً ثُمَّ نَهَضَا فَلَمَّا طَارَا عَلَى اَلْحَائِطِ هَدَلَ اَلذَّكَرُ عَلَى اَلْأُنْثَى سَاعَةً ثُمَّ نَهَضَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا هَذَا اَلطَّيْرُ قَالَ يَا اِبْنَ مُسْلِمٍ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ اَللَّهُ مِنْ طَيْرٍ أَوْ بَهِيمَةٍ أَوْ شَيْءٍ فِيهِ رُوحٌ فَهُوَ أَسْمَعُ لَنَا وَ أَطْوَعُ مِنِ اِبْنِ آدَمَ إِنَّ هَذَا اَلْوَرَشَانَ ظَنَّ بِامْرَأَتِهِ فَحَلَفَتْ لَهُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَتْ تَرْضَى بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَرَضِيَا بِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ لَهَا ظَالِمٌ فَصَدَّقَهَا.

محمد سے روایت ہے کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ کہ اچانک دیوار پر قمری پرندوں (جو کبوتر سے تھوڑے بڑے ہوتے ہیں اور یورپ میں پائے جاتے ہیں) کا ایک جوڑا بیٹھا ہوا تھا اور دونوں نے امامؑ سے گفتگو کی تو امام محمد باقرؑ نے کچھ دیر کے لیے ان کے جوابات دیئے۔ پھر وہ اڑ گئے۔
پس جب دیوار کے اوپر تھے تو نر نے مادہ سے کچھ دیر گفتگو کی پھر وہ بھی اڑ گیا۔
میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ پرندے کیا تھے؟
آپؑ نے فرمایا: اے ابن مسلم! اللہ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے جیسے پرندے، جانور یا دوسری چیزیں جن میں

---

[1] الخرائج والجرائح: ۲/ ۷۱۱؛ المناقب: ۴/ ۱۸۴؛ اعلام الوریٰ: ۲۶۷؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۲۶۹؛ مستدرک الوسائل: ۲/ ۱۴۷ ح ۱۲۶۵؛ دلائل الامامة (مترجم): ۲۰۶ ح ۱۵۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۴۶/ ۲۳۷ و ۲۴۸/ ۲۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۲۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۱۰۷؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۳۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۹۶

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۲۰؛ معدن الفوائد: ۶۴

[3] منتھی المقال: ۵/ ۲۶۷

[4] بحوث فی علم الرجال: ۱۶۰

زندگی ہے وہ اولاد آدم سے بہتر ہماری بات سنتے ہیں اور ہماری اطاعت کرتے ہیں۔
قمری نر کو مادہ پر شک ہوا مگر اس نے قسم کھا کر انکار کر دیا جسے نر نے قبول نہیں کیا اور اس نے کہا کہ کیا وہ امام محمد بن علیؑ کے فیصلے کو مان لے گا؟ پس وہ مجھ پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اسے بتایا کہ اس نے اپنی جوڑی پر ظلم کیا ہے تو اس نے اس کی تصدیق کی ہے۔ [1]

بیان:

الورشان محركة طائر و الهديل صوته و كأنه الحمامة الوحشية ظن بامرأته يعني السفاح
"الورشان" پرندے کا حرکت کرنا۔

❂ "الهدیل" اس کی آواز اور گویا کہ وہ وحشی یا جنگلی کبوتر ہو۔ "ظن بامراته" اس سے اپنی عورتوں کے بارے میں گمان کیا۔ اس سے مراد سفاح ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق معتبر ہے کیونکہ ابو سمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں موجود ہے (واللہ اعلم)

5/1396 الكافي، ١/٤٧١/٥/١ الاثنان عن ابن أسباط عن صالح بن حمزة عن أبيه عن اَلْحَضْرَمِيِّ قَالَ:
لَمَّا حُمِلَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اَلشَّامِ إِلَى هِشَامِ بْنِ عَبْدِ اَلْمَلِكِ وَ صَارَ بِبَابِهِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ وَ مَنْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ إِذَا رَأَيْتُمُونِي قَدْ وَبَّخْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ ثُمَّ رَأَيْتُمُونِي قَدْ سَكَتُّ فَلْيُقْبِلْ عَلَيْهِ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ فَلْيُوَبِّخْهُ ثُمَّ أَمَرَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ بِيَدِهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَعَمَّهُمْ جَمِيعاً بِالسَّلاَمِ ثُمَّ جَلَسَ فَازْدَادَ هِشَامٌ عَلَيْهِ حَنَقاً بِتَرْكِهِ اَلسَّلاَمَ عَلَيْهِ بِالْخِلاَفَةِ وَ جُلُوسِهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَأَقْبَلَ يُوَبِّخُهُ وَ يَقُولُ فِيمَا يَقُولُ لَهُ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ لاَ يَزَالُ اَلرَّجُلُ مِنْكُمْ قَدْ شَقَّ عَصَا اَلْمُسْلِمِينَ وَ دَعَا إِلَى نَفْسِهِ وَ زَعَمَ أَنَّهُ اَلْإِمَامُ سَفَهاً وَ قِلَّةَ عِلْمٍ وَ وَبَّخَهُ بِمَا أَرَادَ أَنْ يُوَبِّخَهُ فَلَمَّا سَكَتَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ اَلْقَوْمُ رَجُلٌ بَعْدَ رَجُلٍ يُوَبِّخُهُ حَتَّى اِنْقَضَى آخِرُهُمْ فَلَمَّا سَكَتَ

[1] بصائر الدرجات: ۳۴۲؛ المناقب: ۴/۱۹۱؛ بحار الانوار: ۴۶/۲۳۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۷۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۵۴۰؛ اثبات الهداة: ۴/۹۶؛ تفسیر الصافی: ۴/۶۱؛ مدینة المعاجز: ۵/۱۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۸۵
[2] مرآة العقول: ۶/۲۱

اَلْقَوْمُ نَهَضَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَائِماً ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا اَلنَّاسُ أَيْنَ تَذْهَبُونَ وَ أَيْنَ يُرَادُ بِكُمْ بِنَا هَدَى اَللَّهُ أَوَّلَكُمْ وَ بِنَا يَخْتِمُ آخِرَكُمْ فَإِنْ يَكُنْ لَكُمْ مُلْكٌ مُعَجَّلٌ فَإِنَّ لَنَا مُلْكاً مُؤَجَّلاً وَ لَيْسَ بَعْدَ مُلْكِنَا مُلْكٌ لِأَنَّا أَهْلُ اَلْعَاقِبَةِ يَقُولُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ اَلْعٰاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ) فَأَمَرَ بِهِ إِلَى اَلْحَبْسِ فَلَمَّا صَارَ إِلَى اَلْحَبْسِ تَكَلَّمَ فَلَمْ يَبْقَ فِي اَلْحَبْسِ رَجُلٌ إِلاَّ تَرَشَّفَهُ وَ حَنَّ إِلَيْهِ فَجَاءَ صَاحِبُ اَلْحَبْسِ إِلَى هِشَامٍ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ إِنِّي خَائِفٌ عَلَيْكَ مِنْ أَهْلِ اَلشَّامِ أَنْ يَحُولُوا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ مَجْلِسِكَ هَذَا ثُمَّ أَخْبَرَهُ بِخَبَرِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَحُمِلَ عَلَى اَلْبَرِيدِ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ لِيُرَدُّوا إِلَى اَلْمَدِينَةِ وَ أَمَرَ أَنْ لاَ يُخْرَجَ لَهُمُ اَلْأَسْوَاقُ وَ حَالَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَلطَّعَامِ وَ اَلشَّرَابِ فَسَارُوا ثَلاَثاً لاَ يَجِدُونَ طَعَاماً وَ لاَ شَرَاباً حَتَّى اِنْتَهَوْا إِلَى مَدْيَنَ فَأُغْلِقَ بَابُ اَلْمَدِينَةِ دُونَهُمْ فَشَكَا أَصْحَابُهُ اَلْجُوعَ وَ اَلْعَطَشَ قَالَ فَصَعِدَ جَبَلاً لِيُشْرِفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا أَهْلَ اَلْمَدِينَةِ (اَلظّٰالِمِ أَهْلُهٰا) أَنَا بَقِيَّةُ اَللَّهِ يَقُولُ اَللَّهُ (بَقِيَّتُ اَللّٰهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَ مٰا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ) قَالَ وَ كَانَ فِيهِمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَأَتَاهُمْ فَقَالَ لَهُمْ يَا قَوْمِ هَذِهِ وَ اَللَّهِ دَعْوَةُ شُعَيْبٍ اَلنَّبِيِّ وَ اَللَّهِ لَئِنْ لَمْ تَخْرُجُوا إِلَى هَذَا اَلرَّجُلِ بِالْأَسْوَاقِ لَتُؤْخَذُنَّ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ فَصَدِّقُونِي فِي هَذِهِ اَلْمَرَّةِ وَ أَطِيعُونِي وَ كَذِّبُونِي فِيمَا تَسْتَأْنِفُونَ فَإِنِّي لَكُمْ نَاصِحٌ قَالَ فَبَادَرُوا فَأَخْرَجُوا إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَصْحَابِهِ بِالْأَسْوَاقِ فَبَلَغَ هِشَامَ بْنَ عَبْدِ اَلْمَلِكِ خَبَرُ اَلشَّيْخِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَحَمَلَهُ فَلَمْ يُدْرَ مَا صَنَعَ بِهِ.

الحضرمی سے روایت کہ جب حضرت امام محمد باقرؑ کو ہشام بن عبدالملک کے پاس شام میں لایا گیا تو آپؑ کو دروازے پر روک لیا گیا۔ ہشام نے اپنے ساتھیوں کو اور جو بنواُمیہ اور دوسرے افراد جو دربار میں موجود تھے، ان سب سے کہا: جب تم دیکھو کہ میں محمد بن علیؑ کی سرزنش کرلوں اور خاموش ہو جاوں تو تم میں سے ہر شخص آئے اور اس کی سرزنش کرے۔ اس حکم کے بعد اس نے امامؑ کو دربار میں آنے کی اجازت دی۔

جب امام محمد باقرؑ دربار میں داخل ہوئے تو آپؑ نے ہاتھ اُٹھا کر سارے درباروالوں کو اجتماعی سلام کیا اور پھر بیٹھ گئے۔ اس روش کی وجہ سے ہشام کو بہت غصہ آیا کہ اس نے مجھے خلیفۃ المسلمین کہہ کر خصوصاً سلام نہیں کیا اور میری اجازت کے بغیر بیٹھ بھی گیا ہے۔ پس وہ آپؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد بن علیؑ! کیا تم نہیں

دیکھتے کہ تم میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کے اتحاد کو توڑا ہے اور اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی اور وہ گمان کرتا تھا کہ وہ امام ہے حالانکہ وہ احمق تھا اور اس کے پاس کوئی علم نہیں تھا۔ اس کے بعد اس نے جو سرزنش کرنا چاہی وہ کی اور جب وہ خود خاموش ہوا تو پھر دربار کا ہر ہر فرد یکے بعد دیگرے آپؑ کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے آپؑ کی سرزنش کی اور آپؑ کی توہین کی۔ جب سارے لوگ سرزنش کر کے فارغ ہوئے تو اس وقت آپؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تم کدھر جا رہے ہو اور تمھیں کس طرف لے جایا جا رہا ہے۔ ہم وہ ہیں جن کے ذریعے تمہارے پہلے فرد کو اللہ نے ہدایت دی اور ہمارے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ تمہارے آخری مرد کا اختتام کرے گا۔ کیا ہوا کہ آج وقتی طور پر تمہاری حکومت ہے لیکن اس کے بعد حکومت ہماری ہو گی اور ہماری حکومت کے بعد کسی اور کی حکومت نہیں ہو گی۔ ہم ہی اہلِ عاقبت ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور عاقبت تو متقین کے لیے ہے۔ (الاعراف: ۱۲۸)"

اس کے بعد ہشام بن عبدالملک نے امام محمد باقرؑ کو قید کرنے کا حکم صادر کیا اور آپؑ کو اس کے حکم سے قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ پس جب آپؑ کو قید خانہ میں منتقل کیا گیا تو آپؑ نے قید خانے میں موجود قیدیوں کے ساتھ گفتگو کی اور قید خانے میں کوئی بندہ نہ بچا مگر یہ کہ اس نے آپؑ کی دست بوسی کی اور آپؑ سے محبت و دوستی کا اظہار کیا۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر جیل کا داروغہ ہشام کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ شام کے لوگ تیرے اور تیرے تخت کے درمیان حائل ہو جائیں گے اور تیری حکومت کا تخت اُلٹ دیں گے اور تیرے خلاف شورش برپا کر دیں گے اور اس کے بعد اس نے جیل کی ساری صورتِ حال سے ہشام کو باخبر کیا۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر ہشام نے حکم دیا کہ ابوجعفر (ع) اور اس کے ساتھیوں کو واپس مدینہ پلٹا دیا جائے۔ اس نے مزید حکم دیا کہ ان کے ساتھ کھانے پینے کا سامان نہیں ہونا چاہیے اور ان کو کسی بازار سے نہ گزارا جائے تا کہ وہ کوئی چیز نہ خرید سکیں اور اگر بازار سے گزارا جائے تو ان کو کھانے پینے کی اشیاء نہ خریدنے دی جائیں۔ یہ لوگ تین دن تک سفر کرتے رہے نہ ان کے پاس کھانے کو کچھ تھا اور نہ پینے کو حتیٰ کہ جس شہر سے گزر ہوتا تو شہر کے بازاروں کو بند کروا دیا جاتا تھا۔

تین دن کے بعد امامؑ کے ساتھیوں نے آپؑ سے بھوک اور پیاس کا شکوہ کیا اور عرض کیا: شہر والوں نے بازار بند کر دیئے ہیں۔ پس آپؑ پہاڑ پر تشریف لے گئے اور اہلِ شہر کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز سے فرمایا: اے شہر کے ظالم رہائشیو! میں بقیۃ اللہ ہوں اور اللہ فرماتا ہے: "بقیۃ اللہ تمہارے لیے خیر و بہتر ہے اگر تم

مومنین ہو تو اور میں تمھارے اُوپر نگہبان نہیں ہوں۔ (ھود: ۸۶)۔"

اس شہر میں ایک بزرگ سن رسیدہ تھا پس وہ باہر آیا اور اس نے شہر والوں سے کہا: اے میری قوم! یہ دعوت حضرت شعیبؑ کی دعوت کی مانند ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے اس شخص کے لیے بازار نہ کھولا تو مجھے ڈر ہے کہ تمھیں اُوپر سے نیچے تک عذاب گھیر لے گا۔ آج میری تصدیق کرو اور سچا قرار دو خواہ بعد میں ہر مقام پر میری تکذیب کرنا۔ میں تمہارے لیے خیر خواہی چاہتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔

پس لوگ دوڑے اور امام محمد باقرؑ کا استقبال کیا اور ان کے لیے بازار کھول دیا اور جب اس بزرگ کے بارے ہشام کو خبر ملی تو اس نے اپنے سپاہیوں کے ذریعے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے بعد معلوم نہیں ہوا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔؟[1]

بیان:

الحنق شدة الغيظ شق عصا المسلمين أوقع الخلاف بينهم و شوش ائتلافهم و اجتماعهم ترشفه هكذا وجدناه في النسخ و الترشف بمعنى المص و تصحيحه في هذا المقام لا يخلو من تكلف و ظني أنه بالسين المهملة يعني مشى إليه مشي المقيد يتحامل برجله مع القيد و البريد البغلة المرتبة في رباط ثم سمي به الرسول المحمول عليها ثم سميت المسافة و قد أورد السيد الجليل أبو القاسم علي بن موسى بن طاوس طاب ثراه في كتابه المسمى بالأمان من إخطار الأسفار و الأزمان هذا الحديث نقلا عن محمد بن جرير الطبري الإمامي رحمه الله من كتابه المسمى بدلائل الإمامة على وجه مبسوط يشتمل على أكثر ما في حديث الشامي الآتي ذكره أيضا و على أمور أخر يناسب ذكرها في هذا المقام فلا بأس بإيراده هنا و هو ما ذكره بإسناده عن الصادق ع قال حج هشام بن عبد الملك بن مروان سنة من السنين و كان قد حج في تلك السنة محمد بن علي الباقر و ابنه جعفر بن محمد ع فقال جعفر بن محمد ع الحمد لله الذي بعث محمدا بالحق نبيا و أكرمنا به فنحن صفوة الله على خلقه و خيرته من عباده و خلفاؤه فالسعيد من اتبعنا و الشقي من عادانا و خالفنا۔ ثم قال فأخبر مسلمة أخاه بما سمع فلم يعرض لنا حتى انصرف إلى دمشق و انصرفنا إلى المدينة فأنفذ بريدا إلى عامل المدينة بإشخاص أبي و إشخاصي۔ فأشخصنا فلما وردنا مدينة دمشق حجبنا ثلاثا ثم أذن لنا في اليوم الرابع فدخلنا و إذا قد قعد على سرير الملك و جنده و خاصته وقوف على أرجلهم سماطان متسلحان و قد نصب البرجاس

---

[1] المناقب: ۵/۱۸۹؛ بحار الانوار: ۴۶/۲۶۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۳۹۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/۹۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۱۵۵ و ۶/۲۲۴؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۷۰؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۷۷؛ عوالم العلوم: ۱۹/۲۷۲؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/۱۹۱

حذاه و أشياخ قومه يرمون فلما دخلنا و أبي إمامي و أنا خلفه فنادى أبي و قال يا محمد ارم مع أشياخ قومك الغرض فقال له أبي إني قد كبرت عن الرمي فهل رأيت أن تعفيني فقال وحق من أعزنا بدينه و نبيه محمد ص لا أعفيك- ثم أومى إلى شيخ من بني أمية أن أعطه قوسك فتناول أبي عند ذلك قوس الشيخ ثم تناول منه سهما فوضعه في كبد القوس ثم انتزع و رمى وسط الغرض فنصبه فيه ثم رمى فيه الثانية فشق فواق سهمه إلى نصله ثم تابع الرمي حتى شق تسعة أسهم بعضها في جوف بعض و هشام يضطرب في مجلسه فلم يتمالك إلى أن قال أجدت يا أبا جعفر و أنت أرمى العرب و العجم- هلا زعمت أنك كبرت عن الرمي ثم أدركته ندامة على ما قال و كان هشام لم يكن أجاد أحدا قبل أبي و لا بعده في خلافته فهم به و أطرق إلى الأرض إطراقة يتروى فيه و أنا و أبي واقف حذاه مواجه له فلما طال وقوفنا غضب أبي فهم به و كان أبي ع إذا غضب نظر إلى السماء نظر غضبان يرى الناظر الغضب في وجهه فلما نظر هشام إلى ذلك من أبي قال له إلي يا محمد فصعد أبي إلى السرير و أنا أتبعه فلما دنا من هشام قام إليه و اعتنقه و أقعده عن يمينه ثم اعتنقني و أقعدني عن يمين أبي ثم أقبل على أبي بوجهه فقال له يا محمد لا يزال العرب و العجم يسودها قريش ما دام فيهم مثلك لله درك من علمك هذا الرمي و في كم تعلمته فقال أبي قد علمت أن أهل المدينة يتعاطونه فتعاطيته أيام حداثتي ثم تركته فلما أراد أمير المؤمنين مني ذلك عدت فيه فقال له ما رأيت مثل هذا الرمي قط مذ عقلت و ما ظننت أن في الأرض أحدا يرمي مثل هذا الرمي- أ يرمي جعفر مثل رميك- فقال إنا نحن نتوارث الكمال و التمام اللذين أنزلهما الله على نبيه ع في قوله الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلامَ دِيناً [1] و الأرض لا تخلو ممن يكمل هذه الأمور التي يقصر غيرنا عنها قال فلما سمع ذلك من أبي انقلبت عينه اليمنى فاحولت و احمر وجهه و كان ذلك علامة غضبه إذا غضب ثم أطرق هنيئة ثم رفع رأسه فقال لأبي أ لسنا بنو عبد مناف نسبنا و نسبكم واحد فقال أبي نحن كذلك و لكن الله جل ثناؤه اختصنا من مكنون سره و خالص علمه بما لم يخص به أحدا غيرنا- فقال أ ليس الله جل ثناؤه بعث محمدا ص من شجرة عبد مناف إلى الناس كافة أسودها و أبيضها أحمرها من أين ورثتم ما ليس لغيركم- و رسول الله مبعوث إلى الناس كافة و ذلك قول الله تبارك و تعالى وَ لِلَّهِ مِيراثُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ إلى آخر الآية [1] فمن أين ورثتم هذا العلم و ليس بعد محمد ص نبي و لا أنتم أنبياء فقال من قوله تبارك و تعالى لنبيه ص-لا تُحَرِّكْ بِهِ لِسانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ الذي لم يحرك به لسانه لغيرنا أمره الله أن يخصنا به من دون غيرنا فلذلك كان ناجى أخاه عليا من دون أصحابه- فأنزل الله بذلك قرآنا في قوله وَ تَعِيَها أُذُنٌ واعِيَةٌ - فقال رسول الله ص لأصحابه سألت الله أن يجعلها أذنك يا علي

فلذلك قال علي بن أبي طالب ص بالكوفة علمني رسول الله ص ألف باب من العلم ففتح كل باب ألف باب- خصه رسول الله ص من مكنون سره بما يخص أمير المؤمنين ع أكرم الخلق عليه كما خص الله نبيه و أخاه عليا من مكنون سره و خالص علمه بما لم يخص به أحدا من قومه حتى صار إلينا فتوارثناه من دون أهلنا- فقال هشام بن عبد الملك إن عليا كان يدعي علم الغيب و الله لم يطلع على غيبة أحدا فمن أين ادعى ذلك فقال أبي إن الله جل ذكره أنزل على نبيه ص كتابا بين فيه ما كان و ما يكون إلى يوم القيامة في قوله تعالى- وَ نَزَّلْنا عَلَيْكَ الْكِتابَ تِبْياناً لِكُلِّ شَيْءٍ وَ هُدىً وَ مَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ و في قوله وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْناهُ فِي إِمامٍ مُبِينٍ و في قوله تعالى ما فَرَّطْنا فِي الْكِتابِ مِنْ شَيْءٍ- و في قوله وَ ما مِنْ غائِبَةٍ فِي السَّماءِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتابٍ مُبِينٍ- و أوحى الله إلى نبيه ص أن لا يبقي في غيبة و سره و مكنون علمه شيئا إلا أن يناجي به عليا فأمره أن يؤلف القرآن من بعده و يتولى غسله و تكفينه و تحنيطه من دون قومه و قال لأصحابه حرام على أصحابي و أهلي أن ينظروا إلى عورتي غير أخي علي فإنه مني و أنا منه له ما لي و عليه ما علي و هو قاضي ديني و منجز وعدي ثم قال لأصحابه علي بن أبي طالب يقاتل على تأويل القرآن كما قاتلت أنا على تنزيله و لم يكن عند أحد تأويل القرآن بكماله و تمامه إلا عند علي و لذلك قال رسول الله ص أقضاكم علي أي هو قاضيكم و قال عمر بن الخطاب لو لا علي لهلك عمر يشهد له عمر و يجحده غيره فأطرق هشام طويلا ثم رفع رأسه فقال سل حاجتك فقال خلفت عيالي و أهلي مستوحشين لخروجي فقال قد آنس الله وحشتهم برجوعك إليهم و لا تقم سر من يومك فاعتنقه أبي و دعا له و فعلت أنا كفعل أبي ثم نهض و نهضت معه و خرجنا إلى بابه إذا ميدان ببابه و في آخر الميدان أناس قعود عدد كثير قال أبي من هؤلاء فقال الحجاب هؤلاء القسيسون و الرهبان و هذا عالم لهم يقعد إليهم في كل سنة يوما واحدا يستفتونه فيفتيهم فلف أبي عند ذلك رأسه بفاضل ردائه و فعلت أنا مثل فعل أبي فأقبل نحوهم حتى قعد نحوهم و قعدت وراء أبي- و رفع ذلك الخبر إلى هشام فأمر بعض غلمانه أن يحضر الموضع فينظر ما يصنع أبي فأقبل و أقبل عدد من المسلمين فأحاطوا بنا و أقبل عالم النصارى قد شد حاجبيه بحريرة بيضاء حتى توسطنا فقام إليه جميع القسيسين و الرهبان مسلمين عليه فجاءوا به إلى صدر المجلس فقعد فيه و أحاط به أصحابه و أبي و أنا بينهم- فأدار نظره ثم قال لأبي أ منا أم من هذه الأمة المرحومة فقال أبي بل من هذه الأمة المرحومة فقال من أين أنت من علمائها أم من جهالها فقال أبي لست من جهالها فاضطرب اضطرابا شديدا ثم قال له أسألك فقال له أبي سل فقال من أين ادعيتم أن أهل الجنة يطعمون و يشربون و لا يحدثون و لا يبولون و ما الدليل فيما تدعونه من شاهد لا يجهل فقال له أبي دليل ما ندعي من شاهد لا يجهل

الجنين فی بطن أمه يطعم و لا يحدث قال فاضطرب النصرانی اضطرابا شديدا ثم قال هلا زعمت أنك لست من علمائها فقال له أبی و لا من جهالها و أصحاب هشام يستمعون ذلك فقال لأبی أسألك عن مسألة أخری- فقال له أبی سل فقال من أين ادعيتم أن فاكهة الجنة أبدا غضة طرية- موجودة غير معدومة عند جميع أهل الجنة أبدا و ما الدليل عليه فيما تدعونه من شاهد لا يجهل فقال له أبی دليل ما ندعی لأن ترابها أبدا يكون غضا طريا موجودا غير معدوم عند جميع أهل الجنة لا ينقطع فاضطرب اضطرابا شديدا ثم قال كلا زعمت أنك لست من علمائها فقال له أبی و لا من جهالها فقال له أسألك عن مسألة فقال سل فقال أخبرنی عن ساعة لا من ساعات الليل و لا من ساعات النهار فقال له أبی هی الساعة التی بين طلوع الفجر إلی طلوع الشمس- يهدأ فيها المبتلی و يرقد فيها الساهر و يفيق المغمی عليه جعلها الله فی الدنيا رغبة للراغبين و فی الآخرة للعاملين لها و دليلا واضحا و حجابا بالغا علی الجاحدين المتكبرين التاركين لها- قال فصاح النصرانی صيحة ثم قال بقيت مسألة واحدة و الله لأسألك عن مسألة لا تهدی إلی الجواب عنها أبدا فقال له أبی سل فإنك حانث فی يمينك فقال أخبرنی عن مولودين ولدا فی يوم واحد و ماتا فی يوم واحد عمر أحدهما مائة و خمسون سنة و الآخر خمسون سنة فی دار الدنيا فقال له ذلك عزير و عزرة ولدا فی يوم واحد فلما بلغا مبلغ الرجال خمسة و عشرين عاما مر عزير علی حماره راكبا علی قرية بأنطاكية و هی خاوية علی عروشها فقال إنی يحيی هذه الله بعد موتها و قد كان اصطفاه و هداه فلما قال ذلك القول غضب الله عليه فأماته الله مائة عام سخطا عليه بما قال- ثم بعثه علی حماره بعينه و طعامه و شرابه و عاد إلی داره و عزرة أخوه لا يعرفه- فاستضافه فأضافه و بعث إليه ولد عزير و ولد ولده و قد شاخوا و عزير شاب فی سن خمس و عشرين سنة فلم يزل عزير يذكر أخاه و ولده و قد شاخوا و هم يذكرون ما يذكرهم و يقولون ما أعلمك بأمر قد مضت عليه السنون و الشهور- و يقول له عزرة و هو شيخ كبير ابن مائة و خمس و عشرين سنة ما رأيت شابا فی سن خمس و عشرين سنة أعلم بما كان بينی و بين أخی عزير أيام شبابی منك فمن أهل السماء أنت أم من أهل الأرض فقال عزير لأخيه عزرة أنا عزير سخط الله علی بقول قلته بعد أن اصطفانی و هدانی فأماتنی مائة سنة ثم بعثنی ليزدادوا بذلك يقينا إن الله علی كل شیء قدير و ها هو هذا حماری- و طعامی و شرابی الذی خرجت به من عندكم أعاده الله تعالی [1] كما كان فعندها أيقنوا فأعاشه الله بينهم خمسا و عشرين سنة ثم قبضه الله و أخاه فی يوم واحد فنهض عالم النصاری عند ذلك قائما و قام النصاری علی أرجلهم فقال لهم عالمهم جئتمونی بأعلم منی و أقعدتموه معكم حتی هتكنی و فضحنی و أعلم المسلمين بأن لهم من أحاط بعلومنا و عنده ما ليس عندنا لا و الله لا أكلمنكم من

رأسي كلمة واحدة و لا قعدت لكم إن عشت سنة فتفرقوا و أبي قاعد مكانه و أنا معه- و رفع ذلك الخبر إلى هشام بن عبد الملك فلما تفرق الناس نهض أبي و انصرف إلى المنزل الذي كنا فيه فوافانا رسول هشام بالجائزة و أمرنا أن ننصرف إلى المدينة من ساعتنا و لا نحتبس لأن الناس ماجوا و خاضوا فيما دار بين أبي و بين عالم النصارى فركبنا دوابنا منصرفين و قد سبقنا بريد من عند هشام إلى عامل مدين على طريقنا إلى المدينة إن ابني أبي تراب الساحرين محمد بن علي و جعفر بن محمد الكذابين بل هو الكذاب لعنه الله فيما يظهران من الإسلام وردا علي- و لما صرفتهما إلى المدينة مالا إلى القسيسين و الرهبان من كفار النصارى و أظهرا لهم دينهما و مرقا من الإسلام إلى الكفر دين النصارى و تقربا إليهم بالنصرانية فكرهت أن أنكل بهما لقرابتهما فإذا قرأت كتابي هذا فناد في الناس- برئت الذمة ممن يشاريهما أو يبايعهما أو يصافحهما أو يسلم عليهما فإنهما قد ارتدا عن الإسلام و رأى أمير المؤمنين أن يقتلهما و دوابهما و غلمانهما و من معهما شر قتلة- قال فورد البريد إلى مدينة مدين فلما شارفنا مدينة مدين قدم أبي غلمانه ليرتادوا لنا منزلا و يشتروا لدوابنا علفا و لنا طعاما فلما قرب غلماننا من باب المدينة أغلقوا الباب في وجوهنا و شتمونا و ذكروا علي بن أبي طالب ص فقالوا لا نزول لكم عندنا و لا شراء و لا بيع يا كفار يا مشركين يا مرتدين يا كذابين يا شر الخلائق أجمعين فوقف غلماننا على الباب حتى انتهينا إليهم- فكلمهم أبي و لين القول و قال لهم اتقوا الله و لا تغلظوا فلسنا كما بلغكم- و لا نحن كما تقولون فاسمعونا فقال لهم فهبنا كما تقولون افتحوا لنا الباب و شارونا و بايعونا كما تشارون و تبايعون اليهود و النصارى و المجوس فقالوا أنتم شر من اليهود و النصارى و المجوس لأن هؤلاء يؤدون الجزية و أنتم ما تؤدون فقال لهم أبي فافتحوا لنا الباب و أنزلونا و خذوا منا الجزية كما تأخذون منهم فقالوا لا نفتح و لا كرامة لكم حتى تموتوا على ظهور دوابكم جياعا نياعا أو تموت دوابكم تحتكم فوعظهم أبي فازدادوا عتوا و نشوزا قال فثنى أبي رجله عن سرجه ثم قال- مكانك يا جعفر لا تبرح ثم صعد على الجبل المطل على مدينة مدين و أهل مدين ينظرون إليه ما يصنع فلما صار في أعلاه استقبل بوجهه المدينة و جده ثم وضع إصبعيه في أذنيه ثم نادى بأعلى صوته وَ إِلى مَدْيَنَ أَخاهُمْ شُعَيْباً إلى قوله بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ نحن و الله بقية الله في أرضه فأمر الله ريحا سوداء مظلمة فهبت و احتملت صوت أبي فطرحته في إسماع الرجال و الصبيان و النساء فما بقي أحد من الرجال و النساء و الصبيان إلا صعد السطوح و أبي مشرف عليهم و صعد فيمن صعد شيخ من أهل مدين كبير السن فنظر إلى أبي على الجبل فنادى بأعلى صوته اتقوا الله يا أهل مدين فإنه قد وقف الموقف الذي

وقف فیه شعیب ع حین دعا علی قومه فإن أنتم لم تفتحوا له الباب و لم تنزلوه جاءکم من الله العذاب فإنی أخاف علیکم و قد أعذر من أنذر ففزعوا و فتحوا الباب و أنزلونا و کتب بجمیع ذلک إلی هشام فارتحلنا فی الیوم الثانی فکتب هشام إلی عامل مدین یأمره بأن یأخذ الشیخ فیطمره رحمة الله علیه و صلواته و کتب إلی عامل مدینة الرسول أن یحتال فی سم أبی فی طعام أو شراب۔ فمضی هشام و لم یتهیأ له فی أبی من ذلک شیء

❁ "الحنق" سخت غصہ کرنا۔

"شق عصا المسلمین" "مسلمانوں کی لاٹھی ٹوٹ گئی، یعنی ان کے درمیان تفرقہ اور انتشار پیدا ہو گیا۔

"ترشفہ" ہم نے اس کو اسی طرح چند نسخوں میں دیکھا ہے اور "الترشف" کا معنی چوسنا ہے اور اس مقام پر اس کی تصحیح تکلف سے خالی نہیں ہے، بیشک سیّد جلیل ابوالقاسم علی بن موسیٰ بن طاؤس طاب ثراہ نے اپنی کتاب الامان من اخطاء الاسفار والازمان میں اس حیثیت کو محمد بن جریر طبری امامی کی کتاب دلائل الامامت سے نقل کی ہے۔جس میں انہوں بہت ساری احادیث کو درج کیا ہے، انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک سال ہشام بن عبدالملک بن مروان حج کے لیے آیا اور اس سال امام محمد جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ بھی حج کے لیے تشریف لے گئے۔

پس امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

الحمد الله الذی بعث محمدًا بالحق نبیاً و اکرمنا به منحن صفوة الله علی خلقه و خیرته من عباده وخلفاؤه فالسعید من اتبعنا والشقی من عادانا وخالفنا۔

"تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کا نبی بنا کر بھیجا اور ان کے ذریعہ سے ہمیں عزت و کرامت عطا فرمائی، ہم تمام مخلوقات میں اس کے پسندیدہ اور زمین پر اس کے جانشین ہیں، جس نے ہماری اتباع کی وہ خوش نصیب ہے اور جس نے ہم سے دشمنی رکھی وہ بدبخت ہے۔"

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: مسلمہ نے اپنے بھائی کو وہ سب کچھ بتا دیا جو کچھ اس نے سنا تھا، پس اس نے ہم پر کوئی اعتراض نہ کیا یہاں تک کہ وہ دمشق کی طرف چلا گیا اور ہم بھی مدینہ کی طرف واپس آ گئے۔

پس اس نے عامل مدینہ کی طرف ایک خط بھیجا جس میں میرے والد محترم اور میرے بارے میں درج تھا چنانچہ ہم مدینہ سے شام گئے تو تین دن تک اس نے ہم سے ملاقات نہ کی اور چوتھے روز ملاقات کی اجازت ملی تو ہم اس کے دربار میں گئے تو اس وقت ہشام تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا محافظ دستہ اس کے گرد مستعد

ہو کر کھڑا تھا اور اسکے سامنے ایک نشان لگا ہوا تھا جہاں لوگ تیر مار رہے تھے۔ جب ہم داخل ہوئے تو میرے والد محترمؑ آگئے تھے اور میں ان کے پیچھے تھا۔

پس اس نے میرے والد محترمؑ کو پکارا اور کہا: یا محمدؑ! آپؑ بھی ان کے ساتھ تیر اندازی کے مقابلہ میں حصّہ لیں۔

میرے والد محترمؑ نے اس سے فرمایا: میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں لہٰذا مجھے معاف ہی رکھو تو بہتر ہے۔

اس نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذاتِ حق کی جس نے ہمیں اپنے دین اور اپنے نبیؐ سے عزّت عطاء کی ہے میں آپ کو معافی نہیں دوں گا۔

اس کے بعد اس نے بنی امیہ کے ایک بوڑھے شخص کی طرف اشارہ کیا کہ وہ کمان انہیں دے دے۔

پس میرے والد محترمؑ نے کمان پکڑی اور اس کے چلّہ پر تیر چڑھایا اور نشانے پر تیر پھینکا تو آپؑ کا پھینکا ہوا تیر نشانے کے عین وسط میں جا کر لگا اور وہاں پیوست ہو گیا۔ پھر آپؑ نے دوسرا تیر مارا جو پہلے تیر کے پیکان میں جا کر پیوست ہو گیا اور پھر آپؑ نے تیسرا مارا جو دوسرے تیر کے پیکان میں جا کر پیوست ہو گیا اور یوں آپؑ نے نو تیر مارے جو یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے پیکان میں پیوست ہوتے گئے۔

امامؑ کی اس تیر اندازی کو دیکھ کر ہشام پریشان ہو گیا کیونکہ وہ دراصل آپ کی خفت کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے تیر اندازی کے وہ جوہر دکھائے جسے دیکھ کر ہر شخص عش عش کر اٹھا۔

پس جب اس نے میرے والد محترمؑ کا یہ کمال دیکھا تو کہا:

اے محمدؑ اے میرے پاس تشریف لائیں۔

میرے بابا تخت پر تشریف لے گئے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ تھا۔

پس جب امامؑ ہشام کے قریب ہوئے تو وہ اٹھا اور اس نے امامؑ سے معانقہ کیا اور اپنے ساتھ دائیں طرف بٹھایا اور پھر میرے ساتھ معانقہ کیا اور مجھے میرے بابا کے دائیں طرف بٹھا دیا اور وہ میرے بابا کی طرف منہ کر کے متوجہ ہوا اور اس نے کہا یا محمدؑ! آپؑ کی وجہ سے قریش عرب و عجم پر فخر کرتے ہیں، آپ نے تیر اندازی کا فن کس سے حاصل کیا اور کتنے عرصہ میں سیکھا؟

میرے بابا نے ارشاد فرمایا: تم تو جانتے ہو کہ یہ فن اہل مدینہ میں عام ہے اور میں بھی بچپن میں تیر اندازی کے مقابلوں میں حصّہ لیتا تھا، پھر میں نے چھوڑ دیا اور آج ایک طویل عرصے کے بعد تیری فرمائش پر مجھے تیر اندازی کرنی پڑی۔

اس نے کہا: میں نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر تیر اندازی کبھی نہیں دیکھی اور میرا خیال ہے کہ اس وقت روئے زمین پر آپؑ سے بہتر تیر انداز اور کہیں نہیں ہیں تو کیا آپ کے فرزند جعفرؑ بھی تیر اندازی کرتے ہیں۔
امامؑ نے فرمایا: ہم وارث ہیں اس کمال اور اس دین کے جن دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر نازل کیا اور ان کا تذکرہ اس کا آیت میں ہے۔
''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔ (المائدۃ: ۳)۔''
اور زمین کے وارث ہیں جس سے زمین خالی نہیں ہوتی۔
جب ہشام نے آپؑ کی یہ گفتگو سنی تو غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ اس عالم میں کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا اور پھر نے اس نے اپنا سر بلند کیا اور کہا: کیا ہم بنو عبد مناف کا نسب اور تمھارا نسب ایک نہیں ہے؟
پس میرے باباؑ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اس نے ہمیں اپنے سربستہ راز عطا فرمائے اور خصوصی علم سے نوازہ جب دوسرے لوگ اس فضیلت سے محروم ہیں۔
اس نے کہا: کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ کو عبد مناف کے شجرہ سے تمام سرخ اور سیاہ اور سفید لوگوں کی طرف بھیجا تو پھر آپ لوگ اس چیز کے وارث کیسے قرار پائے جو آپ کے غیر کے لیے نہیں ہے۔ حالانکہ رسول خداؐ تو تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ (سورۃ آل عمران: ۱۸۰)۔''
پس آپ کہاں سے اس علم کے وارث قرار پائے حالانکہ حضرت محمدؐ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا اور نہ ہی آپ لوگ انبیاء ہیں۔
امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ جو اس نے اپنے نبیؐ کے لیے ارشا فرمایا:
(اے نبیؐ!) آپ وحی کو جلدی (حفظ) کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ (سورۃ القیامۃ: ۱۶)۔''
رسول خداؐ نے ہمارے غیر کے لیے اپنی زبان کو حرکت ہی نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نبیؐ کو ہمارے ان خصائص کا حکم دیا جو ہمارے غیر کے لیے نہیں ہیں پس اس لیے آپؐ اپنے بھائی حضرت علیؑ کے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو قرآن مجید میں نازل فرمایا:
''سمجھدار کان ہی اسے محفوظ کر لیتا ہے۔ (الحاقۃ: ۱۲)۔''

رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ یا علیؑ! وہ ان کو آپؑ کے کان قرار دے۔

پس اس لیے حضرت علیؑ نے کوفہ میں بیٹھ کر فرمایا تھا:

"علمنی رسول اللہ ﷺ الف باب من العلم فصتح کل باب الف باب"

رسول خداؐ مجھے ایک ہزار باب علم کے تعلیم فرمانے اور پھر ہر ایک باب سے ایک ہزار باب اور کھل گئے۔

رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے مخصوص اور پوشیدہ رازوں کے لیے مخصوص کیا تھا جس کی وجہ سے وہ تمام مخلوق سے معزز و افضل قرار پانے اور پھر وہی مخصوص راز ہماری طرف منتقل ہوئے۔

ہشام نے کہا کیا علی علیہ السلام علم غیب کا دعویٰ کیا کرتے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کیا تو آخر حضرت علیؑ نے ایسا دعویٰ ہی کیوں کیا تھا۔

پس میرے والد محترمؑ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی نبیؐ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے وہ ان تمام چیز کو جو گزر چکی ہیں اور جو قیامت تک ہوں گی بیان کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اور ہم نے آپ پر یہ کتاب ہر چیز کو بڑی رضاحت سے بیان کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت بنا کر نازل کی ہے۔(سورہ النحل:۸۹)۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور ہر چیز کو ہم نے ایک امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔(سورۃ یٰس:۱۲)۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(سورۃ الانعام:۳۸)۔"

"اور آسمان اور زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ بات نہیں ہے جو کتاب مبین میں نہ ہو۔(سورۃ النمل:۷۵)۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی طرف وحی فرمائی کہ آپؐ تمام اسرار، مکنون علم اور غیب کی اشیاء کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام سے راز و نیاز میں گفتگو کریں اور آپؐ نے مولا علیؑ کو حکم دیا کہ آپؑ نے میرے بعد قرآن مجید کی تالیف کرنی ہے اور اپنے ہاتھ سے مجھے غسل و کفن دینا ہے اور حنوط کرنا ہے۔

رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: میرے بھائی حضرت علیؑ کے علاوہ میرے تمام اصحاب اور خاندان والوں کے لیے میرا ستر دیکھنا حرام ہے کیونکہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں اور جو کچھ میرے لیے ہے

وہ حضرت علیؑ کے لیے ہے اور وہ میرا قرض ادا کریں گے اور میرے وعدوں کو پورا کریں گے۔
آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:
حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ تاویل قرآن پر جنگ کریں گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ کے علاوہ کسی دوسرے کے پاس قرآن مجید کی تاویل کا مکمل علم نہیں تھا اور اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر رسول خداؐ نے فرمایا تھا۔
''اقضاکم علیؑ''
تم سب میں سب سے بڑا قاضی حضرت علیؑ ہیں۔
اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تمھارا بھی قاضی ہے۔
حضرت عمر نے کہا تھا:
''لولا علی لھلک عمر''
اگر حضرت علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی اس فضیلت کا عمر تو اقرار کرتے تھے اور آج دوسرے لوگ اس کا انکار کر رہے ہیں۔
یہ سن کر کافی دیر تک ہشام نے اپنے سر کو جھکائے رکھا اور پھر اس نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا اور کہا آپ کی جو بھی حاجت ہو وہ بیان کریں۔
امامؑ نے فرمایا: میرے اہل خانہ میرے متعلق پریشان ہوں گے لہٰذا مجھے واپسی کی اجازت چاہیے۔
ہشام نے کہا: اللہ تعالیٰ ان کی پریشان دور کرے گا اور آپ زیادہ دیر تک یہاں قیام نہ کریں اور آج ہی واپس چلے جائیں۔
اس کے بعد اس نے آپ سے معانقہ کیا اور دعا دی اور میں نے بھی اس سے معانقہ کیا اور دعا دی پھر میرے والد محترم کھڑے ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ جب ہم دروازے کی طرف آئے تو دروازے کے پاس ایک کھلا میدان تھا جس میں لوگ جمع تھے۔
میرے والد محترمؑ نے پوچھا یہ اجتماع کیسا ہے؟
اہل دربار نے بتایا یہ عیسائی مذہب کے پادری اور راہب ہیں اور یہ ان کا ایک عالم ہے جو پورے سال میں ایک دن کے لیے ان کے پاس آتا ہے اور یہ لوگ اکٹھے ہو کر اس کا دیدار کرتے ہیں اور اس سے مسائل

دریافت کرتے ہیں اور وہ انہیں مسائل کا جواب دیتا ہے یہ سن کر میرے والد محترمؑ نے اپنی چادر سے چہرہ چھپایا تا کہ کوئی آپ کو پہچان نہ لے اور میں نے بھی اپنے والد محترمؑ کی طرح سے اپنا چہرہ چھپایا اور میں نے اور میرے والد محترمؑ ان کی جماعت میں جا کر بیٹھ گئے۔

پس ہشام کو بھی اس کی اطلاع ملی تو اسنے ہماری نقل وحرکت پر نظر رکھنے کے لیے اپنے جاسوس وہاں بھیج دیئے وہاں مسلمانوں کی ایک مخصوص تعداد جمع ہوگئی اور وہ ہمارے چاروں طرف آ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں وہ عیسائی عالم دین آیا تو تمام راہب اور پادری اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے وہ نصرانی عالم اتنا بوڑھا تھا کہ اس نے اپنی بھنوؤں کو ایک زرد ریشمی کپڑے سے باندھ رکھا تھا۔ عیسائیوں نے اسے صدر محفل میں بٹھایا پھر اس نے پورے مجمع پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور جب اسکی نظر میرے والد محترمؑ پر پڑی تو اس نے آپؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: آپ ہم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے ہیں؟

میرے والد محترمؑ نے فرمایا: میرا تعلق امت مرحومہ سے ہے اس نے پوچھا آپ عالم ہیں یا جاہل۔ میرے والد محترمؑ نے فرمایا میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

اس نے کہا: کیا آپ میرے سوالوں کا جواب دیں گے؟

میرے والد محترمؑ نے فرمایا: تمھیں جو پوچھنا ہو پوچھ لو۔

اس نے کہا: آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن انہیں پیشاب و پاخانہ کی احتیاج نہ ہوگی تو کیا آپ کو دنیا میں اس کی کوئی مثال بھی دکھائی دیتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بچہ شکم مادر میں کھاتا ہے لیکن پیشاب و پاخانہ نہیں کرتا۔

آپ کا جواب سن کر وہ نصرانی عالم سخت پریشان ہوگیا اور اس نے کہا: کیا آپ نے مجھے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ کا تعلق علماء سے نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے بلکہ میں نے کہا تھا کہ میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

اس نے کہا: اآپ حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جنت کے میوے ہمیشہ تروتازہ رہیں گے اور کبھی کم نہ ہوں گے، آپ کے پاس اس کی کوئی مثال بھی ہے۔

اس نے کہا: بھلا وہ کون سا وقت ہے جو نہ رات میں شامل ہے اور نہ دن میں شامل ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ وقت صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت ہے جس میں بیمار سکون پاتے ہیں اور ساری رات گاگنے والوں کو بھی اس میں نیند آجاتی ہے اور غش

میں پڑے ہوئے افراد کو افاقہ محسوس ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس وقت دنیا کو طلب لوگوں کے لیے رغبت اور آخرت کے درخواست گاروں کے لیے یاد دہانی کا وقت بنایا ہے اور یہ وقت سرکش منکروں کے خلاف کھلی دلیل ہے۔ یہ سن کر وہ نصرانی چیخا اور اس نے کہا: بس ایک سوال باقی ہے جس کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔

امامؑ نے اس سے فرمایا: پوچھو!

اس نے کہا: آپ ان دو بھائیوں کے بارے بتائیں جو ایک ہی دن پیدا ہوئے اور ایک ہی دن مرے اور موت کے وقت ایک کی عمر ایک سو پچاس سال اور دوسرے کی عمر پچاس سال تھی آپ بتائیں کہ وہ دو بھائی کون تھے۔

امامؑ نے فرمایا وہ دو بھائی عزیر اور عزرہ تھے اور دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے اور جب وہ پچیس سال کی عمر کو پہنچے تو عزیر گدھے پر سوار ہو کر انطاکیہ کے ایک گاؤں میں گذرے وہ بستی اُجڑی پڑی تھی اور اس کی چھتیں ڈھک چکی تھیں، اس وقت عزیر نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ خدایا تو انہیں کیسے زندہ کرے گا اور یہ واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر سو سال تک کے لیے موت مسلط کر دی پھر ایک سو سال بعد انہیں اور ان کے گدھے کو زندہ کیا جب کہ ان کا کھانا اور پانی باسی تک نہ ہوا تھا پھر جب عزیر اپنے گھر کی طرف لوٹے تو ان کے بھائی عزرہ نے انہیں نہ پہچانا اور عزرہ نے اس نے کہا کہ آپ میرے پاس مہمان بنیں، حضرت عزیر اپنے بھائی کو گزرے ہوئے لمحوں کی یاد دلاتے تھے۔ عزرہ نے کہا کہ آپ مجھے سو سال پہلے کی بالکل صحیح باتیں سنا رہے ہیں آخر آپ کون ہیں۔

یہ سن کر عزیر نے کہا میں آپ کا بھائی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے سو سال تک موت دی تھی پھر اس نے مجھے زندہ کیا ہے تا کہ میرا یقین اللہ تعالیٰ کی قدرت پر بڑھ سکے، بعد ازاں دونوں بھائی پچیس سال تک اکٹھے رہے اور دونوں ایک ہی دن میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اور ان کی موت کے وقت اس نبیؑ کی عمر پچاس سال تھی اور ان کے بھائی کی ایک سو پچاس سال تھی۔

جب نصرانی عالم نے میرے والد محترمؑ کے یہ جوابات سنے تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم ایسے شخص کو میرے پاس لائے ہو، جو مجھ سے زیادہ عالم ہے، تم نے اسے یہاں لا کر میری بے عزتی کی ہے اور میں یہ بات بھی جانتا ہوں کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کے پاس ہمارے تمام علوم موجود ہیں اور ان کے

پاس وہ کچھ ہے جو ہمارے پاس موجود نہیں ہے، اب میں گوشہ نشینی میں چلا جاؤں گے اور کسی سے کوئی بات نہیں کروں گا۔

اس کے بعد عیسائیوں کا جلسہ منتشر ہو گیا اور لوگ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے؟

ہشام کے مخبروں نے اسے اطلاع دی اور بتایا کہ تمام اہل شام امام محمد باقرؑ کے فریفتہ ہو چکے ہیں چنانچہ کچھ دیر کے بعد ہشام کا قاصد آیا اور اس نے میرے والد محترمؑ کو کچھ رقم دی اور کہا۔ یہ ہشام کی طرف سے آپؑ کے لیے انعام ہے، آپ یہ انعام لیں اور فوراً مدینہ چلے جائیں۔

اس کے بعد ہم اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور ہم نے مدینہ کا رخ کیا۔ ہشام نے اپنے ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ سے حاکم مدینہ کو لکھ بھیجا کہ ابوترابؑ کے دو بیٹے جن کے نام محمد بن علیؑ اور جعفر بن محمدؑ ہیں وہ دونوں میرے پاس شام آئے تھے اور وہ دونوں جادوگر اور جھوٹے ہیں (معاذ اللہ) میں نے انہیں مدینہ جانے کا حکم دیا تو یہ نصرانی مذہب کے پادریوں اور راہبوں کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے نصرانیت کو قبول کر لیا ہے۔ میں نے انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرابت دار سمجھ کر چھوڑ دیا ہے اور جب تمہیں میرا یہ خط ملے تو تم لوگوں میں اعلان کرا دو کہ جو بھی ان سے لین دین کرے یا انہیں سلام کرے یا ان سے معانقہ کرے تو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ یہ دونوں اسلام سے منحرف ہو چکے ہیں جب کہ میری رائے یہ ہے کہ ان دونوں کو اور ان کے غلاموں اور جانوروں کے بدترین طریقہ سے قتل کر دیا جائے۔

جب ہم شہر مدین کے قریب پہنچے تو میرے والد نے غلاموں کو آگے روانہ کیا تاکہ ہمارے لیے قیام کی مناسب جگہ تلاش کریں اور ہمارے جانوروں کے لیے چارے کا بندوبست کریں اور ہمارے لیے خورد و نوش کا انتظام کریں۔

جب ہمارے غلام شہر کے دروازے کے قریب پہنچے تو اہل مدینہ نے شہر کا دروازہ بند کر دیا اور انہوں نے ہم پر سب وشتم کیا اور امیر المومنینؑ کو ناسزا کہا اور انہوں نے کہا کہ تمہارے لیے ہمارے پاس کوئی رہائش نہیں ہے اور ہم تم سے کسی طرح کی خرید و فروخت نہیں کریں گے تم لوگ (معاذ اللہ) کافر، مرتد، کذاب اور مشرک ہو۔

ہمارے غلام دروازے پر رُک گئے یہاں تک کہ ہم بھی دروازے پر پہنچے، میرے والد ماجدؑ نے ان لوگوں کو نرم لہجہ میں سمجھایا کہ خدا کا خوف کرو اور غلط باتیں نہ کرو اور جو کچھ تمہیں ہمارے بارے میں بتایا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔

اس کے باوجود بھی وہ لوگ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ میرے والد محترمؑ نے فرمایا: اگر بالفرض تمھاری بات درست بھی ہو تو پھر بھی تم دروازے کھول دو اور ہماری ضرورت کی چیزیں ہمیں قیمت پر دے دو۔ آخر تم لوگ یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کے پاس بھی اپنا سامان بیچتے ہو۔ اہل مدین نے گستاخی کرتے ہوئے کہا: تم لوگ یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں سے بھی بُرے ہو کیونکہ وہ جزیہ تو دیتے ہیں جب کہ تم تو جزیہ بھی نہیں دیتے۔

میرے والد محترمؑ نے فرمایا: بندگان خدا! اگر تمھیں جزیہ لینے کا اتنا شوق ہے تو پھر دروازہ کھولو اور ہم سے جزیہ لے لو، اہل نے کہا: ہم تمہارے لیے دروازہ نہیں کھولیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم بھوکے پیاسے اپنے جانوروں کے اوپر بیٹھ کر مر جاؤ اور تمھارے یہ جانور بھی تمھارے ساتھ بھوک پیاس سے ہلاک ہو جائیں۔

میرے والد محترمؑ نے ان کی مسلسل گستاخیوں کے باوجود انہیں نرم لہجے میں تبلیغ کی لیکن وہ لوگ دروازہ کھولنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

جب میرے والد محترمؑ ان سے مایوس ہو گئے تو مجھ سے فرمایا کہ بیٹا تم یہاں کھڑے رہو، پھر اس کے بعد آپ گھوڑے کی زین سے اُترے اور اس پہاڑ پر چڑھے جو کہ مدین پر سایہ فگن تھا۔

اہل مدین آپ کو پہاڑ پر چڑھتا ہوا دیکھتے رہے، جب آپؑ اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو آپ نے شہر کی طرف رخ کیا اور آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور بلند آواز سے یہ آیت پڑھی۔

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین۔

لوگو! خدا کی قسم! ہم خدا کی زمین پر بقیۃ اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سیاہ آندھی بھیجی، جس نے میرے والد محترمؑ کی آواز کو مدین کے ہر چھوٹے بڑے اور مرد وعورت کے کانوں تک پہنچا دیا۔ یہ آواز سن کر ہر شخص گھر کی چھت پر چڑھ گیا، سب نے میرے والد محترمؑ کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوئے دیکھا، مدین کا ایک بوڑھا بھی چھت پر چڑھا، جب اس نے میرے والد محترمؑ کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوا دیکھا تو اس نے پکار کر اہل مدین سے کہا: اہل مدین! اچھی طرح سن لو! یہ اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں حضرت شعیبؑ نے کھڑے ہو کر قوم کو بد دعا دی تھی، اب اگر تم نے ان کے لیے شہر کا دروازہ نہ کھولا تو تم پر خدا کی طرف سے عذاب الیم نازل ہوگا۔

لوگوں نے گھبرا کر دروازہ کھولا اور ہمیں اپنے شہر میں رہنے دیا اور ہم نے اپنی ضرورت کی اشیاء وہاں سے خریدیں، پھر دوسرے دن ہم مدین سے مدینہ کی طرف چلے گئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

6/1397 الکافی ۸/۱۲۰/۹۳/۱ العدة عن البرقی عن السراد عن اَلثُّمَالِیِّ وَ أَبِی مَنْصُورٍ عَنْ أَبِی اَلرَّبِیعِ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فِی اَلسَّنَةِ اَلَّتِی کَانَ حَجَّ فِیهَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اَلْمَلِكِ وَ کَانَ مَعَهُ نَافِعٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ اَلْخَطَّابِ فَنَظَرَ نَافِعٌ إِلَى أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فِی رُکْنِ اَلْبَیْتِ وَ قَدِ اِجْتَمَعَ عَلَیْهِ اَلنَّاسُ فَقَالَ نَافِعٌ یَا أَمِیرَ اَلْمُؤْمِنِینَ مَنْ هَذَا اَلَّذِی قَدْ تَدَاكَّ عَلَیْهِ اَلنَّاسُ فَقَالَ هَذَا نَبِیُّ أَهْلِ اَلْکُوفَةِ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَالَ اِشْهَدْ لَآتِیَنَّهُ فَلَأَسْأَلَنَّهُ عَنْ مَسَائِلَ لاَ یُجِیبُنِی فِیهَا إِلاَّ نَبِیٌّ أَوِ اِبْنُ نَبِیٍّ أَوْ وَصِیُّ نَبِیٍّ قَالَ فَاذْهَبْ إِلَیْهِ وَ سَلْهُ لَعَلَّكَ تُخْجِلُهُ فَجَاءَ نَافِعٌ حَتَّى اِتَّکَأَ عَلَى اَلنَّاسِ ثُمَّ أَشْرَفَ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ إِنِّی قَرَأْتُ اَلتَّوْرَاةَ وَ اَلْإِنْجِیلَ وَ اَلزَّبُورَ وَ اَلْفُرْقَانَ وَ قَدْ عَرَفْتُ حَلاَلَهَا وَ حَرَامَهَا وَ قَدْ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ مَسَائِلَ لاَ یُجِیبُ فِیهَا إِلاَّ نَبِیٌّ أَوْ وَصِیُّ نَبِیٍّ أَوِ اِبْنُ نَبِیٍّ قَالَ فَرَفَعَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ رَأْسَهُ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ أَخْبِرْنِی کَمْ بَیْنَ عِیسَى وَ بَیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ مِنْ سَنَةٍ قَالَ أُخْبِرُكَ بِقَوْلِی أَوْ بِقَوْلِكَ قَالَ أَخْبِرْنِی بِالْقَوْلَیْنِ جَمِیعاً قَالَ أَمَّا فِی قَوْلِی فَخَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ وَ أَمَّا فِی قَوْلِكَ فَسِتُّمِائَةِ سَنَةٍ قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ لِنَبِیِّهِ: (وَ سْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنا أَ جَعَلْنا مِنْ دُونِ اَلرَّحْمٰنِ آلِهَةً یُعْبَدُونَ) مَنِ اَلَّذِی سَأَلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ کَانَ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ عِیسَى خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ قَالَ فَتَلاَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ هَذِهِ اَلْآیَةَ (سُبْحانَ اَلَّذِی أَسْرىٰ بِعَبْدِهِ لَیْلاً مِنَ اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرامِ إِلَى اَلْمَسْجِدِ اَلْأَقْصَى اَلَّذِی بارَکْنا حَوْلَهُ لِنُرِیَهُ مِنْ آیاتِنا) فَکَانَ مِنَ اَلْآیَاتِ اَلَّتِی أَرَاهَا اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ حَیْثُ أَسْرَى بِهِ إِلَى بَیْتِ اَلْمَقْدِسِ أَنْ حَشَرَ اَللَّهُ عَزَّ ذِکْرُهُ اَلْأَوَّلِینَ وَ اَلْآخِرِینَ مِنَ اَلنَّبِیِّینَ وَ اَلْمُرْسَلِینَ ثُمَّ أَمَرَ جَبْرَئِیلَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَذَّنَ شَفْعاً وَ أَقَامَ شَفْعاً وَ

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۴

قَالَ فِي أَذَانِهِ حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَصَلَّى بِالْقَوْمِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُمْ عَلَى مَا تَشْهَدُونَ وَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ أَخَذَ عَلَى ذَلِكَ عُهُودَنَا وَ مَوَاثِيقَنَا فَقَالَ نَافِعٌ صَدَقْتَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَ وَ لَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً فَفَتَقْنَاهُمَا) قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمَّا أَهْبَطَ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ وَ كَانَتِ السَّمَاوَاتُ رَتْقاً لاَ تُمْطِرُ شَيْئاً وَ كَانَتِ الْأَرْضُ رَتْقاً لاَ تُنْبِتُ شَيْئاً فَلَمَّا أَنْ تَابَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَمَرَ السَّمَاءَ فَتَقَطَّرَتْ بِالْغَمَامِ ثُمَّ أَمَرَهَا فَأَرْخَتْ عَزَالِيَهَا ثُمَّ أَمَرَ الْأَرْضَ فَأَنْبَتَتِ الْأَشْجَارَ وَ أَثْمَرَتِ الثِّمَارَ وَ تَفَهَّقَتْ بِالْأَنْهَارِ فَكَانَ ذَلِكَ رَتْقَهَا وَ هَذَا فَتْقَهَا قَالَ نَافِعٌ صَدَقْتَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَ السَّمَاوَاتُ) أَيُّ أَرْضٍ تُبَدَّلُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَرْضٌ تَبْقَى خُبْزَةً يَأْكُلُونَ مِنْهَا حَتَّى يَفْرُغَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الْحِسَابِ فَقَالَ نَافِعٌ إِنَّهُمْ عَنِ الْأَكْلِ لَمَشْغُولُونَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَ هُمْ يَوْمَئِذٍ أَشْغَلُ أَمْ إِذْ هُمْ فِي النَّارِ فَقَالَ نَافِعٌ بَلْ إِذْ هُمْ فِي النَّارِ قَالَ فَوَ اللّٰهِ مَا شَغَلَهُمْ إِذْ دَعَوْا بِالطَّعَامِ فَأُطْعِمُوا الزَّقُّومَ وَ دَعَوْا بِالشَّرَابِ فَسُقُوا الْحَمِيمَ قَالَ صَدَقْتَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ وَ لَقَدْ بَقِيَتْ مَسْأَلَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ وَ مَا هِيَ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَتَى كَانَ قَالَ وَيْلَكَ مَتَى لَمْ يَكُنْ حَتَّى أُخْبِرَكَ مَتَى كَانَ سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَزَلْ وَ لاَ يَزَالُ فَرْداً صَمَداً لَمْ يَتَّخِذْ (صَاحِبَةً وَ لاَ وَلَداً) ثُمَّ قَالَ يَا نَافِعُ أَخْبِرْنِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ قَالَ وَ مَا هُوَ قَالَ مَا تَقُولُ فِي أَصْحَابِ النَّهْرَوَانِ فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُمْ بِحَقٍّ فَقَدِ ارْتَدَدْتَ وَ إِنْ قُلْتَ إِنَّهُ قَتَلَهُمْ بَاطِلاً فَقَدْ كَفَرْتَ قَالَ فَوَلَّى مِنْ عِنْدِهِ وَ هُوَ يَقُولُ أَنْتَ وَ اللّٰهِ أَعْلَمُ النَّاسِ حَقّاً حَقّاً فَأَتَى هِشَاماً فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ قَالَ دَعْنِي مِنْ كَلاَمِكَ هَذَا وَ اللّٰهِ أَعْلَمُ النَّاسِ حَقّاً حَقّاً وَ هُوَ ابْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَقّاً وَ يَحِقُّ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَتَّخِذُوهُ نَبِيّاً.

ابوالربیع سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقرؑ کے ساتھ اس سال حج کیا جس میں ہشام بن عبد

الملک نے حج کیا تھا۔ اس کے ساتھ عمر بن خطاب کا غلام نافع بھی تھا۔ نافع نے حضرت امام محمد باقرؑ کو رکن بیت کے پاس دیکھا کہ لوگوں کی ایک کثیر جماعت آپؑ کے اردگرد جمع ہے۔ نافع نے ہشام سے سوال کیا کہ یہ کون ہے جس کے اطراف میں اتنے لوگ جمع ہیں؟

ہشام نے کہا: یہ اہل کوفہ کا نبی ہے، یہ محمد بن علیؑ ہے۔

نافع نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کے پاس جاؤں گا اور اس سے ایسے سوالات کروں گا جن کا جواب سوائے نبیؐ یا فرزند نبی یا وصی نبی کے کوئی نہیں دے سکے گا۔

ہشام نے کہا: تم ضرور اس کے پاس جاؤ اور اس سے ایسے سوالات کرو ممکن ہے کہ تو اس کو مجمع میں رُسوا کر سکے۔ نافع لوگوں کو چیرتا ہوا آگے آیا اور آپؑ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا: اے محمد بن علیؑ! میں نے تورات وزبور وانجیل وقرآن کو پڑھا ہے اور میں ان کے حلال وحرام کو جانتا ہوں۔ میں آپؑ کے پاس آیا ہوں تا کہ میں ایسے سوالات آپؑ سے کروں جس کا جواب سوائے نبی یا فرزند نبی یا وصی نبی کے کوئی نہیں دے سکتا۔

پس امامؑ نے سر اُٹھایا اور اس سے فرمایا: جو تو پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔

نافع نے عرض کیا: آپؑ مجھے بتائیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیان کتنے سال کا فاصلہ ہے؟

امامؑ نے فرمایا: تمہارے عقیدے کے مطابق بتاؤں یا اپنے کے؟

اس نے عرض کیا: دونوں میں بیان کر دیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے قول کے مطابق پانچ سو سال ہے اور تیرے عقیدے کے مطابق چھ سو سال ہے۔

اس نے عرض کیا: اگر ایسے ہی ہے کہ دونوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں بیان کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا: "اے رسولؐ! جو ہم نے آپؐ سے پہلے رسولوں کو مبعوث کیا ہے آپؐ ان سے سوال کریں کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے علاوہ کسی کو معبود بنایا تھا تا کہ اس کی بندگی کی جائے؟ (الزخرف:۴۵)۔"

حضرت امام محمد باقرؑ نے اس کے جواب میں اس آیت کی تلاوت کی: "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی کہ جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تا کہ اس کو ہم اپنی آیات دکھائیں۔ (الاسراء:۱)۔" آپؑ نے فرمایا: وہ آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مسجد الاقصیٰ کے اردگرد دکھائیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ تمام گذشتہ انبیاء اور رسولوں کو اللہ نے آپؐ کے سامنے جمع کیا۔ پھر اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وہ دو دو کر کے اذان اور اقامت کہے۔ پس حضرت

جبرئیلؑ نے اذان واقامت میں حی علیٰ خیر العمل بھی کہا تھا۔ پھر رسول خدا کو آگے کیا اور آپؐ نے تمام انبیاء اور رسولوں کو نماز ادا کروائی۔ پس نماز سے فارغ ہو گئے تو اس وقت آپؐ نے ان سے سوال کیا: تم کس چیز کی گواہی دیتے تھے اور کس کی عبادت کرتے تھے؟

ان سب نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ واحدہٗ لاشریک ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور ہم سے ان دونوں گواہیوں پر عہد و پیمان لیا گیا ہے۔

نافع نے عرض کیا: اے ابوجعفرؑ! آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ اب آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرمائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کیا کفار اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے کہ یہ آسمان و زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا۔ (الانبیاء: ۳۰)" اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب حضرت آدمؑ کو زمین پر اُتارا گیا تو اس وقت تک آسمان سے بارش نہیں برستی تھی اور زمین سے سبزہ نہیں پیدا ہوتا تھا پس جب حضرت آدمؑ نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آدمؑ پر بارش کو نازل کیا اور بادلوں کو پیدا کیا۔ پھر ان کو حکم دیا کہ وہ بارش برسائیں اور زمین کو حکم دیا کہ وہ سبزہ اُگائے اور پھل دار درخت اُگائے اور ان پر پھل کو ظاہر کرے اور نہریں جاری کرے۔ یہ ان دونوں کا ملنا تھا پھر دونوں کو جدا جدا کیا۔

پس نافع نے عرض کیا: اے ابوجعفر! آپؑ نے سچ فرمایا۔ اب مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ دن جس میں زمین کو تبدیل کر دیا جائے گا وہ زمین و آسمان کے علاوہ تبدیل ہوگی۔ (الابراہیم: ۴۸)" زمین کو کس چیز میں تبدیل کر دیا جائے گا؟

امامؑ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین کو سفید روٹی میں تبدیل کر دیا جائے گا اور جب تک لوگ حساب و کتاب سے فارغ نہیں ہوں گے وہ اس روٹی کو کھاتے رہیں گے۔

نافع نے عرض کیا: قیامت اور محشر کے روز کی سختی کے باوجود لوگوں کو کھانے پینے کی ہوش ہو گی؟

امامؑ نے فرمایا: یہ بتاؤ قیامت کا دن زیادہ سخت ہوگا یا جہنم کی زندگی زیادہ سخت ہوگی؟

میں نے عرض کیا: ظاہر ہے کہ جہنم کی زندگی زیادہ سخت ہوگی کیونکہ ان کو آگ کا عذاب ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اس قدر سختی کے باوجود بھی ان کو کھانے اور پینے کی ہوش ہوگی۔ جب وہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو زقوم کھلایا جائے گا اور جب وہ پانی طلب کریں گے تو ان کو حمیم پلایا جائے گا۔

اس نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ اب فقط ایک مسئلہ بچ گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ کون سا ہے؟

اس نے عرض کیا: آپؑ اللہ کے بارے میں بتائیں کہ وہ کب سے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ویل ہے تیرے لیے، وہ کب نہیں تھا کہ میں اس کے بارے میں بتاؤں کہ وہ کب سے ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، وہ واحد و یکتا ہے، وہ صمد و بے نیاز ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے نافع! اب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جواب دو۔

اس نے عرض کیا: وہ کون سا سوال ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ بتاؤ اصحاب نہروان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اگر تو کہتا ہے کہ وہ حق پر تھے تو پھر امیر المومنین حضرت علیؑ نے ان سے جنگ کی ہے لہٰذا تو مرتد ہو جائے گا اور اگر تو کہتا ہے کہ علیؑ اور ان کے لشکر والے باطل پر تھے تو پھر تو کافر ہو جائے گا۔

اس نے جواب دیا: میرا قول اس کے پاس ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ ہی سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔

پس اس کے بعد نافع ہشام کے پاس آیا تو ہشام نے کہا: بتاؤ کیا ہوا؟

اس نے کہا: مجھے تیری کسی بات کی پرواہ نہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ واقعاً تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے اور وہ فرزند رسولؐ ہے اور اس کے اصحاب کا حق بنتا ہے کہ اس کے نبی ہونے کا دعویٰ کریں۔ ①

بیان:

تكافأ تمايل وفى بعض النسخ تداك أى تزاحم و قال فى أذانه حى على خير العمل كنى ع بذلك عن تخطئة عمر فى نهيه عن هذه الكلمة فى الأذان فتنفطرت بالغمام بالفاء أى تشققت بخروجه عنها و هذا مثل قوله تعالى يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّماءُ بِالْغَمامِ [1] و العزالى بفتح المهملة ثم الزاى و بكسر اللام و فتحها معا جمع عزلاء و هو مصب الماء من الراوية و نحوها و تفهقت بالأنهار امتلأت بها يعنى ملأتها فقد ارتددت وجه ارتداده حكمه بجواز قتل المسلمين و وجه كفره تخطئته خليفة رسول الله ص و قد سكت عن جوابه ع لأنه قد أخذه من جوانبه بأبين الحجج و سد عليه سبيل المخرج فكأنه قد ألقم حجرا

① تفسیر القمی: ۱/ ۲۳۲؛ بحارالانوار: ۳۳/ ۴۲۵؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۵۵۴؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۳۲۱؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۱/ ۲۳۷

- ''نکافا'' نازو انداز سے چلنا۔

بعض نسخوں میں ہے''تداک''یعنی قریب ہونا۔

انہوں نے کہا کہ ان کی اذان میں''حیّ علی خیر العمل'' امامؑ سے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ فلاں نے اذان میں اس کلمہ کوادا کرنے سے منع کیا تھا۔

''فتعطرت بالغمام''''ف'' کے ساتھ یعنی اس میں سے پھٹنا، یہ مثل اللہ تعالیٰ کے قول میں بیان ہوئی ہے۔ کہ فرمایا:

''اس دن آسمان ایک بادل کے ذریعہ پھٹ جائے گا۔(سورۃ الفرقان:۲۵)۔''

''العزالی'' یہ''عزلآء'' کا جمع ہے،اس سے مراد مشک کا منہ ہے۔

''وتفھقت بالانہار''یعنی اس سے بھر جانا۔

''نقذار قدوت'' اس کے مرتد ہونے کی وجہ یعنی اس نے مسلمانوں کے قتل کے جواز کا حکم دیا اور یہی بات اس کے کفر کی وجہ سے خلیفہ سے اس کی خطاء ہوئی اور وہ امامؑ کا جواب دینے سے خاموش رہا کیونکہ آپؑ نے نہایت واضح دلائل کے ساتھ اس کو اپنے اطراف سے لے لیا تھا اور اس کے نکلنے کا راستہ اس طرح بند کر دیا جیسے اس نے پتھر پھینکا ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] یا پھر حدیث مجہول کالحسن ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ ابی ربیع الشامی تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے۔[3] (واللہ اعلم)

7/1398 الکافی،۱۲۲/۸،۹۴/۱ البرقی عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلثَّقَفِيِّ قَالَ: أَخْرَجَ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اَلْمَلِكِ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْمَدِينَةِ إِلَى اَلشَّامِ فَأَنْزَلَهُ مِنْهُ وَ كَانَ يَقْعُدُ مَعَ اَلنَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ فَبَيْنَا هُوَ قَاعِدٌ وَ عِنْدَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ اَلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ إِذْ نَظَرَ إِلَى اَلنَّصَارَى يَدْخُلُونَ فِي جَبَلٍ هُنَاكَ فَقَالَ مَا لِهَؤُلاَءِ أَلَهُمْ عِيدٌ اَلْيَوْمَ فَقَالُوا لاَ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ وَ لَكِنَّهُمْ يَأْتُونَ عَالِماً لَهُمْ فِي هَذَا اَلْجَبَلِ فِي كُلِّ سَنَةٍ فِي هَذَا اَلْيَوْمِ فَيُخْرِجُونَهُ

[1] مرآۃ العقول:۲۵/ ۲۹۱

[2] البضاعۃ المزجاۃ:۲/ ۲۶۳

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۷۹۹

فَيَسْأَلُونَهُ عَمَّا يُرِيدُونَ وَ عَمَّا يَكُونُ فِي عَامِهِمْ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ لَهُ عِلْمٌ
فَقَالُوا هُوَ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ قَدْ أَدْرَكَ أَصْحَابَ الْحَوَارِيِّينَ مِنْ أَصْحَابِ عِيسَى عَلَيْهِ
السَّلاَمُ قَالَ فَهَلْ نَذْهَبُ إِلَيْهِ قَالُوا ذَاكَ إِلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ فَقَنَّعَ أَبُو جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلاَمُ رَأْسَهُ بِثَوْبِهِ وَ مَضَى هُوَ وَ أَصْحَابُهُ فَاخْتَلَطُوا بِالنَّاسِ حَتَّى أَتَوُا الْجَبَلَ فَقَعَدَ
أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَسْطَ النَّصَارَى هُوَ وَ أَصْحَابُهُ وَ أَخْرَجَ النَّصَارَى بِسَاطاً ثُمَّ
وَضَعُوا الْوَسَائِدَ ثُمَّ دَخَلُوا فَأَخْرَجُوهُ ثُمَّ رَبَطُوا عَيْنَيْهِ فَقَلَّبَ عَيْنَيْهِ كَأَنَّهُمَا عَيْنَا أَفْعًى
ثُمَّ قَصَدَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ يَا شَيْخُ أَ مِنَّا أَنْتَ أَمْ مِنَ الْأُمَّةِ الْمَرْحُومَةِ
فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بَلْ مِنَ الْأُمَّةِ الْمَرْحُومَةِ فَقَالَ أَ فَمِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنْتَ أَمْ
مِنْ جُهَّالِهِمْ فَقَالَ لَسْتُ مِنْ جُهَّالِهِمْ فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ أَسْأَلُكَ أَمْ تَسْأَلُنِي فَقَالَ أَبُو
جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ سَلْنِي فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ يَا مَعْشَرَ النَّصَارَى رَجُلٌ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ
سَلْنِي إِنَّ هَذَا لَمَلِيءٌ بِالْمَسَائِلِ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنْ سَاعَةٍ مَا هِيَ مِنَ اللَّيْلِ وَ لاَ
مِنَ النَّهَارِ أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ
الشَّمْسِ فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ فَإِذَا لَمْ تَكُنْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَ لاَ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ فَمِنْ
أَيِّ السَّاعَاتِ هِيَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِنْ سَاعَاتِ الْجَنَّةِ وَ فِيهَا تُفِيقُ مَرْضَانَا
فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ فَأَسْأَلُكَ أَمْ تَسْأَلُنِي فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ سَلْنِي فَقَالَ
النَّصْرَانِيُّ يَا مَعْشَرَ النَّصَارَى إِنَّ هَذَا لَمَلِيءٌ بِالْمَسَائِلِ أَخْبِرْنِي عَنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ كَيْفَ
صَارُوا يَأْكُلُونَ وَ لاَ يَتَغَوَّطُونَ أَعْطِنِي مَثَلَهُمْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ
هَذَا الْجَنِينُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُ أُمُّهُ وَ لاَ يَتَغَوَّطُ فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ أَ لَمْ تَقُلْ مَا أَنَا
مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِنَّمَا قُلْتُ لَكَ مَا أَنَا مِنْ جُهَّالِهِمْ فَقَالَ
النَّصْرَانِيُّ فَأَسْأَلُكَ أَوْ تَسْأَلُنِي فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ سَلْنِي فَقَالَ يَا مَعْشَرَ
النَّصَارَى وَ اللَّهِ لَأَسْأَلَنَّهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ يَرْتَطِمُ فِيهَا كَمَا يَرْتَطِمُ الْحِمَارُ فِي الْوَحَلِ فَقَالَ لَهُ
سَلْ فَقَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ رَجُلٍ دَنَا مِنِ امْرَأَتِهِ فَحَمَلَتْ بِاثْنَيْنِ حَمَلَتْهُمَا جَمِيعاً فِي سَاعَةٍ
وَاحِدَةٍ وَ وَلَدَتْهُمَا فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ وَ مَاتَا فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ وَ دُفِنَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ عَاشَ

أَحَدُهُمَا خَمْسِينَ وَ مِائَةَ سَنَةٍ وَ عَاشَ اَلْآخَرُ خَمْسِينَ سَنَةً مَنْ هُمَا فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عُزَيْرٌ وَ عَزْرَةُ كَانَا حَمَلَتْ أُمُّهُمَا بِهِمَا عَلَى مَا وَصَفْتَ وَ وَضَعَتْهُمَا عَلَى مَا وَصَفْتَ وَ عَاشَ عُزَيْرٌ وَ عَزْرَةُ كَذَا وَ كَذَا سَنَةً ثُمَّ أَمَاتَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عُزَيْراً مِائَةَ سَنَةٍ ثُمَّ بُعِثَ وَ عَاشَ مَعَ عَزْرَةَ هَذِهِ اَلْخَمْسِينَ سَنَةً وَ مَاتَا كِلاَهُمَا فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ اَلنَّصْرَانِيُّ يَا مَعْشَرَ اَلنَّصَارَى مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي قَطُّ أَعْلَمَ مِنْ هَذَا اَلرَّجُلِ لاَ تَسْأَلُونِي عَنْ حَرْفٍ وَ هَذَا بِالشَّامِ رُدُّونِي قَالَ فَرَدُّوهُ إِلَى كَهْفِهِ وَ رَجَعَ اَلنَّصَارَى مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

عمر بن عبداللہ الثقفی سے روایت ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے ابوجعفر علیہ السلام کو مدینہ سے شام کی طرف نکال دیا اور ان کو اپنے ساتھ رہائش دی اور آپؑ لوگوں کے ساتھ ان کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور جب آپؑ بیٹھے ہوئے تھے تو لوگوں کا ایک گروہ آپؑ سے پوچھ رہا تھا کہ آپؑ نے دیکھا کہ عیسائی ایک پہاڑ کے اندر داخل ہورہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے، کیا آج ان کی عیدوں میں سے ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں، اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لیکن وہ اپنے ایک عالم کے پاس جارہے ہیں جو سارا سال اس پہاڑ کے اندر رہتا ہے اور اس دن باہر نکلا ہے لہٰذا وہ اس سے سوال پوچھ رہے ہیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کے سال میں کیا ہونے والا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا اس کے پاس علم ہے؟

انہوں نے کہا: وہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے ہیں اور اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے ساتھیوں سے ملاقات کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا ہم اس کے پاس جائیں؟

انہوں نے عرض کیا: اے فرزند رسول علیہ السلام! یہ آپؑ پر منحصر ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپ لیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے گئے۔ آپؑ عیسائیوں کے ساتھ گھل مل گئے یہاں تک کہ آپؑ پہاڑ پر آ گئے۔ پس آپؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عیسائیوں کے درمیان بیٹھ گئے اور عیسائیوں نے قالین نکال کر تکیے رکھ دیے۔ پھر وہ اندر داخل ہوئے اور اس کی آنکھیں ڈھانپ کر باہر لے آئے۔ اس کی آنکھیں یوں ہل گئیں جیسے وہ سانپ کی آنکھیں ہوں۔ پھر نادانستہ طور پر امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: اے شیخ! آپ ہم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں امت مرحومہ سے ہوں۔
اس نے کہا: آپ ان کے علم والوں میں سے ہیں یا ان کے جاہلوں میں سے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔ عیسائی نے کہا: کیا میں آپ سے پوچھوں یا آپ مجھ سے پوچھیں گے؟
امام ابوجعفرؑ نے فرمایا: مجھ سے پوچھو۔
عیسائی نے کہا: اے گروہ نصاریٰ! محمد ﷺ کی امت کا ایک آدمی کہہ رہا ہے: مجھ سے پوچھو! جیسے یہ جوابات سے بھرا ہوا ہے۔ پھر کہا: اے اللہ کے بندے! مجھے اس گھڑی کی خبر دو جو نہ رات سے ہے اور نہ دن سے ہے تو یہ کون سی گھڑی ہے؟
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہوتی ہے۔
عیسائی نے کہا: تو اگر یہ نہ رات کے اوقات میں سے ہے اور نہ ہی دن کے اوقات میں سے ہے تو یہ کس سے ہے؟
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جنت کی گھڑیوں سے اور جس میں ہمارے مریض (درد سے) فارغ ہوتے ہیں۔
عیسائی نے کہا: کیا میں آپ سے پوچھوں یا آپ مجھ سے پوچھیں گے؟
آپؑ نے فرمایا: مجھ سے پوچھو۔
عیسائی نے کہا: اے عیسائیوں کے گروہ یہ تو علم سے بھرا ہوا ہے۔ بہرحال مجھے اہل جنت کے بارے میں بتائیے کہ وہ کیسے کھا رہے ہوں گے اور وہ پاخانہ نہیں کرتے۔ مجھے اس دنیا میں ان کی کوئی مثال دیجیے؟
امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہے وہ وہی کھاتا ہے جو اس کی ماں کھاتی ہے لیکن پاخانہ نہیں کرتا۔
عیسائی نے کہا: کیا آپ نے یہ نہیں کہا کہ میں اہل علم میں سے نہیں ہوں؟
امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: بلکہ میں نے تم سے کہا کہ میں جاہلوں سے نہیں ہوں۔
عیسائی نے کہا: کیا میں آپ سے پوچھوں یا آپ مجھ سے پوچھیں گے؟
امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے پوچھو۔
اس نے کہا: اے گروہ نصاریٰ! خدا کی قسم! میں اس سے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھوں گا جو اس کو

اس طرح گرائے گی جیسے گدھا کیچڑ میں دب جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: مجھے ایک آدمی کے بارے میں بتاؤ جو اپنی عورت کے پاس آیا تو وہ ایک ہی گھنٹے میں جڑواں بچوں سے حاملہ ہوئی اور ایک ہی گھنٹے میں ان دونوں کو جنم دیا اور وہ دونوں ایک ہی گھنٹے میں فوت ہو گئے، ان کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا مگر ان میں سے ایک ڈیڑھ سو سال زندہ رہا اور دوسرا پچاس سال زندہ رہا تو وہ دو کون تھے؟

امام ابوجعفرؑ نے فرمایا: عزیر اور عزرہ۔ ان دونوں سے ان کی والدہ حاملہ ہوئیں جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے اور ان دونوں کو جنا جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے اور عزیر اور عزرہ دونوں فلاں فلاں وقت تک زندہ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عزیر کو سو سال تک مرنے والا بنایا، پھر اسے زندہ کیا اور وہ پچاس سال تک عزرہ کے ساتھ رہے اور دونوں ایک ہی گھڑی میں فوت ہو گئے۔

عیسائی نے کہا: اے گروہ نصاریٰ! میں نے اپنی آنکھوں سے اس شخص سے زیادہ علم والا نہیں دیکھا۔ پس جب تک یہ شام میں ہے مجھ سے ایک حرف کے بارے میں بھی مت پوچھو۔ مجھے واپس کر دو۔

راوی کا بیان ہے کہ چنانچہ انہوں نے اسے اس کے غار میں واپس کر دیا اور عیسائی ابوجعفر علیہ السلام کے ساتھ واپس آئے۔ ①

بیان:

ربطوا عينيه لعل المراد بربط عينيه ربط أجفانه إلى فوق أو حاجبيه لتبقى عيناه مفتوحتين و قد مضى أنه شد حاجبيه بحريرة بيضاء و كأنه لم يقو على فتح عينيه لشدة كبره ثم قصد إلى أبي جعفر ع مال نحوه لست من جهالهم نفى عن نفسه الشريفة الجهل و لم يدع العلم تواضعا منه لله سبحانه تعجب النصراني من أمره ع إياه بأن يسأله مع وفور علمه بزعمه فقال اعترافا أو استهزاء إن هذا لملىء بالمسائل حيث اجترأ على بمثل هذا الأمر يرتطم يحتبس

۞ ''ربطوا عینیہ'' انہوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر پٹی باندھ دی، شاید اس کی آنکھوں کو باندھنے سے مراد یہ ہو کہ اس کی پلکیں اوپر یا اس کی بھنوؤں کو باندھنا تھا تا کہ اس کی آنکھیں کھلی رہیں۔

''ثم قصد قصد ابی جعفرؑ'' اس کے بعد اس نے امام ابوجعفرؑ کا قصد کیا یعنی ان کی طرف کچھ۔

① تفسیر القمی: ۱/ ۹۸؛ بحار الانوار: ۱۰/ ۱۴۹ و ۴۶/ ۳۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۴۱۷؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۹۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۴۶۶

''لست من جہالھم'' میں ان کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔ یعنی امامؑ نے اپنی ذات سے جہالت کی نفی کی اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتے ہوئے علم کا دعویٰ نہ کیا اور نصرانی امامؑ کے امر سے حیران ہوا ''ان ھذا اعلیؑ بالمسائل'' اس حیثیت کے ساتھ مجھ پر اس طرح کا امر جاری ہوا۔

''یرتطم'' یعنی رک جانا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] یا پھر مجہول کالحسن ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ اسماعیل بن ابان اور عمر عبداللہ دونوں تفسیر القمی کے راوی اور ثقہ ہیں [3] (واللہ اعلم)

8/1999 الکافی ۵۲۸/۳۴۹/۸ العدۃ عن البرقی عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ اَلنَّوْفَلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ اَلْيَعْقُوبِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْعَلَوِيِّ قَالَ وَ حَدَّثَنِي اَلْأُسَيْدِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُبَشِّرٍ : أَنَّ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ نَافِعٍ اَلْأَزْرَقَ كَانَ يَقُولُ لَوْ أَنِّي عَلِمْتُ أَنَّ بَيْنَ قُطْرَيْهَا أَحَداً تُبْلِغُنِي إِلَيْهِ اَلْمَطَايَا يَخْصِمُنِي أَنَّ عَلِيّاً قَتَلَ أَهْلَ اَلنَّهْرَوَانِ وَ هُوَ لَهُمْ غَيْرُ ظَالِمٍ لَرَحَلْتُ إِلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ وَ لاَ وَلَدَهُ فَقَالَ أَ فِي وُلْدِهِ عَالِمٌ فَقِيلَ لَهُ هَذَا أَوَّلُ جَهْلِكَ وَ هُمْ يَخْلُونَ مِنْ عَالِمٍ قَالَ فَمَنْ عَالِمُهُمُ اَلْيَوْمَ قِيلَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَرَحَلَ إِلَيْهِ فِي صَنَادِيدِ أَصْحَابِهِ حَتَّى أَتَى اَلْمَدِينَةَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقِيلَ لَهُ هَذَا عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ نَافِعٍ فَقَالَ وَ مَا يَصْنَعُ بِي وَ هُوَ يَبْرَأُ مِنِّي وَ مِنْ أَبِي طَرَفَيِ اَلنَّهَارِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصِيرٍ اَلْكُوفِيُّ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ هَذَا يَزْعُمُ أَنَّهُ لَوْ عَلِمَ أَنَّ بَيْنَ قُطْرَيْهَا أَحَداً تُبْلِغُهُ اَلْمَطَايَا إِلَيْهِ يَخْصِمُهُ أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَتَلَ أَهْلَ اَلنَّهْرَوَانِ وَ هُوَ لَهُمْ غَيْرُ ظَالِمٍ لَرَحَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ تَرَاهُ جَاءَنِي مُنَاظِراً قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا غُلاَمُ اُخْرُجْ فَحُطَّ رَحْلَهُ وَ قُلْ لَهُ إِذَا كَانَ اَلْغَدُ فَأْتِنَا قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ نَافِعٍ غَدَا فِي صَنَادِيدِ أَصْحَابِهِ وَ بَعَثَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى جَمِيعِ أَبْنَاءِ اَلْمُهَاجِرِينَ وَ اَلْأَنْصَارِ

---

[1] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۲۹۴

[2] البضاعة المزجاة: ۲/ ۲۶۸

[3] المفید معجم رجال الحدیث: ۶۲ و ۴۲۷

فَجَمَعَهُمْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فِي ثَوْبَيْنِ مُمَغَّرَيْنِ وَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ كَأَنَّهُ فِلْقَةُ قَمَرٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَيِّثِ الْحَيْثِ وَ مُكَيِّفِ الْكَيْفِ وَ مُؤَيِّنِ الْأَيْنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي (لاٰ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَ لاٰ نَوْمٌ لَهُ مٰا فِي السَّمٰاوٰاتِ وَ مٰا فِي الْأَرْضِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ اِجْتَبَاهُ وَ هَدَاهُ (إِلىٰ صِرٰاطٍ مُسْتَقِيمٍ) اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَكْرَمَنَا بِنُبُوَّتِهِ وَ اِخْتَصَّنَا بِوَلاَيَتِهِ يَا مَعْشَرَ أَبْنَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَنْقَبَةٌ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلْيَقُمْ وَ لْيَتَحَدَّثْ قَالَ فَقَامَ النَّاسُ فَسَرَدُوا تِلْكَ الْمَنَاقِبَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَنَا أَرْوَى لِهَذِهِ الْمَنَاقِبِ مِنْ هَؤُلاَءِ وَ إِنَّمَا أَحْدَثَ عَلِيٌّ الْكُفْرَ بَعْدَ تَحْكِيمِهِ الْحَكَمَيْنِ حَتَّى انْتَهَوْا فِي الْمَنَاقِبِ إِلَى حَدِيثِ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ كَرَّاراً غَيْرَ فَرَّارٍ لاَ يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَا تَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هُوَ حَقٌّ لاَ شَكَّ فِيهِ وَ لَكِنْ أَحْدَثَ الْكُفْرَ بَعْدُ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَحَبَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ أَحَبَّهُ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَقْتُلُ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ أَمْ لَمْ يَعْلَمْ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ أَعِدْ عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ أَحَبَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ أَحَبَّهُ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَقْتُلُ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ أَمْ لَمْ يَعْلَمْ قَالَ إِنْ قُلْتَ لاَ كَفَرْتَ قَالَ فَقَالَ قَدْ عَلِمَ قَالَ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ عَلَى أَنْ يَعْمَلَ بِطَاعَتِهِ أَوْ عَلَى أَنْ يَعْمَلَ بِمَعْصِيَتِهِ فَقَالَ عَلَى أَنْ يَعْمَلَ بِطَاعَتِهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقُمْ مَخْصُوماً فَقَامَ وَ هُوَ يَقُولُ (حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ) اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ.

اسیدی اور محمد بن مبشیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن نافع الازرق کہا کرتا تھا: اگر میں جانتا کہ زمین کے دو قطر (یعنی دنیا) میں کوئی ایسا شخص ہے تو میری سواری اس تک پہنچا دو اور مجھ سے مخاصمت کرے کہ علی علیہ السلام نے نہروان کے لوگوں کو قتل کیا جبکہ وہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا تو میں اس کے ساتھ سوار ہو جاؤں گا۔ اس سے کہا گیا: اور (اس کے بیٹے کا کیا حال ہے؟) اس نے کہا: کیا اس کا بیٹا علیہ السلام علم والا ہے؟ آپ کی پہلی لاعلمی ہے۔ اور کیا وہ کبھی بے علم رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو آج ان کا علم والا کون ہے؟ فرمایا گیا

کہ محمد ﷺ بن علی علیہ السلام بن الحسین بن علی علیہ السلام؟۔اس نے (راوی نے) کہا: تو وہ اپنے ساتھیوں کے بہادروں کے ساتھ آپ ﷺ پر سوار ہوا یہاں تک کہ آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس نے ابو جعفر علیہ السلام سے ملنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ عبداللہ بن نافع ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے، اور وہ ''یَبْرَأُ'' صبح و شام مجھ سے اور میرے والد علیہ السلام سے دور رہتا ہے۔ابو بصیر الکوفی نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں آپ ﷺ پر قربان ہو جاؤں، اس نے کہا کہ کاش میں اس (زمین) کے قطر کے درمیان کسی ایسے شخص کو جانتا جہاں میرا جانور (سوار) پہنچ سکتا ہے۔ مجھ سے کون بحث کر سکتا ہے کہ علی علیہ السلام نے نہروان کے لوگوں کو قتل کیا تھا، اور وہ ان پر ظلم نہیں کرتے تھے، میں ان کے پاس (تردید کے لیے) سوار ہو جاؤں گا۔ تو ابو جعفر علیہ السلام نے اس سے کہا: تم سمجھتے ہو کہ وہ میرے پاس بحث کے لیے آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکا (خادم) نکل جا اور اپنا زنجیر اتار کر اس سے کہو کہ کل ہمارے پاس آئے۔ اس نے (راوی نے) کہا کہ جب اگلا دن ہوا تو عبداللہ بن نافع اپنے ساتھیوں کے بہادروں کے ساتھ آئے اور ابو جعفر علیہ السلام نے تمام مہاجرین کے بیٹوں کو پیغام بھیجا۔ مددگار اور ان کو جمع کیا۔ پھر آپ ﷺ دو دلکش لباس پہن کر لوگوں کے پاس تشریف لائے اور لوگوں سے اس طرح منہ کیا جیسے آپ ﷺ مدار میں چاند ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: حمد اللہ کے لیے ہے، جو مقام عطا کرنے والا ہے، صفات کا تعین کرنے والا ہے، اور ہدایت دینے والا ہے۔ حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔(البقرہ:۲۵۵)" اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔'' آیت کے آخر تک۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے (عزوج) بندے ہیں، اس (عزوج) کی طرف سے منتخب کردہ اور سیدھے راستے پر چلنے کے لئے اس کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ (عزوجل) کے لیے ہیں جس نے ہمیں نبوت سے سرفراز کیا اور ولایۃ سے نوازا۔ اے مہاجرین اور مددگاروں کے بیٹوں کے گروہ! تم میں سے جو لوگ علی علیہ السلام بن ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں فضیلت رکھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ کھڑے ہو کر بیان کرے۔ چنانچہ لوگ کھڑے ہوئے تو انہوں نے ان خوبیوں کو شمار کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں ان کی طرف سے ان خوبیوں کا راوی ہوں لیکن بعد میں دونوں ججوں کی تقرری کے بعد کفر ہوا۔ پھر انہوں نے حدیث خیبر کی فضیلت کے ساتھ ختم کیا: میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول

(ص) سے محبت کرتا ہے۔ (عزوجل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ حملہ آور، بھاگنے والا نہیں جو اس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک اللہ (عزوجل) اس کے ہاتھ پر فتح نہ دے دے"۔ تو ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا؛ آپ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا، سچ۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن کفر تو بعد میں ہوا"۔ تو ابوجعفر علیہ السلام نے اس سے کہا: تمہاری والدہ تم سے محروم رہیں! مجھے اللہ (عزوجل) سے محبت کرنے والے علی علیہ السلام بن ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں بتایئے جس دن آپ علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے محبت کی اور آپ (ع) کو معلوم تھا کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو قتل کریں گے۔ نہروان، یا وہ (عزوج) نہیں جانتے تھے؟ ابن نافع نے کہا، میرے لیے اسے دہراؤ۔ تو ابوجعفر علیہ السلام نے ان سے کہا: مجھے اللہ (عزوجل) کے بارے میں بتاؤ، آپ (ع) نے علی علیہ السلام سے اس دن محبت کی جس دن آپ علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے محبت کی، مجھے معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہروان کے لوگوں کو قتل کریں گے، یا آپ (ع) نہیں جانتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کہتا کہ نہیں تو میں کفر کرتا۔ اس نے (راوی) کہا، تو اس نے کہا، وہ (عزوج) جانتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کیا اللہ (عزوجل) کو علی علیہ السلام سے محبت تھی کہ وہ اس کی اطاعت میں کام کریں یا اس کی نافرمانی میں؟ "اس کے (عزوجل) کی اطاعت پر"۔ تو ابوجعفر علیہ السلام نے ان سے فرمایا: "تو کھڑے ہو جاؤ (اور چلے جاؤ) کیونکہ تم شکست کھا چکے ہو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور کہہ رہے تھے کہ جب تک صبح کے وقت سفید دھاگہ کالے دھاگے سے الگ نہ ہو جائے، اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ وہ (عزوجل) اپنا پیغام کہاں پہنچائے۔ [1]

بیان:

بین قطریها أی قطری الأرض و العطیة الدابة تسرع فی سیرها و لا ولده یعنی و لا ولده أهلا لذلك و هم یخلون من عالم إنكار لخلوهم عن العلم و الصندد كزبرج السید و الشریف مغرین مصبوغین بالمغرة و هی الطین الأحمر كأنه فلقة قمر أی قطعة منه أنا أروی أكثر روایة لها منهم

"بین قطریها" اس کے دو قطروں کے درمیان یعنی زمین کے دو قطروں کے درمیان۔

"واعطیۃ" اس سے مراد ایسی سواری ہے جو اپنے راستے کو تیزی کے ساتھ طے کرتی ہے۔

"ولا ولدہ" اس کی کوئی اولاد نہیں یعنی اس کی کوئی اولاد ایسی نہیں جو اس کی اہل ہو۔

"وھم یخلون من عالم" وہ ایک عالم سے خالی ہیں یعنی ان کا علم سے خلوت کا انکار کرنا ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۴۶/ ۷ ۴ ۳؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۳۰۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۱۲

''والصندد'' ریت کے ٹیلے جیسے سید و شریف کا مزین ہوتا۔
''ممغرین'' رنگی ہوتی ہونا اور اس سے مراد سرخ مٹی ہے۔
''کانہ فلقۃ'' گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا بھی اس میں سے ایک ٹکڑا۔
''انا اروی'' میں زیادہ روایت کرنے والا ہوں یعنی ان سے زیادہ روایات بیان کرتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

9/1400 الکافی، ۱/۴۷۲/۱/۶/۱ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ اَلْحِمْيَرِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُبِضَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْبَاقِرُ وَ هُوَ اِبْنُ سَبْعٍ وَ خَمْسِينَ سَنَةً فِي عَامِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ وَ مِائَةٍ عَاشَ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ شَهْرَيْنِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام محمد بن علی الباقرؑ کی شہادت ستاون سال کی عمر میں ایک سو چودہ ہجری میں ہوا اور آپؑ حضرت علی ابن حسین علیہ السلام کے بعد انیس سال اور دو ماہ تک زندہ رہے۔ [2]

بیان:

قال فی الکافی ولد أبو جعفر ع سنة سبع و خمسین و قبض ع سنة أربع عشرة و مائة و له سبع و خمسون سنة و دفن بالمدینة بالبقیع فی القبر الذی دفن فیه أبوه علی بن الحسین ع و کانت أمه أم عبد الله بنت الحسن بن علی بن أبی طالب علیهما السلام و علی ذریتهم الهادیة و قال فی التهذیب أمه أم عبد الله بنت الحسن بن علی و هو هاشمی من هاشمیین علوی من علویین و وافق صاحب الکافی فی سائر المذکورات

کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام محمد باقرؑ ۵۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور آپؑ کی شہادت ۱۱۴ ہجری میں ہوئی اور آپؑ کی عمر ستاون سال ہو گی تھی۔ آپؑ مدینہ میں جنت البقیع کے مقام پر مدفون ہیں اور آپ اس

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۵۱۵؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/ ۲۱۹

[2] بحار الانوار: ۴۶/ ۲۱۷؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۳۴۹؛ عوالم العلوم: ۱۹/ ۲۵۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/ ۲۳۴؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۲/ ۱۹؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/ ۱۲۵؛ مسند ابوبصیر: ۱/ ۱۳۰

قبر میں دفن ہیں جس میں آپؑ کے والد محترم امام علی زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ دفن ہیں۔ آپؑ کی والدہ محترمہ سیّدہ عالیہ ام عبداللہؑ بنت امام حسنؑ بن امام علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

کتاب التہذیب میں مرقوم ہے کہ آپؑ کی والدہ محترم سیّدہ عالیہ ام عبداللہؑ بنت امام حسنؑ بن امام علیؑ تھیں اور آپؑ دونوں طرف سے ہاشمی اور علوی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن علامہ مجلسی نے اس سند کو کئی مقامات پر مختلف فیہ یا ضعیف کہہ کر اپنے نزدیک صحیح قرار دیا ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور شیخ شاھرودی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ [3]

۱۱۸ ـ باب ما جاء فی أبی عبد الله

جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام

باب: جو کچھ حضرت ابوعبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1401 الكافي ۱/۱/۴۷۲/۱ محمد عن أحمد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ وَهْبُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كَانَ سَعِيدُ بْنُ اَلْمُسَيَّبِ وَ اَلْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَ أَبُو خَالِدٍ اَلْكَابُلِيُّ مِنْ ثِقَاتِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ وَ كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ آمَنَتْ وَ اِتَّقَتْ وَ أَحْسَنَتْ (وَ اَللَّهُ يُحِبُّ اَلْمُحْسِنِينَ) قَالَ وَ قَالَتْ أُمِّي قَالَ أَبِي يَا أُمَّ فَرْوَةَ إِنِّي لَأَدْعُو اَللَّهَ لِمُذْنِبِي شِيعَتِنَا فِي اَلْيَوْمِ وَ اَللَّيْلَةِ أَلْفَ مَرَّةٍ لِأَنَّا نَحْنُ فِيمَا يَنُوبُنَا مِنَ اَلرَّزَايَا نَصْبِرُ عَلَى مَا نَعْلَمُ مِنَ اَلثَّوَابِ وَ هُمْ يَصْبِرُونَ عَلَى مَا لاَ يَعْلَمُونَ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۲۵

[2] حدیث: ۴۷ ۱۳؛ ۸۳ ۱۱۳ اور ۱۳۹۱ کی تحقیق کی طرف رجوع کیجیے۔

[3] مستدرکات علم رجال الحدیث: ۵/ ۱۰۹

اسحاق بن جریر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سعید بن مسیب، قاسم بن محمد بن ابوبکر اور ابو خالد کابلی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے قابل اعتماد لوگ تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میری والدہ سچی مومنہ، پرہیز گار اور نیک عمل کرنے والی تھیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے فرمایا: میرے والد نے ان سے فرمایا کہ اے ام فروہ! میں دن اور رات میں ایک ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ سے اپنے شیعوں کے گناہوں کی معافی کی دعا کرتا ہوں کیونکہ ہم میں گھر کر صبر کرتے ہیں جبکہ ہم اس کے اجر و ثواب کو بھی جانتے ہیں لیکن وہ صبر کرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے بارے میں نہیں جانتے۔[1]

بیان:

أمه ع هي أم فروة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر رضي الله عنهما قال أبي يعني أبا جعفر ع ينوبنا من الرزايا ينزل بنا من المصيبات

"امه علیہ السلام" آپؑ کی والدہ محترمہ جناب سیّدہ عالیہ امہ فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر ہیں۔

"قال ابی" میرے والد محترم نے فرمایا: اس سے مراد امام محمد باقرؑ ہیں۔

"ینوبنا من الرزایا" اس مراد یہ ہے کہ مصیبتیں نازل ہوں گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

2/1402 الکافی ۱/۴۷۳/۲/۱ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنِ اِبْنِ جُمْهُورٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: وَجَّهَ أَبُو جَعْفَرٍ اَلْمَنْصُورُ إِلَى اَلْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ وَ هُوَ وَالِيهِ عَلَى اَلْحَرَمَيْنِ أَنْ أَحْرِقْ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ دَارَهُ فَأَلْقَى اَلنَّارَ فِي دَارِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ فَأَخَذَتِ اَلنَّارُ فِي اَلْبَابِ وَ اَلدِّهْلِيزِ فَخَرَجَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَتَخَطَّى اَلنَّارَ وَ يَمْشِي فِيهَا وَ يَقُولُ أَنَا اِبْنُ أَعْرَاقِ اَلثَّرَى أَنَا اِبْنُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو جعفر منصور نے مکہ اور مدینہ کے اپنے گورنر حسن بن زید کو حکم دیا

[1] بحار الانوار: ۴۷/۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/۱۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/۲۷

کہ جعفر بن محمد علیہ السلام کے گھر کو آگ لگا کر اسے جلا دے۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ کے گھر کو آگ لگا دی گئی اور اس نے دروازے اور دہلیز کو بھی لپیٹ میں لے لیا۔ پس امام جعفر صادق علیہ السلام آگ کو چیرتے ہوئے باہر نکلے اور اس میں چلتے ہوئے فرما رہے تھے کہ میں اعراق الثری (اسماعیلؑ) کا بیٹا ہوں اور میں ابراہیم خلیل اللہ کا بیٹا ہوں۔ [1]

بیان:

العرق الأصل و أصول الأرض الأنبياء ع و يقال فحل معرق أی عريق النسب أصيل و تأتی قصتان أخريان له ع مع أبی الدوانيق فی باب الدعاء للخوف من السلطان من أبواب الذكر و الدعاء من كتاب الصلاة إن شاء الله تعالى

"العرق" اصل اور زمین کے اصول انبیاء کرامؑ ہیں۔

یہ دو قصے ہیں آپؑ کے بارے میں جوابی الدوانیق کے ساتھ ہوئے اور یہ دونوں ان شاء اللہ کتاب الصلاۃ کے ابواب الذکر والدعاء میں سے "باب الدّعاء للخوف من السلطان" میں بیان ہوں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

3/1403 الكافی، ١/٣/٤٧٣/١ الاثنان عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ رُفَيْدٍ مَوْلَى يَزِيدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ: سَخِطَ عَلَيَّ ابْنُ هُبَيْرَةَ وَ حَلَفَ عَلَيَّ لَيَقْتُلُنِي فَهَرَبْتُ مِنْهُ وَ عُذْتُ بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَعْلَمْتُهُ خَبَرِي فَقَالَ لِيَ انْصَرِفْ وَ أَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلاَمَ وَ قُلْ لَهُ إِنِّي قَدْ آجَرْتُ عَلَيْكَ مَوْلاَكَ رُفَيْداً فَلاَ تَهِجْهُ بِسُوءٍ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ شَامِيٌّ خَبِيثُ الرَّأْيِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ كَمَا أَقُولُ لَكَ فَأَقْبَلْتُ فَلَمَّا كُنْتُ فِي بَعْضِ الْبَوَادِي اسْتَقْبَلَنِي أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَيْنَ تَذْهَبُ إِنِّي أَرَى وَجْهَ مَقْتُولٍ ثُمَّ قَالَ لِي أَخْرِجْ يَدَكَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ يَدُ مَقْتُولٍ ثُمَّ قَالَ لِي أَبْرِزْ رِجْلَكَ فَأَبْرَزْتُ رِجْلِي فَقَالَ رِجْلُ مَقْتُولٍ ثُمَّ قَالَ لِي أَبْرِزْ جَسَدَكَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ جَسَدُ مَقْتُولٍ ثُمَّ قَالَ لِي أَخْرِجْ لِسَانَكَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِيَ امْضِ

---

[1] المناقب: ۴/۲۳۶؛ بحار الانوار: ۴۷/۱۳۶؛ اثبات الهداة: ۴/۱۳۶؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۲۹۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/۳۵۶؛ نوادر المعجزات: ۳۱۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/۲۹۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۳/۱۲؛ القطرہ من بحار: ۲/۳۶۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/۲۸

فَلاَ بَأْسَ عَلَيْكَ فَإِنَّ فِي لِسَانِكَ رِسَالَةً لَوْ أَتَيْتَ بِهَا الْجِبَالَ الرَّوَاسِيَ لاَنْقَادَتْ لَكَ قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى وَقَفْتُ عَلَى بَابِ ابْنِ هُبَيْرَةَ فَاسْتَأْذَنْتُ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ قَالَ أَتَتْكَ بِحَائِنٍ رِجْلاَهُ يَا غُلاَمُ النَّطْعَ وَ السَّيْفَ ثُمَّ أَمَرَ بِي فَكُتِّفْتُ وَ شُدَّ رَأْسِي وَ قَامَ عَلَيَّ السَّيَّافُ لِيَضْرِبَ عُنُقِي فَقُلْتُ أَيُّهَا الْأَمِيرُ لَمْ تَظْفَرْ بِي عَنْوَةً وَ إِنَّمَا جِئْتُكَ مِنْ ذَاتِ نَفْسِي وَ هَاهُنَا أَمْرٌ أَذْكُرُهُ لَكَ ثُمَّ أَنْتَ وَ شَأْنَكَ فَقَالَ قُلْ فَقُلْتُ أَخْلِنِي فَأَمَرَ مَنْ حَضَرَ فَخَرَجُوا فَقُلْتُ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ وَ يَقُولُ لَكَ قَدْ أَجَرْتُ عَلَيْكَ مَوْلاَكَ رُفَيْداً فَلاَ تَهِجْهُ بِسُوءٍ فَقَالَ وَ اللَّهِ لَقَدْ قَالَ لَكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ هَذِهِ الْمَقَالَةَ وَ أَقْرَأَنِي السَّلاَمَ فَحَلَفْتُ لَهُ فَرَدَّهَا عَلَيَّ ثَلاَثاً ثُمَّ حَلَّ أَكْتَافِي ثُمَّ قَالَ لاَ يُقْنِعُنِي مِنْكَ حَتَّى تَفْعَلَ بِي مَا فَعَلْتُ بِكَ قُلْتُ مَا تَنْطَلِقُ يَدِي بِذَاكَ وَ لاَ تَطِيبُ بِهِ نَفْسِي فَقَالَ وَ اللَّهِ مَا يُقْنِعُنِي إِلاَّ ذَاكَ فَفَعَلْتُ بِهِ كَمَا فَعَلَ بِي وَ أَطْلَقْتُهُ فَنَاوَلَنِي خَاتَمَهُ وَ قَالَ أُمُورِي فِي يَدِكَ فَدَبِّرْ فِيهَا مَا شِئْتَ.

یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے غلام روفید سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہبیرہ مجھ پر ناراض ہو گیا اور مجھے قتل کرنے کی قسم کھائی۔ میں ڈر کے مارے اس سے بھاگا اور امام جعفر صادقؑ کی پناہ مانگی۔ پس میں نے آپؑ کو سارے واقعہ سے آگاہ کیا تو آپؑ نے فرمایا: واپس جاؤ اور اس کو میرا سلام کہنا اور میرا پیغام دینا کہ میں نے تیرے غلام روفید کو پناہ دی ہے لہذا اپنے غصے سے اسے نقصان نہ پہنچاؤ۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ شامی ہے اور پلید و بدعقیدہ رکھتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جیسا میں نے تم سے کہا ہے ویسے ہی کرو۔

چنانچہ میں واپس لوٹ رہا تھا کہ راستے میں ایک عرب آدمی مجھے ملا جس نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ میں اس انسان کا چہرہ دیکھ رہا ہوں جسے قتل کیا جائے گا۔

اس نے مزید کہا: مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ میں نے اسے اپنا ہاتھ دکھایا تو اس نے کہا: میں ایک مقتول کا ہاتھ دیکھ رہا ہوں۔

اس نے پھر کہا: مجھے اپنا پاؤں دکھاؤ۔ میں نے اسے اپنا پاؤں دکھایا تو اس نے کہا: میں ایک مقتول شخص کا پاؤں دیکھ رہا ہوں۔

اس نے پھر کہا: مجھے اپنی زبان دکھاؤ۔ میں نے اسے اپنی زبان دکھائی تو اس نے کہا: جاؤ تمہیں کوئی خطرہ نہیں

ہے کیونکہ تیری زبان پر وہ چیز ہے کہ تو پہاڑ پر بیان کرے گا تو وہ بھی تیری اطاعت کرے گا۔

پس میں چلتے چلتے ابن ہبیرہ کے دروازے پر آیا اور میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا: خیانت کار خود چل کر آ گیا ہے اور اس نے اپنے غلام سے کہا: رسی اور تلوار لے کر آؤ۔

پھر اس نے حکم دیا کہ میرے بازو اور ہاتھ رسی سے باندھ دے اور خود تلوار لے کر میرے سر پر کھڑا ہو گیا تا کہ میری گردن اُڑا سکے۔ میں نے اس سے کہا: اے امیر! آپ نے مجھے تلاش نہیں کیا بلکہ میں خود چل کر آپ کے پاس آیا ہوں، میں آپ کے لیے ایک پیغام لے کر آیا ہوں وہ سن لیں پھر میرے ساتھ جو کرنا چاہیں کر لیں۔

اس نے کہا: کہو، وہ کیا پیغام ہے؟

میں نے کہا: پہلے ان لوگوں کو یہاں سے باہر نکالیں، میں اکیلے میں پیغام دینا چاہتا ہوں۔

اس نے سب کو باہر نکال دیا تو میں نے کہا: جعفر بن محمد علیہ السلام نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے تیرے غلام کو پناہ دی ہے لہٰذا اپنے غصہ کی وجہ سے اسے کوئی نقصان نہ دینا۔

اس نے کہا: کیا واقعی جعفر بن محمدؑ نے مجھے سلام کہا ہے اور یہ ان کا پیغام ہے؟

میں نے قسم کھائی کہ ہاں یہ انہی کا پیغام ہے اور اس نے تین بار اس کا تکرار کیا۔ پھر اس نے میرے ہاتھ کھولے اور مجھے آزاد کر دیا اور پھر کہا: مجھے اس وقت تک یقین نہیں آتا جب تک کہ تم میرے ساتھ وہی نہ کرو جو میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔

میں نے کہا: میرے ہاتھ ایسی چیزوں کے لیے نہیں چلیں گے اور میرا ضمیر اسے قبول نہیں کرے گا۔ اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! تجھے ایسا کرنا پڑے گا۔

پھر میں نے وہی کیا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے مجھے اپنی انگوٹھی دے دی اور کہا: اب میرے تمام معاملات تمہارے ہاتھ میں ہوں گے جو تم کرنا چاہو کرو۔ [1]

بیان:

أتتك بخائن رجلاه الخطاب لنفسه و فاعل أتت رجلاه و الباء للخائن و الباء للتعدية فكتفت أي شد يدي إلى خلف بالكتاف و هو حبل شديد عنوة قهرا من ذات نفسي يعني من غير أن يجيء بي

[1] المناقب: ۴/ ۲۳۵؛ اثبات الهداة: ۴/ ۱۸۹؛ اثبات الهداة: ۴/ ۱۳۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۳۸۰؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۲۹۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۳۱۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۴/ ۱۷۰

أحد أخلنی بفتح الهمزة اجتمع بی فی خلوة

"اتتک بخائن اجلاہ" "تمھارے پاس ایک خائن ہے اپنے دونوں پیروں کے ساتھ یعنی اپنے ہے خطاب کیا۔ "اتت" کا فاعل "رجلاہ" ہے اور ضمیر بارز "خائن" کے لیے ہے اور "باء" تقدیہ کا معنی دے رہی ہے۔

"فکتفت" یعنی میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف سے رسّی کے ساتھ مضبوطی سے باندھا اور یہ ایک مضبوط رسی ہے۔ "عنوۃ" سخت۔

"من ذات نفسی" "میری ذات سے یعنی غیر سے کہ میرے پاس کوئی ایک بھی نہیں آیا۔

"آخلنی" انہوں نے خلوت میں میرے ساتھ اجتماع کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشھور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل مجہول ہے (واللہ اعلم)

4/1404 الکافی ۱/۴۷۴/۴/۱ محمد عن أحمد عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ ٱلْعَزِيزِ عَنِ ٱلْخَيْبَرِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ وَ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ وَ أَبِي سَلَمَةَ ٱلسَّرَّاجِ وَ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ ثُوَيْرِ بْنِ أَبِي فَاخِتَةَ قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ عِنْدَنَا خَزَائِنُ ٱلْأَرْضِ وَ مَفَاتِيحُهَا وَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بِإِحْدَى رِجْلَيَّ أَخْرِجِي مَا فِيكِ مِنَ ٱلذَّهَبِ لَأَخْرَجَتْ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِإِحْدَى رِجْلَيْهِ فَخَطَّهَا فِي ٱلْأَرْضِ خَطّاً فَانْفَرَجَتِ ٱلْأَرْضُ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَأَخْرَجَ سَبِيكَةَ ذَهَبٍ قَدْرَ شِبْرٍ ثُمَّ قَالَ اُنْظُرُوا حَسَناً فَنَظَرْنَا فَإِذَا سَبَائِكُ كَثِيرَةٌ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ يَتَلَأْلَأُ فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا جُعِلْتُ فِدَاكَ أُعْطِيتُمْ مَا أُعْطِيتُمْ وَ شِيعَتُكُمْ مُحْتَاجُونَ قَالَ فَقَالَ إِنَّ ٱللَّهَ سَيَجْمَعُ لَنَا وَ لِشِيعَتِنَا ٱلدُّنْيَا وَ ٱلْآخِرَةَ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتِ ٱلنَّعِيمِ وَ يُدْخِلُ عَدُوَّنَا ٱلْجَحِيمَ.

یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر، ابوسلمہ السراج، اور حسین بن سویر بن ابو فاختہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس موجود تھے تو آپؑ نے فرمایا: ہمارے پاس زمین کے خزانوں اور ان کی چابیاں ہے۔ اگر میں چاہوں تو اپنے پاؤں سے زمین کو اشارہ کروں اور کہوں جو سونا اور چاندی تیرے اندر ہے وہ سب باہر لے آ تو وہ ضرور لے آئے گی۔

---

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۳۰

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپؑ نے اپنے پاؤں سے زمین پر ایک لکیر کھینچی تو اس جگہ سے زمین پھٹ گئی اور آپؑ نے اپنے ہاتھ سے سونے کی ایک اینٹ نکالی جو ایک ہاتھ کے برابر تھی۔
پھر آپؑ نے فرمایا: اس کے حسن وخوبصورتی کو غور سے دیکھو۔
پھر ہم نے دوبارہ نظر ڈالی تو دیکھا کہ سونے کے کئی ٹکڑے ایک دوسرے پر چمک رہے ہیں۔
پھر ہم سے کسی نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اللہ نے آپؑ کو کس قدر عطا کیا ہوا ہے لیکن آپؑ کے شیعہ غریب ومحتاج ہیں؟
آپؑ نے فرمایا: اللہ عنقریب ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے دنیا اور آخرت کو اکٹھا کرے گا اور وہ انہیں نعمتوں والی جنتوں میں داخل کرے گا اور ہمارے دشمنوں کو جہنم میں داخل کرے گا۔"[1]

بیان:

أن أقول باحدی رجلی ضمن القول معنی الضرب وقد یجیء بمعناه أیضاً قاله ابن الأنباری وهو المراد به فی قوله: ثم قال باحدی رجلیه: وقوله: ثم قال بیده سیجمع لنا یعنی فی زمان القائم ع والرجعة

"ان اقول باحدی رجلی" اپنے دونوں پاؤں میں سے ایک کے ذریعہ میں نے کہا، یہاں قول سے مراد ضرب ہے۔ اور کبھی کبھی اس کا یہ معنی بھی آتا ہے۔
ابن انباری بیان کرتے ہیں کہ یہی مراد ہے ان کے اس قول میں کہ "ثم قال باهدی رجلیه" اور اس کا یہ قول۔ ثم قال بیدہ۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعہ کہا۔
"سیجمع لنا" عنقریب ہمیں جمع کرے گا یعنی امام زمانہ علیہ السلامؑ کے دور میں اور رجعت میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق معتبر ہے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز ثقہ ہے[3] اور الخیبری بھی کامل الزیارات کا راوی ہے البتہ اس کا مذہب امامی نہیں ہے اور یونس بن ظبیان و مفضل

---

[1] دلائل الامامۃ (مترجم): ۲۸۳ ح ۲۳۸ (مطبوعہ پبلیکیشنز لاہور)؛ المناقب: ۴/۲۴۴؛ بصائر الدرجات: ۳۷۴؛ الاختصاص: ۲۶۹؛ الخرائج والجرائح: ۲/۷۳۷؛ اثبات الھداۃ: ۴/۱۸۱؛ بحار الانوار: ۴۷/۸۷؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۲۹۸؛ الثاقب فی المناقب: ۴۲۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/۳۱۶

[2] مرآۃ العقول: ۶/۳۱

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۲۶

بن عمر دونوں ثقہ ثابت ہیں (واللہ اعلم)

5/1405 الکافی ۱/۵/۴۷۴/۱ الاثنان عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كَانَ لِي جَارٌ يَتَّبِعُ اَلسُّلْطَانَ فَأَصَابَ مَالاً فَأَعَدَّ قِيَاناً وَ كَانَ يَجْمَعُ اَلْجَمِيعَ إِلَيْهِ وَ يَشْرَبُ اَلْمُسْكِرَ وَ يُؤْذِينِي فَشَكَوْتُهُ إِلَى نَفْسِهِ غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَنْتَهِ فَلَمَّا أَنْ أَلْحَحْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِي يَا هَذَا أَنَا رَجُلٌ مُبْتَلًى وَ أَنْتَ رَجُلٌ مُعَافًى فَلَوْ عَرَضْتَنِي لِصَاحِبِكَ رَجَوْتُ أَنْ يُنْقِذَنِيَ اَللَّهُ بِكَ فَوَقَعَ ذَلِكَ لَهُ فِي قَلْبِي فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ذَكَرْتُ لَهُ حَالَهُ فَقَالَ لِي إِذَا رَجَعْتَ إِلَى اَلْكُوفَةِ سَيَأْتِيكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ دَعْ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ وَ أَضْمَنُ لَكَ عَلَى اَللَّهِ اَلْجَنَّةَ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى اَلْكُوفَةِ أَتَانِي فِيمَنْ أَتَى فَاحْتَبَسْتُهُ عِنْدِي حَتَّى خَلاَ مَنْزِلِي ثُمَّ قُلْتُ لَهُ يَا هَذَا إِنِّي ذَكَرْتُكَ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلصَّادِقِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لِي إِذَا رَجَعْتَ إِلَى اَلْكُوفَةِ سَيَأْتِيكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ دَعْ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ وَ أَضْمَنُ لَكَ عَلَى اَللَّهِ اَلْجَنَّةَ قَالَ فَبَكَى ثُمَّ قَالَ لِيَ اَللَّهِ لَقَدْ قَالَ لَكَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ هَذَا قَالَ فَحَلَفْتُ لَهُ أَنَّهُ قَدْ قَالَ لِي مَا قُلْتُ فَقَالَ لِي حَسْبُكَ وَ مَضَى فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ بَعَثَ إِلَيَّ فَدَعَانِي وَ إِذَا هُوَ خَلْفَ دَارِهِ عُرْيَانٌ فَقَالَ لِي يَا أَبَا بَصِيرٍ لاَ وَ اَللَّهِ مَا بَقِيَ فِي مَنْزِلِي شَيْءٌ إِلاَّ وَ قَدْ أَخْرَجْتُهُ وَ أَنَا كَمَا تَرَى قَالَ فَمَضَيْتُ إِلَى إِخْوَانِنَا فَجَمَعْتُ لَهُ مَا كَسَوْتُهُ بِهِ ثُمَّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ أَيَّامٌ يَسِيرَةٌ حَتَّى بَعَثَ إِلَيَّ أَنِّي عَلِيلٌ فَأْتِنِي فَجَعَلْتُ أَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَ أُعَالِجُهُ حَتَّى نَزَلَ بِهِ اَلْمَوْتُ فَكُنْتُ عِنْدَهُ جَالِساً وَ هُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَغُشِيَ عَلَيْهِ غَشْيَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا بَصِيرٍ قَدْ وَفَى صَاحِبُكَ لَنَا ثُمَّ قُبِضَ رَحْمَةُ اَللَّهِ عَلَيْهِ فَلَمَّا حَجَجْتُ أَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا دَخَلْتُ قَالَ لِيَ اِبْتِدَاءً مِنْ دَاخِلِ اَلْبَيْتِ وَ إِحْدَى رِجْلَيَّ فِي اَلصَّحْنِ وَ اَلْأُخْرَى فِي دِهْلِيزِ دَارِهِ يَا أَبَا بَصِيرٍ قَدْ وَفَيْنَا لِصَاحِبِكَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو سلطان کی پیروی کرتا تھا اور اس نے کچھ خاص جائیدادیں حاصل کیں۔ وہ پارٹیوں کا اہتمام کرتا اور خواتین گلوکاروں کو مدعو کرتا، وہ شراب پیتے اور مجھے پریشان کرتے۔ میں نے اس شخص سے کئی بار شکایت کی لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ جب میں نے اصرار کیا تو اس نے کہا: اے آدمی! میں ایک عادی شخص ہوں اور آپ نیک ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے آقا

کے پاس لے جائیں اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مجھے بچا لے گا۔ اس کی باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ جب میں امام جعفر صادقؑ سے ملنے گیا اور آپؑ سے اس شخص کا حال ان سے بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا: جب تم کوفہ واپس جاؤ گے تو وہ عنقریب تمہارے پاس آئے گا۔ پس اس سے کہنا: جعفر بن محمدؑ نے تم سے کہا ہے کہ تم ان چیزوں سے دور رہو تو میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اللہ تمہیں جنت داخل کرے گا۔ چنانچہ میں کوفہ واپس آیا تو وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے اپنے پاس روکے رکھا یہاں تک کہ ہم صرف دو اکیلے رہ گئے۔ پھر میں نے اس سے کہا: اے شخص! میں نے تیرا ذکر امام جعفر صادقؑ سے کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: جب تم واپس کوفہ جاؤ گے تو وہ آدمی جلد ہی تمہارے پاس آئے گا پس اس سے کہنا کہ جعفر بن محمدؑ نے تم سے فرمایا ہے کہ تم جس کام میں ملوث ہو اس سے دور رہو تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ وہ شخص رو پڑا اور مجھ سے کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں! کیا واقعی امام جعفر صادقؑ نے تم سے یہ فرمایا تھا؟

راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کے سامنے قسم کھائی کہ امام جعفر صادقؑ نے واقعی ایسا کہا ہے۔

اس نے مجھ سے کہا: تمہارے لیے یہی کافی ہے اور وہ چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے مجھے بلایا جبکہ وہ اپنے گھر کے پیچھے برہنہ تھا اور اس نے مجھ سے کہا: اے ابوبصیر! اللہ کی قسم! میرے گھر میں کچھ نہیں بچا مگر یہ کہ میں نے اس کو نکال دیا ہے اور میں اسی طرح رہ گیا ہوں جیسا تم دیکھ رہے ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں اپنی قوم کے پاس گیا اور اس کے لیے کپڑا جمع کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ بیمار ہے اور مجھے اسے دیکھنا چاہیے۔ پس میں اس کے پاس آتا رہا اور اس کا علاج کرتا رہا یہاں تک کہ موت اس پر نازل ہوگئی اور میں اس کے قریب بیٹھا موت کی اذیت کا تجربہ کر رہا تھا تو وہ بیہوش ہوگیا اور پھر جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: اے ابوبصیر! تیرے آقا نے مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا، اللہ اس پر رحمت کرے۔ پھر جب میں حج پر گیا تو میں امام جعفر صادقؑ سے ملنے گیا اور ملاقات کی اجازت مانگی۔ جب میں ان کے گھر میں داخل ہونے لگا تو ابھی ایک قدم راہداری میں اور ایک صحن میں تھا کہ امامؑ نے مجھ سے پہلے ہی ابتداء کرتے ہوئے اندر سے فرمایا: اے ابوبصیر! ہم نے تیرے دوست سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے۔"[1]

[1] کشف الغمہ: ۲/ ۱۹۴؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۱۴۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۳۰؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۳۰۹

بیان:

القينة الأمة المغنية يجود بنفسه يعطى روحه

❂ "القینۃ" گانے والے لوگ۔

"یجود بنفسہ" وہ اپنے نفس سے سخاوت کرتا ہے یعنی اپنی روح کو عطا کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

6/1406 الكافى ۱/۴۷۵/۶/۱ القميان عن صفوان عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْأَشْعَثِ قَالَ: قَالَ لِي أَ تَدْرِي مَا كَانَ سَبَبُ دُخُولِنَا فِي هَذَا اَلْأَمْرِ وَ مَعْرِفَتِنَا بِهِ وَ مَا كَانَ عِنْدَنَا مِنْهُ ذِكْرٌ وَ لاَ مَعْرِفَةُ شَيْءٍ مِمَّا عِنْدَ اَلنَّاسِ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا ذَاكَ قَالَ إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ يَعْنِي أَبَا اَلدَّوَانِيقِ قَالَ لِأَبِي مُحَمَّدِ بْنِ اَلْأَشْعَثِ يَا مُحَمَّدُ اِبْغِ لِي رَجُلاً لَهُ عَقْلٌ يُؤَدِّي عَنِّي فَقَالَ لَهُ أَبِي قَدْ أَصَبْتُهُ لَكَ هَذَا فُلاَنُ بْنُ مُهَاجِرٍ خَالِي قَالَ فَأْتِنِي بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ بِخَالِي فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ يَا اِبْنَ مُهَاجِرٍ خُذْ هَذَا اَلْمَالَ وَ أْتِ اَلْمَدِينَةَ وَ أْتِ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحَسَنِ وَ عِدَّةً مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فِيهِمْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَهُمْ إِنِّي رَجُلٌ غَرِيبٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ وَ بِهَا شِيعَةٌ مِنْ شِيعَتِكُمْ وَجَّهُوا إِلَيْكُمْ بِهَذَا اَلْمَالِ وَ اِدْفَعْ إِلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَلَى شَرْطِ كَذَا وَ كَذَا فَإِذَا قَبَضُوا اَلْمَالَ فَقُلْ إِنِّي رَسُولٌ وَ أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مَعِي خُطُوطُكُمْ بِقَبْضِكُمْ مَا قَبَضْتُمْ فَأَخَذَ اَلْمَالَ وَ أَتَى اَلْمَدِينَةَ فَرَجَعَ إِلَى أَبِي اَلدَّوَانِيقِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْأَشْعَثِ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو اَلدَّوَانِيقِ مَا وَرَاءَكَ قَالَ أَتَيْتُ اَلْقَوْمَ وَ هَذِهِ خُطُوطُهُمْ بِقَبْضِهِمُ اَلْمَالَ خَلاَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَإِنِّي أَتَيْتُهُ وَ هُوَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَجَلَسْتُ خَلْفَهُ وَ قُلْتُ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَأَذْكُرَ لَهُ مَا ذَكَرْتُ لِأَصْحَابِهِ فَعَجَّلَ وَ اِنْصَرَفَ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا هَذَا اِتَّقِ اَللَّهَ وَ لاَ تَغُرَّ أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ فَإِنَّهُمْ قَرِيبُو اَلْعَهْدِ بِدَوْلَةِ بَنِي مَرْوَانَ وَ كُلُّهُمْ مُحْتَاجٌ فَقُلْتُ وَ مَا ذَاكَ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ قَالَ فَأَدْنَى رَأْسَهُ مِنِّي وَ أَخْبَرَنِي بِجَمِيعِ مَا جَرَى بَيْنِي وَ بَيْنَكَ حَتَّى كَأَنَّهُ كَانَ ثَالِثَنَا قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ يَا

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۳۳

اِبْنَ مُهَاجِرٍ اِعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نُبُوَّةٍ إِلاَّ وَ فِيهِ مُحَدَّثٌ وَ إِنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ مُحَدَّثُنَا الْيَوْمَ وَ كَانَتْ هَذِهِ الدَّلاَلَةُ سَبَبَ قَوْلِنَا بِهَذِهِ الْمَقَالَةِ.

صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے کہ جعفر بن محمد بن اشعث نے مجھ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم اس امر میں کس سبب سے آئے (یعنی شیعہ ہو گئے) اور اس کو پہچان لیا حالانکہ ہمارے درمیان اس کا ذکر تک نہیں تھا اور ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ دوسرے لوگوں (یعنی شیعوں) کے پاس کیا ہے؟

میں نے اس سے کہا: پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ابو جعفر یعنی ابو دوانق نے ایک مرتبہ ابو محمد بن اشعث سے کہا: اے محمد! مجھے ایک عقلمند شخص چاہیے جس نے یہ کہا ہو جو میری طرف سے میری نمائندگی کر سکتا ہو۔

میرے والد نے اس سے کہا: میں نے آپ کے لیے ایک فلاں ابن مہاجر کو تلاش کیا ہے جو میرے ماموں ہیں۔

اس نے کہا: اسے میرے پاس لے آؤ۔

اس کا بیان ہے کہ میں اپنے ماموں کو ابو دوانق کے پاس لے آیا۔ ابو جعفر نے اسے کہا: اے مہاجر کے بیٹے! یہ جائیداد مدینہ لے جاؤ اور عبداللہ بن حسن بن حسن اور ان کے خاندان کے بہت سے لوگوں کو دے دو جن میں جعفر بن محمدؑ بھی ہیں اور ان سے کہو کہ میں خراسان سے ہوں اور اس علاقے میں اجنبی ہوں اور خراسان کے آپ کے شیعوں میں سے ایک نے مجھے یہ جائیداد آپ تک پہنچانے کے لیے دی تھی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کو فلاں فلاں شرائط کے ساتھ جائیداد سے دے دینا۔ پس جب وہ جائیداد لے لیں تو ان سے کہنا کہ میں صرف پیغام رساں ہوں لہٰذا آپ لوگ رقم قبول کریں اور مجھے وصولی کی رسید دے دیں کہ آپ لوگوں نے یہ مال وصول کر لیا ہے۔ پھر وہ جائیداد لے کر مدینہ چلا گیا اور واپس ابو دوانق کے پاس آیا جبکہ محمد بن اشعث بھی وہاں موجود تھا تو ابو دوانق نے اس سے کہا: تم نے کیا چھوڑا ہے؟

اس نے کہا: میں لوگوں سے ملا اور یہ ان کے ہاتھ کی تحریروں کی رسید ہے جو انہوں نے مال کی وصولی کی دی ہیں سوائے جعفر بن محمدؑ کے۔ میں ان سے ملنے گیا جبکہ وہ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں ان کے پیچھے بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ پس میں نے کہا کہ یہ نماز ختم کر لیں تو پھر ان سے وہی کچھ ذکر کروں گا جو ان کے ساتھیوں سے کیا ہے۔ پس وہ جلدی سے فارغ ہوئے اور پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے شخص! اللہ سے ڈرو اور حضرت محمد ﷺ کے اہل بیتؑ کو دھوکہ نہ دو کیونکہ انہوں نے ابھی مروان کے بیٹوں کی

حکومت کا تجربہ کیا ہے اور وہ سب محتاج ہیں۔

میں نے کہا: کیا بات کر رہے ہیں، اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

پھر انہوں نے اپنا سر میرے قریب کیا اور میرے اور تمہارے درمیان جو کچھ گزرا اس کے بارے میں مجھے اس طرح بتایا کہ گویا وہ ہمارے ساتھ تیسرے شخص تھے۔ انہوں نے کہا کہ ابوجعفر دوانق نے اس سے کہا ہے: اے ابن مہاجر! دھیان دو اور اس بات پر توجہ دو کہ ان میں کبھی بھی کسی نبی کا خاندان محدث کے بغیر نہیں رہا اور آج ہمارے درمیان محدث جعفر بن محمدؑ ہیں۔ یہ رہنمائی تھی جو اس مقالہ کے ساتھ ہمارے قول کا سبب ٹھہری۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ جعفر بن محمد الاشعث سے البزنطی روایت کرتا جو اس سند میں بھی موجود ہے لہٰذا اس کا ثقہ ہونا ثابت ہے البتہ اس کے امامی ہونے میں کلام کیا گیا ہے اور اسے عامی بھی کہا گیا ہے پس اگر یہ عامی ہو تو حدیث موثق کالصحیح ہوگی (واللہ اعلم)

7/1407 الکافی، ۸/۳۶۳/۵۵۳ أحمد بن محمد الکوفی عن علی بن الحسن التیمی عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَتِّبٌ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ: بَعَثَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ اَلْحَسَنِ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لَكَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَا أَشْجَعُ مِنْكَ وَ أَنَا أَسْخَى مِنْكَ وَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ فَقَالَ لِرَسُولِهِ أَمَّا اَلشَّجَاعَةُ فَوَ اَللَّهِ مَا كَانَ لَكَ مَوْقِفٌ يُعْرَفُ فِيهِ جُبْنُكَ مِنْ شَجَاعَتِكَ وَ أَمَّا اَلسَّخَاءُ فَهُوَ اَلَّذِي يَأْخُذُ اَلشَّيْءَ مِنْ جِهَتِهِ فَيَضَعُهُ فِي حَقِّهِ وَ أَمَّا اَلْعِلْمُ فَقَدْ أَعْتَقَ أَبُوكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَلْفَ مَمْلُوكٍ فَسَمِّ لَنَا خَمْسَةً مِنْهُمْ وَ أَنْتَ عَالِمٌ فَعَادَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَقُولُ لَكَ أَنْتَ رَجُلٌ صُحُفِيٌّ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قُلْ لَهُ إِي وَ اَللَّهِ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى وَ عِيسَى وَرِثْتُهَا عَنْ آبَائِي عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

---

[1] بصائر الدرجات: ۵: ۲۴۵؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۲۰۷؛ دلائل الامامۃ (مترجم) ۲۵۳ ح ۱۹۶ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۴۷/ ۷۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۱۳۸؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۲۵۹؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/ ۳۸۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۶۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۳۴

معتب وغیرہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن الحسن نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ ابو محمد آپؑ سے کہتے ہیں: میں آپؑ سے زیادہ بہادر ہوں اور میں آپؑ سے زیادہ سخی ہوں اور میں آپ سے زیادہ علم والا ہوں۔

آپؑ نے اس کے قاصد سے فرمایا: جہاں تک بہادری کا تعلق ہے، اللہ کی قسم! ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا جس سے اس کی بزدلی کو اس کی بہادری سے ممتاز کیا جا سکے اور جہاں تک سخاوت کا تعلق ہے، تو وہ ایک جہت سے کچھ لے کر اس کی صحیح جگہ پر رکھ رہا ہے اور جہاں تک علم کا تعلق ہے تو آپ کے جد امجد علی ابن ابی طالبؑ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے تھے، اگر آپ علم والے ہیں تو ان میں سے پانچ کا نام ہمارے لیے بیان کر دیں۔

چنانچہ قاصد اس کے پاس واپس آیا اور اس نے اسے بتایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس آیا اور آپؑ سے عرض کیا: وہ آپؑ سے کہہ رہا ہے کہ آپ صحف والے ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اس سے کہو کہ ہاں اللہ کی قسم! حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیفے مجھے اپنے آباء واجدادؑ سے وراثت میں ملے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ علی بن حسن التیمی ثقہ ہے [3] البتہ مذہب فطحی ہے۔ (واللہ اعلم)

8/1408 الکافی،۸/۸۷/۵۰ محمد عَنْ أَحْمَدَ عَنِ اَلْحَجَّالِ عَنْ حَفْصِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: بَعَثَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ غُلاَماً لَهُ فِي حَاجَةٍ فَأَبْطَأَ فَخَرَجَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى أَثَرِهِ لَمَّا أَبْطَأَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ نَائِماً فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ يُرَوِّحُهُ حَتَّى اِنْتَبَهَ فَلَمَّا اِنْتَبَهَ قَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا فُلاَنُ وَ اَللَّهِ مَا ذَاكَ لَكَ تَنَامُ اَللَّيْلَ وَ اَلنَّهَارَ لَكَ اَللَّيْلُ وَ لَنَا مِنْكَ اَلنَّهَارُ.

---

[1] مسائل علی بن جعفرؑ: ۳۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵۵۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۳۰؛ بحار الانوار: ۴۷/ ۲۹۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۳۹؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۵۲۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/ ۵۰۹؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۳/ ۱۳۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۲۶۸

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۵۴۱؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/ ۲۸۷

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۹۰

حفص بن ابو عائشہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک خادم کو ایک کام پر بھیجا تو اسے تاخیر ہوگئی۔ چنانچہ امام علیہ السلام یہ دیکھنے کے لیے باہر نکلے کہ اس کو تاخیر کیوں ہوئی۔ پس آپؑ نے اسے سوتے ہوئے پایا تو آپؑ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس کو سہلاتے رہے (اور انتظار کرتے رہے) یہاں تک کہ وہ بیدار ہوگیا۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے تو امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے فلاں! اللہ کی قسم، یہ تیرے لیے نہیں ہے۔ رات اور دن میں سوتے ہی رہو۔ تیرے (سونے کے) لیے رات ہے اور تیری طرف سے دن ہمارے (کام کاج کے) لیے ہے۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

9/1409 الکافی ۸/۸۷/۴۹ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُرَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَيْثُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ أَبِي جَعْفَرٍ اَلْمَنْصُورِ مِنَ اَلْحِيرَةِ فَخَرَجَ سَاعَةَ أُذِنَ لَهُ وَ اِنْتَهَى إِلَى اَلسَّالِحِينَ فِي أَوَّلِ اَللَّيْلِ فَعَرَضَ لَهُ عَاشِرٌ كَانَ يَكُونُ فِي اَلسَّالِحِينَ فِي أَوَّلِ اَللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ لاَ أَدَعُكَ أَنْ تَجُوزَ فَأَلَحَّ عَلَيْهِ وَ طَلَبَ إِلَيْهِ فَأَبَى إِبَاءً وَ أَنَا وَ مُصَادِفٌ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُصَادِفٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّمَا هَذَا كَلْبٌ قَدْ آذَاكَ وَ أَخَافُ أَنْ يَرُدَّكَ وَ مَا أَدْرِي مَا يَكُونُ مِنْ أَمْرِ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَنَا وَ مُرَازِمٌ أَ تَأْذَنُ لَنَا أَنْ نَضْرِبَ عُنُقَهُ ثُمَّ نَطْرَحَهُ فِي اَلنَّهَرِ فَقَالَ كُفَّ يَا مُصَادِفُ فَلَمْ يَزَلْ يَطْلُبُ إِلَيْهِ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اَللَّيْلِ أَكْثَرُهُ فَأَذِنَ لَهُ فَمَضَى فَقَالَ يَا مُرَازِمُ هَذَا خَيْرٌ أَمِ اَلَّذِي قُلْتُمَاهُ قُلْتُ هَذَا جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ إِنَّ اَلرَّجُلَ يَخْرُجُ مِنَ اَلذُّلِّ اَلصَّغِيرِ فَيُدْخِلُهُ ذَلِكَ فِي اَلذُّلِّ اَلْكَبِيرِ.

محمد بن مرازم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ہم امام جعفر صادقؑ کے ساتھ نکلے جبکہ آپؑ الحیرہ سے ابوجعفر المنصور کے پاس سے روانہ ہوئے۔ چنانچہ آپؑ اس وقت پر روانہ ہوئے جب آپؑ کو اجازت ملی تھی (یعنی رہا ہوئے تھے) اور رات کے شروع میں آپؑ السالحین پر پہنچ گئے تو ایک عشر

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۳۶؛ المناقب: ۴/۲۷۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۶۶ ح ۲۰۴۶۲؛ بحار الانوار: ۴۷/۵۶ و ۶۸/۴۰۵؛ عوالم العلوم: ۲۰/۱۹۳؛ الکافی: ۲/۱۱۲؛ الوافی: ۴/۴۴۸ ح ۲۳۰۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/۱۸۵؛ حلیۃ المتقین: ۴۶۴؛ احقاق الحق: ۲۸/۳۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۳۹۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۳/۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/۱۹۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۸۰

(ٹیکس) لینے والے نے آپؑ کو آگے سے روک لیا جو رات کے شروع میں السالحین میں (ڈیوٹی پر) تھا۔ اس نے آپؑ سے کہا: میں آپ (ع) کو جانے کی اجازت نہیں دوں گا۔
چنانچہ آپؑ نے اس کو تاکید کی اور اس سے درخواست کی لیکن اس نے سختی سے انکار کر دیا۔ میں اور مصادف آپؑ کے ساتھ تھے تو مصادف نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ کتا ہے، اس نے آپؑ کو پریشان کیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ یہ آپؑ کو واپس لوٹا دے گا اور میں نہیں جانتا کہ ابوجعفر (منصور) کا کیا حکم ہوگا؟ اگر آپؑ ہمیں اجازت دیں تو میں اور مرازم اس کی گردن مار سکتے ہیں، پھر اسے دریا میں پھینک دیں گے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: اے مصادف! اپنے آپ کو روکو۔ چنانچہ آپؑ نے اس سے درخواست کرنا بند نہیں کیا یہاں تک کہ رات کا بیشتر حصہ گزر گیا تو اس نے آپؑ کو گزرنے کی اجازت دے دی۔ آپؑ نے فرمایا:
اے مرازم! یہ بہتر ہے یا جو تم دونوں نے کہا تھا؟
میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ (بہتر ہے)۔
آپؑ نے فرمایا: آدمی چھوٹی ذلت سے (غلط طریقے سے) نکلتا ہے تو یہ اسے بڑی ذلت میں دھکیل سکتا ہے۔ [1]

بیان:

الحيرة بالكسر بلد قرب الكوفة و طلب إليه أي راغبا إليه لاستمالته و استعطافه و المستتر فيه و في ألح لأبي عبد الله ع و أنا و مرازم يعني و معك أنا و مرازم نقدر على قتله

۞ ’’الحیرة‘‘ کسرہ کے ساتھ یہ ایک شہر ہے کوفہ کے قریب۔ ’’طلب الیہ‘‘ اس کی طرف طالب ہوا یعنی اس کی طرف رغبت کرنے والا۔
’’وانا ومرازم‘‘ یعنی تیرے ساتھ میں اور مرازم ہم اس کے قتل کر قدرت رکھتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

---

[1] مجموعہ ورام: ۲/۱۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/۲۱۶؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۰/۸۵۲ ح ۳۶۶۷۶؛ بحار الانوار: ۴۷/۲۰۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/۳۶۳

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/۱۹۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۸۰؛ الولایۃ الالٰہیۃ الاسلامیہ: ۲/۳۶۵؛ بحوث الہامۃ فی المکاسب المحرمہ: ۷/۲۳

10/1410 الکافی،۱/۴۷۵/۷/۱ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُبِضَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ اِبْنُ خَمْسٍ وَ سِتِّينَ سَنَةً فِي عَامِ ثَمَانٍ وَ أَرْبَعِينَ وَ مِائَةٍ وَ عَاشَ بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَرْبَعاً وَ ثَلاَثِينَ سَنَةً.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت پچپن سال کی عمر میں ایک سو اڑتالیس ہجری میں ہوئی اور آپؑ اپنے والد امام ابوجعفر علیہ السلام کے بعد تینتالیس سال تک زندہ رہے۔ [1]

بیان:

قال في الكافي ولد أبو عبد الله ع سنة ثلاث و ثمانين و مضى ع في شوال من سنة ثمان و أربعين و مائة و له خمس و ستون سنة و دفن بالبقيع في القبر الذي دفن فيه أبوه و جده و الحسن بن علي ع و أمه أم فروة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر و أمها أسماء بنت عبد الرحمن بن أبي بكر و وافقه في التهذيب قال و روي في بعض الأخبار أنهم أنزلوا على جدتهم فاطمة بنت أسد بن هاشم بن عبد مناف رضي الله عنها

کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادقؑ کی ولادت باسعادت ۸۳ھ کو ہوئی اور آپؑ کی شہادت ماہ شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی اور آپؑ کی عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی اور آپؑ کو جنت البقیع میں اس قبر میں دفن کیا گیا جس میں آپؑ کے والد محترم اور دادا جان، امام حسنؑ بن امام علیؑ دفن ہیں۔

آپؑ کی والدہ محترمہ سیّدہ عالیہ ام فروہؑ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں اور ان کی والدہ محترمہ جناب اسمآء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں اس طرح تہذیب میں ہے۔

بعض اخبار میں مروی ہے کہ ان کو ان کی جدہ طاہرہ سیّدہ عالیہ فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف پر اتارا گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن علامہ مجلسی نے اسے اپنے نزدیک صحیح قرار دیا ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار: ۴۷/۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۱۶۴ و ۱۱۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۳۹۲؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۳۲۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۳/ ۱۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۲۸۳

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۳۵

[3] حدیث نمبر ۱۴۰۰ کی طرف رجوع کیجیے۔

۱۱۹ ـ باب ما جاء في أبي الحسن موسى عليه السلام

باب: جو کچھ حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1411 الكافي ١/٤٧٦/١/١ الاثنان عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلسِّنْدِيِّ ٱلْقُمِّيِّ عَنْ عِيسَى بْنُ عَبْدِ ٱلرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلَ اِبْنُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ ٱلْأَسَدِيُّ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ وَ كَانَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَائِماً عِنْدَهُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ عِنَباً فَقَالَ حَبَّةً حَبَّةً يَأْكُلُهُ ٱلشَّيْخُ ٱلْكَبِيرُ وَ ٱلصَّبِيُّ ٱلصَّغِيرُ وَ ثَلاَثَةً وَ أَرْبَعَةً يَأْكُلُهُ مَنْ يَظُنُّ أَنَّهُ لاَ يَشْبَعُ وَ كُلْهُ حَبَّتَيْنِ حَبَّتَيْنِ فَإِنَّهُ يُسْتَحَبُّ فَقَالَ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لِأَيِّ شَيْءٍ لاَ تُزَوِّجُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ فَقَدْ أَدْرَكَ ٱلتَّزْوِيجَ قَالَ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ صُرَّةٌ مَخْتُومَةٌ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَجِيءُ نَخَّاسٌ مِنْ أَهْلِ بَرْبَرَ فَيَنْزِلُ دَارَ مَيْمُونٍ فَنَشْتَرِي لَهُ بِهَذِهِ ٱلصُّرَّةِ جَارِيَةً قَالَ فَأَتَى لِذَلِكَ مَا أَتَى فَدَخَلْنَا يَوْماً عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ عَنِ ٱلنَّخَّاسِ ٱلَّذِي ذَكَرْتُهُ لَكُمْ قَدْ قَدِمَ فَاذْهَبُوا فَاشْتَرُوا بِهَذِهِ ٱلصُّرَّةِ مِنْهُ جَارِيَةً قَالَ فَأَتَيْنَا ٱلنَّخَّاسَ فَقَالَ قَدْ بِعْتُ مَا كَانَ عِنْدِي إِلاَّ جَارِيَتَيْنِ مَرِيضَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا أَمْثَلُ مِنَ ٱلْأُخْرَى قُلْنَا فَأَخْرِجْهُمَا حَتَّى نَنْظُرَ إِلَيْهِمَا فَأَخْرَجَهُمَا فَقُلْنَا بِكَمْ تَبِيعُنَا هَذِهِ ٱلْمُتَمَاثِلَةَ قَالَ بِسَبْعِينَ دِينَاراً قُلْنَا أَحْسِنْ قَالَ لاَ أَنْقُصُ مِنْ سَبْعِينَ دِينَاراً قُلْنَا لَهُ نَشْتَرِيهَا مِنْكَ بِهَذِهِ ٱلصُّرَّةِ مَا بَلَغَتْ وَ لاَ نَدْرِي مَا فِيهَا وَ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ أَبْيَضُ ٱلرَّأْسِ وَ ٱللِّحْيَةِ قَالَ فُكُّوا وَ زِنُوا فَقَالَ ٱلنَّخَّاسُ لاَ تَفُكُّوا فَإِنَّهَا إِنْ نَقَصَتْ حَبَّةً مِنْ سَبْعِينَ دِينَاراً لَمْ أُبَايِعْكُمْ فَقَالَ ٱلشَّيْخُ اُدْنُوا فَدَنَوْنَا وَ فَكَكْنَا ٱلْخَاتَمَ وَ وَزَنَّا ٱلدَّنَانِيرَ فَإِذَا هِيَ سَبْعُونَ دِينَاراً لاَ تَزِيدُ وَ لاَ تَنْقُصُ فَأَخَذْنَا ٱلْجَارِيَةَ فَأَدْخَلْنَاهَا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ جَعْفَرٌ قَائِمٌ عِنْدَهُ فَأَخْبَرْنَا أَبَا جَعْفَرٍ بِمَا كَانَ فَحَمِدَ ٱللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهَا مَا اِسْمُكِ قَالَتْ حَمِيدَةُ فَقَالَ حَمِيدَةٌ فِي ٱلدُّنْيَا مَحْمُودَةٌ فِي ٱلْآخِرَةِ أَخْبِرِينِي عَنْكِ أَ بِكْرٌ أَنْتِ أَمْ ثَيِّبٌ قَالَتْ بِكْرٌ قَالَ وَ كَيْفَ وَ لاَ يَقَعُ فِي أَيْدِي ٱلنَّخَّاسِينَ شَيْءٌ إِلاَّ أَفْسَدُوهُ فَقَالَتْ قَدْ كَانَ يَجِيئُنِي فَيَقْعُدُ مِنِّي مَقْعَدَ ٱلرَّجُلِ مِنَ ٱلْمَرْأَةِ فَيُسَلِّطُ ٱللَّهُ عَلَيْهِ رَجُلاً أَبْيَضَ ٱلرَّأْسِ وَ ٱللِّحْيَةِ فَلاَ يَزَالُ يَلْطِمُهُ حَتَّى يَقُومَ عَنِّي فَفَعَلَ بِي مِرَاراً وَ

فَعَلَ ٱلشَّيْخُ بِهِ مِرَاراً فَقَالَ يَا جَعْفَرُ خُذْهَا إِلَيْكَ فَوَلَدَتْ خَيْرَ أَهْلِ ٱلْأَرْضِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلَامُ.

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ابن عکاشہ بن محصن اسدی حضرت امام محمد باقرؑ سے ملنے گیا اور امام جعفر صادقؑ ان کے ساتھ موجود تھے۔ پس اسے انگور پیش کیے گئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بوڑھا اور چھوٹا لڑکا ایک وقت میں ایک ایک دانہ کھاتے ہیں اور جو شخص پیٹ بھرنے کی فکر کرتا ہے وہ ایک وقت میں کئی دانے کھاتا ہے لیکن تمہیں چاہیے کہ ایک وقت میں دو دو ٹکڑے کھائیں کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔

اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ ابوعبداللہ علیہ السلام کی شادی کیوں نہیں کرتے جبکہ وہ تزویج کے قابل ہو گئے ہیں؟

راوی بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے ایک تھیلی رقم سے بھری ہوئی تھی۔ آپؑ نے فرمایا: بہت جلد بربر سے ایک تاجر آئے گا اور وہ میمون کے گھر میں رہائش تلاش کرے گا اور اس تھیلے میں موجود رقم سے ہم اس سے اس کے لیے ایک لونڈی خریدیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ وقت گزرتا گیا اور ایک دن ہم امام محمد باقر علیہ السلام سے ملنے گئے تو آپؑ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اس تاجر کے بارے میں بتاؤں جس کے بارے میں میں نے کچھ دن پہلے تم سے بات کی تھی؟ وہ ابھی پہنچا ہے۔ تم جاؤ اور اس تھیلی کے پیسوں سے اس سے لونڈی خرید لو۔

راوی کہتا ہے کہ ہم تاجر کے پاس گئے لیکن اس نے اپنی تمام لونڈیاں بیچ دی تھیں سوائے دو کے کہ وہ دونوں بیمار تھی اور ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ خوبصورت تھی۔

ہم نے کہا: ان دونوں کو باہر نکال لاو یاں تک کہ ہم ان کو دیکھ لیں۔ پس وہ دونوں کو نکال لایا تو ہم نے کہا: وہ ان میں سے خوبصورت کو کتنے میں بیچے گا؟

اس نے کہا: ستر دینار۔

ہم نے اس سے قیمت کم کرنے کو کہا لیکن اس نے کہا کہ وہ ستر دینار سے کم کو قبول نہیں کرے گا۔ ہم نے پھر کہا کہ تھیلے میں جو پیسے ہیں وہ سب دے دیں گے لیکن ہم نہیں جانتے کہ اس میں کتنی رقم ہے۔ اور وہاں سفید بال اور داڑھی والا ایک آدمی بھی تھا جس نے کہا: تھیلی کھولو اور تول لو۔

تاجر نے کہا: نہ کھولو کیونکہ اگر ستر دینار سے کم ہوں گے تو میں قبول نہیں کروں گا۔

بوڑھے نے کہا قریب آؤ اور ہم نے قریب جا کر تھیلی کھولی اور اس میں بغیر کسی کمی و بیشی کے ستر دینار تھے۔ چنانچہ ہم لونڈی کو امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس لے آئے اور امام جعفر صادق علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ پس ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو سارا ماجرا بتایا تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی اور پھر اس لڑکی سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: میرا نام حمیدہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تم دنیا میں حمیدہ اور اگلی زندگی میں محمودہ ہو۔ مجھے بتاؤ کہ کیا تم کنواری ہو یا کنواری نہیں؟

اس نے عرض کیا: میں کنواری ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ کیسے سچ ہو سکتا ہے؟ تاجروں کے ہاتھ میں جو کوئی آتا ہے وہ اسے کرپٹ کر دیتے ہیں۔

اس نے کہا: وہ میرے پاس آتا اور میرے پاس اسی طرح بیٹھتا جس طرح مرد اور عورت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سفید بالوں اور داڑھی والے آدمی کو ظاہر کرتا تھا جو اسے تھپڑ مارتا تھا یہاں تک کہ وہ مجھ سے دور چلا جاتا۔ اس نے کئی بار ایسا کیا اور بزرگ نے بھی کئی بار ایسا ہی کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے جعفر علیہ السلام! اسے اپنے لیے لے لو۔ پس اس بی بی نے زمین پر سب سے بہترین شخص کو جنم دیا جو امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام تھے۔"[1]

بیان:

النخاس بياع الدواب و الرقيق أمثل أحسن هذه المتماثلة أي التي ترى حسناء

- "النخاس" غلاموں اور جانوروں کی تجارت کرنے والا "امثل" "احسن" "هذه المتماثلة" یعنی وہ حسین جو کو تم دیکھو۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

2/1412 الكافى ١/٢/٤٧٧/١ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ سَابِقِ بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنِ اَلْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

---

[1] الخرائج والجرائح: ١/٢٨٦؛ کشف الغمہ: ٢/١٣٥؛ بحار الانوار: ٤٨/٥؛ اثبات الھداۃ: ٣/٩٧؛ مدینۃ المعاجز: ٥/٩٣؛ الثاقب فی المناقب: ٤٣٨؛ عوالم العلوم: ٢١/١٢؛ الدمعۃ الساکبہ: ٧/٨؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ١٣/١٠؛ منتہی الآمال: ٢/٢٨٨؛ امہات معصومینؑ شیرازی: ١٩٥

[2] مراۃ العقول: ٦/٣٠

قَالَ: حَمِيدَةُ مُصَفَّاةٌ مِنَ اَلْأَدْنَاسِ كَسَبِيكَةِ اَلذَّهَبِ مَا زَالَتِ اَلْأَمْلاَكُ تَحْرُسُهَا حَتَّى أُدِّيَتْ إِلَيَّ كَرَامَةً مِنَ اَللَّهِ لِي وَ اَلْحُجَّةِ مِنْ بَعْدِي.

معلی بن خنیس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حمیدہ ناپاکی سے پاک تھیں جیسے سونے کا پتر ہو۔ فرشتوں نے ان کی مسلسل حفاظت کی یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچ گئیں اس کرامت کی وجہ سے جو اللہ کی طرف سے مجھے اور میرے بعد حجت کو ملی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔ [2]

3/1413 الكافي، ١/٤٧٧/٣/١ العدة عن أحمد و علي عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنْ أَبِي قَتَادَةَ اَلْقُمِّيِّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ اَلزُّبَالِيِّ قَالَ: لَمَّا أُقْدِمَ بِأَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى اَلْمَهْدِيِّ اَلْقُدْمَةَ اَلْأُولَى نَزَلَ زُبَالَةَ فَكُنْتُ أُحَدِّثُهُ فَرَآنِي مَغْمُوماً فَقَالَ لِي يَا أَبَا خَالِدٍ مَا لِي أَرَاكَ مَغْمُوماً فَقُلْتُ وَ كَيْفَ لاَ أَغْتَمُّ وَ أَنْتَ تُحْمَلُ إِلَى هَذِهِ اَلطَّاغِيَةِ وَ لاَ أَدْرِي مَا يُحْدِثُ فِيكَ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيَّ بَأْسٌ إِذَا كَانَ شَهْرُ كَذَا وَ كَذَا وَ يَوْمُ كَذَا فَوَافِنِي فِي أَوَّلِ اَلْمِيلِ فَمَا كَانَ لِي هَمٌّ إِلاَّ إِحْصَاءَ اَلشُّهُورِ وَ اَلْأَيَّامِ حَتَّى كَانَ ذَلِكَ اَلْيَوْمُ فَوَافَيْتُ اَلْمِيلَ فَمَا زِلْتُ عِنْدَهُ حَتَّى كَادَتِ اَلشَّمْسُ أَنْ تَغِيبَ وَ وَسْوَسَ اَلشَّيْطَانُ فِي صَدْرِي وَ تَخَوَّفْتُ أَنْ أَشُكَّ فِيمَا قَالَ فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذَا نَظَرْتُ إِلَى سَوَادٍ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ نَاحِيَةِ اَلْعِرَاقِ فَاسْتَقْبَلْتُهُمْ فَإِذَا أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمَامَ اَلْقِطَارِ عَلَى بَغْلَةٍ فَقَالَ إِيهٍ يَا أَبَا خَالِدٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ فَقَالَ لاَ تَشُكَّنَّ وَدَّ اَلشَّيْطَانُ أَنَّكَ شَكَكْتَ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي خَلَّصَكَ مِنْهُمْ فَقَالَ إِنَّ لِي إِلَيْهِمْ عَوْدَةً لاَ أَتَخَلَّصُ مِنْهُمْ.

ابو خالد زبالی سے روایت ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو پہلی بار مہدی کے سامنے لایا گیا تو انہیں زبالا میں جگہ دی گئی اور میں نے آپؑ سے بات کی۔ آپؑ نے مجھے افسردہ پایا تو فرمایا: اے ابو خالد! میں تمہیں

---

[1] المناقب: ١/٢٦٦؛ دلائل الامامة (مترجم): ٣٠٧ درضمن ح ٢٦٠ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ٤٨/٦؛ اثبات الھداة: ٣/٢٢١؛ سفینة البحار: ٢/٣٤٣؛ عوالم العلوم: ٢١/١٥؛ مدینة المعاجز: ٦/١٨٩؛ منتھی الآمال: ٢/٢٨٧؛ مسند الامام الباقرؑ: ٥/٥٣١؛ فی رحاب العقیدة: ٣/٢٣٩

[2] مرآة العقول: ٦/٤٠

افسردہ کیوں دیکھ رہا ہوں؟

میں نے عرض کیا: میں کیسے اداس نہ ہوں جبکہ آپؑ کو اس فاسق کے پاس لے جایا جا رہا ہے اور میں نہیں جانتا کہ آپؑ پر کیا گزرے گی؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے ابھی کچھ نہیں ہوگا۔ جب فلاں فلاں مہینہ اور فلاں دن ہوگا تو ایک میل کی مسافت پر میرے پاس آجانا۔

تب مجھے کوئی فکر نہیں تھی لیکن میں اس دن تک مہینے اور دن گزرتے گنتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ ان آن پہنچا تو میں ایک میل کی دوری تک گیا اور سورج غروب ہونے تک وہاں دن گزارا اور شیطان نے میرے دل میں فتنہ بھی ڈالا مگر میں آپؑ کی باتوں میں شک کرنے سے ڈر گیا۔ ابھی اسی حالت میں تھا کہ میں نے ایک سیاہی دیکھی کہ جو عراق کی سمت سے آرہی ہے۔ پس میں ان سے ملنے گیا تو امام موسی کاظم علیہ السلام ان کے آگے خچر پر سوار تھے۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! تم ہی ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے رسول اللہؐ کے بیٹے۔

آپؑ نے فرمایا: شک نہ کرو۔ شیطان پسند کرتا تھا کہ تمہیں شک ہو۔

میں نے عرض کیا: اللہ کا شکر ہے جس نے آپؑ کو ان سے بچایا۔

آپؑ نے فرمایا: میں ان کے پاس پھر آؤں گا اور مجھے ان سے رہائی نہیں ملے گی۔ [1]

بیان:

المهدی هو الخليفة و التاء فی الطاغية للمبالغة أية بكسر الهمزة و فتحها و تنوين الهاء المكسورة و ربما يكتب النون كما فی نسخ الكتاب كلمة استزادة و استنطاق

❂ "المہدی" اس سے مراد خلیفہ ہے "آیہ" ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ اور ھا پر تنوین مکسورہ اور کبھی کبھی نون لکھا جاتا ہے جیسا کہ بعض کتابوں کے نسخوں میں آیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث زمالی کی وجہ سے مجہول ہے اور اس کا حسن شمار ہونا بھی ممکن ہے کیونکہ یہ خبر اس کی مدت اور حسن عقیدت پر دلالت کرتی ہے۔ [2]

---

[1] کشف الغمہ: ۲/۲۳۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/۲۳۶؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۲۴۸؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۵۳؛ عوالم العلوم: ۲۱/۲۲۰؛ بحار الانوار: ۴۸/۲۲۸؛ قرب الاسناد: ۳۳۰؛ الخرائج والجرائح: ۱/۳۱۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۳؛ المناقب: ۴/۲۸۷؛ الثاقب فی المناقب: ۴۵۴

[2] مرآۃ العقول: ۶/۴۲

4/1414 الکافی ۱/۴/۴۸۱/۱ أحمد بن مهران و علی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ نَصْرَانِيٌّ وَ نَحْنُ مَعَهُ بِالْعُرَيْضِ فَقَالَ لَهُ اَلنَّصْرَانِيُّ أَتَيْتُكَ مِنْ بَلَدٍ بَعِيدٍ وَ سَفَرٍ شَاقٍّ وَ سَأَلْتُ رَبِّي مُنْذُ ثَلاَثِينَ سَنَةً أَنْ يُرْشِدَنِي إِلَى خَيْرِ اَلْأَدْيَانِ وَ إِلَى خَيْرِ اَلْعِبَادِ وَ أَعْلَمِهِمْ وَ أَتَانِي آتٍ فِي اَلنَّوْمِ فَوَصَفَ لِي رَجُلاً بِعُلْيَا دِمَشْقَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ أَهْلِ دِينِي وَ غَيْرِي أَعْلَمُ مِنِّي فَقُلْتُ أَرْشِدْنِي إِلَى مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ فَإِنِّي لاَ أَسْتَعْظِمُ اَلسَّفَرَ وَ لاَ تَبْعُدُ عَلَيَّ اَلشُّقَّةُ وَ لَقَدْ قَرَأْتُ اَلْإِنْجِيلَ كُلَّهَا وَ مَزَامِيرَ دَاوُدَ وَ قَرَأْتُ أَرْبَعَةَ أَسْفَارٍ مِنَ اَلتَّوْرَاةِ وَ قَرَأْتُ ظَاهِرَ اَلْقُرْآنِ حَتَّى اِسْتَوْعَبْتُهُ كُلَّهُ فَقَالَ لِيَ اَلْعَالِمُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ عِلْمَ اَلنَّصْرَانِيَّةِ فَأَنَا أَعْلَمُ اَلْعَرَبِ وَ اَلْعَجَمِ بِهَا وَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ عِلْمَ اَلْيَهُودِ فَبَاطِي بْنُ شُرَحْبِيلَ اَلسَّامِرِيُّ أَعْلَمُ اَلنَّاسِ بِهَا اَلْيَوْمَ وَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ عِلْمَ اَلْإِسْلاَمِ وَ عِلْمَ اَلتَّوْرَاةِ وَ عِلْمَ اَلْإِنْجِيلِ وَ عِلْمَ اَلزَّبُورِ وَ كِتَابَ هُودٍ وَ كُلَّ مَا أُنْزِلَ عَلَى نَبِيٍّ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ فِي دَهْرِكَ وَ دَهْرِ غَيْرِكَ وَ مَا أُنْزِلَ مِنَ اَلسَّمَاءِ مِنْ خَبَرٍ فَعَلِمَهُ أَحَدٌ أَوْ لَمْ يَعْلَمْ بِهِ أَحَدٌ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَ شِفَاءٌ لِلْعَالَمِينَ وَ رَوْحٌ لِمَنِ اِسْتَرْوَحَ إِلَيْهِ وَ بَصِيرَةٌ لِمَنْ أَرَادَ اَللَّهُ بِهِ خَيْراً وَ أَنِسَ إِلَى اَلْحَقِّ فَأُرْشِدُكَ إِلَيْهِ فَأْتِهِ وَ لَوْ مَشْياً عَلَى رِجْلَيْكَ فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَحَبْواً عَلَى رُكْبَتَيْكَ فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَزَحْفاً عَلَى اِسْتِكَ فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَعَلَى وَجْهِكَ فَقُلْتُ لاَ بَلْ أَنَا أَقْدِرُ عَلَى اَلْمَسِيرِ فِي اَلْبَدَنِ وَ اَلْمَالِ قَالَ فَانْطَلِقْ مِنْ فَوْرِكَ حَتَّى تَأْتِيَ يَثْرِبَ فَقُلْتُ لاَ أَعْرِفُ يَثْرِبَ قَالَ فَانْطَلِقْ حَتَّى تَأْتِيَ مَدِينَةَ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلَّذِي بُعِثَ فِي اَلْعَرَبِ وَ هُوَ اَلنَّبِيُّ اَلْعَرَبِيُّ اَلْهَاشِمِيُّ فَإِذَا دَخَلْتَهَا فَسَلْ عَنْ بَنِي غَنْمِ بْنِ مَالِكِ بْنِ اَلنَّجَّارِ وَ هُوَ عِنْدَ بَابِ مَسْجِدِهَا وَ أَظْهِرْ بِزَّةَ اَلنَّصْرَانِيَّةِ وَ حِلْيَتَهَا فَإِنَّ وَالِيَهَا يَتَشَدَّدُ عَلَيْهِمْ وَ اَلْخَلِيفَةُ أَشَدُّ ثُمَّ تَسْأَلُ عَنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ مَبْذُولٍ وَ هُوَ بِبَقِيعِ اَلزُّبَيْرِ ثُمَّ تَسْأَلُ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ أَيْنَ مَنْزِلُهُ وَ أَيْنَ هُوَ مُسَافِرٌ أَمْ حَاضِرٌ فَإِنْ كَانَ مُسَافِراً فَالْحَقْهُ فَإِنَّ سَفَرَهُ أَقْرَبُ مِمَّا ضَرَبْتَ إِلَيْهِ ثُمَّ أَعْلِمْهُ أَنَّ مَطْرَانَ عُلْيَا اَلْغُوطَةِ غُوطَةِ دِمَشْقَ هُوَ اَلَّذِي أَرْشَدَنِي إِلَيْكَ وَ هُوَ يُقْرِئُكَ اَلسَّلاَمَ كَثِيراً وَ يَقُولُ لَكَ إِنِّي لَأُكْثِرُ

مُنَاجَاةَ رَبِّي أَنْ يَجْعَلَ إِسْلاَمِي عَلَى يَدَيْكَ فَقَصَّ هَذِهِ الْقِصَّةَ وَ هُوَ قَائِمٌ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصَاهُ
ثُمَّ قَالَ إِنْ أَذِنْتَ لِي يَا سَيِّدِي كَفَّرْتُ لَكَ وَ جَلَسْتُ فَقَالَ آذَنُ لَكَ أَنْ تَجْلِسَ وَ لاَ آذَنُ
لَكَ أَنْ تُكَفِّرَ فَجَلَسَ ثُمَّ أَلْقَى عَنْهُ بُرْنُسَهُ ثُمَّ قَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ تَأْذَنُ لِي فِي الْكَلاَمِ قَالَ
نَعَمْ مَا جِئْتَ إِلاَّ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّصْرَانِيُّ ارْدُدْ عَلَى صَاحِبِي السَّلاَمَ أَ وَ مَا تَرُدُّ السَّلاَمَ
فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَلَى صَاحِبِكَ إِنْ هَدَاهُ اللَّهُ فَأَمَّا التَّسْلِيمُ فَذَاكَ إِذَا صَارَ
فِي دِينِنَا فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَصْلَحَكَ اللَّهُ قَالَ سَلْ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ
تَعَالَى الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ نَطَقَ بِهِ ثُمَّ وَصَفَهُ بِمَا وَصَفَهُ بِهِ فَقَالَ (حم. وَ الْكِتَابِ
الْمُبِينِ. إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ. فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ) مَا
تَفْسِيرُهَا فِي الْبَاطِنِ فَقَالَ أَمَّا (حم) فَهُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ فِي كِتَابِ هُودٍ
الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَ هُوَ مَنْقُوصُ الْحُرُوفِ وَ أَمَّا الْكِتَابُ الْمُبِينُ فَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ
عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ أَمَّا اللَّيْلَةُ فَفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ وَ أَمَّا قَوْلُهُ (فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ
حَكِيمٍ) يَقُولُ يَخْرُجُ مِنْهَا خَيْرٌ كَثِيرٌ فَرَجُلٌ حَكِيمٌ وَ رَجُلٌ حَكِيمٌ وَ رَجُلٌ حَكِيمٌ فَقَالَ
الرَّجُلُ صِفْ لِيَ الْأَوَّلَ وَ الْآخِرَ مِنْ هَؤُلاَءِ الرِّجَالِ فَقَالَ إِنَّ الصِّفَاتِ تَشْتَبِهُ وَ لَكِنَّ
الثَّالِثَ مِنَ الْقَوْمِ أَصِفُ لَكَ مَا يَخْرُجُ مِنْ نَسْلِهِ وَ إِنَّهُ عِنْدَكُمْ لَفِي الْكُتُبِ الَّتِي نَزَلَتْ
عَلَيْكُمْ إِنْ لَمْ تُغَيِّرُوا وَ تُحَرِّفُوا وَ تُكَفِّرُوا وَ قَدِيماً مَا فَعَلْتُمْ قَالَ لَهُ النَّصْرَانِيُّ إِنِّي لاَ أَسْتُرُ
عَنْكَ مَا عَلِمْتُ وَ لاَ أُكَذِّبُكَ وَ أَنْتَ تَعْلَمُ مَا أَقُولُ فِي صِدْقِ مَا أَقُولُ وَ كَذِبِهِ وَ اللَّهِ لَقَدْ
أَعْطَاكَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ قَسَمَ عَلَيْكَ مِنْ نِعَمِهِ مَا لاَ يَخْطُرُهُ الْخَاطِرُونَ وَ لاَ يَسْتُرُهُ
السَّاتِرُونَ وَ لاَ يُكَذِّبُ فِيهِ مَنْ كَذَّبَ فَقَوْلِي لَكَ فِي ذَلِكَ الْحَقُّ كَمَا ذَكَرْتُ فَهُوَ كَمَا
ذَكَرْتُ فَقَالَ لَهُ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أُعَجِّلُكَ أَيْضاً خَبَراً لاَ يَعْرِفُهُ إِلاَّ قَلِيلٌ مِمَّنْ
قَرَأَ الْكُتُبَ أَخْبِرْنِي مَا اسْمُ أُمِّ مَرْيَمَ وَ أَيُّ يَوْمٍ نُفِخَتْ فِيهِ مَرْيَمُ وَ لِكَمْ مِنْ سَاعَةٍ مِنَ
النَّهَارِ وَ أَيُّ يَوْمٍ وَضَعَتْ مَرْيَمُ فِيهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ لِكَمْ مِنْ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ
فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ لاَ أَدْرِي فَقَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَمَّا أُمُّ مَرْيَمَ فَاسْمُهَا مَرْثَا وَ
هِيَ وَهِيبَةُ بِالْعَرَبِيَّةِ وَ أَمَّا الْيَوْمُ الَّذِي حَمَلَتْ فِيهِ مَرْيَمُ فَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ لِلزَّوَالِ وَ هُوَ

اَلْيَوْمُ اَلَّذِي هَبَطَ فِيهِ اَلرُّوحُ اَلْأَمِينُ وَ لَيْسَ لِلْمُسْلِمِينَ عِيدٌ كَانَ أَوْلَى مِنْهُ عَظَّمَهُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ عَظَّمَهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَرَ أَنْ يَجْعَلَهُ عِيداً فَهُوَ يَوْمُ اَلْجُمُعَةِ وَ أَمَّا اَلْيَوْمُ اَلَّذِي وَلَدَتْ فِيهِ مَرْيَمُ فَهُوَ يَوْمُ اَلثَّلاَثَاءِ لِأَرْبَعِ سَاعَاتٍ وَ نِصْفٍ مِنَ اَلنَّهَارِ وَ اَلنَّهَرُ اَلَّذِي وَلَدَتْ عَلَيْهِ مَرْيَمُ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَلْ تَعْرِفُهُ قَالَ لاَ قَالَ هُوَ اَلْفُرَاتُ وَ عَلَيْهِ شَجَرُ اَلنَّخْلِ وَ اَلْكَرْمِ وَ لَيْسَ يُسَاوَى بِالْفُرَاتِ شَيْءٌ لِلْكُرُومِ وَ اَلنَّخِيلِ فَأَمَّا اَلْيَوْمُ اَلَّذِي حَجَبَتْ فِيهِ لِسَانَهَا وَ نَادَى قَيْدُوسُ وُلْدَهُ وَ أَشْيَاعَهُ فَأَعَانُوهُ وَ أَخْرَجُوا آلَ عِمْرَانَ لِيَنْظُرُوا إِلَى مَرْيَمَ فَقَالُوا لَهَا مَا قَصَّ اَللَّهُ عَلَيْكَ فِي كِتَابِهِ وَ عَلَيْنَا فِي كِتَابِهِ فَهَلْ فَهِمْتَهُ قَالَ نَعَمْ وَ قَرَأْتُهُ اَلْيَوْمَ اَلْأَحْدَثَ قَالَ إِذَنْ لاَ تَقُومَ مِنْ مَجْلِسِكَ حَتَّى يَهْدِيَكَ اَللَّهُ قَالَ اَلنَّصْرَانِيُّ مَا كَانَ اِسْمُ أُمِّي بِالسُّرْيَانِيَّةِ وَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ كَانَ اِسْمُ أُمِّكَ بِالسُّرْيَانِيَّةِ عَنْقَالِيَةَ وَ عُنْقُورَةَ كَانَ اِسْمُ جَدَّتِكَ لِأَبِيكَ وَ أَمَّا اِسْمُ أُمِّكَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَهُوَ مَيَّةُ وَ أَمَّا اِسْمُ أَبِيكَ فَعَبْدُ اَلْمَسِيحِ وَ هُوَ عَبْدُ اَللَّهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَ لَيْسَ لِلْمَسِيحِ عَبْدٌ قَالَ صَدَقْتَ وَ بَرِرْتَ فَمَا كَانَ اِسْمُ جَدِّي قَالَ كَانَ اِسْمُ جَدِّكَ: جَبْرَئِيلَ وَ هُوَ عَبْدُ اَلرَّحْمَنِ سَمَّيْتُهُ فِي مَجْلِسِي هَذَا قَالَ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مُسْلِماً قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَعَمْ وَ قُتِلَ شَهِيداً دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَجْنَادٌ فَقَتَلُوهُ فِي مَنْزِلِهِ غِيلَةً وَ اَلْأَجْنَادُ مِنْ أَهْلِ اَلشَّامِ قَالَ فَمَا كَانَ اِسْمِي قَبْلَ كُنْيَتِي قَالَ كَانَ اِسْمُكَ عَبْدَ اَلصَّلِيبِ قَالَ فَمَا تُسَمِّينِي قَالَ أُسَمِّيكَ عَبْدَ اَللَّهِ قَالَ فَإِنِّي آمَنْتُ بِاللَّهِ اَلْعَظِيمِ وَ شَهِدْتُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ فَرْداً صَمَداً لَيْسَ كَمَا تَصِفُهُ اَلنَّصَارَى وَ لَيْسَ كَمَا تَصِفُهُ اَلْيَهُودُ وَ لاَ جِنْسٌ مِنْ أَجْنَاسِ اَلشِّرْكِ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ فَأَبَانَ بِهِ لِأَهْلِهِ وَ عَمِيَ اَلْمُبْطِلُونَ وَ أَنَّهُ كَانَ رَسُولَ اَللَّهِ إِلَى اَلنَّاسِ كَافَّةً إِلَى اَلْأَحْمَرِ وَ اَلْأَسْوَدِ كُلٌّ فِيهِ مُشْتَرِكٌ فَأَبْصَرَ مَنْ أَبْصَرَ وَ اِهْتَدَى مَنِ اِهْتَدَى وَ عَمِيَ اَلْمُبْطِلُونَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ وَ أَشْهَدُ أَنَّ وَلِيَّهُ نَطَقَ بِحِكْمَتِهِ وَ أَنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ نَطَقُوا بِالْحِكْمَةِ اَلْبَالِغَةِ وَ تَوَازَرُوا عَلَى اَلطَّاعَةِ لِلَّهِ وَ فَارَقُوا اَلْبَاطِلَ وَ أَهْلَهُ وَ اَلرِّجْسَ وَ أَهْلَهُ وَ هَجَرُوا سَبِيلَ اَلضَّلاَلَةِ وَ نَصَرَهُمُ اَللَّهُ بِالطَّاعَةِ لَهُ وَ عَصَمَهُمْ مِنَ اَلْمَعْصِيَةِ فَهُمْ لِلَّهِ أَوْلِيَاءُ وَ لِلدِّينِ أَنْصَارٌ يَحُثُّونَ

عَلَى اَلْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِهِ آمَنْتُ بِالصَّغِيرِ مِنْهُمْ وَ اَلْكَبِيرِ وَ مَنْ ذَكَرْتُ مِنْهُمْ وَ مَنْ لَمْ أَذْكُرْ وَ آمَنْتُ بِاللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى رَبِّ اَلْعَالَمِينَ ثُمَّ قَطَعَ زُنَّارَهُ وَ قَطَعَ صَلِيباً كَانَ فِي عُنُقِهِ مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَالَ مُرْنِي حَتَّى أَضَعَ صَدَقَتِي حَيْثُ تَأْمُرُنِي فَقَالَ هَاهُنَا أَخٌ لَكَ كَانَ عَلَى مِثْلِ دِينِكَ وَ هُوَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِكَ مِنْ قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَ هُوَ فِي نِعْمَةٍ كَنِعْمَتِكَ فَتَوَاسَيَا وَ تَجَاوَرَا وَ لَسْتُ أَدَعُ أَنْ أُورِدَ عَلَيْكُمَا حَقَّكُمَا فِي اَلْإِسْلاَمِ فَقَالَ وَ اَللَّهِ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ إِنِّي لَغَنِيٌّ وَ لَقَدْ تَرَكْتُ ثَلاَثَمِائَةِ طَرُوقٍ بَيْنَ فَرَسٍ وَ فَرَسَةٍ وَ تَرَكْتُ أَلْفَ بَعِيرٍ فَحَقُّكَ فِيهَا أَوْفَرُ مِنْ حَقِّي فَقَالَ لَهُ أَنْتَ مَوْلَى اَللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ أَنْتَ فِي حَدِّ نَسَبِكَ عَلَى حَالِكَ فَحَسُنَ إِسْلاَمُهُ وَ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مِنْ بَنِي فِهْرٍ وَ أَصْدَقَهَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خَمْسِينَ دِينَاراً مِنْ صَدَقَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَخْدَمَهُ وَ بَوَّأَهُ وَ أَقَامَ حَتَّى أُخْرِجَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمَاتَ بَعْدَ مَخْرَجِهِ بِثَمَانٍ وَ عِشْرِينَ لَيْلَةً.

یعقوب بن جعفر بن ابراہیم سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عیسائی آدمی آپؑ سے ملنے آیا۔ اس وقت ہم العریض میں ان کے ساتھ تھے۔ عیسائی آدمی نے کہا: میں ایک دشوار گزار سفر کے بعد دور دراز سے آپؑ کے پاس آیا ہوں۔ میں تیس سال سے اپنے رب سے دعا کر رہا ہوں کہ وہ مجھے بہترین دین اور بندوں میں سے بہترین اور ان میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے کی رہنمائی فرمائے۔ پس میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے مجھے ایک آدمی بتایا جو دمشق کے علاقے علیاء (بالائی) میں رہتا تھا۔ میں اس آدمی سے ملنے گیا اور میں نے اس سے بات کی تو نے کہا: میں اپنے دین پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ علم والا ہوں لیکن مجھ سے زیادہ علم والا بھی ہے۔

میں نے اس سے کہا: وہ میری رہنمائی اس کی طرف کرے جو اس سے زیادہ علم والا ہے کیونکہ مجھے سفر کرنا پسند ہے اور میں مشکلات میں صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے پوری انجیل، حضرت داؤدؑ کی مزامیر (زبور) اور تورات کے چار حصے پڑھے ہیں۔ میں نے قرآن کی ظاہری عبارت بھی پڑھی ہے۔

اس عالم نے مجھ سے کہا: اگر تم عیسائیت پسند کرنا چاہتے ہو تو میں عرب و عجم میں اس کا سب سے زیادہ علم والا ہوں اور اگر تم یہودیت کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج اس مذہب میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص باطی بن شرحبیل السامری ہے اور اگر تم اسلام کا علم، تورات کا علم، انجیل کا علم، زبور کا علم، حضرت ہودؑ کی کتاب

کا علم اور وہ سب کچھ سیکھنا پسند کرتے ہو جو تمہارے زمانے میں یا تیرے علاوہ دوسروں کے زمانے میں کسی نبی پر نازل ہوا ہے، معلومات کی شکل میں آسمان سے آنے والی تمام چیزوں کو جو کسی کو معلوم ہیں یا کسی کو معلوم نہیں ہیں، جس میں ہر چیز کا بیان ہے، جہانوں کے لیے شفاء ہے، ایسی بصیرت کہ جس کے ذریعے اللہ کسی کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے یا توحق سے محبت کرتا ہے تو میں تمہیں ایک ایسے شخص کی طرف رہنمائی کرسکتا ہوں پس اس کے پاس جاؤ خواہ تمہیں پیدل ہی کیوں نہ جانا پڑے اور اگر چلنے کے قابل نہ ہو تو تمہیں اپنے گھٹنوں کے بل رینگ کر اس کے پاس جانا چاہیے اور اگر تم ایسا کرنے کے قابل بھی نہیں تو تمہیں اپنے آپ کو اپنے کولہوں پر گھسٹ کر جانا چاہیے اور اگر تم اس کے پر بھی قادر نہ ہو تو تمہیں اپنے چہرے کے بل اس کے پاس جانا چاہیے۔ میں نے کہا: نہیں، ان میں سے کوئی بھی ضروری نہیں ہے۔ میں اس کے پاس چل کر جاسکتا ہوں، میں جسمانی طور پر قابل ہوں اور مالی طور پر بھی قابل ہوں۔

اس نے کہا: بغیر کسی تاخیر کے اس کے پاس جاؤ یہاں تک کہ تم یثرب پہنچ جاؤ۔

میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ یثرب کہاں ہے؟

اس نے کہا: جاؤ یہاں تک کہ تم اس نبی ﷺ کے مدینہ پہنچ جاؤ جو عرب میں مبعوث ہوئے اور وہ عربی ہاشمی نبی ہیں۔ پس جب تم وہاں پہنچو تو بنو غنم بن مالک بن النجار کو پوچھنا جو اس شہر میں مسجد کے دروازے کے پاس ہے اور اپنے آپ کو عیسائی لباس اور حلیہ میں دکھانا کیونکہ ان کا گورنر ان پر سخت ہے اور خلیفہ بھی ان پر سخت ہے۔ اس کے بعد قبیلہ بنو عمرو بن مبذول کے بارے پوچھنا جو الزبیر کے علاقے میں ہے۔ پھر موسیٰ بن جعفرؑ کے بارے میں پوچھا اور پوچھنا کہ ان کا گھر کہاں ہے اور پوچھنا کہ وہ خود کہاں ہیں، سفر پر ہیں یا گھر پر۔ پس اگر وہ سفر پر ہوں تو تم ان کے ساتھ ضرور جاملنا کیونکہ ان کی منزل تمہارے سفر سے کم ہے اور جب تم ان سے ملو گے تو کہنا کہ الغوطہ کے سردار راہب جو دمشق کے غوطہ نے میری آپؑ کی رہنمائی کی اور وہ آپؑ کو بہت زیادہ سلام کہہ رہا تھا اور وہ آپؑ کو عرض کر رہا تھا کہ میں اپنے رب سے بار بار دعا کرتا ہوں کہ میرا اسلام آپ کے ہاتھوں میں ہو۔

عیسائی آدمی نے اپنے خواب کی یہ کہانی اس وقت سنائی جب وہ اپنی لاٹھی کے ساتھ کھڑا تھا اور خود کو سہار رہا تھا۔ پھر اس نے کہا: اے میرے آقا! اگر آپؑ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جاؤں؟

آپؑ نے فرمایا: میرے پاس تمہیں بیٹھنے کی اجازت ہے لیکن میں اپنے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھنے کی اجازت

نہیں دوں گا۔

پس وہ بیٹھ گیا اور ٹوپی اتار کر عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا آپؑ مجھے بولنے کی اجازت دیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، تم اسی کے لیے تو آئے ہو۔

عیسائی آدمی نے عرض کیا: میرے دوست کو سلام واپس لوٹائیں اور کیا آپؑ سلام کا جواب نہیں دیتے؟

امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دوست کا جواب یہ ہے کہ اسے اسلام قبول کرنا چاہیے۔ سلام اس وقت لوٹایا جائے گا جب وہ ہمارا دین قبول کرے گا۔

عیسائی آدمی نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! میں آپؑ سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اپنے سوال پوچھو۔

اس نے عرض کیا: مجھے اس کتاب کے بارے میں بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ پر نازل کی ہے جسے انہوں نے اسے پڑھا اور اس طرح متعارف کرایا جس طرح تعارف کا حق تھا اور فرمایا: "حامیم، اور کتاب مبین کی قسم! ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل کیا ہے تا کہ ہم ڈرانے والے بن جائیں۔ اسی رات کو تمام دنیا کے حکمت و مصلحت کے کام فیصل کیے جاتے ہیں۔ (الدخان: ۱-۴)۔" اس کی باطنی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حامیم سے مراد حضرت محمدؐ ہیں جن کا ذکر حضرت ہودؑ کی کتاب میں ہے جو ان پر نازل ہوئی تھی اور اس کے حروف کو مختصر کیا گیا ہے۔ کتاب مبین کا مطلب امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں، بابرکت رات سے مراد حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۔ سے مراد ہے کہ حضرت فاطمہؑ سے خیر کثیر نکلتا ہے کہ ایک مرد حکیم، مرد حکیم، مرد حکیم۔

اس بندے نے عرض کیا: آپؑ ان میں سے پہلے کے بارے میں بیان فرمائیں اور پھر آخری کے اوصاف بیان کریں؟

آپ نے فرمایا: ان سب کی صفات ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں لیکن میں ان میں سے تیسرے مرد کے اوصاف بیان کرتا ہوں جو اس کی نسل سے ہو گا۔ پھر فرمایا: اور ان کا ذکر تمہاری کتاب میں موجود ہے جو تمہارے لیے نازل ہوئی تھی اگر تم نے اس میں تبدیلی و تحریف نہ کی ہو اور اس کا انکار نہ کیا ہو تو کیونکہ تم شروع سے ایسے ہی کرتے آئے ہو۔

اس نصرانی نے عرض کیا: جو میں جانتا ہوں وہ آپؑ سے میں پوشیدہ نہیں رکھوں گا اور آپؑ کی تکذیب بھی نہیں کروں گا۔ جو میں سچ کہوں گا وہ بھی آپؑ کو معلوم ہو جائے گا اور جو جھوٹ بولوں گا وہ بھی آپؑ کو معلوم ہو جائے

گا کیونکہ اللہ تعالی نے آپؑ کو علم اور فضل عطا فرمایا اور آپؑ پر وہ نعمات نازل فرمائی ہیں جن کے بارے میں کوئی دل خطور نہیں کر سکتا اور پردے ڈالنے والے اس پر پردہ نہیں ڈال سکتے اور تکذیب کرنے والے اس کی تکذیب نہیں کر سکیں گے اور جو آپؑ بیان کریں گے اگر وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ آپؑ نے ذکر فرمایا ہے تو میں آپؑ سے کہوں گا کہ یہ حق ہے۔

حضرت امام موسیٰؑ نے اس سے فرمایا: میں بہت جلدی تجھے ایک خبر دوں گا جس کو اہل کتاب میں سے بہت تھوڑے جانتے ہوں گے اور اس کی معرفت رکھتے ہوں گے۔ پھر آپؑ نے اس سے فرمایا: مجھے بتاؤ حضرت مریمؑ کی والدہ کا نام کیا تھا؟ اور کس دن حضرت مریمؑ میں روح پھونکی گئی اور وہ دن کا کون سا وقت تھا اور کس دن جناب مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو جنا تھا اور دن کا کون سا وقت تھا اور کون سا مقام تھا؟

اس نصرانی نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت مریمؑ کی والدہ کا نام مرثا تھا اور عربی میں اس کو وھیبہ کہتے ہیں اور وہ دن جس دن جناب مریمؑ حضرت عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں وہ جمعہ کا دن اور زوال کا وقت تھا۔ اور یہی وہ دن ہے جس دن جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور مسلمانوں کے لیے اس دن سے عظیم کوئی اور دن عید کا دن نہیں ہے۔ اس دن کو اللہ تعالی نے عظمت والا قرار دیا اور حضرت محمدؐ نے بھی اس دن کو عظمت والا قرار دیا۔ پس رسول خداؐ نے اس دن کو عید کا دن قرار دیا ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے اور جس دن حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو جنا تھا وہ دن منگل کا دن تھا، دن کی چار ساعات گزرنے کے بعد اور نصف نہار اور وہ نہر جس کے پاس حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو جنم دیا کیا تو اس کو جانتا ہے؟

اس نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نہر فرات ہے جہاں کھجور اور انگور بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کسی اور نہر پر اس کے برابر کھجور اور انگور نہیں پائے جاتے۔ اور وہ دن جس دن بی بی مریمؑ کی زبان کو بند کیا گیا وہ بھی یہی دن تھا۔ جس دن قیدوس نے اپنی اولاد اور اپنے خاندان والوں کو ندا دی۔ پس انھوں نے قیدوس کی مدد کی اور انھوں نے آل عمران کو باہر نکالا تا کہ وہ بی بی مریمؑ کو دیکھ لیں اور جو انھوں نے آپ سے باتیں کیں وہ بھی خدا نے اپنی کتاب میں ہمارے اور تمہارے لیے بیان کر دی ہیں۔ کیا تم لوگ اس کو جانتے ہو؟

اس نے عرض کیا: ہاں، اس دن کے واقعات کو میں نے پڑھا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: قبل اس کے کہ تم اپنی جگہ سے اٹھو خدا تجھے ہدایت دے گا۔

پھر نصرانی نے عرض کیا: میری ماں کا نام سریانی زبان اور عربی میں کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تیری ماں کا سریانی زبان میں نام عنقالیہ اور تیری دادی کا نام غنفورہ ہے۔ تیری ماں کا نام عربی میں میہ ہے اور تیرے باپ کا نام عبدالمسیح ہے اور عربی میں اس کا نام عبداللہ ہے کیونکہ مسیح کے لیے کوئی عبد نہیں تھا۔

نصرانی نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ اب آپؑ بیان فرمائیں کہ میرے دادا کا نام کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: تیرے دادا کا نام جبرائیل تھا۔ میں اس کا نام اس محفل و مجلس میں عبدالرحمن رکھ رہا ہوں۔

نصرانی نے عرض کیا: کیا وہ مسلمان تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور اسے شہید کیا گیا تھا۔ اس پر لشکروں نے حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کو اپنے گھر میں بے دردی سے مارا گیا اور وہ لشکر اہل شام کا تھا۔

پھر نصرانی نے عرض کیا: میری کنیت سے قبل میرا نام کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: تیرا نام عبدالصلیب تھا۔

نصرانی نے عرض کیا: آپؑ میرا نام کیا رکھیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: تیرا نام عبداللہ رکھ رہا ہوں۔

نصرانی نے عرض کیا: میں اللہ عظیم پر ایمان لاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو وحدہ لاشریک ہے، یکتا و بے نیاز ہے۔ وہ ایسا نہیں ہے جیسے نصاریٰ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں اور نہ وہ ایسا ہے جیسے یہودی بیان کرتے ہیں اور اس کا کوئی کسی قسم کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے برحق مبعوث فرمایا ہے اور اس نے اہل کے لیے حقیقت کو بیان کیا ہے اور منکرین اس حقیقت کو دیکھنے سے محروم رہیں گے اور آپؐ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے خواہ کوئی سفید ہو یا سیاہ اور تمام لوگ اس میں مشترک ہیں۔ پس ایک گروہ نے حق کو پالیا اور ایک گروہ گمراہ ہو گیا اور منکر اندھے ہیں اور جس کا وہ دعوی کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں تحقیق اس کا ولی حکمت سے بولنے والا ہے۔ اگرچہ ان سے قبل انبیاء حکمت سے بولتے تھے اور وہ اطاعت خدا میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور باطل ناپاکی ہے اور ان کی پیروی کرنے والوں سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ اللہ اپنی اطاعت پر ان کی مدد کرتا ہے اور ان کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھتا ہے۔ پس وہ اللہ تعالٰی کے اولیاء ہیں اور اس کے دین کے مددگار ہیں اور نیکی پر لوگوں کو آمادہ کرنے والے ہیں اور

نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ میں ان کے چھوٹے بڑے سب پر ایمان رکھتا ہوں جن کا آپؑ نے ذکر کیا یا جن کا ذکر نہیں کیا اور میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں اور اس نے کمر پر کمر بند جو عیسائیت کی نشانی تھی اس کو کھول دیا اور اس کے گلے میں سونے کی صلیب تھی اس کو اُتار دیا۔

پھر اس نے عرض کیا: آپؑ مجھے حکم دیں جس کا آپ حکم دیں گے میں اس سے دوستی کروں گا۔ امامؑ نے فرمایا: تیرے سے قبل تیرے دین کی پیروی کرنے والا جو تیری قوم سے ہے یعنی قیس بن ثعلبہ سے جواب تیری طرح مسلمان ہو چکا ہے۔ اللہ نے اسے ایمان کی نعمت سے نوازا ہے۔ تم اس کے ہمسائے میں چلے جاؤ۔ میں تمھاری مالی مدد کروں گا۔

اُس بندے نے عرض کیا: خدا آپؑ کی حفاظت فرمائے! میں ایک ثروت مند آدمی ہوں۔ میرے گھر میں تیرہ سو نر و مادہ اُونٹ ہیں۔ ان میں میری نسبت آپؑ کا حصہ زیادہ ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تو خدا اور رسول کا دوست ہے اور تیرا سرمایہ نام کی حد تک ہے۔

پس وہ بندہ بہت اچھا مسلمان ہوا۔ پھر اس نے بنی فہر میں سے ایک عورت سے شادی کی اور امام موسیٰ کاظمؑ نے اس کا حق مہر جو کہ پچاس دینار تھا وہ ادا فرمایا۔ اس نے بہت زیادہ خدمت کی اور امامؑ کی شہادت تک آپؑ کے ساتھ رہا اور آپؑ کی شہادت کے اٹھائیس دن بعد اس دنیا سے رحلت کر گیا۔ [1]

بیان:

عریض کزبیر واد بالمدینة فیه أموال لأهلها و علیاء دمشق أعلاها و الشقة بالضم و بالکسر یقال للبعد و الناحیة یقصدها المسافر و السفر البعید مزامیر داود ما کان یتغنی به من الزبور و ضروب الدعاء جمع مزمار فیه تبیان کل شیء أی فیما نزل من السماء و الحبو المشی علی الیدین و البطن و الزحف المشی و زحف الصبی مشی علی استه و البزة بالکسر الثیاب یتشدد علیهم أی علی من ترید و أصحابه و ذلك لأنه ع کان فی تقیة شدیدة من دخول الناس علیه و إنما قال ببقیع الزبیر لأنه کان بقیع بالمدینة یقال لعدة مواضع تتمیز بالإضافة ضربت إلیه سافرت مطران یقال لکبیر النصاری و لیس بعربی محض و الغوطة بالضم مدینة دمشق أو کورتها و التکفیر أن یخضع الإنسان لغیره و نوع تعظیم للفارسیین لملکهم و البرنس بالضم قلنسوة طویلة أو کل ثوب رأسه منه دراعة کان أو جبة أراد بصاحبه مطران الذی أرشده و أقرأ الإمام السلام أن هداه الله بفتح الهمزة یعنی نسأل الله له أن یهدیه و هو فی کتاب هود یعنی حم عبارة عن اسم محمد فی کتاب

[1] بحار الانوار: ۴۸ / ۸۵؛ تفسیر البرہان: ۵ / ۸؛ عوالم العلوم: ۲۱ / ۲۹۷؛ مدینۃ المعاجز: ۶ / ۲۹۷

هود نقص منه الميم و الدال حجبت فيه لسانها أي منعت من الكلام كما حكى الله سبحانه بقوله فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا غيلة خدعة من حيث لا يدري و توازروا تعاونوا أخ لك أي في الدين كان على مثل دينك يعني النصرانية كنعمتك أي الاهتداء إلى ما فيه رشده و الطروق الضراب على حالك أي لا ينقص بعبوديتك لله و لرسوله من جاهك و منزلتك

"عریض" جیسے زبیر، یہ ایک وادی ہے مدینہ میں جس میں اس کے رہنے والوں کے لیے بہت سامال واسباب ہے۔"علیاء دمشق" اس سے اعلیٰ۔"الشقه" یہ غلام کو کہا جاتا ہے۔"الناحیہ" اس سے مراد وہ ہے جس کا قصہ مسافر کرتے ہیں اور سفر بھی لمبا ہو۔

"مزامیر داؤد" موسیقی کا سامان اور یہ "مزمار" کی جمع ہے۔

"مزمار" کی جمع ہے۔

"فیہ تبیان کل شیء" اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جس میں ہر اس چیز کے بارے میں بیان ہے جو آسمان سے نازل ہوئی۔

"الحبو" دونوں ہاتھوں اور پیٹ کے رینگنا۔

"الزحف" چلنا۔

"البزہ" کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد کپڑے ہیں۔

"ان ھداہ اللہ" یعنی ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کی ہدایت فرمائے۔

"وھدفی کتاب ھود" یعنی "جسم" اس سے مراد حضرت محمدؐ کا نام ہے جو کتاب ھود میں ہے اور اس سے میم اور دال کو کم کیا گیا۔

"حجبت فیہ لسانھا" اس میں زبان کو چھپایا گیا یعنی گفتگو منع کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکایت کی ہے۔

""آپ کہہ دیں کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔(سورۃ مریم:۲۶)۔"

آپ کہہ دیں کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔

"اخ لک" تیرا بھائی یعنی دینی بھائی۔

"کان علی مثل دینک" وہ تیرے جیسے دین پر تھا۔

یعنی نصرانی تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

5/1415 الکافی ۱/۴۸۱/۱/۵ عَلِيٌّ وَ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ اَلْيَمَنِ مِنَ اَلرُّهْبَانِ وَ مَعَهُ رَاهِبَةٌ فَاسْتَأْذَنَ لَهُمَا اَلْفَضْلُ بْنُ سَوَّارٍ فَقَالَ لَهُ إِذَا كَانَ غَداً فَأْتِ بِهِمَا عِنْدَ بِئْرِ أُمِّ خَيْرٍ قَالَ فَوَافَيْنَا مِنَ اَلْغَدِ فَوَجَدْنَا اَلْقَوْمَ قَدْ وَافَوْا فَأَمَرَ بِخَصَفَةِ بَوَارِيَّ ثُمَّ جَلَسَ وَ جَلَسُوا فَبَدَأَتِ اَلرَّاهِبَةُ بِالْمَسَائِلِ فَسَأَلَتْ عَنْ مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ كُلَّ ذَلِكَ يُجِيبُهَا وَ سَأَلَهَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ أَشْيَاءَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَقْبَلَ اَلرَّاهِبُ يَسْأَلُهُ فَكَانَ يُجِيبُهُ فِي كُلِّ مَا يَسْأَلُهُ فَقَالَ اَلرَّاهِبُ قَدْ كُنْتُ قَوِيّاً عَلَى دِينِي وَ مَا خَلَّفْتُ أَحَداً مِنَ اَلنَّصَارَى فِي اَلْأَرْضِ يَبْلُغُ مَبْلَغِي فِي اَلْعِلْمِ وَ لَقَدْ سَمِعْتُ بِرَجُلٍ فِي اَلْهِنْدِ إِذَا شَاءَ حَجَّ إِلَى بَيْتِ اَلْمَقْدِسِ فِي يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَنْزِلِهِ بِأَرْضِ اَلْهِنْدِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ بِأَيِّ أَرْضٍ هُوَ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ بِسُبْذَانَ وَ سَأَلْتُ اَلَّذِي أَخْبَرَنِي فَقَالَ هُوَ عَلِمَ اَلاِسْمَ اَلَّذِي ظَفِرَ بِهِ آصَفُ صَاحِبُ سُلَيْمَانَ لَمَّا أَتَى بِعَرْشِ سَبَإٍ وَ هُوَ اَلَّذِي ذَكَرَهُ اَللَّهُ لَكُمْ فِي كِتَابِكُمْ وَ لَنَا مَعْشَرَ اَلْأَدْيَانِ فِي كُتُبِنَا فَقَالَ لَهُ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَكَمْ لِلَّهِ مِنِ اِسْمٍ لاَ يُرَدُّ فَقَالَ اَلرَّاهِبُ اَلْأَسْمَاءُ كَثِيرَةٌ فَأَمَّا اَلْمَحْتُومُ مِنْهَا اَلَّذِي لاَ يُرَدُّ سَائِلُهُ فَسَبْعَةٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبِرْنِي عَمَّا تَحْفَظُ مِنْهَا قَالَ اَلرَّاهِبُ لاَ وَ اَللَّهِ اَلَّذِي أَنْزَلَ اَلتَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى وَ جَعَلَ عِيسَى عِبْرَةً لِلْعَالَمِينَ وَ فِتْنَةً لِشُكْرِ أُولِي اَلْأَلْبَابِ وَ جَعَلَ مُحَمَّداً بَرَكَةً وَ رَحْمَةً وَ جَعَلَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عِبْرَةً وَ بَصِيرَةً وَ جَعَلَ اَلْأَوْصِيَاءَ مِنْ نَسْلِهِ وَ نَسْلِ مُحَمَّدٍ مَا أَدْرِي وَ لَوْ دَرَيْتُ مَا اِحْتَجْتُ فِيهِ إِلَى كَلاَمِكَ وَ لاَ جِئْتُكَ وَ لاَ سَأَلْتُكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عُدْ

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۵۵

إِلَى حَدِيثِ الْهِنْدِيِّ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ سَمِعْتُ بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ وَ لَا أَدْرِي مَا بِطَانَتُهَا وَ لَا شَرَائِحُهَا وَ لَا أَدْرِي مَا هِيَ وَ لَا كَيْفَ هِيَ وَ لَا بِدُعَائِهَا فَانْطَلَقْتُ حَتَّى قَدِمْتُ سُبْذَانَ الْهِنْدِ فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ بَنَى دَيْراً فِي جَبَلٍ فَصَارَ لَا يَخْرُجُ وَ لَا يُرَى إِلَّا فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّتَيْنِ وَ زَعَمَتِ الْهِنْدُ أَنَّ اللَّهَ فَجَّرَ لَهُ عَيْناً فِي دَيْرِهِ وَ زَعَمَتِ الْهِنْدُ أَنَّهُ يُزْرَعُ لَهُ مِنْ غَيْرِ زَرْعٍ يُلْقِيهِ وَ يُحْرَثُ لَهُ مِنْ غَيْرِ حَرْثٍ يَعْمَلُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى بَابِهِ فَأَقَمْتُ ثَلَاثاً لَا أَدُقُّ الْبَابَ وَ لَا أُعَالِجُ الْبَابَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الرَّابِعُ فَتَحَ اللَّهُ الْبَابَ وَ جَاءَتْ بَقَرَةٌ عَلَيْهَا حَطَبٌ تَجُرُّ ضَرْعَهَا يَكَادُ يَخْرُجُ مَا فِي ضَرْعِهَا مِنَ اللَّبَنِ فَدَفَعَتِ الْبَابَ فَانْفَتَحَ فَتَبِعْتُهَا وَ دَخَلْتُ فَوَجَدْتُ الرَّجُلَ قَائِماً يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَبْكِي وَ يَنْظُرُ إِلَى الْأَرْضِ فَيَبْكِي وَ يَنْظُرُ إِلَى الْجِبَالِ فَيَبْكِي فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَقَلَّ ضَرْبَكَ فِي دَهْرِنَا هَذَا فَقَالَ لِي وَ اللَّهِ مَا أَنَا إِلَّا حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ رَجُلٍ خَلَّفْتَهُ وَرَاءَ ظَهْرِكَ فَقُلْتُ لَهُ أُخْبِرْتُ أَنَّ عِنْدَكَ اسْماً مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَبْلُغُ بِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَ تَرْجِعُ إِلَى بَيْتِكَ فَقَالَ لِي وَ هَلْ تَعْرِفُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قُلْتُ لَا أَعْرِفُ إِلَّا بَيْتَ الْمَقْدِسِ الَّذِي بِالشَّامِ قَالَ لَيْسَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَ لَكِنَّهُ الْبَيْتُ الْمُقَدَّسُ وَ هُوَ بَيْتُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْتُ لَهُ أَمَّا مَا سَمِعْتُ بِهِ إِلَى يَوْمِي هَذَا فَهُوَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ فَقَالَ لِي تِلْكَ مَحَارِيبُ الْأَنْبِيَاءِ وَ إِنَّمَا كَانَ يُقَالُ لَهَا حَظِيرَةُ الْمَحَارِيبِ حَتَّى جَاءَتِ الْفَتْرَةُ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَ عِيسَى صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا وَ قَرُبَ الْبَلَاءُ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ وَ حَلَّتِ النَّقِمَاتُ فِي دُورِ الشَّيَاطِينِ فَحَوَّلُوا وَ بَدَّلُوا وَ نَقَلُوا تِلْكَ الْأَسْمَاءَ وَ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الْبَطْنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ وَ الظَّهْرُ مَثَلٌ: (إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ) فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي قَدْ ضَرَبْتُ إِلَيْكَ مِنْ بَلَدٍ بَعِيدٍ تَعَرَّضْتُ إِلَيْكَ بِحَاراً وَ غُمُوماً وَ هُمُوماً وَ خَوْفاً وَ أَصْبَحْتُ وَ أَمْسَيْتُ مُؤْيَساً أَلَّا أَكُونَ ظَفِرْتُ بِحَاجَتِي فَقَالَ لِي مَا أَرَى أُمَّكَ حَمَلَتْ بِكَ إِلَّا وَ قَدْ حَضَرَهَا مَلَكٌ كَرِيمٌ وَ لَا أَعْلَمُ أَنَّ أَبَاكَ حِينَ أَرَادَ الْوُقُوعَ بِأُمِّكَ إِلَّا وَ قَدِ اغْتَسَلَ وَ جَاءَهَا عَلَى طُهْرٍ وَ لَا أَزْعُمُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ دَرَسَ السِّفْرَ الرَّابِعَ مِنْ سَهَرِهِ ذَلِكَ فَخُتِمَ لَهُ بِخَيْرٍ ارْجِعْ مِنْ حَيْثُ جِئْتَ فَانْطَلِقْ حَتَّى تَنْزِلَ مَدِينَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ

اَلَّتِي يُقَالُ لَهَا طَيْبَةُ وَ قَدْ كَانَ اِسْمُهَا فِي اَلْجَاهِلِيَّةِ يَثْرِبَ ثُمَّ اِعْمِدْ إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهُ: اَلْبَقِيعُ ثُمَّ سَلْ عَنْ دَارٍ يُقَالُ لَهَا دَارُ مَرْوَانَ فَانْزِلْهَا وَ أَقِمْ ثَلاَثاً ثُمَّ سَلْ عَنِ اَلشَّيْخِ اَلْأَسْوَدِ اَلَّذِي يَكُونُ عَلَى بَابِهَا يَعْمَلُ اَلْبَوَارِيَّ وَ هِيَ فِي بِلاَدِهِمْ اِسْمُهَا اَلْخَصَفُ فَالْطُفْ بِالشَّيْخِ وَ قُلْ لَهُ بَعَثَنِي إِلَيْكَ نَزِيلُكَ اَلَّذِي كَانَ يَنْزِلُ فِي اَلزَّاوِيَةِ فِي اَلْبَيْتِ اَلَّذِي فِيهِ اَلْخُشَيْبَاتُ اَلْأَرْبَعُ ثُمَّ سَلْهُ عَنْ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ اَلْفُلاَنِيِّ وَ سَلْهُ أَيْنَ نَادِيهِ وَ سَلْهُ أَيُّ سَاعَةٍ يَمُرُّ فِيهَا فَلْيُرِيكَاهُ أَوْ يَصِفُهُ لَكَ فَتَعْرِفُهُ بِالصِّفَةِ وَ سَأَصِفُهُ لَكَ قُلْتُ فَإِذَا لَقِيتُهُ فَأَصْنَعُ مَا ذَا قَالَ سَلْهُ عَمَّا كَانَ وَ عَمَّا هُوَ كَائِنٌ وَ سَلْهُ عَنْ مَعَالِمِ دِينِ مَنْ مَضَى وَ مَنْ بَقِيَ فَقَالَ لَهُ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ نَصَحَكَ صَاحِبُكَ اَلَّذِي لَقِيتَ فَقَالَ اَلرَّاهِبُ مَا اِسْمُهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ هُوَ مُتَمِّمُ بْنُ فَيْرُوزَ وَ هُوَ مِنْ أَبْنَاءِ اَلْفُرْسِ وَ هُوَ مِمَّنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ عَبَدَهُ بِالْإِخْلاَصِ وَ اَلْإِيقَانِ وَ فَرَّ مِنْ قَوْمِهِ لَمَّا خَافَهُمْ فَوَهَبَ لَهُ رَبُّهُ حُكْماً وَ هَدَاهُ لِسَبِيلِ اَلرَّشَادِ وَ جَعَلَهُ مِنَ اَلْمُتَّقِينَ وَ عَرَّفَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ عِبَادِهِ اَلْمُخْلَصِينَ وَ مَا مِنْ سَنَةٍ إِلاَّ وَ هُوَ يَزُورُ فِيهَا مَكَّةَ حَاجّاً وَ يَعْتَمِرُ فِي رَأْسِ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً وَ يَجِيءُ مِنْ مَوْضِعِهِ مِنَ اَلْهِنْدِ إِلَى مَكَّةَ فَضْلاً مِنَ اَللَّهِ وَ عَوْناً وَ كَذَلِكَ يَجْزِي اَللَّهُ اَلشَّاكِرِينَ ثُمَّ سَأَلَهُ اَلرَّاهِبُ عَنْ مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ كُلُّ ذَلِكَ يُجِيبُهُ فِيهَا وَ سَأَلَ اَلرَّاهِبُ عَنْ أَشْيَاءَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ اَلرَّاهِبِ فِيهَا شَيْءٌ فَأَخْبَرَهُ بِهَا ثُمَّ إِنَّ اَلرَّاهِبَ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ ثَمَانِيَةِ أَحْرُفٍ نَزَلَتْ فَتَبَيَّنَ فِي اَلْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ وَ بَقِيَ فِي اَلْهَوَاءِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ عَلَى مَنْ نَزَلَتْ تِلْكَ اَلْأَرْبَعَةُ اَلَّتِي فِي اَلْهَوَاءِ وَ مَنْ يُفَسِّرُهَا قَالَ ذَاكَ قَائِمُنَا يُنَزِّلُهُ اَللَّهُ عَلَيْهِ فَيُفَسِّرُهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ عَلَى اَلصِّدِّيقِينَ وَ اَلرُّسُلِ وَ اَلْمُهْتَدِينَ ثُمَّ قَالَ اَلرَّاهِبُ فَأَخْبِرْنِي عَنِ اَلاِثْنَيْنِ مِنْ تِلْكَ اَلْأَرْبَعَةِ اَلْأَحْرُفِ اَلَّتِي فِي اَلْأَرْضِ مَا هِيَ قَالَ أُخْبِرُكَ بِالْأَرْبَعَةِ كُلِّهَا أَمَّا أَوَّلُهُنَّ فَلاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ بَاقِياً وَ اَلثَّانِيَةُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مُخْلَصاً وَ اَلثَّالِثَةُ نَحْنُ أَهْلُ اَلْبَيْتِ وَ اَلرَّابِعَةُ شِيعَتُنَا مِنَّا وَ نَحْنُ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ رَسُولُ اَللَّهِ مِنَ اَللَّهِ بِسَبَبٍ فَقَالَ لَهُ اَلرَّاهِبُ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ أَنَّ مَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ حَقٌّ وَ أَنَّكُمْ صَفْوَةُ اَللَّهِ مِنْ خَلْقِهِ وَ

أَنَّ شِيعَتَكُمُ الْمُطَهَّرُونَ الْمُسْتَبْدَلُونَ وَلَهُمْ عَاقِبَةُ اللّٰهِ (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) فَدَعَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِجُبَّةِ خَزٍّ وَقَمِيصٍ قُوهِيٍّ وَطَيْلَسَانٍ وَخُفٍّ وَقَلَنْسُوَةٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا وَصَلَّى الظُّهْرَ وَقَالَ لَهُ اِخْتَتِنْ فَقَالَ قَدِ اخْتَتَنْتُ فِي سَابِعِي.

یعقوب بن راشد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس تھا کہ یمن کے نجران کے ایک راہب اور راہبہ آپؑ سے ملنے آئے۔ فضل بن سوار نے ان کے لیے اجازت طلب کی اور امامؑ نے فرمایا: کل ان کو ام خیر کے کنویں پر لے آؤ۔

راوی کا بیان ہے کہ اگلے دن ہم ان سے ملنے گئے تو وہاں موجود لوگوں کو بھی پایا۔ امامؑ نے ایک چٹائی پھیلانے کا حکم دیا جو کھجور کے ریشوں سے بنی تھی۔ پھر آپؑ اس پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی بیٹھ گئے۔ راہبہ سوال کرنے لگی اور اس نے کئی سوالات پوچھے اور امامؑ نے ان سب کے جوابات دیئے۔ مگر امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام نے ان سے کچھ سوالات کیے تو وہ جواب نہ دے سکی۔ پھر اسلام قبول کر لیا۔ راہب نے پھر سوال کرنا شروع کیا اور جو کچھ وہ پوچھتا گیا امامؑ اس کا جواب دیتے گئے۔ پھر راہب نے کہا: میں اپنے مذہب میں بہت مضبوط تھا اور عیسائیوں میں سے کوئی بھی میرے جیسا علم والا نہیں تھا۔ میں نے ہندوستان کے ایک آدمی کے بارے میں سنا ہے جو ایک دن اور ایک رات میں مقدس گھر کی زیارت کے لیے جا سکتا ہے اور پھر ہندوستان واپس اپنے گھر جا سکتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں رہتا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ وہ سُبذان میں رہتا تھا۔ جس نے مجھے ان کے بارے میں بتایا اس نے کہا کہ وہ اس علم کو جانتا ہے جس کے ساتھ سلیمانؑ کے ساتھی آصف نے سباء کا تخت حضرت سلیمانؑ کے سامنے لایا تھا۔ وہ وہی ہے جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں اور بائبل کے پیروکاروں کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کتنے ایسے نام ہیں جن کو پکارنے سے مطلوبہ نتیجہ نہیں نکلتا؟

راہب نے کہا: وہ تو بہت ہیں لیکن کامل اثرات کے حامل سات ہیں جو ان کو پکارنے والے کو مطلوبہ نتائج کے بغیر نہیں چھوڑتے

امامؑ نے اس سے پوچھا: جو کچھ تم جانتے ہو اسے بتاؤ۔

راہب نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے موسیٰؑ پر تورات بھیجی اور عیسیٰؑ کو تمام جہانوں کے لیے عبرت اور اہل عقل کی شکر گزاری کے لیے آزمائش بنایا، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت اور برکت والا بنایا، جس نے علی علیہ السلام کو عبرت اور معرفت کا ذریعہ بنایا، جس نے اس کی اولاد اور نسل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اوصیاء بنائے

جن کو میں نہیں جانتا۔ اگر میں ان کو جانتا ہوتا تو آپؑ کو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی اور میں آپؑ کے پاس نہ آتا اور آپؑ سے سوال کرتا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے ہندوستان کے آدمی کے بارے میں مزید بتاؤ۔

راہب نے کہا: میں نے کچھ نام سنے ہیں لیکن ان کے معنی اور تشریحات نہیں جانتا۔ پتا نہیں وہ کیا ہیں اور کیسے ہیں اور کیسے پڑھے جاتے ہیں؟ میں نے سفر کیا یہاں تک کہ میں ہندوستان میں سبذان پہنچا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ اس نے پہاڑ پر ایک خانقاہ بنا رکھی ہے اور اسے سال میں صرف دوبار دیکھا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خانقاہ سے ایک ندی بہائی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے لیے بغیر کچھ بوئے اور جوتے اس کی کھیتی باڑی کی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس کے لیے عام مزدوری کے بغیر کیا جاتا ہے۔ پھر میں اس کے دروازے پر گیا اور بغیر دستک دیئے اور دروازہ کھولنے کی کوشش کیے بغیر تین دن تک انتظار کیا۔ چوتھے دن اللہ نے دروازہ کھولا۔ آگ کی لکڑیوں سے لدی ایک گائے آئی جس کی چھاتی دودھ سے اتنی بھری ہوئی تھی کہ وہ تقریباً زمین کو چھوتی تھی اور دودھ تقریباً باہر نکلنے والا تھا۔ گائے نے دروازہ دھکیل دیا اور میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ میں نے آدمی کو آسمان کی طرف دیکھتا ہوا کھڑا پایا اور روتا دیکھا۔ پھر وہ زمین کی طرف دیکھتا اور روتا۔ وہ پہاڑوں کو دیکھتا اور روتا۔

میں نے کہا: سبحان اللہ۔ ہمارے زمانے میں آپ جیسے لوگ کتنے کم ہیں۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے اعمال میں سے صرف ایک نیکی ہوں جسے تم اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہو۔

میں نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اللہ کے بعض ناموں کو جانتے ہیں جن کے ذریعے آپ شام میں موجود مقدس گھر تک ہر دن رات پہنچ سکتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟

اس نے مجھ سے کہا: کیا تم مقدس گھر کو پہچانتے ہو؟

میں نے جواب دیا: میں شام میں اس کے علاوہ کسی اور مقدس گھر کو نہیں جانتا۔

اس نے کہا: بیت المقدس (یروشلم کی مسجد) نہیں۔ وہ مقدس گھر جو آلِ محمدؐ کا گھر ہے۔

میں نے کہا: میں نے آج تک جو کچھ سنا ہے وہ مقدس گھر ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

اس نے کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں انبیاء اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اسے عبادت گاہوں کا مرکز کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے درمیانی عرصے میں اہل شرک کے ہاتھوں مصیبتیں توڑی گئیں اور شیاطین کے دور میں مظالم ڈھائے گئے۔ انہوں نے ان

ناموں کو منتقل کیا، تبدیل کیا اور نقل کر لیا جیسا کہ اللہ نے اپنے الفاظ میں کہا ہے جن کے باطنی معنی حضرت محمدؐ کے خاندان کے لیے ہیں اور بظاہر ایک کہاوت کے طور پر ہیں: "یہ تو بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ داداوں نے گھڑ لیے ہیں خدا نے تو اس کی کوئی سند نازل نہیں کی۔(النجم:۲۳)۔"

میں نے اس سے کہا: میں دور دراز ملک سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ راستے میں میں نے سمندروں، اداسیوں، پریشانیوں اور خوف کو پار کیا ہے۔ میں نے اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے مایوسی میں دن رات گزارے ہیں۔ کیا میری حاجت پوری نہیں ہوگی؟

اس نے مجھ سے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت تمہاری ماں تمہارے ساتھ حاملہ ہوئی تو کوئی عظیم فرشتہ موجود تھا۔ میں نے تمہارے والد کو کبھی رسمی طہارت کے بغیر بھی نہیں پایا۔ جب بھی وہ تمہاری والدہ کے ساتھ بستر پر جاتے تو وہ پاکیزہ حالت میں اس کے ساتھ بستر پر جاتے اور مجھے نہیں لگتا کہ تیرے باپ کی رات کی نگرانی کے دوران اس نے تورات کا چوتھا حصہ ضرور پڑھا ہوگا اس لیے تیرا خیر کو پہنچا ہے۔ اب جیسے تم آئے تھے اسی طرح واپس جاؤ یہاں تک کہ تم حضرت محمد ﷺ کے مدینہ پہنچ جاؤ جسے طیبہ بھی کہا جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اسے یثرب کہتے تھے۔ پھر اس میں ایک جگہ جانا جسے بقیع کہتے ہیں۔ پھر ایک گھر پوچھنا جسے بنی مروان کا گھر کہتے ہیں۔ وہاں تین دن کے لیے رکنا۔ پھر ایک کالے بوڑھے آدمی سے پوچھنا جو اس کے دروازے پر ہوگا جو کھجور کے ریشوں سے کام کرتا ہے جسے ان کے شہر میں وہ الخصف کہتے ہیں۔ پس اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اس سے کہنا: مجھے تمہارے مہمان نے تمہارے پاس بھیجا ہے جو تمہارے ساتھ گھر کے اس کونے میں رہے گا جس میں لکڑی کے چار ٹکڑے ہیں۔ پھر اس سے فلاں فلاں، فلانی کے بارے میں پوچھنا۔ نیز اس سے پوچھنا کہ اس کا کلب کہاں ہے اور وہاں سے کس وقت گزرتا ہے۔ وہ تمہیں دکھائے گا یا پوری تفصیل دے گا اور تم اسے تفصیل سے پہچانتے ہو اور میں بھی تمہارے لیے اسے بیان کرتا ہوں۔

میں نے کہا: ان سے ملنے کے بعد میں کیا کروں گا؟

اس نے کہا: ان سے پوچھنا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔ ان سے گزشتہ اور موجودہ دینوں کے مسائل کے بارے میں پوچھنا۔

راوی کہتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تمہارے دوست جس سے تم ملے اس نے تمہیں بہت اچھی نصیحت کی ہے۔

راہب نے امام علیہ السلام سے پوچھا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اس کا نام کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کا نام متمم بن فیروز ہے اور وہ اہل فارس سے ہے۔ وہ اللہ پر ایمان لایا جو صرف ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور پورے یقین اور عقیدت کے ساتھ اس کی عبادت کی۔ وہ اپنی قوم سے ڈر کر بھاگ گیا۔ اس کے رب نے اسے اختیار دیا اور اسے صحیح ہدایت اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اس کو متقیوں میں سے بنایا اور اسے علم عطا کیا کہ اس کے مخلص بندے کون ہیں۔ ہر سال وہ حج کے لیے مکہ جاتا ہے اور ہر مہینے کے شروع میں ایک بار عمرہ کرتا ہے۔ وہ ہندوستان میں اپنے مقام سے مکہ آیا اس امتیاز کی وجہ سے جو اللہ نے اسے عطا کیا اور اس کی حمایت اور اس طرح اللہ شکر کرنے والوں کو اجر دیتا ہے۔

پھر راہب نے امامؑ سے بہت سے سوالات کیے اور امامؑ نے ان سب کا جواب دیا۔ پھر امامؑ نے راہب سے کچھ سوالات پوچھے جن کا وہ جواب نہ دے سکا لیکن امامؑ نے خود ان کا جواب دیا۔ اس کے بعد راہب نے عرض کیا: مجھے ان آٹھ خطوط کے بارے میں بتائیں جو نازل ہوئے، جن میں سے چار زمین پر ظاہر ہوئے اور باقی چار خلا میں باقی رہے۔ خلا میں رہنے والے چاروں کو کس کے پاس بھیجا گیا؟ ان کی تشریح کون کرے گا؟

امامؑ نے فرمایا: وہ ہمارا قائمؑ ہوگا جن پر اللہ انہیں نازل کرے گا اور وہ ان کی تشریح کرے گا۔ وہ اس کے پاس وہ چیز بھیجے گا جو صدیقین، رسولوں اور ہدایت یافتہ لوگوں کی طرف بھی نہیں بھیجی گئی۔

پھر راہب نے عرض کیا: مجھے ان چاروں کے بارے میں بتایئے جو زمین پر بھیجے گئے تھے۔ وہ کیا ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: میں تمہیں چاروں کے بارے میں بتاتا ہوں: پہلا یہ ہے: اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں کہ وہ ابدی ہے۔

دوسرا یہ ہے: حضرت محمد خالص اللہ کے رسول ہیں۔

تیسرا یہ ہے: ہم اہل بیتؑ ہیں۔

چوتھا یہ تھا: ہمارے شیعہ ہم میں سے ہیں، ہم اللہ کے رسولؐ میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سبب کے ساتھ اللہ میں سے ہیں۔

راہب نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں وہ حق ہے اور آپ حضراتؑ اللہ کی مخلوقات میں سے منتخب کردہ ہیں اور یہ کہ آپ حضراتؑ کے شیعہ پاک رہنما ہیں اور اللہ کی عاقبت ان کے لیے ہے، تمام شکر اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

پس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے لیے خز کا ایک جبہ، غائن خراسان کی ایک مضبوط قمیص، ایک چادر، ایک جوتا اور ایک ٹوپی منگوائی اور اس کو عطا کر دیں اور ظہر کی نماز ادا کی۔ اس سے فرمایا: ختنہ کروالو۔
اس نے عرض کیا: میرا ختنہ میرے ساتویں سال میں کروادیا گیا تھا۔ ①

بیان:

نجران موضع باليمن سمي بنجران بن زيذان بن سبأ و الخصف البواري و الجلة تعمل من خوص النخل لا يرد أي لا يرد سائله كما صرح به الراهب في كلامه و يحتمل في كلام الإمام ع المسئول به أيضا و فتنة امتحانا ما أدري جواب القسم بطانتها تأويلاتها و خوافيها شرائعها ظواهرها ما أقل ضربك أي مثلك و هو قول الله تعالى أي يدل على ما بدلوا و نقلوا قول الله تعالى إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ أي حرفتموها عن مواضعها و نقلتموها إلى ما اشتهيتم و قوله البطن لآل محمد و الظهر مثل جملة معترضة و أراد بالبطن تأويل القرآن و بالظهر تفسيره يعني أن تأويل القرآن كله لآل محمد و تفسيره مثل قال الله تعالى وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ لكي يهتدوا إلى تأويلها السفر الرابع بالكسر يعني من أجزاء التوراة شهرة ذلك أي الشهر الذي وقع فيه بأمك فلان بن فلان يعني به أبا الحسن موسى ع باقيا أي إلها باقيا أو وحد وحده حال كونه باقيا أو كان كونا باقيا أو قيل قولا باقيا و هذا كقوله تعالى وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً يعني كلمة التوحيد مخلصا أي أرسل حال كونه مخلصا أو أرسل رسولا مخلصا بفتح اللام و كسرها فيهما أو قيل هذا القول مخلصا نحن أهل البيت يعني أهل بيت الكتاب و الحكم و النبوة و قد ذكر ع الكلمتين الأخيرتين بمضمونهما و يحتمل ذلك في الأوليين أيضا و يحتمل أن يكون المعنى أن الكلمة الثالثة نحن فإنهم ع كلمات الله الحسنى فيكون أهل البيت بدلا من نحن بسبب أي بحبل متصل و هو خبر لشيعتنا و معطوفيه المستذلون على صيغة المفعول أي المتخذين أذلاء و يحتمل إعجام الذال من الذل و في بعض النسخ المستبدلون بزيادة الموحدة أي الذين استبدل بهم غيرهم و القوهي ضرب من الثياب في سابعي أي اليوم السابع من ولادتي

✪ ''نجران'' یمن میں ایک مقام کا نام ہے اس کا نجران نام ایک شخص کی وجہ سے رکھا گیا جس کا نام نجران بن زیذان بن سبا تھا۔
''لا یرد'' یعنی اس کے سائل کو رد نہیں کیا جاتا جیسا کہ اس کی صراحت راہب نے اپنی گفتگو میں کی ''فتنہ''

① بحار الانوار: ۴۸ / ۹۲؛ مدینۃ المعاجز: ۶ / ۳۰۲؛ عوالم العلوم: ۲۱ / ۳۰۲؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۲ / ۱۷۳

امتحان، ''ماادری'' جواب قسم ''بطانتھا'' اس کی تاویلات وغیرہ۔

''شرائعھا'' اس کے ظاہر۔

''مااقل ضربک'' یعنی تیری مثل اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے جو دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے بدل دیا اور اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا۔

''دراصل یہ تو صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے آباؤاجداد نے گڑھ لیے ہیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ تم نے ان کو ان کے مقامات سے ہٹا کر اپنی مرضی سے نقل کیا ہے۔(سورۃ النجم: ۲۳)۔''

''البطن لآل محمد والظھر'' یہ جملہ معترضہ کی طرح ہے اور بطن سے مراد قرآن مجید کی تاویل ہے اور ظہر سے مراد اس کی تفسیر ہے اور بیشک قرآن مجید کی ساری کی ساری تاویل آل محمدؐ کے لیے ہے اور اس کی تفسیر بھی مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں اس لیے دیتا ہے تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔(سورۃ ابراہیم: ۲۵)۔''

یعنی تا کہ وہ اس کی تاویل کی طرف ہدایت حاصل کریں ''السِفر الرابع'' کسرہ کے ساتھ، یعنی تورات کے اجزاء ''فلان بن فلان'' اس سے مراد امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

6/1416 الکافی ۱/۴۸۴/۶/۱ العدۃ عن أحمد عن علی بن الحکم عن ابن اَلْمُغِيرَةِ قَالَ: مَرَّ اَلْعَبْدُ اَلصَّالِحُ بِامْرَأَةٍ بِمِنًى وَ هِيَ تَبْكِي وَ صِبْيَانُهَا حَوْلَهَا يَبْكُونَ وَ قَدْ مَاتَتْ لَهَا بَقَرَةٌ فَدَنَا مِنْهَا ثُمَّ قَالَ لَهَا مَا يُبْكِيكِ يَا أَمَةَ اَللَّهِ قَالَتْ يَا عَبْدَ اَللَّهِ إِنَّ لَنَا صِبْيَاناً أَيْتَاماً وَ كَانَتْ لِي بَقَرَةٌ مَعِيشَتِي وَ مَعِيشَةُ صِبْيَانِي كَانَ مِنْهَا وَ قَدْ مَاتَتْ وَ بَقِيتُ مُنْقَطَعاً بِي وَ بِوُلْدِي لاَ حِيلَةَ لَنَا فَقَالَ يَا أَمَةَ اَللَّهِ هَلْ لَكِ أَنْ أُحْيِيَهَا لَكِ فَأُلْهِمَتْ أَنْ قَالَتْ نَعَمْ يَا عَبْدَ اَللَّهِ فَتَنَحَّى وَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ هُنَيْئَةً وَ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَوَّتَ بِالْبَقَرَةِ فَنَخَسَهَا نَخْسَةً أَوْ ضَرَبَهَا بِرِجْلِهِ فَاسْتَوَتْ عَلَى اَلْأَرْضِ قَائِمَةً فَلَمَّا نَظَرَتِ اَلْمَرْأَةُ إِلَى اَلْبَقَرَةِ

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۲۵

صَاحَتْ وَ قَالَتْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ فَخَالَطَ النَّاسَ وَ صَارَ بَيْنَهُمْ وَ مَضَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ .

ابن مغیرہ سے روایت ہے کہ منیٰ میں امام موسیٰ کاظمؑ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو رو رہی تھی اور اس کے اردگرد اس کے بچے بھی رو رہے تھے کیونکہ اس کی گائے مرگئی تھی۔ آپؑ اس کے قریب گئے اور پوچھا: اے اللہ کی کنیز! تجھے کس چیز نے رولایا ہے؟

اس نے عرض کیا: اے اللہ کے بندے! ہمارے یتیم بچے ہیں۔ ہماری گائے جو ہمارے جینے کا ذریعہ تھی مر گئی ہے اور ہمارے پاس زندہ رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم چاہو گی کہ میں تمہاری گائے کو واپس زندہ کردوں؟

پس اس نے حوصلہ افزائی کی اور عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے بندے میں۔

چنانچہ امامؑ ایک طرف ہٹ گئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر آپؑ نے آہستہ سے ہاتھ اٹھائے اور ہونٹ ہلائے، پھر آپؑ کھڑے ہو گئے اور گائے کو آواز دی اور آپؑ نے گائے کو اپنے پاؤں یا لاٹھی سے مارا تو وہ سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔ جب اس عورت نے گائے کی طرف دیکھا تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی: رب کعبہ کی قسم! یہ عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں۔

پس بہت سے لوگ اردگرد جمع ہو گئے اور آپؑ ان کے درمیان سے چلے گئے گئے اور وہاں سے گزر گئے۔ [1]

بیان:

و بقيت منقطعا بي و بولدي أي عجزت عن مرادي وحيل بيني و بين ما أؤمله و كذلك ولدي

❂ ''وبقیت منقطعا بی وبولدی'' میں اپنے اور اپنے بیٹے سے منقطع رہا یعنی میں جو چاہتا تھا اسے حاصل کرنے سے عاجز رہا اور میرے اور جس چیز کی میں امید کرتا تھا اس کے درمیان حائل تھا اور میرے بیٹے نے بھی ایسا ہی کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [2]

---

[1] بصائر الدرجات: ۲/ ۲۷۲؛ بحار الانوار: ۴۸/ ۵۵؛ الدعوات راوندی: ۶۹؛ اثبات الحداۃ: ۳/ ۲۳۲؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۲۸۸؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۱۲۷؛ الثاقب فی المناقب: ۴۳۱؛ عین الحیاۃ: ۱۹۷؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۳۶۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۳/ ۴۹؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۴۴

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۲۶؛ منہاج الصالحین وحید: ۱/ ۴۰۷

7/1417 الکافی، ۱/۴۸۴/۷/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ [رَحِمَهُ اَللَّهُ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَلْعَبْدَ اَلصَّالِحَ يَنْعَى إِلَى رَجُلٍ نَفْسَهُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَ إِنَّهُ لَيَعْلَمُ مَتَى يَمُوتُ اَلرَّجُلُ مِنْ شِيعَتِهِ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ شِبْهَ اَلْمُغْضَبِ فَقَالَ يَا إِسْحَاقُ قَدْ كَانَ رُشَيْدٌ اَلْهَجَرِيُّ يَعْلَمُ عِلْمَ اَلْمَنَايَا وَ اَلْبَلاَيَا وَ اَلْإِمَامُ أَوْلَى بِعِلْمِ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْحَاقُ اِصْنَعْ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فَإِنَّ عُمُرَكَ قَدْ فَنِيَ وَ إِنَّكَ تَمُوتُ إِلَى سَنَتَيْنِ وَ إِخْوَتَكَ وَ أَهْلَ بَيْتِكَ لاَ يَلْبَثُونَ بَعْدَكَ إِلاَّ يَسِيراً حَتَّى تَتَفَرَّقَ كَلِمَتُهُمْ وَ يَخُونُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً حَتَّى يَشْمَتَ بِهِمْ عَدُوُّهُمْ فَكَانَ هَذَا فِي نَفْسِكَ فَقُلْتُ فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ اَللَّهَ بِمَا عَرَضَ فِي صَدْرِي فَلَمْ يَلْبَثْ إِسْحَاقُ بَعْدَ هَذَا اَلْمَجْلِسِ إِلاَّ يَسِيراً حَتَّى مَاتَ فَمَا أَتَى عَلَيْهِمْ إِلاَّ قَلِيلٌ حَتَّى قَامَ بَنُو عَمَّارٍ بِأَمْوَالِ اَلنَّاسِ فَأَفْلَسُوا.

اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کو ایک آدمی کو اپنی موت کی خبر دیتے ہوئے سنا۔ میں نے سوچا: اسے معلوم ہوگا کہ اس کے شیعوں میں سے کوئی شخص کب مرے گا۔ پس آپؑ غصے سے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اسحاق! اگر رشید الہجری کو موت اور مصائب کا علم ہے تو امام کے لیے ایسے علم کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔

پھر فرمایا: اے اسحاق! جو چاہو کرو۔ تمہاری زندگی تباہ ہوگئی اور تم دو سال میں مر جاؤ گے۔ تمہارے بھائی اور خاندان بہت جلد آپس میں بٹ جائیں گے اور آپس میں اس قدر غدار بن جائیں گے کہ ان کے دشمن بھی انہیں ڈانٹیں گے۔ کیا یہ تمہارے ذہن میں تھا؟

میں نے کہا: میں اس چیز سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو میرے مرکز (دل یا سینے) میں گیا تھا۔ اس مجلس (ملاقات) کے بعد اسحاق بہت ہی کم دیر تک زندہ رہا اور فوت ہوگیا یہاں تک کہ بنوعمار فوراً بعد قرضوں پر زندگی گزارنے لگے اور وہ بہت غریب اور مفلس ہوگئے۔ [1]

بیان:

فکان هذا فی نفسك یعنی كان استعظامك علمی بالمنایا فی نفسك كأنه ع تعجب من ذلك و ذلك لأن مثل هذه الأمور دون رتبتهم ع لأن مقدار علو مراتبهم إنما هو بحسب معرفتهم الأمور

[1] کشف الغمہ: ۲/۲۴۲؛ بحارالانوار: ۴۲/۱۳۹؛ اثبات الھداة: ۳/۷/۲۳؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۲۱۵؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۵/۱۰۸۵؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۴۸

الكلية مما يقرب إلى الله سبحانه دون الأمور الجزئية الدنيوية من الأخبار بالمغيبات و لذا نسب مثلها إلى رشيد الهجري و كان من أصحاب أمير المؤمنين ثم السبطين ع قال الكشي إنه كان قد ألقى عليه علم البلايا و المنايا و كان أمير المؤمنين ع يسميه رشيد البلايا

❂ ''فكان هذا في نفسك'' پس یہ آپ کے نفس میں تھا یعنی آپ کے نفس میں علم منایا کو رکھا گیا گویا آپ اس پہ حیران ہوئے اور یہ اس لیے کہ ایسے معاملات ان کے درجات سے نیچے ہیں کیونکہ ان کے اعلیٰ درجات کا ایک کلیہ ہے، ان کے علم کے مطابق عالمی امور کے بارے میں جو چیز کی کو خدا کے قریب کرتی ہے وہ یہ بغیر کسی جزوی دنیاوی امور کے بارے میں غیب خبروں کی اطلاع ان سب کو رشید ہجری کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور وہ امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے اور اس کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے صحابی رہے۔ علامہ کشی بیان کرتے ہیں کہ ان کو علم بلایا و منایا سے نوازا گیا تھا اور امیر المومنینؑ نے ان کو رشید البلایا کا نام دیا تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق معتبر ہے کیونکہ احمد بن مہران پر آقا کلینی نے بہت اعتماد کیا ہے اور محمد بن علی عینی ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں موجود ہے (واللہ اعلم)

8/1418 الكافى،١/٨/٤٨٥/١ على عن العبيدى عَنْ مُوسَى بْنِ ٱلْقَاسِمِ ٱلْبَجَلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: جَاءَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَ قَدِ اِعْتَمَرْنَا عُمْرَةَ رَجَبٍ وَ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ يَا عَمِّ إِنِّي أُرِيدُ بَغْدَادَ وَ قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ أُوَدِّعَ عَمِّي أَبَا ٱلْحَسَنِ يَعْنِي مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ وَ أَحْبَبْتُ أَنْ تَذْهَبَ مَعِي إِلَيْهِ فَخَرَجْتُ مَعَهُ نَحْوَ أَخِي وَ هُوَ فِي دَارِهِ ٱلَّتِي بِالْحَوْبَةِ وَ ذَلِكَ بَعْدَ ٱلْمَغْرِبِ بِقَلِيلٍ فَضَرَبْتُ ٱلْبَابَ فَأَجَابَنِي أَخِي فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ عَلِيٌّ فَقَالَ هُوَ ذَا أَخْرُجُ وَ كَانَ بَطِيءَ ٱلْوُضُوءِ فَقُلْتُ ٱلْعَجَلَ قَالَ وَ أَعْجَلُ فَخَرَجَ وَ عَلَيْهِ إِزَارٌ مُمَشَّقٌ قَدْ عَقَدَهُ فِي عُنُقِهِ حَتَّى قَعَدَ تَحْتَ عَتَبَةِ ٱلْبَابِ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ قُلْتُ قَدْ جِئْتُكَ فِي أَمْرٍ إِنْ تَرَهُ صَوَاباً فَاللَّهُ وَفَّقَ لَهُ وَ إِنْ يَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَمَا أَكْثَرَ مَا نُخْطِئُ قَالَ وَ مَا هُوَ قُلْتُ هَذَا اِبْنُ أَخِيكَ يُرِيدُ أَنْ يُوَدِّعَكَ وَ يَخْرُجَ إِلَى بَغْدَادَ فَقَالَ لِيَ اُدْعُهُ

[1] مرآة العقول: ٦/ ٦٨

فَدَعَوْتُهُ وَ كَانَ مُتَنَجِّياً فَدَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ وَ قَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَوْصِنِي فَقَالَ أُوصِيكَ أَنْ تَتَّقِيَ اللَّهَ فِي دَمِي فَقَالَ مُجِيباً لَهُ مَنْ أَرَادَكَ بِسُوءٍ فَعَلَ اللَّهُ بِهِ وَ جَعَلَ يَدْعُو عَلَى مَنْ يُرِيدُهُ بِسُوءٍ ثُمَّ عَادَ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ فَقَالَ يَا عَمِّ أَوْصِنِي فَقَالَ أُوصِيكَ أَنْ تَتَّقِيَ اللَّهَ فِي دَمِي فَقَالَ مَنْ أَرَادَكَ بِسُوءٍ فَعَلَ اللَّهُ بِهِ وَ فَعَلَ ثُمَّ عَادَ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ يَا عَمِّ أَوْصِنِي فَقَالَ أُوصِيكَ أَنْ تَتَّقِيَ اللَّهَ فِي دَمِي فَدَعَا عَلَى مَنْ أَرَادَهُ بِسُوءٍ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْهُ وَ مَضَيْتُ مَعَهُ فَقَالَ لِي أَخِي يَا عَلِيُّ مَكَانَكَ فَقُمْتُ مَكَانِي فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ ثُمَّ دَعَانِي فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ فَتَنَاوَلَ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَعْطَانِيهَا وَ قَالَ قُلْ لِابْنِ أَخِيكَ يَسْتَعِينُ بِهَا عَلَى سَفَرِهِ قَالَ عَلِيٌّ فَأَخَذْتُهَا فَأَدْرَجْتُهَا فِي حَاشِيَةِ رِدَائِي ثُمَّ نَاوَلَنِي مِائَةً أُخْرَى وَ قَالَ أَعْطِهِ أَيْضاً ثُمَّ نَاوَلَنِي صُرَّةً أُخْرَى وَ قَالَ أَعْطِهِ أَيْضاً فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِذَا كُنْتَ تَخَافُ مِنْهُ مِثْلَ الَّذِي ذَكَرْتَ فَلِمَ تُعِينُهُ عَلَى نَفْسِكَ فَقَالَ إِذَا وَصَلْتُهُ وَ قَطَعَنِي قَطَعَ اللَّهُ أَجَلَهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ مِخَدَّةَ أَدَمٍ فِيهَا ثَلَاثَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَضَحٍ وَ قَالَ أَعْطِهِ هَذِهِ أَيْضاً قَالَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَأَعْطَيْتُهُ الْمِائَةَ الْأُولَى فَفَرِحَ بِهَا فَرَحاً شَدِيداً وَ دَعَا لِعَمِّهِ ثُمَّ أَعْطَيْتُهُ الثَّانِيَةَ وَ الثَّالِثَةَ فَفَرِحَ بِهَا حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَرْجِعُ وَ لَا يَخْرُجُ ثُمَّ أَعْطَيْتُهُ الثَّلَاثَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ فَمَضَى عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ وَ قَالَ مَا ظَنَنْتُ أَنَّ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَتَيْنِ حَتَّى رَأَيْتُ عَمِّي مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ فَأَرْسَلَ هَارُونُ إِلَيْهِ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَرَمَاهُ اللَّهُ بِالذُّبَحَةِ فَمَا نَظَرَ مِنْهَا إِلَى دِرْهَمٍ وَ لَا مَسَّهُ.

علی بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ میں رجب کا عمرہ مکمل کر چکا تھا اور ہم مکہ مکرمہ میں تھے کہ محمد بن اسماعیل میرے پاس آئے اور کہا: اے چچا! میں بغداد جانے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن میں اپنے چچا ابوالحسن یعنی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو الوداع کہنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ رہیں، میں اس کے ساتھ اپنے بھائی کے پاس گیا جو حوبہ والے گھر میں تھا، سورج غروب ہونے میں کچھ دیر گزری تھی، میں نے دروازے پر دستک دی، میرے بھائی نے جواب دیا اور دروازہ کھول دیا اور پوچھا کون ہے؟

میں نے عرض کیا: علی (ع) ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: میں ابھی آرہا ہوں اور آپؑ وضو کو طول دے رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: ذرا جلدی کیجیے گا۔

آپؑ نے فرمایا: میں جلدی کروں گا۔

پس آپؑ رنگا ہوا کپڑا لے کر باہر نکلے جسے آپؑ نے گلے میں باندھا اور دروازے کی سیڑھیوں سے بالکل نیچے بیٹھ گیا۔

علی بن جعفر علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں آپؑ کے سر پر جھک گیا اور آپؑ کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا: میں آپؑ کے پاس ایک معاملے کے حوالے سے آیا ہوں کہ اگر آپؑ صحیح سمجھیں تو اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے گا اور اگر نہیں تو ہم سے اکثر غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

آپؑ نے پوچھا: کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا: یہ آپؑ کے بھائی کا بیٹا ہے۔ وہ آپؑ کو الوداع کہنا چاہتا ہے کیونکہ وہ بغداد جانا چاہتا ہے۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اسے میرے پاس بلاؤ۔

میں نے اسے بلایا۔ وہ کچھ فاصلہ پر کھڑا ہوا تھا۔ وہ آپؑ کے قریب آیا اور آپؑ کا ماتھا چوما اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! مجھے مشورہ دیجیے۔

امامؑ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا۔

اس نے آپؑ کے جواب میں عرض کیا: جو شخص آپؑ کے ساتھ برا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ پھر وہ ان لوگوں کے خلاف دعا کرتا رہا جو امام علیہ السلام کے بارے میں برا ارادہ رکھتے تھے۔

اس نے دوبارہ امامؑ کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔

اس نے جواب میں کہا: جو شخص آپؑ کے ساتھ برا ارادہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ پس وہ ایسا کرتا رہا پھر اس نے امامؑ کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کیا: مجھے وصیت فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔

پھر وہ آپؑ سے الگ ہو گیا اور میں اس کے ساتھ چلنے لگا تو میرے بھائی نے مجھے فرمایا: اے علی (ع)! جہاں تم ہو انتظار کرو۔

پس میں نے انتظار کیا اور آپؑ اندر چلے گئے اور پھر مجھے اندر بلایا۔ میں اندر گیا تو آپؑ نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں سو دینار تھے اور کہا کہ اپنے بھائی کے بیٹے سے کہو کہ سفر کے دوران اسے استعمال کرے۔

علیؑ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے لباس میں رقم محفوظ کر لی اور آپؑ نے مجھے ایک سو دینار مزید دیئے کہ میں یہ بھی اسے دے دوں اور پھر آپؑ نے مجھے ایک اور تھیلا دے دیا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! جب آپؑ اس سے اتنا ڈرتے ہیں تو آپؑ اسے یہ سارے پیسے کیوں دے رہے ہیں اور اپنے نفس کے خلاف اس کا ساتھ کیوں دے رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جب میں اس سے اچھے تعلقات رکھوں گا اور وہ ایسے تعلقات منقطع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کم کر دے گا۔

پھر آپؑ نے مجھے ایک تکیہ دیا جس میں تین سو خالص درہم تھے اور فرمایا کہ یہ بھی اس کو دے دو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں پھر چلا گیا اور اسے پہلا سو دیا تو وہ بہت خوش ہوا اور اپنے چچا کے لیے دعا کی۔ پھر میں نے اسے دوسری رقم دی تو وہ اتنا خوش ہوا کہ میں نے سوچا کہ شاید اب وہ بغداد نہ جائے۔ پھر میں نے اسے سارے درہم دے دیئے اور وہ بغداد چلا گیا۔ اس نے ہارون کو خلیفہ کی حیثیت سے سلام کیا اور کہا کہ میں نے نہیں سوچا تھا کہ زمین پر بیک وقت دو خلیفہ ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ میں نے اپنے چچا موسیٰ بن جعفر (ع) کو بھی دیکھا ہے کہ ان کو لوگ بھی خلیفہ کی حیثیت سے سلام کرتے ہیں۔ ہارون نے اسے ایک لاکھ درہم بھیجے مگر اللہ نے اسے خناق کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور ان درہموں میں سے کسی کو دیکھنے یا چھونے سے پہلے ہی مر گیا۔ ①

بیان:

محمد بن إسماعيل هو ابن إسماعيل بن أبي عبد الله ع ممشق مصبوغ بالمشق و هو الطين الأحمر و المخدة الوسادة أراد بها الخالية عن الحشو المجعولة كيسا للدراهم و الوضح بالضاد المعجمة و الحاء المهملة الدرهم الصحيح و الذبحة كهمزة و عنبة وجع في الحلق أو دم يخنق فيقتل

۞ ''محمد بن اسماعیل'' اس سے مراد امام جعفر صادق ہیں ''ممشق'' جن کو مشق سے رنگا گیا اور اس سے مراد سرخ مٹی ہے۔

''المخدۃ'' تکیہ اس سے مراد جو حشو سے خالی ہو۔

① مسائل علی بن جعفرؑ: ۱۴۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۵۵۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۶ ۳؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۳۱۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۷ ۲۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۴/ ۱۰۰؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۶۷

"الوضح" صحیح درہم۔ "اندبحۃ" حلق میں درد کا ہونا یا خون کا بہنا اور قتل کیا جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

9/1419 الکافی،۸/۸۶/۴۸ محمد عَنْ أَحْمَدَ عَنِ ٱلْبَرْقِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: بَيْنَا مُوسَى بْنُ عِيسَى فِي دَارِهِ ٱلَّتِي فِي ٱلْمَسْعَى يُشْرِفُ عَلَى ٱلْمَسْعَى إِذْ رَأَى أَبَا ٱلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مُقْبِلاً مِنَ ٱلْمَرْوَةِ عَلَى بَغْلَةٍ فَأَمَرَ اِبْنَ هَيَّاجٍ رَجُلاً مِنْ هَمْدَانَ مُنْقَطِعاً إِلَيْهِ أَنْ يَتَعَلَّقَ بِلِجَامِهِ وَ يَدَّعِيَ ٱلْبَغْلَةَ فَأَتَاهُ فَتَعَلَّقَ بِاللِّجَامِ وَ ادَّعَى ٱلْبَغْلَةَ فَثَنَى أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ رِجْلَهُ فَنَزَلَ عَنْهَا وَ قَالَ لِغِلْمَانِهِ خُذُوا سَرْجَهَا وَ ادْفَعُوهَا إِلَيْهِ فَقَالَ وَ ٱلسَّرْجُ أَيْضاً لِي فَقَالَ أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ كَذَبْتَ عِنْدَنَا ٱلْبَيِّنَةُ بِأَنَّهُ سَرْجُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَمَّا ٱلْبَغْلَةُ فَإِنَّا اِشْتَرَيْنَاهَا مُنْذُ قَرِيبٍ وَ أَنْتَ أَعْلَمُ وَ مَا قُلْتَ.

حماد بن عثمان سے روایت ہے کہ موسیٰ بن عیسیٰ اپنے گھر میں تھا جو سعی کے مقام پر تھا کہ اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مروہ کی طرف سے خچر پر سوار آتے ہوئے دیکھ چنانچہ اس نے ہمدان کے ایک آدمی ابن ھیاج کو حکم دیا جو آپ علیہ السلام کے بہت قریب موجود تھا کہ وہ جا کر لگام پکڑ لے اور دعویٰ کرے کی خچر اس کا ہے۔ پس وہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا، لگام کو پکڑا اور خچر کا دعویٰ کیا۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے پاؤں نکالے اور اس سے نیچے اترے اور اپنے خادم سے فرمایا: زین اٹھاؤ اور (خچر) اس کے حوالے کرو۔

اس نے کہا: زین بھی میری ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: تم جھوٹ بول رہے ہو، کیونکہ ہمارے پاس اس بات کے لیے بینہ موجود ہے کہ یہ محمد بن علی کی زین ہے اور جہاں تک خچر کا تعلق ہے، تو عنقریب ہی ہم نے خریدا ہے اور تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول: ۲۶/ ۷۰

[2] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۳۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۲۹۱ ح ۳۳۷۷۸؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۳۴۷؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۰/ ۱۸۸؛ ھدایۃ الامہ: ۸/ ۴۱۵؛ بحار الانوار: ۴۸/ ۱۴۸؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۲۸۰

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ①۔

10/1420 الكافى ١/٤٨٦/٩/١ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُبِضَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ اِبْنُ أَرْبَعٍ وَ خَمْسِينَ سَنَةً فِي عَامِ ثَلاَثٍ وَ ثَمَانِينَ وَ مِائَةٍ وَ عَاشَ بَعْدَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خَمْساً وَ ثَلاَثِينَ سَنَةً.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی شہادت چوّن (۵۴) سال سے کچھ زیادہ کی عمر میں سن ایک سوتراسی میں ہوئی۔ وہ امام جعفر بن محمد علیہ السلام کے بعد پینتیس سال زندہ رہے۔ ②

بیان:

قال في الكافي ولد أبو الحسن موسى ع بالأبواء سنة ثمان و قال بعضهم تسع و عشرين و مائة و قبض ع لست خلون من رجب من سنة ثلاث و ثمانين و مائة و هو ابن أربع أو خمس و خمسين سنة و قبض ع ببغداد في حبس السندي بن شاهك و كان هارون حمله من المدينة لعشر ليال بقين من شوال سنة تسع و سبعين و مائة و قد قدم هارون المدينة منصرفه من عمرة شهر رمضان ثم شخص هارون إلى الحج و حمله معه ثم انصرف على طريق البصرة فحبسه عند عيسى بن جعفر ثم أشخصه إلى بغداد فحبسه عند السندي بن شاهك فتوفي ع في حبسه و دفن ببغداد في مقبرة قريش و أمه أم ولد يقال لها حميدة و قال في التهذيب كنيته أبو الحسن و يكنى أبا إبراهيم و يكنى أيضا أبا علي ولد بالأبواء سنة ثمان و عشرين و مائة من الهجرة و قبض قتيلا بالسم ببغداد في حبس

۞ کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ کی ولادتِ باسعادت ابواء کے مقام پر ۱۲۸ھ اور بعض کے مطابق ۱۲۹ھ کو ہوئی اور آپ کی شہادت ماہِ رجب المرجب ۱۸۳ھ میں ہوئی۔ اور آپ کی عمر مبارک چوون یا پچپن سال تھی۔

آپ کی شہادت بغداد میں سندی کے قید خانہ میں ہوئی۔

---

① مراۃ العقول: ۲۵/۱۹۷؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۸۷؛ موسوعہ الامام الخوئی: ۳۱/۶۲؛ مقالات کنگرہ: ۱/۹۱؛ دروس تمہیدیہ: ۳/۳۸؛ العروۃ الوثقیٰ (یزدی): ۶/۱۳۳؛ تفصیل الشریعہ: ۲۴/۳۰۳؛ فقہ الصادقؑ: ۳۸/۳۸۶

② کشف الغمہ: ۲/۲۴۵؛ بحار الانوار: ۴۸/۸و۲۰۶؛ عوالم العلوم: ۲۱/۳۵۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۳/۷۵؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۱۰۳

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن علامہ مجلسی نے اسے اپنے نزدیک صحیح قرار دیا ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور شیخ شاہرودی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ [3]

۱۲۰ ـ باب ماجاء فی ابی الحسن الرضا علیہ السلام

باب: جو کچھ حضرت ابوالحسن الرضا علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1421 الکافی ۱/۴۸۶/۱/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ الْأَوَّلُ هَلْ عَلِمْتَ أَحَداً مِنْ أَهْلِ الْمَغْرِبِ قَدِمَ قُلْتُ لَا قَالَ بَلَى قَدْ قَدِمَ رَجُلٌ فَانْطَلِقْ بِنَا فَرَكِبَ وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّجُلِ فَإِذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَعَهُ رَقِيقٌ فَقُلْتُ لَهُ اعْرِضْ عَلَيْنَا فَعَرَضَ عَلَيْنَا سَبْعَ جَوَارٍ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لاَ حَاجَةَ لِي فِيهَا ثُمَّ قَالَ اعْرِضْ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا عِنْدِي إِلاَّ جَارِيَةٌ مَرِيضَةٌ فَقَالَ لَهُ مَا عَلَيْكَ أَنْ تَعْرِضَهَا فَأَبَى عَلَيْهِ فَانْصَرَفَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي مِنَ الْغَدِ فَقَالَ قُلْ لَهُ كَمْ كَانَ غَايَتُكَ فِيهَا فَإِذَا قَالَ كَذَا وَ كَذَا فَقُلْ قَدْ أَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَنْقُصَهَا مِنْ كَذَا وَ كَذَا فَقُلْتُ قَدْ أَخَذْتُهَا فَقَالَ هِيَ لَكَ وَ لَكِنْ أَخْبِرْنِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ مَعَكَ بِالْأَمْسِ فَقُلْتُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَالَ مِنْ أَيِّ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْتُ مَا عِنْدِي أَكْثَرُ مِنْ هَذَا فَقَالَ أُخْبِرُكَ عَنْ هَذِهِ الْوَصِيفَةِ إِنِّي اشْتَرَيْتُهَا مِنْ أَقْصَى الْمَغْرِبِ فَلَقِيَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَتْ مَا هَذِهِ الْوَصِيفَةُ مَعَكَ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لِنَفْسِي فَقَالَتْ مَا يَكُونُ يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ هَذِهِ عِنْدَ مِثْلِكَ إِنَّ هَذِهِ الْجَارِيَةَ يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ عِنْدَ خَيْرِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَلاَ تَلْبَثُ عِنْدَهُ إِلاَّ قَلِيلاً حَتَّى تَلِدَ مِنْهُ غُلاَماً مَا يُولَدُ بِشَرْقِ الْأَرْضِ وَ لاَ

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۷۰

[2] حدیث نمبر ۱۴۰۰ کی طرف رجوع کیجیے۔

[3] مستدرکات علم رجال الحدیث: ۵/ ۱۰۹

غَرْبِهَا مِثْلُهُ قَالَ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَلَمْ تَلْبَثْ عِنْدَهُ إِلاَّ قَلِيلاً حَتَّى وَلَدَتِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

ہشام بن احمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اہل مغرب سے کوئی آیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں ایک آدمی آیا ہے۔ ہمارے ساتھ چلو۔

پس آپؑ سوار ہوئے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ سوار ہو گیا اور چل پڑے یہاں تک کہ ہم اس آدمی کے پاس پہنچ گئے۔ وہ مدینہ کا ایک آدمی تھا جس کے پاس چند غلام فروخت کے لیے تھے۔ میں نے اس سے کہا: فروخت کے لیے غلام دکھاؤ۔

پس اس نے مجھے سات لونڈیاں دکھائیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: مجھے ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ہمیں اور دکھاؤ۔

اس آدمی نے عرض کیا: بیمار کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تم اسے ہمیں کیوں نہیں دکھاتے؟

اس شخص نے انکار کر دیا اور امامؑ واپس آ گئے۔ اگلے دن آپؑ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: اس سے پوچھو کہ لڑکی کتنی بیمار ہے اور اگر اتنی رقم کہے تو کہنا کہ میں ادا کرتا ہوں۔

میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: میں اس کے لیے اتنی اور اتنی رقم سے کم قبول نہیں کروں گا۔

میں نے کہا: میں اسے لے جاتا ہوں۔

اس نے کہا: وہ تمہاری ہے لیکن یہ بتاؤ کہ کل تمہارے ساتھ کون تھا؟

میں نے کہا: قبیلہ بنو ہاشم کا آدمی تھا۔

اس نے کہا: وہ بنو ہاشم سے کس گھرانے سے ہے؟

میں نے کہا: میرے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

اس نے کہا: میں آپ کو اس لڑکی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے مغرب (یا مراکش) کے

دور کونے میں خریدا ہے۔ پس بائبل کے پیروکاروں میں سے ایک عورت آئی اور اس نے کہا: وہ تمہارے ساتھ کیا کر رہی ہے؟

میں نے کہا: میں نے اسے اپنے لیے خرید لیا ہے۔

اس نے کہا: اس لڑکی کو تمہارے جیسے کسی کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔ اس لڑکی کو زمین کے بہترین لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔ پس یہ اس کے ساتھ بہت کم عرصہ رہے گی مگر یہ کہ ایک لڑکے کو جنم دے گی جس کی مثل زمین کے مغرب یا مشرق میں کوئی اور پیدا نہیں ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں اسے امامؑ کے پاس لایا اور کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے امام رضا علیہ السلام کو جنم دیا۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ (۲)

2/1422 الكافی ۱/۴۸۶/۲/۱ محمد عن أحمد عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: لَمَّا مَضَى أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ تَكَلَّمَ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خِفْنَا عَلَيْهِ مِنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ قَدْ أَظْهَرْتَ أَمْراً عَظِيماً وَ إِنَّا نَخَافُ عَلَيْكَ هَذِهِ اَلطَّاغِيَةَ قَالَ فَقَالَ لِيَجْهَدْ جَهْدَهُ فَلاَ سَبِيلَ لَهُ عَلَيَّ.

صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو امام علی رضاؑ نے (اپنی امامت کے بارے میں) گفتگو کی اور اس کی وجہ سے ہم ان کے بارے میں ڈر گئے۔ آپؑ سے عرض کیا گیا: آپؑ نے امر عظیم کا اظہار فرمایا ہے اور ہم اس باغی سے آپؑ کے بارے میں ڈرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اسے اپنی پوری کوشش کرنے دو لیکن اسے مجھ تک راستہ نہیں ملے گا۔" (۳)

بیان:

أريد بهذه الطاغية هارون الخليفة

---

(۱) کشف الغمہ: ۲/ ۲۷۲؛ الارشاد: ۲/ ۲۵۳؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۳۵؛ سیرت رسول المصطفیٰ (مترجم): ۵۲۳ ح ۴۴۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۱۷؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۲۲؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۷؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۶۷؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۶۵۳؛ الاختصاص: ۱۹۷؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۳

(۲) مرآۃ العقول: ۶/ ۷۴

(۳) الارشاد: ۲/ ۲۵۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۷۳ و ۳۱۵؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۲۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۱۰؛ المناقب: ۴/ ۳۴۰؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۱۱۳؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۶۷

۞ میری مراد اس طاغیہ سے خلیفہ ہارون ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [1]

3/1423 الکافی ۸/۲۵۷/۳۷۱ الحسين بن محمد عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي أَيَّامِ هَارُونَ إِنَّكَ قَدْ شَهَرْتَ نَفْسَكَ بِهَذَا اَلْأَمْرِ وَ جَلَسْتَ مَجْلِسَ أَبِيكَ وَ سَيْفُ هَارُونَ يَقْطُرُ اَلدَّمَ فَقَالَ جَرَّأَنِي عَلَى هَذَا مَا قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنْ أَخَذَ أَبُو جَهْلٍ مِنْ رَأْسِي شَعْرَةً فَاشْهَدُوا أَنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَ أَنَا أَقُولُ لَكُمْ إِنْ أَخَذَ هَارُونُ مِنْ رَأْسِي شَعْرَةً فَاشْهَدُوا أَنِّي لَسْتُ بِإِمَامٍ.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے ہارون کے زمانے میں امام علی رضاعلیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ نے اس امر سے اپنے آپؑ کو مشہور کرلیا ہے اور والدؑ کی مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ ہارون کی تلوار سے خون ٹپک رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جس چیز نے مجھے حوصلہ دیا وہ وہی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابوجہل میرے سر سے ایک بال بھی لے سکتا ہے (یعنی مجھے تکلیف پہنچا سکتا ہے) تو گواہی دو کہ میں نبی نہیں ہوں اور میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر ہارون میرے سر کا ایک بال بھی لے سکتا ہے تو گواہی دو کہ میں امام نہیں ہوں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ حسین بن احمد المالکی شیخ صدوق کے مشائخ میں سے ہیں البتہ ان کا مذہب معلوم نہیں ہے اور احمد بن ہلال صالح الروایۃ ہیں اور محمد بن سنان تحقیق سے ثقہ ثابت ہیں (واللہ اعلم)

4/1424 الکافی ۱/۴۸۷/۳/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ رَحِمَهُ اَللَّهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي بَيْتٍ دَاخِلٍ فِي جَوْفِ بَيْتٍ لَيْلاً فَرَفَعَ يَدَهُ

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۷۳

[2] المناقب: ۴/ ۳۳۹؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۵۹ و ۱۱۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۱۳؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۲۲۲؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۵۷؛ مسند الامام الرضا ؑ: ۱/ ۱۶۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/ ۲۱

[3] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۲۲۳

فَكَانَتْ كَأَنَّ فِي اَلْبَيْتِ عَشَرَةَ مَصَابِيحَ وَاِسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَخَلَّى يَدَهُ ثُمَّ أَذِنَ لَهُ.

حسن بن المنصور نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں رات کے ایک پہر میں امام علی رضا علیہ السلام کو ان کے گھر کے اندر ایک کمرے میں دیکھنے گیا تو آپؑ نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو گویا گھر کے اندر دس چراغ جلنے لگے اور ایک آدمی نے ملاقات کی اجازت مانگی تو آپؑ نے اپنا ہاتھ نیچے کیا اور پھر اسے اجازت دی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

5/1425 الکافی،۱/۴/۴۸۷/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اِبْنِ جُمْهُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنِ اَلْغِفَارِيِّ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ مِنْ آلِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يُقَالُ لَهُ طَيْسٌ عَلَيَّ حَقٌّ فَتَقَاضَانِي وَأَلَحَّ عَلَيَّ وَأَعَانَهُ اَلنَّاسُ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ صَلَّيْتُ اَلصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ اَلرَّسُولِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ تَوَجَّهْتُ نَحْوَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِالْعُرَيْضِ فَلَمَّا قَرُبْتُ مِنْ بَابِهِ إِذَا هُوَ قَدْ طَلَعَ عَلَى حِمَارٍ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ وَرِدَاءٌ فَلَمَّا نَظَرْتُ إِلَيْهِ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَلَمَّا لَحِقَنِي وَقَفَ وَنَظَرَ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَكَانَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَقُلْتُ جَعَلَنِيَ اَللَّهُ فِدَاكَ إِنَّ لِمَوْلاَكَ طَيْسٍ عَلَيَّ حَقّاً وَقَدْ وَاَللَّهِ شَهَرَنِي وَأَنَا أَظُنُّ فِي نَفْسِي أَنَّهُ يَأْمُرُهُ بِالْكَفِّ عَنِّي وَوَاَللَّهِ مَا قُلْتُ لَهُ كَمْ لَهُ عَلَيَّ وَلاَ سَمَّيْتُ لَهُ شَيْئاً فَأَمَرَنِي بِالْجُلُوسِ إِلَى رُجُوعِهِ فَلَمْ أَزَلْ حَتَّى صَلَّيْتُ اَلْمَغْرِبَ وَأَنَا صَائِمٌ فَضَاقَ صَدْرِي وَأَرَدْتُ أَنْ أَنْصَرِفَ فَإِذَا هُوَ قَدْ طَلَعَ عَلَيَّ وَحَوْلَهُ اَلنَّاسُ وَقَدْ قَعَدَ لَهُ اَلسُّؤَّالُ وَهُوَ يَتَصَدَّقُ عَلَيْهِمْ فَمَضَى وَدَخَلَ بَيْتَهُ ثُمَّ خَرَجَ وَدَعَانِي فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَدَخَلْتُ مَعَهُ فَجَلَسَ وَجَلَسْتُ فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُ عَنِ اِبْنِ اَلْمُسَيَّبِ وَكَانَ أَمِيرَ اَلْمَدِينَةِ وَكَانَ كَثِيراً مَا أُحَدِّثُهُ عَنْهُ فَلَمَّا فَرَغْتُ

---

[1] المناقب: ۴/۳۴۸؛ کشف الغمہ: ۲/۳۰۴؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۶۷ و ۳۱۰؛ بحار الانوار: ۴۹/۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۲۶۸؛ عوالم العلوم: ۲۲/۱۵۱؛ القطرہ من بحار: ۱/۳۹۴؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/۱۱؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۶۳

[2] مراۃ العقول: ۶/۷۵

قَالَ لاَ أَظُنُّكَ أَفْطَرْتَ بَعْدُ فَقُلْتُ لاَ فَدَعَا لِي بِطَعَامٍ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيَّ وَ أَمَرَ الْغُلاَمَ أَنْ يَأْكُلَ مَعِي فَأَصَبْتُ وَ الْغُلاَمَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمَّا فَرَغْنَا قَالَ لِيَ ارْفَعِ الْوِسَادَةَ وَ خُذْ مَا تَحْتَهَا فَرَفَعْتُهَا وَ إِذَا دَنَانِيرُ فَأَخَذْتُهَا وَ وَضَعْتُهَا فِي كُمِّي وَ أَمَرَ أَرْبَعَةً مِنْ عَبِيدِهِ أَنْ يَكُونُوا مَعِي حَتَّى يُبَلِّغُونِي مَنْزِلِي فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ طَائِفَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ يَدُورُ وَ أَكْرَهُ أَنْ يَلْقَانِي وَ مَعِي عَبِيدُكَ فَقَالَ لِي أَصَبْتَ أَصَابَ اللَّهُ بِكَ الرَّشَادَ وَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا إِذَا رَدَدْتُهُمْ فَلَمَّا قَرُبْتُ مِنْ مَنْزِلِي وَ آنَسْتُ رَدَدْتُهُمْ فَصِرْتُ إِلَى مَنْزِلِي وَ دَعَوْتُ بِالسِّرَاجِ وَ نَظَرْتُ إِلَى الدَّنَانِيرِ وَ إِذَا هِيَ ثَمَانِيَةٌ وَ أَرْبَعُونَ دِينَاراً وَ كَانَ حَقُّ الرَّجُلِ عَلَيَّ ثَمَانِيَةً وَ عِشْرِينَ دِينَاراً وَ كَانَ فِيهَا دِينَارٌ يَلُوحُ فَأَعْجَبَنِي حُسْنُهُ فَأَخَذْتُهُ وَ قَرَّبْتُهُ مِنَ السِّرَاجِ فَإِذَا عَلَيْهِ نَقْشٌ وَاضِحٌ حَقُّ الرَّجُلِ ثَمَانِيَةٌ وَ عِشْرُونَ دِينَاراً وَ مَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ وَ لاَ وَ اللَّهِ مَا عَرَفْتُ مَا لَهُ عَلَيَّ (وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) الَّذِي أَعَزَّ وَلِيَّهُ.

غفاری سے روایت ہے کہ میں ابو رافع مولی رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے ایک شخص کا مقروض تھا جس کا نام طیس تھا۔ اس نے ادائیگی کا مطالبہ کیا اور مجھ پر سخت دباؤ ڈالا اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی۔ جب میں نے اپنے آپ کو ایسی حالت میں پایا تو میں نے صبح کی نماز مسجد نبوی میں ادا کی اور پھر امام علی رضاؑ کی طرف روانہ ہوا جو ان دنوں عُریض میں تھے۔ جب میں ان کے دروازے پر پہنچا تو وہ اپنے گدھے پر قمیض اور جبہ پہنے نمودار ہوئے۔ میں نے آپؑ کی طرف دیکھا تو مجھے شرم محسوس ہوئی۔ جب آپؑ میرے قریب آئے تو آپؑ نے میری طرف دیکھا اور میں نے آپؑ کو سلام پیش کیا۔ یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں آپؑ کے غلام طیس کا قرض دار ہوں اور اس نے مجھے بدنام کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپؑ اسے حکم دیں گے کہ وہ مجھ پر دباؤ نہ ڈالے اور اللہ کی قسم! میں نے آپؑ کو یہ نہیں بتایا کہ مجھ پر کتنا قرض ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رقم بتائی۔ پس آپؑ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ واپس آجائیں۔ میں وہیں رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور میں روزہ سے تھا۔ میں افسردہ ہوگیا اور میں نے گھر لوٹنے کا سوچا تو اچانک آپؑ اپنے اردگرد کے لوگوں کے ساتھ میرے سامنے نمودار ہوئے جبکہ بھیک مانگنے والوں نے آپؑ کو گھیرا ہوا تھا اور آپؑ انہیں صدقہ دے رہے تھے۔ بہرحال آپؑ وہاں سے گزر کر اپنے گھر میں داخل ہوگئے اور پھر باہر آئے اور مجھے اندر بلایا۔ پس ہم دونوں بیٹھ گئے اور میں آپؑ سے

مدینہ کے گورنر ابن المسیب کے بارے میں بات کرنے لگا کیونکہ میں اکثر آپؑ سے گورنر کے بارے میں بات کرتا تھا۔ جب میں فارغ ہوا تو اس نے فرمایا: مجھے نہیں لگتا کہ تم نے ابھی تک روزہ افطار کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں، میں نے ابھی افطار نہیں کیا۔

پس آپؑ نے کھانا منگوایا اور لڑکے کو میرے ساتھ کھانا کھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے اور لڑکے نے کھانا کھایا اور جب ہم فارغ ہوئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: دسترخوان اٹھاؤ اور جو کچھ نیچے ہے اسے بھی اٹھالو۔

میں نے اسے اٹھایا تو اس میں مجھے دینار ملے۔ پس میں نے انہیں اٹھایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔ آپؑ نے اپنے چار غلاموں کو حکم دیا کہ وہ مجھے میرے گھر تک چھوڑ آئیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ میں آپؑ پر فدا ہوں! ابن المسیب کے جاسوس ہر وقت گھومتے رہتے ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ مجھے آپ کے غلاموں کے ساتھ دیکھیں۔

آپؑ نے فرمایا: تم ٹھیک کہتے ہو، اللہ تمہیں ہدایت پر رکھے۔

پھر آپؑ نے انہیں حکم دیا کہ جب میں انہیں واپس بھیجوں تو وہ واپس آ جائیں۔ جب ہم میرے گھر کے قریب پہنچے اور میں نے محفوظ محسوس کیا تو میں نے ان سے واپس جانے کو کہا۔ پس میں گھر گیا اور چراغ مانگا اور میں نے دینار کی طرف دیکھا تو وہ اڑتالیس تھے جبکہ میں اس آدمی کا اٹھائیس کا مقروض تھا۔ پھر میری نظر ان میں سے ایک دینار پڑی اور میں نے اسے اٹھا کر چراغ کے قریب کیا تو مجھے اس پر ایک واضح نشان ملا جس میں لکھا تھا: اس شخص کو اٹھائیس دینار ادا کرو اور باقی اپنی ذات کے لیے رکھ لو۔ اللہ کی قسم! میں نے آپؑ کو نہیں بتایا تھا کہ میں اس شخص کا کتنا مقروض ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے ولی کو عزت بخشی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

6/1426 الکافی،۱/۴۸۸/۵/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّهُ خَرَجَ مِنَ اَلْمَدِينَةِ فِي اَلسَّنَةِ اَلَّتِي حَجَّ فِيهَا هَارُونُ يُرِيدُ اَلْحَجَّ فَانْتَهَى إِلَى جَبَلٍ عَنْ يَسَارِ

---

[1] الارشاد: ۲/۲۵۵؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۲۲؛ کشف الغمہ: ۲/۲۷۳؛ بحار الانوار: ۴۹/۹۷؛ عوالم العلوم: ۲۲/۲۰۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۱۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۱۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۴۳؛ منتہی الآمال: ۲/۴۳۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/۱۸۵؛ المستجاد: ۲۱۵

[2] مراۃ العقول: ۶/۷۶

اَلطَّرِيقِ وَ أَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ يُقَالُ لَهُ فَارِعٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ ثُمَّ قَالَ بَانِي فَارِعٍ وَ هَادِمُهُ يُقَطَّعُ إِرْباً إِرْباً فَلَمْ نَدْرِ مَا مَعْنَى ذَلِكَ فَلَمَّا وَلَّى وَافَى هَارُونُ وَ نَزَلَ بِذَلِكَ اَلْمَوْضِعِ صَعِدَ جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى ذَلِكَ اَلْجَبَلَ وَ أَمَرَ أَنْ يُبْنَى لَهُ ثَمَّ مَجْلِسٌ فَلَمَّا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ صَعِدَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ بِهَدْمِهِ فَلَمَّا اِنْصَرَفَ إِلَى اَلْعِرَاقِ قُطِّعَ إِرْباً إِرْباً.

علی نے اپنے باپ سے اورانہوں نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے،ان کا بیان ہے کہ امام علی رضاؑ اسی سال مدینہ سے نکلے جس سال ہارون حج کرنا چاہتا تھا۔جب آپؑ مکہ جاتے ہوئے بائیں جانب واقع فارع نامی پہاڑ کے قریب پہنچے تو امام علی رضاؑ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: بانی فارع اور جو اس کو گرائے گا اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے گا۔

ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔پس جب آپؑ واپس آئے تو ہارون نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالا اور جعفر بن یحیٰی پہاڑ پر چڑھ گیا اور اپنے لیے آرام گاہ بنانے کا حکم دیا۔جب ہارون مکہ سے واپس آیا تو وہاں چڑھا اور وہاں جو کچھ بنایا گیا تھا اسے گرانے کا حکم دیا اور جب وہ عراق واپس آیا تو اس نے اس (یحیی) کو ٹکڑے ٹکڑے کروادیا۔ [1]

بیان:

الإرب بالكسر العضو

- "الارب" کسرہ کے ساتھ جسم کا جزو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ [2]

7/1427 الكافي، ١/٦/٣٨٨/١ أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى قَالَ: أَلْحَحْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي شَيْءٍ أَطْلُبُهُ مِنْهُ فَكَانَ يَعِدُنِي فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ لِيَسْتَقْبِلَ وَالِيَ اَلْمَدِينَةِ وَ كُنْتُ مَعَهُ فَجَاءَ إِلَى قُرْبِ قَصْرِ فُلاَنٍ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَاتٍ وَ نَزَلْتُ مَعَهُ أَنَا وَ لَيْسَ مَعَنَا ثَالِثٌ فَقُلْتُ جُعِلْتُ

[1] اثبات الھداة: ۴/ ۳۱۰؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۷۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۱۵؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۹۹؛ ثاقب فی المناقب: ۴۹۸؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۵۶؛ الارشاد: ۲/ ۲۵۶؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۶۴؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۱۸۶؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/ ۱۴؛ منتہی الآمال: ۲/ ۴۳۷

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۷۷

فِدَاكَ هَذَا الْعِيدُ قَدْ أَظَلَّنَا وَ لاَ وَ اللَّهِ مَا أَمْلِكُ دِرْهَماً فَمَا سِوَاهُ فَحَكَّ بِسَوْطِهِ الْأَرْضَ حَكّاً شَدِيداً ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَتَنَاوَلَ مِنْهُ سَبِيكَةَ ذَهَبٍ ثُمَّ قَالَ اِنْتَفِعْ بِهَا وَ اُكْتُمْ مَا رَأَيْتَ

ابراہیم بن موسی سے روایت ہے کہ میں امام علی رضاؑ سے ایک معاملے میں درخواست کر رہا تھا جس کا میں ان سے مطالبہ کر رہا تھا اور آپؑ اسے دینے کا وعدہ کر رہے تھے۔ ایک دن آپؑ مدینہ کے گورنر کا استقبال کرنے نکلے اور میں آپؑ کے ساتھ تھا۔ چنانچہ آپؑ فلاں کے قلعے کے قریب پہنچے اور چند درختوں کے درمیان آرام کے لیے رک گئے۔ بس ہم دو تھے اور کوئی تیسرا نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! عید بھی سر پر ہے اور اللہ کی قسم! میرے پاس صرف ایک درہم ہے اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ پس آپؑ نے اپنے کوڑے سے زمین کو سختی سے کھودا اور اپنے ہاتھ سے سونے کی ایک ڈلی اٹھائی۔ پھر فرمایا: اسے استعمال کرو اور جو کچھ تم نے ابھی دیکھا ہے اسے پوشیدہ رکھو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

8/1428 الکافی،۱/۴۹۱/۱۰/۱ علی بن محمد عن سهل عن الْقَاسَانِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا : أَنَّهُ حَمَلَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَالاً لَهُ خَطَرٌ فَلَمْ أَرَهُ سُرَّ بِهِ قَالَ فَاغْتَمَمْتُ لِذَلِكَ وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ حَمَلْتُ هَذَا الْمَالَ وَ لَمْ يُسَرَّ بِهِ فَقَالَ يَا غُلاَمُ الطَّسْتَ وَ الْمَاءَ قَالَ فَقَعَدَ عَلَى كُرْسِيٍّ وَ قَالَ بِيَدِهِ وَ قَالَ لِلْغُلاَمِ صُبَّ عَلَيَّ الْمَاءَ قَالَ فَجَعَلَ يَسِيلُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فِي الطَّسْتِ ذَهَبٌ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ لِي مَنْ كَانَ هَكَذَا لاَ يُبَالِي بِالَّذِي حَمَلْتَهُ إِلَيْهِ.

علی بن محمد قاسانی سے روایت ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے مجھے خبر دی کہ وہ امام علی رضاؑ کی خدمت میں مال کی بہت بڑی رقم لے کر حاضر ہوا تو اسے دیکھ کر آپؑ خوش نہ ہوئے تو میں افسردہ ہو گیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا: میں نے یہ مال آپؑ کے حوالے کر دیا لیکن آپؑ خوش ہی نہیں ہوئے۔

[1] الاختصاص: ۲۷۰؛ اعلام الوریٰ: ۳۲۶؛ الارشاد: ۲/۲۵۷؛ بحار الانوار: ۴۹/۴۷؛ بصائر الدرجات: ۳۷۴؛ کشف الغمہ: ۲/۲۷۴؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۲۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۱۱؛ المناقب: ۴/۳۴۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۱۶؛ عوالم العلوم: ۲۲/۱۲۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/۸۲

امامؑ نے فرمایا: اے لڑکے! پانی اور برتن لے آو۔

راوی کا بیان ہے کہ امامؑ کرسی پر بیٹھ گئے اور لڑکے کو ہاتھ کا اشارہ کر کے فرمایا: میرے ہاتھوں پر پانی ڈالو۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ کی انگلیوں کے درمیان سے سونا برتن میں گرنے لگا۔ پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو ایسا ہو گا وہ اس پر خوش نہیں ہو گا جو تم لے کر آئے ہو۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

9/1429 الکافی ۱/۴۸۸/۷/۱ عَلِيٌّ عَنْ يَاسِرٍ اَلْخَادِمِ وَ اَلرَّيَّانِ بْنِ اَلصَّلْتِ قَالَ: لَمَّا اِنْقَضَى أَمْرُ اَلْمَخْلُوعِ وَ اِسْتَوَى اَلْأَمْرُ لِلْمَأْمُونِ كَتَبَ إِلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَسْتَقْدِمُهُ إِلَى خُرَاسَانَ فَاعْتَلَّ عَلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِعِلَلٍ فَلَمْ يَزَلِ اَلْمَأْمُونُ يُكَاتِبُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى عَلِمَ أَنَّهُ لاَ مَحِيصَ لَهُ وَ أَنَّهُ لاَ يَكُفُّ عَنْهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَبْعُ سِنِينَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ اَلْمَأْمُونُ لاَ تَأْخُذْ عَلَى طَرِيقِ اَلْجَبَلِ وَ قُمْ وَ خُذْ عَلَى طَرِيقِ اَلْبَصْرَةِ وَ اَلْأَهْوَازِ وَ فَارِسَ حَتَّى وَافَى مَرْوَ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَلْمَأْمُونُ أَنْ يَتَقَلَّدَ اَلْأَمْرَ وَ اَلْخِلاَفَةَ فَأَبَى أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَوِلاَيَةَ اَلْعَهْدِ فَقَالَ عَلَى شُرُوطٍ أَسْأَلُكَهَا قَالَ اَلْمَأْمُونُ لَهُ سَلْ مَا شِئْتَ فَكَتَبَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي دَاخِلٌ فِي وِلاَيَةِ اَلْعَهْدِ عَلَى أَنْ لاَ آمُرَ وَ لاَ أَنْهَى وَ لاَ أُفْتِيَ وَ لاَ أَقْضِيَ وَ لاَ أُوَلِّيَ وَ لاَ أَعْزِلَ وَ لاَ أُغَيِّرَ شَيْئاً مِمَّا هُوَ قَائِمٌ وَ تُعْفِيَنِي مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ فَأَجَابَهُ اَلْمَأْمُونُ إِلَى ذَلِكَ كُلِّهِ قَالَ فَحَدَّثَنِي يَاسِرٌ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ اَلْعِيدُ بَعَثَ اَلْمَأْمُونُ إِلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَسْأَلُهُ أَنْ يَرْكَبَ وَ يَحْضُرَ اَلْعِيدَ وَ يُصَلِّيَ وَ يَخْطُبَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ عَلِمْتَ مَا كَانَ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ مِنَ اَلشُّرُوطِ فِي دُخُولِ هَذَا اَلْأَمْرِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ اَلْمَأْمُونُ إِنَّمَا أُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ تَطْمَئِنَّ قُلُوبُ اَلنَّاسِ وَ يَعْرِفُوا فَضْلَكَ فَلَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُرَادُّهُ اَلْكَلاَمَ فِي ذَلِكَ فَأَلَحَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ

---

[1] اثبات الہداۃ: ۴/ ۳۱۲؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۰۳؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۹۳؛ المناقب: ۴/ ۳۴۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۱؛ الثاقب فی المناقب: ۴۹۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/ ۲۵؛ القطرہ من بحار: ۱/ ۳۸۷؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۶۵؛

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۹۳

إِنْ أَعْفَيْتَنِي مِنْ ذَلِكَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ وَإِنْ لَمْ تُعْفِنِي خَرَجْتُ كَمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ الْمَأْمُونُ اُخْرُجْ كَيْفَ شِئْتَ وَ أَمَرَ الْمَأْمُونُ الْقُوَّادَ وَ النَّاسَ أَنْ يُبَكِّرُوا إِلَى بَابِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ فَحَدَّثَنِي يَاسِرٌ الْخَادِمُ أَنَّهُ قَعَدَ النَّاسُ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي الطُّرُقَاتِ وَ السُّطُوحِ الرِّجَالُ وَ النِّسَاءُ وَ الصِّبْيَانُ وَ اِجْتَمَعَ الْقُوَّادُ وَ الْجُنْدُ عَلَى بَابِ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَاغْتَسَلَ وَ تَعَمَّمَ بِعِمَامَةٍ بَيْضَاءَ مِنْ قُطْنٍ أَلْقَى طَرَفاً مِنْهَا عَلَى صَدْرِهِ وَ طَرَفاً بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَ تَشَمَّرَ ثُمَّ قَالَ لِجَمِيعِ مَوَالِيهِ اِفْعَلُوا مِثْلَ مَا فَعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ عُكَّازاً ثُمَّ خَرَجَ وَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُوَ حَافٍ قَدْ شَمَّرَ سَرَاوِيلَهُ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ مُشَمَّرَةٌ فَلَمَّا مَشَى وَ مَشَيْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَ كَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ فَخُيِّلَ إِلَيْنَا أَنَّ السَّمَاءَ وَ الْحِيطَانَ تُجَاوِبُهُ وَ الْقُوَّادُ وَ النَّاسُ عَلَى الْبَابِ قَدْ تَهَيَّئُوا وَ لَبِسُوا السِّلاَحَ وَ تَزَيَّنُوا بِأَحْسَنِ الزِّينَةِ فَلَمَّا طَلَعْنَا عَلَيْهِمْ بِهَذِهِ الصُّورَةِ وَ طَلَعَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَقَفَ عَلَى الْبَابِ وَقْفَةً ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا أَبْلاَنَا نَرْفَعُ بِهَا أَصْوَاتَنَا قَالَ يَاسِرٌ فَتَزَعْزَعَتْ مَرْوُ بِالْبُكَاءِ وَ الضَّجِيجِ وَ الصِّيَاحِ لَمَّا نَظَرُوا إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ سَقَطَ الْقُوَّادُ عَنْ دَوَابِّهِمْ وَ رَمَوْا بِخِفَافِهِمْ لَمَّا رَأَوْا أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حَافِياً وَ كَانَ يَمْشِي وَ يَقِفُ فِي كُلِّ عَشْرِ خُطُوَاتٍ وَ يُكَبِّرُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ قَالَ يَاسِرٌ فَتُخُيِّلَ إِلَيْنَا أَنَّ السَّمَاءَ وَ الْأَرْضَ وَ الْجِبَالَ تُجَاوِبُهُ وَ صَارَتْ مَرْوُ ضَجَّةً وَاحِدَةً مِنَ الْبُكَاءِ وَ بَلَغَ الْمَأْمُونَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ ذُو الرِّئَاسَتَيْنِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ بَلَغَ الرِّضَا الْمُصَلَّى عَلَى هَذَا السَّبِيلِ اِفْتَتَنَ بِهِ النَّاسُ وَ الرَّأْيُ أَنْ تَسْأَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ الْمَأْمُونُ فَسَأَلَهُ الرُّجُوعَ فَدَعَا أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِخُفِّهِ فَلَبِسَهُ وَ رَكِبَ وَ رَجَعَ .

یاسر الخادم اور ریان بن الصلت سے روایت ہے کہ جب معزول خلیفہ (امین) کا معاملہ ختم ہو گیا اور مامون کے لیے حکومت قائم ہو گئی تو اس نے امام علی رضا کو خط لکھ کر خراسان آنے کی درخواست کی۔ امام علی رضا

علیہ السلام نے جواب میں اس تجویز سے اپنے اختلاف کے جواز کے لیے کچھ وجہ پیش کی لیکن مامون نے اس وقت تک لکھنا جاری رکھا جب تک کہ امام علیہ السلام نے اسے ناگزیر پایا اور سمجھ گئے کہ یہ اسے تنہا نہیں چھوڑے گا تو آپؑ اس وقت خراسان چلے گئے جبکہ امام ابوجعفر (محمد تقیؑ) صرف سات سال کے تھے۔ مامون نے آپؑ کو لکھا کہ پہاڑوں اور قم سے سفر نہ کریں بلکہ بصرہ، اھواز اور فارس سے ہوتا ہوا راستہ اختیار کریں۔ پس امام علیہ السلام مرو پہنچے تو مامون نے انہیں خلافت (قیادت) کی کمان اور قیادت کی پیشکش کی لیکن امام علی رضا علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے امام علیہ السلام کو ولی عہد کا عہدہ قبول کرنے کی پیشکش کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: بعض شرائط کے تحت اسے قبول کر سکتا ہوں۔

مامون نے کہا: جو شرطیں چاہیں بیان کریں۔

امام علیہ السلام نے لکھا: میں یہ عہدہ ان شرائط کے ساتھ سنبھالوں گا کہ کوئی حکم یا ممانعت جاری نہیں کروں گا، نہ کوئی فتویٰ یا فیصلہ جاری کروں گا، نہ افسران کی تقرری یا برطرفی یا موجودہ نظام میں کوئی تبدیلی کروں گا۔ ایسے تمام معاملات میں تمہیں مجھے معاف رکھنا چاہیے۔ چنانچہ مامون نے ان تمام شرائط کو مان لیا۔

راوی کا بیان ہے کہ یاسر نے مجھ سے بیان کیا کہ جب عید تھی تو مامون نے امام علی رضاؑ سے کہا: وہ پروگرام میں شرکت کریں، نماز پڑھائیں اور خطبہ دیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم ہمارے مابین شرائط کو جانتے ہو کہ کن شرائط پر میں اس معاملے میں داخل ہوا تھا۔

مامون نے پیغام بھیجا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہاں لوگوں میں اعتماد پیدا ہو اور وہ آپؑ کی فضیلت کو جان لیں۔

بہر حال اس نے اصرار جاری رکھا یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے امیر المومنین! اگر تم مجھے اس کام سے معاف رکھو گے تو یہ مجھے بہت اچھا لگے گا اور اگر تم پھر بھی اصرار کرو گے تو میں اس کام کے لیے اس طریقے سے نکلوں گا جس طرح رسول اللہؐ اور امیر المومنین علیہ السلام نکلا کرتے تھے۔

مامون نے کہا: آپ جیسا چاہیں کر سکتے ہیں۔ پھر مامون نے خدمت گزاروں اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے ایک جلوس امام علی رضا علیہ السلام کے دروازے تک لے جائیں۔

راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے یاسر الخادم نے بیان کیا کہ امام علی رضاؑ کے لیے لوگوں کا سمندر امڈ آیا اور مرد، عورتیں اور بچے سڑکوں اور چھتوں پر آپ علیہ السلام کے انتظار میں قطار میں کھڑے تھے۔ رہنما اور لشکر کے لوگ

آپ علیہ السلام کے دروازے پر جمع تھے۔ پس طلوع آفتاب کے وقت امام علیہ السلام نے غسل کیا، سفید سُوتی پگڑی پہنی اور آپؑ نے پگڑی کا ایک سرا اپنے سینے پر اور دوسرا سرا اپنی پیٹھ پر اپنے کندھے کے درمیان لٹکا دیا، آپؑ نے اپنا کمر بند باندھا اور اپنے پیروکاروں سے فرمایا: میں نے جیسا کیا ہے ویسا کرو۔

پھر آپؑ نے عُکاز (اعصاء) کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر باہر نکلے اور ہم بھی آپؑ کے ساتھ تھے۔ آپؑ ننگے پاؤں تھے اور آپؑ نے اپنی چادر اپنے پیروں اور گھٹنوں کے درمیان تک اٹھائی ہوئی تھی اور اسی طرح آپؑ کے دوسرے کپڑے لپٹے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ چلے اور ہم بھی آپؑ کے ساتھ چلے تو آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور چار مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ ہمیں ایسا لگتا تھا جیسے آسمان اور دیواروں نے آپؑ کو جواب دیا ہو۔ دروازے پر سردار اور عام لوگ تیار اور مسلح تھے اور بہترین لباس سے آراستہ تھے۔ جب ہم اس انداز میں ان کے سامنے حاضر ہوئے اور امام علی رضا علیہ السلام ان کے سامنے نمودار ہوئے تو تھوڑی دیر میں دروازے پر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، جو اس نے ہمیں ہدایت عطا کی ہے اس کے لیے اللہ اکبر، جو اس نے ہمیں چوپایوں کے ذریعے رزق عطا کیا ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کہ اس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا، ہم سب اپنی آواز بلند کریں گے۔

یاسر کا بیان ہے کہ جب انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام کی طرف دیکھا تو مرو (کا میدان) رونے، دھاڑیں مارنے اور چیخنے سے ہل گیا اور بہت سے سردار اپنے گھوڑوں سے گر گئے۔ جب انہوں نے امام علی رضاؑ کو ننگے پاؤں دیکھا تو اپنے جوتے اتار پھینکے۔ آپؑ دس قدم چلتے اور رک جاتے اور تین بار اللہ اکبر کہتے۔

یاسر کا بیان ہے کہ ہمیں ایسا لگتا تھا جیسے آسمان، زمین اور پہاڑ اس کا جواب دے رہے ہیں اور پوری مرو (کی زمین) میں ایک ہی آواز بلند اور آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس کی اطلاع مامون کو پہنچی تو فضل بن سہل کہ جس کے پاس دو سرکاری عہدے تھے، نے اس سے کہا: اے امیر المومنین! اگر (امام علی) رضا (ع) اس طرح نماز کی جگہ پہنچ جاتے ہیں تو لوگ ان کے عقیدت مند ہو جائیں گے لہذا میری رائے ہے کہ انہیں گھر واپس آنے کو کہو۔ پس مامون نے امام علی رضاؑ کے پاس پیغام بھیجا اور آپؑ کو گھر واپس آنے کے لیے درخواست کی تو امام علی رضاؑ نے اپنے جوتے لانے کو کہا اور ان کو پہنا اور سوار ہو کر گھر واپس آ گئے۔ [1]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۷/ ۴۵۳ ح ۹۸۴۴؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۱۳۳؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۱۴۹؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۱۷۶؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۲۴۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/ ۵۶؛

بیان:

أريد بالمخلوع أخو المأمون [1] فإنه خلع عن الخلافة و لا أولي أي لا أجعل أحدا واليا على قوم من وليته الأمر أو أوليته و القواد رؤساء الأجناد جمع قائد و التشمير رفع الثوب و العكاز عصا ذات حديدة في أسفلها

میرے نزدیک مخلوع سے مراد مامون کا بھائی ہے کیونکہ جس سے خلافت کی گئی۔
"ولا الولی" یعنی میں کسی کو بھی قوم کا والی قرار نہیں دیتا۔
"القوّاد" گروہوں کے سردار اور یہ قائد کی جمع ہے۔
"التشمیر" کپڑے کا اتارنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ①

10/1430 الكافي،١/٨/٣٩٠/١ عنه عَنْ يَاسِرٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ اَلْمَأْمُونُ مِنْ خُرَاسَانَ يُرِيدُ بَغْدَادَ وَ خَرَجَ اَلْفَضْلُ ذُو اَلرِّئَاسَتَيْنِ وَ خَرَجْنَا مَعَ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَرَدَ عَلَى اَلْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ ذِي اَلرِّئَاسَتَيْنِ كِتَابٌ مِنْ أَخِيهِ اَلْحَسَنِ بْنِ سَهْلٍ وَ نَحْنُ فِي بَعْضِ اَلْمَنَازِلِ إِنِّي نَظَرْتُ فِي تَحْوِيلِ اَلسَّنَةِ فِي حِسَابِ اَلنُّجُومِ فَوَجَدْتُ فِيهِ أَنَّكَ تَذُوقُ فِي شَهْرِ كَذَا وَ كَذَا يَوْمَ اَلْأَرْبِعَاءِ حَرَّ اَلْحَدِيدِ وَ حَرَّ اَلنَّارِ وَ أَرَى أَنْ تَدْخُلَ أَنْتَ وَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلرِّضَا اَلْحَمَّامَ فِي هَذَا اَلْيَوْمِ وَ تَحْتَجِمَ فِيهِ وَ تَصُبَّ عَلَى يَدَيْكَ اَلدَّمَ لِيَزُولَ عَنْكَ نَحْسُهُ فَكَتَبَ ذُو اَلرِّئَاسَتَيْنِ إِلَى اَلْمَأْمُونِ بِذَلِكَ وَ سَأَلَهُ أَنْ يَسْأَلَ أَبَا اَلْحَسَنِ ذَلِكَ فَكَتَبَ اَلْمَأْمُونُ إِلَى أَبِي اَلْحَسَنِ يَسْأَلُهُ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ لَسْتُ بِدَاخِلٍ اَلْحَمَّامَ غَداً وَ لاَ أَرَى لَكَ وَ لاَ لِلْفَضْلِ أَنْ تَدْخُلاَ اَلْحَمَّامَ غَداً فَأَعَادَ عَلَيْهِ اَلرُّقْعَةَ مَرَّتَيْنِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ لَسْتُ بِدَاخِلٍ غَداً اَلْحَمَّامَ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي هَذِهِ اَللَّيْلَةِ فِي اَلنَّوْمِ فَقَالَ لِي يَا عَلِيُّ لاَ تَدْخُلِ اَلْحَمَّامَ غَداً وَ لاَ أَرَى لَكَ وَ لاَ لِلْفَضْلِ أَنْ تَدْخُلاَ اَلْحَمَّامَ غَداً فَكَتَبَ إِلَيْهِ اَلْمَأْمُونُ صَدَقْتَ يَا سَيِّدِي وَ صَدَقَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ

① مرآۃ العقول: ۶/ ۸۶

آلِهِ لَسْتُ بِدَاخِلٍ اَلْحَمَّامَ غَداً وَ اَلْفَضْلُ أَعْلَمُ قَالَ فَقَالَ يَاسِرٌ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا وَ غَابَتِ اَلشَّمْسُ قَالَ لَنَا اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قُولُوا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ فِي هَذِهِ اَللَّيْلَةِ فَلَمْ نَزَلْ نَقُولُ ذَلِكَ فَلَمَّا صَلَّى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلصُّبْحَ قَالَ لِيَ اِصْعَدْ عَلَى اَلسَّطْحِ فَاسْتَمِعْ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئاً فَلَمَّا صَعِدْتُ سَمِعْتُ اَلضَّجَّةَ وَ اِلْتَحَمَتْ وَ كَثُرَتْ فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَأْمُونِ قَدْ دَخَلَ مِنَ اَلْبَابِ اَلَّذِي كَانَ إِلَى دَارِهِ مِنْ دَارِ أَبِي اَلْحَسَنِ وَ هُوَ يَقُولُ يَا سَيِّدِي يَا أَبَا اَلْحَسَنِ آجَرَكَ اَللَّهُ فِي اَلْفَضْلِ فَإِنَّهُ قَدْ أَبَى وَ كَانَ دَخَلَ اَلْحَمَّامَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ قَوْمٌ بِالسُّيُوفِ فَقَتَلُوهُ وَ أُخِذَ مِمَّنْ دَخَلَ عَلَيْهِ ثَلاَثُ نَفَرٍ كَانَ أَحَدُهُمُ اِبْنَ خَالَةِ اَلْفَضْلِ اِبْنَ ذِي اَلْقَلَمَيْنِ قَالَ فَاجْتَمَعَ اَلْجُنْدُ وَ اَلْقُوَّادُ وَ مَنْ كَانَ مِنْ رِجَالِ اَلْفَضْلِ عَلَى بَابِ اَلْمَأْمُونِ فَقَالُوا هَذَا اِغْتَالَهُ وَ قَتَلَهُ يَعْنُونَ اَلْمَأْمُونَ وَ لَنَطْلُبَنَّ بِدَمِهِ وَ جَاءُوا بِالنِّيرَانِ لِيُحْرِقُوا اَلْبَابَ فَقَالَ اَلْمَأْمُونُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا سَيِّدِي تَرَى أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ وَ تُفَرِّقَهُمْ قَالَ فَقَالَ يَاسِرٌ فَرَكِبَ أَبُو اَلْحَسَنِ وَ قَالَ لِيَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ بَابِ اَلدَّارِ نَظَرَ إِلَى اَلنَّاسِ وَ قَدْ تَزَاحَمُوا فَقَالَ لَهُمْ بِيَدِهِ تَفَرَّقُوا تَفَرَّقُوا قَالَ يَاسِرٌ فَأَقْبَلَ اَلنَّاسُ وَ اَللَّهِ يَقَعُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ مَا أَشَارَ إِلَى أَحَدٍ إِلاَّ رَكَضَ وَ مَرَّ .

یاسر سے روایت ہے کہ جب مامون خراسان سے بغداد کے لیے روانہ ہوا تو اس کے ساتھ فضل ذوالریاستین (دو سرکاری عہدوں والا) بھی نکلا اور ہم امام علی رضاؑ کے ساتھ نکلے۔ فضل بن سہل ذی الریاستین کو ان کے بھائی حسن بن سہل کی طرف سے ایک خط ملا تھا جبکہ ہم بعض منازل پر تھے۔ (حسن نے خط میں کہا تھا) کہ میں نے اس سال علم نجوم کے حساب سے پتہ چلا کہ تم فلاں فلاں مہینے بدھ کے دن لوہے اور آگ کو چکھو گے اور میں نے تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ جس دن تم، مامون اور امام علی رضا علیہ السلام حمام میں جاو تو اس میں حجامہ کرو اور اپنے ہاتھوں کو خون سے رنگ دو جو تم سے اس بدبختی کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہو گا۔ پس ذی الریاستین نے اس کے بارے میں مامون کو لکھا کہ وہ امام علی رضا علیہ السلام سے درخواست کریں (کہ وہ بھی مقررہ دن میں ان کے ساتھ شامل ہوں)۔ پس مامون نے امام علی رضاؑ کو خط لکھا اور آپؑ سے اس بارے درخواست کی۔ پس امام علی رضا علیہ السلام نے خلیفہ کے خط کے جواب میں لکھا کہ میں کل حمام میں نہیں جاؤں گا اور تمہیں اور فضل کو بھی کل وہاں نہیں جانا چاہیے۔ اس نے وہ خط امام علیہ السلام کو دوبارہ بھیجا اور امام علیہ السلام نے

اسے لکھا کہ اے امیر المومنین! میں کل حمام میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، آپؐ نے فرمایا: اے علی! کل اس حمام میں نہ جانا اور میرے خیال میں آپ کو اور فضل کو بھی نہیں جانا چاہیے۔ مامون نے خط کا جواب دیا کہ آپؑ نے سچ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سچ فرمایا۔ میں کل حمام میں نہیں جاؤں گا اور فضل بہتر جانتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ یاسر نے کہا کہ جب رات پڑی تو امام علی رضا علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: سب کہو کہ ہم اس رات میں بدبختی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر ہم نے اظہار خیال جاری رکھا پس جب امام علی رضا علیہ السلام نے صبح کی نماز پڑھی تو مجھے چھت پر چڑھنے اور اگر کچھ ہو تو سننے کا حکم فرمایا۔ پس جب میں اوپر چڑھا تو میں نے بہت ہنگامہ اور رونے کی آواز سنی اور یہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ ہم نے مامون کو اس دروازے سے داخل ہوتے دیکھا جو امام علی رضا علیہ السلام کے دروازے سے اس کے دروازے کی طرف کھلتا تھا اور اس نے کہا: اے میرے آقا ابوالحسن! اللہ تعالیٰ آپ کو فضل کے بارے میں اچھا اجر عطا فرمائے۔ اس نے حمام کے لیے اپنا فیصلہ منسوخ کرنے سے انکار کر دیا اور وہ حمام میں چلا گیا تو لوگوں کے ایک گروہ نے اس پر تلواروں سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا ہے۔ حملہ آوروں میں سے تین کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان میں سے ایک اس کے ماموں کا بیٹا فضل بن ذی القلمین تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ پولیس اور رہنما اور فضل کے لوگ مامون کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا: اس نے سازش کر کے اسے قتل کرایا ہے اور اس سے وہ مامون کو مراد لے رہے تھے اور وہ کہتے تھے کہ ہم اس کے خون کا بدلہ لیں گے اور وہ دروازے کو جلانے کے لیے آگ لے کر آئے تھے۔

مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! ان کے پاس باہر تشریف لے جائیں تا کہ ان کو پرسکون کریں اور انہیں منتشر ہونے کو کہیں۔

یاسر کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام سوار ہوئے اور مجھے بھی سوار ہونے کو فرمایا۔ پس جب ہم گھر کے دروازے سے باہر نکلے تو آپؑ کی نظر ان لوگوں پر پڑی جن کا ہجوم تھا تو آپؑ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں فرمایا: منتشر ہو جاو، منتشر ہو جاو۔ یاسر کا بیان ہے کہ لوگ آگے بڑھے اور وہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور آپؑ نے جس کی طرف بھی اشارہ فرمایا تو وہ بھاگ کر گزر گیا۔"[1]

---

[1] الارشاد: ۲/۲۶۶؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۲۸؛ اعلام الوریٰ: ۳۳۷؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۱۵۹؛ بحار الانوار: ۴۹/۱۶۴؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۱۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۱۷؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۶۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/۷۱

بیان:

و التحمت أی بعضها ببعض و فی بعض النسخ و النحیب قد أتی بالمثناة الفوقانیة و البناء للمفعول أی أشرف علیه العدو و فی بعض النسخ بالموحدة من الإباء أی أبی قبول قولك

"والتحمت" یعنی بعض کا بعض کے ساتھ ہونا بعض نسخوں میں ہے "والخیب"

"قد اُتی" بیشک اس کو لایا گیا۔

بعض نسخوں میں آیا ہے "الابآ" یعنی تیری بات کا انکار کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے۔[1]

11/1431 الکافی،۱/۴۹۱/۹/۱ الاثنان عن مسافر و الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُسَافِرٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ هَارُونُ بْنُ اَلْمُسَيَّبِ أَنْ يُوَاقِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ لِي أَبُو اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِذْهَبْ إِلَيْهِ وَ قُلْ لَهُ لاَ تَخْرُجْ غَداً فَإِنَّكَ إِنْ خَرَجْتَ غَداً هُزِمْتَ وَ قُتِلَ أَصْحَابُكَ فَإِنْ سَأَلَكَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ هَذَا فَقُلْ رَأَيْتُ فِي اَلْمَنَامِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لاَ تَخْرُجْ غَداً فَإِنَّكَ إِنْ خَرَجْتَ هُزِمْتَ وَ قُتِلَ أَصْحَابُكَ فَقَالَ لِي مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ هَذَا فَقُلْتُ رَأَيْتُ فِي اَلْمَنَامِ فَقَالَ نَامَ اَلْعَبْدُ وَ لَمْ يَغْسِلِ اِسْتَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَانْهَزَمَ وَ قُتِلَ أَصْحَابُهُ قَالَ وَ حَدَّثَنِي مُسَافِرٌ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمِنًى فَمَرَّ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ فَغَطَّى رَأْسَهُ مِنَ اَلْغُبَارِ فَقَالَ مَسَاكِينُ لاَ يَدْرُونَ مَا يَحُلُّ بِهِمْ فِي هَذِهِ اَلسَّنَةِ ثُمَّ قَالَ وَ أَعْجَبُ مِنْ هَذَا هَارُونُ وَ أَنَا كَهَاتَيْنِ وَ ضَمَّ إِصْبَعَيْهِ قَالَ مُسَافِرٌ فَوَ اَللَّهِ مَا عَرَفْتُ مَعْنَى حَدِيثِهِ حَتَّى دَفَنَّاهُ مَعَهُ.

مسافر سے روایت ہے کہ جب ہارون بن مسیب نے محمد بن جعفر سے لڑنے کا فیصلہ کیا تو امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ کل مت نکلنا کیونکہ اگر تم کل نکلو گے تو تم ہار جاؤ گے اور تمہارے لوگ مارے جائیں گے۔ اگر وہ پوچھے کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا تو اسے کہنا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ میں تجھ پر قربان ہوں! لڑائی کے لیے کل مت

---

[1] مرآة العقول: ۶/ ۸۹

جانا کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو تم ہار جاؤ گے اور تمہارے لوگ مارے جائیں گے۔
اس نے کہا: تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟
میں نے کہا: میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے۔
اس نے کہا: بندہ سو جاتا ہے مگر اس کا پچھلا حصہ تک دُھلا ہوتا (یعنی باطہارت نہیں ہوتا تو سچا خواب کیا خاک دیکھے گا)۔ پس وہ لڑنے نکلا تو اسے شکست ہوئی اور اس کے لوگ مارے گئے۔
مسافر کا بیان ہے کہ میں منیٰ میں امام علی رضا علیہ السلام کے پاس تھا کہ یحییٰ بن خالد وہاں سے گزرا اور (گرد اڑنے سے) آپؑ کا سر خاک آلود ہو گیا تو آپؑ نے فرمایا: غریب لوگ نہیں جانتے کہ اس سال ان کے ساتھ کیا ہو گا۔
پھر فرمایا: اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ ہارون اور میں ایسے ہیں اور آپؑ اپنی انگلیوں کو ایک ساتھ جوڑ دیا۔
مسافر کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں آپؑ کے بیان کا مطلب نہیں سمجھ سکا یہاں تک کہ ہم نے اسے آپؑ کے ساتھ دفن کیا۔ [1]

بیان:

أن یواقع یحارب و فی بعض النسخ یوافق و كأنه كان بتقديم القاف فصحف و المواقفة أن تقف معه و يقف معك للحرب أو للخصومة كهاتين أشار به إلى قبره م يكون عند قبره

❁ ''ان یواقع'' ان کا واقع ہونا یعنی آپس میں لڑنا۔
بعض نسخوں میں ہے ''یوافق'' یعنی ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ موافقت اختیار کرنا، گویا کہ ''قاف'' کو مقدم کرنے سے اور اس سے مراد کھڑا ہوتا ہے یعنی وہ تیرے ساتھ کھڑا ہو گا اور تیرے ساتھ کھڑے ہو کر جنگ کرے گے اور لڑے گا۔
''کھاتین'' اس کے ذریعہ آپؑ نے اپنی قبر مبارک کی طرف اشارہ کیا اور وہ اپنی قبر مبارک کے پاس تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔ [2]

---

[1] الارشاد: ۲/ ۲۶۷؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۱۲؛ المناقب: ۴/ ۳۳۹؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۸۰؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۵۷؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۰؛ الثاقب فی المناقب: ۴۸۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۶۰

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۹۳

12/1432 الكافی ۱/۱۳۴/۱۵۱/۸ العدة عن سهل عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : قَالَ لِيَ اَلْمَأْمُونُ يَا أَبَا اَلْحَسَنِ لَوْ كَتَبْتَ إِلَى بَعْضِ مَنْ يُطِيعُكَ فِي هَذِهِ اَلنَّوَاحِي اَلَّتِي قَدْ فَسَدَتْ عَلَيْنَا قَالَ قُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ إِنْ وَفَيْتَ لِي وَفَيْتُ لَكَ إِنَّمَا دَخَلْتُ فِي هَذَا اَلْأَمْرِ اَلَّذِي دَخَلْتُ فِيهِ عَلَى أَنْ لاَ آمُرَ وَ لاَ أَنْهَى وَ لاَ أُوَلِّيَ وَ لاَ أَعْزِلَ وَ مَا زَادَنِي هَذَا اَلْأَمْرُ اَلَّذِي دَخَلْتُ فِيهِ فِي اَلنِّعْمَةِ عِنْدِي شَيْئاً وَ لَقَدْ كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ وَ كِتَابِي يَنْفُذُ فِي اَلْمَشْرِقِ وَ اَلْمَغْرِبِ وَ لَقَدْ كُنْتُ أَرْكَبُ حِمَارِي وَ أَمُرُّ فِي سِكَكِ اَلْمَدِينَةِ وَ مَا بِهَا أَعَزُّ مِنِّي وَ مَا كَانَ بِهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ يَسْأَلُنِي حَاجَةً يُمْكِنُنِي قَضَاؤُهَا لَهُ إِلاَّ قَضَيْتُهَا لَهُ قَالَ فَقَالَ لِي أَفِي لَكَ.

معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: مامون نے مجھ سے کہا: اے ابوالحسن (ع)! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان علاقوں میں اپنے فرماں برداروں میں سے کچھ کو خط لکھ سکتے جہاں ان کے ہمارے ساتھ تعلقات خراب ہیں (تو لکھ دیجیے)۔

میں نے اس سے کہا: اے امیرالمومنین! تم مجھ سے اپنا عہد پورا کرو تو میں تم سے اپنا عہد پورا کروں گا کیونکہ میں اس معاملے میں ان شرائط پر داخل ہوا ہوں کہ میں نہ حکم دوں گا، نہ منع کروں گا، نہ کسی کو مقرر کروں گا اور نہ کسی کو برطرف کروں گا اور یہ معاملہ جس میں میں داخل ہوا اس نے میرے فضل میں ذرہ برابر اضافہ نہیں کیا اور میں جب مدینہ میں ہوتا تھا تو میرا خط مشرق اور مغرب میں نافذ ہوتا تھا اور میں اپنے خچر پر سوار ہو کر بازاروں میں گزرتا تھا تو شہر میں مجھ سے زیادہ معزز کوئی نہیں تھا اور ان میں سے کبھی کوئی ایسا نہیں تھا جس نے مجھ سے کوئی ایسی چیز مانگی جو میں اس کے لیے پوری کر سکتا تھا مگر یہ کہ میں نے اس کے لیے پوری کی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے کہا: میں تم سے اپنا عہد پورا کروں گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد عامی ہے مگر ثقہ ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحارالانوار: ۴۹/ ۱۵۵؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۲۸۷؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۹۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/ ۶۲؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۳۱۸

[2] مراۃ العقول: ۲۵/ ۱۷۳؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۳۴۲

13/1433 الكافی،۱/۴۹۱/۱۱/۱ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُبِضَ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ اِبْنُ تِسْعٍ وَ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَ أَشْهُرٍ فِي عَامِ اِثْنَيْنِ وَ مِائَتَيْنِ عَاشَ بَعْدَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عِشْرِينَ سَنَةً إِلاَّ شَهْرَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ امام علی رضاعلیہ السلام انچاس سال کی عمر میں سن دوسو دو ہجری میں شہید ہوئے اور امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد ایک دو سال کی وبیشی کے ساتھ بیس سال زندہ رہے۔ [1]

بیان:

قال فی الكافی ولد أبو الحسن الرضا ع سنة ثمان و أربعين و مائة و قبض ع فی صفر من سنة ثلاث و مائتين و هو ابن خمس و خمسين سنة و قد اختلف فی تاريخه إلا أن هذا التاريخ هو أقصد إن شاء الله و توفی ع بطوس فی قرية يقال لها سناباذ من نوقان علی دعوة و دفن بها ع و كان المأمون أشخصه من المدينة إلی مرو و علی طريق البصرة و فارس فلما خرج المأمون و شخص إلی بغداد أشخصه معه فتوفی فی هذه القرية و أمه أم ولد يقال لها أم البنين و وافقه فی التهذيب فی التاريخ الأقصد قال و قبض بطوس من أرض خراسان و قبره فی طوس فی سناباذ المعروف بالمشهد من أرض حميد

❂ کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام علی رضاؑ کی ولادت باسعادت ۱۴۸ھ میں ہوئی اور آپ کی شہادت ماہ صفر المظفر ۲۰۳ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر مبارک پچپن سال کی تھی۔

بیشک آپؑ کی تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر یہ جو تاریخ ہے وہ ان شاءاللہ درست ہے، امامؑ کی شہادت طوس کی ایک بستی میں ہوئی جس کا نام سناباز تھا اور آپؑ کو وہاں دفن کیا گیا، جو اس وقت مشہد کے نام سے معروف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن اس سند کو علامہ مجلسی نے اپنے نزدیک صحیح قرار دیا ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

[1] بحار الانوار: ۴۹/ ۲۹۲؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۷۷۴؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۳۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۳۹۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۵/ ۷۵

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۹۳

[3] حدیث نمبر ۱۴۰۰ کی طرف رجوع کیجیے۔

۱۲۱ ـ باب ما جاء فی ابی جعفر الثانی علیہ السلام

باب: جو کچھ حضرت ابو جعفر الثانی علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1434 الکافی ۱/۱/۴۹۲/۱ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَ كَانَ زَيْدِيّاً قَالَ: كُنْتُ بِالْعَسْكَرِ فَبَلَغَنِي أَنَّ هُنَاكَ رَجُلٌ مَحْبُوسٌ أُتِيَ بِهِ مِنْ نَاحِيَةِ الشَّامِ مَكْبُولاً وَ قَالُوا إِنَّهُ تَنَبَّأَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَالِدٍ فَأَتَيْتُ الْبَابَ وَ دَارَيْتُ الْبَوَّابِينَ وَ الْحَجَبَةَ حَتَّى وَصَلْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَجُلٌ لَهُ فَهْمٌ فَقُلْتُ يَا هَذَا مَا قِصَّتُكَ وَ مَا أَمْرُكَ قَالَ إِنِّي كُنْتُ رَجُلاً بِالشَّامِ أَعْبُدُ اللَّهَ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مَوْضِعُ رَأْسِ الْحُسَيْنِ فَبَيْنَا أَنَا فِي عِبَادَتِي إِذْ أَتَانِي شَخْصٌ فَقَالَ لِي قُمْ بِنَا فَقُمْتُ مَعَهُ فَبَيْنَا أَنَا مَعَهُ إِذَا أَنَا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ فَقَالَ لِي تَعْرِفُ هَذَا الْمَسْجِدَ فَقُلْتُ نَعَمْ هَذَا مَسْجِدُ الْكُوفَةِ قَالَ فَصَلَّى وَ صَلَّيْتُ مَعَهُ فَبَيْنَا أَنَا مَعَهُ إِذَا أَنَا فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْمَدِينَةِ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمْتُ وَ صَلَّى وَ صَلَّيْتُ مَعَهُ وَ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَبَيْنَا أَنَا مَعَهُ إِذَا أَنَا بِمَكَّةَ فَلَمْ أَزَلْ مَعَهُ حَتَّى قَضَى مَنَاسِكَهُ وَ قَضَيْتُ مَنَاسِكِي مَعَهُ فَبَيْنَا أَنَا مَعَهُ إِذَا أَنَا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ أَعْبُدُ اللَّهَ فِيهِ بِالشَّامِ وَ مَضَى الرَّجُلُ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْقَابِلُ إِذَا أَنَا بِهِ فَعَلَ مِثْلَ فِعْلَتِهِ الْأُولَى فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنْ مَنَاسِكِنَا وَ رَدَّنِي إِلَى الشَّامِ وَ هَمَّ بِمُفَارَقَتِي قُلْتُ لَهُ سَأَلْتُكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَقْدَرَكَ عَلَى مَا رَأَيْتُ إِلَّا أَخْبَرْتَنِي مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى قَالَ فَتَرَاقَى الْخَبَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الزَّيَّاتِ فَبَعَثَ إِلَيَّ وَ أَخَذَنِي وَ كَبَّلَنِي فِي الْحَدِيدِ وَ حَمَلَنِي إِلَى الْعِرَاقِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فَارْفَعِ الْقِصَّةَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَفَعَلَ وَ ذَكَرَ فِي قِصَّتِهِ مَا كَانَ فَوَقَّعَ فِي قِصَّتِهِ قُلْ لِلَّذِي أَخْرَجَكَ مِنَ الشَّامِ فِي لَيْلَةٍ إِلَى الْكُوفَةِ وَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ وَ رَدَّكَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الشَّامِ أَنْ يُخْرِجَكَ مِنْ حَبْسِكَ هَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَالِدٍ فَغَمَّنِي ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِ وَ رَقَقْتُ لَهُ وَ أَمَرْتُهُ بِالْعَزَاءِ وَ الصَّبْرِ قَالَ ثُمَّ بَكَّرْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْجُنْدُ وَ صَاحِبُ الْحَرَسِ وَ صَاحِبُ السِّجْنِ وَ خَلْقُ اللَّهِ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالُوا الْمَحْمُولُ مِنَ

اَلشَّامِ اَلَّذِی تَنَبَّأَ أُفْتُقِدَ اَلْبَارِحَةَ فَلاَ يُدْرَى أَخَسَفَتْ بِهِ اَلْأَرْضُ أَوِ اِخْتَطَفَهُ اَلطَّيْرُ.

علی بن خالد سے روایت ہے اور محمد نے کہا ہے کہ وہ زیدی عقیدہ رکھتا تھا، اس کا بیان ہے کہ میں مقام عسکر (فوجی کیمپ) میں تھا اور مجھے بتایا گیا کہ وہاں شام کے علاقے سے ایک قیدی کو باندھ کر لایا گیا ہے اور اس نے اپنے آپ کے نبی ہونے کا اعلان کیا ہے۔

علی بن خالد کا بیان ہے کہ میں اس کے دروازے تک گیا اور محافظوں اور دربانوں کے درمیان سے گزرا یہاں تک کہ میں اس کے پاس پہنچا۔ میں نے اسے سمجھدار آدمی پایا۔ میں نے اس سے پوچھا: اے شخص! آپ کی کہانی اور آپ کا معاملہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں شام کا ایک آدمی ہوں، اس مقام پر اللہ کی عبادت کرتا ہوں جسے سر حسین علیہ السلام کی جگہ کہا جاتا ہے۔ میری عبادت کے دوران ایک آدمی میرے پاس آیا اور انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ پس میں ان کے ساتھ گیا تو میں نے خود کو کوفہ کی مسجد میں پایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تم اس مسجد کو پہچانتے ہو؟

میں نے جواب دیا: ہاں، یہ مسجد کوفہ ہے۔

پھر اس نے بیان کیا کہ اس شخص نے نماز پڑھی اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں ان کے ساتھ تھا کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں پہنچ گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ انہوں نے نماز پڑھی اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خصوصی دعا کی۔ پھر میں ان کے ساتھ تھا کہ ہم مکہ میں پہنچ گئے۔ میں ان سے بالکل الگ نہیں ہوا یہاں تک کہ ہم نے وہاں انجام دینے والے تمام کام مکمل کر لیے۔ پھر میں نے اپنے آپ کو ان کے ساتھ اس جگہ پایا جہاں میں شام میں عبادت کرتا تھا۔ بعد میں وہ آدمی چلا گیا۔ اگلے سال میں دوبارہ ان کے ساتھ تھا اور ہم نے پچھلے سال کی طرح کیا۔ جب ہم تمام عبادتوں سے فارغ ہو گئے اور وہ مجھے شام میں اپنی عبادت گاہ میں واپس لے گئے اور وہ جانے ہی والے تھے تو میں نے ان سے پوچھا: میں آپ کو اس کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو یہ تمام صلاحیتیں دی ہیں! بتاؤ تو سہی کہ آپ کون ہیں؟

انہوں نے کہا: میں محمد بن علی بن موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ چنانچہ یہ خبر پھیل گئی اور محمد بن عبدالملک الزیات تک پہنچ گئی تو اس نے اپنے لوگ بھیجے جنہوں نے مجھے گرفتار کر کے زنجیروں میں باندھ کر عراق منتقل کر دیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس سے محمد بن عبدالملک کے پاس درخواست بھیجنے کو کہا۔ پس اس نے پورا قصہ

بیان کرتے ہوئے ایسا ہی کیا لیکن اس کی درخواست کا جواب یہ آیا کہ اس شخص سے کہو جو تجھے ایک ہی رات میں شام سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ، مدینہ سے مکہ لے گیا اور پھر تجھے مکہ سے شام واپس پہنچا دیا تھا کہ وہ تجھے اس جیل سے بھی رہائی نکال لے۔

علی بن خالد کا بیان ہے کہ مجھے اس کے معاملے میں بہت دکھ ہوا، میں اس کے لیے رنجیدہ ہوا، میں نے اسے تسلی دی اور اسے صبر سے کام لینے کو کہا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اگلی صبح سویرے جب اس سے ملنے گیا تو میں نے فوج کے لوگ، سکیورٹی کے سربراہ اور جیل کے محافظ اور خلق خدا کا ہجوم پایا۔ میں نے پوچھا: معاملہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے: شام کا وہ قیدی جس نے اپنے آپ کو نبی بتایا تھا غائب ہو گیا ہے اور کسی کو نہیں معلوم کہ اسے زمین نگل گئی ہے یا پرندے اسے چھین کر لے گئے ہیں۔ ①

بیان:

مکبولا مقیدا و الکبل القید تنبأ ادعی النبوۃ

❂ ''مکبولا'' مقید اور ''الکبل'' قید کو کہتے ہیں۔ ''تنبأ'' نبوت کا دعویٰ کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ ②

2/1435 الکافی ۱/۲/۴۹۳/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عن شَيْخٍ مِنْ أَصْحَابِنَا يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ رَزِينٍ قَالَ: كُنْتُ مُجَاوِراً بِالْمَدِينَةِ مَدِينَةِ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَجِيءُ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَعَ اَلزَّوَالِ إِلَى اَلْمَسْجِدِ فَيَنْزِلُ فِي اَلصَّحْنِ وَ يَصِيرُ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فَيَخْلَعُ نَعْلَيْهِ وَ يَقُومُ فَيُصَلِّي فَوَسْوَسَ إِلَيَّ اَلشَّيْطَانُ فَقَالَ إِذَا نَزَلَ فَاذْهَبْ حَتَّى تَأْخُذَ مِنَ اَلتُّرَابِ اَلَّذِي يَطَأُ عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فِي ذَلِكَ اَلْيَوْمِ أَنْتَظِرُهُ لِأَفْعَلَ هَذَا فَلَمَّا أَنْ كَانَ وَقْتُ اَلزَّوَالِ أَقْبَلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى حِمَارٍ لَهُ فَلَمْ يَنْزِلْ فِي اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي كَانَ يَنْزِلُ فِيهِ وَ جَاءَ حَتَّى نَزَلَ عَلَى اَلصَّخْرَةِ اَلَّتِي عَلَى بَابِ اَلْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ

① الاختصاص: ۳۲۰؛ بصائر الدرجات: ۴۰۲؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۳۸؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۸۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۹۵؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۵۷۶؛ کشف الغمہ: ۳/ ۵۰۸؛ موسوعۃ الامام الجوادؑ: ۱/ ۲۲۷؛ موسوعۃ اہل البیتؑ: ۱۶/ ۲۴

② مراۃ العقول: ۶/ ۹۸

عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى ٱلْمَكَانِ ٱلَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَفَعَلَ هَذَا أَيَّاماً فَقُلْتُ إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ جِئْتُ فَأَخَذْتُ ٱلْحَصَى ٱلَّذِي يَطَأُ عَلَيْهِ بِقَدَمَيْهِ فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ ٱلْغَدِ جَاءَ عِنْدَ ٱلزَّوَالِ فَنَزَلَ عَلَى ٱلصَّخْرَةِ ثُمَّ دَخَلَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ جَاءَ إِلَى ٱلْمَوْضِعِ ٱلَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَصَلَّى فِي نَعْلَيْهِ وَ لَمْ يَخْلَعْهُمَا حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ أَيَّاماً فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَمْ يَتَهَيَّأْ لِي هَاهُنَا وَ لَكِنْ أَذْهَبُ إِلَى بَابِ ٱلْحَمَّامِ فَإِذَا دَخَلَ إِلَى ٱلْحَمَّامِ أَخَذْتُ مِنَ ٱلتُّرَابِ ٱلَّذِي يَطَأُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُ عَنِ ٱلْحَمَّامِ ٱلَّذِي يَدْخُلُهُ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ يَدْخُلُ حَمَّاماً بِٱلْبَقِيعِ لِرَجُلٍ مِنْ وُلْدِ طَلْحَةَ فَتَعَرَّفْتُ ٱلْيَوْمَ ٱلَّذِي يَدْخُلُ فِيهِ ٱلْحَمَّامَ وَ صِرْتُ إِلَى بَابِ ٱلْحَمَّامِ وَ جَلَسْتُ إِلَى ٱلطَّلْحِيِّ أُحَدِّثُهُ وَ أَنَا أَنْتَظِرُ مَجِيئَهُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ ٱلطَّلْحِيُّ إِنْ أَرَدْتَ دُخُولَ ٱلْحَمَّامِ فَقُمْ فَادْخُلْ فَإِنَّهُ لاَ يَتَهَيَّأُ لَكَ ذَلِكَ بَعْدَ سَاعَةٍ قُلْتُ وَ لِمَ قَالَ لِأَنَّ ٱبْنَ ٱلرِّضَا يُرِيدُ دُخُولَ ٱلْحَمَّامِ قَالَ قُلْتُ وَ مَنِ ٱبْنُ ٱلرِّضَا قَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ لَهُ صَلاَحٌ وَ وَرَعٌ قُلْتُ لَهُ وَ لاَ يَجُوزُ أَنْ يَدْخُلَ مَعَهُ ٱلْحَمَّامَ غَيْرُهُ قَالَ نُخَلِّي لَهُ ٱلْحَمَّامَ إِذَا جَاءَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ أَقْبَلَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ مَعَهُ غِلْمَانٌ لَهُ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ غُلاَمٌ مَعَهُ حَصِيرٌ حَتَّى أَدْخَلَهُ ٱلْمَسْلَخَ فَبَسَطَهُ وَ وَافَى فَسَلَّمَ وَ دَخَلَ ٱلْحُجْرَةَ عَلَى حِمَارِهِ وَ دَخَلَ ٱلْمَسْلَخَ وَ نَزَلَ عَلَى ٱلْحَصِيرِ فَقُلْتُ لِلطَّلْحِيِّ هَذَا ٱلَّذِي وَصَفْتَهُ بِمَا وَصَفْتَ مِنَ ٱلصَّلاَحِ وَ ٱلْوَرَعِ فَقَالَ يَا هَذَا لاَ وَ ٱللَّهِ مَا فَعَلَ هَذَا قَطُّ إِلاَّ فِي هَذَا ٱلْيَوْمِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي هَذَا مِنْ عَمَلِي أَنَا جَنَيْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَخْرُجَ فَلَعَلِّي أَنَالُ مَا أَرَدْتُ إِذَا خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ وَ تَلَبَّسَ دَعَا بِٱلْحِمَارِ فَأُدْخِلَ ٱلْمَسْلَخَ وَ رَكِبَ مِنْ فَوْقِ ٱلْحَصِيرِ وَ خَرَجَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ وَ ٱللَّهِ آذَيْتُهُ وَ لاَ أَعُودُ وَ لاَ أَرُومُ مَا رُمْتُ مِنْهُ أَبَداً وَ صَحَّ عَزْمِي عَلَى ذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ ٱلزَّوَالِ مِنْ ذَلِكَ ٱلْيَوْمِ أَقْبَلَ عَلَى حِمَارِهِ حَتَّى نَزَلَ فِي ٱلْمَوْضِعِ ٱلَّذِي كَانَ يَنْزِلُ فِيهِ فِي ٱلصَّحْنِ فَدَخَلَ وَ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ جَاءَ إِلَى ٱلْمَوْضِعِ ٱلَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فِي بَيْتِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ وَ خَلَعَ نَعْلَيْهِ وَ قَامَ يُصَلِّي.

حسین بن محمد اشعری سے روایت ہے کہ مجھے ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ شخص نے بیان کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں رہتا تھا اور امام محمد تقی علیہ السلام ہر روز دوپہر کے وقت مسجد میں تشریف

لاتے، احاطے میں داخل ہوتے، روضہ رسولؐ کی طرف رخ کرتے اور سلام پیش کرتے تھے۔ پھر آپؑ حضرت فاطمہؑ کے گھر کا رخ کرتے، جوتے اتار کر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔ ایک دن شیطان نے میرے دل میں فتنہ ڈالا اور کہا کہ جب امام علیہ السلام یہاں اتریں اور آگے چلے جائیں تو تم اس خاک کو اٹھا لینا جس پر آپؑ نے قدم رکھا ہو پس میں اس دن آپؑ کے انتظار میں بیٹھ گیا تا کہ وہی عمل کروں پس جب زوال کا وقت ہوا تو آپؑ اپنے گدھے پر تشریف لائے لیکن اس جگہ نہیں اترے جہاں پہلے اترتے تھے بلکہ آپؑ آئے اور مسجد کے دروازے کے سامنے چٹان پر اترے، پھر آپؑ مسجد میں داخل ہوئے، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کیا۔" راوی کا بیان ہے کہ پھر اس جگہ کا رخ کیا جہاں آپؑ نماز پڑھتے تھے۔ پس کئی دنوں تک آپؑ نے ایسا کیا تو میں نے پھر اپنے آپ سے کہا کہ جب آپؑ اپنے جوتے اتاریں گے تو میں جا کر اس بجری سے کنکریاں اٹھا لوں گا جس پر آپؑ نے قدم رکھا ہے۔ اگلے دن جب آپؑ دوپہر کو تشریف لائے تو آپؑ چٹان پر اترے، مسجد نبوی میں روضہ رسولؐ کی طرف رخ کیا اور سلام کیا پھر اس جگہ پہنچے جہاں آپؑ نماز پڑھتے تھے اور نماز پڑھی مگر اپنے جوتے اتارے ہی نہیں۔ پس کئی دن تک یہی عمل کیا۔ میں نے پھر اپنے آپ سے کہا کہ میں اس طرح کامیاب نہیں ہو سکا لیکن اب مجھے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ نہانے کے لیے کون سا غسل خانہ استعمال کرتے ہیں۔ پس مجھے اس جگہ کے دروازے پر انتظار کرنا ہوگا اور جب وہ حمام میں داخل ہوں تو میں اس جگہ سے مٹی اٹھا لوں گا جس پر آپؑ قدم رکھیں گے۔ لہٰذا میں نے ایسے حمام کے بارے میں پوچھا تو مجھے کہا گیا کہ یہ بقیع میں ایک ایسی جگہ ہے جو آل طلحہ کے آدمی سے تعلق رکھتی ہے۔ مجھے اس دن کے بارے میں بھی پتہ چل گیا کہ آپؑ اس حمام میں جائیں گے۔ پا میں اس دن اس جگہ گیا اور طلحہ کے خاندان کے آدمی سے ملا اور امام علیہ السلام کے آنے کا انتظار کرتے ہوئے اس سے باتیں کرنے لگا، اس جگہ کے مالک نے مجھ سے کہا: اگر آپ حمام استعمال کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ابھی کرنا ہوگا کیونکہ بعد میں یہ دستیاب نہیں ہوگا۔

میں نے پوچھا: وہ کیوں؟

اس نے کہا: کیونکہ ابن رضاؑ اسے استعمال کرنے پہنچنے والے ہیں۔

میں نے پوچھا: ابن الرضا (ع) کون ہے؟

اس نے کہا: آل محمدؑ میں سے ایک آدمی ہیں۔ وہ بہت نظم وضبط والے اور پرہیزگار ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا حمام میں ان کے ساتھ کسی دوسرے کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے؟

اس نے کہا: جب وہ آتے ہیں تو ہم حمام کو ان کے لیے خالی کر دیتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم ابھی وہیں تھے کہ وہ اپنے چند غلاموں کے ساتھ تشریف لائے۔ آپؑ کے آگے ایک غلام تھا جس کے ہاتھ میں چٹائی کا ایک ٹکڑا تھا یہاں تک کہ وہ مسلخ (ڈریسنگ روم) میں داخل ہوا اور اسے وہاں پھیلا دیا۔ پس امامؑ بھی سلام پیش کرتے ہوئے اندر آئے اور گدھے پر سوار ہو کر مسلخ میں داخل ہو گئے اور چٹائی پر اترے۔

میں نے طلحہ کے خاندان کے آدمی سے کہا: کیا یہ وہی ہیں جن کی صفت تم نے بیان کی ہے کہ یہ بڑے نظم و ضبط والے اور پرہیزگار ہیں؟

اس نے کہا: اے اللہ کی قسم! انہوں نے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ ایسا صرف آج ہی ہوا ہے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ میرے عمل کی وجہ سے ہے جو میں نے اپنی جان پر کیا ہے۔ میں نے مزید اپنے آپ سے کہا: میں اس وقت تک انتظار کروں گا جب تک آپؑ باہر نہیں آ جاتے شاید میں اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاؤں۔ مگر جب وہ باہر آئے تو انہوں نے اپنے لوگوں سے گدھے کو لانے کو کہا پس گدھے کو مسلخ (ڈریسنگ روم) میں لایا گیا اور وہ چٹائی کے اوپر سے گدھے پر سوار ہو کر چلے گئے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے بہت پریشان کیا ہے اور میں آئندہ ایسا کوئی کام نہیں کروں گا اور نہ ہی ایسی حرکت کرنے کا سوچوں گا اور اس پر میرا فیصلہ مکمل اور ٹھوس تھا۔ پس جب اس دن دوپہر کا وقت ہوا تو آپؑ اپنے گدھے پر سوار ہو کر مسجد میں آئے اور مسجد کے احاطے میں اس جگہ پر اترے جہاں وہ عموماً اترا کرتے تھے، پھر وہ روضہ رسولؐ کی طرف متوجہ ہوئے اور سلام پیش کیا اور اس جگہ پر گئے جہاں آپؐ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں نماز ادا کی تھی۔ پس آپؑ نے جوتے اتارے اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

3/1436 الکافی،۱/۴۹۴/۴/۱ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَقَدْ خَرَجَ

---

[1] بحار الانوار: ۵۰/۶۰؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۹۲؛ عوالم العلوم: ۲۳/۷۹؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۹۹؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/۲۵۹؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۸

[2] مراۃ العقول: ۶/۱۰۰

عَلَيَّ فَأَخَذْتُ اَلنَّظَرَ إِلَيْهِ وَ جَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَأْسِهِ وَ رِجْلَيْهِ لِأَصِفَ قَامَتَهُ لِأَصْحَابِنَا بِمِصْرَ فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ حَتَّى قَعَدَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ اَللَّهَ اِحْتَجَّ فِي اَلْإِمَامَةِ بِمِثْلِ مَا اِحْتَجَّ بِهِ فِي اَلنُّبُوَّةِ فَقَالَ (وَ آتَيْنٰاهُ اَلْحُكْمَ صَبِيًّا) وَ (لَمّٰا بَلَغَ أَشُدَّهُ) (وَ بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً) فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يُؤْتَى اَلْحِكْمَةَ وَ هُوَ صَبِيٌّ وَ يَجُوزُ أَنْ يُؤْتَاهَا وَ هُوَ اِبْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً.

ابن اسباط سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام میری طرف نکل کر تشریف لائے تو میں نے آپ کو آپ کے سر اور پاؤں تک دیکھا تا کہ میں مصر میں اپنے ساتھیوں کے سامنے جسمانی طور پر آپ کا حلیہ بیان کر سکوں۔ میں دیکھتا رہا یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ کا امامت کی تائید میں دلائل پیش کرنا اسی کے مثل ہے جیسے اس نے نبوت کی تائید میں دلائل پیش کی ہیں۔ پس اس نے فرمایا: ''ہم نے اس کو بچپن میں حکمت عطا کی۔ (مریم: ۱۲)۔'' نیز فرمایا: ''جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا۔ (الاحقاف: ۱۵)۔'' پس جائز ہے کہ وہ کسی بچے کو حکمت عطا کر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ اسے اس وقت عطا کرے جب وہ چالیس سال کا ہو۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/1437 الکافی، ۱/۴/۴۹۴/۱ علی عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلرَّيَّانِ قَالَ: اِحْتَالَ اَلْمَأْمُونُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِكُلِّ حِيلَةٍ فَلَمْ يُمْكِنْهُ فِيهِ شَيْءٌ فَلَمَّا اِعْتَلَّ وَ أَرَادَ أَنْ يَبْنِيَ عَلَيْهِ اِبْنَتَهُ دَفَعَ إِلَى مِائَتَيْ وَصِيفَةٍ مِنْ أَجْمَلِ مَا يَكُونُ إِلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ جَاماً فِيهِ جَوْهَرٌ يَسْتَقْبِلْنَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا قَعَدَ فِي مَوْضِعِ اَلْأَخْيَارِ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِنَّ وَ كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُخَارِقٌ صَاحِبُ صَوْتٍ وَ عُودٍ وَ ضَرْبٍ طَوِيلُ اَللِّحْيَةِ فَدَعَاهُ اَلْمَأْمُونُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ اَلدُّنْيَا فَأَنَا أَكْفِيكَ أَمْرَهُ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي

[1] بحار الانوار: ۵۰/ ۳۷؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۰۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۳۲۵ و ۵/ ۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۲۰۱ و ۱۲/ ۱۸۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۰؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۳۰۰؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۱۰۰؛ بصائر الدرجات: ۲۳۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۷۹؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/ ۸۹؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/ ۲۰۸؛ عقود المرجان: ۴/ ۴۹۳

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۵۱

جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَشَهَقَ مُخَارِقٌ شَهْقَةً اِجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ اَلدَّارِ وَ جَعَلَ يَضْرِبُ بِعُودِهِ وَ يُغَنِّي فَلَمَّا فَعَلَ سَاعَةً وَإِذَا أَبُو جَعْفَرٍ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ لاَ يَمِيناً وَ لاَ شِمَالاً ثُمَّ رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ وَ قَالَ اِتَّقِ اَللَّهَ يَا ذَا اَلْعُثْنُونِ قَالَ فَسَقَطَ اَلْمِضْرَابُ مِنْ يَدِهِ وَ اَلْعُودُ فَلَمْ يَنْتَفِعْ بِيَدَيْهِ إِلَى أَنْ مَاتَ قَالَ فَسَأَلَهُ اَلْمَأْمُونُ عَنْ حَالِهِ قَالَ لَمَّا صَاحَ بِي أَبُو جَعْفَرٍ فَزِعْتُ فَزْعَةً لاَ أُفِيقُ مِنْهَا أَبَداً.

محمد بن ریان سے روایت ہے کہ مامون نے یہ ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی کہ امام محمد تقی علیہ السلام صرف دنیاوی خواہشات کے حامل نوجوان ہیں تاہم مامون کامیاب نہ ہوسکا۔ جب وہ مایوس ہوا تو اس نے اپنی بیٹی کا نکاح امام محمد تقی علیہ السلام سے کر دیا۔ اس تقریب کے لیے اس نے دوسو خوبصورت دلکش لڑکیوں کو بھیجا جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا جن میں قیمتی موتی تھے کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام ان کے لیے تیار کردہ مخصوص نشست پر بیٹھیں گے تو ان کے سامنے جائیں مگر آپؑ نے ان کی طرف توجہ ہی نہ۔ وہاں مخارق نامی ایک (گلوگار) شخص تھا جو صاحب آواز، موسیقی وگٹار کا ماہر اور لمبی داڑھی والا تھا۔ مامون نے اسے بلایا تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! اگر اس میں کچھ بھی دنیاداری ہوئی تو تمہارا کام کافی ہو جائے گا۔ پس وہ امام محمد تقی علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گیا اور اس نے ایسی آواز شروع کی کہ گھر کے تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے اپنا گٹار بجانا اور گانا شروع کیا اور اس نے ایک گھنٹہ تک ایسا کیا لیکن امام محمد تقی علیہ السلام نے دائیں بائیں کوئی توجہ نہیں دی۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: اے لمبی داڑھی والے! اللہ کے نزدیک تقویٰ اختیار کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے ہاتھ سے موسیقی کا آلہ اور گٹار گر گیا اور اس کے بعد وہ مرنے تک اپنے ہاتھ استعمال نہیں کرسکتا تھا۔ جب مامون نے اس سے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: جب امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھ پر مایوسی کا اظہار کیا تو اس آواز نے مجھ پر ایک بہت بڑا خوف طاری کیا جس کے بعد اسے کبھی دور نہیں کرسکا۔"[1]

بیان:

فلم يمكنه فيه شيء كأنه أراد منه أن ينادمه و يشركه معه فيما يركبه من الفسوق و يبني عليه

[1] المناقب: ۴/۳۹۶؛ اثبات الهداة: ۴/۳۹۳؛ بحار الانوار: ۵۰/۶۱؛ مدینة المعاجز: ۷/۳۰۳؛ عوالم العلوم: ۲۳/۵۲۷؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۰۷؛ منتهی الآمال: ۲/۵۵۰؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۲/۵۳؛ الدمعة الساکبة: ۸/۴۷

ابنته أي يزفها إليه إن كان في شيء أي إن كان مطلوبك منه في شيء فلما فعل ساعة جواب لما محذوف يدل عليه ما بعده و العثنون بالثاء المثلثة بعد العين المهملة ثم النونين اللحية أو ما فضل منها بعد العارضين أو طولها

"فلم يسكنه فيه شي ء" پس وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا، گویا کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس سے شرمندگی کا اظہار کرے اور اسے اپنے ساتھ اس چیز میں جوڑے جس میں وہ فسق و فجور سے سوار ہو "ويبنى عليه ابنته" وہ اس کے سامنے اپنی بیٹی کو لائے ۔ یعنی اس کی شادی اس سے کرے۔

"ان كان في شي ء" اگر وہ کسی چیز میں ہو یعنی اگر اس سے تیری کوئی چیز مطلوب ہو۔ "فلمافعل ساعة" پس جب اس نے ایک ساعت تک یہ فعل سر انجام دیا یہ جواب ہے "لما" کا جو محذوف ہے اور وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو اس کے سبد ہے۔

"والعثنون" اس سے داڑھی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[1]

5/1438 الكافى ،١/٥/٤٩٥/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَعِي ثَلاَثُ رِقَاعٍ غَيْرُ مُعَنْوَنَةٍ وَ اِشْتَبَهَتْ عَلَيَّ فَاغْتَمَمْتُ فَتَنَاوَلَ إِحْدَاهُمَا وَ قَالَ هَذِهِ رُقْعَةُ زِيَادِ بْنِ شَبِيبٍ ثُمَّ تَنَاوَلَ اَلثَّانِيَةَ فَقَالَ هَذِهِ رُقْعَةُ فُلاَنٍ فَبُهِتُّ أَنَا فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ قَالَ وَ أَعْطَانِي ثَلاَثَمِائَةِ دِينَارٍ وَ أَمَرَنِي أَنْ أَحْمِلَهَا إِلَى بَعْضِ بَنِي عَمِّهِ وَ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَقُولُ لَكَ دُلَّنِي عَلَى حَرِيفٍ يَشْتَرِي لِي بِهَا مَتَاعاً فَدُلَّهُ عَلَيْهِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ بِالدَّنَانِيرِ فَقَالَ لِي يَا أَبَا هَاشِمٍ دُلَّنِي عَلَى حَرِيفٍ يَشْتَرِي لِي بِهَا مَتَاعاً فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ كَلَّمَنِي جَمَّالٌ أَنْ أُكَلِّمَهُ لَهُ يُدْخِلُهُ فِي بَعْضِ أُمُورِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ لِأُكَلِّمَهُ لَهُ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ وَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ وَ لَمْ يُمْكِنِّي كَلاَمُهُ فَقَالَ يَا أَبَا هَاشِمٍ كُلْ وَ وَضَعَ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ اِبْتِدَاءً مِنْهُ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ يَا غُلاَمُ اُنْظُرْ إِلَى اَلْجَمَّالِ اَلَّذِي أَتَانَا بِهِ أَبُو هَاشِمٍ فَضُمَّهُ إِلَيْكَ قَالَ وَ دَخَلْتُ مَعَهُ ذَاتَ يَوْمٍ بُسْتَاناً فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي لَمُولَعٌ بِأَكْلِ

[1] مراۃ العقول:۶/ ۱۰۲

اَلطِّينِ فَادْعُ اَللّٰهَ لِي فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ لِي بَعْدَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ اِبْتِدَاءً مِنْهُ يَا أَبَا هَاشِمٍ قَدْ أَذْهَبَ اَللّٰهُ عَنْكَ أَكْلَ اَلطِّينِ قَالَ أَبُو هَاشِمٍ فَمَا شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ اَلْيَوْمَ .

داود بن قاسم الجعفری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں امام محمد تقی علیہ السلام سے ملنے گیا اور میرے پاس بغیر عنوان کے تین خط تھے۔ پس وہ اس طرح گھل مل گئے کہ میں تمیز نہیں کر سکتا تھا تو مجھے دکھ ہوا۔ پس آپؑ نے ایک کو اٹھایا اور فرمایا: یہ زیاد بن شبیب کا خط ہے۔ پھر آپؑ نے دوسرے کو اٹھایا اور فرمایا: یہ فلاں کا خط ہے۔

میں حیرت زدہ ہو گیا۔ آپؑ نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے مجھے تین سو دینار دیئے اور اپنے چچا کے بیٹوں میں سے مخصوص فرد کے حوالے کرنے کو کہا اور فرمایا: وہ تم سے کہے گا کہ اسے سامان خریدنے کے لیے کوئی پیشہ ور شخص دکھاؤ جو اس کی مدد کرے تو اسے دکھانے میں مدد کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس گیا اور اسے دینار دیئے تو اس نے مجھ سے پوچھا: اے ابو ہاشم! کیا آپ مجھے کوئی پیشہ ور شخص دکھا سکتے ہیں جو سامان خریدنے میں میری مدد کرے؟

میں نے کہا: ہاں۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک اونٹنی والے نے مجھ سے کہا کہ میں اس کی طرف سے امام محمد تقی علیہ السلام سے بات کروں تاکہ آپؑ کے بعض امور میں شامل ہو جاؤں۔ پس میں آپؑ سے بات کرنے کے لیے آپؑ سے ملاقات کے لیے گیا لیکن آپؑ لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور مجھے آپؑ سے بات کرنے کا موقع نہ ملا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو ہاشم! تم بھی کھاؤ اور آپؑ نے میرے سامنے کھانا رکھا۔ پھر آپؑ نے مجھ سے کوئی سوال کیے بغیر (اپنے غلام سے) فرمایا: اے غلام! ابو ہاشم ہمارے لیے جو ساربان لے کر آیا ہے اسے دیکھو اور اسے اپنے پاس رکھ لو۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں امامؑ کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں مٹی کھانے کا عادی ہوں پس اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے۔ آپؑ خاموش رہے پھر تین دن بعد خود ہی ابتداء کرتے ہوئے فرمایا: اے ابو ہاشم! اللہ نے مٹی کھانے کی عادت کو تجھ سے دور کر دیا ہے۔

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ اس دن سے مجھے اس سے سب سے زیادہ نفرت ہے۔ [1]

---

[1] الارشاد: ۲/ ۲۹۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۶۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۰۴؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۵۷۷ و ۱۱۷؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۳۹۴؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۳۲۷؛ مسند الامام الجوادؑ: ۳۷

بیان:

الحریف المعامل

"الحریف" اس سے مراد معاملہ کرنے والا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے البتہ امامی نہیں ہے (واللہ اعلم)

6/1439 الکافی،۱/۴۹۵/۱/۶/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ اَلْهَاشِمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْهَاشِمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ صَبِيحَةَ عُرْسِهِ حَيْثُ بَنَى بِابْنَةِ اَلْمَأْمُونِ وَ كُنْتُ تَنَاوَلْتُ مِنَ اَللَّيْلِ دَوَاءً فَأَوَّلُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي صَبِيحَتِهِ أَنَا وَ قَدْ أَصَابَنِي اَلْعَطَشُ وَ كَرِهْتُ أَنْ أَدْعُوَ بِالْمَاءِ فَنَظَرَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي وَجْهِي وَ قَالَ أَظُنُّكَ عَطْشَانَ فَقُلْتُ أَجَلْ فَقَالَ يَا غُلاَمُ أَوْ جَارِيَةُ اِسْقِنَا مَاءً فَقُلْتُ فِي نَفْسِي اَلسَّاعَةَ يَأْتُونَهُ بِمَاءٍ يَسُمُّونَهُ بِهِ فَاغْتَمَمْتُ لِذَلِكَ فَأَقْبَلَ اَلْغُلاَمُ وَ مَعَهُ اَلْمَاءُ فَتَبَسَّمَ فِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ يَا غُلاَمُ نَاوِلْنِي اَلْمَاءَ فَتَنَاوَلَ اَلْمَاءَ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَشَرِبْتُ ثُمَّ عَطِشْتُ أَيْضاً وَ كَرِهْتُ أَنْ أَدْعُوَ بِالْمَاءِ فَفَعَلَ مَا فَعَلَ فِي اَلْأُولَى فَلَمَّا جَاءَ اَلْغُلاَمُ وَ مَعَهُ اَلْقَدَحُ قُلْتُ فِي نَفْسِي مِثْلَ مَا قُلْتُ فِي اَلْأُولَى فَتَنَاوَلَ اَلْقَدَحَ ثُمَّ شَرِبَ فَنَاوَلَنِي وَ تَبَسَّمَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ فَقَالَ لِي هَذَا اَلْهَاشِمِيُّ وَ أَنَا أَظُنُّهُ كَمَا يَقُولُونَ.

علی بن محمد یا محمد بن حمزہ ہاشمی سے روایت ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی بخدمت میں اس صبح کو حاضر ہوا جب آپؑ نے مامون کی بیٹی سے شادی کی تھی اور میں نے رات کو دوائی کھائی ہوئی تھی اور اس صبح بھی میں پہلا شخص تھا جو آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں پیاسا تھا لیکن پانی مانگنا پسند نہیں کر رہا تھا۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ تمہیں پیاس لگی ہے۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: اے غلام یا اے کنیز! ہمیں پانی پلاؤ۔

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۰۳

میں نے اس وقت اپنے آپ سے کہا: وہ اس طرح پانی میں زہر ملا کر دے سکتے ہیں لہذا میں افسردہ ہو گیا۔ جب نوکر پانی لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے غلام! پانی مجھے دو پس آپؑ نے اس میں سے نوش فرمایا اور باقی مجھے دے دیا اور میں نے پی لیا۔ میں پھر پیاسا ہو گیا اور پانی کے لیے پوچھنا پسند نہ کیا تو آپؑ نے پھر ویسا ہی کیا جیسا کہ آپؑ نے پہلے کیا تھا۔ پھر جب غلام پانی کا پیالہ لے کر آیا تو میں نے وہی سوچا جیسا کہ میں نے پہلے سوچا تھا، پس آپؑ نے پھر پیالہ لیا، اس میں سے پیا اور باقی مسکراہٹ کے ساتھ مجھے دے دیا۔ محمد بن حمزہ کا بیان ہے کہ اس ہاشمی نے مجھ سے کہا: میں ان کے بارے وہی گمان ہے جو وہ (شیعہ) لوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں (کہ وہ سچے ہیں)۔ [1]

بیان:

يسمونه به أي يجعلون فيه السم و أنا أظنه كما يقولون يعني كما تقوله الشيعة القائلون بإمامته

❂ "یسمونہ بہ" یعنی انہوں نے اس میں زہر کو رکھا۔

"وانا اظنہ کما یقولون" میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے کیا یعنی جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں جو ان کی امامت کے قائل ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

7/1440 الکافی،۱/۴۹۶/۷/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ اَلنَّوَاحِي مِنَ اَلشِّيعَةِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَأَلُوهُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ عَنْ ثَلاَثِينَ أَلْفَ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَلَهُ عَشْرُ سِنِينَ.

علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک بار نواحی علاقوں کے شیعوں کے ایک گروہ نے امام محمد تقی علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور انہوں نے ایک ہی ملاقات میں آپؑ سے تیس ہزار سوال

[1] الارشاد: ۲/۲۹۱؛ کشف الغمہ: ۲/۳۶۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۹۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۳۰۶؛ عوالم العلوم: ۲۳/۸۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۳۰؛ مسند الامام الجوادؑ: ۳۶؛ روضۃ الواعظین: ۱/۵۴۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/۹۶

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۰۳

پوچھے۔ پس آپؑ نے ان سب کا جواب دیا جبکہ آپؑ دس سال کے تھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

8/1441 الکافی، ۱/۴۹۶/۱/۸ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ دِعْبِلِ بْنِ عَلِيٍّ : أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَمَرَ لَهُ بِشَيْءٍ فَأَخَذَهُ وَلَمْ يَحْمَدِ اَللَّهَ قَالَ فَقَالَ لَهُ لِمَ لَمْ تَحْمَدِ اَللَّهَ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ بَعْدُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَمَرَ لِي بِشَيْءٍ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَالَ لِي تَأَدَّبْتَ .

دعبل بن علی سے روایت ہے کہ وہ امام علی رضاؑ سے ملنے گیا تو آپؑ نے اس کو کسی چیز کے دینے کا حکم دیا تو اس نے وہ لے لی لیکن اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم نے اللہ کا شکر کیوں نہیں ادا کیا؟

راوی کہتا ہے کہ پھر میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ نے مجھے کوئی چیز لینے کا حکم دیا پس میں نے کہا: الحمدللہ۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اب تمہیں ادب آیا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

9/1442 الکافی، ۱/۴۹۶/۱/۹ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ حَدَثَ بِآلِ فَرَجٍ حَدَثٌ فَقُلْتُ مَاتَ عُمَرُ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ حَتَّى أَحْصَيْتُ لَهُ أَرْبَعاً وَ عِشْرِينَ مَرَّةً فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا يَسُرُّكَ لَجِئْتُ حَافِياً أَعْدُو إِلَيْكَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَوَلاَ تَدْرِي مَا قَالَ لَعَنَهُ اَللَّهُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ

---

[1] المناقب: ۴/ ۳۸۳؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۳۵۵؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۹۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۵؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۷۷؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۸/ ۲۹؛ القطرۃ من بحار: ۱/ ۴۰۹؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۰۸؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۶/ ۶۳

[2] کشف الغمہ: ۲/ ۳۶۳؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۹۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۵؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۰۸؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۰۲؛ مسند الامام الجواد: ۱۰۹؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/ ۷۴؛ تحلیل العبرۃ: ۸۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۲۱۲؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۸/ ۳۰

[3] کشف الغمہ: ۲/ ۳۶۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۵؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۰۸؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۹۳؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۰۲

[4] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۰۵

أَبِي قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ خَاطَبَهُ فِي شَيْءٍ فَقَالَ أَظُنُّكَ سَكْرَانَ فَقَالَ أَبِي اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أَمْسَيْتُ لَكَ صَائِماً فَأَذِقْهُ طَعْمَ اَلْحَرْبِ وَ ذُلَّ اَلْأَسْرِ فَوَ اَللَّهِ إِنْ ذَهَبَتِ اَلْأَيَّامُ حَتَّى حُرِبَ مَالُهُ وَ مَا كَانَ لَهُ ثُمَّ أُخِذَ أَسِيراً وَ هُوَ ذَا قَدْ مَاتَ لاَ رَحِمَهُ اَللَّهُ وَ قَدْ أَدَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُ وَ مَا زَالَ يُدِيلُ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ أَعْدَائِهِ.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ میں علی رضا علیہ السلام سے ملنے گیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے محمد! کیا آل فرج (مدینہ کے گورنر) کو کچھ ہوا ہے؟

میں نے عرض کیا: عمر (الفراج خاندان کا فرد) فوت ہو گیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: الحمد للہ یہاں تک کہ میں نے شمار کیا کہ آپؑ نے چوبیس بار کہا۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! مجھے معلوم ہوتا کہ یہ آپؑ کو اتنا خوش کرے گا تو میں دوڑتا ہوا اور ننگے پاؤں آتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! کیا تم نہیں جانتے کہ اس لعنتی نے میرے والد محمد بن علی سے ایک بار کیا کہا تھا؟

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: نہیں، میں نہیں جانتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس نے میرے والد سے ایک مسئلہ کے بارے میں بات کی اور پھر ان سے کہا: میرا خیال ہے کہ تم نشے میں ہو؟ تب میرے والد نے فرمایا تھا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے آج تیرے لیے روزہ رکھا ہے تو تو اُسے جنگ اور اسیری کی ذلت کا مزہ چکھا۔ اللہ کی قسم! چند ہی دنوں میں اس کا سامان لوٹ لیا گیا اور وہ پکڑا گیا اور معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہے۔ اللہ اسے اپنی رحمت سے محروم کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بدلہ لیا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے دوستوں کا بدلہ اپنے دشمنوں سے لیتا ہے۔ [1]

بیان:

أراد بأبي الحسن الثالث ع الحرب محركة سلب المال أدال الله منه أي أخذ الدولة منه و أعطاها غيره

❂ ''بابی الحسن'' اس سے مراد ابوالحسنؑ الثالث ہیں۔ ''الحرب'' مال چھیننے کے لیے حرکت کرنا۔

''ادال اللہ منہ'' یعنی اس نے اس سے حکومت کو حاصل کیا اور اس کے غیر کو دے دیا۔

---

[1] بحار الانوار: ۵۰ / ۶۲؛ المناقب: ۴ / ۳۹۷؛ اثبات الھداۃ: ۴ / ۳۹۵؛ عوالم العلوم: ۲۳ / ۲۰۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷ / ۳۰۸؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۰۹؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶ / ۸۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور احمد بن محمد بن عبداللہ تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے[2] اور محمد بن سنان بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

10/1443 الكافی ۱/۴۹۷/۱۰/۱ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي مَسْجِدِ الْمُسَيَّبِ وَ صَلَّى بِنَا فِي مَوْضِعِ الْقِبْلَةِ سَوَاءً وَ ذُكِرَ أَنَّ السِّدْرَةَ الَّتِي فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ يَابِسَةً لَيْسَ عَلَيْهَا وَرَقٌ فَدَعَا بِمَاءٍ وَ تَهَيَّأَ تَحْتَ السِّدْرَةِ فَعَاشَتِ السِّدْرَةُ وَ أَوْرَقَتْ وَ حَمَلَتْ مِنْ عَامِهَا .

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ مسجد المسیب میں نماز پڑھی اور آپ علیہ السلام نے ہمیں سیدھے قبلہ کی جگہ نماز پڑھائی اور آپؑ سے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ بیری کا ایک درخت جو مسجد میں تھا سوکھ گیا ہے اور اس کے پتے نہیں ہیں۔ پس امام علیہ السلام نے پانی منگوایا اور اس درخت کے نیچے وضو کیا تو بیری کا درخت زندہ ہو گیا، اس پر پتے نکل آئے اور اس سال اس نے پھل اٹھایا۔[3]

بیان:

سواء أی من غیر انحراف عن الجدار و ذکر یعنی الجعفری و تهیأ

"سواء" یعنی دیوار سے انحراف کئے بغیر "ذکر" اس سے مراد جعفری ہے۔ "وتہیا" یعنی نماز کے لیے اور اس سے مراد وضو ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[4]

11/1444 الكافی ۱/۴۹۷/۱۱/۱ العدة عن أحمد عَنِ الْحَجَّالِ وَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنِ الْمُطَرِّفِيِّ قَالَ: مَضَى أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ لِي عَلَيْهِ أَرْبَعَةُ آلاَفِ دِرْهَمٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي ذَهَبَ مَالِي فَأَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذَا كَانَ غَداً فَأْتِنِي

---

[1] مراۃ العقول: ۶/۱۰۷

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۳

[3] المناقب: ۴/۳۹۶؛ بحار الانوار: ۵۰/۶۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۹۵؛ عوالم العلوم: ۲۳/۱۳۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۳۱۰؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۰۹؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۵۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/۲۹؛ ارشاد البشر بحرانی: ۲۲۲

[4] مراۃ العقول: ۶/۱۰۷

وَ لْيَكُنْ مَعَكَ مِيزَانٌ وَ أَوْزَانٌ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لِي مَضَى أَبُو اَلْحَسَنِ وَ لَكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَةُ آلاَفِ دِرْهَمٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ اَلْمُصَلَّى اَلَّذِي كَانَ تَحْتَهُ فَإِذَا تَحْتَهُ دَنَانِيرُ فَدَفَعَهَا إِلَيَّ.

مطرفی سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت ہوگئی جبکہ آپؑ میرے چار ہزار درہم کے مقروض تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: میرا پیسہ تو اب ضائع ہوگیا ہے۔ پس امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں اگلے دن ان کے پاس آؤں اور اپنے ساتھ ترازو اور اوزان (وزن کرنے کے لیے پتھر وغیرہ) بھی لے آؤں۔ چنانچہ میں امام محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: امام ابوالحسنؑ کی شہادت ہو گئی ہے اور وہ تمہارے چار ہزار درہم کے مقروض تھے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔
پھر آپؑ نے اپنا مصلہ اٹھایا کہ جس پر آپ تشریف فرما تھے تو اس کے نیچے دینار تھے۔ پس آپؑ نے وہ مجھے دے دیئے۔ [1]

بیان:

الأوزان الأثقال التي يعير بها

"الاوزان" جن کے ذریعہ وزن کیا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

12/1445 الكافي، ۱/۴۹۷/۱۲/۱ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ اَلْحِمْيَرِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَخِيهِ عَلِيٍّ عَنِ الحسن [اَلْحُسَيْنِ] بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُبِضَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ هُوَ اِبْنُ خَمْسٍ وَ عِشْرِينَ سَنَةً وَ ثَلاَثَةِ أَشْهُرٍ وَ اِثْنَيْ عَشَرَ يَوْماً تُوُفِّيَ يَوْمَ اَلثَّلاَثَاءِ لِسِتٍّ خَلَوْنَ مِنْ ذِي اَلْحِجَّةِ سَنَةَ عِشْرِينَ وَ مِائَتَيْنِ عَاشَ بَعْدَ أَبِيهِ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً إِلاَّ خَمْساً وَ عِشْرِينَ يَوْماً.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام پچیس سال تین مہینے اور بارہ دن کی عمر میں شہید ہوگئے۔ آپؑ کی شہادت دوسو بیس ہجری میں چھ ذی الحج بروز منگل کو ہوئی۔ آپؑ اپنے والدؑ کے بعد پچیس دن کم انیس سال زندہ رہے۔ [3]

---

[1] الارشاد: ۲/ ۲۹۲؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۵۴؛ اثبات الهداة: ۴/ ۳۹۵؛ روضة الواعظین: ۱/ ۲۴۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۹؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۳۷۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۰۱؛ مدینة المعاجز: ۷/ ۳۱۰؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/ ۲۸۳؛ مسند الامام الجوادؑ: ۳۶؛ الدمعة الساکبہ: ۸/ ۳۰

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۰۸

[3] کشف الغمہ: ۲/ ۳۶۵؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۱۳؛ الدمعة الساکبہ: ۸/ ۹۷؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/ ۸۴

بیان:

قال فی الکافی ولد أبو جعفر محمد بن علی الثانی ع فی شهر رمضان من سنة خمس و تسعین و مائة و قبض ع سنة عشرین و مائتین فی آخر ذی القعدة و هو ابن خمس و عشرین سنة و شهرین و ثمانیة عشر یوما و دفن ببغداد فی مقابر قریش عند قبر جده موسی ع و قد کان المعتصم أشخصه إلی بغداد فی أول هذه السنة التی توفی فیها ع و أمه أم ولد یقال لها سبیکة نوبیة و قیل أیضا إن اسمها کان خیزران و روی أنها کانت من أهل بیت ماریة أم إبراهیم بن رسول الله ص و وافقه فی التهذیب فی تاریخی الولادة و القبض إلا أنه قال و له یومئذ خمس و عشرون سنة و أمه أم ولد یقال لها الخیزران و کانت من أهل بیت ماریة القبطیة رحمة الله علیها و دفن ببغداد فی مقابر قریش فی ظهر جده موسی ع

کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام ابوجعفر ثانی محمد تقیؑ ابن امام علی نقیؑ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۱۹۵ھ میں ہوئی اور آپؑ کی شہادت ماہ ذیقعد کے آخر میں ۲۲۰ھ میں ہوئی اور آپؑ کی عمر مبارک پچیس سال دو ماہ اور اٹھارہ دن کی تھی، آپؑ کو بغداد میں قریش کے قبرستان میں آپؑ کے جد امام موسی کاظمؑ کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا گیا۔

آپؑ کو معتصم نے بغداد بلایا اور اسی سال آپؑ کی شہادت ہوئی۔ آپؑ کی والدہ محترم ام ولد جناب سیّدہ عالیہ سبیکہ نوبیہؑ خاتون تھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام جناب خیزرانؑ تھا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ خاتون ام المومنین جناب ماریہ کے خاندان سے تھیں جن کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ ابن رسول خداؐ تھے۔

کتاب تہذیب میں بھی آپؑ کی ولادت و شہادت کی تاریخ یہی مرقوم ہے مگر یہ کہ اس میں یہ بیان ہوا ہے آپؑ کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور آپؑ کی والدہ محترمہ کا نام خیزرانؑ تھا جو جناب ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں اور امامؑ کو بغداد میں قریش کے قبرستان میں آپؑ کے جد اطہر امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس دفن کیا گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن علامہ مجلسی نے اس سند کو اپنے نزدیک صحیح قرار دیا ہے۔[2] اور شیخ شاھروی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔[3]

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۱۰۸
[2] حدیث نمبر ۱۴۰۰ کی طرف رجوع کیجیے۔
[3] مستدرکات علم رجال الحدیث: ۵/ ۱۰۹

۱۲۲۔ باب ما جاء فی أبی الحسن الثالث علیہ السلام

باب: جو کچھ حضرت ابوالحسن الثالث علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1446 الکافی،۱/۱/۴۹۸/۱ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ خَيْرَانَ الْأَسْبَاطِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَدِينَةَ فَقَالَ لِي مَا خَبَرُ الْوَاثِقِ عِنْدَكَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ خَلَّفْتُهُ فِي عَافِيَةٍ أَنَا مِنْ أَقْرَبِ النَّاسِ عَهْداً بِهِ عَهْدِي بِهِ مُنْذُ عَشَرَةِ أَيَّامٍ قَالَ فَقَالَ لِي إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ إِنَّهُ مَاتَ فَلَمَّا أَنْ قَالَ لِيَ النَّاسَ عَلِمْتُ أَنَّهُ هُوَ ثُمَّ قَالَ لِي مَا فَعَلَ جَعْفَرٌ قُلْتُ تَرَكْتُهُ أَسْوَأَ النَّاسِ حَالاً فِي السِّجْنِ قَالَ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ صَاحِبُ الْأَمْرِ مَا فَعَلَ ابْنُ الزَّيَّاتِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ النَّاسُ مَعَهُ وَ الْأَمْرُ أَمْرُهُ قَالَ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ شُؤْمٌ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ وَ قَالَ لِي لَا بُدَّ أَنْ تَجْرِيَ مَقَادِيرُ اللَّهِ تَعَالَى وَ أَحْكَامُهُ يَا خَيْرَانُ مَاتَ الْوَاثِقُ وَ قَدْ قَعَدَ الْمُتَوَكِّلُ جَعْفَرٌ وَ قَدْ قُتِلَ ابْنُ الزَّيَّاتِ فَقُلْتُ مَتَى جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ بَعْدَ خُرُوجِكَ بِسِتَّةِ أَيَّامٍ .

خیران اسباطی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں علی نقی علیہ السلام سے ملنے مدینہ گیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: واثق (عباسی حاکم) کی تیرے پاس کیا خبر ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں نے اسے خیریت سے چھوڑا تھا اور میں ان تمام لوگوں میں سے تازہ ترین ہوں جو اس سے ملے تھے۔ میں اس سے دس دن پہلے ملا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: مدینہ کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔

پس جب آپؑ نے فرمایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہ وہ خود بتا رہے ہیں۔ پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جعفر (یعنی متوکل عباسی) نے کیا کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں نے اسے تمام لوگوں سے بدترین حالت میں چھوڑا ہے اور وہ جیل میں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ حاکم بن گیا ہے اور ابن زیات (واثق کے وزیر) نے کیا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! لوگ اس کے ساتھ ہیں اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس کی ترقی اس کے لیے بدبختی ثابت ہوئی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ خاموش ہو گئے، پھر مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تقدیریں اور اس کے احکام جاری ہیں۔ اے خیران! واثق فوت ہو گیا ہے اور متوکل جعفر نے اس کی جگہ لے لی ہے اور ابن الزیات قتل ہو گیا ہے۔

میں عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ کب ہوا؟ آپؑ نے فرمایا: تمہارے نکلنے کے چھ دن بعد۔ [1]

بیان:

فلما أن قال لي الناس يعني لما نسب ذلك القول إلى أهل المدينة علمت أن القائل هو نفسه

❂ ''فلما ان قال لی الناس'' پس جب یہ کہ لوگوں نے مجھ سے بیان کیا یعنی جب یہ قول اہل مدینہ کی طرف منسوب ہے تو میں نے لیا کہ اس کا کہنے والا کون ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/1447 الكافی،١/٢/٤٩٨/١ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ صَالِحِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فِي كُلِّ اَلْأُمُورِ أَرَادُوا إِطْفَاءَ نُورِكَ وَ اَلتَّقْصِيرَ بِكَ حَتَّى أَنْزَلُوكَ هَذَا اَلْخَانَ اَلْأَشْنَعَ خَانَ اَلصَّعَالِيكِ فَقَالَ هَاهُنَا أَنْتَ يَا اِبْنَ سَعِيدٍ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ وَ قَالَ اُنْظُرْ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَوْضَاتٍ آنِقَاتٍ وَ رَوْضَاتٍ بَاسِرَاتٍ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ عَطِرَاتٌ وَ وِلْدَانٌ كَأَنَّهُنَّ اَللُّؤْلُؤُ اَلْمَكْنُونُ وَ أَطْيَارٌ وَ ظِبَاءٌ وَ أَنْهَارٌ تَفُورُ فَحَارَ بَصَرِي وَ حَسَرَتْ عَيْنِي فَقَالَ حَيْثُ كُنَّا فَهَذَا لَنَا عَتِيدٌ لَسْنَا فِي خَانِ اَلصَّعَالِيكِ.

صالح بن سعید سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں امام علی نقی علیہ السلام سے ملنے گیا تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ہر معاملے میں انہوں نے آپؑ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی اور آپؑ کی تقصیر کی یہاں تک کہ انہوں نے آپؑ کو اس بدصورت اور بدنام زمانہ گھر میں رکھا جسے بھکاریوں کا گھر کہا جاتا ہے۔

---

[1] الارشاد: ۲/ ۳۰۱؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۴۴؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۱۵۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۷۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۲۰؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۱۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۱۴؛ الثاقب فی المناقب: ۵۳۴؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۱۱۷

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۱۳

آپؑ نے فرمایا: اے ابن سعید! یہاں آو۔

پس آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: اب دیکھو ذرا۔ چنانچہ میں نے دیکھا تو خوبصورت میدان اور بڑے میدان ہیں کہ جن میں اچھی چیزیں اور خوشبودار چیزیں ہیں اور بچے ہیں گویا چھپے ہوئے موتی ہوں، پرندے اور غزال اور بہتی ندیاں ہیں۔ میری بینائی متزلزل ہوگئی اور میری آنکھیں اداس ہوگئیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہم جہاں کہیں بھی ہوں، یہ ہمارے لیے تیار ہیں، ہم کسی بھکاری کے گھر میں نہیں ہیں۔ [1]

بیان:

الصعلوك الفقير الذى لا مال له هاهنا أنت يعنى أنت بعد فى هذا المقام فى اعتقادك فينا و فى مكارمنا و الأنق الفرح و السرور يقال تأنق فلان فى الروضة أى وقع فيها معجبا بها و البسر بضم الموحدة الغض من كل شيء و الماء الطرى و فى بعض النسخ بالمعجمة و هو بمعنى الحسن و الجمال و العتيد الحاضر المهيأ و فى كشف الغمة فإذا أنا بروضات أنيقات و أنهار جاريات و جنان فيها خيرات عطرات

۞ ''الصعلوک'' اس سے مراد ایس فقیر ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔

''ھاھنا انت'' اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اس مقام کے بعد ہمارے اوپر اعتقاد رکھنے میں ہو اور ہمارے مکارم میں ہو،

''والانق'' خوش ہونا اور سرور

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر ہے (واللہ اعلم)

3/1448 الكافى ١/٣/٢٩٨/١ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ اَلْجَلاَّبِ قَالَ: اِشْتَرَيْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ غَنَماً كَثِيرَةً فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مِنْ إِصْطَبْلِ دَارِهِ إِلَى مَوْضِعٍ وَاسِعٍ لاَ أَعْرِفُهُ فَجَعَلْتُ أُفَرِّقُ تِلْكَ اَلْغَنَمَ فِيمَنْ أَمَرَنِي بِهِ فَبَعَثَ

---

[1] الاختصاص: ۳۲۴؛ بصائر الدرجات: ۳۰۶؛ بحار الانوار: ۵۰/۱۳۲؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۲۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۳۲۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۲۶؛ ثاقب فی المناقب: ۵۴۲؛ الارشاد: ۲/۳۱۱؛ کشف الغمہ: ۲/۳۸۳؛ المناقب: ۴/۴۱۱؛ الخرائج والجرائح: ۲/۶۸۰؛ منتہی الآمال: ۲/۶۲۳؛ القطرہ من بحار: ۱/۳۲۴؛ روضۃ الواعظین: ۱/۵۵۳

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۱۵

إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ وَ إِلَى وَالِدَتِهِ وَ غَيْرِهِمَا مِمَّنْ أَمَرَنِي ثُمَّ اِسْتَأْذَنْتُهُ فِي اَلاِنْصِرَافِ إِلَى بَغْدَادَ إِلَى وَالِدِي وَ كَانَ ذَلِكَ يَوْمَ اَلتَّرْوِيَةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ تُقِيمُ غَداً عِنْدَنَا ثُمَّ تَنْصَرِفُ قَالَ فَأَقَمْتُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ أَقَمْتُ عِنْدَهُ وَ بِتُّ لَيْلَةَ اَلْأَضْحَى فِي رِوَاقٍ لَهُ فَلَمَّا كَانَ فِي اَلسَّحَرِ أَتَانِي فَقَالَ يَا إِسْحَاقُ قُمْ قَالَ فَقُمْتُ فَفَتَحْتُ عَيْنِي فَإِذَا أَنَا عَلَى بَابِي بِبَغْدَادَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى وَالِدِي وَ أَنَا فِي أَصْحَابِي فَقُلْتُ لَهُمْ عَرَّفْتُ بِالْعَسْكَرِ وَ خَرَجْتُ بِبَغْدَادَ إِلَى اَلْعِيدِ.

اسحاق الجلاب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے علی نقی علیہ السلام کے لیے بڑی تعداد میں بھیڑیں خریدیں۔ پس آپؑ نے مجھے بلایا اور اپنے گھر کے اصطبل میں ایک وسیع جگہ پر داخل کیا جسے میں پہچان نہیں سکتا تھا۔ پھر میں نے بھیڑوں کو تقسیم جس کے لیے آپؑ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ پس آپؑ نے ابوجعفر اور ان کی والدہ اور ان دونوں کے علاوہ لوگوں کو بھیج دیں جن کا آپؑ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ پھر میں نے آپؑ سے اپنے والد سے ملنے کے لیے بغداد جانے کی اجازت طلب کی اور یہ ترویہ (ذی الحج کے مہینے کی آٹھویں تاریخ) کا دن تھا تو آپؑ نے مجھے لکھا: کل ہمارے ساتھ رہنا اس کے بعد چلے جانا۔

چنانچہ میں اس دن ٹھہر گیا اور جب اگلا دن آیا تو وہ یوم عرفہ (نویں ذی الحج) تھا تو میں اس دن بھی آپؑ کے ساتھ رہا اور دسویں رات بھی آپؑ کے گھر کی بالکونی میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو آپؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے اسحاق! اٹھو۔

پس میں اٹھ کھڑا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ جونہی میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو میں نے خود کو بغداد میں اپنے دروازے پر پایا پس میں اندر گیا اور اپنے والد سے ملا اور میں اپنے ساتھیوں میں موجود تھا۔ پس میں نے ان سے کہا: میں نے عرفہ (نویں ذی الحج) کا دن مقام عسکر (سامرہ) میں گزارا اور میں عید (یعنی دسویں ذی الحج) کے لیے بغداد چلا آیا ہوں۔ [1]

بیان:

أبو جعفر هذا هو ابنه المرجو للإمامة عرفت أمضيت العرفة إلى العيد إلى صلاته

ابوجعفر سے مراد وہ ہے جوان کا بیٹا ہے اور امامت کا امیدوار ہے۔

---

[1] الاختصاص: ۳۲۵؛ بصائر الدرجات: ۴۰۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/۴۲۰؛ بحارالانوار: ۵۰/۱۳۲؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۴۲۳؛ الثاقب فی المناقب: ۵۴۹؛ المناقب: ۴/۴۱۱؛ ارشاد البشر: ۲۲۲؛ القطرہ من بحار: ۱/۴۲۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۷/۵۵؛ مسند الامام الہادیؑ: ۱۰۵

"الی العید" یعنی اس کی نماز کی طرف۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

4/1449 الکافی ۱/۴۹۹/۴/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلطَّاهِرِيِّ قَالَ: مَرِضَ اَلْمُتَوَكِّلُ مِنْ خُرَاجٍ خَرَجَ بِهِ وَ أَشْرَفَ مِنْهُ عَلَى اَلْهَلاَكِ فَلَمْ يَجْسُرْ أَحَدٌ أَنْ يَمَسَّهُ بِحَدِيدَةٍ فَنَذَرَتْ أُمُّهُ إِنْ عُوفِيَ أَنْ تَحْمِلَ إِلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ مَالاً جَلِيلاً مِنْ مَالِهَا وَ قَالَ لَهُ اَلْفَتْحُ بْنُ خَاقَانَ لَوْ بَعَثْتَ إِلَى هَذَا اَلرَّجُلِ فَسَأَلْتَهُ فَإِنَّهُ لاَ يَخْلُو أَنْ يَكُونَ عِنْدَهُ صِفَةٌ يُفَرِّجُ بِهَا عَنْكَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ وَ وَصَفَ لَهُ عِلَّتَهُ فَرَدَّ إِلَيْهِ اَلرَّسُولُ بِأَنْ يُؤْخَذَ كُسْبُ اَلشَّاةِ فَيُدَافَ بِمَاءِ وَرْدٍ فَيُوضَعَ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَجَعَ اَلرَّسُولُ وَ أَخْبَرَهُمْ أَقْبَلُوا يَهْزَءُونَ مِنْ قَوْلِهِ فَقَالَ لَهُ اَلْفَتْحُ هُوَ وَ اَللَّهِ أَعْلَمُ بِمَا قَالَ وَ أَحْضَرَ اَلْكُسْبَ وَ عَمِلَ كَمَا قَالَ وَ وَضَعَ عَلَيْهِ فَغَلَبَهُ اَلنَّوْمُ وَ سَكَنَ ثُمَّ اِنْفَتَحَ وَ خَرَجَ مِنْهُ مَا كَانَ فِيهِ وَ بُشِّرَتْ أُمُّهُ بِعَافِيَتِهِ فَحَمَلَتْ إِلَيْهِ عَشَرَةَ آلاَفِ دِينَارٍ تَحْتَ خَاتَمِهَا ثُمَّ اِسْتَقَلَّ مِنْ عِلَّتِهِ فَسَعَى إِلَيْهِ اَلْبَطْحَائِيُّ اَلْعَلَوِيُّ بِأَنَّ أَمْوَالاً تُحْمَلُ إِلَيْهِ وَ سِلاَحاً فَقَالَ لِسَعِيدٍ اَلْحَاجِبِ اُهْجُمْ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَ خُذْ مَا تَجِدُ عِنْدَهُ مِنَ اَلْأَمْوَالِ وَ اَلسِّلاَحِ وَ اِحْمِلْهُ إِلَيَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ لِي سَعِيدٌ اَلْحَاجِبُ صِرْتُ إِلَى دَارِهِ بِاللَّيْلِ وَ مَعِي سُلَّمٌ فَصَعِدْتُ اَلسَّطْحَ فَلَمَّا نَزَلْتُ عَلَى بَعْضِ اَلدَّرَجِ فِي اَلظُّلْمَةِ لَمْ أَدْرِ كَيْفَ أَصِلُ إِلَى اَلدَّارِ فَنَادَانِي يَا سَعِيدُ مَكَانَكَ حَتَّى يَأْتُوكَ بِشَمْعَةٍ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ أَتَوْنِي بِشَمْعَةٍ فَنَزَلْتُ فَوَجَدْتُهُ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ وَ قَلَنْسُوَةٌ مِنْهَا وَ سَجَّادَةٌ عَلَى حَصِيرٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ أَشُكَّ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَقَالَ لِي دُونَكَ اَلْبُيُوتَ فَدَخَلْتُهَا وَ فَتَّشْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ فِيهَا شَيْئاً وَ وَجَدْتُ اَلْبَدْرَةَ فِي بَيْتِهِ مَخْتُومَةً بِخَاتَمِ أُمِّ اَلْمُتَوَكِّلِ وَ كِيساً مَخْتُوماً وَ قَالَ لِي دُونَكَ اَلْمُصَلَّى فَرَفَعْتُهُ فَوَجَدْتُ سَيْفاً فِي جَفْنٍ غَيْرِ مُلَبَّسٍ فَأَخَذْتُ ذَلِكَ وَ صِرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى خَاتَمِ أُمِّهِ عَلَى اَلْبَدْرَةِ بَعَثَ إِلَيْهَا فَخَرَجَتْ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَنِي بَعْضُ خَدَمِ اَلْخَاصَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ كُنْتُ قَدْ نَذَرْتُ فِي عِلَّتِكَ لَمَّا أَيِسْتُ مِنْكَ إِنْ

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۱۸

عُوفِيتَ حَمَلْتُ إِلَيْهِ مِنْ مَالِي عَشَرَةَ آلَافِ دِينَارٍ فَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِ وَهَذَا خَاتَمِي عَلَى الْكِيسِ وَ فَتَحَ الْكِيسَ الْآخَرَ فَإِذَا فِيهِ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ فَضَمَّ إِلَى الْبَدْرَةِ بَدْرَةً أُخْرَى وَ أَمَرَنِي بِحَمْلِ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَحَمَلْتُهُ وَ رَدَدْتُ السَّيْفَ وَ الْكِيسَيْنِ وَ قُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي عَزَّ عَلَيَّ فَقَالَ لِي (سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ).

ابراہیم بن محمد طاہری سے روایت ہے کہ متوکل ایک پھوڑے کی وجہ سے اس قدر شدید بیمار ہوگیا تھا کہ اس کی موت ہونے والی تھی اور کسی کو اس کے آپریشن کے لیے ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں تھی۔ اس کی والدہ نے عہد کیا کہ اگر اس کا بیٹا صحت یاب ہو جائے تو امام علی نقی علیہ السلام کو اپنی جائیداد سے ایک بڑی رقم بھیجے گی اور فتح بن خاقان نے اس (متوکل) کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس کے بارے میں اس شخص (یعنی امام علیہ السلام) سے پوچھے، ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز جان لے جس سے تمہیں سکون ملے۔ پس اس نے اس نے آپؑ کی طرف پیغام بھیجا اور اپنی بیماری کی وضاحت کی۔ قاصد اس پیغام کے ساتھ واپس آیا کہ بھیڑوں کے تیل کو پانی میں ملا کر گرم کر کے ابال پر رکھو۔

جب قاصد نے واپس آ کر انہیں سمجھایا تو وہ اس کی بات پر ہنس پڑے۔ تاہم فتح نے کہا: اللہ کی قسم! وہ اس سے زیادہ اعلم ہے جو کچھ اس نے کہا ہے۔

چنانچہ وہ تیل لے کر آئے اور جیسا کہ بتایا گیا تیار کیا اور پھوڑے پر رکھ دیا۔ پھر وہ سو گیا اور پر سکون ہوگیا، پھر اس کا پھوڑا کھل گیا اور جو کچھ (گند، کچ لہو وغیرہ) اس میں تھا وہ اس سے نکل آیا اور اس کی والدہ کو اس کی صحت یابی کی خوشخبری سنائی گئی تو اس نے اپنی مہر لگا کر دس ہزار دینار امامؑ کے پاس بھیجے۔

پھر وہ اپنی بیماری سے مکمل طور پر صحت یاب ہوگیا تو بطحائی علوی نے متوکل سے کہا: ایک بڑی رقم اور ہتھیار ان (یعنی علی نقی علیہ السلام) کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ اس نے سعید الحاجب (پولیس کے سربراہ) کو حکم دیا کہ وہ رات کے وقت آپؑ کے گھر کی تلاشی لے اور اس میں سے جو بھی رقم اور اسلحہ ملے اسے ضبط کر کے اسے میرے پاس لے آئے۔

ابراہیم بن محمد کا بیان ہے کہ پولیس کے سربراہ سعید نے مجھے بتایا: میں رات کو سیڑھی لے کر ان (یعنی امامؑ) کے گھر گیا اور چھت پر گیا جب میں اندھیرے میں کچھ سیڑھیاں اترا تو مجھے معلوم نہیں پڑ رہا تھا کہ وہاں کیسے پہنچوں۔ پس انہوں نے مجھے آواز دی: اے سعید: ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے لیے موم بتیاں لے آوں، پس تھوڑی ہی دیر میں وہ میرے پاس ایک موم بتی لے آئے تو میں نیچے اترا اور انہیں اونی لباس اور

اونی ٹوپی پہنے پایا اور ان کے سامنے نماز کا قالین تھا جس پر چٹائی بچھی ہوئی تھی، پھر مجھے کوئی شک نہیں ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پس انہوں نے مجھ سے کہا: وہاں کمرے ہیں۔ پھر میں نے ان کی تلاشی لی تو وہاں کچھ نہیں ملا لیکن مجھے ان کے گھر میں وہ تھیلا ملا جس پر متوکل کی ماں کی مہر لگی ہوئی تھی اور ایک مہر بند تھیلا تھا اور انہوں نے مجھے کہا: جائے نماز کے نیچے بھی دیکھ لو۔ پس میں نے اسے اٹھایا تو ایک تلوار میان میں بند پڑی تھی۔ میں ان چیزوں کو لے لیا اور متوکل کے پاس لے گیا۔ جب اس پر اپنی ماں کی مہر دیکھی تو اس نے اسے دریافت کرنے کے لیے بلایا تو وہ اس کے پاس آئی۔ مجھے بعض خاص نوکروں نے اطلاع دی کہ اس نے ان سے کہا: جب تو بہت بیمار تھا تو میں نے مایوسی کی وجہ سے قسم کھائی تھی کہ اگر تو صحت یاب ہو گا تو میں انہیں اپنے مال سے دس ہزار دینار ادا کروں گی لہٰذا میں نے انہیں ادا کر دیئے اور یہ میری اپنی مہر ہے۔ پھر اس نے دوسرا تھیلا کھولا تو اس میں چار سو دینار تھے۔ اس نے اس میں رقم کا ایک اور تھیلا شامل کیا اور مجھ سے کہا: میں انہیں ان کو پہنچا دوں۔ چنانچہ میں نے تلوار اور پیسوں کے تھیلے انہیں واپس کر دیئے اور عرض کیا: اے میرے آقا (کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ) اس ذمہ داری نے مجھے افسردہ کر دیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس مقام کی طرف پلٹتے ہیں۔ (الشعراء:۲۲۷)۔"[1]

بیان: الخراج بالضم ما يخرج في البدن من القروح و الكسب بالضم عصارة الدهن و لعله أريد به ما تأكله الشاة منه و لهذا أضيف إليها و الدوف البل و الخلط ثم استقل بر أفسعى إليه عدا و نم تحمل إليه يعني إلى أبي الحسن ع عز علي يعني اشتد علي دخولي دارك بغير إذنك و أخذي مالك

۞ "الخراج" ضمہ کے ساتھ یعنی بدن سے نکلنے والی رطوبت۔ "والکسب" ضمہ کے ساتھ یعنی جس کو بکری لگائی ہے۔ "تحمله اليه" یعنی امام ابوالحسنؑ کی طرف۔ "عز علي" آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے گھر میں داخل ہونا میرے لیے مشکل ہے اور اپنا مال لے لو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

---

[1] مدینۃ المعاجز: ۷/۴۲۴؛ الارشاد: ۲/۳۰۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۱۹؛ بحار الانوار: ۵۰/۱۹۸؛ کشف الغمہ: ۲/۳۷۸؛ الدعوات راوندی: ۲۰۲؛ الخرائج والجرائح: ۲/۶۷۶؛ المناقب: ۴/۴۱۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/۴۴۰؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۷/۱۵۸

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۲۱

5/1450 الكافی ۱/۵/۵۰۰/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلنَّوْفَلِيِّ قَالَ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفَرَجِ: إِنَّ أَبَا اَلْحَسَنِ كَتَبَ إِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ أَجْمِعْ أَمْرَكَ وَ خُذْ حِذْرَكَ قَالَ فَأَنَا فِي جَمْعِ أَمْرِي وَ لَيْسَ أَدْرِي مَا كَتَبَ إِلَيَّ حَتَّى وَرَدَ عَلَيَّ رَسُولٌ حَمَلَنِي مِنْ مِصْرَ مُقَيَّداً وَ ضَرَبَ عَلَى كُلِّ مَا أَمْلِكُ وَ كُنْتُ فِي اَلسِّجْنِ ثَمَانَ سِنِينَ ثُمَّ وَرَدَ عَلَيَّ مِنْهُ فِي اَلسِّجْنِ كِتَابٌ فِيهِ يَا مُحَمَّدُ لاَ تَنْزِلْ فِي نَاحِيَةِ اَلْجَانِبِ اَلْغَرْبِيِّ فَقَرَأْتُ اَلْكِتَابَ فَقُلْتُ يَكْتُبُ إِلَيَّ بِهَذَا وَ أَنَا فِي اَلسِّجْنِ إِنَّ هَذَا لَعَجَبٌ فَمَا مَكَثْتُ أَنْ خُلِّيَ عَنِّي وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ قَالَ وَ كَتَبَ إِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفَرَجِ يَسْأَلُهُ عَنْ ضِيَاعِهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَوْفَ تُرَدُّ عَلَيْكَ وَ مَا يَضُرُّكَ أَنْ لاَ تُرَدَّ عَلَيْكَ فَلَمَّا شَخَصَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفَرَجِ إِلَى اَلْعَسْكَرِ كُتِبَ إِلَيْهِ بِرَدِّ ضِيَاعِهِ وَ مَاتَ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ وَ كَتَبَ أَحْمَدُ بْنُ اَلْخَضِيبِ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَرَجِ يَسْأَلُهُ اَلْخُرُوجَ إِلَى اَلْعَسْكَرِ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُشَاوِرُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ اُخْرُجْ فَإِنَّ فِيهِ فَرَجَكَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ تَعَالَى فَخَرَجَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلاَّ يَسِيراً حَتَّى مَاتَ.

علی بن محمد نوفلی سے روایت ہے کہ محمد بن فراج نے مجھ سے کہا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے اس کی طرف لکھا: اے محمد! اپنے معاملات کو ترتیب دو اور محتاط رہو۔

اس کا بیان ہے کہ میں نے اپنے امور کو منظم کرنا شروع کیا اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس سے امام علیہ السلام کا کیا مطلب ہے یہاں تک کہ پولیس میرے پاس آئی اور مجھے قیدی بنا کر مصر سے باہر لے گئی، میرا تمام سامان ضبط کرلیا گیا اور میں آٹھ سال تک جیل میں رہا۔ جیل میں مجھے ان کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا: اے محمد! مغربی مقام پر نہ رہو۔

میں نے خط پڑھا اور اپنے آپ سے کہا: وہ مجھے یہ لکھتے ہے جبکہ میں جیل میں ہوں۔ یہ عجیب بات ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اللہ کا شکر ہے کہ مجھے رہا کر دیا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ محمد بن فراج نے امامؑ کو اپنی جائیداد کے بارے میں لکھا تو امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں اسے لکھا: تمہاری جائیداد عنقریب تمہیں واپس کردی جائے گی اور اگر وہ تمہیں واپس نہ بھی کی گئی تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہونے گا۔

جب محمد فرج عسکر (سامرہ) کی طرف روانہ ہوا تو اس کی جائیدادوں کو چھوڑنے کا حکم جاری کیا گیا لیکن وہ

وصول کرنے سے پہلے ہی انتقال کر گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ احمد بن خضیب نے محمد بن فرج کو خط لکھا کہ وہ عسکر (سامرہ) میں آ جائے تو اس نے امام علیہ السلام کو اس معاملے میں مشورہ کے لیے خط لکھا اور آپؑ نے جواب میں لکھا: چلے جاو۔ اس میں ان شاء اللہ تمہارے لیے راحت ہوگی۔

پس وہ سفر پر روانہ ہوا لیکن کچھ ہی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ [1]

بیان:

الحذر بالکسر الاحتراز یقال ضرب علی ید فلان إذا حجر علیه

❂ "الحذر" کسرہ کے ساتھ اس سے مراد احتراز ہے کہا جاتا ہے کہ فلاں پر ضرب مارنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

6/1451 الکافی ۱/۶/۵۰۰/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبُو يَعْقُوبَ قَالَ: رَأَيْتُهُ يَعْنِي مُحَمَّداً قَبْلَ مَوْتِهِ بِالْعَسْكَرِ فِي عَشِيَّةٍ وَ قَدِ اسْتَقْبَلَ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ وَ اِعْتَلَّ مِنْ غَدٍ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ عَائِداً بَعْدَ أَيَّامٍ مِنْ عِلَّتِهِ وَ قَدْ ثَقُلَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْهِ بِثَوْبٍ فَأَخَذَهُ وَ أَدْرَجَهُ وَ وَضَعَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ قَالَ فَكُفِّنَ فِيهِ قَالَ أَحْمَدُ قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ رَأَيْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَعَ اِبْنِ اَلْخَضِيبِ فَقَالَ لَهُ اِبْنُ اَلْخَضِيبِ سِرْ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ اَلْمُقَدَّمُ فَمَا لَبِثَ إِلاَّ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ حَتَّى وُضِعَ اَلدَّهَقُ عَلَى سَاقِ اِبْنِ اَلْخَضِيبِ ثُمَّ نُعِيَ قَالَ رُوِيَ عَنْهُ حِينَ أَلَحَّ عَلَيْهِ اِبْنُ اَلْخَضِيبِ فِي اَلدَّارِ اَلَّتِي يَطْلُبُهَا مِنْهُ بَعَثَ إِلَيْهِ لَأَقْعُدَنَّ بِكَ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَقْعَداً لاَ يَبْقَى لَكَ بَاقِيَةٌ فَأَخَذَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي تِلْكَ اَلْأَيَّامِ .

ابو یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ان یعنی محمد (بن فرج) کو اس کی موت سے پہلے ایک شام کو عسکر (سامرہ) میں دیکھا تھا۔ امام علی نقیؑ نے اس کا استقبال کیا اور اس کی طرف دیکھا اور وہ اگلے دن بیمار ہو گیا۔

---

[1] اعلام الوریٰ: ۲/۱۱۵؛ الثاقب فی المناقب: ۵۳۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۴۲۱؛ الارشاد: ۲/۳۰۴؛ اثبات الھداۃ: ۴/۴۲۱؛ الخرائج والجرائح: ۱/۴۰۵؛ کشف الغمہ: ۲/۳۸۰؛ بحار الانوار: ۵۰/۱۴۰؛ المناقب: ۴/۴۱۴؛ مسند الامام الہادیؑ: ۱۰۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۱۱۸

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۲۲

پھر کئی دنوں کے بعد میں اس کی بیماری کے دوران اس کی عیادت کے لیے گیا تو اس کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔ اس نے مجھے خبر دی کہ امام علی نقی علیہ السلام نے اسے کپڑا بھیجا ہے جسے اس نے تکیے کے طور پر استعمال کرنے کے لیے تہہ کیا ہوا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ اسے اسی کپڑے میں کفنایا گیا۔

احمد کا بیان ہے کہ ابو یعقوب نے کہا: میں نے امام علی نقیؑ کو ابن خضیب کے ساتھ دیکھا کہ اس نے آپؑ سے خفی آواز میں عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم مجھ سے پہلے جاؤ گے۔

پس صرف چار دن کے بعد ہی ابن خضیب کو بیڑیوں میں ڈال دیا گیا پھر اس کی موت کی خبر سنائی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ جب ابن خضیب نے امامؑ سے گھر کا مطالبہ کیا اور اس پر اصرار کیا تو امامؑ نے اسے پیغام بھیجا کہ میں تیرے لیے خدا تعالیٰ سے ضرور درخواست کروں گا کہ تمہارا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہی دنوں میں اسے پکڑ لیا۔ [1]

بیان:

الدهق محركة خشبتان يغمز بهما الساقان فارسيته إشكنجة

❂ ''الدھق'' متحرک، دو لکڑیاں جن سے اس کے فارسی اشکنجہ کی ٹانگیں جھکتی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

7/1452 الكافي ١/٥٠١/٧/١ مُحَمَّدٌ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: أَخَذْتُ نُسْخَةَ كِتَابِ اَلْمُتَوَكِّلِ إِلَى أَبِي اَلْحَسَنِ اَلثَّالِثِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ يَحْيَى بْنِ هَرْثَمَةَ فِي سَنَةِ ثَلاَثٍ وَ أَرْبَعِينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ هَذِهِ نُسْخَتُهُ (بِسْمِ اَللَّهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ) أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَارِفٌ بِقَدْرِكَ رَاعٍ لِقَرَابَتِكَ مُوجِبٌ لِحَقِّكَ يُقَدِّرُ مِنَ اَلْأُمُورِ فِيكَ وَ فِي أَهْلِ بَيْتِكَ مَا أَصْلَحَ اَللَّهُ بِهِ حَالَكَ وَ حَالَهُمْ وَ ثَبَّتَ بِهِ عِزَّكَ وَ عِزَّهُمْ وَ أَدْخَلَ اَلْيُمْنَ وَ اَلْأَمْنَ عَلَيْكَ وَ عَلَيْهِمْ يَبْتَغِي

---

[1] کشف الغمہ: ۲/۳۸۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۳۲۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۳۲۱؛ الارشاد: ۲/۳۰۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۱۶؛ الخرائج والجرائح: ۲/۶۸۱؛ المناقب: الہادیؑ: ۳/۴۰۸؛ مسند الامام الہادیؑ: ۱۰۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۱۱۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۲۴

بِذَلِكَ رِضَاءَ رَبِّهِ وَ أَدَاءَ مَا اُفْتُرِضَ عَلَيْهِ فِيكَ وَ فِيهِمْ وَ قَدْ رَأَى أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ صَرْفَ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَمَّا كَانَ يَتَوَلاَّهُ مِنَ ٱلْحَرْبِ وَ ٱلصَّلاَةِ بِمَدِينَةِ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذْ كَانَ عَلَى مَا ذَكَرْتَ مِنْ جَهَالَتِهِ بِحَقِّكَ وَ اسْتِخْفَافِهِ بِقَدْرِكَ وَ عِنْدَ مَا قَرَفَكَ بِهِ وَ نَسَبَكَ إِلَيْهِ مِنَ ٱلْأَمْرِ ٱلَّذِي قَدْ عَلِمَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ بَرَاءَتَكَ مِنْهُ وَ صِدْقَ نِيَّتِكَ فِي تَرْكِ مُحَاوَلَتِهِ وَ أَنَّكَ لَمْ تُؤَهِّلْ نَفْسَكَ لَهُ وَ قَدْ وَلَّى أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ يَلِي مِنْ ذَلِكَ مُحَمَّدَ بْنَ ٱلْفَضْلِ وَ أَمَرَهُ بِإِكْرَامِكَ وَ تَبْجِيلِكَ وَ ٱلاِنْتِهَاءِ إِلَى أَمْرِكَ وَ رَأْيِكَ وَ ٱلتَّقَرُّبِ إِلَى ٱللَّهِ وَ إِلَى أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِذَلِكَ وَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ مُشْتَاقٌ إِلَيْكَ يُحِبُّ إِحْدَاثَ ٱلْعَهْدِ بِكَ وَ ٱلنَّظَرَ إِلَيْكَ فَإِنْ نَشِطْتَ لِزِيَارَتِهِ وَ ٱلْمُقَامِ قِبَلَهُ مَا رَأَيْتَ شَخَصْتَ وَ مَنْ أَحْبَبْتَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ وَ مَوَالِيكَ وَ حَشَمِكَ عَلَى مُهْلَةٍ وَ طُمَأْنِينَةٍ تَرْحَلُ إِذَا شِئْتَ وَ تَنْزِلُ إِذَا شِئْتَ وَ تَسِيرُ كَيْفَ شِئْتَ وَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ يَكُونَ يَحْيَى بْنُ هَرْثَمَةَ مَوْلَى أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ مَنْ مَعَهُ مِنَ ٱلْجُنْدِ مُشَيِّعِينَ لَكَ يَرْحَلُونَ بِرَحِيلِكَ وَ يَسِيرُونَ بِسَيْرِكَ وَ ٱلْأَمْرُ فِي ذَلِكَ إِلَيْكَ حَتَّى تُوَافِيَ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ فَمَا أَحَدٌ مِنْ إِخْوَتِهِ وَ وُلْدِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ خَاصَّتِهِ أَلْطَفَ مِنْهُ مَنْزِلَةً وَ لاَ أَحْمَدَ لَهُ أُثْرَةً وَ لاَ هُوَ لَهُمْ أَنْظَرَ وَ عَلَيْهِمْ أَشْفَقَ وَ بِهِمْ أَبَرَّ وَ إِلَيْهِمْ أَسْكَنَ مِنْهُ إِلَيْكَ إِنْ شَاءَ ٱللَّهُ تَعَالَى وَ ٱلسَّلاَمُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ ٱللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ كَتَبَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ ٱلْعَبَّاسِ وَ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ.

محمد بن یحیی نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے ۲۴۳ ہجری میں یحیی بن ہرثمہ سے وہ خط لیا جو متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کے نام لکھا تھا (جس کا مضمون یہ ہے):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - امابعد! درحقیقت امیر المؤمنین آپؑ کی قدرومنزلت کو جانتے اور قرابت کی رعایت کرتے ہیں، آپؑ کے حق کو سمجھتے اور آپؑ کے اہل بیت کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں جس سے خدا اُن کے اور آپؑ کے حالات کی اصلاح فرمائے اور اس سے آپؑ کی اور ان کی عزت برقرار رہے گی، آپؑ اور ان پر امن وامان کو داخل کرے گا جس سے اُس کا مقصد اپنے پروردگار کی رضا اور اس چیز کو ادا کرنا ہے جو آپؑ کے اور ان کے بارے میں اُس پر فرض کی گئی ہے۔

امیر المؤمنین نے مناسب سمجھا ہے کہ عبداللہ بن محمد کو ان ذمہ داریوں سے ہٹا دیا جائے جنہیں وہ مدینہ میں

اُمور جنگ اور نماز کے متعلق ادا کرتا تھا کیونکہ جیسا کہ آپؑ نے ذکر فرمایا کہ وہ آپؑ کے حق سے جاہل اور آپؑ کی قدر و منزلت کو خفیف سمجھتا ہے۔ جس وقت اُس نے آپؑ کو متہم قرار دیا اور آپؑ کی طرف اس چیز کی نسبت دی کہ امیر المؤمنین جس سے آپؑ کی برات، سچی نیت، نیکی اور قول کی صداقت کو جانتے ہیں اور یہ کہ آپؑ اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ جس کے طلب کرنے کے لیے آپؑ کو متہم کیا گیا ہے۔

امیر المؤمنین نے محمد بن فضل کو اُس کی جگہ ذمہ داری سونپی ہے اور اُسے آپؑ کی تعظیم کرنے اور آپؑ کی رائے کو تسلیم کرنے کی تاکید ہے۔ اس سے اُسے اللہ اور امیر المؤمنین کا قرب حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

امیر المؤمنین آپؑ سے تجدید عہد کرنے کے مشتاق اور آپؑ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپؑ بخوشی ان سے ملنا چاہیں اور ان کے پاس جتنی دیر رہنا پسند کریں تو ضرور کوچ فرمائیے اور اپنے اہل بیت اور موالی اور حشم و خدم میں سے جسے انتخاب کریں، آرام و اطمینان سے ساتھ لائیے۔

جب چاہیں کوچ کریں اور جب چاہیں تشریف لائیں۔ جس طرح چاہیں چلیں اور اگر آپؑ پسند فرمائیں تو امیر المؤمنین کا غلام یحییٰ بن ہرثمہ اور اُس کے ساتھ جو لشکر ہے، یہ آپؑ کے کوچ کے ساتھ کوچ اور آپؑ کے چلنے کے ساتھ چلے۔ یہ سارا معاملہ آپؑ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے اسے آپؑ کی اطاعت کا حکم دے دیا ہے۔ پس اللہ سے استخارہ کر کے امیر المؤمنین کے پاس پہنچ جائیے۔ ان کے بھائیوں، اولاد، اہل خانہ اور خواص میں سے کوئی ایسا نہیں جس پر قدر و منزلت میں ان کا زیادہ لطف و کرم ہو اور نہ کوئی آثار میں زیادہ تعریف کے لائق ہے، نہ وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں، نہ ان پر زیادہ شفیق و مہربان ہیں، نہ ان سے زیادہ نیکی کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں آپؑ کی نسبت ان سے زیادہ سکون ملتا ہے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

از قلم ابراہیم بن عباس

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ [1]

بیان:

أمير المؤمنين كناية عن نفسه و القرفة التهمة كأنه اتهمه بطلب الخلافة محاولته أي محاولة ذلك الأمر و المحاولة المطالبة و قد ولي يعني أقام محمد بن الفضل مقام عبد الله بن محمد

❂ ''امیر المؤمنین'' اس سے مراد خود اس کا نفس ہے، ''القرفۃ'' یعنی تہمت، گویا کہ اس نے اس کو خلافت کو

---

[1] الارشاد: ۲/۳۰۹؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۵؛ بحار الانوار: ۵۰/۲۰۰؛ کشف الغمہ: ۲/۳۸۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۷/۱۴۷؛ مسند الامام الہادیؑ: ۳۲

طلب کرنے کی تہمت لگائی۔

"وقدولی" یعنی اس نے محمد بن فضل کو عبداللہ بن محمد کے مقام پر مقرر کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ [1]

8/1453 الكافی ،١/٨/٥٠٢/١ اَلْحُسَيْنُ بْنُ اَلْحَسَنِ اَلْحَسَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو اَلطَّيِّبِ اَلْمُثَنَّى يَعْقُوبُ بْنُ يَاسِرٍ قَالَ: كَانَ اَلْمُتَوَكِّلُ يَقُولُ وَيْحَكُمْ قَدْ أَعْيَانِي أَمْرُ اِبْنِ اَلرِّضَا أَبَى أَنْ يَشْرَبَ مَعِي أَوْ يُنَادِمَنِي أَوْ أَجِدَ مِنْهُ فُرْصَةً فِي هَذَا فَقَالُوا لَهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ مِنْهُ فَهَذَا أَخُوهُ مُوسَى قَصَّافٌ عَزَّافٌ يَأْكُلُ وَ يَشْرَبُ وَ يَتَعَشَّقُ قَالَ اِبْعَثُوا إِلَيْهِ فَجِيئُوا بِهِ حَتَّى نُمَوِّهَ بِهِ عَلَى اَلنَّاسِ وَ نَقُولَ اِبْنُ اَلرِّضَا فَكَتَبَ إِلَيْهِ وَأُشْخِصَ مُكَرَّماً وَ تَلَقَّاهُ جَمِيعُ بَنِي هَاشِمٍ وَ اَلْقُوَّادُ وَ اَلنَّاسُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا وَافَى أَقْطَعَهُ قَطِيعَةً وَبَنَى لَهُ فِيهَا وَ حَوَّلَ اَلْخَمَّارِينَ وَ اَلْقِيَانَ إِلَيْهِ وَوَصَلَهُ وَبَرَّهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَنْزِلاً سَرِيّاً حَتَّى يَزُورَهُ هُوَ فِيهِ فَلَمَّا وَافَى مُوسَى تَلَقَّاهُ أَبُو اَلْحَسَنِ فِي قَنْطَرَةِ وَصِيفٍ وَ هُوَ مَوْضِعٌ تُتَلَقَّى فِيهِ اَلْقَادِمُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَ وَفَّاهُ حَقَّهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّ هَذَا اَلرَّجُلَ قَدْ أَحْضَرَكَ لِيَهْتِكَكَ وَ يَضَعَ مِنْكَ فَلاَ تُقِرَّ لَهُ أَنَّكَ شَرِبْتَ نَبِيذاً قَطُّ فَقَالَ لَهُ مُوسَى فَإِذَا كَانَ دَعَانِي لِهَذَا فَمَا حِيلَتِي قَالَ فَلاَ تَضَعْ مِنْ قَدْرِكَ وَ لاَ تَفْعَلْ فَإِنَّمَا أَرَادَ هَتْكَكَ فَأَبَى عَلَيْهِ فَكَرَّرَ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لاَ يُجِيبُ قَالَ أَمَا إِنَّ هَذَا مَجْلِسٌ لاَ تُجْمَعُ أَنْتَ وَ هُوَ عَلَيْهِ أَبَداً فَأَقَامَ ثَلاَثَ سِنِينَ يُبَكِّرُ كُلَّ يَوْمٍ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ تَشَاغَلَ اَلْيَوْمَ فَرُحْ فَيَرُوحُ فَيُقَالُ قَدْ سَكِرَ فَبَكِّرْ فَيُبَكِّرُ فَيُقَالُ شَرِبَ دَوَاءً فَمَا زَالَ عَلَى هَذَا ثَلاَثَ سِنِينَ حَتَّى قُتِلَ اَلْمُتَوَكِّلُ وَلَمْ يَجْتَمِعْ مَعَهُ عَلَيْهِ.

ابوطیب المثنی یعقوب بن یاسر سے روایت ہے کہ متوکل (اپنے ساتھیوں سے) کہنے لگا: تم پر افسوس ہے، ابن الرضا (امام محمد تقی علیہ السلام) نے مجھے مایوس کیا ہے۔وہ میرے ساتھ مشروب (شراب) بانٹنے اور مجھ سے رفاقت کرنے سے انکار کرتا ہے اور مجھے اس میں کبھی موقع نہیں ملتا۔

اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا: اگر وہ آپ کو موقع نہیں دیتا ہے، تو اس کا بھائی موسیٰ جو موجود ہے۔وہ

---

[1] مرآۃ العقول: ٦/ ١٢٧

موسیقی بجاتا ہے، گاتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے اور جسمانی محبت تلاش کرتا ہے۔

اس نے ان سے کہا: وہ اسے بلائیں تاکہ ہم لوگوں کو اس کے ذریعے الجھائیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمراہ کریں اور ہم پروپیگنڈا کریں کہ یہی ابن الرضا ہے۔ چنانچہ اس نے موسیٰ کو خط لکھا اور عزت کے ساتھ دعوت دی۔ جملہ بنی ہاشم، قائدین اور لوگوں نے اس شرط کے ساتھ اس کا استقبال کیا کہ اس کے وہاں پہنچنے پر اسے زمین کا ایک ٹکڑا دیا جائے گا جس پر اس کے لیے مناسب رہائش کا انتظام کیا جائے گا۔ شراب پینے کے شوقین لوگ اور گانے والے وہاں اس سے ملنے آئیں گے۔ اس (المتوکل) نے اس کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے، اس کی دیکھ بھال کی اور اس کے لیے ایک خوبصورت رہائش گاہ تیار کی جہاں وہ اس سے ملا کرتا تھا۔ جب موسیٰ پہنچا تو امام علی نقی علیہ السلام نے اس سے مقام وصیف میں ملاقات کی جہاں زائرین کا استقبال کیا جاتا تھا اور اسے سلام پیش کیا اور اس کے حقوق کی پاسداری کی۔ پھر آپؑ نے اُس سے فرمایا: اس آدمی نے تمہیں طعنہ دینے اور رسوا کرنے کے لیے بلایا ہے۔ اس کے سامنے یہ اعتراف نہ کرو کہ تم نے کبھی کوئی شراب پی ہے۔

موسیٰ نے کہا: اگر اس نے مجھے اس کام کے لیے بلایا ہے تو میں کیا کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے آپ کو ذلیل نہ کرو اور شراب نہ پیو کیونکہ وہ تمہاری توہین کرنا چاہتا ہے۔

مگر اس (موسیٰ) نے نے انکار کیا اور آپ علیہ السلام نے اپنی نصیحت دہرائی۔ لیکن جب آپؑ کو معلوم ہوا کہ وہ راضی نہیں ہے تو فرمایا: یاد رکھو! یہ وہ جگہ ہے جہاں تم اس (متوکل) سے کبھی نہیں مل سکو گے۔ چنانچہ وہ (موسیٰ) تین سال تک وہاں رہا۔ وہ ہر روز بیدار ہوتا تو اسے کہا جاتا کہ متوکل آج مصروف ہے، تم اگلی بار اس سے مل سکو گے۔ پس وہ اگلی بار جاتا تو اسے بتایا جاتا کہ وہ (متوکل) نشے میں ہے لہٰذا وہ صبح آجائے۔ پس جب صبح کو جاتا تو اسے کہا جاتا کہ اس (المتوکل) نے ابھی دوائی پی ہے۔ چنانچہ یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا یہاں تک کہ متوکل مارا گیا اور موسیٰ کو اس سے ملنے کا موقع نہیں ملا۔" [1]

بیان:

أراد بابن الرضا أبا الحسن الثالث ع كأن موسى هذا هو الملقب بالمبرقع المدفون بقم قصاف نديم مقيم في الأكل و الشرب عزاف لعاب بالملاهي كالعود و الطنبور نموه نلبس و ندلس و نقول ابن الرضا يعني نسمي موسى بابن الرضا ليزعم الناس أنه أبو الحسن ع أقطعه قطيعة أعطاه

[1] بحار الانوار: ۵۰/ ۱۵۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۲۲؛ الارشاد: ۲/ ۳۰۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۸۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۴۲۹؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۵۵۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۲۱؛ المناقب: ۴/ ۴۰۹؛ موسوعۃ الامام الجواد: ۱/ ۴۹؛ موسوعۃ اہل البیتؑ: ۱۷/ ۲۰

أرضين ببغداد ليعمرها و يسكنها و القيان جمع القينة بتقديم المثناة التحتانية على النون و هي الجارية المغنية سہ يا عليا

۞ اس سے مراد امام علی رضاؑ ابوالحسن ثالث کا بیٹا مراد ہے گویا کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ ہیں جن کا لقب مبرقع ہے۔ جو شہر قم میں مدفون ہیں۔

''قصاف'' اس سے مراد وہ ندیم مقیم ہے جو کھانے اور پینے میں ساتھی ہو۔

''عزاف'' اس سے مراد طنبور ہے۔

''نموہ'' اس سے مراد تدلیس ہے اور ہم کہیں گے کہ امام علی رضاؑ کے فرزند ہیں جن کا نام حضرت موسیٰ ابن رضاؑ ہیں جن کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ وہ ابوالحسنؑ ہیں۔

''اقطعہ قطیعۃ'' اس نے اس کے بغداد میں زمین عطا کی تا کہ وہ وہاں رہے۔

''القیان'' اس سے مراد وہ عورت ہے جو گاتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

9/1454 الکافی ۱/۵۰۲/۹/۱ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: مَرِضْتُ فَدَخَلَ اَلطَّبِيبُ عَلَيَّ لَيْلاً فَوَصَفَ لِي دَوَاءً بِلَيْلٍ آخُذُهُ كَذَا وَ كَذَا يَوْماً فَلَمْ يُمَكِّنِّي فَلَمْ يَخْرُجِ اَلطَّبِيبُ مِنَ اَلْبَابِ حَتَّى وَرَدَ عَلَيَّ نَصْرٌ بِقَارُورَةٍ فِيهَا ذَلِكَ اَلدَّوَاءُ بِعَيْنِهِ فَقَالَ لِي أَبُو اَلْحَسَنِ يُقْرِئُكَ اَلسَّلاَمَ وَ يَقُولُ لَكَ خُذْ هَذَا اَلدَّوَاءَ كَذَا وَ كَذَا يَوْماً فَأَخَذْتُهُ فَشَرِبْتُهُ فَبَرَأْتُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْبَى اَلطَّاعِنُ أَيْنَ اَلْغُلاَةُ عَنْ هَذَا اَلْحَدِيثِ.

زید بن علی بن حسین بن زید سے روایت ہے کہ میں بیمار ہو گیا اور رات کو ایک ڈاکٹر مجھے دیکھنے آیا تو اس نے مجھے ایک دوا تجویز کی کہ اسے اتنے دنوں تک رات کو کھایا جائے اور یہ میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ طبیب ابھی وہیں تھا کہ نصر ایک بوتل لے کر آیا جس میں وہ دوا تھی جو طبیب نے میرے لیے تجویز کی تھی اور اس نے کہا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور تم سے کہا ہے کہ تم یہ دوا اتنے اتنے دن استعمال کرو۔ پس میں نے وہ دوا لی تو میں اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا۔

---

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۱۲۹

محمد بن علی کا بیان ہے کہ زید بن علی نے مجھ سے کہا: طعن کرنے والے اس کو ماننے سے انکار کردیں گے کہ یہ حدیث غالی کہاں سے لائے ہیں؟[1]

بیان:

لعل المراد بقوله يأبى الطاعن أن من يطعن فيهم ع لا يقبل هذه الكرامة و بقوله أين الغلاة عن هذا الحديث أين هم حتى يتمسكوا به على معتقدهم قال في الكافي ولد أبو الحسن علي بن محمد ع للنصف من ذي الحجة سنة اثنتي عشرة و مائتين و روي أنه ولد ع في رجب سنة أربع عشرة و مائتين و مضى ع لأربع بقين من جمادى الآخرة سنة أربع و خمسين و مائتين و روي أنه قبض ع في رجب سنة أربع و خمسين و مائتين و له إحدى و أربعون سنة و ستة أشهر و أربعون سنة على المولد الآخر الذي روي و كان المتوكل أشخصه مع يحيى بن هرثمة بن أعين من المدينة إلى سر من رأى فتوفي بها ع و دفن في داره و أمه أم ولد يقال لها سمانة و في التهذيب اقتصر على التاريخ الأول في الولادة و على الثاني في القبض قال و له يومئذ إحدى و أربعون سنة و سبعة أشهر و وافق صاحب الكافي في اسم الأم و المدفن

"یابی الطاعن" اس قول سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو آئمہ طاہرینؑ پر سب وشتم کرتا تھا۔ اور وہ ان کی کرامت کو قبول نہیں کرتا تھا۔

کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام ابوالحسن علیؑ بن امام محمد تقیؑ کی ولادت باسعادت پندرہ ذوالحجہ ۲۱۲ھ میں ہوئی۔

بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپؑ کی ولادت باسعادت ماہِ رجب المرجب ۲۱۴ھ میں ہوئی اور آپؑ کی شہادت ماہِ رجب المرجب ۲۵۴ھ میں ہوئی اس وقت آپؑ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔

آپؑ کو متوکل نے یحییٰ بن ہرثمہ بن اعین کے ساتھ مدینہ سے سرمن رائے کی طرف بلایا تھا اور وہیں پر آپؑ نے شہادت پائی اور اسی گھر میں آپؑ کو دفن کیا گیا اور آپؑ کی والدہ محترمہ ام ولد تھیں جن کا نام مبارک سیّدہ عالیہ سمانہؑ تھا۔

کتاب تہذیب میں آپؑ کی ولادت کی تاریخ پہلے والی بیان ہوئی ہے اور شہادت کی دوسری والی

---

[1] کشف الغمہ: ۲/۳۸۱؛ اثبات الہداۃ: ۴/۴۲۲؛ الثاقب فی المناقب: ۵۴۹؛ بحار الانوار: ۵۰/۱۵۰؛ الارشاد: ۲/۳۰۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۴۳۰ و ۶/۴۰؛ الخرائج والجرائح: ۱/۴۰۶؛ المناقب: ۴/۴۰۸؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۴؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۷/۱۱۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۱۱۹ و ۱۳۲

تاریخ بیان ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ آپؑ کی عمر مبارک اکتالیس سال اور سات ماہ کی تھی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ ①

۱۲۳ ۔ باب ما جاء فی أبی محمد علیہ السلام

باب: جو کچھ حضرت ابو محمد علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1455 الکافی ۱/۱/۵۰۳/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدٌ وَ غَيْرُهُمَا قَالُوا: كَانَ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ خَاقَانَ عَلَى اَلضِّيَاعِ وَ اَلْخَرَاجِ بِقُمَّ فَجَرَى فِي مَجْلِسِهِ يَوْماً ذِكْرُ اَلْعَلَوِيَّةِ وَ مَذَاهِبِهِمْ وَ كَانَ شَدِيدَ اَلنَّصْبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ وَ لاَ عَرَفْتُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى رَجُلاً مِنَ اَلْعَلَوِيَّةِ مِثْلَ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَلرِّضَا فِي هَدْيِهِ وَ سُكُونِهِ وَ عَفَافِهِ وَ نُبْلِهِ وَ كَرَمِهِ عِنْدَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ بَنِي هَاشِمٍ وَ تَقْدِيمِهِمْ إِيَّاهُ عَلَى ذَوِي اَلسِّنِّ مِنْهُمْ وَ اَلْخَطَرِ وَ كَذَلِكَ اَلْقُوَّادِ وَ اَلْوُزَرَاءِ وَ عَامَّةِ اَلنَّاسِ فَإِنِّي كُنْتُ يَوْماً قَائِماً عَلَى رَأْسِ أَبِي وَ هُوَ يَوْمُ مَجْلِسِهِ لِلنَّاسِ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ حُجَّابُهُ فَقَالُوا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ اَلرِّضَا بِالْبَابِ فَقَالَ بِصَوْتٍ عَالٍ اِئْذَنُوا لَهُ فَتَعَجَّبْتُ مِمَّا سَمِعْتُ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ جَسَرُوا يُكَنُّونَ رَجُلاً عَلَى أَبِي بِحَضْرَتِهِ وَ لَمْ يُكَنَّ عِنْدَهُ إِلاَّ خَلِيفَةٌ أَوْ وَلِيُّ عَهْدٍ أَوْ مَنْ أَمَرَ اَلسُّلْطَانُ أَنْ يُكَنَّى فَدَخَلَ رَجُلٌ أَسْمَرُ حَسَنُ اَلْقَامَةِ جَمِيلُ اَلْوَجْهِ جَيِّدُ اَلْبَدَنِ حَدَثُ اَلسِّنِّ لَهُ جَلاَلَةٌ وَ هَيْبَةٌ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ أَبِي قَامَ يَمْشِي إِلَيْهِ خُطًى وَ لاَ أَعْلَمُهُ فَعَلَ هَذَا بِأَحَدٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَ اَلْقُوَّادِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ عَانَقَهُ وَ قَبَّلَ وَجْهَهُ وَ صَدْرَهُ وَ أَخَذَ بِيَدِهِ وَ أَجْلَسَهُ عَلَى مُصَلاَّهُ اَلَّذِي كَانَ عَلَيْهِ وَ جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ مُقْبِلاً عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ وَ جَعَلَ يُكَلِّمُهُ وَ يَفْدِيهِ بِنَفْسِهِ وَ أَنَا مُتَعَجِّبٌ مِمَّا أَرَى مِنْهُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ اَلْحَاجِبُ فَقَالَ اَلْمُوَفَّقُ قَدْ جَاءَ وَ كَانَ اَلْمُوَفَّقُ إِذَا دَخَلَ عَلَى أَبِي تَقَدَّمَ حُجَّابُهُ وَ خَاصَّةُ قُوَّادِهِ فَقَامُوا بَيْنَ مَجْلِسِ أَبِي وَ بَيْنَ بَابِ اَلدَّارِ سِمَاطَيْنِ إِلَى أَنْ يَدْخُلَ وَ يَخْرُجَ فَلَمْ يَزَلْ أَبِي مُقْبِلاً عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُهُ حَتَّى

---

① مراة العقول: ۶/ ۱۳۱

نظر إلى غلمان الخاصة فقال حينئذ إذا شئت جعلني الله فداك ثم قال لحجابه خذوا
به خلف السماطين حتى لا يراه هذا يعني الموفق فقام و قام أبي و عانقه و مضى
فقلت لحجاب أبي و غلمانه ويلكم من هذا الذي كنيتموه على أبي و فعل به أبي هذا
الفعل فقالوا هذا علوي يقال له الحسن بن علي يعرف بابن الرضا فازددت تعجبا و لم
أزل يومي ذلك قلقا متفكرا في أمره و أمر أبي و ما رأيت فيه حتى كان الليل و كانت
عادته أن يصلي العتمة ثم يجلس فينظر فيما يحتاج إليه من المؤامرات و ما يرفعه إلى
السلطان فلما صلى و جلس جئت فجلست بين يديه و ليس عنده أحد فقال لي يا أحمد
لك حاجة قلت نعم يا أبه فإن أذنت لي سألتك عنها فقال قد أذنت لك يا بني فقل ما
أحببت قلت يا أبه من الرجل الذي رأيتك بالغداة فعلت به ما فعلت من الإجلال و
الكرامة و التبجيل و فديته بنفسك و أبويك فقال يا بني ذاك إمام الرافضة ذاك
الحسن بن علي المعروف بابن الرضا فسكت ساعة ثم قال يا بني لو زالت الإمامة عن
خلفاء بني العباس ما استحقها أحد من بني هاشم غير هذا و إن هذا ليستحقها في
فضله و عفافه و هديه و صيانته و زهده و عبادته و جميل أخلاقه و صلاحه و لو رأيت
أباه رأيت رجلا جزلا نبيلا فاضلا فازددت قلقا و تفكرا و غيظا على أبي و ما سمعت
منه و استزدته في فعله و قوله فيه ما قال فلم يكن لي همة بعد ذلك إلا السؤال عن
خبره و البحث عن أمره فما سألت أحدا من بني هاشم و القواد و الكتاب و القضاة و
الفقهاء و سائر الناس إلا وجدته عنده في غاية الإجلال و الإعظام و المحل الرفيع و
القول الجميل و التقديم له على جميع أهل بيته و مشايخه فعظم قدره عندي إذ لم أر
له وليا و لا عدوا إلا و هو يحسن القول فيه و الثناء عليه فقال له بعض من حضر
مجلسه من الأشعريين يا أبا بكر فما خبر أخيه جعفر فقال و من جعفر فتسأل عن
خبره أ و يقرن بالحسن جعفر معلن الفسق فاجر ماجن شريب للخمور أقل من رأيته
من الرجال و أهتكهم لنفسه خفيف قليل في نفسه و لقد ورد على السلطان و أصحابه
في وقت وفاة الحسن بن علي ما تعجبت منه و ما ظننت أنه يكون و ذلك أنه لما اعتل

بَعَثَ إِلَى أَبِي أَنَّ ابْنَ الرِّضَا قَدِ اعْتَلَّ فَرَكِبَ مِنْ سَاعَتِهِ فَبَادَرَ إِلَى دَارِ الْخِلَافَةِ ثُمَّ رَجَعَ مُسْتَعْجِلاً وَ مَعَهُ خَمْسَةٌ مِنْ خَدَمِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ كُلُّهُمْ مِنْ ثِقَاتِهِ وَ خَاصَّتِهِ فِيهِمْ نِحْرِيرٌ فَأَمَرَهُمْ بِلُزُومِ دَارِ الْحَسَنِ وَ تَعَرُّفِ خَبَرِهِ وَ حَالِهِ وَ بَعَثَ إِلَى نَفَرٍ مِنَ الْمُتَطَبِّبِينَ فَأَمَرَهُمْ بِالاخْتِلَافِ إِلَيْهِ وَ تَعَاهُدِهِ صَبَاحاً وَ مَسَاءً فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ أُخْبِرَ أَنَّهُ قَدْ ضَعُفَ فَأَمَرَ الْمُتَطَبِّبِينَ بِلُزُومِ دَارِهِ وَ بَعَثَ إِلَى قَاضِي الْقُضَاةِ فَأَحْضَرَهُ مَجْلِسَهُ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِهِ عَشَرَةً مِمَّنْ يُوثَقُ بِهِ فِي دِينِهِ وَ أَمَانَتِهِ وَ وَرَعِهِ فَأَحْضَرَهُمْ فَبَعَثَ بِهِمْ إِلَى دَارِ الْحَسَنِ وَ أَمَرَهُمْ بِلُزُومِهِ لَيْلاً وَ نَهَاراً فَلَمْ يَزَالُوا هُنَاكَ حَتَّى تُوُفِّيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَارَتْ سُرَّ مَنْ رَأَى ضَجَّةً وَاحِدَةً وَ بَعَثَ السُّلْطَانُ إِلَى دَارِهِ مَنْ فَتَّشَهَا وَ فَتَّشَ حُجَرَهَا وَ خَتَمَ عَلَى جَمِيعِ مَا فِيهَا وَ طَلَبُوا أَثَرَ وَلَدِهِ وَ جَاءُوا بِنِسَاءٍ يَعْرِفْنَ الْحَمْلَ فَدَخَلْنَ إِلَى جَوَارِيهِ يَنْظُرْنَ إِلَيْهِنَّ فَذَكَرَ بَعْضُهُنَّ أَنَّ هُنَاكَ جَارِيَةً بِهَا حَمْلٌ فَجُعِلَتْ فِي حُجْرَةٍ وَ وُكِّلَ بِهَا نِحْرِيرٌ الْخَادِمُ وَ أَصْحَابُهُ وَ نِسْوَةٌ مَعَهُمْ ثُمَّ أَخَذُوا بَعْدَ ذَلِكَ فِي تَهْيِئَتِهِ وَ عُطِّلَتِ الْأَسْوَاقُ وَ رَكِبَتْ بَنُو هَاشِمٍ وَ الْقُوَّادُ وَ أَبِي وَ سَائِرُ النَّاسِ إِلَى جَنَازَتِهِ فَكَانَتْ سُرَّ مَنْ رَأَى يَوْمَئِذٍ شَبِيهاً بِالْقِيَامَةِ فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ تَهْيِئَتِهِ بَعَثَ السُّلْطَانُ إِلَى أَبِي عِيسَى بْنِ الْمُتَوَكِّلِ فَأَمَرَهُ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ دَنَا أَبُو عِيسَى مِنْهُ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَعَرَضَهُ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ مِنَ الْعَلَوِيَّةِ وَ الْعَبَّاسِيَّةِ وَ الْقُوَّادِ وَ الْكُتَّابِ وَ الْقُضَاةِ وَ الْمُعَدَّلِينَ وَ قَالَ هَذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَا مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهِ عَلَى فِرَاشِهِ حَضَرَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ خَدَمِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ ثِقَاتِهِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ وَ مِنَ الْقُضَاةِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ وَ مِنَ الْمُتَطَبِّبِينَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ ثُمَّ غَطَّى وَجْهَهُ وَ أَمَرَ بِحَمْلِهِ فَحُمِلَ مِنْ وَسَطِ دَارِهِ وَ دُفِنَ فِي الْبَيْتِ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ أَبُوهُ فَلَمَّا دُفِنَ أَخَذَ السُّلْطَانُ وَ النَّاسُ فِي طَلَبِ وَلَدِهِ وَ كَثُرَ التَّفْتِيشُ فِي الْمَنَازِلِ وَ الدُّورِ وَ تَوَقَّفُوا عَنْ قِسْمَةِ مِيرَاثِهِ وَ لَمْ يَزَلِ الَّذِينَ وُكِّلُوا بِحِفْظِ الْجَارِيَةِ الَّتِي تُوُهِّمَ عَلَيْهَا الْحَمْلُ لَازِمِينَ حَتَّى تَبَيَّنَ بُطْلَانُ الْحَمْلِ فَلَمَّا بَطَلَ الْحَمْلُ عَنْهُنَّ قُسِمَ مِيرَاثُهُ بَيْنَ أُمِّهِ وَ أَخِيهِ جَعْفَرٍ وَ ادَّعَتْ أُمُّهُ وَصِيَّتَهُ وَ ثَبَتَ ذَلِكَ عِنْدَ الْقَاضِي وَ السُّلْطَانُ عَلَى ذَلِكَ يَطْلُبُ أَثَرَ وَلَدِهِ فَجَاءَ جَعْفَرٌ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى أَبِي

فَقَالَ اِجْعَلْ لِي مَرْتَبَةَ أَخِي وَ أُوصِلَ إِلَيْكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ عِشْرِينَ أَلْفَ دِينَارٍ فَزَبَرَهُ أَبِي وَ أَسْمَعَهُ وَ قَالَ لَهُ يَا أَحْمَقُ اَلسُّلْطَانُ جَرَّدَ سَيْفَهُ فِي اَلَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّ أَبَاكَ وَ أَخَاكَ أَئِمَّةٌ لِيَرُدَّهُمْ عَنْ ذَلِكَ فَلَمْ يَتَهَيَّأْ لَهُ ذَلِكَ فَإِنْ كُنْتَ عِنْدَ شِيعَةِ أَبِيكَ أَوْ أَخِيكَ إِمَاماً فَلاَ حَاجَةَ بِكَ إِلَى اَلسُّلْطَانِ أَنْ يُرَتِّبَكَ مَرَاتِبَهُمَا وَ لاَ غَيْرِ اَلسُّلْطَانِ وَ إِنْ لَمْ تَكُنْ عِنْدَهُمْ بِهَذِهِ اَلْمَنْزِلَةِ لَمْ تَنَلْهَا بِنَا وَ اِسْتَقَلَّهُ أَبِي عِنْدَ ذَلِكَ وَ اِسْتَضْعَفَهُ وَ أَمَرَ أَنْ يُحْجَبَ عَنْهُ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ فِي اَلدُّخُولِ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ أَبِي وَ خَرَجْنَا وَ هُوَ عَلَى تِلْكَ اَلْحَالِ وَ اَلسُّلْطَانُ يَطْلُبُ أَثَرَ وَلَدِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

حسین بن محمد اشعری، محمد بن یحییٰ اور ان دونوں کے علاوہ بھی لوگوں نے بھی روایت کی ہے، ان سب کا بیان ہے کہ احمد بن عبیداللہ بن خاقان قم شہر میں جائیداد اور دیگر ٹیکسوں کی وصولی کے انچارج تھا۔ ایک دن اس کی موجودگی میں علویوں اور ان کے عقائد کا ذکر ہوا جبکہ وہ ایک کٹر ناصبی تھا۔ اس نے کہا: میں نے نہیں دیکھا اور میں نہیں جانتا کہ شہر سر من رای میں علوی لوگوں میں سے اپنے خاندان اور بنو ہاشم میں ہدایت، سکون، تقویٰ، شرافت اور سخاوت میں کوئی شخص حسن بن علی بن محمد بن رضا (علیہم السلام) کے مثل ہے۔ وہ سب اور اسی طرح قائدین، وزراء اور عام لوگ سب اپنے بزرگوں اور بڑوں پر ان کو ترجیح دیتے تھے۔

ایک دن میرے والد اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی محفل جمی ہوئی تھی۔ میں بھی وہاں پر موجود تھا کہ اچانک دربان اندر آئے اور کہا: دروازے پر ابو محمد ابن الرضا (ع) تشریف لائے ہیں۔ میرے والد نے بلند آواز سے کہا: ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور ان کو اندر آنے دو۔ میرے والد کے سامنے دربانوں نے آپ کا ذکر کنیت ابو محمد کے ساتھ ذکر کیا تو میں یہ سن کر بہت حیران ہوا اور مجھے تعجب ہوا کیونکہ فقط کنیت کے ساتھ ذکر خلیفہ یا ولی عہد یا اس کا ہوتا تھا جس کے بارے میں بادشاہ نے اجازت دے رکھی ہو۔

پس میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس کا رنگ گندم گوں تھا، حسین قامت اور خوبصورت چہرے والا اور خوبصورت بدن والا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کا جلال و رعب اس قدر زیادہ تھا کہ جیسے ہی میرے والد نے اس کو دیکھا تو فوراً کھڑا ہو گیا اور ننگے پاؤں اس کی طرف چل پڑا۔ میں نے آج تک کسی ہاشمی کے ساتھ اپنے بابا کو ایسا سلوک کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا بلکہ وہ تو حکومتی سردار کے ساتھ بھی ایسا نہیں کرتے تھے۔ جب وہ قریب آیا تو میرے والد نے اس کے ساتھ معانقہ کیا اور اس کے سر و سینے کو بوسہ

دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ لائے اور اس کو اپنی جگہ پر جگہ دی۔ اس کی یہ تعظیم دیکھی تو میں بھی حیران ہوا کہ اچانک دربانوں نے کہا: موفق (عباسی بادشاہ کا بھائی) آرہا ہے۔ موفق جب میرے باپ کو ملنے آتا تھا تو اس کے دربان اور خاص خاص سردار آگے چلتے تھے۔ پس وہ صف بہ صف دروازے سے لے کر میرے بابا کی نشست گاہ تک کھڑے ہو جاتے تا کہ وہ آئے اور پھر چلا جائے۔ میرے والد امامؑ سے باتیں کرنے میں مصروف رہے۔ جب میرے والد نے موفق کے مخصوص غلاموں کو دیکھا تو انہوں نے امامؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اگر آپؑ جانا چاہیں تو چلے جائیں اور پھر میرے والد نے دربانوں سے کہا: ان کو اپنی صف کے پیچھے سے لے جاؤ تا کہ موفق ان کو نہ دیکھ سکے۔ پس آپؑ کھڑے ہو گئے اور میرے والد نے ان سے معانقہ کیا اور آپؑ کو رخصت کیا۔ جب آپؑ چلے گئے تو میں نے اپنے دربانوں سے پوچھا: یہ شخص کون تھا جن کو تم نے کنیت سے پکارا اور میرے والد نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جو آج تک کسی علوی کے ساتھ بھی نہیں کیا تھا؟

انہوں نے کہا: یہ ایک علوی سید ہیں، ان کا نام حسن بن علی (ع) ہے اور فرزند رضاؑ کے نام سے مشہور ہیں۔ مجھے تعجب تو پہلے ہی تھا لیکن اب اس میں اضافہ ہو گیا۔ میں اس دن سے مسلسل ان کے اور اپنے والد کے معاملہ میں اور جو سلوک ان سے میں نے دیکھا تھا اس کے بارے میں متفکر رہا۔ جب رات ہوتی تو میرے والد کی عادت تھی کہ وہ اس میں عشاء کے بعد بیٹھ کر اپنے معاملات پر اور جو حالات بادشاہ تک پہنچانے ہوتے تھے ان پر غور و فکر کرتے تھے۔ جب وہ فارغ ہو کر بیٹھے تو میں ان کے پاس آیا۔ اس وقت میرے والد کے پاس کوئی شخص نہیں تھا۔ میرے والد نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے احمد! تم کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، اگر آپ اجازت دیں تو پوچھوں۔

انہوں نے کہا: اجازت ہے، جو پوچھنا چاہو پوچھو۔

میں نے کہا: یہ شخص کون تھا جو صبح آپ کے پاس آیا اور آپ نے اس کی اس قدر عزت و تعظیم کی اور اپنے اور اپنے والدین کو بھی ان پر قربان کر رہے تھے؟

میرے والد نے کہا: یہ رافضیوں کے امام ہیں، جن کا نام حسن بن علی ابن الرضا (ع) ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد کہا: اگر امامت و خلافت بنی عباس سے باہر جائے تو بنی ہاشم میں یہ سب سے زیادہ اس کے لائق ہیں، ان سے بڑھ کر کوئی حق دار نہیں ہے۔ ان کی فضیلت، پاک دامنی، نیک سیرت، صیانت نفس، زہد، تقویٰ، عبادت اور حسن اخلاق کی وجہ سے میں ان کا اتنا زیادہ احترام کرتا ہوں اور اگر تو ان کے والد گرامی (ع) کو دیکھتا تو

ایک عاقل، عالم اور فہیم شخص کو دیکھتا مگر تو اس وقت بچہ تھا۔

جب میں نے اپنے والد سے رافضیوں کے امام کی اتنی تعریف سنی تو میرے مذہبی تعصب کی بنا پر میرے غصے اور تشکر میں اور اضافہ ہو گیا۔ جب میں نے اپنے والد کے اس قول اور فعل کو دیکھا تو اس کے بعد میرے پاس ان کی خبر پوچھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا چنانچہ میں نے بنی ہاشم کے حالات کے بارے میں لشکر کے سرداروں، منشیوں، قاضیوں اور فقہاء حتی کہ عام لوگوں سے پوچھے تو ان میں سے ہر ایک نے ان کی انتہا درجے کی جلالت وعظمت اور بلند درجہ کی تعریف کی اور خود ان کے خاندان کے تمام لوگ اور مشائخ بھی ان کو اپنے اوپر ترجیح دے رہے تھے۔ میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میرے دل میں ان کی عزت وعظمت اور زیادہ ہو گئی اور یہ کیسے نہ ہوتی جبکہ میں نے دیکھا کہ اپنا پرایا، دوست و دشمن سب ان کے بارے میں اچھا خیال رکھتے ہیں اور ان کی تعریف کر رہے ہیں۔ اس دوران ایک اشعری شخص سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: اے ابوبکر! ان کے بھائی جعفر کے بارے میں بھی تمہیں کچھ معلوم ہے؟

میں نے کہا: یہ جعفر کون ہے تا کہ میں اس کے حالات سے بھی آگاہی حاصل کروں اور حسن بن علی (ع) سے اس کا مقابلہ کیا ہے؟

اس نے کہا: جعفر ایک فاسق، فاجر، بدکار، زنا کار، لاپرواہ اور شرابی شخص ہے۔ اس کی مانند فاسق و فاجر کم آدمی نظر آئیں گے کہ جو اپنی پردہ دری اس طرح کرتے ہوں۔ اس نے اپنے نفس کو بہت ذلیل کر رکھا ہے۔ حسن بن علی کی رحلت کے وقت بادشاہ اور ان کے ساتھیوں کو ایک واقعہ پیش آیا تو مجھے تعجب ہوا اور میرے گمان میں ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بادشاہ وقت اور میرے بابا کو اطلاع دی گئی کہ ابن رضا (ع) بیمار ہو گئے ہیں تو وہ سوار ہو کر فوراً بادشاہ کے پاس پہنچے اور پھر واپس آئے۔ آپ کے ساتھ بادشاہ کے پانچ خادم بھی تھے جو نہایت قابل اعتماد وثوق تھے۔ ان میں بادشاہ کا ایک خاص غلام نحریر بھی تھا۔ ان کو حکم ہوا کہ وہ امام کے گھر میں ہی رہیں اور ان کے حالات سے آگاہ و باخبر رہیں اور ہمیں ان کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں۔ طبیبوں کو بلا کر حکم دیا گیا کہ وہ آپ کے گھر میں رہیں اور صبح وشام ان کی خبر رکھنے کا حکم دیا۔ دو تین دن بعد بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ امامؑ کی حالت کمزور ہے اور ان پر کمزوری غلبہ کر چکی ہے تو بادشاہ نے طبیبوں کو حکم دیا کہ وہ سب ان کے گھر میں موجود رہیں اور بادشاہ نے قاضی القضا کو حکم دیا کہ دس آدمی ایسے انتخاب کرو جو آپ کے دین وامامت پر یقین رکھتے ہوں اور وہ ہر وقت امام کے گھر میں رہیں اور ان کی رحلت تک وہ ان کے گھر میں رہیں۔ جب امام کی رحلت ہو گئی تو پورے شہر سامرہ میں نوحہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔

بادشاہ نے کچھ لوگ بھیجے جو امامؑ کے گھر کی تلاشی لیں اور جو کچھ برآمد ہو اس پر مہر لگا دیں اور ان کے فرزند کی تلاش کریں۔ نیز کچھ عورتیں روانہ کیں جو حاملہ عورتیں دیکھیں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ پس سب کو دیکھا گیا تو ان میں سے ایک کنیز حاملہ پائی گئی۔ اس کو الگ حجرے میں رکھا گیا اور اس کی نگرانی کے لیے عورتیں معین کر دی گئیں۔ اس کے بعد آپ کے غسل وکفن ودفن کا انتظام شروع ہوا۔ بازار بند ہو گئے اور اس دن پورے شہر میں قیامت کا منظر تھا۔ جب جنازہ تیار ہو گیا تو بادشاہ نے میرے باپ کے پاس عیسیٰ بن متوکل کو بھیجا کہ وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ جب جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابوعیسیٰ اس کے پاس آیا اور اس نے آپؑ کا چہرہ ننگا کیا اور تمام بنی ہاشم، علوی اور عباسی سرداروں اور لشکر کے سرداروں اور متعدی قاضی اور عدلیہ سے کہا: آؤ دیکھ لو۔ یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا (ع) ہیں جو اپنی موت اپنے بستر پر مرے ہیں اور ان کی خدمت کے لیے بادشاہ اور ان کے غلام ہر وقت موجود رہے تھے۔ اس کے بعد چہرہ ڈھانپ دیا گیا اور جنازہ اٹھایا گیا اور پھر اس گھر کے وسط میں رکھا گیا جس میں آپؑ کو دفن کرنا تھا۔ جب آپؑ دفن ہو گئے تو بادشاہ نے لوگوں کو معین کیا کہ وہ آپؑ کے بیٹے کو تلاش کریں۔ دونوں نے گھر گھر تلاشی لی، ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے لہذا آپؑ کی میراث کی تقسیم کو روک دیا گیا۔ وہ لوگ جو اس حاملہ عورت پر نگران معین تھے، وہ برابر نگرانی کرتے رہے یہاں تک کہ حمل غلط ثابت ہو گیا۔ پس آپؑ کی میراث ان کی ماں اور ان کے بھائی کے درمیان تقسیم کر دی گئی تو ان کی والدہ نے امام کی وصیت کے تحت قاضی کی عدالت میں ساری میراث کا دعویٰ کر دیا جو قاضی کے نزدیک وہ وصیت ثابت ہو گئی تو قاضی نے ساری میراث کی ڈگری اس کی والدہ کے نام کر دی۔ اس سے بھی بادشاہ کو ان کے بیٹے کی تلاش کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس نے تلاش مزید سخت کر دی۔ اس کے بعد آپؑ کا بھائی جعفر میرے والد کے پاس آیا اور کہا: میرے بھائی کے بعد آپ مجھے امام بنا دیں تو میں ہر سال آپ کو بیس ہزار دینار دیا کروں گا۔

میرے بابا نے اس کو ڈانٹا: اے احمق! بادشاہ تلوار تیار کر کے بیٹھا ہے ان لوگوں کے لیے جو تیرے بھائی اور تیرے باپ کو امام مانتے ہیں تا کہ ان کو اس عقیدہ سے ہٹایا جائے اور اگر تو اپنے باپ اور بھائی کے نزدیک امام ہوتا تو بادشاہ کے یا کسی دوسرے کے سہارے کی ضرورت نہ ہوتی پس یہ چیز تجھے ہم سے نہیں ملے گی۔ جب جعفر نے یہ گفتگو کی تو میرے بابا اس کو حقیر جاننے لگے اور حکم دیا کہ اس کو یہاں سے ہٹا دیا جائے اور باہر نکال دیا جائے اور میری زندگی میں اس کو میرے پاس نہ آنے دیا جائے۔ پھر ہم اور وہ اس حالت میں

باہر آئے کہ بادشاہ متواتر امام حسن بن علیؑ کے بیٹے کو تلاش کرتا رہا۔ ①

بیان:

الهدى السيرة و الطريقة و النبل و الفضل و المجد يفديه بنفسه يقول له جعلت فداك [1] و السماط الصف من الناس غلمان الخاصة يعني غلمان الخليفة و العتمة العشاء الآخرة و المؤامرة المشاورة و الجزل بالجيم و الزاي الكريم العطاء و العاقل الأصيل الرأي و استزدته عددته زائدا على ما ينبغي له جعفر هو المشهور بالكذاب و الماجن من لا يبالي بما قال و ما صنع لصلابة وجهه و أصله الصلابة و الغلظة فيهم نحرير كان شقيا من الأشقياء و تأتى فيه حكاية في تهيئته أي تجهيزه حتف أنفه يعني من غير قتل و لا ضرب و أسمعه يعني ما يكرهه و استقله عده قليلا خفيفا

❂ "الهدی" اس سے مراد سیرت اور طریقت ہے۔ "والنبل" اس سے مراد فضل اور مجد یعنی بزرگی ہے۔

"یفدیه بنفسه" یعنی اس نے ان سے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔

"السماط" لوگوں کی صف۔

"غلمان الخاصه" اس سے مراد غلمان خلیفہ ہے۔

"والمؤامرۃ" اس سے مراد مشاورت ہے۔

"والجزل" اس سے مراد سخی و کریم اور عاقل ہے۔

"جعفر" اس سے مراد وہ ہے جو کذاب کے لقب سے مشہور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث احمد کی وجہ سے ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح یا معتبر ہے اور شیخ صدوق کی سند بھی صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/1456 الكافى ،۱/۵۰۶/۲/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَتَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلَى أَبِي اَلْقَاسِمِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ اَلزُّبَيْرِيِّ قَبْلَ مَوْتِ اَلْمُعْتَزِّ بِنَحْوِ عِشْرِينَ يَوْماً اِلْزَمْ بَيْتَكَ حَتَّى يَحْدُثَ اَلْحَادِثُ فَلَمَّا قُتِلَ بُرَيْحَةُ كَتَبَ إِلَيْهِ

① الارشاد:۲/۳۲۱؛ کمال الدین:۱/۴۰؛ کشف الغمہ:۲/۴۰۷؛ بحار الانوار:۵۰/۳۲۵؛ روضۃ الواعظین:۱/۲۴۹؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۴۷

② مرآۃ العقول:۶/۱۴۷

قَدْ حَدَثَ اَلْحَادِثُ فَمَا تَأْمُرُنِي فَكَتَبَ لَيْسَ هَذَا اَلْحَادِثُ هُوَ اَلْحَادِثَ اَلْآخِرَ فَكَانَ مِنْ أَمْرِ اَلْمُعْتَزِّ مَا كَانَ.

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن عسکریؑ نے معتز (عباسی) کی وفات سے تقریباً بیس دن پہلے ابوالقاسم اسحاق بن جعفر زبیری کو خط لکھا: گھر میں رہو جب تک کہ جو ہونا ہے وہ نہ ہو جائے۔

پس جب بریحہ کو قتل کیا گیا تو اس نے آپؑ خط لکھا: ایک حادثہ واقعہ ہو گیا ہے تو اب آپؑ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟

آپؑ نے جواب لکھا: یہ وہ واقعہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک اور واقعہ ہے۔

پس وہ معتز کا واقعہ تھا جو ویسا ہی تھا۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2]

3/1457 الكافی ،۱/۱/۵۰۶/۲ وَ عَنْهُ قَالَ كَتَبَ إِلَى رَجُلٍ آخَرَ يُقْتَلُ اِبْنُ مُحَمَّدِ بْنِ دَاوُدَ عَبْدُ اَللَّهِ قَبْلَ قَتْلِهِ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ فِي اَلْيَوْمِ اَلْعَاشِرِ قُتِلَ.

اسی راوی سے روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے دوسرے شخص کو خط لکھا: محمد بن داؤد بن عبداللہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ اس کے قتل سے دس دن پہلے کی بات ہے پس جب دسواں دن ہوا تو وہ مارا گیا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[4]

4/1458 الكافی ،۱/۱/۵۰۶/۳ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْمَعْرُوفِ بِابْنِ اَلْكُرْدِيِّ [الكرخی] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: ضَاقَ بِنَا اَلْأَمْرُ فَقَالَ لِي أَبِي اِمْضِ بِنَا حَتَّى

---

[1] المناقب: ۴/ ۴۳۶؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۲۷۷؛ الارشاد: ۲/ ۳۲۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۰؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۱۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۳۹؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۱۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۵۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۳۹

[3] الارشاد: ۲/ ۳۲۵؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۱۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۴۰؛ المناقب: ۴/ ۴۳۷؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۲۷۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۱۳؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۳/ ۲۷۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۵۹

[4] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۳۹

نَصِيرَ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ يَعْنِي أَبَا مُحَمَّدٍ فَإِنَّهُ قَدْ وُصِفَ عَنْهُ سَمَاحَةٌ فَقُلْتُ تَعْرِفُهُ فَقَالَ مَا أَعْرِفُهُ وَلَا رَأَيْتُهُ قَطُّ قَالَ فَقَصَدْنَاهُ فَقَالَ لِي أَبِي وَهُوَ فِي طَرِيقِهِ مَا أَحْوَجَنَا إِلَى أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِخَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ مِائَتَا دِرْهَمٍ لِلْكِسْوَةِ وَمِائَتَا دِرْهَمٍ لِلدَّيْنِ وَمِائَةٌ لِلنَّفَقَةِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَيْتَهُ أَمَرَ لِي بِثَلَاثِمِائَةِ دِرْهَمٍ مِائَةٌ أَشْتَرِي بِهَا حِمَاراً وَمِائَةٌ لِلنَّفَقَةِ وَمِائَةٌ لِلْكِسْوَةِ وَأَخْرُجَ إِلَى الْجَبَلِ قَالَ فَلَمَّا وَافَيْنَا الْبَابَ خَرَجَ إِلَيْنَا غُلَامُهُ فَقَالَ يَدْخُلُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدٌ ابْنُهُ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَسَلَّمْنَا قَالَ لِأَبِي يَا عَلِيُّ مَا خَلَّفَكَ عَنَّا إِلَى هَذَا الْوَقْتِ فَقَالَ يَا سَيِّدِي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَلْقَاكَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ جَاءَنَا غُلَامُهُ فَنَاوَلَ أَبِي صُرَّةً فَقَالَ هَذِهِ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ مِائَتَانِ لِلْكِسْوَةِ وَمِائَتَانِ لِلدَّيْنِ وَمِائَةٌ لِلنَّفَقَةِ وَأَعْطَانِي صُرَّةً فَقَالَ هَذِهِ ثَلَاثُمِائَةِ دِرْهَمٍ اجْعَلْ مِائَةً فِي ثَمَنِ حِمَارٍ وَمِائَةً لِلْكِسْوَةِ وَمِائَةً لِلنَّفَقَةِ وَلَا تَخْرُجْ إِلَى الْجَبَلِ وَصِرْ إِلَى سُورَاءَ فَصَارَ إِلَى سُورَاءَ وَتَزَوَّجَ بِامْرَأَةٍ فَدَخْلُهُ الْيَوْمَ أَلْفُ دِينَارٍ وَمَعَ هَذَا يَقُولُ بِالْوَقْفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ لَهُ وَيْحَكَ أَتُرِيدُ أَمْراً أَبْيَنَ مِنْ هَذَا قَالَ فَقَالَ هَذَا أَمْرٌ قَدْ جَرَيْنَا عَلَيْهِ.

محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے کہ ہمارا کام مشکل ہوتا گیا تو میرے والد نے مجھ سے کہا: چلو امام حسن عسکریؑ کے پاس چلتے ہیں۔ لوگ انہیں بہت فیاض اور خیال رکھنے والے کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں، میں انہیں نہیں جانتا اور میں نے انہیں پہلے دیکھا بھی نہیں ہے۔

بہر حال ہم نے جانے اور آپؑ سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ میرے والد نے راستے میں کہا: کاش وہ ہمیں پانچ سو درہم دے دیں۔ دو سو کپڑوں کے لیے، دو سو قرض ادا کرنے کے لیے اور ایک سو اخراجات کے لیے (تو کمال ہی ہو جائے گا) کیونکہ ہمیں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش وہ مجھے تین سو درہم دے دیں، ایک سو گدھا خریدنے کے لیے، ایک سو خرچ کے لیے اور ایک سو کپڑے کے لیے اور میں پہاڑ پر نکل جاتا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم دروازے پر پہنچے تو ایک غلام باہر آیا اور کہنے لگا: علی ابن ابراہیم اور ان کا بیٹا محمد اندر آ جاؤ۔

پس جب ہم امام علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے سلام پیش کیا۔ آپؑ نے میرے والد سے فرمایا:
اے علی! تمہیں ہمارے پاس آنے سے اب تک کس چیز نے روکا ہوا تھا؟
انہوں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! مجھے اس حالت میں آپؑ کے پاس آتے ہوئے شرم محسوس ہوئی۔
پھر جب ہم آپؑ کی خدمت سے جانے لگے تو آپؑ کا غلام ہمارے پاس آیا اور اس نے میرے والد کو پیسوں کا ایک تھیلا دیا کہ یہ پانچ سو درہم ہیں۔ دو سو کپڑوں کے لیے، دو سو قرض ادا کرنے کے لیے اور ایک سو خرچ کے لیے۔ نیز اس نے مجھے بھی ایک تھیلا دیا اور کہا: یہ تین سو درہم ہیں۔ سو گدھے کے لیے، سو کپڑوں کے لیے اور سو خرچ کے لیے مگر پہاڑ پر مت جانا بلکہ سوراء کی طرف چلے جاؤ۔
چنانچہ میں نے سوراء جا کر ایک عورت سے شادی کی اور اب اس کی جائیداد سے ایک ہزار دینار کی آمدنی ہے اس کے باوجود وہ عقائد کے معاملے میں واقفی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا: افسوس ہے تجھ پر! اس سے بڑھ کر اور کیا واضح ثبوت چاہتے ہو کہ انہیں اپنا امام مانو؟
اس نے کہا: یہ وہی امر ہے جس کے ہم عادی ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

5/1459 الکافی ۱/۵۰۷/۴/۱ عنه عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلْحَارِثِ اَلْقَزْوِينِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِسُرَّ مَنْ رَأَى وَ كَانَ أَبِي يَتَعَاطَى اَلْبَيْطَرَةَ فِي مَرْبِطِ أَبِي مُحَمَّدٍ قَالَ وَ كَانَ عِنْدَ اَلْمُسْتَعِينِ بَغْلٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُ حُسْناً وَ كِبْراً وَ كَانَ يَمْنَعُ ظَهْرَهُ وَ اَللِّجَامَ وَ اَلسَّرْجَ وَ قَدْ كَانَ جَمَعَ عَلَيْهِ اَلرَّاضَةَ فَلَمْ يُمَكِّنْ لَهُمْ حِيلَةً فِي رُكُوبِهِ قَالَ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ نُدَمَائِهِ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ أَلاَ تَبْعَثُ إِلَى اَلْحَسَنِ اِبْنِ اَلرِّضَا حَتَّى يَجِيءَ فَإِمَّا أَنْ يَرْكَبَهُ وَ إِمَّا أَنْ يَقْتُلَهُ فَتَسْتَرِيحَ مِنْهُ قَالَ فَبَعَثَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ وَ مَضَى مَعَهُ أَبِي فَقَالَ أَبِي لَمَّا دَخَلَ أَبُو مُحَمَّدٍ اَلدَّارَ كُنْتُ مَعَهُ فَنَظَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ إِلَى اَلْبَغْلِ وَاقِفاً فِي صَحْنِ اَلدَّارِ فَعَدَلَ إِلَيْهِ فَوَضَعَ بِيَدِهِ عَلَى

[1] الارشاد: ۲/۳۲۶؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۷؛ اثبات الہداۃ: ۵/۱۱؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۰؛ بحار الانوار: ۵۰/۲۷۸؛ سفینۃ البحار: ۲/۴۰۶؛ قمی الآمال: ۲/۶۶۷؛ مسند الامام العسکری: ۱۰۶؛ موسوعۃ الامام العسکری: ۲/۹۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۶۰

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۵۰

كَفَلِهِ قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى اَلْبَغْلِ وَ قَدْ عَرِقَ حَتَّى سَالَ اَلْعَرَقُ مِنْهُ ثُمَّ صَارَ إِلَى اَلْمُسْتَعِينِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَحَّبَ بِهِ وَ قَرَّبَ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَلْجِمْ هَذَا اَلْبَغْلَ فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ لِأَبِي أَلْجِمْهُ يَا غُلاَمُ فَقَالَ اَلْمُسْتَعِينُ أَلْجِمْهُ أَنْتَ فَوَضَعَ طَيْلَسَانَهُ ثُمَّ قَامَ فَأَلْجَمَهُ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَجْلِسِهِ وَ قَعَدَ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَسْرِجْهُ فَقَالَ لِأَبِي يَا غُلاَمُ أَسْرِجْهُ فَقَالَ أَسْرِجْهُ أَنْتَ فَقَامَ ثَانِيَةً فَأَسْرَجَهُ وَ رَجَعَ فَقَالَ لَهُ تَرَى أَنْ تَرْكَبَهُ فَقَالَ نَعَمْ فَرَكِبَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمْتَنِعَ عَلَيْهِ ثُمَّ رَكَضَهُ فِي اَلدَّارِ ثُمَّ حَمَلَهُ عَلَى اَلْهَمْلَجَةِ فَمَشَى أَحْسَنَ مَشْيٍ يَكُونُ ثُمَّ رَجَعَ وَ نَزَلَ فَقَالَ لَهُ اَلْمُسْتَعِينُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ كَيْفَ رَأَيْتَهُ قَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ حُسْناً وَ فَرَاهَةً وَ مَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ مِثْلُهُ إِلاَّ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَإِنَّ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ قَدْ حَمَلَكَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ لِأَبِي يَا غُلاَمُ خُذْهُ فَأَخَذَهُ أَبِي فَقَادَهُ.

احمد بن حارث قزوینی سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ سر من رای (سامرہ) شہر میں تھا۔ میرے والد امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصطبل میں جانوروں کے ڈاکٹر تھے۔ مستعین (عباسی) کے پاس ایک خچر تھا جس کی خوبصورتی اور جسامت کے مثل آج تک کوئی خچر نہیں دیکھا گیا۔ کوئی بھی اس خچر کو سواری، زین یا استعمال کے لیے چھو نہیں سکتا تھا۔ اس نے تمام گھڑسواروں (ٹرینرز) کو بلایا مگر وہ خچر کو سواری کے لیے تیار کرنے میں ناکام رہے تھے۔ ان کے قریبی لوگوں نے کہا تھا کہ اے امیر المومنین! آپ (امام) حسن ابن رضا (ع) سے کیوں نہیں پوچھتے کہ یا تو اسے سواری کے لیے تیار کریں گے یا مارے جائیں گے اس صورت میں آپ کے لیے بڑی راحت ہوگی؟

راوی کا بیان ہے کہ اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو بلایا اور میرے والد بھی آپؑ کے ساتھ گئے۔ پس میرے والد نے بتایا کہ جب امام حسن عسکریؑ کمرے میں داخل ہوئے تو میں ان کے ساتھ تھا۔ امام حسن عسکریؑ نے اس خچر کی طرف دیکھا جو گھر کے صحن میں کھڑا تھا تو امامؑ خچر کی طرف گئے اور اپنا ہاتھ خچر کے پچھلے حصے پر رکھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے خچر کو اتنا پسینہ دیکھا کہ وہ بہنے لگا۔ پھر آپؑ مستعین کے پاس گئے اور آپ صلى الله عليه وآله وسلم نے اسے سلام کیا تو اس نے آپؑ کو خوش آمدید کہا اور اپنے پاس بیٹھنے کو کہا اور کہا: اے ابو محمد (ع)! اس خچر کو لگام دیجیے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے والد سے فرمایا: نوجوان! خچر کو لگام دو۔
مستعین نے کہا: خچر کو لگام آپ (ع) کو دینی چاہیے۔
پس امام علیہ السلام نے اپنا لباس اتارا، اٹھے، خچر کو لگام دے دی، اپنی جگہ واپس آ گئے اور بیٹھ گئے۔ تو مستعین نے آپؑ سے کہا: اے ابو محمد (ع)! اس پر زین بھی لگا دیجیے۔
آپؑ نے میرے والد سے فرمایا: اے نوجوان! خچر پر زین ڈالو۔
مستعین نے آپؑ سے کہا: آپؑ خچر پر زین ڈالیے۔
پس آپؑ دوبارہ کھڑے ہوئے، خچر پر زین ڈالی اور واپس اپنی جگہ پر آ گئے اور فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس پر سوار بھی ہو جاؤں؟
اس نے کہا: جی ہاں۔
چنانچہ آپؑ خچر کی کسی بھی مزاحمت کے بغیر اس پر سوار ہو گئے تو خچر اس صحن میں چلنے اور پھر آپؑ اسے پہاڑی پر لے گئے اور وہ جہاں تک چل سکتا تھا بہترین طریقے سے چلتا رہا، پھر واپس آئے اور نیچے اتر گئے۔
مستعین نے آپؑ سے کہا: اے ابو محمد (ع)! خچر کیسا تھا؟
آپؑ نے فرمایا: اے امیر المومنین! میں نے اس سے پہلے اس جیسا حسین اور راحت بخش خچر نہیں دیکھا۔ ایسے خچر رکھنے کا حقدار صرف امیر المومنین ہے۔
راوی کہتا ہے کہ مستعین نے کہا: اے ابو محمد (ع)! امیر المومنین چاہتے ہیں کہ آپ اس پر سوار ہوں؟
امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے والد سے فرمایا: اے نوجوان! اپنے ساتھ خچر لے جاؤ۔
پس میرے والد نے سے لے لیا اور لے گئے۔ [1]

بیان:

الهملجة ضرب من المشي فارسي معرب

❁ "الهملجة" چلنے میں قدم رکھنا، یہ فارسی معرب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

---

[1] الارشاد: ۲/ ۳۲۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۱؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۴۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۳۲؛ مسند الامام العسکری: ۲۸
[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۵۲

6/1460 الکافی ،۱/۵۰۷/۱/۵ عنه عَنْ أَبِي أَحْمَدَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: شَكَوْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْحَاجَةَ فَحَكَّ بِسَوْطِهِ اَلْأَرْضَ قَالَ وَ أَحْسَبُهُ غَطَّاهُ بِمِنْدِيلٍ وَ أَخْرَجَ خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ فَقَالَ يَا أَبَا هَاشِمٍ خُذْ وَ أَعْذِرْنَا .

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ سے کسی ضرورت کا شکوہ کیا تو آپؑ نے اپنے کوڑے سے زمین کو کھودا۔

راوی کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپؑ نے اسے رومال سے ڈھانپ دیا اور پھر وہاں سے پانچ سو دینار نکالے۔ پھر فرمایا: اے ابو ہاشم! اسے لے لو اور ہماری معذرت بھی قبول کرو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

7/1461 الکافی ،۱/۵۰۷/۱/۶ عنه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ اَلْمُطَهَّرِ : أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ سَنَةَ اَلْقَادِسِيَّةِ يُعْلِمُهُ اِنْصِرَافَ اَلنَّاسِ وَ أَنَّهُ يَخَافُ اَلْعَطَشَ فَكَتَبَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِمْضُوا فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْكُمْ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ فَمَضَوْا سَالِمِينَ (وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ) .

ابو علی المطہر سے روایت ہے کہ اس نے قادسیہ کے سال میں ان (یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام) کو خط لکھ کر آگاہ کیا کہ لوگوں کو پیاس کا خوف ہے اور وہ (حج کیے بغیر) واپس جا رہے ہیں۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: اپنا سفر جاری رکھو اور تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔

پس انہوں نے حج کا سفر بحفاظت جاری رکھا (اور اللہ کا شکر ادا کیا جو عالمین کا پروردگار ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [4]

---

[1] اثبات الھداۃ:۵/۱۲؛مدینۃ المعاجز:۷/۵۴۳؛بحار الانوار:۵۰/۲۷۹؛کشف الغمہ:۲/۴۱۲؛الارشاد:۲/۳۲۸؛المناقب:۴/۴۳۱؛مسند امام العسکریؑ:۸۱؛الدمعۃ الساکبہ:۸/۳۰۸؛موسوعہ اہل البیتؑ:۱۸/۶۸؛موسوعہ الامام العسکریؑ:۱/۲۵۱

[2] مراۃ العقول:۶/۱۵۲

[3] الارشاد:۲/۳۲۹؛المناقب:۴/۴۳۱؛مدینۃ المعاجز:۷/۶۳۸؛کشف الغمہ:۲/۴۱۲؛بحار الانوار:۵۰/۲۷۹؛مسند الامام العسکریؑ:۲۹۹؛منتہی الآمال:۲/۶۸۷؛الدمعۃ الساکبہ:۸/۲۶۰

[4] مراۃ العقول:۶/۱۵۳

8/1462 الکافی ۱/۵۰۸/۷/۱ عنه عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْفَضْلِ اَلْيَمَانِيِّ قَالَ: نَزَلَ بِالْجَعْفَرِيِّ مِنْ آلِ جَعْفَرٍ خَلْقٌ لاَ قِبَلَ لَهُ بِهِمْ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ يَشْكُو ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ تُكْفَوْنَ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ تَعَالَى فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فِي نَفَرٍ يَسِيرٍ وَ اَلْقَوْمُ يَزِيدُونَ عَلَى عِشْرِينَ أَلْفاً وَ هُوَ فِي أَقَلَّ مِنْ أَلْفٍ فَاسْتَبَاحَهُمْ.

ترجمہ: علی بن حسن بن فضل الیمانی سے روایت ہے کہ آل جعفر سے تعلق رکھنے والے جعفریوں پر مخلوق نے پڑاو ڈال دیا (حملہ کر دیا) کہ ان کے لیے اس کا سامنا ممکن نہ تھا تو اُنھوں نے ان (یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام) کو لکھا اور اس حالت کی شکایت کی۔

آپؑ نے جواب میں اسے لکھا: تم لوگوں کا اس سے مناسب طور پر دفاع کیا جائے گا ان شاء اللہ۔

چنانچہ وہ صرف چند لوگوں کے ساتھ حملہ آوروں کے خلاف اپنے دفاع کے لیے نکلے جن کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی جبکہ اس کی طرف ایک ہزار سے بھی کم تھے لیکن حملہ آور سب غائب ہو گئے۔ [1]

بیان:

لا قبل له بهم لم يكن له من الجنود من يقاومهم فاستباحهم فاستأصلهم

✪ "لا قبل له بهم" میں اس کے لیے ان کو قبول نہیں کروں گا یعنی اس کے لیے ایسا کوئی گروہ نہیں جو اس کو قائم کرے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

9/1463 الکافی ۱/۵۰۸/۸/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ اَلْعَلَوِيِّ قَالَ: حُبِسَ أَبُو مُحَمَّدٍ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ نَارْمَشَ وَ هُوَ أَنْصَبُ اَلنَّاسِ وَ أَشَدُّهُمْ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ وَ قِيلَ لَهُ اِفْعَلْ بِهِ وَ اِفْعَلْ فَمَا أَقَامَ عِنْدَهُ إِلاَّ يَوْماً حَتَّى وَضَعَ خَدَّيْهِ لَهُ وَ كَانَ لاَ يَرْفَعُ بَصَرَهُ إِلَيْهِ إِجْلاَلاً وَ إِعْظَاماً فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وَ هُوَ أَحْسَنُ اَلنَّاسِ بَصِيرَةً وَ أَحْسَنُهُمْ فِيهِ قَوْلاً.

ترجمہ: محمد بن اسماعیل علوی سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو علی ابن نارمش کی نگرانی میں قید کیا گیا تھا جو

---

[1] المناقب: ۴/۴۳۱؛ الارشاد: ۲/۳۲۹؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۲؛ بحار الانوار: ۵۰/۲۸۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۲؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۴۴؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/۱۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۶۰؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۳/۳۸۱

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۵۳

ابو طالب کی اولاد سے سخت دشمنی رکھتا تھا پس اسے کہا گیا کہ وہ اس (امامؑ) کے ساتھ جیسا چاہتا ہے سلوک کرے۔ آپؑ صرف ایک دن اس کے ساتھ رہے اور اس نے اپنے دونوں رخسار آپؑ کے سامنے رکھ دیئے (آپؑ کا مطیع ہو گیا) اور وہ احترام اور تعظیم کی وجہ سے آپؑ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔
پس امامؑ اس کے قید خانے سے باہر نکلے تو وہ (محافظ) بصیرت والے لوگوں میں سب سے احسن اور آپؑ کے بارے میں گفتگو کرنے میں سب سے بہتر بن چکا تھا۔“[1]

بیان:

افعل به و افعل يعني من السوء و الأذى و وضع الخدين كناية عن الانقياد و الخضوع

⬤ ”افعل بہ وافعل“ اس کے ساتھ جو کرنا چاہو کرو یعنی اذیت دو۔
”وضع الخدین“ اس سے مراد خضوع کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

10/1464 الكافی، ۱/۹/۵۰۸/۱ عنه وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلنَّخَعِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلضُّبَعِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ اَلْوَلِيجَةِ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ تَعَالَى: (وَ لَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اَللَّهِ وَ لاَ رَسُولِهِ وَ لاَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً) قُلْتُ فِي نَفْسِي لاَ فِي اَلْكِتَابِ مَنْ تَرَى اَلْمُؤْمِنِينَ هَاهُنَا فَرَجَعَ اَلْجَوَابُ اَلْوَلِيجَةُ اَلَّذِي يُقَامُ دُونَ وَلِيِّ اَلْأَمْرِ وَ حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ عَنِ اَلْمُؤْمِنِينَ مَنْ هُمْ فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ فَهُمُ اَلْأَئِمَّةُ اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ عَلَى اَللَّهِ فَيُجِيزُ أَمَانَهُمْ.

ترجمہ: سفیان بن محمد ضبعی سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک خط تحریر کیا اور آپؑ سے وَلِیجَۃ کے بارے میں سوال کیا جو خدا کے قول: ”اور خدا، رسولؐ اور مومنین کے علاوہ کسی کو ولیجہ نہ بنایا جائے۔ (التوبہ:۱۶)۔“ میں تھا اور میں اپنے دل ہی دل میں کہہ رہا تھا جبکہ ابھی خط میں تحریر نہیں کیا تھا امامؑ یہاں مومنین سے کیا مراد لیتے ہیں؟

---

[1] الارشاد:۲/۳۲۹؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۵۰؛ کشف الغمہ:۲/۴۱۲؛ بحارالانوار:۵۰/۳۰۷؛ اثبات الھداۃ:۵/۱۳؛ مدینۃ المعاجز:۷/۵۴۵؛ الدمعۃ الساکبہ:۸/۳۵۷
[2] مرآۃ العقول:۶/۱۵۴

پس آپؑ کی طرف سے جواب آیا کہ وَلِيجَةً سے مراد وہ مومنین ہیں جو ولی الامر کے قائم مقام ہیں اور جب تو خط لکھ رہا تھا تو اس وقت تیرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس مقام پر مومنین سے کون مراد ہے۔ پس وہ آئمہؑ ہیں کہ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ ان کی امان کو منظور کرتا ہے۔''[1]

بیان:

الوليجة الدخيلة و الخاصة و المعتمد عليه و اللصيق بالرجل من غير أهله لا فى الكتاب من ترى المؤمنين هاهنا يعنى لم أكتب فى الكتاب السؤال عن تفسير المؤمنين فى هذا الموضع ما رأيه فيه ليتنى كنت أكتبه

''الوليجة'' اس سے مراد دخیلہ اور خاصہ ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے اور جو اپنے گھر والوں کے بغیر کسی مرد سے دیکھی جائے۔

''لا فى الكتاب من ترى المومنين هاهنا'' یعنی میں نے کتاب میں مومنین کے بارے میں تفسیر کا کوئی سوال نہیں لکھا اور اس مقام پر جو اس کی رائے تھی کاش میں اس کو لکھ لیتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

11/1465 الكافى،١/٥٠٨/١٠/١ إِسْحَاقُ عَنْ أَبُو هَاشِمٍ اَلْجَعْفَرِيُّ قَالَ: شَكَوْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ ضِيقَ اَلْحَبْسِ وَ كَتَلَ اَلْقَيْدِ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنْتَ تُصَلِّي اَلْيَوْمَ اَلظُّهْرَ فِي مَنْزِلِكَ فَأُخْرِجْتُ فِي وَقْتِ اَلظُّهْرِ فَصَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كُنْتُ مُضَيَّقاً فَأَرَدْتُ أَنْ أَطْلُبَ مِنْهُ دَنَانِيرَ فِي اَلْكِتَابِ فَاسْتَحْيَيْتُ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى مَنْزِلِي وَجَّهَ إِلَيَّ بِمِائَةِ دِينَارٍ وَ كَتَبَ إِلَيَّ إِذَا كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَلاَ تَسْتَحْيِ وَ لاَ تَحْتَشِمْ وَ اُطْلُبْهَا فَإِنَّكَ تَرَى مَا تُحِبُّ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ.

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ سے جیل کی تنگی اور سخت پابندیوں کی شکایت کی۔ تو امامؑ نے مجھے جواب میں لکھا: تم آج ظہر کی نماز اپنے گھر میں پڑھو گے۔

[1] تاویل الآیات: ۲۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۱۹۲؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۳۵ و ۵۰/۲۸۵؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۷۴۶؛ المناقب: ۴/۴۳۲؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۴۵؛ موسوعۃ الامام العسکریؑ: ۳/۳۸۸؛ اللوامع النورانیہ: ۲۵۵؛ موسوعۃ اہل البیتؑ: ۱۸/۳۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۴۳۱؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۱

[2] مراۃ العقول: ۶/۱۵۴

پس مجھے اس دن رہا کر دیا گیا اور میں نے ظہر کی نماز اپنے گھر میں ادا کی جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔
اور میں مالی مجبوریوں کا شکار تھا تو میں نے امامؑ سے دینار کی ایک مقررہ رقم تحریری طور پر مانگنے کا فیصلہ کیا لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی۔ مگر جب میں اپنے گھر جا رہا تھا تو آپؑ نے مجھے سو دینار بھیجے اور مجھے یہ خط لکھا: اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو شرم محسوس نہ کیا کرو اور نہ ہی جھجک محسوس کیا کرو بلکہ وہ چیز مانگ لیا کرو پس جو تم چاہتے ہو گے مل جایا کرے گی ان شاء اللہ۔''[1]

بیان:

كتل القيد بالمثناة الفوقانية غلظه و تلزقه و تلزجه و سوٓ العيش معه وفي بعض النسخ كلب القيد وهو مسماره الذي يشد به

''کتل القید'' قید و بند کا شکار ہونا جس سے زندگی تنگ ہو۔ بعض نسخوں میں ہے ''کلب القید'' اس سے مراد وہ کیل ہے جس کے ساتھ اس کا باندھا جاتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

12/1466 الكافي ،۱/۱۱/۵۰۹/۱ عنه عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ اَلْأَقْرَعِ عَنْ أَبُو حَمْزَةَ نُصَيْرٌ [نصر] اَلْخَادِمُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ غَيْرَ مَرَّةٍ يُكَلِّمُ غِلْمَانَهُ بِلُغَاتِهِمْ تُرْكٍ وَ رُومٍ وَ صَقَالِبَةٍ فَتَعَجَّبْتُ مِنْ ذَلِكَ وَ قُلْتُ هَذَا وُلِدَ بِالْمَدِينَةِ وَ لَمْ يَظْهَرْ لِأَحَدٍ حَتَّى مَضَى أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لاَ رَآهُ أَحَدٌ فَكَيْفَ هَذَا أُحَدِّثُ نَفْسِي بِذَلِكَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بَيَّنَ حُجَّتَهُ مِنْ سَائِرِ خَلْقِهِ بِكُلِّ شَيْءٍ وَ يُعْطِيهِ اَللُّغَاتِ وَ مَعْرِفَةَ اَلْأَنْسَابِ وَ اَلْآجَالِ وَ اَلْحَوَادِثِ وَ لَوْ لاَ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ اَلْحُجَّةِ وَ اَلْمَحْجُوجِ فَرْقٌ.

ابو حمزہ نصیر (نصر) الخادم سے روایت ہے کہ میں نے کئی بار امام حسن عسکری علیہ السلام کو سنا کہ آپؑ نے اپنے ترکی، رومی اور صقالبہ غلاموں سے ان کی اپنی زبانوں میں گفتگو کی۔ یہ میرے لیے حیران کن تھا اور میں سمجھتا تھا

[1] کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۲؛ الارشاد: ۲/ ۳۳۰؛ المناقب: ۴/ ۴۳۹؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۶۷؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۹۸ و ۵۴۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۴۰؛ عیون المعجزات: ۱۳۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۴۷؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۶۱؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۱/ ۳۲۰؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۲؛ العصیان: ۲۴۷

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۵۴

کہ آپؑ مدینہ میں پیدا ہوئے ہیں اور امام محمد تقیؑ کی شہادت تک نہ آپؑ کسی کے سامنے آئے اور نہ ہی کسی نے آپؑ کو دیکھا تو یہ از خود ایسی زبانیں کیسے بولتے ہیں؟ میں اپنے آپ سے بات کر رہا تھا کہ آپؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ ہر چیز میں دیگر مخلوقات پر اپنی حجت کو امتیاز دیتا ہے اور وہ اسے زبانوں، انساب، آجال (اموات) اور حوادث (واقعات) کا علم دیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو حجت اور محجوج (جس پر حجت ہے یعنی مخلوق) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ ②

13/1467 الکافی ۱/۵۰۹/۱۲/۱ عنه عَنِ ٱلْأَقْرَعِ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ ٱلْإِمَامِ هَلْ يَحْتَلِمُ وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي بَعْدَ مَا فَصَلَ ٱلْكِتَابُ ٱلِاحْتِلاَمُ شَيْطَنَةٌ وَ قَدْ أَعَاذَ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَوْلِيَاءَهُ مِنْ ذَلِكَ فَوَرَدَ ٱلْجَوَابُ حَالُ ٱلْأَئِمَّةِ فِي ٱلْمَنَامِ حَالُهُمْ فِي ٱلْيَقَظَةِ لاَ يُغَيِّرُ ٱلنَّوْمُ مِنْهُمْ شَيْئاً وَ قَدْ أَعَاذَ ٱللَّهُ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ لَمَّةِ ٱلشَّيْطَانِ كَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ.

اقرع سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ کیا امام کو احتلام ہوتا ہے؟ اور خط جانے کے بعد میں نے اپنے آپ سے کہا: احتلام تو شیطانی چیز ہے اور اللہ نے اپنے اولیاء کو ایسی چیزوں سے حفاظت کی ہے۔

پس جواب وارد ہوا: ائمہ علیہم السلام کی سوتے ہوئے بھی حالت وہی ہوتی ہیں جیسی حالت ان کی بیداری کے وقت ہوتی ہے۔ نیند ان میں کسی چیز کی تبدیلی نہیں کرتی اور اللہ نے اپنے اولیاء کو شیطان کے قہر سے محفوظ رکھا ہے جیسا کہ تیرے دل میں خیال آیا تھا۔ ③

بیان:

لمۃ الشیطان مسه

✪ "لمعۃ الشیطان" اس کو مس کرنا۔

---

① الارشاد: ۲/۳۳۰؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۲؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۸؛ الخرائج والجرائح: ۱/۴۳۶؛ بحار الانوار: ۵۰/۲۴۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۴۸؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۴۵؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۲؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۱/۲۷۷

② مرآۃ العقول: ۶/۱۵۶

③ الخرائج والجرائح: ۱/۴۴۶؛ بحار الانوار: ۲۵/۱۵۷؛ و ۵۰/۲۹۰؛ کشف الغمہ: ۲/۴۲۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۳۹؛ الثاقب فی المناقب: ۵۷۰؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۳/۳۷۷؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۰۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۲۰۰؛ دار السلام نوری: ۴/۳۷۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

14/1468 الکافی ۱/۱۳/۵۰۹/۱ عنه عن اَلْحَسَنُ بْنُ ظَرِيفٍ قَالَ: اِخْتَلَجَ فِي صَدْرِي مَسْأَلَتَانِ أَرَدْتُ اَلْكِتَابَ فِيهِمَا إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَكَتَبْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا قَامَ بِمَا يَقْضِي وَ أَيْنَ مَجْلِسُهُ اَلَّذِي يَقْضِي فِيهِ بَيْنَ اَلنَّاسِ وَ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لِحُمَّى اَلرِّبْعِ فَأَغْفَلْتُ خَبَرَ اَلْحُمَّى فَجَاءَ اَلْجَوَابُ سَأَلْتَ عَنِ اَلْقَائِمِ فَإِذَا قَامَ قَضَى بَيْنَ اَلنَّاسِ بِعِلْمِهِ كَقَضَاءِ دَاوُدَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ يَسْأَلُ اَلْبَيِّنَةَ وَ كُنْتَ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ لِحُمَّى اَلرِّبْعِ فَأُنْسِيتَ فَاكْتُبْ فِي وَرَقَةٍ وَ عَلِّقْهُ عَلَى اَلْمَحْمُومِ فَإِنَّهُ يَبْرَأُ بِإِذْنِ اَللَّهِ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ: (يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَ سَلاٰماً عَلىٰ إِبْرٰاهِيمَ) فَعَلَّقْنَا عَلَيْهِ مَا ذَكَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَفَاقَ.

حسن بن ظریف سے روایت ہے کہ دو مسائل میرے سینے میں گھومنے لگے جس کی وجہ سے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ پس میں نے خط لکھا اور آپؑ سے امام قائمؑ کے بارے میں پوچھا کہ جب وہ قیام کریں گے تو وہ لوگوں کے درمیان کس بنیاد پر فیصلہ کریں گے اور ان کی عدالت کہاں لگے گی جس میں وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں گے؟ اور میں آپؑ سے چوتھے دن آنے والے بخار کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتا تھا لیکن میں بخار کے بارے میں لکھنا بھول گیا۔

پس جواب آیا (اس میں لکھا تھا): تم نے امام قائمؑ کے بارے میں پوچھا ہے تو جب وہ قیام کریں گے تو اپنے علم سے لوگوں کے درمیان اسی طرح فیصلہ کریں گے جس طرح حضرت داؤدؑ فیصلہ کرتے تھے اور وہ بینہ طلب نہیں کریں گے اور تم چوتھے دن آنے والے بخار کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتے تھے لیکن تم ایسے لکھنا بھول گئے۔ چنانچہ تم ایک کاغذ پر: يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَ سَلاٰماً عَلىٰ إِبْرٰاهِيمَ۔ لکھ کر بخار والے (مریض کے بازو یا گلے) پر باندھ دو تو وہ اللہ کے اذن سے اس سے آزاد ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

پس ہم نے ویسے ہی مریض پر باندھ دیا جیسا امام حسن عسکریؑ نے فرمایا تھا تو اسے آفاق ہو گیا۔" [2]

---

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۵۷

[2] الخرائج والجرائح: ۱/ ۴۳۱؛ الدعوات راوندی: ۲۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۴۳۳؛ الارشاد: ۲/ ۳۳۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۳۷؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۵۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۳۵؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۱۵۷ و ۵۰/ ۲۹۰ و ۹۲/ ۲۶؛ الثاقب فی المناقب: ۵۶۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۷۷؛ القطرہ من بحار: ۲/ ۴۸۸؛ منتخب الاثر: ۲/ ۳۲۴؛ موسوعۃ الامام العسکریؑ: ۳/ ۳۳۴؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۳

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

15/1469 الکافی،۱/۵۰۹/۱۳/۱ عنه عن إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ قَالَ: قَعَدْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى ظَهْرِ اَلطَّرِيقِ فَلَمَّا مَرَّ بِي شَكَوْتُ إِلَيْهِ اَلْحَاجَةَ وَ حَلَفْتُ لَهُ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِي دِرْهَمٌ فَمَا فَوْقَهَا وَ لاَ غَدَاءٌ وَ لاَ عَشَاءٌ قَالَ فَقَالَ تَحْلِفُ بِاللَّهِ كَاذِباً وَ قَدْ دَفَنْتَ مِائَتَيْ دِينَارٍ وَ لَيْسَ قَوْلِي هَذَا دَفْعاً لَكَ عَنِ اَلْعَطِيَّةِ أَعْطِهِ يَا غُلاَمُ مَا مَعَكَ فَأَعْطَانِي غُلاَمُهُ مِائَةَ دِينَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ لِي إِنَّكَ تُحْرَمُهَا أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهَا يَعْنِي اَلدَّنَانِيرَ اَلَّتِي دَفَنْتُ وَ صَدَقَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ كَمَا قَالَ دَفَنْتُ مِائَتَيْ دِينَارٍ وَ قُلْتُ يَكُونُ ظَهْراً وَ كَهْفاً لَنَا فَاضْطُرِرْتُ ضَرُورَةً شَدِيدَةً إِلَى شَيْءٍ أُنْفِقُهُ وَ اِنْغَلَقَتْ عَلَيَّ أَبْوَابُ اَلرِّزْقِ فَنَبَّشْتُ عَنْهَا فَإِذَا اِبْنٌ لِي قَدْ عَرَفَ مَوْضِعَهَا فَأَخَذَهَا وَ هَرَبَ فَمَا قَدَرْتُ مِنْهَا عَلَى شَيْءٍ.

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں سڑک کے کنارے بیٹھا اس انتظار میں تھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام گزریں تا کہ میں آپؑ کے سامنے اپنی کسی ضرورت کے بارے میں شکایت پیش کرسکوں۔ پس جب وہ وہاں سے گزر رہے تھے تو میں نے آپؑ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی اور قسم کھائی کہ نہ میرے پاس ایک درہم ہے، نہ اس سے زیادہ ہے، نہ دوپہر کا کھانا ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے خدا کی جھوٹی قسم کھائی ہے حالانکہ تم نے دوسو دینار دفن کیے ہیں اور میرے یہ الفاظ تمہیں کسی چیز کو عطا کرنے سے انکار کرنے کے لیے نہیں ہیں۔

اے (غلام) لڑکے! جو کچھ تیرے پاس ہے اسے دے دو۔ پس آپؑ کے غلام نے مجھے سو دینار دے دیئے۔ پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم اپنی ضرورت میں ان سے محروم رہو گے یعنی دیناروں سے جنہیں میں نے ایک مشکل دن کے لیے دفن کر دیا تھا اور آپؑ نے سچ فرمایا تھا کہ ویسا ہی ہوا جیسا آپؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے یہ سوچ کر دوسو دینار دفن کیے تھے کہ یہ ضرورت کے دن کے لیے ہمارا سہارا اور بچت ہو

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۱۵۸

گی۔ پس میں بہت مجبور ہو گیا کہ میں کچھ خرچ کرسکوں اور رزق کے تمام راستے مجھ پر بند ہو گئے تو میں نے وہ جگہ کھودی تو مجھے پتا چلا کہ میرے بیٹے کو وہ جگہ معلوم ہو گئی تھی پس وہ انہیں لے کر بھاگ گیا تھا۔ میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں لے سکا۔ (۱)

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ (۲)

16/1470 الکافی ۱/۱۵/۵۱۰/۱ عنه عن عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي فَرَسٌ وَ كُنْتُ بِهِ مُعْجَباً أُكْثِرُ ذِكْرَهُ فِي اَلْمَحَالِّ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ يَوْماً فَقَالَ لِي مَا فَعَلَ فَرَسُكَ فَقُلْتُ هُوَ عِنْدِي وَ هُوَ ذَا هُوَ عَلَى بَابِكَ وَ عَنْهُ نَزَلْتُ فَقَالَ لِيَ اِسْتَبْدِلْ بِهِ قَبْلَ اَلْمَسَاءِ إِنْ قَدَرْتَ عَلَى مُشْتَرِي وَ لاَ تُؤَخِّرْ ذَلِكَ وَ دَخَلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ وَ اِنْقَطَعَ اَلْكَلاَمُ فَقُمْتُ مُتَفَكِّراً وَ مَضَيْتُ إِلَى مَنْزِلِي فَأَخْبَرْتُ أَخِي اَلْخَبَرَ فَقَالَ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ فِي هَذَا وَ شَحَحْتُ بِهِ وَ نَفِسْتُ عَلَى اَلنَّاسِ بِبَيْعِهِ وَ أَمْسَيْنَا فَأَتَانَا اَلسَّائِسُ وَ قَدْ صَلَّيْنَا اَلْعَتَمَةَ فَقَالَ يَا مَوْلاَيَ نَفَقَ فَرَسُكَ فَاغْتَمَمْتُ وَ عَلِمْتُ أَنَّهُ عَنَى هَذَا بِذَلِكَ اَلْقَوْلِ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ بَعْدَ أَيَّامٍ وَ أَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَيْتَهُ أَخْلَفَ عَلَيَّ دَابَّةً إِذْ كُنْتُ اِغْتَمَمْتُ بِقَوْلِهِ فَلَمَّا جَلَسْتُ قَالَ نَعَمْ نُخْلِفُ دَابَّةً عَلَيْكَ يَا غُلاَمُ أَعْطِهِ بِرْذَوْنِيَ اَلْكُمَيْتَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ فَرَسِكَ وَ أَوْطَأُ وَ أَطْوَلُ عُمُراً.

علی بن زید بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جو مجھے بہت پسند تھا اور میں اکثر محفلوں میں اس کی تعریف کرتا تھا۔ ایک دن میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملنے گیا تو آپؑ نے فرمایا: تمہارے گھوڑے نے کیا کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: یہ میرے پاس ہے اور یہ ابھی آپؑ کے دروازے پر موجود ہے اور میں اس سے ابھی اترا ہوں۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اگر ہو سکے تو آج شام سے پہلے اسے بدل دو اور اگر تمہیں کوئی خریدار مل جائے تو

(۱) کشف الغمہ: ۲/۴۱۳؛ الارشاد: ۲/۳۳۲؛ الثاقب فی المناقب: ۵۷۸؛ بحار الانوار: ۵۰/۲۸۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۵۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۷؛ مسند الامام العسکریؑ: ۹۲؛ منتہی الآمال: ۲/۲۶۸

(۲) مرآۃ العقول: ۶/۱۵۸

تاخیر نہ کرو۔ پھر کوئی اندر آ گیا اور ہماری بات چیت بند ہو گئی۔ اس کے بعد میں بے چینی سے گھر کے لیے روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو اس کے بارے میں بتایا تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں کیا کہوں اور میں اس میں لالچی ہو گیا اور اس کی فروخت میں لوگوں پر قیمت بڑھاتا رہا اور ہم نے رات کر لی۔ پس ہم نے ابھی شام کی نماز پڑھی ہی تھی کہ گھوڑے کی نگرانی کرنے والا (ٹرینر) آیا اور اس نے کہا: میرے آقا! آپ کا گھوڑا مر گیا ہے۔

پس میں غمگین ہوا اور سمجھ گیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی بات کو کیا مطلب تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں کئی دنوں بعد امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملنے گیا اور میں اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ کاش وہ میرے گھوڑے کی جگہ کوئی اور گھوڑا مجھے دے دیں جبکہ میں غمگین بھی آپؑ ہی کی کے قول سے ہوا تھا۔ چنانچہ جب میں بیٹھ گیا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں، ہم تمہارا جانور بدل دیں گے۔ اے (نوکر) نوجوان! اسے میرا کمیت (بھورا) غیر عربی گھوڑا (باربرداری کا مضبوط گھوڑا) دے دو۔ یہ تیرے گھوڑے سے بہتر ہے، یہ بہت زیادہ مطیع ہے اور لمبی عمر پائے گا۔“[1]

بیان:

نفست بخلت نفق مات

- ”نفست“ یعنی اس نے بخل کیا۔

”نفق“ وہ مر گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

17/1471 الكافی، ۱/۱۶/۵۱۰/۱ عنه عن ابْنِ شَمُّونٍ عَنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ أَخَذَ اَلْمُهْتَدِي فِي قَتْلِ اَلْمَوَالِي يَا سَيِّدِي اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي شَغَلَهُ عَنَّا فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ يَتَهَدَّدُكَ وَ يَقُولُ وَ اَللَّهِ لَأُجْلِيَنَّهُمْ عَنْ جَدِيدِ اَلْأَرْضِ فَوَقَّعَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ

---

[1] الارشاد: ۲/ ۳۳۲؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۵۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۳۷؛ الثاقب فی المناقب: ۵۷۲؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۲۶۶؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۴۳۳؛ المناقب: ۴/ ۴۳۰؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۳۸؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۷۸؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۳؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۲/ ۹۸

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۶۰

اَلسَّلاَمُ بِخَطِّهِ ذَاكَ أَقْصَرُ لِعُمُرِهِ عُدَّ مِنْ يَوْمِكَ هَذَا خَمْسَةَ أَيَّامٍ وَ يُقْتَلُ فِي اَلْيَوْمِ اَلسَّادِسِ بَعْدَ هَوَانٍ وَ اِسْتِخْفَافٍ يَمُرُّ بِهِ فَكَانَ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

احمد بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو اس وقت خط لکھا جب مهتدی (عباسی) نے موالیوں کے قتل سے ہاتھ اٹھایا، اے میرے سید و سردار! ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنی توجہ ہم سے ہٹالی ہے اور میں نے سنا ہے کہ اس نے آپؑ کو دھمکی دی تھی اور کہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں انہیں جدید سرزمین سے نکال دوں گا؟

امام حسن عسکری علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخط کے ساتھ لکھ کر بھیجا: یہ اس کی زندگی کے لیے بہت مختصر ہو جائے گا۔ تم آج سے اپنے پانچ دن شمار کرو اور یہ چھٹے دن ذلت اور خواری سے گزرنے کے بعد مارا جائے گا۔ پھر وہی ہوا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔"[1]

بیان:

الجلاء التفرق وجدید الأرض وجهها

"الجلاء" فرق کرنا۔

"وجدید الارض" اس کا چہرہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

18/1472 الكافی،۱/۵۱۰/۱۷/۱ عنه عن ابْنِ شَمُّونٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَسْأَلُهُ أَنْ يَدْعُوَ اَللَّهَ لِي مِنْ وَجَعِ عَيْنِي وَ كَانَتْ إِحْدَى عَيْنَيَّ ذَاهِبَةً وَ اَلْأُخْرَى عَلَى شَرَفِ ذَهَابٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ حَبَسَ اَللَّهُ عَلَيْكَ عَيْنَكَ فَأَفَاقَتِ اَلصَّحِيحَةُ وَ وَقَّعَ فِي آخِرِ اَلْكِتَابِ آجَرَكَ اَللَّهُ وَ أَحْسَنَ ثَوَابَكَ فَاغْتَمَمْتُ لِذَلِكَ وَ لَمْ أَعْرِفْ فِي أَهْلِي أَحَداً مَاتَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ جَاءَتْنِي وَفَاةُ اِبْنِي طَيِّبٍ فَعَلِمْتُ أَنَّ اَلتَّعْزِيَةَ لَهُ.

محمد بن حسن بن شمون سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں لکھا اور آپؑ سے

[1] الارشاد: ۲/۳۳۳؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۴؛ بحار الانوار: ۵۰/۳۰۸؛ مہج الدعوات: ۲۷۵؛ المناقب: ۴/۴۳۶؛ اثبات الهداة: ۵/۱۵؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۵۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۴۴؛ موسوعۃ الامام العسکریؑ: ۳/۳۶۸؛ موسوعۃ اہل البیتؑ: ۱۸/۱۴؛ مسند الامام العسکریؑ: ۹۶

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۶۰

درخواست کی کہ خدا کی بارگاہ میں میری آنکھ کے درد کے لیے دعا کریں اور میری ایک آنکھ پہلے ہی ضائع ہو چکی ہے اور دوسری میں درد ہو گیا ہے۔

آپؑ نے مجھے جواب لکھا: خدا تیری آنکھ کو محفوظ رکھے گا پس میری آنکھ ٹھیک ہو گئی۔ اور آپؑ نے خط کے آخر میں لکھا: خدا تجھے اجر دے اور تیرا ثواب احسن ہو۔ پس میں اس سے غمزدہ ہو گیا اور میں نہیں جان سکا کہ میرے گھر سے کوئی مرنے والا ہے۔ پس چند دن گزرے تھے کہ میرا بیٹا طیب مر گیا تو میں جان گیا کہ وہ آپؑ کی طرف سے تعزیت تھی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

19/1473 الکافی، ۱/۵۱۱/۱۸/۱ عنه عن عُمَرَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا بِسُرَّ مَنْ رَأَى رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُقَالُ لَهُ سَيْفُ بْنُ اَللَّيْثِ يَتَظَلَّمُ إِلَى اَلْمُهْتَدِي فِي ضَيْعَةٍ لَهُ قَدْ غَصَبَهَا إِيَّاهُ شَفِيعٌ اَلْخَادِمُ وَ أَخْرَجَهُ مِنْهَا فَأَشَرْنَا عَلَيْهِ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَسْأَلُهُ تَسْهِيلَ أَمْرِهَا فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ بَأْسَ عَلَيْكَ ضَيْعَتُكَ تُرَدُّ عَلَيْكَ فَلاَ تَتَقَدَّمْ إِلَى اَلسُّلْطَانِ وَ اِلْقَ اَلْوَكِيلَ اَلَّذِي فِي يَدِهِ اَلضَّيْعَةُ وَ خَوِّفْهُ بِالسُّلْطَانِ اَلْأَعْظَمِ اَللَّهِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ لَهُ اَلْوَكِيلُ اَلَّذِي فِي يَدِهِ اَلضَّيْعَةُ قَدْ كُتِبَ إِلَيَّ عِنْدَ خُرُوجِكَ مِنْ مِصْرَ أَنْ أَطْلُبَكَ وَ أَرُدَّ اَلضَّيْعَةَ عَلَيْكَ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ بِحُكْمِ اَلْقَاضِي اِبْنِ أَبِي اَلشَّوَارِبِ وَ شَهَادَةِ اَلشُّهُودِ وَ لَمْ يَحْتَجْ إِلَى أَنْ يَتَقَدَّمَ إِلَى اَلْمُهْتَدِي فَصَارَتِ اَلضَّيْعَةُ لَهُ وَ فِي يَدِهِ وَ لَمْ يَكُنْ لَهَا خَبَرٌ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ وَ حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ اَللَّيْثِ هَذَا قَالَ خَلَّفْتُ اِبْناً لِي عَلِيلاً بِمِصْرَ عِنْدَ خُرُوجِي عَنْهَا وَ اِبْناً لِي آخَرَ أَسَنَّ مِنْهُ كَانَ وَصِيِّي وَ قَيِّمِي عَلَى عِيَالِي وَ فِي ضِيَاعِي فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَسْأَلُهُ اَلدُّعَاءَ لاِبْنِيَ اَلْعَلِيلِ فَكَتَبَ إِلَيَّ قَدْ عُوفِيَ اِبْنُكَ اَلْمُعْتَلُّ وَ مَاتَ اَلْكَبِيرُ وَصِيُّكَ وَ قَيِّمُكَ فَاحْمَدِ اَللَّهَ وَ لاَ تَجْزَعْ فَيَحْبَطَ

---

[1] الارشاد: ۲/۳۳۳؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۴؛ بحار الانوار: ۵۰/۳۰۸؛ مہج الدعوات: ۲۷۵؛ المناقب: ۴/۴۳۶؛ اثبات الهداۃ: ۵/۱۵؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۵۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۴۴؛ موسوعۃ الامام العسکریؑ: ۳/۳۶۸؛ موسوعۃ اہل البیتؑ: ۱۸/۱۴؛ مسند الامام العسکریؑ: ۹۶

[2] مرآۃ العقول: ۶/۱۶۱

أَجْرُكَ فَوَرَدَ عَلَيَّ الْخَبَرُ أَنَّ ابْنِي قَدْ عُوفِيَ مِنْ عِلَّتِهِ وَمَاتَ الْكَبِيرُ يَوْمَ وَرَدَ عَلَيَّ جَوَابُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

عمر بن ابی مسلم سے روایت ہے کہ ہم سر من رائے شہر میں تھے کہ مصر سے سیف بن لیث نامی ایک شخص مھتدی (عباسی) کے پاس شفیع الخادم کے خلاف شکایت لے کر آیا جس نے اس کی جائیداد ہڑپ کر کے اسے شہر سے نکال دیا۔ ہم نے اشارہ دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھو اور ان سے اس معاملے میں سہولت فراہم کرنے کی درخواست کرو۔

پس امام حسن عسکریؑ نے اسے واپس لکھا: تم پر کوئی تکلیف نہیں ہے اور تمہاری جائیداد واپس دی جائے گی اور سلطان کی طرف قدم مت بڑھاؤ اور اس وکیل (شفیع الخادم) سے ملو جس کے پاس تمہاری جائیداد ہے اور اسے سلطان اعظم، اللہ رب العالمین کا خوف دلاؤ۔

پس وہ اس سے ملا تو اس وکیل نے جس کے پاس جائیداد تھی، اس سے کہا: تمہارے مصر سے نکلتے وقت مجھے یہ لکھا گیا تھا کہ تمہیں طلب کروں اور تمہاری جائیداد تمہیں واپس کروں۔ چنانچہ اس نے قاضی ابن ابو الشوارب کے حکم سے گواہوں کی موجودگی میں جائیداد واپس کر دی اور اسے مھتدی کے سامنے پیش ہونے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ پس وہ جائیداد اس کی ہو گئی اور اس کے ہاتھ میں تھی اور اس کے بعد اس کی کوئی خبر نہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سیف بن لیث نے مجھے بیان کیا اور اس نے کہا: میں حلف دیتا ہوں کہ جب مصر سے نکلا تو میرا ایک بیٹا بیمار تھا اور میرا بڑا بیٹا میری وصیت کا عمل کرنے والا اور میرے مرنے کی صورت میں میرے خاندان کا نگران تھا۔ میں نے امام حسن عسکریؑ کو خط لکھا کہ وہ میرے بیٹے کے لیے دعا کریں جو بیمار تھا۔

پس آپؑ نے جواب میں مجھے لکھا: تمہارا بیٹا صحت یاب ہو گیا ہے لیکن تمہارا بڑا بیٹا فوت ہو گیا جو تمہاری وصیت پر عمل کرنے والا اور تمہارے خاندان کا نگران تھا۔ پس اللہ کا شکر ادا کرو، جزع (بے صبری) نہ کرو ورنہ تمہارا اجر حبط ہو جائے گا۔

چنانچہ مجھے خبر ملی کہ میرا بیٹا جو بیمار تھا وہ صحت یاب ہو گیا ہے اور میرا بڑا بیٹا اس دن فوت ہو گیا جس دن مجھے

امام حسن عسکری علیہ السلام کا جوابی خط ملا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

20/1474 الکافی ۱/۵۱۱/۱۹/۱ عنه عن يَحْيَى بْنُ الْقُشَيْرِيِّ مِنْ قَرْيَةٍ تُسَمَّى قِيرَ قَالَ: كَانَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ وَكِيلٌ قَدِ اتَّخَذَ مَعَهُ فِي الدَّارِ حُجْرَةً يَكُونُ فِيهَا مَعَهُ خَادِمٌ أَبْيَضُ فَأَرَادَ الْوَكِيلُ الْخَادِمَ عَلَى نَفْسِهِ فَأَبَى إِلاَّ أَنْ يَأْتِيَهُ بِنَبِيذٍ فَاحْتَالَ لَهُ بِنَبِيذٍ ثُمَّ أَدْخَلَهُ عَلَيْهِ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ ثَلاَثَةُ أَبْوَابٍ مُغْلَقَةٍ قَالَ فَحَدَّثَنِي الْوَكِيلُ قَالَ إِنِّي لَمُنْتَبِهٌ إِذْ أَنَا بِالْأَبْوَابِ تُفْتَحُ حَتَّى جَاءَ بِنَفْسِهِ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ الْحُجْرَةِ ثُمَّ قَالَ يَا هَؤُلاَءِ اِتَّقُوا اللَّهَ خَافُوا اللَّهَ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَمَرَ بِبَيْعِ الْخَادِمِ وَإِخْرَاجِي مِنَ الدَّارِ.

یحییٰ بن قشیری ساکن بستی قیر سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک وکیل تھا جو گھر کے ایک کمرے میں امام علیہ السلام کے سفید فام خادم کے ساتھ رہتا تھا۔ پس وکیل نے نوکر کو اپنے ساتھ برے کام کرنے کی دعوت دی اور نوکر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ وہ اسے شراب لا کر دے۔ وکیل نبیذ تلاش کرنے اور اسے اپنے پاس لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان کے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے کمرے کے درمیان تین بند دروازے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ وکیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جاگ رہا کہ مجھ پر دروازے کھلے یہاں تک کہ میں نے امام علیہ السلام کو دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کے حضور تقویٰ اختیار کرو، اس سے ڈرو۔ پس جب ہم نے صبح کی تو آپؑ نے نوکر کو بیچنے کا حکم دیا اور مجھے گھر سے نکال دیا۔ [3]

بیان:

ضمن الإرادة ما يتعدى بعلى كالتسلط و الركوب و نحوهما فعداها بها

---

[1] المناقب: ۴/ ۴۳۲؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۸۵؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۶؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۵۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۱۳؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۱/ ۴۳۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۶۵؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۰۹

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۶۲

[3] المناقب: ۴/ ۴۳۳؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۸۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۶؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۵۶؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۳۸؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۵؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۳/ ۲۸۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۷۹

وصیت کے اندر وہ چیز ہے جو "علی" سے تجاوز کرتی ہے جیسے تسلط سواری اور ان کی طرح کی پس اس نے اس کے ساتھ زیادتی کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[1]

21/1475 الکافی،۱/۵۱۱/۲۰/۱ عنه عن مُحَمَّدُ بْنُ اَلرَّبِيعِ اَلشَّائِيُّ (الشامی النسائی) قَالَ: نَاظَرْتُ رَجُلاً مِنَ اَلثَّنَوِيَّةِ بِالْأَهْوَازِ ثُمَّ قَدِمْتُ سُرَّ مَنْ رَأَى وَ قَدْ عَلِقَ بِقَلْبِي شَيْءٌ مِنْ مَقَالَتِهِ فَإِنِّي لَجَالِسٌ عَلَى بَابِ أَحْمَدَ بْنِ اَلْخَضِيبِ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ دَارِ اَلْعَامَّةِ يَؤُمُّ اَلْمَوْكِبَ فَنَظَرَ إِلَيَّ وَ أَشَارَ بِسَبَّاحَتِهِ أَحَدٌ أَحَدٌ فَرْدٌ فَسَقَطْتُ مَغْشِيّاً عَلَيَّ.

محمد بن ربیع الشائی (الشامی النسائی) سے روایت ہے کہ میں نے اہواز میں ایک شخص سے بحث کی جو ثنویہ کا قائل تھا (دو خداوں پر یقین رکھتا تھا)۔ پھر میں سر من رائی (سامرہ) گیا اور بہر حال اس کی باتیں میرے دل پر جمی ہوئی تھیں۔ میں احمد بن الخضیب کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اجتماع کی قیادت کرتے ہوئے عوامی دروازے سے باہر آئے۔ پس امام علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ ایک، وہ ایک اور وہ فرد ہے۔

پس میں بے ہوش ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔"[2]

بیان:

یؤم یقصد و الموکب الجماعة رکبانا أو مشاة و فی بعض النسخ المرکب و السباحة بتشدید الباء کالمسبحة بمعنی السبابة

"یوم" جس کا قصد کیا گیا، "والموکب" ایسی جماعت جو سوار ہو یا پیدل ہو۔
بعض نسخوں میں ہے "المرکب" سوار جیسے المسبۃ بمعنی انگلی۔

[1] مراۃ العقول:۶/۱۶۲

[2] الخرائج والجرائح: ۱/۴۴۵؛ کشف الغمہ: ۲/۴۲۵؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۹۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۷؛ الثاقب فی المناقب: ۵۷۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۵۶؛ المناقب: ۴/۴۲۹؛ موسوعہ اہل البیت: ۱۸/۳۹؛ موسوعہ الامام العسکری: ۲/۱۵۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/۷۸؛ مسند الامام العسکری: ۸۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۶۶؛ القطرہ من بحار: ۱/۳۵۱

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ①

22/1476 الکافی ۱،۱/۵۱۲/۲۱/۱ عنه عَنْ أَبِي هَاشِمٍ ٱلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ يَوْماً وَ أَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ مَا أَصُوغُ بِهِ خَاتَماً أَتَبَرَّكُ بِهِ فَجَلَسْتُ وَ أُنْسِيتُ مَا جِئْتُ لَهُ فَلَمَّا وَدَّعْتُ وَ نَهَضْتُ رَمَى إِلَيَّ بِالْخَاتَمِ فَقَالَ أَرَدْتَ فِضَّةً فَأَعْطَيْنَاكَ خَاتَماً رَبِحْتَ اَلْفَصَّ وَ اَلْكِرَاءَ هَنَأَكَ اَللَّهُ يَا أَبَا هَاشِمٍ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي أَشْهَدُ أَنَّكَ وَلِيُّ اَللَّهِ وَ إِمَامِيَ اَلَّذِي أَدِينُ اَللَّهَ بِطَاعَتِهِ فَقَالَ غَفَرَ اَللَّهُ لَكَ يَا أَبَا هَاشِمٍ.

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ ایک دن میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملنے گیا اور میں چاہتا تھا کہ آپؑ سے چاندی کی ایک خاص مقدار کو سوال کروں تا کہ میں اس سے برکت حاصل کر سکوں۔ پس میں بیٹھ گیا مگر میں بھول گیا کہ میں کس لیے آیا تھا۔ چنانچہ جب میں نے رخصت ہو کر آپؑ کو الوداع کہا تو آپؑ نے ایک انگوٹھی میری طرف پھینکی اور فرمایا: تم چاندی چاہتے تھے اور ہم نے تمہیں انگوٹھی عطا کر دی ہے۔ جس سے تمہیں نگینے اور (بنوانے کی) اجرت کی بچت ہوگئی۔ اے ابو ہاشم! اللہ تجھے برکت دے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے ولی اور میرے وہ امام ہیں کہ جس کی میں اللہ کے دین میں پیروی کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابو ہاشم! اللہ تجھے بخش دے۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ ③

23/1477 الکافی ۱،۱/۵۱۲/۲۲/۱ عنه عن مُحَمَّدُ بْنُ اَلْقَاسِمِ أَبُو اَلْعَيْنَاءِ اَلْهَاشِمِيُّ مَوْلَى عَبْدِ اَلصَّمَدِ بْنِ عَلِيٍّ عَتَاقَةً قَالَ: كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَعْطَشُ وَ أَنَا عِنْدَهُ فَأُجِلُّهُ أَنْ

---

① مرآۃ العقول: ۶/ ۱۴۳

② کشف الغمہ: ۲/ ۴۲۱؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۴۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۵۸؛ الثاقب فی المناقب: ۵۶۵؛ المناقب: ۴/ ۴۳۷؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۵۴؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۶۸۴؛ موسوعۃ الامام العسکریؑ: ۲/ ۹۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۳۹؛ مسند الامام العسکریؑ: ۸۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۵۰

③ مرآۃ العقول: ۶/ ۱۴۳

أَدْعُو بِالْمَاءِ فَيَقُولُ يَا غُلاَمُ اِسْقِهِ وَ رُبَّمَا حَدَّثْتُ نَفْسِي بِالنُّهُوضِ فَأُفَكِّرُ فِي ذَلِكَ فَيَقُولُ يَا غُلاَمُ دَابَّتَهُ.

عبد الصمد بن علی عتاقہ کے غلام محمد بن قاسم ابو العیناء ہاشمی سے روایت ہے کہ میں اکثر امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملنے جاتا تھا۔ پس جب آپؑ کی موجودگی میں مجھے پیاس لگتی لیکن میں شرم محسوس کرتا کہ آپؑ سے پانی مانگوں تو آپؑ فرماتے: اے لڑکے! اسے پانی پلاؤ اور میں اکثر اپنے دل میں آپؑ سے رخصت ہونے کے بارے میں سوچتا پس اس بارے میں یں فکر مند ہو جاتا تو آپؑ فرماتے: اے لڑکے! اس کا چوپایا لے آؤ۔"①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے②

24/1478 الكافي ١/٥١٢/٢٣/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْغَفَّارِ قَالَ: دَخَلَ الْعَبَّاسِيُّونَ عَلَى صَالِحِ بْنِ وَصِيفٍ وَ دَخَلَ صَالِحُ بْنُ عَلِيٍّ وَ غَيْرُهُ مِنَ الْمُنْحَرِفِينَ عَنْ هَذِهِ النَّاحِيَةِ عَلَى صَالِحِ بْنِ وَصِيفٍ عِنْدَ مَا حُبِسَ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لَهُمْ صَالِحٌ وَ مَا أَصْنَعُ قَدْ وَكَّلْتُ بِهِ رَجُلَيْنِ مِنْ أَشَرِّ مَنْ قَدَرْتُ عَلَيْهِ فَقَدْ صَارَا مِنَ الْعِبَادَةِ وَ الصَّلاَةِ وَ الصِّيَامِ إِلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ فَقُلْتُ لَهُمَا مَا فِيهِ فَقَالاَ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ يَصُومُ النَّهَارَ وَ يَقُومُ اللَّيْلَ كُلَّهُ لاَ يَتَكَلَّمُ وَ لاَ يَتَشَاغَلُ وَ إِذَا نَظَرْنَا إِلَيْهِ ارْتَعَدَتْ فَرَائِصُنَا وَ يُدَاخِلُنَا مَا لاَ نَمْلِكُهُ مِنْ أَنْفُسِنَا فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ انْصَرَفُوا خَائِبِينَ.

علی بن عبد الغفار سے روایت ہے کہ عباسی صالح بن واصف پر داخل ہوئے اور صالح بن علی اور اس ناحیہ سے دوسرے منحرف لوگ صالح بن واصف کے پاس داخل ہوئے جس کے پاس امام حسن عسکریؑ کو قید کیا گیا تھا تو صالح نے ان سے کہا: میں نے بھلا کیا کیا ہے؟ میں نے دو آدمیوں کو مقرر کیا ہے جو ان میں سے

① الخرائج والجرائح: ١/٣٤٥؛ المناقب: ٤/٤٣٣؛ بحار الانوار: ٥٠/٢٧٢؛ اثبات الھداۃ: ٥/١٧؛ مدینۃ المعاجز: ٧/٥٥٨؛ موسوعۃ الامام العسکریؑ: ٢/٢٣؛ مسند الامام العسکریؑ: ٨٦؛ موسوعۃ اہل البیتؑ: ١٨/٣٠؛ الدمعۃ الساکبۃ: ٨/٢٦٩

② مراۃ العقول: ٦/١٦٥

بدترین ہیں جن پر میں قادر ہوں تو وہ بھی عبادت، نماز اور روزے کے امر عظیم کی طرف چلے گئے تو میں نے ان دونوں سے کہا: اس میں ایسی کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو دن میں روزہ رکھتا ہے، پوری رات قیام کرتا ہے، نہ کوئی گفتگو کرتا ہے اور نہ ہی کوئی سرگرمی کرتا ہے اور جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو ڈر سے ہمارے شانے کا گوشت پھڑ کنے لگتا ہے اور وہ ہمارے اندر داخل ہو جاتا ہے کہ ہم خود پر قابو ہی نہیں رکھ سکتے۔

چنانچہ جب انہوں نے یہ سنا تو وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ گئے۔ [1]

بیان: عن هذه الناحية يعني أهل البيت ع و أكثر ما يكنى بها عن صاحب الزمان ع كما يأتي في غير حديث و إنما دخلوا لإرادة السوء بأبي محمد ع و حمل صالح بن وصيف على تشديد الأمر عليه خذلهم الله فقلت لهما فيه أي قلت لهما أن يشددا في أمره و الإساءة إليه ارتعدت فرائصنا اضطربت أركاننا و الفريصة بالمهملة أوداج العنق و اللحمة بين الجنب و الكتف لا تزال ترعد

✪ "عن هذه الناحيه" اس ناحیہ کے بارے میں، یعنی اہل بیت علیہم السلام اور اکثر طور پر اس سے مراد سرکار صاحب الزمانؑ ہیں جیسا کہ آگے بیان آئے گا اور بیشک لوگوں نے امام ابو محمد حسن عسکریؑ کے ساتھ برا ارادہ کیا۔ جیسا کہ ایک سے زیادہ احادیث میں ہے کہ وہ صرف امام ابو محمد علیہ السلام کے خلاف برائی کا ارادہ کرنے کے لیے داخل ہوئے تھے اور انہوں نے صالح بن واصف کو مجبور کیا کہ وہ ان پر سختی کریں، خدا ان کو مایوس کرے چنانچہ میں نے انہیں اس کے بارے میں بتایا یعنی میں نے ان سے کہا کہ اس پر سختی کرو اور اسے گالی دو۔ "ارتعدت فرائصنا" ہمارے ارکان مضطرب تھے۔ "و الفريصة" مھملہ کے ساتھ، گردن کے جوڑ اور پہلو اور کندھے کے درمیان کا گوشت ابھی تک ہل رہا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

25/1479 الكافي، ١/٥١٢/٢٢/١ عنه عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْحَسَنِ ٱلْمَكْفُوفُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ بَعْضِ فَصَّادِي ٱلْعَسْكَرِ مِنَ ٱلنَّصَارَى: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْماً فِي وَقْتِ صَلاَةِ ٱلظُّهْرِ فَقَالَ لِي إِفْصِدْ هَذَا ٱلْعِرْقَ قَالَ وَ نَاوَلَنِي عِرْقاً لَمْ أَفْهَمْهُ مِنَ ٱلْعُرُوقِ ٱلَّتِي تُفْصَدُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا رَأَيْتُ أَمْراً أَعْجَبَ مِنْ هَذَا يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْصِدَ فِي وَقْتِ ٱلظُّهْرِ وَ لَيْسَ بِوَقْتِ فَصْدٍ وَ ٱلثَّانِيَةُ عِرْقٌ لاَ أَفْهَمُهُ ثُمَّ قَالَ لِيَ ٱنْتَظِرْ وَ كُنْ فِي ٱلدَّارِ

[1] اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۵۰؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۳۰۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۱۳؛ الارشاد: ۲/ ۳۳۴؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۴۸؛ المناقب: ۴/ ۴۲۹؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۷؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۵۹؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۱/ ۲۵۵

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۶۵

فَلَمَّا أَمْسَى دَعَانِي وَ قَالَ لِي سَرِّحِ اَلدَّمَ فَسَرَّحْتُ ثُمَّ قَالَ لِي أَمْسِكْ فَأَمْسَكْتُ ثُمَّ قَالَ لِي كُنْ فِي اَلدَّارِ فَلَمَّا كَانَ نِصْفُ اَللَّيْلِ أَرْسَلَ إِلَيَّ وَ قَالَ لِي سَرِّحِ اَلدَّمَ قَالَ فَتَعَجَّبْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَجَبِي اَلْأَوَّلِ وَ كَرِهْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ فَسَرَّحْتُ فَخَرَجَ دَمٌ أَبْيَضُ كَأَنَّهُ اَلْمِلْحُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِيَ اِحْبِسْ قَالَ فَحَبَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ كُنْ فِي اَلدَّارِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَمَرَ قَهْرَمَانَهُ أَنْ يُعْطِيَنِي ثَلاَثَةَ دَنَانِيرَ فَأَخَذْتُهَا وَ خَرَجْتُ حَتَّى أَتَيْتُ اِبْنَ بَخْتِيشُوعَ اَلنَّصْرَانِيَّ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ اَلْقِصَّةَ قَالَ فَقَالَ لِي وَ اَللَّهِ مَا أَفْهَمُ مَا تَقُولُ وَ لاَ أَعْرِفُهُ فِي شَيْءٍ مِنَ اَلطِّبِّ وَ لاَ قَرَأْتُهُ فِي كِتَابٍ وَ لاَ أَعْلَمُ فِي دَهْرِنَا أَعْلَمَ بِكُتُبِ اَلنَّصْرَانِيَّةِ مِنْ فُلاَنٍ اَلْفَارِسِيِّ فَاخْرُجْ إِلَيْهِ قَالَ فَاكْتَرَيْتُ زَوْرَقاً إِلَى اَلْبَصْرَةِ وَ أَتَيْتُ اَلْأَهْوَازَ ثُمَّ صِرْتُ إِلَى فَارِسَ إِلَى صَاحِبِي فَأَخْبَرْتُهُ اَلْخَبَرَ قَالَ وَ قَالَ أَنْظِرْنِي أَيَّاماً فَأَنْظَرْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مُتَقَاضِياً قَالَ فَقَالَ لِي إِنَّ هَذَا اَلَّذِي تَحْكِيهِ عَنْ هَذَا اَلرَّجُلِ فَعَلَهُ اَلْمَسِيحُ فِي دَهْرِهِ مَرَّةً.

محمد بن حسن مکفوف کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے عسکر کے عیسائیوں میں سے ایک فصد (پچھنے) لگانے والے سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے نماز ظہر کے وقت مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا: اس رگ پر فصد لگاؤ۔

اس کا بیان ہے کہ آپؑ نے مجھے ایک رگ دکھائی جس کا فصد کے لیے استعمال ہونے والی رگوں میں سے ہونا مجھے معلوم نہیں تھا۔ پس میں نے اپنے دل میں کہا: میں نے اس سے زیادہ عجیب بات نہیں دیکھی۔ ایک تو انہوں نے ظہر (دوپہر) کے وقت فصد لگانے کا مجھے حکم دیا ہے جبکہ یہ اس کا وقت نہیں ہے اور دوسرا ایسی رگ پر کہ جسے میں جانتا ہی نہیں۔

پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: گھر میں انتظار کرو۔

پس جب شام ہوئی تو آپؑ نے مجھے بلایا اور فرمایا: خون کھول دو۔

چنانچہ میں نے اسے کھول دیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اسے پکڑ کر رکھو۔

پس میں نے اس کو پکڑ لیا۔

پھر آپؑ نے مجھے فرمایا: گھر میں ہی رہو۔

پھر جب آدھی رات ہوئی تو آپؑ نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا: خون کو کھول دو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس سے میری حیرت میں پہلی دفعہ سے زیادہ اضافہ ہوا لیکن مجھے ان سے پوچھنا اچھا نہیں لگا۔ پس میں نے اسے کھول دیا تو نمک جیسا سفید خون نکلا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اس کو روک دو۔

راوی کا کہنا ہے کہ میں نے اسے روک دیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آپؑ نے فرمایا: گھر میں ہی رہو۔

پس جب صبح ہوئی تو آپؑ نے اپنے منشی (کلرک) کو حکم دیا کہ وہ مجھے تین دینار ادا کر دے۔

پس میں دینار لے کر چلا گیا۔ یہاں تک کہ میں ابن بختیشوع نصرانی سے ملنے گیا تو میں نے اسے ساری کہانی سنائی۔

راوی نے کہا ہے کہ اس نے مجھ سے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہاری بات کو نہیں سمجھتا اور نہ ہی مجھے اس بارے کسی دوا کا کچھ علم ہے، نہ ہی میں نے کسی کتاب میں ایسی کوئی بات پڑھی ہے اور میں ہمارے زمانے میں عیسائیت کی کتب میں سے فلاں فارسی آدمی سے زیادہ علم رکھنے والا کسی کو نہیں جانتا۔ پس تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں ایک کشتی کرایہ پر لے کر بصرہ گیا، پھر اہواز پہنچا اور پھر فارس اس مذکورہ صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ پس میں نے اسے خبر سنائی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے مجھ سے کہا: مجھے کچھ دن دو۔

چنانچہ میں نے کچھ دن انتظار کیا اور پھر جواب کے لیے اس کے پاس گیا تو اُس نے کہا: جو تم اس آدمی سے حکایت بیان کی ہے تو اس نے ایسا کام کیا ہے جو حضرت مسیحؑ نے اپنے زمانے میں صرف ایک بار کیا تھا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

26/1480 الکافی، ۱/۵۱۳/۲۵/۱ عنه عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ حُجْرٍ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَشْكُو عَبْدَ اَلْعَزِيزِ بْنَ دُلَفَ وَ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَمَّا عَبْدُ اَلْعَزِيزِ فَقَدْ كُفِيتَهُ وَ أَمَّا يَزِيدُ فَإِنَّ لَكَ وَ لَهُ مَقَاماً بَيْنَ يَدَيِ اَللَّهِ فَمَاتَ عَبْدُ اَلْعَزِيزِ وَ قَتَلَ يَزِيدُ مُحَمَّدَ

[1] وسائل الشیعہ: ۱۷/ ۱۰۷ ح ۲۲۱۰۵؛ بحار الانوار: ۵۹/ ۱۳۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۶۰؛ مسند الامام العسکری: ۸۶؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۶۲

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۶۶

بْنَ حُجْرٍ .

اسی راوی نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ محمد بن حجر نے ایک بار امام حسن عسکری علیہ السلام کو عبدالعزیز بن دلف اور یزید بن عبداللہ کے خلاف شکایت کرتے ہوئے خط لکھا تو آپؑ نے جواب میں لکھا: جہاں تک عبدالعزیز کا تعلق ہے تو تم اس سے نجات پا گئے ہو اور جہاں تک یزید کا تعلق ہے تو تمہارے لیے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک مقام ہے۔

پس عبدالعزیز مر گیا اور یزید نے محمد بن حجر کو قتل کر دیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ [2]

27/1481 الکافی، ۱/۵۱۳/۲۶/۱ عنه عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: سُلِّمَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِلَى نِحْرِيرٍ فَكَانَ يُضَيِّقُ عَلَيْهِ وَ يُؤْذِيهِ قَالَ فَقَالَتْ لَهُ اِمْرَأَتُهُ وَيْلَكَ اِتَّقِ اَللَّهَ لاَ تَدْرِي مَنْ فِي مَنْزِلِكَ وَ عَرَّفَتْهُ صَلاَحَهُ وَ قَالَتْ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ مِنْهُ فَقَالَ لَأَرْمِيَنَّهُ بَيْنَ اَلسِّبَاعِ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ بِهِ فَرُئِيَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَائِماً يُصَلِّي وَ هِيَ حَوْلَهُ .

اسی راوی نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو نحریر (چڑیا گھر کے ایک محافظ) کی نگرانی میں رکھا گیا تھا جو آپؑ پر سختی کرتا اور آپؑ کو تکلیف پہنچاتا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا: افسوس ہے تم پر، اللہ سے ڈرو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے گھر میں کون ہے اور اس نے امام علیہ السلام کے حسن سلوک کو بیان کیا اور کہا: میں ان کی وجہ تم پر خوفزدہ ہوں۔

اس نے کہا: میں اس کو درندوں کے سامنے پھینک دوں گا۔

پس اس (حرامی) نے ایسا کر ڈالا مگر میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام ان (درندوں) کے درمیان کھڑے نماز

[1] المناقب: ۴/۴۳۳؛ بحار الانوار: ۵۰/۲۸۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۶۲؛ الثاقب فی المناقب: ۵۷۳؛ موسوعہ الامام العسکری: ۲/۳۱۴؛ مسند الامام العسکری: ۸۷؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۷۹؛ موسوعہ اہل البیت: ۱۸/۴۰

[2] مراۃ العقول: ۶/۱۶۸

پڑھ رہے ہیں اور وہ آپؑ کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ ①

بیان:

إنما سلم إلی نحریر لیحبسه عنده في بیته و كأنه لعنه الله كان عدواً له ع

❂ ''انما سلم الی نحریر'' یعنی تا کہ وہ ان کو اپنے پاس اپنے گھر میں قید کرے گویا کہ وہ ملعون آپؑ کا دشمن تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ ②

28/1482 الكافی ۱/۵۱۳/۲۷/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِأَنْظُرَ إِلَى خَطِّهِ فَأَعْرِفَهُ إِذَا وَرَدَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ يَا أَحْمَدُ إِنَّ اَلْخَطَّ سَيَخْتَلِفُ عَلَيْكَ مِنْ بَيْنِ اَلْقَلَمِ اَلْغَلِيظِ إِلَى اَلْقَلَمِ اَلدَّقِيقِ فَلاَ تَشُكَّنَّ ثُمَّ دَعَا بِالدَّوَاةِ فَكَتَبَ وَ جَعَلَ يَسْتَمِدُّ إِلَى مَجْرَى اَلدَّوَاةِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَ هُوَ يَكْتُبُ أَسْتَوْهِبُهُ اَلْقَلَمَ اَلَّذِي كَتَبَ بِهِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ اَلْكِتَابَةِ أَقْبَلَ يُحَدِّثُنِي وَ هُوَ يَمْسَحُ اَلْقَلَمَ بِمِنْدِيلِ اَلدَّوَاةِ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ هَاكَ يَا أَحْمَدُ فَنَاوَلَنِيهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي مُغْتَمٌّ لِشَيْءٍ يُصِيبُنِي فِي نَفْسِي وَ قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ أَبَاكَ فَلَمْ يُقْضَ لِي ذَلِكَ فَقَالَ وَ مَا هُوَ يَا أَحْمَدُ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي رُوِيَ لَنَا عَنْ آبَائِكَ أَنَّ نَوْمَ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَى أَقْفِيَتِهِمْ وَ نَوْمَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَى أَيْمَانِهِمْ وَ نَوْمَ اَلْمُنَافِقِينَ عَلَى شَمَائِلِهِمْ وَ نَوْمَ اَلشَّيَاطِينِ عَلَى وُجُوهِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَذَلِكَ هُوَ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي فَإِنِّي أَجْهَدُ أَنْ أَنَامَ عَلَى يَمِينِي فَمَا يُمْكِنُنِي وَ لاَ يَأْخُذُنِي اَلنَّوْمُ عَلَيْهَا فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا أَحْمَدُ اُدْنُ مِنِّي فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ أَدْخِلْ يَدَكَ تَحْتَ ثِيَابِكَ فَأَدْخَلْتُهَا فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ ثِيَابِهِ وَ أَدْخَلَهَا تَحْتَ ثِيَابِي فَمَسَحَ بِيَدِهِ اَلْيُمْنَى عَلَى جَانِبِي اَلْأَيْسَرِ وَ بِيَدِهِ اَلْيُسْرَى عَلَى جَانِبِي اَلْأَيْمَنِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ أَحْمَدُ

---

① اعلام الوریٰ: ۲/۱۵۱؛ الارشاد: ۲/۳۳۴؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۳؛ الخرائج والجرائح: ۱/۴۳۷؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۹؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۶۸؛ المناقب: ۴/۴۳۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۶۲؛ الثاقب فی المناقب: ۵۸۰؛ بحارالانوار: ۵۰/۳۰۹؛ موسوعہ اہل البیت ۱۸: ۱۰۹/۱۸

② مرآۃ العقول: ۶/۱۶۸

فَمَا أَقْدِرُ أَنْ أَنَامَ عَلَى يَسَارِي مُنْذُ فَعَلَ ذَلِكَ بِي عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَا يَأْخُذُنِي نَوْمٌ عَلَيْهَا أَصْلاً.

احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں امام حسن عسکریؑ کے پاس گیا اور آپؑ سے عرض کیا: میرے لیے چند سطریں لکھ دیں تاکہ میں جب بھی ان کے ہاتھ کی تحریر دیکھوں تو پہچان سکوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں۔

پھر فرمایا: اے احمد! باریک قلم اور موٹے قلم سے لکھی گئی تحریر تمہیں مختلف نظر آئے گی پس شک نہ کرنا۔

پھر آپؑ نے قلم اور سیاہی منگوا کر لکھنا شروع کیا اور آپؑ نے سیاہی کو رواں کیا تو جب آپؑ لکھ رہے تھے اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا: میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے وہ قلم تحفے میں دے دیں جس سے وہ لکھ رہے ہیں۔

پس جب آپؑ لکھنے سے فارغ ہوئے تو میری طرف گفتگو کے لیے متوجہ ہوئے جبکہ آپؑ سیاہی دان کے رومال سے قلم کو کچھ دیر صاف کرتے رہے پھر فرمایا: اے احمد! یہ تیرے لیے ہے۔

پس آپؑ نے وہ مجھے دیا تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں اس چیز سے غمگین ہوں جو میرے دل میں ہے۔ میں آپؑ کے والد بزرگوارؑ سے بھی اس بارے میں پوچھنا چاہتا تھا لیکن مجھے موقع نہیں ملا۔

آپؑ نے فرمایا: اے احمد! وہ کون سی بات ہے؟

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! ہمارے لیے آپؑ کے بزرگوں سے روایت کی گئی ہے کہ انبیاء اپنی پیٹھ کے بل سوتے ہیں، مومنین دائیں کروٹ پر سوتے ہیں، منافق بائیں طرف سوتے ہیں اور شیطان پیٹ کے بل سوتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں اپنے دائیں طرف سونے کی کوشش کرتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس پر مجھے نیند آتی ہے؟

آپؑ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اے احمد! میرے قریب آؤ۔

پس میں آپؑ کے قریب گیا تو آپؑ نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے کپڑوں کے نیچے رکھو۔

پس میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپؑ نے اپنا ہاتھ اپنے کپڑوں کے نیچے سے نکالا اور میرے کپڑوں کے نیچے رکھ دیا پس آپؑ نے اپنے دائیں ہاتھ سے میرے بائیں طرف اور بائیں ہاتھ سے میرے دائیں طرف کا

تین بار ملا۔

احمد کہ بیان ہے کہ جب سے آپؑ نے میرے ساتھ وہ عمل کیا تب سے میں اپنی بائیں جانب سو ہی نہیں پا رہا ہوں اور مجھے اس پر بالکل نیند نہیں آتی۔ [1]

بیان:

و جعل يستمد يطلب المداد بالقلم ضمن الاستمداد معنى الإنهاء و نحوه فعداه بإلى قال في الكافي ولد أبو محمد الحسن بن علي ع في شهر رمضان و في نسخة أخرى في شهر ربيع الآخر سنة اثنتين و ثلاثين و مائتين و قبض ع يوم الجمعة لثمان ليال خلون من شهر ربيع الأول سنة ستين و مائتين و هو ابن ثمان و عشرين سنة و دفن في داره في البيت الذي دفن فيه أبوه بسر من رأى و أمه أم ولد يقال لها حديث و في التهذيب اقتصر على التاريخ الثاني في الولادة و وافقه في سائر المذكورات

❂ "وجعل يستمد" یعنی اس نے مد طلب کی قلم کے ذریعہ۔

کتاب الکافی میں مرقوم ہے کہ امام حسن عسکریؑ ابن امام علی نقیؑ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک میں ہوئی۔

ایک دوسرے نسخہ میں ہے کہ آپؑ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ہوئی اور آپؑ کی شہادت ماہ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں ہوئی۔

اور آپؑ کی عمر مبارک اٹھائیس سال تھی اور آپؑ کو آپؑ کے گھر میں دفن کیا گیا تھا، جو سر من رائے میں ہے۔

آپؑ کی والدہ محترمہ ام ولد تھیں جن کا نام سیّدہ عالیہ حدیثؑ تھا۔

کتاب تہذیب میں آپؑ کی ولادت کی دوسری تاریخ مرقوم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [2]

---

[1] وسائل الشیعہ: ۶/ ۵۰۲ ح ۸۵۳۸؛ مفتاح الفلاح: ۲۸۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۵۴۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۸؛ الثاقب فی المناقب: ۵۸۱؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۸۶؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۲/ ۱۷۴ ح ۳۱۴۷۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۸/ ۳۲

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۷۰

۱۲۴ ـ باب ما جاء في الصاحب علیہ السلام

باب: جو کچھ حضرت الصاحب (الزمان) علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے

1/1483 الكافی ۱/۵۱۵/۳/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا اَلْقُمِّيِّينَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ غَانِمٍ اَلْهِنْدِيِّ قَالَ: كُنْتُ بِمَدِينَةِ اَلْهِنْدِ اَلْمَعْرُوفَةِ بِقِشْمِيرَ اَلدَّاخِلَةِ وَ أَصْحَابٌ لِي يَقْعُدُونَ عَلَى كَرَاسِيَّ عَنْ يَمِينِ اَلْمَلِكِ أَرْبَعُونَ رَجُلاً كُلُّهُمْ يَقْرَأُ اَلْكُتُبَ اَلْأَرْبَعَةَ اَلتَّوْرَاةَ وَ اَلْإِنْجِيلَ وَ اَلزَّبُورَ وَ صُحُفَ إِبْرَاهِيمَ نَقْضِي بَيْنَ اَلنَّاسِ وَ نُفَقِّهُهُمْ فِي دِينِهِمْ وَ نُفْتِيهِمْ فِي حَلاَلِهِمْ وَ حَرَامِهِمْ يَفْزَعُ اَلنَّاسُ إِلَيْنَا اَلْمَلِكُ فَمَنْ دُونَهُ فَتَجَارَيْنَا ذِكْرَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْنَا هَذَا اَلنَّبِيُّ اَلْمَذْكُورُ فِي اَلْكُتُبِ قَدْ خَفِيَ عَلَيْنَا أَمْرُهُ وَ يَجِبُ عَلَيْنَا اَلْفَحْصُ عَنْهُ وَ طَلَبُ أَثَرِهِ وَ اِتَّفَقَ رَأْيُنَا وَ تَوَافَقْنَا عَلَى أَنْ أَخْرُجَ فَأَرْتَادَ لَهُمْ فَخَرَجْتُ وَ مَعِي مَالٌ جَلِيلٌ فَسِرْتُ اِثْنَيْ عَشَرَ شَهْراً حَتَّى قَرُبْتُ مِنْ كَابُلَ فَعَرَضَ لِي قَوْمٌ مِنَ اَلتُّرْكِ فَقَطَعُوا عَلَيَّ وَ أَخَذُوا مَالِي وَ جُرِحْتُ جِرَاحَاتٍ شَدِيدَةً وَ دُفِعْتُ إِلَى مَدِينَةِ كَابُلَ فَأَنْفَذَنِي مَلِكُهَا لَمَّا وَقَفَ عَلَى خَبَرِي إِلَى مَدِينَةِ بَلْخٍ وَ عَلَيْهَا إِذْ ذَاكَ دَاوُدُ بْنُ اَلْعَبَّاسِ بْنِ أَبِي اَلْأَسْوَدِ فَبَلَغَهُ خَبَرِي وَ أَنِّي خَرَجْتُ مُرْتَاداً مِنَ اَلْهِنْدِ وَ تَعَلَّمْتُ اَلْفَارِسِيَّةَ وَ نَاظَرْتُ اَلْفُقَهَاءَ وَ أَصْحَابَ اَلْكَلاَمِ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ دَاوُدُ بْنُ اَلْعَبَّاسِ فَأَحْضَرَنِي مَجْلِسَهُ وَ جَمَعَ عَلَيَّ اَلْفُقَهَاءَ فَنَاظَرُونِي فَأَعْلَمْتُهُمْ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْ بَلَدِي أَطْلُبُ هَذَا اَلنَّبِيَّ اَلَّذِي وَجَدْتُهُ فِي اَلْكُتُبِ فَقَالَ لِي مَنْ هُوَ وَ مَا اِسْمُهُ فَقُلْتُ مُحَمَّدٌ فَقَالُوا هُوَ نَبِيُّنَا اَلَّذِي تَطْلُبُ فَسَأَلْتُهُمْ عَنْ شَرَائِعِهِ فَأَعْلَمُونِي فَقُلْتُ لَهُمْ أَنَا أَعْلَمُ أَنَّ مُحَمَّداً نَبِيٌّ وَ لاَ أَعْلَمُهُ هَذَا اَلَّذِي تَصِفُونَ أَمْ لاَ فَأَعْلِمُونِي مَوْضِعَهُ لِأَقْصِدَهُ فَأُسَائِلَهُ عَنْ عَلاَمَاتٍ عِنْدِي وَ دَلاَلاَتٍ فَإِنْ كَانَ صَاحِبِيَ اَلَّذِي طَلَبْتُ آمَنْتُ بِهِ فَقَالُوا قَدْ مَضَى صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْتُ فَمَنْ وَصِيُّهُ وَ خَلِيفَتُهُ فَقَالُوا أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ فَسَمُّوهُ لِي فَإِنَّ هَذِهِ كُنْيَتُهُ قَالُوا عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ وَ نَسَبُوهُ إِلَى قُرَيْشٍ قُلْتُ فَانْسُبُوا لِي مُحَمَّداً نَبِيَّكُمْ فَنَسَبُوهُ لِي فَقُلْتُ

لَيْسَ هَذَا صَاحِبِيَ اَلَّذِي طَلَبْتُ صَاحِبِيَ اَلَّذِي أَطْلُبُهُ خَلِيفَتُهُ أَخُوهُ فِي اَلدِّينِ وَ اِبْنُ عَمِّهِ فِي اَلنَّسَبِ وَ زَوْجُ اِبْنَتِهِ وَ أَبُو وُلْدِهِ لَيْسَ لِهَذَا اَلنَّبِيِّ ذُرِّيَّةٌ عَلَى اَلْأَرْضِ غَيْرُ وُلْدِ هَذَا اَلرَّجُلِ اَلَّذِي هُوَ خَلِيفَتُهُ قَالَ فَوَثَبُوا بِي وَ قَالُوا أَيُّهَا اَلْأَمِيرُ إِنَّ هَذَا قَدْ خَرَجَ مِنَ اَلشِّرْكِ إِلَى اَلْكُفْرِ هَذَا حَلاَلُ اَلدَّمِ فَقُلْتُ لَهُمْ يَا قَوْمُ أَنَا رَجُلٌ مَعِي دِينٌ مُتَمَسِّكٌ بِهِ لاَ أُفَارِقُهُ حَتَّى أَرَى مَا هُوَ أَقْوَى مِنْهُ إِنِّي وَجَدْتُ صِفَةَ هَذَا اَلرَّجُلِ فِي اَلْكُتُبِ اَلَّتِي أَنْزَلَهَا اَللَّهُ عَلَى أَنْبِيَائِهِ وَ إِنَّمَا خَرَجْتُ مِنْ بِلاَدِ اَلْهِنْدِ وَ مِنَ اَلْعِزِّ اَلَّذِي كُنْتُ فِيهِ طَلَباً لَهُ فَلَمَّا فَحَصْتُ عَنْ أَمْرِ صَاحِبِكُمُ اَلَّذِي ذَكَرْتُمْ لَمْ يَكُنِ اَلنَّبِيَّ اَلْمَوْصُوفَ فِي اَلْكُتُبِ فَكَفُّوا عَنِّي وَ بَعَثَ اَلْعَامِلُ إِلَى رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ اَلْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيبَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ نَاظِرْ هَذَا اَلرَّجُلَ اَلْهِنْدِيَّ فَقَالَ لَهُ اَلْحُسَيْنُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ عِنْدَكَ اَلْفُقَهَاءُ وَ اَلْعُلَمَاءُ وَ هُمْ أَعْلَمُ وَ أَبْصَرُ بِمُنَاظَرَتِهِ فَقَالَ لَهُ نَاظِرْهُ كَمَا أَقُولُ لَكَ وَ اُخْلُ بِهِ وَ اُلْطُفْ لَهُ فَقَالَ لِيَ اَلْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيبَ بَعْدَ مَا فَاوَضْتُهُ إِنَّ صَاحِبَكَ اَلَّذِي تَطْلُبُهُ هُوَ اَلنَّبِيُّ اَلَّذِي وَصَفَهُ هَؤُلاَءِ وَ لَيْسَ اَلْأَمْرُ فِي خَلِيفَتِهِ كَمَا قَالُوا هَذَا اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ وَ وَصِيُّهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ وَ هُوَ زَوْجُ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَ أَبُو اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ سِبْطَيْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ غَانِمٌ أَبُو سَعِيدٍ فَقُلْتُ اَللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا اَلَّذِي طَلَبْتُ فَانْصَرَفْتُ إِلَى دَاوُدَ بْنِ اَلْعَبَّاسِ فَقُلْتُ لَهُ أَيُّهَا اَلْأَمِيرُ وَجَدْتُ مَا طَلَبْتُ وَ أَنَا أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ قَالَ فَبَرَّنِي وَ وَصَلَنِي وَ قَالَ لِلْحُسَيْنِ تَفَقَّدْهُ قَالَ فَمَضَيْتُ إِلَيْهِ حَتَّى آنَسْتُ بِهِ وَ فَقَّهَنِي فِيمَا اِحْتَجْتُ إِلَيْهِ مِنَ اَلصَّلاَةِ وَ اَلصِّيَامِ وَ اَلْفَرَائِضِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّا نَقْرَأُ فِي كُتُبِنَا أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَاتَمُ اَلنَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ وَ أَنَّ اَلْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ إِلَى وَصِيِّهِ وَ وَارِثِهِ وَ خَلِيفَتِهِ مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ إِلَى اَلْوَصِيِّ بَعْدَ اَلْوَصِيِّ لاَ يَزَالُ أَمْرُ اَللَّهِ جَارِياً فِي أَعْقَابِهِمْ حَتَّى تَنْقَضِيَ اَلدُّنْيَا فَمَنْ وَصِيُّ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ قَالَ اَلْحَسَنُ ثُمَّ اَلْحُسَيْنُ اِبْنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ سَاقَ اَلْأَمْرَ فِي اَلْوَصِيَّةِ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى صَاحِبِ اَلزَّمَانِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ أَعْلَمَنِي مَا حَدَثَ فَلَمْ يَكُنْ لِي هِمَّةٌ إِلاَّ طَلَبُ اَلنَّاحِيَةِ فَوَافَى قُمَّ وَ قَعَدَ مَعَ أَصْحَابِنَا فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ خَرَجَ مَعَهُمْ حَتَّى وَافَى

بَغْدَادَ وَ مَعَهُ رَفِيقٌ لَهُ مِنْ أَهْلِ اَلسِّنْدِ كَانَ صَحِبَهُ عَلَى اَلْمَذْهَبِ قَالَ فَحَدَّثَنِي غَانِمٌ قَالَ وَ أَنْكَرْتُ مِنْ رَفِيقِي بَعْضَ أَخْلاَقِهِ فَهَجَرْتُهُ وَ خَرَجْتُ حَتَّى سِرْتُ إِلَى اَلْعَبَّاسِيَّةِ أَتَهَيَّأُ لِلصَّلاَةِ وَ أُصَلِّي وَ إِنِّي لَوَاقِفٌ مُتَفَكِّرٌ فِيمَا قَصَدْتُ لِطَلَبِهِ إِذَا أَنَا بِآتٍ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ أَنْتَ فُلاَنٌ اِسْمُهُ بِالْهِنْدِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَجِبْ مَوْلاَكَ فَمَضَيْتُ مَعَهُ فَلَمْ يَزَلْ يَتَخَلَّلُ بِيَ اَلطُّرُقَ حَتَّى أَتَى دَاراً وَ بُسْتَاناً فَإِذَا أَنَا بِهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِسٌ فَقَالَ مَرْحَباً يَا فُلاَنُ بِكَلاَمِ اَلْهِنْدِ كَيْفَ حَالُكَ وَ كَيْفَ خَلَّفْتَ فُلاَناً وَ فُلاَناً حَتَّى عَدَّ اَلْأَرْبَعِينَ كُلَّهُمْ فَسَأَلَنِي عَنْهُمْ وَاحِداً وَاحِداً ثُمَّ أَخْبَرَنِي بِمَا تَجَارَيْنَا كُلُّ ذَلِكَ بِكَلاَمِ اَلْهِنْدِ ثُمَّ قَالَ أَرَدْتَ أَنْ تَحُجَّ مَعَ أَهْلِ قُمَّ قُلْتُ نَعَمْ يَا سَيِّدِي فَقَالَ لاَ تَحُجَّ مَعَهُمْ وَ اِنْصَرِفْ سَنَتَكَ هَذِهِ وَ حُجَّ فِي قَابِلٍ ثُمَّ أَلْقَى إِلَيَّ صُرَّةً كَانَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيَ اِجْعَلْهَا نَفَقَتَكَ وَ لاَ تَدْخُلْ إِلَى بَغْدَادَ إِلَى فُلاَنٍ سَمَّاهُ وَ لاَ تُطْلِعْهُ عَلَى شَيْءٍ وَ اِنْصَرِفْ إِلَيْنَا إِلَى اَلْبَلَدِ ثُمَّ وَافَانَا بَعْضُ اَلْفُيُوجِ فَأَعْلَمُونَا أَنَّ أَصْحَابَنَا اِنْصَرَفُوا مِنَ اَلْعَقَبَةِ وَ مَضَى نَحْوَ خُرَاسَانَ فَلَمَّا كَانَ فِي قَابِلٍ حَجَّ وَ أَرْسَلَ إِلَيْنَا بِهَدِيَّةٍ مِنْ طُرَفِ خُرَاسَانَ فَأَقَامَ بِهَا مُدَّةً ثُمَّ مَاتَ رَحِمَهُ اَللَّهُ.

ابو سعید غانم ہندی سے روایت ہے کہ میں اندرونی کشمیر، ہندوستان میں رہتا تھا۔ میرے دوست بادشاہ کے دائیں بائیں کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔ وہ چالیس افراد تھے اور یہ سب چار کتابیں تورات، انجیل، زبور اور حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے پڑھا کرتے تھے، ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے تھے اور انہیں ان کے مذہب کی سمجھ فراہم کرتے تھے اور حلال و حرام کے معاملات میں ان کے لیے فتویٰ جاری کرتے تھے۔ تمام لوگ اپنے بادشاہ سمیت ہم سے مدد مانگتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گفتگو کی اور کہا: یہ نبی (ص) جن کا ذکر کتابوں میں ہے وہ ہمارے لیے مخفی ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے اور ان کے معاملات میں حقائق تلاش کرنے کے کام کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ پس ہم نے اس بات پر اتفاق کیا کہ مجھے باہر جا کر حقائق تلاش کرنے کے کام کی قیادت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد میں بڑی رقم لے کر باہر نکلا اور کابل کے قریب پہنچنے تک بارہ مہینے کا سفر کیا۔ ترکی کے ڈاکوؤں نے مجھے شدید زخمی بھی کر دیا اور انہوں نے مجھے کابل کی طرف دھکیل دیا جہاں ان کے بادشاہ نے مجھے بچایا۔ جب اسے میرے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے مجھے بلخ بھیج دیا جو داؤد بن عباس بن ابو الاسود کے زیر کنٹرول تھا۔ میرے متعلق یہ

اطلاع ان تک پہنچی تھی کہ میں ہندوستان سے مذہب کی تلاش میں نکلا ہوں اور میں نے فارسی سیکھی ہے اور فقہاء اور اصحاب کلام (علماء) سے بحث کی ہے۔ چنانچہ داؤد بن عباس نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھے اپنی مجلس میں طلب کیا اور اس نے میرے خلاف فقہاء کو اکٹھا کیا پس انہوں نے مجھ سے بحث کی۔ پھر میں نے انہیں بتایا کہ میں اس نبی (ص) کے بارے میں معلوم کرنے آیا ہوں جن کے بارے میں ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے۔

انہوں نے کہا: وہ کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟

میں نے کہا: اس کا نام محمد (ص) ہے۔

انہوں نے کہا: وہ ہمارا نبیؐ ہے جس کی تم تلاش کر رہے ہو۔

پھر میں نے ان سے ان کے شرائع (یعنی قوانین) کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے مجھے ان کے بارے میں بتایا۔

پھر میں نے کہا: میں جانتا ہوں کہ محمد (ص) نبی ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ آپ حضرات جس کے بارے میں مجھ سے بیان کرتے ہیں وہ وہی ہیں یا نہیں۔ آپ کو دکھانا چاہیے کہ وہ کہاں ہیں تا کہ میں جا کر معلوم کر سکوں کہ جو نشانات میرے پاس ان کے بارے میں ہیں وہ ان میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایسے ہوئے جس کی میں تلاش کر رہا ہوں تو میں ان کا مذہب قبول کر لوں گا۔

انہوں نے کہا: وہ تو گزر گئے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: ان کی وصی اور ان کا جانشین کون ہے؟

انہوں نے کہا: ابوبکر ہیں۔

میں نے ان سے کہا: مجھے اس کا نام بتاؤ۔ کیا یہ (ابوبکر) ان کی کنیت ہے؟

انہوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عثمان ہے اور ہم نے اسے قریش کی طرف منسوب کیا ہے۔

میں نے ان سے کہا: مجھے محمد (ص) کا شجرہ نسب بتائیں۔

پس انہوں نے مجھے ان کے شجرہ نسب سے آگاہ کیا تو میں نے کہا: یہ وہ شخص نہیں ہے جس کی مجھے تلاش ہے۔ میں جس کی تلاش کر رہا ہوں وہ وہی ہیں جن کا جانشین دین میں ان کا بھائی، نسب کے اعتبار سے ان کا چچا زاد بھائی، ان کی بیٹی کا شوہر اور ان کے بیٹوں کا باپ ہو۔ اس نبی (ص) کی روئے زمین پر کوئی اولاد نہیں ہو گی سوائے اس شخص کے بیٹوں کے جو ان کا جانشین ہے۔

اس کا بیان ہے کہ انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور کہا: اے امیر! یہ شخص شرک سے نکل کر کفر میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا خون بہانا جائز ہے۔ میں نے ان سے کہا: اے لوگو! میرا ایک مذہب پہلے سے ہے اور میں اس پر پختہ یقین رکھتا ہوں۔ میں اسے اس وقت تک ترک نہیں کرنا چاہتا جب تک کہ مجھے اس سے زیادہ مضبوط مذہب نہ مل جائے۔ میں نے اس شخص کی تفصیل ان کتابوں میں پائی ہے جو اللہ نے اپنے انبیاء پر نازل کی ہیں۔ میں اپنے ملک ہندوستان سے وہ تمام عزت اور احترام چھوڑ کر نکلا ہوں جو مجھے صرف اسے ڈھونڈنے کے لیے حاصل تھی۔ جب آپ حضرات نے اپنے نبی کا جائزہ لیا جس طرح کہ مجھ سے بیان کیا ہے تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ لوگوں نے جو بیان کیا ہے وہ کتابوں میں بیان کردہ نبی کے وصف کے جیسا نہیں ہے لہذا مجھے اکیلا چھوڑ دو۔

اور عامل (ایجنٹ) نے حسین بن اشکب نامی ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا: اس ہندوستانی آدمی سے بحث کرو۔

اس نے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے! آپ کے پاس فقہاء اور علماء موجود ہیں اور وہ بہتر جانتے ہیں کہ اس سے بحث کیسے کی جائے۔

اُس نے اُس سے کہا: جیسا کہ میں کہتا ہوں اُس سے بحث کرو اور تم اکیلے میں بھی مل سکتے ہو اور اُس کے ساتھ مہربانی کر سکتے ہو۔ پس میرے مشورے کے بعد حسین بن اشکب نے مجھ سے کہا: جس نبی کی تم تلاش کر رہے ہو وہ وہی ہے جو ان لوگوں نے تمہارے لیے بیان کیا ہے لیکن ان کے جانشین کا بیان وہ نہیں جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے۔ یہ نبی محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلبؑ ہیں اور ان کے جانشین علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلبؑ ہیں جو کہ حضرت محمدؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے شوہر ہیں اور حضرت محمدؐ کے نواسوں حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے والد ہیں۔

غانم ابوسعید کا بیان ہے کہ میں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ یہ وہی ہیں جن کی میں تلاش کر رہا ہوں۔

پھر میں داؤد بن عباس کے پاس واپس آیا اور اس سے کہا: اے امیر! مجھے وہ (نبیؐ) مل گئے ہیں جن کی میں تلاش کر رہا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ حسن سلوک کیا اور میری مدد کی اور حسین سے کہا کہ وہ میری دیکھ بھال کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں ان کے پاس گیا یہاں تک کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہو گیا اور انہوں نے مجھے وہ امور شریعت سکھائے جن کی مجھے ضرورت تھی جیسے نماز، روزہ اور فرائض۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے کہا: ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور ان کے بعد امر ان کے وصی، ان کے وارث اور ان کے جانشین کے پاس ہو گا اور اس کے بعد یہ وصی کے بعد وصی کے پاس ہو گا۔ اللہ کا امر ہمیشہ ایک کے پیچھے ایک میں جاری رہے گا یہاں تک کہ دنیا ختم ہو جائے گی پس حضرت محمد ﷺ کے وصی کا وصی کون ہے؟

اس نے کہا: وہ حضرت حسنؑ ہیں۔ پھر حضرت حسین ہیں اور یہ دونوں حضرت محمد (ص) کے بیٹے ہیں۔ پھر یہ امر وصیت سے چلتا رہے گا یہاں تک کہ حضرت صاحب الزمانؑ تک انتہا ہو گی۔ پھر اس نے مجھے بتایا کہ (امام زمانؑ کے ساتھ) کیا ہوا تھا پس اس کے بعد میں ناحیہ (مقدسہ) کی تلاش کے سوا کوئی اور مقصد نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ قم پہنچا اور دو سو چونسٹھ ہجری میں ہمارے اصحاب کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد وہ ان کے ساتھ روانہ ہوا اور السند سے تعلق رکھنے والے اپنے دوست کے ساتھ بغداد پہنچا جو دین میں اس کا ساتھی تھا۔

محمد بن محمد عامری کا بیان ہے کہ غانم نے مجھ سے بیان کیا: مجھے اپنے ساتھی کے بارے میں کچھ باتیں ناپسند تھیں اور میں اسے چھوڑ کر عباسیہ کی طرف نکل گیا اور اپنے نفس کو نماز کے لیے تیار کیا۔ میں نے نماز شروع کی لیکن میں اپنے مقصد کے بارے میں فکرمند تھا تو اس وقت کوئی میرے پاس آیا اور مجھے میرے ہندوستانی نام سے پکارا۔ میں نے جواب دیا: جی۔

اس نے کہا: تمہارا آقا تمہیں بلا رہا ہے۔

چنانچہ میں اس کے ساتھ چلا گیا اور وہ اِس گلی سے اُس گلی میں چلتے رہے یہاں تک کہ وہ ایک گھر اور ایک باغ میں پہنچے اور میں نے آپ علیہ السلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا: خوش آمدید، اے فلاں اور ہندوستانی زبان میں کلام کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا حال کیسا ہے؟ تم نے فلاں اور کو کیسے چھوڑا تھا یہاں تک کہ آپؑ نے تمام چالیس لوگوں کا ذکر کیا۔ پھر آپؑ نے مجھ سے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں پوچھا اور پھر ہم سب کے درمیان جو کچھ ہوا وہ ہندوستانی زبان میں بتایا، پھر فرمایا: کیا تم اہل قم کے ساتھ حج کرنا چاہتے تھے؟

میں نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: اس سال ان کے ساتھ حج پر نہ جانا بلکہ واپس چلے جاؤ اور آئندہ حج کرو۔ پھر آپؑ نے مجھے

پیسوں کا ایک تھیلا دیا جو آپؑ کے سامنے تھا اور مجھ سے فرمایا: اسے اپنی ضرورت کے لیے خرچ کرو اور فلاں کے پاس بغداد مت جانا اور آپؑ نے اس کا نام بھی بتایا اور فرمایا: اسے کچھ مت بتانا۔

اور وہ ہمارے شہر (قم) میں ہمارے پاس آئے تھے اور ہمیں بعض قافلوں کی خبر دی۔ پس ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھی عقبہ سے واپس آ گئے ہیں اور وہ خراسان چلا گیا اور جب اگلا سال ہوا تو اس نے حج کیا اور خراسان سے ہمارے لیے تحائف بھیجے۔ وہ ایک مدت تک وہیں رہا اور پھر فوت ہو گیا۔ اللہ اسے برکت عطا فرمائے۔"[1]

بیان:

فتجارينا أجرينا فيا بيننا فأرتاد أطلب فاوضته كلمته و كلمني ثم أعلمني ما حدث يعني غصب الخلافة و ارتداد الصحابة و خفاء الأئمة و غيبة الصاحب ع طلب الناحية يعني الصاحب ع فوافى قم هذا من كلام محمد بن محمد و كذا قوله فيا بعد ثم وافانا بعد فإنهما رجوع من الحكاية إلى التكلم سنة أربع و ستين هكذا وجد في النسخ و لعله سقط منه عدد مئاتها أو حذف الفيوج جمع فيج بالفاء ثم الياء المثناة من تحت ثم الجيم معرب بيك و مضى يعني الغانم

❁ "فتجارينا" یعنی ہم نے آپس میں بات چیت کی۔

"فارتاد" میں طلب کرتا ہوں۔

"فاوضته" میں نے ان سے کلام کیا اور اس نے مجھ سے کیا۔ "ثم اعلمنی ماحدث" یعنی اس نے خلافت کو غصب کیا اور لوگ مرتد ہو گئے اور آئمہ طاہرینؑ کو تنہا کر دیا گیا۔ اور امام زمانہؑ نے غیبت اختیار فرمائی۔

"طلب الناحیه" یعنی امام زمانہؑ۔

"فوافی قم" یہ کلام محمد بن محمد کا ہے اور اس طرح اس کا قول جو اس کے بعد ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

2/1484 الکافی، ۱/۵۱۷/۴/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ النَّضْرِ وَ أَبَا صِدَامٍ

---

[1] مدینۃ المعاجز: ۸/ ۷۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۲۰/ ۷۶؛ من حو المہدیؑ: ۹/ ۳۸۵؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۸۴؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۲۷؛ کمال الدین: ۲/ ۴۳ ۷؛ الخرائج والجرائح: ۳/ ۱۰۹۵؛ منتخب الانوار المضیہ: ۱۶۳

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۷۸

وَ جَمَاعَةً تَكَلَّمُوا بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فِيمَا فِي أَيْدِي ٱلْوُكَلاَءِ وَ أَرَادُوا ٱلْفَحْصَ فَجَاءَ ٱلْحَسَنُ بْنُ ٱلنَّضْرِ إِلَى أَبِي ٱلصِّدَامِ فَقَالَ إِنِّي أُرِيدُ ٱلْحَجَّ فَقَالَ لَهُ أَبُو صِدَامٍ أَخِّرْهُ هَذِهِ ٱلسَّنَةَ فَقَالَ لَهُ ٱلْحَسَنُ بْنُ ٱلنَّضْرِ إِنِّي أَفْزَعُ فِي ٱلْمَنَامِ وَ لاَ بُدَّ مِنَ ٱلْخُرُوجِ وَ أَوْصَى إِلَى أَحْمَدَ بْنِ يَعْلَى بْنِ حَمَّادٍ وَ أَوْصَى لِلنَّاحِيَةِ بِمَالٍ وَ أَمَرَهُ أَنْ لاَ يُخْرِجَ شَيْئاً إِلاَّ مِنْ يَدِهِ إِلَى يَدِهِ بَعْدَ ظُهُورِهِ قَالَ فَقَالَ ٱلْحَسَنُ لَمَّا وَافَيْتُ بَغْدَادَ ٱكْتَرَيْتُ دَاراً فَنَزَلْتُهَا فَجَاءَنِي بَعْضُ ٱلْوُكَلاَءِ بِثِيَابٍ وَ دَنَانِيرَ وَ خَلَّفَهَا عِنْدِي فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا قَالَ هُوَ مَا تَرَى ثُمَّ جَاءَنِي آخَرُ بِمِثْلِهَا وَ آخَرُ حَتَّى كَبَسُوا ٱلدَّارَ ثُمَّ جَاءَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بِجَمِيعِ مَا كَانَ مَعَهُ فَتَعَجَّبْتُ وَ بَقِيتُ مُتَفَكِّراً فَوَرَدَتْ عَلَيَّ رُقْعَةُ ٱلرَّجُلِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِذَا مَضَى مِنَ ٱلنَّهَارِ كَذَا وَ كَذَا فَاحْمِلْ مَا مَعَكَ فَرَحَلْتُ وَ حَمَلْتُ مَا مَعِي وَ فِي ٱلطَّرِيقِ صُعْلُوكٌ يَقْطَعُ ٱلطَّرِيقَ فِي سِتِّينَ رَجُلاً فَاجْتَزْتُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَنِي ٱللَّهُ مِنْهُ فَوَافَيْتُ ٱلْعَسْكَرَ وَ نَزَلْتُ فَوَرَدَتْ عَلَيَّ رُقْعَةٌ أَنِ ٱحْمِلْ مَا مَعَكَ فَعَبَّيْتُهُ فِي صِنَانِ ٱلْحَمَّالِينَ فَلَمَّا بَلَغْتُ ٱلدِّهْلِيزَ إِذَا فِيهِ أَسْوَدُ قَائِمٌ فَقَالَ أَنْتَ ٱلْحَسَنُ بْنُ ٱلنَّضْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ٱدْخُلْ فَدَخَلْتُ ٱلدَّارَ وَ دَخَلْتُ بَيْتاً وَ فَرَّغْتُ صِنَانَ ٱلْحَمَّالِينَ وَ إِذَا فِي زَاوِيَةِ ٱلْبَيْتِ خُبْزٌ كَثِيرٌ فَأَعْطَى كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ ٱلْحَمَّالِينَ رَغِيفَيْنِ وَ أُخْرِجُوا وَ إِذَا بَيْتٌ عَلَيْهِ سِتْرٌ فَنُودِيتُ مِنْهُ يَا حَسَنَ بْنَ ٱلنَّضْرِ ٱحْمَدِ ٱللَّهَ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ عَلَيْكَ وَ لاَ تَشُكَّنَّ فَوَدَّ ٱلشَّيْطَانُ أَنَّكَ شَكَكْتَ وَ أَخْرَجَ إِلَيَّ ثَوْبَيْنِ وَ قِيلَ خُذْهَا فَسَتَحْتَاجُ إِلَيْهِمَا فَأَخَذْتُهُمَا وَ خَرَجْتُ قَالَ سَعْدٌ فَانْصَرَفَ ٱلْحَسَنُ بْنُ ٱلنَّضْرِ وَ مَاتَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَ كُفِّنَ فِي ٱلثَّوْبَيْنِ.

سعد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حسن بن نضر، ابوصدام اور ایک گروہ نے امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد آپس میں بیٹھ کر گفتگو کی کہ آپؑ کے وکلاء کے پاس جو رقم ہے وہ کس کی خدمت میں پیش کی جائے۔ بالآخر طے یہ ہوا کہ تفحص و تجسس کر لیا جائے۔ چنانچہ حسن بن نضر، ابوصدام کے پاس آئے اور کہا: میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے۔

ابوصدام نے کہا: اسے اس سال چھوڑ دو۔

حسن نے کہا: میں نے ڈراونا خواب دیکھا ہے لہذا جانا ضروری ہے۔

اس کے بعد انھوں نے احمد بن ابو یعلی بن حماد کو وصیت کی اور اس وصیت میں کچھ رقم ناحیۂ مقدسہ (بارگاہِ امام زمانہؑ) کے لیے مقرر کر دی اور کہا کہ ان کے ظہور کے بعد تم اپنے ہاتھ سے یہ رقم ان کے حوالے کر دینا۔

حسن بن نضر کا بیان ہے کہ جب میں حج کے ارادے سے نکل کر بغداد پہنچا تو ایک مکان کرائے پر لے کر وہاں قیام کیا۔ پس امام حسن عسکریؑ کے کچھ وکلاء میرے پاس آئے اور بہت سے کپڑے اور دینار میرے حوالے کیے۔

میں نے اُن سے کہا: یہ کیا ہے؟

اُنھوں نے کہا: یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

پھر یکے بعد دیگرے آ کر گھر میں جمع ہو گئے۔ اس کے بعد احمد بن اسحاق بھی آئے اور اُن کے پاس جو کچھ تھا وہ سب لے آئے۔ مجھے بڑا تعجب ہو رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور میں متفکر ہوا کہ اسی دوران ایک شخص (امام زمانہؑ کا) خط لے کر میرے پاس آیا۔ اس میں تحریر تھا کہ جب دن کا فلاں فلاں وقت آ جائے گا تو سارا مال اپنے ساتھ لے جانا۔ پس میں سب کچھ ساتھ لے کر وہاں سے نکلا اور راستے میں ایک ڈاکو تھا جو اپنے ساتھ آدمیوں کے ساتھ مسافروں کو لوٹتا تھا۔ میں نے اللہ کی مدد سے اسے بحفاظت نکال لیا۔ میں عسکر (سرمن رائے) پر پہنچا اور وہیں رک گیا۔ پس ایک خط آیا جس میں کہا گیا کہ سب کچھ ساتھ لے جاؤ۔

چنانچہ میں نے ہر چیز دربانوں کی گاڑیوں میں لا دی اور جب میں دہلیز پر پہنچا تو وہاں ایک سیاہ فام آدمی کھڑا تھا۔ اس نے کہا: کیا تم حسن بن نضر ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے کہا: اندر داخل ہو جاؤ۔

پس میں گھر اور پھر ایک کمرے میں داخل ہوا اور اس میں موجود قلیوں کے ٹوکروں سے سامان اتارا۔ کمرے کے ایک کونے میں بڑی مقدار میں روٹیاں پڑی تھیں تو اس نے ہر ایک قلی کو دو دو روٹیاں دیں اور انہیں جانے کو کہا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ پردے کے پیچھے ایک کمرہ ہے اور وہاں سے کسی نے مجھے بلایا: اے حسن بن نضر! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم پر کیا احسان کیا اور شکایت نہ کرو۔ شیطان پسند کرتا ہے کہ تم شک کرو۔ پھر اس نے مجھے کپڑوں کے دو ٹکڑے دیئے اور فرمایا: یہ لے لو کیونکہ تمہیں جلد ہی ان کی ضرورت ہو گی۔

چنانچہ میں انہیں لے کر چلا گیا۔

سعد کا بیان ہے کہ حسن بن نضر واپس آئے تو ماہ رمضان میں فوت ہو گئے اور ان کو انہی کپڑوں کے پارچوں میں کفنایا گیا۔ ①

بیان:

و أرادوا الفحص يعنى عن الصاحب ع كبسوا [1] هجموا رقعة الرجل يعنى الصاحب ع صعلوك سارق فعبيته من التعبية و الصن بالكسر شبه السلة المطبقة يجعل فيها الخبز

❂ "وارادوا الفحص" یعنی امام زمانہؑ کے بارے میں۔

"کبسوا" وہ غفلت میں پڑے رہے۔

"رقعة الرجل" ایک شخص کا خط یعنی امام زمانہؑ "صعلوک" یعنی چور۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے ②

3/1485 الكافى، ۱/۵۱۸/۵/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمُّوَيْهِ اَلسُّوَيْدَاوِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ: شَكَكْتُ عِنْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اِجْتَمَعَ عِنْدَ أَبِي مَالٌ جَلِيلٌ فَحَمَلَهُ وَ رَكِبَ اَلسَّفِينَةَ وَ خَرَجْتُ مَعَهُ مُشَيِّعاً فَوُعِكَ وَعْكاً شَدِيداً فَقَالَ يَا بُنَيَّ رُدَّنِي فَهُوَ اَلْمَوْتُ وَ قَالَ لِيَ اِتَّقِ اَللَّهَ فِي هَذَا اَلْمَالِ وَ أَوْصَى إِلَيَّ فَمَاتَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَمْ يَكُنْ أَبِي لِيُوصِيَ بِشَيْءٍ غَيْرِ صَحِيحٍ أَحْمِلُ هَذَا اَلْمَالَ إِلَى اَلْعِرَاقِ وَ أَكْتَرِي دَاراً عَلَى اَلشَّطِّ وَ لاَ أُخْبِرُ أَحَداً بِشَيْءٍ وَإِنْ وَضَحَ لِي شَيْءٌ كَوُضُوحِهِ فِي أَيَّامِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْفَذْتُهُ وَإِلاَّ قَصَفْتُ بِهِ فَقَدِمْتُ اَلْعِرَاقَ وَ اِكْتَرَيْتُ دَاراً عَلَى اَلشَّطِّ وَ بَقِيتُ أَيَّاماً فَإِذَا أَنَا بِرُقْعَةٍ مَعَ رَسُولٍ فِيهَا يَا مُحَمَّدُ مَعَكَ كَذَا وَ كَذَا فِي جَوْفِ كَذَا وَ كَذَا حَتَّى قَصَّ عَلَيَّ جَمِيعَ مَا مَعِي مِمَّا لَمْ أُحِطْ بِهِ عِلْماً فَسَلَّمْتُهُ إِلَى اَلرَّسُولِ وَ بَقِيتُ أَيَّاماً لاَ يُرْفَعُ لِي رَأْسٌ وَ اِغْتَمَمْتُ فَخَرَجَ إِلَيَّ قَدْ أَقَمْنَاكَ مَكَانَ أَبِيكَ فَاحْمَدِ اَللَّهَ.

محمد بن ابراہیم بن مہزیار سے روایت ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو مجھے شک ہو گیا

① بحار الانوار: ۵۱/۳۰۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۸۵؛ سفینۃ البحار: ۲/۲۳۰؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۶۸؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۷۶؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۵/۲۳۸؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/۱۰۰

② مرآۃ العقول: ۶/۱۸۰

اور میرے والد کے پاس اجناس کی بڑی مقدار جمع تھی۔ پس وہ انہیں کشتی میں لاد کر خود بھی سوار ہو گئے اور میں انہیں الوداع کہنے ان کے ساتھ گیا۔ پس انہیں شدید بخار ہونے لگا اور انہوں نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے! مجھے گھر واپس لے جاؤ کیونکہ یہ (بخار) موت ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا: ان چیزوں کے بارے میں اللہ کے نزدیک تقویٰ اختیار کرنا اور اپنی وصیت میں انہوں نے مجھے اشیاء کی دیکھ بھال پر مقرر کیا اور وہ فوت ہو گئے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: میرے والد ایسے شخص نہیں تھے کہ کسی غلط مقصد کے لیے وصیت کرتے پس میں ان اشیاء کو عراق لے جاؤں گا اور دریا کے کنارے ایک مکان کرائے پر لوں گا اور میں کسی چیز کے بارے کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا پس اگر معاملہ مجھ پر واضح ہو جائے گا جیسا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں ہوا تھا تو میں اس کے مطابق معاملہ کروں گا ورنہ انہیں دریا میں پھینک دوں گا۔ اس کے بعد میں عراق چلا گیا، دریا کے کنارے ایک جگہ کرائے پر لی اور کئی دن وہاں رہا۔ پھر مجھے ایک قاصد کے ساتھ ایک خط ملا۔ خط میں تحریر تھا: اے محمد! تیرے پاس ایسا ایسا مال ہے جو ایسے ایسے برتنوں میں موجود ہے یہاں تک کہ اس نے مجھے ہر وہ چیز تفصیل سے بتائی جن کے بارے میں مجھے بھی کوئی علم نہیں تھا تو میں نے سب کچھ قاصد کو پیش کر دیا اور کئی دن وہیں رہا مگر کوئی مجھے پوچھنے نہیں آیا اور میں اداس ہو گیا۔ پھر ایک خط آیا کہ ہم نے تمہیں تمہارے باپ کی جگہ مقرر کیا ہے اس لیے اللہ کا شکر ادا کرو۔ [1]

بیان:

الوعك أذى الحمى و وجعها و القصوف الإقامة في الأكل و الشرب

- "الوعک" بخار کی تکلیف اور اس کی وجہ سے درد ہونا۔
- "القصوف" کھانے اور پینے کا اہتمام کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۴۰۳ ح ۳۹۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ الارشاد: ۲/ ۳۵۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۱؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۸۵؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۷۷؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۱۰؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۰؛ تقریب المعارف: ۴۳۳؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۴۶۲؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۶۷؛ منتخب الانوار المضیۃ: ۱۱۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۹۰

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۸۰

4/1486 الکافی،۱/۵۱۹/۸/۱ عنه قَالَ: أَوْصَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اَلسَّوَادِ مَالاً فَرُدَّ عَلَيْهِ وَ قِيلَ لَهُ أَخْرِجْ حَقَّ وُلْدِ عَمِّكَ مِنْهُ وَ هُوَ أَرْبَعُمِائَةِ دِرْهَمٍ وَ كَانَ اَلرَّجُلُ فِي يَدِهِ ضَيْعَةٌ لِوُلْدِ عَمِّهِ فِيهَا شِرْكَةٌ قَدْ حَبَسَهَا عَلَيْهِمْ فَنَظَرَ فَإِذَا اَلَّذِي لِوُلْدِ عَمِّهِ مِنْ ذَلِكَ اَلْمَالِ أَرْبَعُمِائَةِ دِرْهَمٍ فَأَخْرَجَهَا وَ أَنْفَذَ اَلْبَاقِيَ فَقُبِلَ.

ترجمہ: اسی راوی سے روایت ہے کہ اہل سواد (بدویوں) کے ایک آدمی نے ایک خاص مقدار میں مال (امام زمانؑ کی خدمت میں) بھیجا لیکن اسے واپس کر دیا گیا اور اسے کہا گیا کہ پہلے اپنے چچا کے بچوں کا حق ادا کرو جو کہ چار سو درہم ہے اور اس شخص کے قبضے میں اس کے چچازادوں کی جائیداد تھی جس میں وہ شریک تھا اور اس نے ان کی جائیداد روک رکھی تھی۔ جب اس نے حساب کیا تو اس مشترکہ جائیداد میں ان کے حقوق چار سو درہم موجود تھے پس اس نے وہ رقم ادا کر دی اور باقی رقم امام علیہ السلام کو بھیج دی تو وہ قبول ہو گئی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [2]

5/1487 الکافی،۱/۵۱۹/۱۰/۱ عنه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: كُنْتُ خَرَجْتُ سَنَةً مِنَ اَلسِّنِينَ بِبَغْدَادَ فَاسْتَأْذَنْتُ فِي اَلْخُرُوجِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَأَقَمْتُ اِثْنَيْنِ وَ عِشْرِينَ يَوْماً وَ قَدْ خَرَجَتِ اَلْقَافِلَةُ إِلَى اَلنَّهْرَوَانِ فَأُذِنَ فِي اَلْخُرُوجِ لِي يَوْمَ اَلْأَرْبِعَاءِ وَ قِيلَ لِيَ اُخْرُجْ فِيهِ فَخَرَجْتُ وَ أَنَا آيِسٌ مِنَ اَلْقَافِلَةِ أَنْ أَلْحَقَهَا فَوَافَيْتُ اَلنَّهْرَوَانَ وَ اَلْقَافِلَةُ مُقِيمَةٌ فَمَا كَانَ إِلاَّ أَنْ أَعْلَفْتُ جِمَالِي شَيْئاً حَتَّى رَحَلَتِ اَلْقَافِلَةُ فَرَحَلْتُ وَ قَدْ دَعَا لِي بِالسَّلاَمَةِ فَلَمْ أَلْقَ سُوءاً وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ.

ترجمہ: نیز اسی راوی سے روایت ہے کہ ایک سال میں بغداد میں تھا تو میں نے (امام زمانؑ سے) سفر کی اجازت طلب کی لیکن اجازت نہ ملی۔ میں نے بائیس دن انتظار کیا جبکہ قافلہ نہروان کی طرف روانہ ہو چکا تھا تب مجھے اجازت ملی اور یہ بدھ کا دن تھا اور مجھے جانے کو کہا گیا۔ پس میں چلا پڑا لیکن مجھے قافلے تک پہنچنے کی کوئی

---

[1] الارشاد:۲/۳۵۶؛ کمال الدین:۲/۴۸۶؛ الامامۃ والتبصرۃ:۱۴۰؛ اثبات الهداة:۵/۳۰۰؛ منتخب الانوار المضیۃ:۱۲۰؛ کشف الغمۃ:۲/۴۵۱؛ تقریب المعارف:۴۳۳؛ مدینۃ المعاجز:۸/۷۹؛ دلائل الامامۃ:۵۲۵ ح۴۹۸ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ الثاقب فی المناقب:۵۷۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۴/۲۹۴؛ منتخب الاثر:۲/۴۸۵؛ المستجاد:۲۶۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ:۱۹/۸۱

[2] مراۃ العقول:۶/۱۸۱

امید نہ تھی۔ چنانچہ میں نہروان پہنچا تو قافلہ ابھی وہیں مقیم تھا اور میرے پاس صرف اتنا وقت تھا کہ اپنے اونٹوں کو چرا سکوں یہاں تک کہ قافلہ چلا پڑا۔ اس طرح میں نے قافلے کے ساتھ سفر کیا اور آپؑ نے میری حفاظت کی دعا کی تھی تو الحمد للہ مجھے کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2]۔

6/1488 الکافی ،۱/۵۱۸/۶/۱ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلنَّسَائِيِّ قَالَ: أَوْصَلْتُ أَشْيَاءَ لِلْمَرْزُبَانِيِّ اَلْحَارِثِيِّ فِيهَا سِوَارُ ذَهَبٍ فَقُبِلَتْ وَ رُدَّ عَلَيَّ اَلسِّوَارُ فَأُمِرْتُ بِكَسْرِهِ فَكَسَرْتُهُ فَإِذَا فِي وَسَطِهِ مَثَاقِيلُ حَدِيدٍ وَ نُحَاسٍ أَوْ صُفْرٍ فَأَخْرَجْتُهُ وَ أَنْفَذْتُ اَلذَّهَبَ فَقُبِلَ.

ابو عبداللہ نسائی سے روایت ہے کہ میں نے مُرزبانی حارثی کی طرف سے کچھ چیزیں (ناحیہ مقدسہ) پہنچائیں کہ جن میں ایک چیز سونے کا کڑا تھا۔ پس دیگر اشیاء کو قبول کرلیا گیا لیکن کڑا واپس کر دیا گیا اور مجھے اسے توڑنے کا حکم دیا گیا۔ جب میں نے ایسا کیا تو اندر لوہا، پیتل یا زنک کی کچھ مقدار موجود تھی۔ چنانچہ میں نے اسے اس سے باہر نکال دیا اور (خالص) سونا واپس بھیجا تو اسے قبول کرلیا گیا۔"[3]

بیان:

أوصلت أشياء للمرزبان يعني إلى الصاحب ع

✪ "اوصلت ایشاء للمرزبان" یعنی امام زمانہؑ۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[4]

7/1489 الکافی ،۱/۵۱۹/۹/۱ اَلْقَاسِمُ بْنُ اَلْعَلاَءِ قَالَ: وُلِدَ لِي عِدَّةُ بَنِينَ فَكُنْتُ أَكْتُبُ وَ أَسْأَلُ اَلدُّعَاءَ

---

[1] الارشاد: ۲/ ۳۵۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۱؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۲۹۷؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۸۶؛ معجم احادیث الامام المہدی ۴: ۶/ ۳۱۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۸۱

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۸۲

[3] الارشاد: ۲/ ۳۵۶؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۱؛ تقریب المعارف: ۴۳۳؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۲۹۷؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۷۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۸۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۱؛ المستجاد: ۲۶۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۸۰

[4] مراۃ العقول: ۶/ ۱۸۱

فَلاَ يُكْتَبُ إِلَيَّ لَهُمْ بِشَيْءٍ فَمَاتُوا كُلُّهُمْ فَلَمَّا وُلِدَ لِيَ اَلْحَسَنُ اِبْنِي كَتَبْتُ أَسْأَلُ اَلدُّعَاءَ فَأُجِبْتُ يَبْقَى وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ.

قاسم بن علاء سے روایت ہے کہ میرے ہاں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور میں ہر بار (امامؑ سے) لکھ کر دعا کی درخواست کرتا تھا مگر آپؑ کی طرف سے ان کے بارے میں مجھے کچھ نہیں لکھا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ سب (بچے) مر گئے اور جب میرا بیٹا حسن پیدا ہوا تو میں نے (امامؑ کی طرف) لکھا اور دعا کی درخواست کی۔ پس مجھے جواب آیا کہ الحمد للہ یہ زندہ رہے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے۔ [2]

8/1490 الکافی ۱/۵۱۸/۷/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْفَضْلِ اَلْخَزَّازِ اَلْمَدَائِنِيِّ مَوْلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ قَوْماً مِنْ أَهْلِ اَلْمَدِينَةِ مِنَ اَلطَّالِبِيِّينَ كَانُوا يَقُولُونَ بِالْحَقِّ وَ كَانَتِ اَلْوَظَائِفُ تَرِدُ عَلَيْهِمْ فِي وَقْتٍ مَعْلُومٍ فَلَمَّا مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَجَعَ قَوْمٌ مِنْهُمْ عَنِ اَلْقَوْلِ بِالْوَلَدِ فَوَرَدَتِ اَلْوَظَائِفُ عَلَى مَنْ ثَبَتَ مِنْهُمْ عَلَى اَلْقَوْلِ بِالْوَلَدِ وَ قُطِعَ عَنِ اَلْبَاقِينَ فَلاَ يُذْكَرُونَ فِي اَلذَّاكِرِينَ (وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ).

خدیجہ بنت محمد ابوجعفرؑ کے غلام فضل خزاز مدائنی سے روایت ہے کہ الطالبین میں سے مدینہ کے بعض لوگ جو حق پر یقین رکھتے تھے اور ان کی مالی امداد باقاعدگی سے وقت پر پہنچائی جاتی تھی۔ جب امام حسن عسکریؑ کی شہادت ہوئی تو ان میں سے چند ایک نے اس عقیدہ کا انکار کر دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے پیچھے آپؑ کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد مالی امداد صرف ان لوگوں کو ملنے لگی جو ابھی تک امام حسن عسکریؑ علیہ السلام کا بیٹا مانتے تھے اور دوسروں کے وظائف بند کر دیئے گئے اور مذکورہ لوگوں کے ساتھ ان کا مزید تذکرہ بھی نہیں رہا (یعنی فہرست سے ان کے نام حذف کر دیئے گئے) اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔" [3]

---

[1] الارشاد: ۲/۳۵۶؛ کشف الغمہ: ۲/۴۵۱؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۰۹؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۴۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۸۶؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۸۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/۳۲۳

[2] مراۃ العقول: ۶/۱۸۲

[3] بحار الانوار: ۵۱/۳۰۹؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۸۶؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۷۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۷۹؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۵/۲۴۰؛ النجم الثاقب: ۲/۱۶

بیان:

ترد علیهم یعنی من أبی محمد ع و یعنی بالقول بالولد القول بأن له ع ولدا یخلفه بعده

"ترد علیھم" ان پر وارد ہوا یعنی امام حسن عسکریؑ کی طرف سے۔

"بالقول بالولد" اس سے مراد وہ قول ہے کہ آپؑ کا ایک بیٹا ہوگا جو آپؑ کے بعد امامؑ ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

9/1491 الکافی،۱/۵۱۹/۱۱/۱ عنه عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ صَبَّاحٍ اَلْبَجَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ اَلشَّاشِيِّ قَالَ: خَرَجَ بِي نَاصُورٌ عَلَى مَقْعَدَتِي فَأَرَيْتُهُ اَلْأَطِبَّاءَ وَ أَنْفَقْتُ عَلَيْهِ مَالاً فَقَالُوا لاَ نَعْرِفُ لَهُ دَوَاءً فَكَتَبْتُ رُقْعَةً أَسْأَلُ اَلدُّعَاءَ فَوَقَّعَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَيَّ أَلْبَسَكَ اَللَّهُ اَلْعَافِيَةَ وَ جَعَلَكَ مَعَنَا فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ قَالَ فَمَا أَتَتْ عَلَيَّ جُمُعَةٌ حَتَّى عُوفِيتُ وَ صَارَ مِثْلَ رَاحَتِي فَدَعَوْتُ طَبِيباً مِنْ أَصْحَابِنَا وَ أَرَيْتُهُ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا عَرَفْنَا لِهَذَا دَوَاءً.

محمد بن یوسف شاشی سے روایت ہے کہ میری مقعد پر ایک پھوڑا نکل آیا۔ میں نے کئی ڈاکٹروں سے علاج کروایا اور بہت پیسے خرچ کیے لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی کوئی دوا معلوم نہیں ہے۔ پس میں نے ان کو (یعنی امام زمان علیہ السلام) کو خط لکھا جس میں آپؑ سے دعا کی درخواست کی۔ آپؑ نے اپنے دستخط کے ساتھ مجھے واپس لکھا: اللہ تمہیں صحت عطا فرمائے اور تمہیں دنیا اور آخرت کی زندگی میں ہمارے ساتھ رکھے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک جمعہ نہ گزرا تھا کہ پھوڑے سے مجھے عافیت مل گئی اور وہ میری ہتھیلی کی طرح ہو گیا تو میں نے ایک طبیب کو بلایا اور اس کو پھوڑے کی جگہ دکھائی۔ اس نے کہا: ہمیں اس کی کوئی دوائی معلوم نہیں تھی۔ [2]

بیان:

لعله أراد بالإراءة فی الموضعین ما یعم الکشف و الوصف و إلا فلا یستقیم آخر الحدیث إلا بتکلف

[1] مرآۃ العقول:۶/۱۸۱

[2] الارشاد:۲/۳۵۷؛ بحار الانوار:۵۱/۲۹۷؛ اثبات الھداۃ:۵/۲۸۷؛ کشف الغمہ:۲/۴۵۱؛ الخرائج والجرائح:۲/۶۹۵؛ مدینۃ المعاجز:۸/۸۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ:۲۰/۱۴؛ من ھو المہدیؑ؟: ۵۲۱

✪ شاید دونوں مقامات میں دیکھنے سے مراد یہ ہے جو کشف اور وصف سے عام ہو ورنہ حدیث کا آخر قائم نہیں ہوتا مگر تکلف کے ساتھ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[1]

10/1492 الکافی ۱/۵۱۹/۱۲/۱، عنه عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ اَلْيَمَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ بِبَغْدَادَ فَتَهَيَّأَتْ قَافِلَةٌ لِلْيَمَانِيِّينَ فَأَرَدْتُ اَلْخُرُوجَ مَعَهَا فَكَتَبْتُ أَلْتَمِسُ اَلْإِذْنَ فِي ذَلِكَ فَخَرَجَ لاَ تَخْرُجْ مَعَهُمْ فَلَيْسَ لَكَ فِي اَلْخُرُوجِ مَعَهُمْ خِيَرَةٌ وَ أَقِمْ بِالْكُوفَةِ قَالَ وَ أَقَمْتُ وَ خَرَجَتِ اَلْقَافِلَةُ فَخَرَجَتْ عَلَيْهِمْ حَنْظَلَةُ فَاجْتَاحَتْهُمْ وَ كَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فِي رُكُوبِ اَلْمَاءِ فَلَمْ يَأْذَنْ لِي فَسَأَلْتُ عَنِ اَلْمَرَاكِبِ اَلَّتِي خَرَجَتْ فِي تِلْكَ اَلسَّنَةِ فِي اَلْبَحْرِ فَمَا سَلِمَ مِنْهَا مَرْكَبٌ خَرَجَ عَلَيْهَا قَوْمٌ مِنَ اَلْهِنْدِ يُقَالُ لَهُمُ اَلْبَوَارِجُ فَقَطَعُوا عَلَيْهَا قَالَ وَ زُرْتُ اَلْعَسْكَرَ فَأَتَيْتُ اَلدَّرْبَ مَعَ اَلْمَغِيبِ وَ لَمْ أُكَلِّمْ أَحَداً وَ لَمْ أَتَعَرَّفْ إِلَى أَحَدٍ وَ أَنَا أُصَلِّي فِي اَلْمَسْجِدِ بَعْدَ فَرَاغِي مِنَ اَلزِّيَارَةِ إِذَا بِخَادِمٍ قَدْ جَاءَنِي فَقَالَ لِي قُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِذَنْ إِلَى أَيْنَ فَقَالَ لِي إِلَى اَلْمَنْزِلِ قُلْتُ وَ مَنْ أَنَا لَعَلَّكَ أُرْسِلْتَ إِلَى غَيْرِي فَقَالَ لاَ مَا أُرْسِلْتُ إِلاَّ إِلَيْكَ أَنْتَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ رَسُولُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فَمَرَّ بِي حَتَّى أَنْزَلَنِي فِي بَيْتِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ ثُمَّ سَارَّهُ فَلَمْ أَدْرِ مَا قَالَ لَهُ حَتَّى آتَانِي جَمِيعَ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَ جَلَسْتُ عِنْدَهُ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ وَ اِسْتَأْذَنْتُهُ فِي اَلزِّيَارَةِ مِنْ دَاخِلٍ فَأَذِنَ لِي فَزُرْتُ لَيْلاً.

علی بن حسین الیمانی سے روایت ہے کہ میں بغداد میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ یمنیوں کا ایک قافلہ جانے کے لیے تیار تھا۔ میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا اور میں نے ان کو (یعنی امام زمان علیہ السلام کو) خط لکھ کر ان سے اجازت طلب کی تو جواب آیا: ان کے ساتھ مت جاؤ۔ ان کے ساتھ جانے میں تمہارے لیے کچھ اچھا نہیں ہے پس کوفہ میں رہو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں کوفہ میں ٹھہرا رہا اور قافلہ چلا گیا لیکن قبیلہ حنظلہ نے ان پر حملہ کیا اور خوب لوٹ مار کی۔ پھر میں نے (امامؑ کو) پانی پر (جہازوں کے ذریعے) جانے کی اجازت کے لیے لکھا تو اجازت دینے

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۸۳

سے انکار کر دیا گیا۔ چنانچہ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اس سال سفر کرنے والے بحری جہازوں میں سے کوئی بھی بحفاظت منزل تک نہیں پہنچا کیونکہ البوارج نامی ہندوستانی گروہوں نے ان پر حملہ کر کے ان کا سامان و اسباب لوٹ لیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں عسکر (سرمن رائے) زیارت پر گیا اور سورج غروب ہونے کے وقت (درگاہ ائمہؑ کے) دروازے پر پہنچ گیا۔ میں نے نہ کسی سے بات کی اور نہ ہی کسی سے اپنا تعارف کروایا۔ میں سلام پھیر نے کے بعد مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک خادم آیا اور اس نے کہا: اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔

میں نے اس سے کہا: ہم کہاں جائیں گے؟

اس نے کہا: ہم گھر جائیں گے۔

میں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں، شاید تمہیں کسی اور کے لیے بھیجا گیا ہو؟

اس نے کہا: میں صرف تمہارے لیے بھیجا گیا ہوں اور تم جعفر بن ابراہیم کے پیامبر علی بن حسین ہو۔

پس وہ حسین بن احمد کے گھر لے گیا۔ پھر اس نے اس سے چپکے سے بات کی کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ اس نے کیا بات کی ہے یہاں تک کہ وہ میرے لیے ہر وہ چیز لے آیا جس کی مجھے ضرورت تھی اور میں تین دن اس کے پاس رہا۔ میں نے ان سے گھر کے اندر زیارت کرنے کی اجازت چاہی تو اس نے مجھے اجازت دے دی اور میں نے رات کو زیارت کی۔[1]

بیان:

حنظلة قبيلة من بني تميم و الاجتياح بالجيم ثم الحاء الإهلاك و الاستيصال و البوارج بالموحدة و المهملتين يقال للشدائد و الدواهي كأنهم شبهوا بها بعد فراغي من الزيارة لعله أراد بالزيارة زيارة الصاحب ع من خارج داره بتبليغ السلام من غير إشعار كما يدل عليه قوله من داخل في آخر الحديث

✪ "حنظلہ" یہ بنو تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ "الاجتیاح" ہلاک کرنا اور استیصال۔

"بعد فراغی من الزیارۃ" زیارت سے فارغ ہونے کے بعد شاید اس زیارت سے مراد امام زمانہؑ کی

[1] الارشاد: ۲/ ۳۵۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۲؛ تقریب المعارف: ۴۳۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۸۷؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۲؛ الھدایۃ الکبریٰ: ۳۷۲؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۲۹؛ کمال الدین: ۲/ ۴۹۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۱۰۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۱۱۰؛ الثاقب: ۲/ ۲۰

زیارت ہے۔ ''حنظلة '' اس سے مراد بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ ''الاجتیاح'' جیم اور پھر حاء کے ساتھ، اس سے مراد فرسودگی اور ضبطی ہے۔ البوارح ''موحدہ اور دو مہملوں کے ساتھ، مصائب و مشکلات کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے کہ گویا انہیں ان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ''بعد فراغی من الزیارة'' شاید وہ اپنے گھر کے باہر سے صاحب الزمان عجؑ کی زیارت کرنا چاہتا تھا بغیر اطلاع کے سلام پہنچانے سے جیسا کہ حدیث کے آخر میں اندر سے اس کے کہنے سے ظاہر ہے۔

تحقیق اسناد: حدیث مجہول ہے۔ [1]

11/1493 الکافی ،۱/۵۲۰/۱۳/۱ اَلْحَسَنُ بْنُ اَلْفَضْلِ بْنِ زَيْدٍ الهمانی [اَلْيَمَانِيُّ] قَالَ: كَتَبَ أَبِي بِخَطِّهِ كِتَاباً فَوَرَدَ جَوَابُهُ ثُمَّ كَتَبْتُ بِخَطِّي فَوَرَدَ جَوَابُهُ ثُمَّ كَتَبَ بِخَطِّهِ رَجُلٌ مِنْ فُقَهَاءِ أَصْحَابِنَا فَلَمْ يَرِدْ جَوَابُهُ فَنَظَرْنَا فَكَانَتِ اَلْعِلَّةُ أَنَّ اَلرَّجُلَ تَحَوَّلَ قَرْمَطِيّاً قَالَ اَلْحَسَنُ بْنُ اَلْفَضْلِ فَزُرْتُ اَلْعِرَاقَ وَ وَرَدْتُ طُوسَ وَ عَزَمْتُ أَنْ لاَ أَخْرُجَ إِلاَّ عَنْ بَيِّنَةٍ مِنْ أَمْرِي وَ نَجَاحٍ مِنْ حَوَائِجِي وَ لَوِ اِحْتَجْتُ أَنْ أُقِيمَ بِهَا حَتَّى أُتَصَدَّقَ قَالَ وَ فِي خِلاَلِ ذَلِكَ يَضِيقُ صَدْرِي بِالْمَقَامِ وَ أَخَافُ أَنْ يَفُوتَنِيَ اَلْحَجُّ قَالَ فَجِئْتُ يَوْماً إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي صِرْ إِلَى مَسْجِدِ كَذَا وَ كَذَا وَ إِنَّهُ يَلْقَاكَ رَجُلٌ قَالَ فَصِرْتُ إِلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ ضَحِكَ وَ قَالَ لاَ تَغْتَمَّ فَإِنَّكَ سَتَحُجُّ فِي هَذِهِ اَلسَّنَةِ وَ تَنْصَرِفُ إِلَى أَهْلِكَ وَ وُلْدِكَ سَالِماً قَالَ فَاطْمَأْنَنْتُ وَ سَكَنَ قَلْبِي وَ أَقُولُ ذَا مِصْدَاقُ ذَلِكَ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ قَالَ ثُمَّ وَرَدْتُ اَلْعَسْكَرَ فَخَرَجَتْ إِلَيَّ صُرَّةٌ فِيهَا دَنَانِيرُ وَ ثَوْبٌ فَاغْتَمَمْتُ وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي جَزَائِي عِنْدَ اَلْقَوْمِ هَذَا وَ اِسْتَعْمَلْتُ اَلْجَهْلَ فَرَدَدْتُهَا وَ كَتَبْتُ رُقْعَةً وَ لَمْ يُشِرِ اَلَّذِي قَبَضَهَا مِنِّي عَلَيَّ بِشَيْءٍ وَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهَا بِحَرْفٍ ثُمَّ نَدِمْتُ بَعْدَ ذَلِكَ نَدَامَةً شَدِيدَةً وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي كَفَرْتُ بِرَدِّي عَلَى مَوْلاَيَ وَ كَتَبْتُ رُقْعَةً أَعْتَذِرُ مِنْ فِعْلِي وَ أَبُوءُ بِالْإِثْمِ وَ أَسْتَغْفِرُ مِنْ ذَلِكَ وَ أَنْفَذْتُهَا وَ قُمْتُ أَتَمَسَّحُ فَأَنَا فِي ذَلِكَ أُفَكِّرُ فِي نَفْسِي وَ أَقُولُ إِنْ رُدَّتْ عَلَيَّ اَلدَّنَانِيرُ لَمْ أَحْلُلْ صِرَارَهَا وَ لَمْ أُحْدِثْ فِيهَا حَتَّى أَحْمِلَهَا إِلَى أَبِي فَإِنَّهُ أَعْلَمُ مِنِّي لِيَعْمَلَ فِيهَا بِمَا شَاءَ فَخَرَجَ إِلَى اَلرَّسُولِ اَلَّذِي حَمَلَ إِلَيَّ اَلصُّرَّةَ أَسَأْتَ إِذْ لَمْ تُعْلِمِ اَلرَّجُلَ إِنَّا رُبَّمَا فَعَلْنَا ذَلِكَ بِمَوَالِينَا وَ رُبَّمَا سَأَلُونَا ذَلِكَ يَتَبَرَّكُونَ بِهِ وَ خَرَجَ إِلَيَّ أَخْطَأْتَ فِي رَدِّكَ بِرَّنَا فَإِذَا اِسْتَغْفَرْتَ اَللَّهَ فَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عَزِيمَتُكَ وَ عَقْدُ نِيَّتِكَ أَلاَّ تُحْدِثَ فِيهَا حَدَثاً وَ لاَ تُنْفِقَهَا فِي طَرِيقِكَ فَقَدْ صَرَفْنَاهَا عَنْكَ فَأَمَّا اَلثَّوْبُ فَلاَ بُدَّ مِنْهُ لِتُحْرِمَ فِيهِ

---

[1] مرآة العقول: ۶/ ۱۸۳

قَالَ وَ كَتَبْتُ فِي مَعْنَيَيْنِ وَ أَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ فِي الثَّالِثِ وَ امْتَنَعْتُ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكْرَهَ ذَلِكَ فَوَرَدَ جَوَابُ الْمَعْنَيَيْنِ وَ الثَّالِثِ الَّذِي طَوَيْتُ مُفَسَّراً وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ قَالَ وَ كُنْتُ وَافَقْتُ جَعْفَرَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيَّ بِنَيْسَابُورَ عَلَى أَنْ أَرْكَبَ مَعَهُ وَ أُزَامِلَهُ فَلَمَّا وَافَيْتُ بَغْدَادَ بَدَا لِي فَاسْتَقَلْتُهُ وَ ذَهَبْتُ أَطْلُبُ عَدِيلاً فَلَقِيَنِي ابْنُ الْوَجْنَاءِ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ صِرْتُ إِلَيْهِ وَ سَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتَرِيَ لِي فَوَجَدْتُهُ كَارِهاً فَقَالَ لِي أَنَا فِي طَلَبِكَ وَ قَدْ قِيلَ لِي إِنَّهُ يَصْحَبُكَ فَأَحْسِنْ مُعَاشَرَتَهُ وَ اُطْلُبْ لَهُ عَدِيلاً وَ اكْتَرِ لَهُ.

حسن بن فضل بن زید الیمانی (الیمانی) سے روایت ہے کہ میرے والد نے ان کو (یعنی امام زمانؑ کو) اپنے دستخط سے لکھا تو انہیں جواب موصول ہوا۔ پھر میں نے اپنے دستخط سے لکھا تو مجھے بھی جواب موصول ہوا۔ پھر ہمارے اصحاب میں سے ایک فقیہی نے اپنے دستخط سے تحریر لکھی لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے اس کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ پس معلوم ہوا کہ اس شخص نے اپنا عقیدہ قرمتی فرقہ میں بدل لیا ہے۔

حسن بن فضل کا بیان ہے کہ میں نے عراق (مقدس مقامات) کی زیارت کی اور طوس پہنچا اور میں نے ارادہ کر لیا کہ اس وقت تک یہاں سے نہیں نکلوں گا جب تک کہ میں اپنے امر کے واضح ثبوت اور اپنی ضروریات کی کامیابی نہ حاصل کر لوں چاہے مجھے وہیں رکنے کی ضرورت پڑے یہاں تک کہ میں تصدیق کر لوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس دوران میں اس خوف سے افسردہ ہو گیا کہ کہیں میں حج کا موقع ضائع نہ کر دوں۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک دن مدد کے لیے محمد بن احمد سے ملنے گیا تو اس نے مجھ سے کہا: فلاں مسجد میں چلے جاؤ، وہاں تمہیں ایک آدمی ملے گا۔

پس میں مسجد میں گیا تو ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے میری طرف دیکھا اور ہنسا اور کہا: اداس نہ ہو۔ تم اسی سال حج کرو گے اور اپنے بیوی بچوں کے پاس بحفاظت واپس پہنچ جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے اعتماد حاصل ہوا اور میرے دل کو سکون ملا اور میں کہتا ہوں کہ الحمد للہ اس طرح میری خواہش پوری ہوئی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں عسکر (سر من رائے) گیا اور چند دینار پر مشتمل پیسوں کا ایک تھیلا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا (امامؑ کے دفتر سے) میرے پاس بھیجا گیا۔ میں نے افسردہ ہو کر اپنے آپ سے کہا: کیا ان لوگوں کے نزدیک میرا یہی حال ہے؟ اور میں نے لاعلمی سے کام لیا اور تحفہ واپس کر کے خط لکھا۔ اور جو شخص انہیں میرے پاس لے کر آیا تھا اس نے نہ تو کوئی وضاحت کی اور نہ ہی کچھ کہا۔ تب مجھے بہت شدید ندامت ہوئی

اور میں نے اپنے آپ سے کہا: میں نے اپنے مالک کے تحفے کو ٹھکرا کر ان کی ناشکری کی ہے اور میں نے خط لکھا اور اپنے فعل کی معافی مانگی اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اس کے لیے استغفار کیا۔ میں نے خط بھیجا اور ایک دوسرے پر ہاتھ ملتا رہا پس میں ایسی حالت میں سوچ رہا تھا اور اپنے آپ سے کہتا تھا: اگر پیسے مجھے واپس بھیجے جائیں گے تو میں تھیلا نہیں کھولوں گا اور اس کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا اور میں اسے اپنے والد کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں لہٰذا وہ جو چاہیں گے کریں گے۔ پس اس وقت اس قاصد کے پاس خط آیا جو پیسوں کا تھیلا لے کر آیا تھا اور اس سے کہا گیا: تم نے جو کیا وہ غلط تھا۔ تم نے اس آدمی کو یہ نہیں بتایا کہ ہم نے اپنے موالیوں کو تحفے بھیجتے رہتے ہیں اور بعض اوقات وہ ہم سے برکت کے لیے ایسا تحفہ مانگتے ہیں۔

نیز ایک خط میرے پاس بھی آیا اور اس میں لکھا تھا: تم نے تحفہ ٹھکرا کر غلطی کی لیکن جب تم نے اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تمہیں معاف کر دے گا۔ رہی یہ بات کہ تمہارا ارادہ تھا اور تمہاری نیت تھی کہ تم اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرو گے (یعنی کھولو گے نہیں) اور اسے اپنے لیے خرچ بھی نہیں کرو گے لہٰذا ہم نے تمہاری طرف سے خرچ کر دیا ہے جہاں تک لباس کا تعلق ہے تو اس میں احرام باندھنا ضروری ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان کو (یعنی امام زمانؑ کو) دو مسئلوں کے بارے میں لکھا اور تیسرے مسئلے کے بارے میں لکھنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس ڈر سے ایسا نہیں کیا کہ کہیں کراہت نہ کریں۔ پس دو مسائل کا جواب بھی آ گیا اور الحمد للہ تیسرے کا مطلب بھی بیان کر دیا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے نیشاپور میں جعفر بن ابراہیم نیشاپوری سے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ میں اس کے ساتھ سواری کروں گا اور ان کے ساتھ چلوں گا۔ پس جب ہم بغداد پہنچے تو میں نے اپنا معاہدہ تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر میں سواری کے اشتراک کے لیے ایک اور شخص کو تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر گیا تو ابن الوجنا مجھ سے ملا بعد اس کے کہ میں اس کے پاس گیا تھا اور اسے میرے لیے سواری کرایہ پر دینے کا کہا تھا تو میں نے اسے ناپسندیدگی کرتے ہوئے پایا تھا۔ پس اس نے مجھ سے کہا: میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں اور مجھے کہا گیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ آئے گا پس اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اس کے لیے مشترکہ سواری (رائیڈ شیئرنگ) تلاش کرو اور اس کے لیے سواری کرایہ پر لیں۔ [1]

---

[1] الارشاد: ۲ / ۳۶۰؛ کشف الغمہ: ۲ / ۴۵۲؛ تقریب المعارف: ۴۳۴؛ منتخب الانوار المضیئہ: ۱۲۱؛ اثبات الھداۃ: ۵ / ۲۸۷؛ مدینۃ المعاجز: ۸ / ۸۳؛ اعلام الوریٰ: ۲ / ۲۶۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶ / ۲۸۴

بیان: القرامطة جيل من الناس الواحد قرمطي عن بينة من أمري كأنه أراد به معرفة الإمام حتى أتصدق أي أسأل الصدقة و هو كلام عامي غير فصيح قال ابن قتيبة و ما تضعه العامة غير موضعه قولهم هو يتصدق إذا سأل و ذلك غلط إنما المتصدق المعطي و في التنزيل وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنا و أما المصدق بتخفيف الصاد فهو الذي يأخذ صدقات النعم و قمت أتمسح أي لا شيء معي يقال فلان يتمسح أي لا شيء معه كأنه يمسح ذراعيه بعد أن كنت صرت إليه أي إلى ابن الوجناء و هي إلى قوله كارها معترضة و لعله كره أن يكترى له ثم ورد عليه من الصاحب أنه يصحبك إلى آخر ما قيل له فأخذ في طلبه

"القرامطة" اس سے مرادلوگوں کا ایک قبیلہ ہے اوراس کی واحد "قرمطی" ہے۔ "عن بینة من امری" گویا کہ اس سے مراد امامؑ کی معرفت ہے۔ "حتی اتصدق" یہاں تک کہ میں تصدق کروں یعنی میں صدقہ کا سوال کروں۔ یہ ایک عام بات ہے جو فصاحت و بلاغت سے تعلق نہیں رکھتی۔ ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ چیز ہے کہ جس کو عامہ اس مقام پر رکھتے ہیں جو اس کا مقام نہیں ہوتا اور ان کا قول یہ کہ وہ تصدق کرتا ہے یعنی اس نے سوال کیا حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہاں متصدق سے مراد عطا کرنے والا ہے اور جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ "اور ہمیں خیرات (بھی) دیجیے۔ (سورة یوسف:۸۸)۔" بہرحال! "المصدق" سے مراد وہ ہے جو صدقات وغیرہ کو وصول کرتا ہے۔ "قمت اتمسح" یعنی کوئی شیء میرے ساتھ نہیں ہے کہ کہا جائے کہ فلاں نے ہاتھ لگایا ہے یعنی اس کے ساتھ کوئی شئی نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "فلان یتمسح" یعنی اس کے ساتھ کچھ بھی نہیں، گویا وہ اپنے بازوؤں کو پونچھ رہا ہے۔ "بعد أن کنت صرت إليه" یعنی ابن الوجنا کے نزدیک اور یہ اس کے قول کے مطابق ہے کہ "وہ اس سے نفرت کرتا ہے" اور اس نے اعتراض کیا اور شاید اسے یہ پسند نہ تھا کہ اسے اس کے لیے کرایہ پر دیا جائے پھر اسے دوست کی طرف سے اطلاع ملی کہ جو کچھ اس سے کہا گیا تھا اس کے آخری وقت تک آپ کے ساتھ رہے گا چنانچہ اس نے اپنی درخواست شروع کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

12/1494 الكافي ۱/۱، ۱/۱۳/۵۲۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ: شَكَكْتُ فِي أَمْرِ حَاجِزٍ فَجَمَعْتُ شَيْئاً ثُمَّ صِرْتُ إِلَى الْعَسْكَرِ فَخَرَجَ إِلَيَّ لَيْسَ فِينَا شَكٌّ وَ لاَ فِيمَنْ يَقُومُ مَقَامَنَا

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۱۸۹

بِأَمْرِنَا أَرْدُدْ مَا مَعَكَ إِلَى حَاجِزِ بْنِ يَزِيدَ.

حسن بن عبدالحمید سے روایت ہے کہ مجھے (امامؑ کے وکیل) حاجز کے معاملے میں شک تھا (کہ آپؑ نے اسے اجازت دی ہے یا نہیں) پس میں نے چند چیزیں اکٹھی کیں اور عسکر (سرمن رائے) کی طرف روانہ ہوا پس میرے لیے (خط) برآمد ہوا جس میں کہا گیا تھا: ہم میں کوئی شک نہیں ہے اور نہ ہی ان لوگوں میں جو ہمارے امر میں ہماری جگہ ہماری نمائندگی کرتے ہیں کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے حاجز بن یزید کے پاس لے جاو۔ ①

بیان:

فی أمر حاجز یعنی فی وکالته للصاحب ع أو دیانته

"فی امر حاجز" یعنی ان کی وکالت امام زمانہؑ کے لیے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ ②

13/1495 الکافی ۱/۱۵/۵۲۱/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ أَبِي وَ صَارَ اَلْأَمْرُ لِي كَانَ لِأَبِي عَلَى اَلنَّاسِ سَفَاتِجُ مِنْ مَالِ اَلْغَرِيمِ فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ أُعْلِمُهُ فَكَتَبَ طَالِبْهُمْ وَ اِسْتَقْضِ عَلَيْهِمْ فَقَضَّانِي اَلنَّاسُ إِلاَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ كَانَتْ عَلَيْهِ سُفْتَجَةٌ بِأَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ فَجِئْتُ إِلَيْهِ أُطَالِبُهُ فَمَاطَلَنِي وَ اِسْتَخَفَّ بِي اِبْنُهُ وَ سَفِهَ عَلَيَّ فَشَكَوْتُ إِلَى أَبِيهِ فَقَالَ وَ كَانَ مَا ذَا فَقَبَضْتُ عَلَى لِحْيَتِهِ وَ أَخَذْتُ بِرِجْلِهِ وَ سَحَبْتُهُ إِلَى وَسَطِ اَلدَّارِ وَ رَكَلْتُهُ رَكْلاً كَثِيراً فَخَرَجَ اِبْنُهُ يَسْتَغِيثُ بِأَهْلِ بَغْدَادَ وَ يَقُولُ قُمِّيٌّ رَافِضِيٌّ قَدْ قَتَلَ وَالِدِي فَاجْتَمَعَ عَلَيَّ مِنْهُمُ اَلْخَلْقُ فَرَكِبْتُ دَابَّتِي وَ قُلْتُ أَحْسَنْتُمْ يَا أَهْلَ بَغْدَادَ تَمِيلُونَ مَعَ اَلظَّالِمِ عَلَى اَلْغَرِيبِ اَلْمَظْلُومِ أَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ هَمَدَانَ مِنْ أَهْلِ اَلسُّنَّةِ وَ هَذَا يَنْسُبُنِي إِلَى أَهْلِ قُمَّ وَ اَلرَّفْضِ لِيَذْهَبَ بِحَقِّي وَ مَالِي قَالَ فَمَالُوا عَلَيْهِ وَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوا عَلَى حَانُوتِهِ حَتَّى سَكَّنْتُهُمْ وَ طَلَبَ إِلَيَّ صَاحِبُ

① کشف الغمہ: ۲/۴۵۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۸۹؛ الارشاد: ۲/۳۶۱؛ تقریب المعارف: ۴۳۵؛ الصراط المستقیم: ۲/۲۴۷؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۸۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۶۴؛ بحارالانوار: ۵۱/۴۳۳؛ النجم الثاقب: ۲/۱۸؛ العبقری الحسان: ۵/۱۵۷

② مراۃ العقول: ۶/۱۸۹

اَلسَّفْتَجَةِ وَ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ أَنْ يُوَفِّيَنِي مَالِي حَتَّى أَخْرَجْتُهُمْ عَنْهُ.

محمد بن صالح سے روایت ہے کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور امر میری طرف پہنچ گیا۔ میرے والد کے لیے لوگوں پر (امامؑ کے) مال غریم (واجب الاداء مال) کے حوالے سے معاہدہ (ڈرافٹ) موجود تھا۔ پس میں نے ان کی طرف (یعنی امام زمان علیہ السلام کی طرف) لکھا کہ آپؑ مجھے آگاہ فرمائیں۔ پس آپؑ نے لکھا: ان سے مطالبہ کرو اور ان پر سختی کرو۔ چنانچہ لوگوں نے آپؑ کا قرض ادا کیا سوائے ایک آدمی کے جس نے چار سو دینار کے وعدہ پر دستخط کیے ہوئے تھے۔ میں اس سے اس کا قرض مانگنے گیا لیکن اس نے تاخیر کی اور اس کے بیٹے نے مجھے حقیر سمجھا اور میرے ساتھ برا سلوک کیا۔ میں نے اس کے والد سے شکایت کی تو اس نے کہا: تو کیا ہوا؟ چنانچہ میں نے اس کی داڑھی پکڑی، اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹ کر گھر کے بیچ میں لے گیا اور اسے کئی بار لاتیں ماریں۔ اس کا بیٹا بغداد کے لوگوں کو مدد کے لیے پکارتا ہوا باہر نکلا اور کہا: وہ قمی، رافضی ہے، اس نے میرے والد کو قتل کر ڈالا ہے۔ اہل بغداد کی طرف سے میرے اردگرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو میں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کہا: اے اہل بغداد! تم بہت اچھے ہو۔ تم ایک تنہا اجنبی کے خلاف ظالم کا ساتھ دیتے ہو۔ میں سنی مسلک سے تعلق رکھنے والا اہل ہمدان کا ایک آدمی ہوں اور یہ مجھے اہل قم اور رافض کی طرف منسوب کر رہا ہے تاکہ وہ میرا حق اور میرا مال لے جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر لوگ اس کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے اس کی دوکان میں داخل ہونا چاہا تو میں نے انہیں پرسکون کیا اور وعدہ نامہ پر دستخط کرنے والے نے مجھے بلایا اور طلاق پر حلف دیا (یعنی اگر اس نے میرا مال نہ دیا تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی) اور میری شرط کا حصہ یہ تھا کہ لوگوں کو اس سے دور نکالوں۔[1]

بیان: السفتجة أن يعطي مالا لأحد و للآخذ مال في بلد المعطي فيوفيه إياه و الغريم كناية عن الصاحب ع و المماطلة التسويف و السحب الجر على الأرض و الركل الضرب بالرجل و طلب إلى رغب

"السفتجه" کسی کو مال دینا اور لینے والے کے لیے دینے والے کے شہر میں مال کا ہونا۔ "والغریم" اس سے مراد امام زمانہؑ ہیں۔ "المماطلة" تاخیر۔ "السحب" زمین پر نشان "الرکل" پاؤں کے ساتھ ٹھوکر لگانا۔

"طلب إلى" خواہش

---

[1] بحار الانوار: ۵۱/ ۲۹۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۳؛ الارشاد: ۲/ ۳۶۲؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۶؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۳۵۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۸۲؛ منتہی الآمال: ۲/ ۶۸۹؛ النجم الثاقب: ۱/ ۲۰۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۸۹؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۷

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے۔ [1]

14/1496 الكافی ،١/٥٢٢/١٦/١ عنه عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلْحَسَنِ وَ اَلْعَلاَءِ بْنِ رِزْقِ اَللَّهِ عَنْ بَدْرٍ غُلاَمِ أَحْمَدَ بْنِ اَلْحَسَنِ قَالَ: وَرَدْتُ اَلْجَبَلَ وَ أَنَا لاَ أَقُولُ بِالْإِمَامَةِ أُحِبُّهُمْ جُمْلَةً إِلَى أَنْ مَاتَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ فَأَوْصَى فِي عِلَّتِهِ أَنْ يُدْفَعَ اَلشِّهْرِيُّ اَلسَّمَنْدُ وَ سَيْفُهُ وَ مِنْطَقَتُهُ إِلَى مَوْلاَهُ فَخِفْتُ إِنْ أَنَا لَمْ أَدْفَعِ اَلشِّهْرِيَّ إِلَى إِذْكُوتَكِينَ نَالَنِي مِنْهُ اِسْتِخْفَافٌ فَقَوَّمْتُ اَلدَّابَّةَ وَ اَلسَّيْفَ وَ اَلْمِنْطَقَةَ بِسَبْعِمِائَةِ دِينَارٍ فِي نَفْسِي وَ لَمْ أُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَداً فَإِذَا اَلْكِتَابُ قَدْ وَرَدَ عَلَيَّ مِنَ اَلْعِرَاقِ وَجِّهِ اَلسَّبْعَ مِائَةِ دِينَارٍ اَلَّتِي لَنَا قِبَلَكَ مِنْ ثَمَنِ اَلشِّهْرِيِّ وَ اَلسَّيْفِ وَ اَلْمِنْطَقَةِ.

احمد بن حسن کے غلام بدر سے روایت ہے کہ میں الجبل (بغداد اور آذربائیجان کے درمیان ایک قصبہ) میں وارد ہوا اور میں عقیدہ امامت کا قائل نہیں تھا لیکن میں ان سب سے محبت کرتا تھا۔ اسی اثناء میں یزید بن عبداللہ (امام زمان علیہ السلام کے نمائندے) کی وفات ہوگئی تو انہوں نے اپنی وصیت میں مجھے کہا: میں ان کا شہری صمند (مشہور فارسی گھوڑا)، تلوار اور کمر بند ان کے آقا (امام زمان علیہ السلام) کو دے دوں۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے یہ گھوڑا اذکوتکین (عباسی حکمرانوں کے ایک ترک افسر) کو نہ دیا تو وہ مجھے نقصان پہنچائے گا، میں نے خود ہی اس سامان کی قیمت سات سو دینار مقرر کی اور کسی کو اس کا علم نہ ہوا۔ اسی اثناء میں عراق سے میرے پاس ایک خط آیا جس میں لکھا تھا: ہمارے سات سو دینار ہمارے پاس بھیج دو جو شہری (فارسی کے مشہور گھوڑے)، تلوار اور پٹکے کے لیے تمہارے پاس ہیں۔ [2]

بیان:

الشهری ضرب من البرذون و أريد بإذكوتين الوالی وفی بعض النسخ إذكوتكين

"الشہری" یہ ترکی گھوڑوں کی ایک قسم ہے،

---

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۱

[2] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۰۵ ح ۲۳۲؛ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۱۱؛ الارشاد: ۲/ ۳۶۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۸۹؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۳؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۴۶۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۵؛ تقریب المعارف: ۴۳۶؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۱۱؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۶۹؛ عیون المعجزات: ۱۴۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۹۵

"باز کونین" اس سے میری مراد والی ونگران ہے۔
بعض نسخوں میں ہے "اذکوتکین"

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[1]

15/1497 الکافی ۱/۱۷/۵۲۲/۱ عنه عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ: وُلِدَ لِي وَلَدٌ فَكَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فِي طُهْرِهِ يَوْمَ ٱلسَّابِعِ فَوَرَدَ لاَ تَفْعَلْ فَمَاتَ يَوْمَ ٱلسَّابِعِ أَوِ ٱلثَّامِنِ ثُمَّ كَتَبْتُ بِمَوْتِهِ فَوَرَدَ سَتُخْلَفُ غَيْرَهُ وَ غَيْرَهُ تُسَمِّيهِ أَحْمَدَ وَ مِنْ بَعْدِ أَحْمَدَ جَعْفَراً فَجَاءَ كَمَا قَالَ قَالَ وَ تَهَيَّأْتُ لِلْحَجِّ وَ وَدَّعْتُ ٱلنَّاسَ وَ كُنْتُ عَلَى ٱلْخُرُوجِ فَوَرَدَ نَحْنُ لِذَلِكَ كَارِهُونَ وَ ٱلْأَمْرُ إِلَيْكَ قَالَ فَضَاقَ صَدْرِي وَ ٱغْتَمَمْتُ وَ كَتَبْتُ أَنَا مُقِيمٌ عَلَى ٱلسَّمْعِ وَ ٱلطَّاعَةِ غَيْرَ أَنِّي مُغْتَمٌّ بِتَخَلُّفِي عَنِ ٱلْحَجِّ فَوَقَّعَ لاَ يَضِيقَنَّ صَدْرُكَ فَإِنَّكَ سَتَحُجُّ مِنْ قَابِلٍ إِنْ شَاءَ ٱللَّهُ قَالَ وَ لَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ كَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فَوَرَدَ ٱلْإِذْنُ فَكَتَبْتُ أَنِّي عَادَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ ٱلْعَبَّاسِ وَ أَنَا وَاثِقٌ بِدِيَانَتِهِ وَ صِيَانَتِهِ فَوَرَدَ ٱلْأَسَدِيُّ نِعْمَ ٱلْعَدِيلُ فَإِنْ قَدِمَ فَلاَ تَخْتَرْ عَلَيْهِ فَقَدِمَ ٱلْأَسَدِيُّ وَ عَادَلْتُهُ.

اسی راوی نے اس سے روایت کی ہے جس نے اس سے بیان کیا، اس کا بیان ہے کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں نے ان کو (یعنی امام زمان علیہ السلام کو) اس کی پیدائش کے ساتویں دن بچے کو تقریب کے لیے خصوصی غسل دینے کی اجازت کے لیے لکھا۔ پس جواب آیا: ایسا نہ کرو۔ چنانچہ وہ ساتویں یا آٹھویں دن فوت ہوگیا۔ پھر میں نے اسے لڑکے کی موت کے بارے میں لکھا تو جواب وارد ہوا: اس کی جگہ ایک اور لڑکا ہوگا۔ اس کا نام احمد رکھنا اور احمد کے بعد آنے والے کا نام جعفر رکھنا۔ پس جیسا آپؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے سفر حج کی تیاری کی، لوگوں کو الوداع کہا اور میں جانے ہی والا تھا کہ میرے پاس پیغام آیا: ہمیں یہ پسند نہیں ہے لیکن یہ تم پر منحصر ہے۔
میرا سینہ تنگ ہوگیا اور میں غمگین ہوگیا اور میں نے لکھا: میں آپؑ کے احکام کی تعمیل کرنے اور آپؑ کی باتوں

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۱

کو سننے کے لیے ثابت قدم ہوں سوائے اس کے کہ مجھے حج کی کمی کا احساس ہو رہا ہے۔ پس آپؑ نے دستخط کے ساتھ لکھا: تیرا سینہ تنگ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تم اگلے سال حج کرو گے ان شاء اللہ۔

راوی کہتا ہے کہ اگلے سال میں نے ان سے اجازت لینے کے لیے لکھا تو اجازت مل گئی۔ میں نے پھر لکھا کہ میں نے محمد بن عباس کو سواری کا شراکت دار (رائیڈ شیئرنگ پارٹنر کے طور پر) چنا ہے اور میں اس کی دیانت اور صیانت کے لیے اس پر بھروسہ کرتا ہوں۔ پس جواب وارد ہوا: اسدی ایک اچھا سواری کا شراکت دار (رائیڈ شیئرنگ پارٹنر) ہے پس اگر وہ آئے تو اس کے علاوہ کسی اور کا انتخاب نہ کرو۔

چنانچہ اسدی آیا اور میں نے اسے سواری کا شراکت دار (رائیڈ شیئرنگ پارٹنر) کے طور پر منتخب کیا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

16/1498 الکافی ۱/۱۸/۵۲۳/۱ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْعَلَوِيُّ قَالَ: أَوْدَعَ اَلْمَجْرُوحُ مِرْدَاسَ بْنَ عَلِيٍّ مَالاً لِلنَّاحِيَةِ وَ كَانَ عِنْدَ مِرْدَاسٍ مَالٌ لِتَمِيمِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَوَرَدَ عَلَى مِرْدَاسٍ أَنْفِذْ مَالَ تَمِيمٍ مَعَ مَا أَوْدَعَكَ اَلشِّيرَازِيُّ.

حسن بن علی علوی سے روایت ہے کہ مجروح (شیرازی) نے ایک خاص مقدار میں مال بطور امانت مرداس بن علی کے پاس چھوڑا جو ناحیہ مقدسہ کے لیے تھا۔ مرداس کے پاس پہلے سے تمیم بن حنظلہ کا مال بھی موجود تھا۔ پس مرداس کے پاس پیغام پہنچا کہ تمیم کے مال کے ساتھ جو شیرازی (مجروح) نے تمہارے پاس امانت چھوڑی ہے وہ (ہمارے پاس) بھیج دو۔[3]

بیان:

المجروح ھو الشیرازی

❂ "المجروح" اس سے مراد شیرازی ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۵۱/ ۳۰۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۵؛ الارشاد: ۲/ ۳۶۴؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۸؛ غیبت طوسی (ترجمہ مترجم): ۴۰۸ ح ۳۹۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۳۲۴

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۱۹۲

[3] اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۹۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۹؛ من ھو المہدیؑ: ؟ ۵۲۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۳۰۰؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۱۰۳

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

17/1499 الكافي ١/٥٢٣/١٩/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عِيسَى اَلْعُرَيْضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ قَالَ: لَمَّا مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَرَدَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ بِمَالٍ إِلَى مَكَّةَ لِلنَّاحِيَةِ فَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُ اَلنَّاسِ إِنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَضَى مِنْ غَيْرِ خَلَفٍ وَاَلْخَلَفُ جَعْفَرٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَنْ خَلَفٍ فَبَعَثَ رَجُلاً يُكَنَّى بِأَبِي طَالِبٍ فَوَرَدَ اَلْعَسْكَرَ وَمَعَهُ كِتَابٌ فَصَارَ إِلَى جَعْفَرٍ وَسَأَلَهُ عَنْ بُرْهَانٍ فَقَالَ لاَ يَتَهَيَّأُ فِي هَذَا اَلْوَقْتِ فَصَارَ إِلَى اَلْبَابِ وَأَنْفَذَ اَلْكِتَابَ إِلَى أَصْحَابِنَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ آجَرَكَ اَللَّهُ فِي صَاحِبِكَ فَقَدْ مَاتَ وَأَوْصَى بِالْمَالِ اَلَّذِي كَانَ مَعَهُ إِلَى ثِقَةٍ لِيَعْمَلَ فِيهِ بِمَا يَجِبُ وَأُجِيبَ عَنْ كِتَابِهِ.

حسن بن عیسیٰ عُریضی ابو محمد سے روایت ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو مصر سے ایک شخص ناحیہ مقدسہ کے لیے مال لے کر مکہ آیا۔ پس لوگوں نے اس مسئلہ میں مختلف آراء کا اظہار کیا، بعض لوگوں نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام بغیر خلف (وارث) چھوڑے شہید ہوئے ہیں لہٰذا جعفر ان کا جانشین ہے اور دوسروں نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوگئی ہے مگر وہ اپنے پیچھے اپنا خلف (وارث) چھوڑ گئے ہیں۔ پس ابو طالب نامی ایک شخص کو ایک خط کے ساتھ عسکر (سرمن رائے) بھیجا گیا۔ چنانچہ وہ جعفر سے ملنے گیا اور اس سے ثبوت طلب کیا (تا کہ یہ ثابت ہو کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا جانشین ہے)۔

جعفر نے کہا: اس وقت کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہے۔

پھر وہ (مقدس) دروازے پر گیا اور وہ خط ہمارے لوگوں کو دیا تو اس کی طرف جواب آیا: اللہ تیرے ساتھی کے بارے میں تجھے اجر عطا کرے۔ اس کی وفات ہو چکی ہے اور جو مال وہ اپنے ساتھ لایا ہے اس نے اس کی وصیت ثقہ (قابل اعتبار) شخص کو کر دی ہے تا کہ وہ اس میں جیسا چاہے معاملہ کرے اور یہ اس خط کا جواب تھا (جو میں لے کر آیا تھا)۔ [2]

بیان:

إلى الباب أي باب دار الصاحب ع فخرج إليه يعني من الصاحب ع في صاحبك يعني المصري الوارد

---

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۲

[2] الارشاد: ۲/ ۳۶۳؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۲۹۹؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۵۵؛ تقریب المعارف: ۶ ۴۳۳؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۲۹۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۸۹

إلى مكة وأجيب عن كتابه يعني بالوصول

❂ "الی الباب" دروازے پر یعنی امام زمانہؑ کے دروازے پر۔

"منخرج الیہ" اس کی طرف نکلا یعنی امام زمانہؑ سے۔

"فی صاحبک" تیرے صاحب کے بارے میں یعنی مصری جو مکہ میں وارد ہونے والا ہو۔

"واجیب عن کتابہ" اس کا خط قبول کیا یعنی وصول کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ ①

18/1500 الكافي، ۱/۵۲۳/۲۰/۱ عنه قَالَ: حَمَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ آبَةَ شَيْئاً يُوصِلُهُ وَ نَسِيَ سَيْفاً بِآبَةَ فَأَنْفَذَ مَا كَانَ مَعَهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَا خَبَرُ اَلسَّيْفِ اَلَّذِي نَسِيتَهُ.

اسی راوی سے روایت ہے کہ آبہ کے ایک شخص نے اہل آبہ سے کچھ مال ان (یعنی امام زمانؑ) کی خدمت میں پہنچانے کے لیے اٹھا کر لے آیا مگر چلتے وقت تلوار بھول گیا۔ پس جب مال آپؑ کی خدمت میں بھیجا تو آپؑ نے اس کی طرف لکھا: اس تلوار کی کیا خبر ہے جو وہ بھول آیا ہے۔ ②

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ③

16/1501 الكافي، ۱/۵۲۳/۲۱/۱ اَلْحَسَنُ بْنُ خَفِيفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ بِخَدَمٍ إِلَى مَدِينَةِ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَعَهُمْ خَادِمَانِ وَ كَتَبَ إِلَى خَفِيفٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهُمْ فَخَرَجَ مَعَهُمْ فَلَمَّا وَصَلُوا إِلَى اَلْكُوفَةِ شَرِبَ أَحَدُ اَلْخَادِمَيْنِ مُسْكِراً فَمَا خَرَجُوا مِنَ اَلْكُوفَةِ حَتَّى وَرَدَ كِتَابٌ مِنَ اَلْعَسْكَرِ بِرَدِّ اَلْخَادِمِ اَلَّذِي شَرِبَ اَلْمُسْكِرَ وَ عُزِلَ عَنِ اَلْخِدْمَةِ.

حسن بن یوسف نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام زمان علیہ السلام نے مدینہ رسولؐ کی طرف چند خادموں کو بھیجا تھا اور ان میں سے دو اور خادم بھی تھے اور آپؑ نے خفیف کو لکھا کہ وہ ان کے ساتھ

① مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۳

② الارشاد: ۲/ ۳۶۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۵؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۲۹۹؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۹۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۹۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۹۷؛ المستجاد: ۲۶۹

③ مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۳

جائے۔ پس وہ ان کے ساتھ روانہ ہوا اور جب وہ کوفہ پہنچے جہاں ان دو خادموں میں سے ایک نے نشہ آور چیز پی رکھی تھی۔ چنانچہ ابھی وہ کوفہ نہیں نکلے تھے کہ عسکر (سر من رائے) سے ایک خط آیا کہ جس خادم نے نشہ آور چیز پی ہے اسے واپس بھیج دو اور اسے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔ ①

بیان:

يعني أن الصاحب م بعث من العسكر إلى المدينة بخدم

یعنی بیشک امام زمانہؑ اپنے لشکر کو مدینہ روانہ کریں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ ②

20/1502 الكافي، ١/٥٢٣/٢٢/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَلِيِّ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلْحَسَنِ قَالَ: أَوْصَى يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ بِدَابَّةٍ وَ سَيْفٍ وَ مَالٍ وَ أُنْفِذَ ثَمَنُ اَلدَّابَّةِ وَ غَيْرُ ذَلِكَ وَ لَمْ يُبْعَثِ اَلسَّيْفُ فَوَرَدَ كَانَ مَعَ مَا بَعَثْتُمْ سَيْفٌ فَلَمْ يَصِلْ أَوْ كَمَا قَالَ.

احمد بن حسن سے روایت ہے کہ یزید بن عبداللہ نے ایک گھوڑے، ایک تلوار اور کچھ مال وصیت کی (کہ اس کو ناحیہ مقدسہ کی طرف بھیج دیا جائے)۔ چنانچہ گھوڑے اور دیگر چیزوں کی (فروخت سے حاصل ہونے والی) رقم تو بھیج دی گئی لیکن تلوار نہیں بھیجی گئی۔ پس خط وارد ہوا: تم نے جو کچھ بھیجا ہے اس کے ساتھ ایک تلوار بھی ہے جو نہیں پہنچی یا اسی طرح کہا گیا تھا۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ ④

21/1503 الكافي، ١/٥٢٣/٢٣/١ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَاذَانَ اَلنَّيْسَابُورِيِّ قَالَ: اِجْتَمَعَ عِنْدِي خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ تَنْقُصُ عِشْرِينَ دِرْهَماً فَأَنِفْتُ أَنْ أَبْعَثَ بِخَمْسِمِائَةٍ تَنْقُصُ عِشْرِينَ

---

① بحار الانوار: ۵۱/۳۱۰؛ تقریب المعارف: ۴۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۹۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۹۰؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/۱۰۴؛ معجم احادیث: ۶/۳۲۹؛ النجم الثاقب: ۲/۳۶

② مراۃ العقول: ۶/۱۹۴

③ اثبات الھداۃ: ۵/۲۹۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۹۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/۱۰۵؛ من حوالمہدیؑ: ۵۲۰؛ معجم احادیث: ۶/۲۹۷

④ مراۃ العقول: ۶/۱۹۴

دِرْهَماً فَوَزَنْتُ مِنْ عِنْدِي عِشْرِينَ دِرْهَماً وَ بَعَثْتُهَا إِلَى اَلْأَسَدِيِّ وَ لَمْ أَكْتُبْ مَا لِي فِيهَا فَوَرَدَ وَصَلَتْ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ لَكَ مِنْهَا عِشْرُونَ دِرْهَماً.

محمد بن علی بن شاذان نیشاپوری سے روایت ہے کہ میرے پاس بیس درہم کم پانچ سو درہم جمع تھے تو میں نے سوچا کہ بیس درہم کیوں کم رہیں پورے پانچ سو ہی کیوں نہ بھیج دوں لہٰذا میں نے بیس درہم اپنی طرف سے شامل کر دیئے اور اسے (محمد بن جعفر) اسدی کے پاس بھیج دیا مگر اس میں جو میری طرف سے تھا اس کے بارے میں نہیں لکھا۔ پس خط موصول ہوا کہ پانچ سو درہم وصول ہوئے جن میں سے بیس درہم تمھارے ہیں۔ [1]

بیان:

الأنفة الاستنكاف

"الانفۃ" اس سے مراد تکبر کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

22/1504 الکافی ۱/۵۲۲/۱۴/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ يَرِدُ كِتَابُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي اَلْإِجْرَاءِ عَلَى اَلْجُنَيْدِ قَاتِلِ فَارِسَ وَ أَبِي اَلْحَسَنِ وَ آخَرَ فَلَمَّا مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَرَدَ اِسْتِئْنَافٌ مِنَ اَلصَّاحِبِ لِإِجْرَاءِ أَبِي اَلْحَسَنِ وَ صَاحِبِهِ وَ لَمْ يَرِدْ فِي أَمْرِ اَلْجُنَيْدِ بِشَيْءٍ قَالَ فَاغْتَمَمْتُ لِذَلِكَ فَوَرَدَ نَعْيُ اَلْجُنَيْدِ بَعْدَ ذَلِكَ.

حسین بن محمد اشعری سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے خطوط اجراء کے لیے جنید قاتل فارس، ابو الحسن اور ایک دوسرے شخص کے لیے آتے تھے۔ پس جب امام حسن عسکریؑ کی شہادت ہوگئی تو صاحب (یعنی امام زمانؑ) کی طرف سے اجراء کے لیے ابو الحسن اور اس کے ساتھی کے متعلق خط وارد ہوا لیکن جنید کے لیے کوئی چیز وارد نہیں ہوئی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں اس پر افسردہ ہوگیا۔ پس اس کے بعد جنید کی موت کی اطلاع ہم تک آن پہنچی۔ [3]

---

[1] الارشاد: ۲/ ۳۶۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۶؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۳۹؛ تقریب المعارف: ۴۳۶؛ اثبات الهداة: ۵/ ۲۹۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۵؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۹۱؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۶۹۷؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۰۹ ح ۳۹۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ کمال الدین: ۲/ ۴۸۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ۱۲۶؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۷؛ المستجاد: ۵۴۰؛ دلائل الامامہ: ۵۲۴ ح ۴۹۷ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)

[2] مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۸

[3] الارشاد: ۲/ ۳۶۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۶؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۲۹۹؛ تقریب المعارف: ۴۳۷؛ اثبات الهداة: ۵/ ۲۹۱؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۹۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۶؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۱۰۵؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۳/ ۴۵۸

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

23/1505 الکافی، ۱/۵۲۴/۲۵/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ كُنْتُ مُعْجَباً بِهَا فَكَتَبْتُ أَسْتَأْمِرُ فِي اِسْتِيلاَدِهَا فَوَرَدَ اِسْتَوْلِدْهَا وَ يَفْعَلُ اَللَّهُ مَا يَشَاءُ فَوَطِئْتُهَا فَحَبِلَتْ ثُمَّ أَسْقَطَتْ فَمَاتَتْ.

محمد بن صالح سے روایت ہے کہ میری ایک لونڈی تھی جس نے میری توجہ مبذول کرائی تھی۔ میں نے ان کو (یعنی امام زمان علیہ السلام کو) اس سے بچہ پیدا کرنے کی اجازت کے لیے خط لکھا تو جواب آیا: تم ایسا کر سکتے ہو لیکن اللہ جو چاہے کرتا ہے۔

چنانچہ میں نے اس سے وطی کی اور وہ حاملہ ہو گئی مگر اس کا اسقاط حمل ہو گیا اور وہ خود بھی مر گئی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کا صحیح ہے۔ [3]

24/1506 الکافی، ۱/۵۲۴/۲۶/۱ عنہ قَالَ: كَانَ اِبْنُ اَلْعَجَمِيِّ جَعَلَ ثُلُثَهُ لِلنَّاحِيَةِ وَ كَتَبَ بِذَلِكَ وَ قَدْ كَانَ قَبْلَ إِخْرَاجِهِ اَلثُّلُثَ دَفَعَ مَالاً لاِبْنِهِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ أَحَدٌ فَكَتَبَ إِلَيْهِ فَأَيْنَ اَلْمَالُ اَلَّذِي عَزَلْتَهُ لِأَبِي اَلْمِقْدَامِ.

اسی راوی سے روایت ہے کہ ابن عجمی نے اپنی جائیداد کا ایک تہائی حصہ ناحیہ مقدسہ کے لیے مختص کیا تھا اور اس کے لیے تحریر لکھ دی تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اپنی جائیداد میں سے ایک تہائی حصہ نکالتا اس نے اپنے بیٹے ابوالمقدام کو ایک خاص رقم دے دی جس کا کسی کو علم نہیں تھا۔ پس امام زمانؑ نے اس کی طرف لکھا: وہ مال کہاں ہے جو تم نے ابوالمقدام کے لیے مختص کیا ہے؟ [4]

بیان:

یعنی أین ثلث ذلك المال و ذلك لأن جعل الثلث للناحية كان قبل العزل لأبي المقدام

---

[1] مراۃ العقول: ۶/ ۱۹۸

[2] اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۹۱؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۹۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۳۲۷؛ من ھو المہدیؑ؟ ۵۲۱

[3] مراۃ العقول: ۶/ ۱۹۸

[4] اثبات الھداۃ: ۵/ ۲۹۱؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۹۳؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۱۰۵؛ من المہدیؑ؟: ۵۲۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۹۹

میری مراد اس سے رقم کا ایک تہائی حصّہ کہاں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تہائی ضلع کو مختص کرنا ابوالمقدم کی برطرفی سے پہلے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ (1)

25/1507 الکافی،۱/۵۲۲/۲۷/۱ عنه عَنْ أَبِي عَقِيلٍ عِيسَى بْنِ نَصْرٍ قَالَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ زِيَادٍ اَلصَّيْمَرِيُّ يَسْأَلُ كَفَناً فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّكَ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ فَمَاتَ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِالْكَفَنِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِأَيَّامٍ .

ابوعقیل عیسی بن نصر سے روایت ہے کہ علی بن زیاد صیمری نے (امام زمانؑ کو) خط لکھا جس میں کفن کی درخواست کی تو آپ (عج) نے اسے جواب لکھا: تمہیں اس کی ضرورت اسی (۸۰) سال کی عمر میں ہوگی۔

پس اس کا انتقال اسی (۸۰) سال کی عمر میں ہوا اور اس کی طرف اس کی وفات سے چند دن پہلے کفن بھیج دیا گیا۔ (2)

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ (3)

26/1508 الکافی،۱/۵۲۲/۲۸/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ بْنِ عِمْرَانَ اَلْهَمَذَانِيِّ قَالَ: كَانَ لِلنَّاحِيَةِ عَلَيَّ خَمْسُمِائَةِ دِينَارٍ فَضِقْتُ بِهَا ذَرْعاً ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي لِي حَوَانِيتُ اِشْتَرَيْتُهَا بِخَمْسِمِائَةٍ وَ ثَلاَثِينَ دِينَاراً قَدْ جَعَلْتُهَا لِلنَّاحِيَةِ بِخَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ وَ لَمْ أَنْطِقْ بِهَا فَكَتَبَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ اِقْبِضِ اَلْحَوَانِيتَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ بِالْخَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ اَلَّتِي لَنَا عَلَيْهِ .

محمد بن ہارون بن عمران ہمذانی سے روایت ہے کہ میرے اوپر ناحیہ مقدسہ کا پانچ سو دینار واجب الادا تھا۔ میں اس سے تنگ آ چکا تھا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: میرے پاس دکانیں ہیں جو میں نے 530 دینار میں خریدی ہیں۔ میں نے ان سے پانچ سو دینار ناحیہ مقدسہ کے لیے مقرر کر دیے تا ہم میں نے لفظوں میں

(1) مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۹

(2) غیبت طوسی: ۳۰۶ ح ۲۴۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۱۲؛ الارشاد: ۲/ ۳۶۶؛ کشف الغمہ: ۲/ ۵۰۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۹۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۶۶؛ الثاقب فی المناقب: ۵۹۰؛ المستجاد: ۵۴۱؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۴۶۳؛ عیون المعجزات: ۱۳۶؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۷؛ تقریب المعارف: ۱۹۶؛ ینابیع المعاجز: ۲۳۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/ ۸۰؛ موسوعۃ اہل البیت: ۱۹/ ۱۰۵

(3) مرآۃ العقول: ۶/ ۱۹۹

کچھ نہیں کہا تھا۔ پس امام زمانؑ نے محمد بن جعفر کو لکھا: محمد بن ہارون سے پانچ سو دینار کی دکانیں لے لو جو ہمارے اس پر واجب الادا ہیں۔ [1]

بیان:

فضقت بها ذرعا لم أطقها و لم أقو عليها

"فضقت بہا ذرعا" یعنی میں اس کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ اس پر مجھے قوت حاصل ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

27/1509 الكافی ۱/۵۲۴/۲۹/۱ عنه قَالَ: بَاعَ جَعْفَرٌ فِيمَنْ بَاعَ صَبِيَّةً جَعْفَرِيَّةً كَانَتْ فِي اَلدَّارِ يُرَبُّونَهَا فَبَعَثَ بَعْضَ اَلْعَلَوِيِّينَ وَ أَعْلَمَ اَلْمُشْتَرِيَ خَبَرَهَا فَقَالَ اَلْمُشْتَرِي قَدْ طَابَتْ نَفْسِي بِرَدِّهَا وَ أَنْ لاَ أُرْزَأَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئاً فَخُذْهَا فَذَهَبَ اَلْعَلَوِيُّ فَأَعْلَمَ أَهْلَ اَلنَّاحِيَةِ اَلْخَبَرَ فَبَعَثُوا إِلَى اَلْمُشْتَرِي بِأَحَدٍ وَ أَرْبَعِينَ دِينَاراً وَ أَمَرُوهُ بِدَفْعِهَا إِلَى صَاحِبِهَا .

علی بن محمد سے روایت ہے کہ جعفر نے (کنیز) بچیاں فروخت کیں تو ان میں اس نے ایک جعفری (جعفر بن ابو طالبؑ کی اولاد کی) بچی کو بھی بیچ دیا جسے (امام حسن عسکریؑ کے) گھر کے اندر پالا گیا تھا۔ پس اس نے علویوں میں سے کسی کو بھیجا اور خریدار کو لڑکی کے بارے میں مطلع کیا تو خریدار نے کہا: مجھے واپس کرنے میں خوشی ہوگی مگر یہ کہ اس کی قیمت میں سے کچھ کم نہیں کروں گا جس کا میں نے اسے خریدا ہے۔ پس علوی چلا گیا اور اس نے ناحیہ مقدسہ والوں کو اطلاع دی تو انہوں نے خریدار کے پاس اکتالیس دینار بھیجے اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے اس کے صاحب کو واپس کردے۔ [3]

بیان:

باع جعفر يعنى به المشهور بالكذاب عم الصاحب ع صبية جعفرية يعنى من أولاد جعفر بن أبي

---

[1] الارشاد:۲/۳۶۶؛ کشف الغمہ:۲/۴۵۶؛ الخرائج والجرائح:۱/۴۷۲؛ تقریب المعارف:۴۳۳؛ اثبات الھداۃ:۵/۲۹۱؛ بحار الانوار:۵۱/۲۹۴؛ الصراط المستقیم:۲/۲۴۸؛ مدینۃ المعاجز:۸/۹۴؛ اعلام الوریٰ:۲/۲۶۶

[2] مرآۃ العقول:۶/۲۰۰

[3] بحار الانوار:۵۰/۳۳۲؛ سفینۃ البحار:۱/۶۰۵؛ اثبات الھداۃ:۵/۲۹۲؛ مدینۃ المعاجز:۸/۹۴؛ الدمعۃ الساکبہ:۸/۲۳۶؛ موسوعہ اہل البیت:۱۹/۱۰۵؛ معجم احادیث الامام المھدیؑ:۸/۷۸؛ مسند الامام العسکریؑ:۲۰

طالب بخبرها يعنى بأنها حرة هاشمية ليست بمملوكة لا أرزا لا أنقص و الرزء بتقديم المهملة النقص

"باع جعفر" اس سے مراد وہ جعفر ہیں جو کذاب کے نام سے مشہور ہیں جو امام زمانہؑ کے چچا ہیں "صبية جعفرية" یعنی جناب جعفرؓ بن ابی طالبؑ کی اولاد۔

"بخبرها" اس سے مراد حرہ ہاشمیہ ہیں جو مملوکہ نہیں ہیں۔

"لا ارزء" میں نے کم نہیں کیا اور الرزء کا معنی نقص ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ①

28/1510 الكافى،١/٣٠/٥٢٥/١ اَلْحُسَيْنُ بْنُ اَلْحَسَنِ اَلْعَلَوِيُّ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنْ نُدَمَاءِ روزحسني وَ آخَرُ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ هُوَ ذَا يَجْبِي اَلْأَمْوَالَ وَ لَهُ وُكَلاَءُ وَ سَمَّوْا جَمِيعَ اَلْوُكَلاَءِ فِي اَلنَّوَاحِي وَ أُنْهِيَ ذَلِكَ إِلَى عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ اَلْوَزِيرِ فَهَمَّ اَلْوَزِيرُ بِالْقَبْضِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَلسُّلْطَانُ اُطْلُبُوا أَيْنَ هَذَا اَلرَّجُلُ فَإِنَّ هَذَا أَمْرٌ غَلِيظٌ فَقَالَ عُبَيْدُ اَللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ نَقْبِضُ عَلَى اَلْوُكَلاَءِ فَقَالَ اَلسُّلْطَانُ لاَ وَ لَكِنْ دُسُّوا لَهُمْ قَوْماً لاَ يُعْرَفُونَ بِالْأَمْوَالِ فَمَنْ قَبَضَ مِنْهُمْ شَيْئاً قُبِضَ عَلَيْهِ قَالَ فَخَرَجَ بِأَنْ يَتَقَدَّمَ إِلَى جَمِيعِ اَلْوُكَلاَءِ أَنْ لاَ يَأْخُذُوا مِنْ أَحَدٍ شَيْئاً وَ أَنْ يَمْتَنِعُوا مِنْ ذَلِكَ وَ يَتَجَاهَلُوا اَلْأَمْرَ فَانْدَسَّ لِمُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ رَجُلٌ لاَ يَعْرِفُهُ وَ خَلاَ بِهِ فَقَالَ مَعِي مَالٌ أُرِيدُ أَنْ أُوصِلَهُ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ غَلِطْتَ أَنَا لاَ أَعْرِفُ مِنْ هَذَا شَيْئاً فَلَمْ يَزَلْ يَتَلَطَّفُهُ وَ مُحَمَّدٌ يَتَجَاهَلُ عَلَيْهِ وَ بَثُّوا اَلْجَوَاسِيسَ وَ اِمْتَنَعَ اَلْوُكَلاَءُ كُلُّهُمْ لِمَا كَانَ تَقَدَّمَ إِلَيْهِمْ .

حسین بن حسن علوی سے روایت ہے کہ ایک شخص جو روز حسنی کا مخبر تھا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ ایک دفعہ روز نے اس سے کہا: یہ (امام زمانؑ) وہی ہیں جن کے لیے پیسے جمع کیے جاتے ہیں اور ان کے کئی جگہ نمائندے ہیں اور اس نے مختلف علاقوں میں جملہ وکلاء کے نام بھی بتائے۔ یہ خبر عبیداللہ بن سلیمان وزیر تک پہنچا دی گئی تو وزیر نے ان وکلاء کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا۔ پس سلطان نے کہا: پتہ لگاؤ کہ یہ آدمی کہاں ہے کیونکہ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔

---

① مرآۃ العقول: ۶/ ۲۰۰

عبیداللہ ابن سلیمان نے کہا: ہم وکلاء کو گرفتار کریں گے۔

سلطان نے کہا: نہیں بلکہ تم اپنے خفیہ ایجنٹوں کو ان کے پاس مال دے کر بھیجو (کہ وہ اپنے امام کو واجبات ادا کرنے آئے ہیں) پس جو ان سے وصول کرے اسے گرفتار کرلو۔

راوی کا بیان ہے کہ تمام وکلاء کو پیغام آیا کہ وہ کسی سے کچھ نہ لیں بلکہ اس سے پرہیز کریں اور امر سے لاعلمی کا اظہار کریں۔

چنانچہ ایک آدمی محمد بن احمد کے پاس گھس آیا جس کو وہ نہیں جانتا تھا اور وہ اس کے ساتھ اکیلا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس کچھ مال ہے جو میں ان (یعنی امام زمانؑ) کو پہنچانا چاہتا ہوں۔

محمد نے اس سے کہا: تم نے غلطی کی ہے، میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

مگر وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا اور محمد اس پر لاعلمی کا اظہار کرتا رہا اور انہوں نے بہت جاسوس بھیجے مگر جب وہ ان کے سامنے جاتے تو تمام وکلاء منع کر دیتے تھے۔"[1]

بیان:

روزحسني كأنه كان واليا بالعسكر فقال له أي لروزحسني هو ذا أشار به إلى الصاحب ع يجبي يجمع و له وكلاء أي للصاحب و الدس الإخفاء بالأموال متعلق بدسوا يعني أرسلوا إليهم سرا بالأموال على أيدي من لا يعرفهم الوكلاء فخرج يعني التوقيع من الصاحب ع بأن يتقدم يعني الموقع عليه لمحمد بن أحمد هو من الوكلاء

روزحسنی گویا فوج کا گورنر تھا۔

"فقال لہ" پس اس نے اس سے کہا یعنی اور حسنی سے کہا۔

"ھو ذا" یہ اشارہ ہے امام زمانؑ کی طرف۔

"یجبی" وہ جمع کرتا ہے۔

"ولہ وکلاء" ان کے وکلا یعنی مالک کے لیے۔

"والدس" مخفی کرنا۔ "بالاحوال" یہ متعلق ہے "یدسوا" کے یعنی انہوں نے ان کو مال بھیجا اس کے ہاتھوں میں جن کو وکلاء نہیں جانتے تھے۔

[1] بحارالانوار: ۵۱/۳۱۰: ۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۹۲؛ تقریب المعارف: ۴۳۷؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۹۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۶۶؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/۱۰۵

"فخرج" بھی امام زمانہؑ کی طرف سے توقیع شریف کا خروج۔

"بان یتقدم" یعنی اس سے پہلے۔

"لمحمّہ بن احمد" یہ وکلاء میں سے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [1]

29/1511 الکافی ۱/۵۲۵/۳۱/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: خَرَجَ نَهْيٌ عَنْ زِيَارَةِ مَقَابِرِ قُرَيْشٍ وَ اَلْحَيْرِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَشْهُرٍ دَعَا اَلْوَزِيرُ اَلْبَاقَطَانِيَّ فَقَالَ لَهُ اِلْقَ بَنِي اَلْفُرَاتِ وَ اَلْبُرْسِيِّينَ وَ قُلْ لَهُمْ لاَ يَزُورُوا مَقَابِرَ قُرَيْشٍ فَقَدْ أَمَرَ اَلْخَلِيفَةُ أَنْ يُتَفَقَّدَ كُلُّ مَنْ زَارَ فَيُقْبَضَ عَلَيْهِ.

علی بن محمد سے روایت ہے کہ قبرستان قریش اور الحیر ہ (کربلا) میں جانے کی ممانعت ناحیہ مقدسہ سے نکلی۔ جب چند ماہ ہو گئے تو وزیر نے باقطائی کو بلایا اور اس سے کہا: فرات اور البرسیین کے قبیلے سے ملو اور ان سے کہو کہ وہ قریش کے قبرستان میں نہ جائیں کیونکہ خلیفہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کیا جائے گا جو ان جگہوں پر جائیں گے۔ [2]

بیان:

الحیر و الحائر مدفن الحسین ع بکربلاء و یقالان لکربلاء کلها و لعل المراد ببنی الفرات من كان بحواليه و قيل هم قوم من رهط أبي الفتح الفضل بن جعفر بن فرات من وزراء بني العباس مشهورين بمحبة أهل البيت ع و البرس بلدة بين الكوفة و الحلة و كأنهم كانوا يجعلون زيارة الحسين ع و زيارة مقابر قريش من علامة التشيع و الرفض قال في الكافي ولد الصاحب ع للنصف من شعبان سنة خمس و خمسين و مائتين

"الحیر والحائر" اس سے مراد جگہ میں جہاں امام حسینؑ دفن ہیں اور یہ کربلا میں ہے اور ان دونوں کو کربلا بھی کہا جاتا ہے اور شاید بنی فرات سے مراد اس کے آس پاس کے لوگ ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ابوالفتح الفضل بن جعفر بن فرات کی قوم ہے جو بنی عباس کے وزیروں میں سے تھے اور وہ اہل بیتؑ سے

---

[1] مراۃ العقول: ۶/۲۰۱

[2] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۰۷ ح ۲۴۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ کشف الغمہ: ۲/۴۵۶؛ مدینۃ المعاجز: ۸/۹۶؛ الارشاد: ۲/۳۶۷؛ بحارالانوار: ۵۱/۳۱۲؛ تقریب المعارف: ۴۳۸؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۶۷؛ اثبات الھداۃ: ۵/۲۹۲؛ الخرائج والجرائح: ۱/۴۵۶؛ المستجاد: ۵۳۲؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۶/۱۳۵؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/۳۲۳

محبت کرنے میں مشہور تھے۔

''والبرس'' اس سے مراد ایک شہر ہے جو کوفہ اور حلّہ کے درمیان آباد ہے اور گویا کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت اور قریش کی قبور کی زیارت کو تشیع اور رفض کی علامت شمار کرتے ہیں۔

کتاب الکافی میں بیان ہے کہ امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت پندرہ ماہ شعبان المعظم ۲۵۵ھ میں ہوئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

۱۲۵۔ باب ما نزل فیھم علیہم السلام و فی اولیائھم

باب: آئمہ علیہم السلام اور اُن کے دوستوں کے بارے میں جو کچھ نازل ہوا ہے

1/1512 الکافی، ۱/۱/۴۱۲/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ حَسَّانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ سَالِمٍ اَلْحَنَّاطِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (نَزَلَ بِهِ اَلرُّوحُ اَلْأَمِينُ عَلىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ اَلْمُنْذِرِينَ بِلِسانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ) قَالَ هِيَ اَلْوَلاَيَةُ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

سالم الحناط سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے خدا کے قول: ''اسے روح الامین لے کر آیا ہے آپ کے دل پر، تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ یہ واضح عربی زبان میں ہے۔ (الشعراء: ۱۹۲-۱۹۵)۔'' کے بارے میں خبر دیجیے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔'' [2]

بیان:

لما أراد الله سبحانه أن يعرف نفسه لعباده ليعبدوه و كان لم يتيسر معرفته كما أراد على سنة الأسباب إلا بوجود الأنبياء و الأوصياء إذ بهم تحصل المعرفة التامة و العبادة الكاملة دون غيرهم و كان لم يتيسر وجود الأنبياء و الأوصياء إلا بخلق سائر الخلق ليكون أنسا لهم و سببا

---

[1] مرآۃ العقول: ۶/ ۲۰۲

[2] اثبات الھداہ: ۳/ ۶؛ تفسیر البرھان: ۴/ ۱۸۳؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۳۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۶۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۵۰۶

لمعاشهم فلذلك خلق سائر الخلق ثم أمرهم بمعرفة أنبيائه و أوليائه و ولايتهم و التبری من أعدائهم و مما يصدهم عن ذلك ليكونوا ذوی حظوظ من نعيمهم فوهب الكل معرفة نفسه علی قدر معرفتهم الأنبياء و الأوصياء إذ بمعرفتهم لهم يعرفون الله و بولايتهم إياهم يتولون الله فكلما ورد من البشارة و الإنذار و الأوامر و النواهی و النصائح و المواعظ من الله سبحانه فإنما هو لذلك و لما كان نبينا ص سيد الأنبياء و وصيه ص سيد الأوصياء لجمعهما كمالات سائر الأنبياء و الأوصياء و مقاماتهم مع ما لهما من الفضل عليهم و كان كل منهما نفس الآخر صح أن ينسب إلی أحدهما من الفضل ما ينسب إليهم لاشتماله علی الكل و جمعه لفضائل الكل و لذلك خص تأويل الآيات بهما و بأهل البيت ع الذين هم منهما ذرية بعضها من بعض و جیء بالكلمة الجامعة التی هی الولاية فإنها مشتملة علی المعرفة و المحبة و المتابعة و سائر ما لا بد منه فی ذلك

جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے آپ کی معرفت کرائے تا کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کی معرفت ممکن نہ تھی جیسا کہ وہ معمول کے مطابق چاہتا تھا سوائے انبیآء کرامؑ اور اولیاء کرامؑ کے چونکہ اس کے ذریعہ مکمل علم اور مکمل عبادت دوسروں کے بغیر حاصل کی جاسکتی ہے اور گویا انبیاء کرامؑ اور اوصیاء کرامؑ کا وجود باقی مخلوقات کو پیدا کرنے کے علاوہ ان کے لیے زیادہ انسانی ہونے کے لیے ممکن نہیں تھا اس لیے اس نے باقی مخلوق کو پیدا کیا پھر انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے نبیوںؑ اور ان اوصیاء کی ولایت کی معرفت حاصل کریں اور اپنے آپ کو ان کے دشمنوں سے الگ رکھیں اور ان کو اس سے کون سی چیز روکتی ہے تا کہ وہ اپنی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف بشارتیں، تنبیہات، احکام، نواہی اور نصیحتیں اسی کے لیے ہیں۔

پس ہمارے نبیؐ تمام انبیاءؑ کے سردار اور آپؐ کے وصی تمام اوصیاءؑ کے سردار ہیں اس لیے کہ وہ تمام انبیاءؑ اور اوصیاء کے کمالات کے حامل ہیں اور وہ تمام مقامات ان کو حاصل ہیں جو سابقہ انبیاء کے پاس تھے۔

اس نے ان کے لیے اور اہل بیتؑ کے لیے آیات کی تاویل بیان کی جو ان کے لیے ہیں، ایک دوسرے کی اولاد اور وہ متحد کرنے والا کلمہ جو ولایت ہے کیونکہ اس میں علم، محبت پیروی اور اس میں تمام ضروری چیزیں شامل ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[1]

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/۱

2/1513 الكافی ۱/۱۳/۴/۲/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّا عَرَضْنَا اَلْأَمَانَةَ عَلَى اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ وَ اَلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا اَلْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً) قَالَ هِيَ وَلاَيَةُ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

اسحاق بن عمار نے ایک شخص سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول:
''ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا، بے شک وہ بڑا ظالم بڑا نادان تھا۔ (الاحزاب: ۷۲)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔[1]

بیان:

إنما أبوا من حملها و أشفقوا منها لعدم قابليتهم لها إذ لم يكن في جبلتهم إمكان الخيانة و الظلم اللذين بانتفائهما تظهر الأمانة و لا كان فيهم معنى الجهل الذي يظهر برفعه المعرفة و لذلك قال في حق الإنسان إنه كان ظلوما جهولا

انہوں نے صرف ان لوگوں سے انکار کیا جو اسے اٹھائے ہوئے تھے اور اس سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اس کے قابل نہیں تھے اس لیے کہ ان کی فطرت میں خیانت اور ناانصافی کا امکان نہیں تھا جس کی عدم موجودگی میں امانت ظاہر ہوتی ہے اور ان میں جہالت کا مفہوم نہیں تھا جو علم کی بلندی سے ظاہر ہوتا ہے۔
پس اس لیے انسان کے حق میں کہا گیا۔
''یقیناً وہ ظالم اور نادان ہے۔ (سورۃ الاحزاب: ۷۲)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[2] لیکن اس کی ایک اور سند سید شریف الدین نے ذکر کی ہے جو کہ حسن ہے (واللہ اعلم)

3/1514 الكافی ۱/۱۳/۴/۳/۱ عنه عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي زَاهِرٍ عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ (اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) قَالَ

[1] بصائر الدرجات: ۷۶؛ تاویل الآیات: ۴۶۰؛ تفسیر البرہان: ۴/۴۹۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۳۱۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۴۵۳؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۸۰

[2] مرآۃ العقول: ۵/۳

بِمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنَ الْوَلَايَةِ وَلَمْ يَخْلِطُوهَا بِوَلَايَةِ فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَهُوَ الْمُلَبَّسُ بِالظُّلْمِ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''جن لوگوں نے ایمان کو قبول کیا اور اسے ظلم سے پاک رکھا۔ (الانعام: ۸۲)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد جو کچھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے ولایت کے بارے میں لے کر آئے ہیں (اس پر ایمان لانا) اور اسے فلاں اور فلاں ولایت کی ساتھ مخلوط نہ کرنا ہے۔ پس ظلم سے پاک رکھنے سے یہی مراد ہے۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ احمد بن ابی زاہد کامل الزیارات کا راوی ہے اور علی بن حسان ثقہ ہے[3] اور عبدالرحمان بن کثیر کامل الزیارات اور تفسیر القمی دونوں کا راوی ہے (واللہ اعلم)

4/1515 الکافی، ۱/۴۱۳/۱/۴ عنه عن أحمد عن السراد عن الصَّحَّافِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ) فَقَالَ عَرَفَ اللّٰهُ إِيمَانَهُمْ بِوَلَايَتِنَا وَكُفْرَهُمْ بِهَا يَوْمَ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْمِيثَاقَ فِي صُلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُمْ ذَرٌّ.

صحاف سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''پس تم میں سے مومن بھی ہیں اور تم میں سے کافر بھی ہیں۔ (التغابن: ۲)'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالی نے اس دن ان کے ایمان کو ہماری ولایت کے ذریعے جانا اور ان کے کفر کو بھی اسی کے ذریعے جانا جس دن اس نے ان سے آدمؑ کی صلب میں عہد لیا جبکہ وہ ذرہ (ایٹم) تھے۔''[4]

[1] بحار الانوار: ۲۳/۳۷۱ و ۳۱/۴۰۷؛ تفسیر البرہان: ۲/۴۴۳؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۳۷۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۷۳۹؛ تاویل الآیات: ۱۶۹؛ تفسیر العیاشی: ۱/۳۶۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/۲۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/۵۴۴

[2] مراۃ العقول: ۵/۹

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۸۸

[4] مختصر البصائر: ۴۱۵؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۷۱ و ۵۷/۲۸۴؛ تفسیر البرہان: ۳۹۳؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۶؛ تفسیر الصافی: ۵/۱۸۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۲۷۵؛ بصائر الدرجات: ۸۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۸/۱۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۲۴۱؛ تاویل الآیات: ۶۷۱

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

5/1516 الكافی ۱،۱/۴۱۳/۵/۱ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ السراد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ الَّذِي أُخِذَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَلاَيَتِنَا .

محمد بن الفضیل سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے خدا کے قول: "وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ (الانسان:۷)" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد وہ نذر ہے جو ہماری ولایت میں سے ان پر پیش کی گئی تھی۔" [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل کامل الزیارات کا راوی ہے اور تحقیق سے ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

6/1517 الكافی ۱،۱/۴۱۳/۶/۱ النیسابوریان عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَ الْإِنْجِيلَ وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ الْوَلاَيَةُ.

ربعی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: "اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (المائدہ:۶۶)" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہماری ولایت ہے۔ [5]

---

[1] مراۃ العقول:۵/۱۰

[2] الرسائل الاعتقادیہ:۳۰۵

[3] بصائر الدرجات: ۹۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵ (الانسان:۷) ۴۷۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۳۱ و ۲۶/۲۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۵۶؛ تفسیر البرہان:۵/ ۵۵۳؛ مستدرک سفینۃ البحار:۱۰/۲۲

[4] مراۃ العقول:۵/۱۰

[5] تاویل الآیات:۱۶۰؛ تفسیر البرہان:۲/۳۳۲؛ اثبات الھداۃ:۲/۱۷؛ بحار الانوار:۹/۱۹۸ و ۲۴/۳۸۷؛ تفسیر العیاشی:۱/۳۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۶۵۱؛ بصائر الدرجات:۷۶

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے اور الصفار نے اس کی ایک اور سند ذکر کی ہے اور وہ بھی حسن کالصحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

7/1518 الکافی، ۱/۴۱۳/۷/۱ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ مُثَنًّى عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (قُلْ لاَ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ) قَالَ هُمُ الْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ.

عبداللہ بن عجلان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دو کہ میں تم سے اپنی تبلیغ کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے (میرے) قرابت داروں کی مودت کے۔ (الشوریٰ: ۲۳)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد آئمہ ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور عبداللہ بن عجلان بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

8/1519 الکافی، ۱/۴۱۴/۸/۱ الاثنان عن ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ) فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ وَ وَلاَيَةِ الْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ (فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً) هٰكَذَا نَزَلَتْ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔'' حضرت علیؑ کی ولایت اور ان کے بعد آئمہ کی ولایت میں۔ ''پس وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔ (الاحزاب: ۷۷)۔'' کے بارے میں فرمایا: یہ (آیت) اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول: ۵/۱۱

[2] بحارالانوار: ۲۳/۲۵۱؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۱۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۵۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۵۰۲

[3] مراۃ العقول: ۵/۱۲

[4] تفسیر القمی: ۲/۱۹۷؛ المناقب: ۳/۱۰۶؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۰۳ و ۳۵/۵۷؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۷؛ تفسیر البرہان: ۴/۴۹۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۴۴۹؛ تفسیر الصافی: ۴/۲۰۶؛ ثواب الاعمال جزائری: ۱۴۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۳۹۷

بیان:

یعنی بهذا المعنی نزلت و کذا الکلام فی نظائره مما یأتی کما یأتی تحقیقه فی أواخر کتاب الصلاة إن شاء الله

❂ یعنی یہ آیت اسی معنی میں نازل ہوئی جیسا کہ اس کے نظائر میں کلام ہوئی جو آگے آئے گی جیسا کہ اس کی تحقیق ان شاء اللہ کتاب الصلاۃ کے آخر میں آئے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور علی بن ابی حمزہ سے ہمارے مشائخ نے اس وقت روایات لیں جبکہ اس پر آئمہؑ کی لعنت نہیں آئی تھی۔ (واللہ اعلم)

9/1520 الکافی،۱/۴۱۴/۹/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلنَّضْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ رَفَعَهُ إِلَيْهِمْ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مٰا كٰانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اَللّٰهِ) فِي عَلِيٍّ وَ اَلْأَئِمَّةِ : (كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسىٰ فَبَرَّأَهُ اَللّٰهُ مِمّٰا قٰالُوا).

محمد بن مروان نے ان (یعنی معصومینؑ) کی طرف سے مرفوع روایت کی ہے کہ خدا کے قول: ”اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو۔ (الاحزاب: ۵۳)“ حضرت علیؑ اور آئمہؑ کے معاملے میں ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو ایذاء دی پس اللہ نے اس سے اظہار برات کیا جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث مرفوع معتبر ہے (واللہ اعلم)

10/1521 الکافی،۱/۴۱۴/۱۰/۱ الاثنان عَنِ اَلسَّيَّارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنِ اِتَّبَعَ هُدٰايَ فَلاٰ يَضِلُّ وَ لاٰ يَشْقىٰ) قَالَ مَنْ قَالَ بِالْأَئِمَّةِ وَ اِتَّبَعَ أَمْرَهُمْ وَ لَمْ

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۱۴

[2] تاویل الآیات: ۴۵۸؛ المناقب: ۳/ ۲۱۰؛ اثبات الهداة: ۲/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۳۹/ ۳۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۴۲۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۳۰۸؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۲۰۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۴۸۴؛ عقود المرجان: ۴/ ۱۰۷؛ اللوامع النورانیہ: ۴۲۶

[3] مراۃ العقول: ۵/ ۱۴

يَجُزْ طَاعَتَهُمْ.

ترجمہ: علی بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام علیہ السلام سے خدا کے قول: "پھر جو میری ہدایت پر چلے گا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا۔ (طہٰ: ۱۲۳)" کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد وہ ہے جو آئمہ کا قائل ہے، ان کے امر کی پیروی کرتا ہے اور ان کی اطاعت سے آگے نہیں بڑھتا۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔[2]

11/1522 الکافی،۱/۴۱۴/۱۱/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ رَفَعَهُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (لاَ أُقْسِمُ بِهٰذَا اَلْبَلَدِ. وَ أَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا اَلْبَلَدِ. وَ وٰالِدٍ وَ مٰا وَلَدَ) قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ مَا وَلَدَ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

ترجمہ: احمد بن محمد بن عبداللہ نے خدا کے قول: "مجھے اس شہر (مکہ) کی قسم، حالانکہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں اور باپ کی اور اس کی اولاد کی قسم ہے۔ (البلد: ۱۔ ۳)" کے بارے میں مرفوع روایت کیا ہے کہ (امام علیہ السلام نے) فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ ہیں۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔[4]

12/1523 الکافی،۱/۴۱۴/۱۲/۱ الاثنان عن محمد بن أورمة و محمد بن عبد الله عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى: (وَ اِعْلَمُوا أَنَّمٰا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِي اَلْقُرْبىٰ) قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

ترجمہ: علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اور جان لو

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۴؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۴۸ ۷؛ بحار الانوار: ۲/ ۹۳ و ۲۴/ ۱۴۷ و ۱۵۰؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۰۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۳۶۷؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۲۸؛ المناقب: ۴/ ۴۰۰

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۱۵

[3] بحار الانوار: ۲۴/ ۲۷۸؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۶۹۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۵۵؛ المناقب: ۳/ ۱۰۵؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۶۹

[4] مراۃ العقول: ۵/ ۱۶

کہ تم جو کچھ بھی مال حاصل کرو، پانچواں حصہ خدا، رسول اور ذی القربیٰ کا ہے۔(الانفال:۴۱)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ علیہم السلام ہیں۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن اورمہ بھی ثقہ ہے اور علی بن حسان اور عبدالرحمٰن بن کثیر دونوں کامل الزیارات کے راوی ہیں جو ان کی توثیق کے لیے کافی ہے (واللہ اعلم)

13/1524 الکافی،۱/۴۱۳/۱۳/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مِمَّنْ خَلَقْنٰا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ.

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور ان لوگوں میں جنہیں ہم نے پیدا کیا ایک گروہ ہے جو سچی راہ بتاتا ہے اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں۔(الاعراف: ۱۸۱)'' کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد آئمہ ہیں۔ ③

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے ④ لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

14/1525 الکافی،۱/۴۱۵/۱۵/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُثَنًّى عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَ لَمّٰا يَعْلَمِ اَللّٰهُ اَلَّذِينَ جٰاهَدُوا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اَللّٰهِ وَ لاٰ رَسُولِهِ وَ لاَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً) يَعْنِي بِالْمُؤْمِنِينَ اَلْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ لَمْ يَتَّخِذُوا اَلْوَلاَئِجَ مِنْ دُونِهِمْ.

---

① بحارالانوار:۲۴/۲۷۸؛ تفسیر البرہان:۲/۶۹۰؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۱۵۵

② مراۃ العقول:۵/۱۷

③ تفسیر العیاشی: ۲/۴۲؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۳۰؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۴۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۲۵۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۶۱۸؛ بصائر الدرجات:۶۰ ۳؛ تاویل الآیات:۱۹۴؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۱۰۴؛ اللوامع النورانیہ:۲۴۱؛ مسند الامام الصادق:۶/۵۷۲؛ غایۃ المرام:۳/۳۰۰

④ مراۃ العقول:۵/۱۷

عبداللہ بن عجلان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ نے (ظاہری طور پر) ان لوگوں کو معلوم ہی نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور خدا اور رسول اور اہل ایمان کو چھوڑ کر کسی کو اپنا ولیجہ (محرم راز) نہیں بنایا۔ (التوبہ:۱۶)" کے بارے میں فرمایا: یعنی مومنین سے مراد آئمہؑ ہیں جنہوں نے (یعنی اللہ، رسول اللہؐ اور مومنین) کے علاوہ کسی کو محرم راز نہیں کیا۔"[1]

بیان:

الوليجة البطانة و الخاصة و صاحب السر و المعتمد عليه في الدين و الدنيا و لا ينافي ذلك اتخاذ الشيعة بعضهم بعضا وليجة لأنه يرجع إلى كونهم ع ولائج لأنهم ع جهة الربط و الجمعية بين شيعتهم

"الولیجہ" اس سے مراد ہمراز اور دنیا میں اس کا محتاج اور یہ اس بات سے متصادم نہیں ہے کہ شیعہ ایک دوسرے کو مصلحت کے طور پر لیتے ہیں کیونکہ یہ ان کے پرہیزگار اور نیک ہونے کی وجہ سے ہے اس لیے آئمہ طاہرینؑ اپنے شیعوں کے بمعنی مرکز میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور عبداللہ بن عجلان بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

15/1526 الكافي، ۱/۴۱۵/۱۶/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَ إِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ قَالَ قُلْتُ مَا اَلسَّلْمُ قَالَ اَلدُّخُولُ فِي أَمْرِنَا.

حلبی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے خدا کے قول: "اگر وہ (کافر) صلح کے لیے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ (الانفال:۶۱)" کے بارے میں پوچھا کہ السلم (صلح) سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے امر میں داخل ہونا مراد ہے۔"[3]

---

[1] المناقب: ۴/۳۲۱؛ تاویل الآیات: ۲۰۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۱۹۲؛ بحار الانوار: ۲۴/۲۴۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۷۳۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۴۱۳؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۸

[2] مراۃ العقول: ۵/۱۹

[3] تاویل الآیات: ۲۰۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۱۶۵؛ تفسیر البرہان: ۲/۷۰۷؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۹۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۳۶۶؛ تفسیر العیاشی: ۲/۶۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۱۳

بیان:

جنحوا مالوا

۞ "جنحوا" وہ مائل ہوئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ معلی توثقہ جلیل ہے اور محمد بن جمہور تفسیر القمی کا راوی ہے [2]۔ (واللہ اعلم)

16/1527 الکافی ۱/۱۵/۴/۱۸/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لَقَدْ وَصَّلْنٰا لَهُمُ اَلْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ) قَالَ إِمَامٌ إِلَى إِمَامٍ.

عبداللہ بن جندب سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے خدا کے قول: "اور البتہ ہم ان کے پاس ہدایت بھیجتے رہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (القصص:۵۱)" کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد ایک امام کے بعد دوسرا امام ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ہے اور محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے [5] (واللہ اعلم)

17/1528 الکافی ۱/۱۵/۴/۱۹/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (قُولُوا آمَنّٰا بِاللّٰهِ وَ مٰا أُنْزِلَ إِلَيْنٰا) قَالَ إِنَّمَا عَنَى بِذَلِكَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ فَاطِمَةَ وَ اَلْحَسَنَ وَ اَلْحُسَيْنَ وَ جَرَتْ بَعْدَهُمْ فِي اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ

[1] مرآۃ العقول: ۵/۲۰

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

[3] المناقب: ۴/۴۲۱؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۱۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۸۱؛ بحر المعارف: ۲۷؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۸؛ تاویل الآیات: ۴۱۳؛ تفسیر البرہان: ۴/۲۷۲؛ تفسیر القمی: ۲/۱۴۱؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۱۱

[4] مرآۃ العقول: ۵/۲۱

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

اَلسَّلاَمُ ثُمَّ يَرْجِعُ اَلْقَوْلُ مِنَ اَللَّهِ فِي اَلنَّاسِ فَقَالَ (فَإِنْ آمَنُوا) يَعْنِي اَلنَّاسَ (بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ) يَعْنِي عَلِيّاً وَ فَاطِمَةَ وَ اَلْحَسَنَ وَ اَلْحُسَيْنَ وَ اَلْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ (فَقَدِ اِهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ).

سلام سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''تم کہہ دو کہ ہم اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف نازل ہوا ہے اس پر ایمان لائے ہیں۔(البقرۃ:۱۳۶)۔'' کے بارے میں فرمایا: یہ ہمارے یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے بارے میں ہے اور ان کے بعد باقی آئمہؑ کے لیے بھی جاری ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد اللہ کا قول لوگوں کی طرف پلٹ گیا ہے پس اس نے فرمایا: ''اگر وہ ایمان لے آئیں۔(البقرہ۔۱۳۷)۔'' یعنی لوگ۔ ''جس طرح تم ایمان لائے ہو۔(ایضا)۔'' یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ اور آئمہؑ۔ ''تو وہ بھی ہدایت پا گئے اور اگر وہ نہ مانیں تو وہی ضد میں پڑے ہوئے ہیں۔(ایضا)۔''[1]

بیان:

معناه أن الخطاب في قُولُوا آمَنَّا إنما هو لعلي و فاطمة و الحسن و الحسين ثم من بعدهم لسائر الأئمة ع و ذلك لأنهم هم المؤمنون بما أمروا به على

اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک اس آیت ''قولوا آمنا'' خطاب حضرت علیؑ، سیدہ فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لیے اور ان کے بعد باقی تمام آئمہ طاہرینؑ کے بنے اس لیے کہ یہی حضرات قدسیہ حقیقی معنوں میں مومن ہیں اور جو ان کو حکم دیا اس پر انہوں نے بصیرت اور حقیقت کے ساتھ عمل کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

18/1529 الکافی،۱/۴۱۶/۲۰/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُثَنًّى عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (إِنَّ أَوْلَى اَلنَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اِتَّبَعُوهُ وَهَذَا اَلنَّبِيُّ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَمَنِ اِتَّبَعَهُمْ.

---

[1] تفسیر العیاشی:۱/۶۲؛ اثبات الھداۃ:۲/۱۹؛ تفسیر کنز الدقائق:۲/۱۶۷؛ بحار الانوار:۲۳/۳۵۵؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۱۳۱؛ تاویل الآیات:۸۴؛ عقود المرجان:۱/۱۳۴

[2] مراۃ العقول:۵/۲۲

عبداللہ بن عجلان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''لوگوں میں سب سے زیادہ قریب حضرت ابراھیمؑ کے وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی تابعداری کی اور یہ نبی اور جو اس نبی پر ایمان لائے۔ (آل عمران: ۶۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: وہ آئمہؑ اور ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۵۲۵) کے تحت دیکھیے (واللہ اعلم)

19/1530 الکافی،۱/۴۱۶/۲۱/۱ الاثنان عن الوشاء عن أحمد بن عائذ عن ابن أذینة الکافی،۱/۴۲۴/۱/۶۱/۱

أحمد بن مهران عن عبد العظيم بن عبد الله الحسني عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ مَالِكٍ اَلْجُهَنِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ أُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا اَلْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ) قَالَ مَنْ بَلَغَ أَنْ يَكُونَ إِمَاماً مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ فَهُوَ يُنْذِرُ بِالْقُرْآنِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

مالک جہنی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا ہے تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور اس کو بھی جس تک یہ پہنچے۔ (الانعام: ۱۹)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جو بھی امام بننے تک پہنچے گا تو وہ قرآن کریم کے ذریعے لوگوں کو ڈرائے گا جیسا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈرایا تھا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ہے اور مالک

---

[1] تفسیر البرہان: ۱/ ۶۴۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۵۳؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۱۸؛ تاویل الآیات: ۱۱۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۱۲۸؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۱۷۷؛ بحار الانوار: ۶۵/ ۸۴ و ۲۳/ ۲۲۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۲۸۸

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۲۴

[3] تفسیر العیاشی: ۱/ ۳۵۶؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۴۰۵؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۱۱۲؛ بحار الانوار: ۹/ ۸۵ و ۲۳/ ۱۹۰؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۲۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۳۰۳؛ المناقب: ۳/ ۲۸۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۰۷؛ تاویل الآیات: ۱۶۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۵۳۴؛ اللوامع النورانیہ: ۲۱۱

[4] مراۃ العقول: ۵/ ۲۴

الجہنی بھی ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے [1] اور اس سے ابن ابی عمیر بھی روایت کرتا ہے [2] (واللہ اعلم)

20/1531 الکافی،۱/۲۱۵/۴/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ أَبِي وَلاَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اَلَّذِينَ آتَيْنٰاهُمُ اَلْكِتٰابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلاٰوَتِهِ أُولٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ) قَالَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

ابو ولاد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے، وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔(البقرہ:۱۲۱)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [4]

21/1532 الکافی،۱/۴۱۶/۲۲/۱ العدۃ عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لَقَدْ عَهِدْنٰا إِلىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً) قَالَ عَهِدْنَا إِلَيْهِ فِي مُحَمَّدٍ وَ اَلْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَتَرَكَ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَزْمٌ أَنَّهُمْ هَكَذَا وَ إِنَّمَا سُمِّيَ أُولُو اَلْعَزْمِ أُولِي اَلْعَزْمِ لِأَنَّهُ عَهِدَ إِلَيْهِمْ فِي مُحَمَّدٍ وَ اَلْأَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ وَ اَلْمَهْدِيِّ وَ سِيرَتِهِ وَ أَجْمَعَ عَزْمُهُمْ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَذَلِكَ وَ اَلْإِقْرَارِ بِهِ.

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے بھی عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی۔(طٰہٰ:۱۱۵)''۔ کے بارے میں فرمایا: یعنی ہم نے آدمؑ سے ان کے بعد آنے والے سرکار محمدؐ و آل محمدؐ کے بارے میں عہد لیا پس انھوں نے اس کو فراموش کر دیا اور اس کو ہم نے پُرعزم نہ پایا کہ وہ پختہ یقین رکھتا ہو کہ یہ حضرات ایسے ہی ہیں۔

---

[1] کامل الزیارات:۱۶۰ باب ۶۵ ح ۱۲

[2] امالی صدوق:۲۶۶ مجلس ۴۵ ح ۷؛ وسائل الشیعہ:۲/۱۷۱ ح ۱۸۳۹؛ بحار الانوار:۹۲/۳۴۷

[3] تاویل الآیات:۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۲/۱۳۲؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۱۲۰؛ تفسیر البرہان:۱/۳۱۵؛ بحار الانوار:۲۳/۱۸۹؛ اثبات الہداۃ:۲/۲۰۶؛ تفسیر العیاشی:۱/۵۷؛ اللوامع النورانیہ:۷۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۶/۲۸۳

[4] مراۃ العقول:۲/۴۴۱

پھر آپؑ نے فرمایا: اولوالعزم رسولوں کو اولوالعزم اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان سے حضرت محمدؐ، ان کے بعد ان کے اوصیاءؑ، امام مہدیؑ اور آپؑ کی سیرت کا عہد لیا گیا تھا اور انھوں نے اپنے عزم کو اس پر جمع رکھا کہ وہ ہستیاں ایسے ہی ہیں اور ان کا اقرار کیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ مفضل بن صالح اور جابر دونوں کامل الزیارات اور تفسیر القمی کے راوی ہیں لہٰذا توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

22/1533 الکافی ،۱/۴۱۶/۲۳/۱ الاثنان عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عبد الله [عُبَيْدِ اَللَّهِ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى اَلْقُمِّيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ (وَ لَقَدْ عَهِدْنٰا إِلىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ) كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ وَ اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ (فَنَسِيَ) هَكَذَا وَ اَللَّهِ نَزَلَتْ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ .

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اور ہم نے اس سے پہلے آدمؑ سے بھی حضرات محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کی ذریت میں سے آئمہؑ کے بارے میں کلمات کا عہد لیا تھا پس وہ بھول گیا۔ (طٰہٰ: ۱۱۵)"۔ کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! یہ آیت حضرت محمدؐ پر اسی طرح نازل ہوئی تھی۔؟ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حسن ہے کیونکہ معلّی ثقہ جلیل ہے اور جعفر بن محمد بن عبیداللہ، محمد

---

[1] بحارالانوار: ۲۴/ ۳۵۱؛ اثبات الهداة: ۲/ ۱۹؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۸۰؛ تاویل الآیات: ۳۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۰۰؛ تفسیر القمی: ۲/ ۶۵؛ تفسیر جابر الجعفی: ۲۳۹؛ عقود المرجان: ۳/ ۲۷۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۲۰۸

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۵

[3] بصائر الدرجات: ۷۱؛ اثبات الهداة: ۲ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۱۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۳ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۴۰۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۳۶۱؛ تاویل الآیات: ۳۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۷۸۱؛ المناقب: ۳ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۳۲۰؛ بحار الانوار: ۲۴ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۱۷۶ و ۴۳ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۳۲؛ تفسیر الصافی: ۳ (طٰہٰ: ۱۱۵) ۳۲۳؛ الکوثر موسوی: ۱/ ۱۶۷؛ عقود المرجان: ۳/ ۲۷۳؛ اللوامع النورانیہ: ۳۸۱؛ المحجہ بحرانی: ۱۴۷

[4] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۶

بن عیسیٰ اور محمد بن سلیمان تینوں کامل الزیارات کے راوی ہیں جو ان کی توثیق کے لیے کافی ہے (واللہ اعلم)

23/1534 الکافی،۱/۴۱۶/۲۴/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَادٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَضْلِ عَنِ اَلثُّمَالِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَوْحَى اَللَّهُ إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلى صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ) قَالَ إِنَّكَ عَلَى وَلاَيَةِ عَلِيٍّ وَ عَلِيٌّ هُوَ اَلصِّرَاطُ اَلْمُسْتَقِيمُ.

ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی بھیجی:
''پس جو آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پکڑ رکھیے کیونکہ آپ سیدھے راستے پر ہیں۔ (الزخرف: ۴۳)۔''
فرمایا: آپ ولایت علیؑ پر ہیں اور علیؑ ہی سیدھا راستہ (صراط مستقیم) ہے۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر ہے (واللہ اعلم)

24/1535 الکافی،۱/۴۱۷/۲۷/۱ علی عن أبیه عن البرقی عن أبیه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ مُنَخَّلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ هَكَذَا (يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ أُوتُوا اَلْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا) فِي عَلِيٍّ (نُوراً مُبِيناً).

منخل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح لے کر نازل ہوئے: ''اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی ہے! تم اس پر ایمان لاو جو کچھ ہم نے علیؑ کے بارے میں نازل کیا ہے جو نور مبین ہیں۔ (النساء: ۴۷)۔''[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور منخل تفسیر

---

[1] بصائر الدرجات: ۱۷؛ تاویل الآیات: ۵۴۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۶۵؛ المناقب: ۳/۷۴؛ اثبات الھداۃ: ۳/۸؛ تفسیر البرہان: ۴/۸۶۵؛ بحار الانوار: ۲۴/۲۳ و ۳۵/۳۶۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۶۰۴؛ غایۃ المرام: ۳/۳۵

[2] مراۃ العقول: ۵/۲۶

[3] المناقب: ۳/۱۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۴۲۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/۹؛ بحار الانوار: ۳۵/۵۷؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۴۸۶

[4] مراۃ العقول: ۵/۲۹

القمی کا راوی ہے (واللہ اعلم)

25/1336 الکافی،۱/۴۱۸/۳۳/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ أَحْمَدَ ابْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي اَلسَّفَاتِجِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلَّذِي هَدٰانٰا لِهٰذٰا وَ مٰا كُنّٰا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لاٰ أَنْ هَدٰانَا اَللّٰهُ) فَقَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ اَلْقِيَامَةِ دُعِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ بِالْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَيُنْصَبُونَ لِلنَّاسِ فَإِذَا رَأَتْهُمْ شِيعَتُهُمْ قَالُوا (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلَّذِي هَدٰانٰا لِهٰذٰا وَ مٰا كُنّٰا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لاٰ أَنْ هَدٰانَا اَللّٰهُ) يَعْنِي هَدَانَا اَللَّهُ فِي وَلاَيَةِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

ابوبصیر سے روایت ہے امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: ”اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا۔(الاعراف:۴۳)“ کے بارے میں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو نبی اکرمؐ، امیرالمومنینؑ اوران کی اولاد سے آئمہؑ کو بلایا جائے گا اور وہ نُور کے منبروں پر لوگوں کے سامنے جلوہ فگن ہوں گے پس جب ان کے شیعہ ان کو دیکھیں گے تو اس وقت وہ کہیں گے: ”تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں ان کے راستے کی طرف ہدایت دی اور اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت حاصل کرنے والے نہیں تھے۔“ یعنی اللہ نے ہمیں حضرت علیؑ اور ان کی اولاد میں سے آئمہؑ کی ولایت کی ہدایت کی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

26/1537 الکافی،۱/۴۱۸/۳۴/۱ الاثنان عن محمد بن أورمة و محمد بن عبد الله عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (عَمَّ يَتَسٰاءَلُونَ عَنِ اَلنَّبَإِ اَلْعَظِيمِ) قَالَ اَلنَّبَأُ اَلْعَظِيمُ اَلْوَلاَيَةُ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ: (هُنٰالِكَ اَلْوَلاٰيَةُ لِلّٰهِ اَلْحَقِّ) قَالَ وَلاَيَةُ أَمِيرِ

---

[1] تاویل الآیات:۱۸۰؛ تفسیر البرہان:۵۴۵/۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۸۸؛ بحار الانوار:۱۲۶/۲۴؛ تفسیر نور الثقلین:۳۱/۲؛ تفسیر الصافی:۱۹۷/۲؛ مستدرک ابی بصیر:۱۲۴/۱

[2] مرآۃ العقول:۳۳/۵

اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "کس چیز کی بابت وہ آپس میں سوال کرتے ہیں؟ (النباء:۱)" کے بارے میں فرمایا: النباء العظیم (بڑی خبر) سے مراد ولایت ہے۔

نیز میں نے آپؑ سے خدا کے قول: "یہاں ولایت اللہ سچے کے لیے ہے۔ (الکہف: ۴۴)" کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے اس کی تفصیل حدیث (۱۵۲۳) کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

27/1538 الکافی ۱/۳۵/۴۱۸/۱ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً) قَالَ هِيَ اَلْوَلاَيَةُ

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: "سو آپ ایک طرف کے ہو کر دین پر سیدھا منہ کیے چلے جائیں۔ (الروم: ۳۰)" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ولایت ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ صالح بن السندی کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

28/1539 الکافی ۱/۳۶/۴۱۹/۱ العدۃ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ اَلْهَمَذَانِيِّ يَرْفَعُهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَ نَضَعُ اَلْمَوٰازِينَ اَلْقِسْطَ لِيَوْمِ اَلْقِيٰامَةِ) قَالَ اَلْأَنْبِيَاءُ وَ اَلْأَوْصِيَاءُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

---

[1] بحار الانوار: ۲۴ (النباء:۱) ۵۲ ۳؛ تفسیر البرہان: ۵ (النباء:۱) ۵۶۳؛ غایۃ المرام: ۴ (النباء:۱) ۱۴؛ ینابیع الحکمۃ: ۵/ ۳۶۰

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۳۵

[3] تفسیر القمی: ۲/ ۱۵۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۱۹۶؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۴۴؛ اثبات: ۲/ ۲۰؛ ۱/ ۶۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۸۱؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳۷۵؛ عقود المرجان: ۴/ ۱۶

[4] مراۃ العقول: ۵/ ۳۶

ابراہیم ہمذانی سے مرفوع روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: "اور قیامت کے دن ہم انصاف کے موازین قائم کریں گے۔(الانبیاء:۴۷)" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد انبیاءؑ اور اوصیاءؑ ہیں۔[1]

بیان:

میزان کل شیء هو المعیار الذی به یعرف قدر ذلك الشیء فمیزان یوم القیامة للناس ما یوزن به قدر کل إنسان و قیمته علی حسب عقائده و أخلاقه و أعماله لِتُجْزىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِما كَسَبَتْ و لیس ذلك إلا الأنبیاء و الأوصیاء إذ بهم و باقتفاء آثارهم و ترك ذلك و القرب من طریقتهم و البعد عنها یعرف مقدار الناس و قدر حسناتهم و سیئاتهم فمیزان کل أمة هو نبی تلك الأمة و وصی نبیها و الشریعة التی أتی بهافَمَنْ ثَقُلَتْ مَوازِينُهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوازِينُهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ و قد أشبعنا الکلام فی تحقیق المیزان فی کتابنا الموسوم بمیزان القیامة

ہر ایک چیز کا میزان وہ معیار ہوتا ہے جس ذریعہ اس شئی کی قدر و منزلت پہچانی جاتی ہے۔ پس قیامت والے دن لوگوں کے لیے میزان وہ ہوگا جس کے ذریعہ ہر ایک انسان کی قدر و منزلت اور اس کی قیمت اس کے عقائد، اخلاق اور اعمال کے حساب پہچانی جائے گی۔

لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ○

"تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے۔(سورۃ الجاثیہ:۲۲)۔"

اور یہ نہیں ہوگا مگر انبیاء اور اوصیاء کہ ان کے ساتھ اور ان کی سیرت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔

پس ہر ایک امت کا میزان اس امت کا نبیؐ اور اس کے نبیؐ کا وصیؑ ہوتا ہے اور وہ شریعت ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ آیا۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

"پھر جن (کے اعمال) کا پلڑا بھاری ہوگا پس وہی فلاح پائیں گے۔(سورہ الاعراف:۸)۔"

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ○

"اور جن کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ لوگ خود گھاٹے میں رہے ہم نے میزان کی سیر حاصل تحقیق اپنی کتاب بنام میزان

[1] بحار الانوار: ۲۴/۱۸۸ و ۵۲ و ۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۴۲۱؛ اثبات الھداۃ: ۲/۲۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۴۳۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۲۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۲۸۵

القیامت میں پیش کی ہے۔(سورۃ الاعراف:۹)۔“

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے[1]

29/1540 الکافی ،۱/۲۱۹/۳۹/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ ٱلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ ٱلْحَسَنِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَ أَنْ لَوِ اِسْتَقَامُوا عَلَى ٱلطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقاً) قَالَ يَعْنِي لَوِ اِسْتَقَامُوا عَلَى وَلاَيَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ ٱلْأَوْصِيَاءِ مِنْ وُلْدِهِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ وَ قَبِلُوا طَاعَتَهُمْ فِي أَمْرِهِمْ وَ نَهْيِهِمْ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقاً يَقُولُ لَأَشْرَبْنَا قُلُوبَهُمُ ٱلْإِيمَانَ وَ ٱلطَّرِيقَةُ هِيَ ٱلْإِيمَانُ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ وَ ٱلْأَوْصِيَاءِ.

یونس بن یعقوب نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام محمد باقرؑ نے خدا کے قول: ”اور اگر یہ (لوگ) سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو با افراط پانی سے سیراب کرتے۔(الجن:۱۶)۔“ کے بارے میں فرمایا: یعنی اگر وہ ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہؑ کی ولایت پر استقامت رکھیں گے اور ان کے امر اور ان کی نہی میں ان کی اطاعت کو قبول کریں تو ان کو وافر پانی سے سیراب کیا جائے گا۔ وہ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں کو ایمان سے سیراب کیا جائے گا اور راستہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور اوصیاءؑ کی ولایت ہے۔[2]

بیان:

الغدق الماء الكثير

- ”الغدق“ بہت زیادہ پانی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[3] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول مرسل ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول:۵/۳۶

[2] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۸۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۳۸؛ تفسیر البرہان: ۵/۵۰۸؛ اثبات الھداۃ: ۲/۲۰؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۰۱؛ تفسیر الصافی:۵/۲۳۶

[3] مرآۃ العقول:۳/۷

30/1541 الکافی،۱/۲۰/۴۲۰/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ [بْنِ عُثْمَانَ] عَنِ الخراز عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا) فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اسْتَقَامُوا عَلَى الْأَئِمَّةِ وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ: (تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلاَئِكَةُ أَلاَّ تَخَافُوا وَ لاَ تَحْزَنُوا وَ أَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ).

محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے۔(فصلت: ۳۰)۔“ کے بارے میں پوچھا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آئمہؑ پر یکے بعد دیگرے ثابت قدم رہے۔”ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔(فصلت: ۳۰)۔“[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ہے اور محمد بن جمہور تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور ثقہ ہے [3]۔(واللہ اعلم)

31/1542 الکافی،۱/۲۰/۴۲۰/۱ الاثنان عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: (قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ) فَقَالَ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هِيَ الْوَاحِدَةُ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ).

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ”آپ فرما دیں کہ میں تمہیں فقط ایک کے بارے میں وعظ کرتا ہوں۔(سباء: ۴۶)۔“ کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ میں تمہیں امام علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے وعظ کرتا ہوں۔ یہی ”الواحدۃ“ (اکائی) ہے جس

[1] تفسیر البرہان: ۴/ ۷۸۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۴۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۴۴۷؛ ارشاد القلوب: ۱/ ۱۴۷؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۲۱؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۱۹؛ المناقب: ۳/ ۳۳۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۷۰

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۴۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''میں تمہیں فقط ایک کے بارے میں وعظ کرتا ہوں۔ (ایضا)۔'' [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشهور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّٰی ثقہ جلیل ہے اور محمد بن فضیل بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

32/1543 الکافی،۱/۴۲۲/۴۹/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَلاَ اِقْتَحَمَ اَلْعَقَبَةَ . وَ مٰا أَدْرٰاكَ مَا اَلْعَقَبَةُ . فَكُّ رَقَبَةٍ) يَعْنِي بِقَوْلِهِ: (فَكُّ رَقَبَةٍ) وَلاَيَةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَإِنَّ ذَلِكَ فَكُّ رَقَبَةٍ.

یونس سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے اسے امام جعفر صادق کی طرف مرفوع کیا ہے کہ آپؑ نے خدا کے قول: ''پس وہ عقبہ (گھاٹی) میں داخل نہیں ہوا۔ کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ عقبہ کیا ہے۔ یہ گردن کو غلامی سے آزاد کرواتا ہے۔ (البلد:۱۱۔۱۳)۔'' کے بارے میں فرمایا: ''یہ گردن کو غلامی سے آزاد کرواتا ہے'' سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے کیونکہ یہی اصل میں غلامی سے آزدی ہے۔ [3]

بیان:

اقتحم رمی نفسه فی أمر فجأة بلا روية و العقبة بالتحريك المرقی الصعب من الجبال و إنما كانت الولاية فك رقبة لأن بها تفك رقبة وليه من النار

''اقتحم'' اس نے اچانک اور بے سوچے سمجھے کسی معاملے میں دھاوا بول دیا۔

''والعقبة'' پہاڑوں سے سخت چٹانوں کو ہٹانے سے ہے لیکن ولایت یہ تھی کہ ایک گردن کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ اسکے ذریعہ ایک ولی کی گردن کو آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔

---

[1] تاویل الآیات: ۷۶۷؛ بحار الانوار: ۲۳ (البلد:۱۱) ۳۹۲؛ تفسیر البرہان: ۴ (البلد:۱۱) ۵۲۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰ (البلد:۱۱) ۵۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۳۴۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۲۵۲؛ ینابیع الحکمۃ: ۵/۳۶۱

[2] مراۃ العقول: ۵/۴۵

[3] بحار الانوار: ۲۴/۲۸۴؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۲۸۸؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۶۴؛ المناقب: ۲/۱۵۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۸۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۸/۶۵؛ غایۃ المرام: ۳/۲۹۴؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۳/۸۰

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

33/1544 الکافی ۱/۴۳۰/۸۸/۱ علی بن محمد عن سهل عن اَلدَّيْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَوْلُهُ: (فَلاَ اِقْتَحَمَ اَلْعَقَبَةَ) فَقَالَ مَنْ أَكْرَمَهُ اَللَّهُ بِوَلاَيَتِنَا فَقَدْ جَازَ اَلْعَقَبَةَ وَنَحْنُ تِلْكَ اَلْعَقَبَةُ اَلَّتِي مَنِ اِقْتَحَمَهَا نَجَا قَالَ فَسَكَتَ فَقَالَ لِي فَهَلاَّ أُفِيدُكَ حَرْفاً خَيْرٌ لَكَ مِنَ اَلدُّنْيَا وَمَا فِيهَا قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ قَوْلُهُ (فَكُّ رَقَبَةٍ) ثُمَّ قَالَ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ عَبِيدُ اَلنَّارِ غَيْرَكَ وَأَصْحَابِكَ فَإِنَّ اَللَّهَ فَكَّ رِقَابَكُمْ مِنَ اَلنَّارِ بِوَلاَيَتِنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ.

ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اللہ کے قول: ''پس وہ عقبہ میں داخل نہیں ہوا۔ (البلد: ۱۱)۔'' سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کے ذریعہ عزت بخشی ہے پس اسی نے عقبہ (گھاٹی) کو عبور کیا ہے اور یہ عقبہ ہم ہیں کہ جو اس میں داخل ہو گیا وہ نجات پا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ خاموش ہو گئے پھر مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے ایک ایسا حرف نہ بتاؤں جو تیرے لیے ساری دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہو؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں آپؑ پر فدا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ کا فرمان ہے: ''یہ گردن کو غلامی سے آزاد کروانا ہے۔ (البلد: ۱۳)۔''

پھر آپؑ نے فرمایا: سوائے تیرے اور تیرے اصحاب کے باقی تمام لوگ آگ کے غلام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری گردنوں کو ہم اہل بیتؑ کی ولایت کے ذریعے آگ سے آزاد کر دیا ہے۔'' [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۶۴

[2] تفسیر البرہان: ۵/ ۶۶۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۲۸۸؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۲۸۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۸۱؛ غایۃ المرام: ۳/ ۲۹۴؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۳۲؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/ ۲۹۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۲۱

[3] مرآۃ العقول: ۴/ ۱۲۳

34/1545 الکافی ۱/۴۲۲/۵۰/۱ الاثنان عن محمد بن جمهور عن یونس قال اخبرنی من رفعه الی أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (بَشِّرِ اَلَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ) قَالَ وَلاَيَةُ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

یونس سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف مرفوع کیا ہے، اس کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو ایمان لائیں انہیں یہ خوشخبری سنائے کہ انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا۔(یونس:۲)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد امیر المومنینؑ کی ولایت ہے۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرفوع ہے اور سید شرف الدین کی سند مرفوع نہیں بلکہ موثق یا حسن ہے کیونکہ معلی اور محمد بن جمہور دونوں ثقہ ثابت ہیں (واللہ اعلم)

35/1546 الکافی ۱/۴۲۲/۵۳/۱ محمد عن سلمة بن الخطاب عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (صِبْغَةَ اَللَّهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اَللَّهِ صِبْغَةً) قَالَ صَبَغَ اَلْمُؤْمِنِينَ بِالْوَلاَيَةِ فِي اَلْمِيثَاقِ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بھلا کس کا رنگ بہتر ہے۔(البقرة:۱۳۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ مومنین کو میثاق میں ولایت کے ساتھ رنگ دیا گیا۔''[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ سلمہ بن الخطاب کامل الزیارات

---

[1] تاویل الآیات: ۲۱۹؛ تفسیر البرہان: ۳/۱۲؛ اثبات الھداة: ۳/۱۰؛ غرر الاخبار: ۱۵۲؛ بحار الانوار: ۲۴/۴۰؛ تفسیر العیاشی: ۲/۱۱۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۹۲؛ بشارة المصطفیٰؐ (مترجم): ۶۸۸ ح ۵۲۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۶۵

[2] مراة العقول: ۵/۶۵

[3] تفسیر البرہان: ۱/۳۳۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۱۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۱۶۹؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۷۹؛ مختصر البصائر: ۴۱۹؛ تاویل الآیات: ۸۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/۲۸۵؛ بحر المعارف: ۲/۳۷۶

[4] مراة العقول: ۵/۶۷

کا راوی ہے اور باقی دونوں راوی بھی ثقہ ہیں تفصیل کے لیے حدیث نمبر (۱۵۱۴) کی طرف رجوع کیجیے۔

36/1547 الکافی ۱/۴۲۳/۵۴ العدۃ عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (رَبِّ اِغْفِرْ لِي وَ لِوٰالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً) يَعْنِي اَلْوَلاَيَةَ مَنْ دَخَلَ فِي اَلْوَلاَيَةِ دَخَلَ فِي بَيْتِ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ قَوْلُهُ (إِنَّمٰا يُرِيدُ اَللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ اَلرِّجْسَ أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) يَعْنِي اَلْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ وَ وَلاَيَتَهُمْ مَنْ دَخَلَ فِيهَا دَخَلَ فِي بَيْتِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

محمد بن علی حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: ''اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہو جائے۔(نوح: ۲۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ولایت ہے۔ جو ولایت میں داخل ہو گیا تو وہ انبیاء کے گھر میں داخل ہو گیا۔ اور اس کے قول: ''اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اس گھر والو تم سے ناپاکی دور رکھے اور تمہیں خوب پاک رکھے۔(الاحزاب: ۳۳)۔'' سے مراد آئمہؑ اور ان کی ولایت ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا تو وہ نبی اکرمؐ کے گھر میں داخل ہو گیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ المفضل بن صالح تفسیر القمی کا راوی ہے (اللہ اعلم)

37/1548 الکافی ۱/۴۲۳/۵۵ العدۃ عن أحمد عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ (قُلْ بِفَضْلِ اَللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمّٰا يَجْمَعُونَ) قَالَ بِوَلاَيَةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُ هَؤُلاَءِ مِنْ دُنْيَاهُمْ.

---

[1] بحار الانوار: ۲۳/۳۳۰؛ اثبات الھداۃ: ۲/۲۰؛ تفسیر البرہان: ۵/۵۰۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۲۹؛ تفسیر الصافی: ۵/۲۳۳؛ تاویل الآیات: ۷۰۲؛ ینابیع الحکمۃ: ۵/۳۶۱

[2] مرآۃ العقول: ۵/۷۰

محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے خدا کے قول: "کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے سو اسی پر انہیں خوش ہونا چاہیے، یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں۔(یونس:۵۸)" کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد حضرات محمدؐ و آل محمدؑ کی ولایت ہے کہ یہ جو کچھ لوگ اپنی دنیا سے جمع کرتے ہیں اس سے بہتر ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز ثقہ ہے [3] اور محمد بن فضیل کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

38/1549 الکافی،۱/۴۲۳/۵۶/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَسَنِيِّ عَنِ ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الشَّحَّامِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ نَحْنُ فِي الطَّرِيقِ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ اِقْرَأْ فَإِنَّهَا لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ قُرْآناً فَقَرَأْتُ (إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ. يَوْمَ لاٰ يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئاً وَ لاٰ هُمْ يُنْصَرُونَ. إِلاَّ مَنْ رَحِمَ اللّٰهُ) فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ نَحْنُ وَ اللّٰهِ الَّذِي رَحِمَ اللّٰهُ وَ نَحْنُ وَ اللّٰهِ الَّذِي اِسْتَثْنَى اللّٰهُ لَكِنَّا نُغْنِي عَنْهُمْ.

شحام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا جبکہ ہم جمعہ کی رات راستے پر تھے: قرآن پڑھو کیونکہ یہ شب جمعہ ہے۔

پس میں نے پڑھا: ''بے شک فیصلہ کا دن ان سب کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہیں آئے گا اور نہ انہیں مدد ملے گی۔ مگر جس پر اللہ نے رحم کیا۔(الدخان:۴۰۔۴۲)۔'' [4]

---

[1] تفسیر البرہان:۳/۳۵؛ اثبات الھداۃ:۲/۲۱؛ بحارالانوار:۲۴/۶۱؛ تاویل الآیات:۲۲۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۶/۶۹؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۳۰۷؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/۳۴۱

[2] مراۃ العقول:۵/۷۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۴۲۶

[4] بحارالانوار:۴۷/۵۵ و ۲۴/۲۰۵؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۶۲۹؛ المناقب:۴/۴۰۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۲/۱۳۵؛ تفسیر البرہان:۵/۱۹؛ عوالم العلوم:۲۰/۱۴۰؛ مسند الامام الصادقؑ:۷/۴۷۹

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ احمد بن مہران ثقہ ثابت ہے اور شیخ محسنی نے اسے معتبر احادیث میں درج کیا ہے۔ [2] (واللہ اعلم)

39/1550 الكافي ١/٢٢٣/١٥٧ عنه عَنْ عَبْدِ ٱلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ (وَ تَعِيَهَا أُذُنٌ وٰاعِيَةٌ) قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هِيَ أُذُنُكَ يَا عَلِيُّ.

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم وہ ہیں جن پر اللہ نے رحم کیا ہے اور اللہ کی قسم! ہم وہ ہیں جنہیں اللہ استثنا دیا ہے لیکن ہم ان (اپنے دوستوں) کی طرف سے حاجت روائی کریں گے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ احمد بن مہران ثقہ ثابت ہے اور یحییٰ بن سالم ثقہ مگر زیدی ہے [5] (واللہ اعلم)

40/1551 الكافي ١/٢٢٣/١٦٢ عنه عَنْ عَبْدِ ٱلْعَظِيمِ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ مَيَّاحٍ عن حمزة عَمَّنْ أَخْبَرَهُ قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : (قُلِ اِعْمَلُوا فَسَيَرَى ٱللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ ٱلْمُؤْمِنُونَ) فَقَالَ لَيْسَ هَكَذَا هِيَ إِنَّمَا هِيَ وَ ٱلْمَأْمُونُونَ فَنَحْنُ ٱلْمَأْمُونُونَ.

یحییٰ بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: "اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔ (الحاقہ: ۱۲)۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! اس سے مراد تمہارے کان ہیں۔ [6]

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۷۲

[2] معجم الاحادیث المعتبر ۃ: ۲/ ۴۳ و ۲۵۱

[3] بحار الانوار: ۳۵/ ۳۲۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۴۰۷؛ بحار الانوار: ۳۴/ ۳۶۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۷۱؛ مجمع البحرین: ۱/ ۴۴۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۰۳؛ تفسیر فرات: ۵۰۰؛ کنز الفوائد: ۲/ ۱۵۲؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۲۱۸

[4] مرآۃ العقول: ۵/ ۷۲

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۶۳

[6] بحار الانوار: ۲۳/ ۳۵۲؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۸۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۵۳۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۶۳؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۳۷۳؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۴۴؛ ینابیع المعاجز: ۱۹۵

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

41/1552 الکافی،۱/۴۲۲/۶۳/۱ عنه عَنْ عَبْدِ ٱلْعَظِيمِ عَنْ هِشَامِ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: هَذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيمٌ.

حمزہ نے اس سے روایت کی ہے جس نے اسے خبر دی، اس کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی: ''آپ کہہ دیجیے کہ تم عمل کیے جاؤ پس عنقریب تمہارے عمل کو اللہ، اس کا رسولؐ اور مومنین دیکھ لیں گے۔ (التوبہ:۱۰۵)۔'' تو امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس طرح نہیں ہے بلکہ یہاں (المومنون کی بجائے) اَلْمَأْمُونُونَ ہے پس ہم مامونون ہیں۔

بیان:

یعنی أنه م قرأ بإضافة الصراط إلى علي وجعله علما ولم يقرأ بالجار و المجرور كما هو المشهور

یعنی امامؑ نے اپنی قرآت میں صراط کو علیؑ کی طرف مضاف کیا ہے حالانکہ اس کا جار مجرور نہیں پڑھا جاتا جیسا کہ مشہور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے لیکن میرے (یعنی علامہ مجلسی کے) نزدیک صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

42/1553 الکافی،۱/۴۲۵/۶۵/۱ العدة عن أحمد عن المحمدين عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِهِ (وَأَنَّ ٱلْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلاَ تَدْعُوا مَعَ ٱللَّهِ أَحَداً) قَالَ هُمُ ٱلْأَوْصِيَاءُ.

ہشام بن حکم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علیؑ ہی وہ راستہ ہیں جو مستقیم ہے۔ (الحجر:۴۱)۔ [3]

بیان:

السجود الخضوع يعني أن الله سبحانه كنى بالمساجد عن الأوصياء و جعلهم لله لأن الله أمر

---

[1] مرآۃ العقول:۵/۷۹

[2] مرآۃ العقول:۵/۷۹

[3] المناقب:۳/۷۸؛ تفسیر البرہان:۵/۵۱۲؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۴۳۹؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/۴۸۶

عبادہ بأن یخضعوا لھم طاعۃ للہ عز و جل و تقربا إلیہ فلا تَدْعُوا مَعَ اللهِ أَحَداً أی فلا تشرکوا بہ بأن تخضعوا لغیرھم بدون أمرہ أو تجعلوھم آلھۃ معہ

❂ ''السجود'' اس سے مراد خضوع کرنا یعنی اللہ تعالیٰ نے مساجد سے مراد اوصیاء کو قرار دیا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان ذوات مقدسہ کے لیے خضوع اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ان کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ کی خاطر ان کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے۔

''لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ (سورہ الجن: ۱۸)۔''

اس کے ساتھ کسی کو شکار قرار نہ دو یعنی آئمہ طاہرینؑ کے علاوہ کسی اور کے لیے خضوع اختیار نہ کرو اور نہ ان کو خدا قرار دو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

43/1554 الکافی ۱/۴۲۵/۶۶/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمِ بْنِ اَلْمُسْتَنِيرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اَللّٰهِ عَلىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَ مَنِ اِتَّبَعَنِي) قَالَ ذَاكَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَوْصِيَاءُ مِنْ بَعْدِهِمْ .

محمد ین سے روایت ہے کہ امام علی رضاؑ نے خدا کے قول: ''اور بے شک مسجد یں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ (الجن: ۱۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد اوصیاء ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ سلام بن المستنیر ثقہ ہے [4] (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۸۱

[2] بحار الانوار: ۲۴/ ۲۱؛ تاویل الآیات: ۲۳۴؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۴۷۶؛ اللوامع النورانیہ: ۲۹۶

[3] مرآۃ العقول: ۵/ ۸۲

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۵۷

44/1555 الکافی ۱/۴۲۵/۶۷/۱ عنه عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَنَانٍ عَنْ سَالِمٍ اَلْحَنَّاطِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَأَخْرَجْنٰا مَنْ كٰانَ فِيهٰا مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ. فَمٰا وَجَدْنٰا فِيهٰا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ) فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ آلُ مُحَمَّدٍ لَمْ يَبْقَ فِيهَا غَيْرُهُمْ.

سالم الحناط سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''پھر ہم نے نکال لیا جو بھی وہاں ایمان دار تھا۔ پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے (کوئی گھر) نہ پایا۔(الذاریات: ۳۵۔۳۶)۔'' کے بارے میں پوچھا تو امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اس سے مراد آل محمدؐ ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہے گا۔ [1]

بیان:

يعني أن الناجين من قوم لوط المخرجين معه من القرية لئلا يصيبهم العذاب النازل عليها هم آل محمد و أهل بيته و ذلك لأن آل كل كبير و أهل بيته من أقر بفضله و اتبع أمره و سار بسيرته فالمؤمنون المنقادون المتقون من كل أمة آل لنبيهم و وصي نبيهم و أهل بيت لهما و إن كان بيوتهم بعيدة بحسب المسافة عن بيتهما فإن البيت في مثل هذا لا يراد به بيت البنيان و لا بيت النساء و الصبيان بل بيت التقوى و الإيمان و بيت النبوة و الحكمة و العرفان و كذلك كل نبي أو وصي نبي فهو آل للنبي الأفضل و الوصي الأمثل فجميع الأنبياء و الأوصياء السابقين و أممهم المتقين آل نبينا و أهل بيته و لذا قال ص كل تقي و نقي آلي و قال سلمان منا أهل البيت و ورد في ابن نوح إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إلى غير ذلك و تصديق ما قلناه في كلام الصادق ع الذي رواه المفضل بن عمر أن الأنبياء جميعا محبون لمحمد و علي متبعون أمرهما

یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں سے نجات پانے والے وہ تھے جو ان کے ساتھ اس بستی کے نکلے تھے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔ ''ھم'' اس سے مراد آل محمدؐ اور آپؐ کی اہلبیتؑ ہے کیونکہ ہر بڑے کی آل اور اہلبیت وہ ہوتے ہیں جو اس کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں اس کے حکم کی پیروی اور اس کی سیرت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

پس ہر ایک امت میں سے مومن ان کے نبیؐ کی آل اور اس کا وصی اور ان دونوں کی اہلبیتؑ ہوئی ہے اگرچہ

[1] المناقب: ۴/۸/۷۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۱۲۷؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۷۳؛ تفسیر البرہان: ۵/۱۶۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۴۲۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۳۰۳؛ اللوامع النورانیہ: ۶۷۹

ان گھر مسافت کے لحاظ سے دور ہی کیوں نہ ہوں۔

اس طرح ہر ایک نبیؑ اور وصیؑ وہ افضل نبیؐ اور افضل وصی کی آل ہے پس تمام انبیاء اور اوصیاء جو گزر چکے ہیں اور متقی حضرات ہمارے نبیؐ کی آل اور اس کی اہلبیتؑ ہے اس رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

کل تقي و نقي آلي

ہر ایک متقی اور نقی میری آل ہے۔

ارشاد فرمایا:

سلمان منا اهل البيت

جناب سلمان رضی اللہ عنہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں۔

حضرت نوحؑ کے بیٹے کے لیے وارد ہوا ہے۔

''بیشک یہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔(سورۃ ھود:۴۶)۔''

اس بات کی تصدیق جو ہم نے بیان کی ہے وہ امام جعفر صادقؑ کے کلام میں موجود ہے جس کو مفضل بن عمرو نے روایت کیا ہے۔

''تمام انبیاءؑ حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کے محب اور ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [1]

45/1556 الكافی ۱/۴۲۵/۶۹/۱، عنه عن سلمة بن الخطاب عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَ شَاهِدٍ وَ مَشْهُودٍ) قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''شاہد اور مشہود۔(البروج:۳)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنینؑ ہیں۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول:۵/۸۶

[2] بحار الانوار: ۲۳/۵۲/۳؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۲۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۲۰۹؛ معانی الاخبار: ۲۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۴۱؛ بحار الانوار: ۳۵/۸۶/۳؛ اللوامع النورانیہ: ۸۲۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۸/۵۲

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے اور اس کی تفصیل کے لیے حدیث (۱۵۴۶) کی طرف رجوع کیجیے۔(واللہ اعلم)

46/1557 الکافی،۱/۴۲۶/۷۰/۱ الاثنان عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ ٱلْحَلاَّلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ ٱللهِ عَلَى ٱلظّٰالِمِينَ) قَالَ ٱلْمُؤَذِّنُ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ.

احمد بن عمر حلال سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: پھر ایک موذن (پکارنے والا) ان کے درمیان پکارے گا کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔(الاعراف: ۴۴)" کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: موذن سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلّی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

47/1558 الکافی،۱/۴۲۶/۷۱/۱ الاثنان عن محمد بن أورمة عن علی عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَهُدُوا إِلَى ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَهُدُوا إِلىٰ صِرَاطِ ٱلْحَمِيدِ) قَالَ ذَاكَ حَمْزَةُ وَجَعْفَرٌ وَعُبَيْدَةُ وَسَلْمَانُ وَأَبُو ذَرٍّ وَٱلْمِقْدَادُ بْنُ ٱلْأَسْوَدِ وَعَمَّارٌ هُدُوا إِلَى أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَقَوْلِهِ: (حَبَّبَ إِلَيْكُمُ ٱلْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ) يَعْنِي أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ (وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ ٱلْكُفْرَ وَٱلْفُسُوقَ وَٱلْعِصْيَانَ) ٱلْأَوَّلَ وَٱلثَّانِيَ وَٱلثَّالِثَ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اور انہوں نے عمدہ بات کی راہ پائی، اور تعریف والے اللہ کی راہ پائی۔(الحج: ۲۴)" کے بارے میں فرمایا: اس کے مصداق حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت مقداد بن اسودؓ اور حضرت عمارؓ

---

[1] مراۃ العقول: ۵/۸۶

[2] بحار الانوار: ۸/۳۳۹ و ۲۴/۲۶۹؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۴۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۹۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۳۲؛ تفسیر العیاشی: ۲/۱۷؛ غایۃ المرام: ۴/۴۴؛ بحر المعارف: ۲/۳۷۵؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۳۳۴؛ اللوامع النورانیہ: ۲۲۸

[3] مراۃ العقول: ۵/۸۷

ہیں کہ جو امیر المومنین علیہ السلام کی طرف ہدایت پا گئے۔
اور خدا کے قول: ''اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے۔ (الحجرات:۷)۔'' سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ ''اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (ایضا)۔'' سے مراد اول، دوم اور سوم ہیں۔ [1]

بیان:

عبیدۃ هذا هو عبیدۃ بن الزبیر بن عبد المطلب قتل یوم بدر رضی الله عنه

عبیدہ سے مراد عبیدہ بن زبیر بن عبد المطلبؓ ہیں جو جنگ بدر کے دن شہید ہوئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے اور اس کی تفصیل کے لیے حدیث (۱۵۲۳) کی طرف رجوع کیجیے (واللہ اعلم)

48/1559 الکافی،۱/۴۲۶/۷۲/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (اِئْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) قَالَ عَنَى بِالْكِتَابِ اَلتَّوْرَاةَ وَ اَلْإِنْجِيلَ وَ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ فَإِنَّمَا عَنَى بِذَلِكَ عِلْمَ أَوْصِيَاءِ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

ابوعبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم سے آثار چلا آتا ہو وہ لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (الاحقاف:۴)۔'' کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے پاس کتاب لاتے'' سے مراد تورات اور انجیل ہے اور ''علم کے آثار'' سے مراد انبیاء کے اوصیاء ہیں۔ [3]

---

[1] بحار الانوار: ۲۲/۱۲۵ و ۲۳/۷۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۲۲؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۱؛ تاویل الآیات: ۳۳۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۲۲؛ بحار الانوار: ۳۱/۲۰۸؛ المناقب: ۳/۹۳؛ اللوامع النورانیہ: ۳۹۷

[2] مرآۃ العقول: ۵/۸۸

[3] تاویل الآیات: ۵۶۱؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۱۲؛ المناقب: ۱/۲۴۵؛ تفسیر البرہان: ۵/۳۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۱۷۱؛ تفسیر الصافی: ۵/۱۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۲۹۳؛ عقود المرجان: ۴/۸۶

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]۔

49/1560 الکافی،۱/۴۲۷/۷۵/۱ محمد بن الحسن و علی بن محمد عن سهل عن موسی بن القاسم البجلی عن علی بن جعفر الکافی،۱/۴۲۷/۷۵/۱ محمد عن العمر کی عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ) قَالَ اَلْبِئْرُ اَلْمُعَطَّلَةُ اَلْإِمَامُ اَلصَّامِتُ وَاَلْقَصْرُ اَلْمَشِيدُ اَلْإِمَامُ اَلنَّاطِقُ.

علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے خدا کے قول: ''اور کتنے کنوئیں معطل ہیں اور کتنے ہی محل بلند ہیں۔(الحج:۴۵)۔'' کے بارے میں فرمایا: اَلْبِئْرُ اَلْمُعَطَّلَةُ (معطل کنویں) سے مراد امام صامت ہے اور اَلْقَصْرُ اَلْمَشِيدُ (بلند محل) سے مراد امام ناطق ہے۔ [2]

بیان:

کنی عن الإمام الصامت بالبئر لأنه منبع العلم الذی هو سبب حیاة الأرواح مع خفائه إلا علی من أتاه کما أن البئر منبع الماء الذی هو سبب حیاة الأبدان مع خفائها إلا علی من أتاها و کنی عن صمته بالتعطیل لعدم الانتفاع بعلمه و کنی عن الإمام الناطق بالقصر المشید لظهوره و علو منصبه و إشادة ذکره

یہاں ''البئر'' سے مراد امامؑ صامت ہے کیونکہ وہ منبع علم ہوتا ہے جو ارواح کی حیات کا سبب ہوتا ہے حالانکہ وہ نظر نہیں آتا مگر اس پر جو اس کے پاس آتے جیسا کہ کنواں منبع الماء ہوتا ہے اور وہ سبب ہوتا ہے ابدان کی حیات کا حالانکہ وہ ابدان سے چھپا ہوتا ہے مگر وہ کہ جو اسکے پاس آتے ''صمة'' اس سے مراد تعطیل ہے یعنی امامؑ کے علم سے فائدہ نہ اٹھا سکتا اور امام ناطقؑ سے مراد علم کا ظہور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند ضعیف اور دوسری صحیح ہے [3] لیکن میرے نزدیک پہلی سند موثق ہے کیونکہ محمد بن الحسن ثقہ

---

[1] مراۃ العقول:۵/۸۹

[2] مسائل علی بن جعفرؑ:۳۱۷؛ تفسیر کنز الدقائق:۹/۱۱۳؛ تفسیر البرہان:۳/۸۹۳؛ معانی الاخبار:۱۱۱؛ تاویل الآیات:۳۳۹؛ بصائر الدرجات:۵۰۵؛ اثبات الھداۃ:۱/۱۳۰؛ بحار الانوار:۲۴/۱۰۱و۲۵/۱۰۷؛ المناقب:۳/۸۸؛ الصراط المستقیم:۱/۲۴۱؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۵۰۶؛ مختصر البصائر:۱۸۲ ح۱۴۳؛ کمال الدین:۲/۴۱۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۷/۲۹۶؛ اللوامع النورانیہ:۴۰۶

[3] مراۃ العقول:۵/۹۲

ہے اور سہل بھی ثقہ ہے مگر عامی ہے اور شیخ صدوق نے کمال الدین میں جو سند ذکر کی ہے وہ موثق ہے (واللہ اعلم)

50/1561 الکافی،۱/۴۲۷/۷۶/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ بُهْلُولٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ) قَالَ يَعْنِي إِنْ أَشْرَكْتَ فِي الْوَلاَيَةِ غَيْرَهُ (بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ) يَعْنِي بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ بِالطَّاعَةِ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ أَنْ عَضَدْتُكَ بِأَخِيكَ وَابْنِ عَمِّكَ.

حکم بن بہلول نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اور بے شک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جا چکا ہے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ (الزمر:۶۵)" کے بارے میں فرمایا: یعنی اگر آپؐ نے ولایت میں اس کے غیر کو شریک کیا۔

"بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار رہو۔ (الروم:۶۶)" یعنی بلکہ اطاعت کے ذریعے اللہ کی عبادت کرو اور اگر میں نے آپؐ کے بھائی اور آپؐ کے چچازاد کے ذریعے آپ کا ساتھ دیا تو شکر کرو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

51/1562 الکافی،۱/۴۲۷/۷۸/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: (الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً) قَالَ هُمُ الْأَوْصِيَاءُ مِنْ مَخَافَةِ عَدُوِّهِمْ.

سلام سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "وہ لوگ جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ (الفرقان:۶۱)" کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد اوصیاء ہیں جو اپنے دشمنوں سے ڈرتے ہیں۔ [3]

---

[1] بحارالانوار: ۲۳/ ۳۸۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۳۳۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۷۲۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۴۹۷؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۳۲۸؛ مسند الامام الصادق: ۷/ ۴۴۳

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۹۴

[3] تاویل الآیات: ۳۷۸؛ المناقب: ۲/ ۲۰۱؛ بحارالانوار: ۲۴/ ۱۳۶ و ۳۵۷ و ۲۷/ ۲۱۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۱۳۶؛ اثبات الہداۃ: ۲/ ۲۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۲۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۴۲۱؛ اللوامع النورانیہ: ۴۵۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۲۲۵؛ تفسیر القمی: ۲/ ۱۱۶

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور علی بن ابراہیم نے اسے دو صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔[1]

52/1563 الکافی،۱/۴۲۸/۸۰/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ: (كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي اَلسَّمٰاءِ) قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَصْلُهَا وَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَرْعُهَا وَ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا أَغْصَانُهَا وَ عِلْمُ اَلْأَئِمَّةِ ثَمَرَتُهَا وَ شِيعَتُهُمُ اَلْمُؤْمِنُونَ وَرَقُهَا هَلْ فِيهَا فَضْلٌ قَالَ قُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ قَالَ وَ اَللَّهِ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ لَيُولَدُ فَتُورَقُ وَرَقَةٌ فِيهَا وَ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ لَيَمُوتُ فَتَسْقُطُ وَرَقَةٌ مِنْهَا.

عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے خدا کے قول: ''پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑ (زمین میں) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔(ابراہیم: ۲۴)'' سے پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اصل ہیں، امیر المومنین علیہ السلام اس کی فرع (شاخ) ہیں اور ان دونوں کی اولاد میں سے آئمہؑ اس کی ڈالیاں ہیں اور آئمہؑ کا علم اس کا پھل ہے، ان کے شیعہ اور مومنین اس کے پتے ہیں۔ بھلا اس میں کوئی فضیلت بھی ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! جب کوئی مومن پیدا ہوتا ہے تو اس میں ایک پتہ لگ جاتا ہے اور جب مومن مرتا ہے تو اس سے ایک پتہ گر جاتا ہے۔[2]

بیان:

هل فيها فضل كأنه ع أراد هل في الشجرة شيء آخر غير ما ذكرت فيكون لغير من ذكرتهم مكان فيها أو هل في هذه الكلمة فضل عما هو الحق و في بعض النسخ شوب مكان فضل فيكون المراد هل فيها شوب خطإ و بطلان

''هل فيها فضل'' کیا اس میں کوئی فضیلت ہے، جیسا کہ اس کا ارادہ کیا گیا، کیا اس درخت میں اس کے

---

[1] مراۃ العقول: ۵/ ۹۷

[2] بصائر الدرجات: ۵۹ و ۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۳۵؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۹۶؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۱۳۲ و ۶۵/ ۳۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۵۱؛ غرر الاخبار: ۲۹۹؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۸۵؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۱۹؛ تفسیر الفرات: ۲۱۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۰؛ اللوامع النورانیہ: ۳۱۳

علاوہ کوئی اور چیز ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔

بعض نسخوں میں "فضل" کی جگہ "شوب" آیا ہے پس اس سے مراد یہ ہے کہ کیا اس میں کوئی خطاء اور بطلان ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

53/1564 الکافی ۱/۴۳۰/۸۴/۱ علی بن محمد عن سھل عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمَّارٍ اَلسَّابَاطِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَ فَمَنِ اِتَّبَعَ رِضْوٰانَ اَللّٰهِ كَمَنْ بٰاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اَللّٰهِ وَ مَأْوٰاهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ اَلْمَصِيرُ `هُمْ دَرَجٰاتٌ عِنْدَ اَللّٰهِ) فَقَالَ اَلَّذِينَ اِتَّبَعُوا رِضْوَانَ اَللَّهِ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ وَ هُمْ وَ اَللَّهِ يَا عَمَّارُ دَرَجَاتٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ بِوَلاَيَتِهِمْ وَ مَعْرِفَتِهِمْ إِيَّانَا يُضَاعِفُ اَللَّهُ لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَ يَرْفَعُ اَللَّهُ لَهُمُ اَلدَّرَجَاتِ اَلْعُلَى.

عمار ساباطی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے اس کے برابر ہوسکتا ہے جو غضب الٰہی کا مستحق ہوا، اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیسی وہ بری جگہ ہے۔ اللہ کے ہاں لوگوں کے مختلف درجے ہیں۔ (آل عمران: ۱۶۲-۱۶۳)" کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جو اللہ کی رضا کی پیروی کرتے ہیں وہ آئمہؑ ہیں اور وہ خدا کی قسم، اے عمار! مومنین کے لیے اور ان کی ولایت اور ان کی معرفت کے لیے درجات ہیں۔ اللہ ہماری وجہ سے ان کے اعمال میں اضافہ کرتا ہے اور اللہ ان کے لیے اعلیٰ ترین درجات کو مزید بلند کرتا ہے۔" [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مرآۃ العقول: ۵/۱۰۳

[2] المناقب: ۴/۱۷۹؛ تاویل الآیات: ۱۲۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۲۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۸۴؛ تفسیر العیاشی: ۱/۲۰۵؛ بحار الانوار: ۲۳/۹۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۳۳۰؛ تفسیر البرہان: ۱/۷۱۰؛ تفسیر الصافی: ۱/۳۹۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/۴۰۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۴/۱۴۵؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۲۹

[3] مرآۃ العقول: ۵/۱۱۸

54/1565 الكافى،١/٣٣٠/١/٨٥ على بن محمد و غيره عن سهل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ زِيَادٍ اَلْقَنْدِيِّ عَنْ عَمَّارٍ اَلْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِلَيْهِ يَصْعَدُ اَلْكَلِمُ اَلطَّيِّبُ وَ اَلْعَمَلُ اَلصَّالِحُ يَرْفَعُهُ) وَلاَيَتُنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ أَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ فَمَنْ لَمْ يَتَوَلَّنَا لَمْ يَرْفَعِ اَللَّهُ لَهُ عَمَلاً.

عمار اسدی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اسی کی طرف سب پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے۔(فاطر:١٠)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہم اہل بیتؑ کی ولایت ہے اور آپؑ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا، پس جو ہم سے تولا نہیں کرے گا تو اللہ اس کے عمل کو بلند نہیں کرے گا۔ [1]

بیان:

يعنى أن المراد بالعمل الصالح إنما هو ولايتنا و اتباعنا و هى التى يرفعها الله تعالى أولا ثم بتبعيتها يرفع سائر الأعمال و المستفاد من الحديث أن المستتر فى يرفعه راجع إلى الله تعالى

یعنی بیشک عمل صالح سے مراد ہماری ولایت اور ہماری پیروی کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے۔ اس حدیث سے استفادہ ہوتا ہے کہ ''یرفعہ'' میں ضمیر مستتر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث عمار الاسدی کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

55/1566 الكافى،١/٣٣٠/١/٨٦ العدة عَنْ أَحْمَدَ عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلنَّضْرِ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ) قَالَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ (وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُوراً تَمْشُونَ بِهِ) قَالَ إِمَامٌ تَأْتَمُّونَ بِهِ.

سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: ''وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا۔(الحدید:٢٨)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں۔
اور ''اور تمہیں ایسا نور عطا کرے گا تم اس کے ذریعہ سے چلو۔(ایضا)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے

[1] بحار الانوار: ٢٤/٥٧/٣؛ تفسیر کنز الدقائق: ١٠/٥٣٥؛ تفسیر نور الثقلین: ٤/٣٥٣؛ المناقب: ٤/٣؛ تفسیر البرہان: ٤/٥٣٩؛ تاویل الآیات: ٤٦٨؛ مسند الامام الصادقؑ: ٧/٤١١

[2] مراۃ العقول: ٥/١٢٠

مراد امام ہے جس کی تم پیروی کرتے ہو۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ القاسم بن سلیمان ثقہ ہے ③ اور سماعہ کے واقفی ہونے میں کلام ہے بلکہ وہ امامی ہے (واللہ اعلم)

56/1567 الکافی،۱/۴۳۱/۸۹/۱ الثلاثة عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ (وَ أَوْفُوا بِعَهْدِي) قَالَ بِوَلاَيَةِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (أُوفِ بِعَهْدِكُمْ) أُوفِ لَكُمْ بِالْجَنَّةِ.

سماعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور تم میرے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرو۔ (البقرہ:۴۰)۔'' کے بارے میں فرمایا: یعنی امیر المومنینؑ کی ولایت کے ذریعے۔ ''میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔ (ایضا)۔'' یعنی میں تم سے جنت کا عہد پورا کروں گا۔ ④

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے ⑤ لیکن میرے نزدیک حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

57/1568 الکافی،۱/۲۱۶/۱/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ اَلْوَالِدَانِ وَ اَلْأَقْرَبُونَ وَ اَلَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ) قَالَ إِنَّمَا عَنَى بِذَلِكَ اَلْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ بِهِمْ عَقَدَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَيْمَانَكُمْ.

السراد سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور ہر شخص کے لیے ہم نے وارث مقرر کردیے ہیں اس مال کے جو ماں باپ یا رشتہ دار چھوڑ کر مریں، اور وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان

---

① تفسیر القمی:۲/۵۲؛ تفسیر البرہان:۵/۳۰۶؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/۱۱۳؛ بحار الانوار:۲۳/۳۱۹؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۲۵۲؛ مسند الامام الباقر ۲:۱۴۳/۱۴۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۲۰/۹۳؛ تفسیر جابر الجعفی:۲۹۶

② مراۃ العقول:۵/۱۲۰

③ المفید من معجم رجال الحدیث:۴۶۳

④ بحار الانوار:۲۴/۳۵۸؛ اثبات الھداۃ:۳/۱۲؛ تفسیر البرہان:۱/۲۰۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۱/۳۹۳؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۷۲؛ ینابیع الحکمۃ:۳۶۲

⑤ مراۃ العقول:۵/۱۲۳

ہوں۔(النساء:۳۳)۔“ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد آئمہ علیہ السلام ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے عہد کو باندھا ہے (تمہاری بیعتیں کر دی ہیں)۔ ①

بیان:

الموالی هنا الوارث یعنی جعلنا لکل إنسان موالی یرثونه مما ترک و هو الوالدان و الأقربون مترتبین ثم الإمام فإنه وارث من لا وارث له وعقد الأیمان إما کنایة عما وقع فی الذر أو عما وقع فی یوم الغدیر فإن بیعة أمیر المؤمنین مشتملة علی بیعة أولاده ع و تمام الکلام فی هذه الآیة یأتی فی أبواب المواریث من کتاب الجنائز إن شاء الله

❁ ”الموالی“ اس سے مراد یہاں پر وارث ہے یعنی ہم نے ہر ایک انسان کے لیے وارث قرار دیئے جو اس سے وراثت حاصل کرتے ہیں جو وہ ترکہ چھوڑتا ہے اور وہ والدین ہیں اور پھر قریب تر لوگ اور پھر امامؑ ہوتا ہے کیونکہ امامؑ کا اس کا وارث ہوتا ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

”عقدالایمان“ یہ کنایہ ہے اس سے کہ جو عالم ذر میں واقع ہوا یا اس سے جو یوم غدیر میں واقع ہوا کیونکہ امیر المومنینؑ کی بیعت مشتمل ہے اپنی معصوم اولاد کی بیعت پر۔

لہٰذا اس آیت کے ضمن میں یہ بات تمام ہوتی۔

باقی مفہوم ان شاءاللہ کتاب الجنائز کے ابواب المیراث میں بیان ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ②

58/1569 الکافی ۱/۲۱۶/۲/۲، الثلاثة عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ ٱلْحَمِيدِ عَنِ ٱلنُّمَيْرِيِّ عَنِ ٱلْعَلاَءِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (إِنَّ هٰذَا ٱلْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ) قَالَ يَهْدِي إِلَى ٱلْإِمَامِ.

علاء بن سیابہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ”بے شک یہ قرآن اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔(الاسراء:۹)۔“ کے بارے میں فرمایا: یعنی یہ امام کی طرف

① تفسیر العیاشی:۱/۲۴۰؛ بحارالانوار:۱۰۱/۳۶۴؛ وسائل الشیعہ:۲۶/۲۴۷ ح۳۲۹۳۱؛ تفسیر البرہان:۲/۲۷؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۳۹۵؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۷۶؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/۳۲۵؛ اللوامع النورانیہ:۱۹۲

② مرآۃ العقول:۲/۳۳۵؛ حدود الشریعہ:۲/۵۰

ہدایت کرتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ العلاء بن سیابہ ثقہ ہے [3] اور ابراہیم بن عبدالحمید کے واقفی ہونے میں کلام ہے بلکہ وہ تحقیق سے امامی ثابت ہے (واللہ اعلم)

59/1570 الکافی،۱۱/۵۰/۸ سهل عن الديلمي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿هٰذٰا كِتٰابُنٰا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ﴾ قَالَ فَقَالَ إِنَّ اَلْكِتَابَ لَمْ يَنْطِقْ وَ لَنْ يَنْطِقَ وَ لَكِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هُوَ اَلنَّاطِقُ بِالْكِتَابِ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ هَذَا كِتَابُنَا يُنْطَقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّا لاَ نَقْرَؤُهَا هَكَذَا فَقَالَ هَكَذَا وَ اَللَّهِ نَزَلَ بِهِ جَبْرَئِيلُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لَكِنَّهُ فِيمَا حُرِّفَ مِنْ كِتَابِ اَللَّهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''یہ ہماری کتاب تم پر سچ سچ بول رہی ہے۔ (الجاثیہ:۲۹)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: بے شک کتاب نہ کبھی بولی ہے اور نہ کبھی بولے گی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب کے ساتھ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ ہماری کتاب تم پر سچ سچ بول رہی ہے۔ (الجاثیہ:۲۹)۔''

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں! ہم تو اسے اس طرح نہیں پڑھتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت جبرئیلؑ اس کو اسی طرح لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے لیکن اس (رَسُولَ اَللَّهِ) کو کِتَابِ اَللَّهِ سے بدل دیا گیا ہے۔ [4]

بیان:

يعني أن ينطق في الآية على البناء للمفعول و يقال إنه هكذا في قرآن علي ع

---

[1] بصائر الدرجات: ۴۷۷؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۸۲؛ تاویل الآیات: ۲۷۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۵۱۰؛ مختصر البصائر: ۵۵؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۱۴۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۴۳۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۱۴۰؛ اللوامع النورانیہ: ۳۵۲

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۴۳۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۷۷

[4] تفسیر القمی: ۲/ ۲۹۵؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۳۱؛ بحار الانوار: ۸۹/ ۴۸ و ۵۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۱۶۰؛ تاویل الآیات: ۵۵۹ (مختصراً)؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۸؛ عقود المرجان: ۴/ ۴۸۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۳۸۳؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۵۷۹

"ان ینطق" یہ مبنی بر مفعول ہے اور کہا گیا ہے کہ قرآن مجید میں حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

60/1571 الکافی،۲۲۹/۲۲۸/۸ محمد عن ابن عیسی عن محمد بن خالد و الحسین عن النضر عن یحیی الحلبی عن ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي اَلرَّبِيعِ اَلشَّامِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا اِسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَ لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ قَالَ: نَزَلَتْ فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

ابوربیع شامی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "اے ایمان والو! اللہ اور رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔(الانفال: ۲۴)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپ صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا: یہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [3]

61/1572 الکافی،۶۶/۹۳/۸ محمد عن ابنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اَلْخَالِقِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لِأَبِي جَعْفَرٍ اَلْأَحْوَلِ وَ أَنَا أَسْمَعُ أَتَيْتَ اَلْبَصْرَةَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ رَأَيْتَ مُسَارَعَةَ اَلنَّاسِ إِلَى هَذَا اَلْأَمْرِ وَ دُخُولَهُمْ فِيهِ قَالَ وَ اَللَّهِ إِنَّهُمْ لَقَلِيلٌ وَ لَقَدْ فَعَلُوا وَ إِنَّ ذَلِكَ لَقَلِيلٌ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالْأَحْدَاثِ فَإِنَّهُمْ أَسْرَعُ إِلَى كُلِّ خَيْرٍ ثُمَّ قَالَ مَا يَقُولُ أَهْلُ اَلْبَصْرَةِ فِي هَذِهِ اَلْآيَةِ: (قُلْ لاَ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ اَلْمَوَدَّةَ فِي اَلْقُرْبىٰ) قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّهَا لِأَقَارِبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ كَذَبُوا إِنَّمَا نَزَلَتْ فِينَا خَاصَّةً فِي أَهْلِ اَلْبَيْتِ فِي عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ اَلْحَسَنِ وَ

---

[1] مرآۃ العقول: ۲۵/۱۰۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۱/۳۹۰

[2] تاویل الآیات: ۱۹۶؛ غرر الاخبار: ۱۵۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۱۳۱؛ تفسیر البرہان: ۲/۶۶۴؛ اثبات الھداۃ: ۳/۲۲؛ الوافی: ۲۶/۴۳۷ ح ۲۵۵۲۸ بحار الانوار: ۳۶/۱۰۴؛ المناقب: ۳/۲۰۲؛ ینابیع المودۃ: ۵/۳۶۹

[3] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۲۳

اَلْحُسَيْنِ أَصْحَابِ اَلْكِسَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

اسماعیل بن عبدالخالق سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا، آپ ابوجعفر الاحول سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا: کیا تم بصرہ گئے تھے؟

اس نے عرض کیا: ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس امر کی طرف لوگوں کی جلدی اور ان کے اس میں داخل ہونے کو کیسے دیکھا؟

اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! وہ قلیل ہیں البتہ انہوں نے ایسا کیا ہے مگر یہ بہت قلیل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: نوجوانوں کے پاس جانا تم پر لازم ہے کیونکہ وہ ہر بھلائی کے لیے جلدی کرتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بصرہ کے لوگ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں: "کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے ذی القربیٰ سے مودت کے۔ (الشوریٰ: ۲۳)۔"؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کے لیے ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ خاص طور پر ہمارے علیہ السلام بارے میں، اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں، حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اصحاب کساء ہیں۔[1]

بیان:

المراد بأبي جعفر الأحول مؤمن الطاق و بهذا الأمر التشيع و ب الأحداث الشباب

"ابی جعفر الاحول" اس سے مراد مومن اطاق ہے اور "ھذا الامر" اس سے تشیع ہے۔ "الاحداث" اس سے مراد جوانی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

---

[1] قرب الاسناد: ۱۲۸ ح ۴۵۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۵۰۲؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۳۶؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۸۱۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/ ۲۴۰؛ اللوامع النورانیہ: ۶۰۲؛ غایۃ المرام: ۳/ ۲۳۵؛ الکوثر موسوی: ۲/ ۳۱۱؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۳/ ۷۶

[2] مراۃ العقول: ۲۵/ ۲۲۲؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۱۲۴؛ الرسائل الاعتقادیہ: ۱/ ۳۰۰

62/1573 الکافی ۱۸/۲۰۳/۲۲۵ القمیان عَنْ صَفْوَانَ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَ جَعَلْتُمْ سِقٰايَةَ اَلْحٰاجِّ وَ عِمٰارَةَ اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرٰامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ اَلْيَوْمِ اَلْآخِرِ) نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرٍ وَ اَلْعَبَّاسِ وَ شَيْبَةَ إِنَّهُمْ فَخَرُوا بِالسِّقَايَةِ وَ اَلْحِجَابَةِ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ: (أَ جَعَلْتُمْ سِقٰايَةَ اَلْحٰاجِّ وَ عِمٰارَةَ اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرٰامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ اَلْيَوْمِ اَلْآخِرِ) وَ كَانَ عَلِيٌّ وَ حَمْزَةُ وَ جَعْفَرٌ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمُ اَلَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَ اَلْيَوْمِ اَلْآخِرِ وَ جَاهَدُوا (فِي سَبِيلِ اَللّٰهِ لاٰ يَسْتَوُونَ عِنْدَ اَللّٰهِ).

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ نے خدا کے قول: ''کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔ (التوبہ: ۱۹)۔'' کے بارے میں فرمایا: یہ حضرت حمزہؑ، حضرت علیؑ، حضرت جعفرؑ، حضرت عباس اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ حاجیوں کی پیاس بجھانے اور (کعبہ کے) حاجب ہونے پر پر فخر کرتے تھے پس اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔ (ایضا)۔'' اور اس سے مراد حضرت علیؑ، حضرت حمزہؑ اور حضرت جعفرؑ ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (دوسروں کے) برابر نہیں ہیں۔ [1]

بیان:

كانت السقاية إلى العباس يسقى الحاج الماء و الحجابة إلى شيبة كان بيده مفتاح البيت و عمارة المسجد الحرام فأخذا يفخران على علي و حمزة و جعفر بذلك فنزلت و في الآية تعريض إلى الرجلين بعدم إيمانهما من صميم القلب و عدم مجاهدتهما في سبيل الله و كيف يستوي عند الله من عمل عمل الجوارح و من عمل عمل القلب و بينهما من الفرق ما بين الأرواح و الأجساد

سقایت عباس کی طرف منسوب تھی اور وہ حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے اور حجابہ شیبہ کی طرف منسوب ہے یعنی جس کے ہاتھ میں گھر کی چابی ہوتی ہے اور مسجد حرام کی عمارت کی چابی تھی، پس وہ دونوں حضرت علیؑ،

[1] تفسیر العیاشی: ۲ (التوبہ: ۱۹) ۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵ (التوبہ: ۱۹) ۴۱۷؛ بحار الانوار: ۳۸ (التوبہ: ۱۹) ۲۳۷ و ۳۶؛ (التوبہ: ۱۹) ۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۹۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۷۴۸؛ اللوامع النورانیہ: ۲۵۹؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۳۷۲

حضرت حمزہؓ اور جناب جعفرؓ پر اس فضیلت کی وجہ سے فخر کرتے تھے پس اس وقت یہ آیت نازل ہوتی کہ جس میں ان کے لیے تعریض تھی کہ ان میں قلبی ایمان کا فقدان ہے۔ پس کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظاہری عمل اور قلبی عمل برابر ہو، ان دونوں میں وہ فرق ہے جو روح اور جسد میں فرق ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

63/1574 الكافي ،۸/۲۵۵/۳۶۳ علي بن محمد عَنْ صالح بن أبي حماد [صَالِحٍ عَنِ ٱلْحَجَّالِ] عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنا لِوَلِيِّهِ سُلْطاناً فَلاَ يُسْرِفْ فِي ٱلْقَتْلِ) قَالَ نَزَلَتْ فِي ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لَوْ قُتِلَ أَهْلُ ٱلْأَرْضِ بِهِ مَا كَانَ سَرَفاً.

حجال نے اپنے ایک ساتھی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے خدا کے قول: ''اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے لہٰذا قصاص میں زیادتی نہ کرے۔ (الاسراء: ۳۳)۔'' کے بارے میں فرمایا: یہ آیت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر ان کے لیے تمام اہل زمین کو قتل کر دیا جائے تب بھی یہ زیادتی نہیں ہوگی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

64/1575 الكافي ،۸/۲۶۰/۳۷۳ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ٱلنَّهْدِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ بِجَادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ أَمّا إِنْ كانَ مِنْ أَصْحابِ ٱلْيَمِينِ. فَسَلامٌ لَكَ مِنْ أَصْحابِ ٱلْيَمِينِ) فَقَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ هُمْ شِيعَتُكَ فَسَلِمَ وُلْدُكَ مِنْهُمْ أَنْ يَقْتُلُوهُمْ.

---

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/۱۱۶

[2] تاویل الآیات: ۲۷۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۱۶۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۴۰۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۲۸؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۱/۲۶۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۲۲۶؛ المحجہ: ۱۳۷

[3] مرآۃ العقول: ۲۶/۲۳۸

عنبسہ بن بجاد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے پس تمہارے لئے سلامتی ہو تو اصحاب الیمین میں سے ہے۔(الواقعہ: ۹۰۔۹۱)۔'' کے بارے میں فرمایا: رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے ارشاد فرمایا: اس سے مراد تمہارے شیعہ ہیں پس سلامتی ہے تیری اولاد کے لیے ان سے کہ وہ ان کو قتل کریں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل بلکہ النہدی کی وجہ سے ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

65/1576 الکافی،۸/۳۳۰/۵۰۶ مُحَمَّدٌ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي اَلصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَ اَللَّهِ لَلَّذِي صَنَعَهُ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ خَيْراً لِهَذِهِ اَلْأُمَّةِ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ اَلشَّمْسُ وَ اَللَّهِ لَقَدْ نَزَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ: (أَلَمْ تَرَ إِلَى اَلَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَ أَقِيمُوا اَلصَّلاَةَ وَ آتُوا اَلزَّكَاةَ) إِنَّمَا هِيَ طَاعَةُ اَلْإِمَامِ وَ طَلَبُوا اَلْقِتَالَ (فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ اَلْقِتَالُ) مَعَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (قَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا اَلْقِتَالَ لَوْ لاَ أَخَّرْتَنَا إِلىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ) ... (نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ اَلرُّسُلَ) أَرَادُوا تَأْخِيرَ ذَلِكَ إِلَى اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! جو حسن بن علی علیہ السلام نے کیا وہ اس امت کے لیے ان تمام چیزوں سے بہتر تھا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ آیت اسی سلسلے میں نازل ہوئی: ''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔(النساء: ۷۷)۔'' اس سے مراد یقیناً امام کی اطاعت ہے مگر انہوں نے لڑائی کو طلب کیا۔ ''پس جب ان پر لڑائی فرض کی گئی۔(ایضا)۔'' یعنی امام حسینؑ کے ساتھ۔ ''تو کہنے لگے اے ہمارے رب! تو نے ہم پر لڑنا کیوں فرض کیا، کیوں نہ ہمیں تھوڑی مدت و مہلت دی۔(ایضا)۔'' ''ہم آپ کی دعوت کا جواب دیتے اور رسولوں کی پیروی کرتے۔(ابراہیم: ۴۴)۔'' انہوں نے چاہا کہ اس معاملہ میں امام قائمؑ تک تاخیر ہو

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۹۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۲۲۹؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۲۷۵؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۱۳۱؛ عقود المرجان: ۵/ ۴۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۵۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۲۴۹

جائے۔ [1]

بیان:

الذی صنعه الحسن ع هو صلحه مع معاوية و تركه الحرب المتضمن لإبقائه على المؤمنين حياتهم مدة و ظهور من في أصلابهم من الموحدين و ظاهر أن هذا خير مما على الأرض أراد أن الآية نزلت فيه و في طاعته كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ يعني عن الحرب مع معاوية فلم يرضوا به و طلبوا القتال و فعلوا ما فعلوا

"الذی صنعه الحسنؑ" وہ جس کے ساتھ امام حسنؑ نے معاملہ کیا یعنی امامؑ نے صلح کی اور جنگ کو ترک کر دیا جس میں مومنین کی جانوں کا تحفظ کیا جائے اور ان کی صلبوں سے توحید پرست باہر نکل آئیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خبر ان میں سے ہے جو زمین پر وارد ہوتی ہیں اس سے مراد جہاں قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔

"اپنے ہاتھوں کو روکو۔ (سورۃ النساء:۷۷)۔"

یعنی جنگ اور قتل و غارت گری سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف (علی المشہور) ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

66/1577 الکافی،۸/۳۳۸/۳۵ السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ يزيد (بُرَيْدٍ) اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (يَوْمَ يَجْمَعُ اَللَّهُ اَلرُّسُلَ فَيَقُولُ مَا ذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لاَ عِلْمَ لَنَا) قَالَ فَقَالَ إِنَّ لِهَذَا تَأْوِيلاً يَقُولُ مَا ذَا أُجِبْتُمْ فِي أَوْصِيَائِكُمُ اَلَّذِينَ خَلَّفْتُمُوهُمْ عَلَى أُمَمِكُمْ قَالَ فَيَقُولُونَ لاَ عِلْمَ لَنَا بِمَا فَعَلُوا مِنْ بَعْدِنَا.

یزید (برید) لکناسی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر کہے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا، وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں۔ (المائدہ:

---

[1] تفسیر العیاشی: ۱/۲۵۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۸۳ و ۳/۴۷۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۵۵۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۱۳۰؛ و ۳/۳۱۷؛ بحار الانوار: ۴۴/۲۱۷؛ عوالم العلوم: ۱۷/۹۶؛ تفسیر الصافی: ۱/۴۷۱؛ بحار الانوار: ۱۹/۱۷۵ و ۴۴/۲۵؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/۱۰۹؛ المحجہ بحرانی: ۶۲؛ مسند الامام المجتبیٰؑ: ۲۸۱؛ عقود المرجان: ۲/۶۱۶؛ الحقائق: ۱/۱۳۲

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۳۵۶؛ البضاعہ المزجاۃ: ۳/۱۳۹

۱۰۹)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی ایک تاویل ہے۔وہ (پیغمبروں سے) کہے گا: تمہیں تمہارے اوصیاء کے بارے میں کیا جواب دیا گیا تھا جنہیں تم نے اپنی امتوں میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: پس وہ کہیں گے کہ ہمیں اس بات کا کوئی علم نہیں کہ انہوں نے ہمارے بعد کیا کیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول (علی المشہور) ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور اسی طرح کا مضمون تفسیر القمی میں بھی ہوا جس کی سند صحیح ہے۔ [4]

67/1578 الکافی ۵۳۳/۳۳۷/۸ عنه عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمِ بْنِ اَلْمُسْتَنِيرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى : ﴿اَلَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلاَّ أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اَللَّهُ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيٍّ وَ حَمْزَةَ وَ جَعْفَرٍ وَ جَرَتْ فِي اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ أَجْمَعِينَ.

سلام بن المستنیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: "وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف یہ کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے۔(الحج: ۴۰)۔" کے بارے میں فرمایا: یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت حمزہ علیہ السلام اور حضرت جعفر علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام حسین علیہ السلام کے بارے میں بھی جاری ہوئی ہے۔ [5]

بیان:

إِلَّا أَنْ يَقُولُوا يعني أنهم لم يخرجوهم من ديارهم إلا لقولهم رَبُّنَا اللهُ أخرجوهم من مكة و أخرجوا الحسين من المدينة

---

[1] تاویل الآیات: ۳۶۷؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۳۴۹؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۳۷۹؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۲۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۶۸۸؛ بحار الانوار: ۷/ ۲۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۲۵۷؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۹۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۱۳

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۹۵؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۱۸۲

[3] حق الیقین فی معرفۃ اصول الدین شبر: ۲/ ۴۳۳

[4] تفسیر القمی: ۱/ ۱۹۰

[5] بحار الانوار: ۲۴/ ۲۲۷و ۳۶/ ۱۳۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۰۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۸۸۷؛ تاویل الآیات: ۳۳۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۱۰۳؛ تفسیر الفرات: ۲۷۳؛ غرر الاخبار: ۱۷۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۲۱۵؛ اللوامع النورانیہ: ۳۹۹

"الا ان یقولوا" مگر یہ کہ انہوں نے کہا یعنی انہوں نے ان کو ان کے گھروں سے نہیں نکالا مگر یہ ان کے اس قول کی وجہ سے کہ انہوں نے کہا "ربنا اللہ" ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ انہوں نے ان کو مکہ سے نکالا تھا اور امام حسین علیہ السلام کو مدینہ سے نکالا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ سلام بن المستنیر ثقہ ہے [2] (واللہ اعلم)

68/1579 الکافی، ۸/۳۳۱/۵۱۰ أَبَانٌ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اَللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ) قَالَ هِيَ بُيُوتُ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ (النور:۳۶)۔" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد نبی اکرمؐ کے گھر ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [3] یا پھر حدیث مجہول ہے اور بعض فاضلین نے اس کی توثیق بھی کی ہے جو سہو ہے [4] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق ہے اور اس مجہول والی کوئی علامت موجود نہیں ہے (واللہ اعلم)

۱۲۶ ۔ باب ما نزل فیهم علیهم السلام و فی أعدائهم

باب: آئمہ علیہم السلام اور اُن کے دشمنوں کے بارے میں جو کچھ نازل ہوا ہے

1/1580 الکافی، ۱/۴۲۵/۶۸/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي اَلسَّفَاتِجِ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (فَلَمَّا رَأَوْهُ

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۳۹۴؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۱۸۱

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۵۷

[3] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۲

[4] البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۱۵۳

زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ) قَالَ هٰذِهٖ نَزَلَتْ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ عَمِلُوا مَا عَمِلُوا يَرَوْنَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أَغْبَطِ الْأَمَاكِنِ لَهُمْ فَيُسِيءُ وُجُوهَهُمْ وَ يُقَالُ لَهُمْ: (هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ) الَّذِي انْتَحَلْتُمْ اِسْمَهُ.

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''پھر جب وہ اسے قریب دیکھیں گے تو ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی جو کافر ہیں اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم دنیا میں مانگا کرتے تھے۔ (الملک: ۲۷)'' کے بارے میں فرمایا: یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام اور آپؑ کے ہمعصروں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے آپؑ کے ساتھ جو کچھ سو کیا۔ وہ ویران جگہوں سے امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھیں گے تو ان کے چہروں پر اداسی نظر آئے گی اور ان سے کہا جائے گا: ''یہ وہی تو ہے جسے تم مانگا کرتے تھے۔'' یہ وہی ہے جس کے نام (امیر المومنین) کو تم نے اپنا لقب بنا لیا تھا۔ [1]

بیان:

الزلفة القرب يعنى رأوه مقربا عند الله و الغبطة حسن الحال و المسرة و الانتحال ادعاء ما ليس له يقال انتحله أى ادعى لنفسه ما لغيره و أريد بالاسم أمير المؤمنين

''الزلفة'' اس سے مراد قرب ہے یعنی اس کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہے۔

''الغبطة'' حسن حال۔

''بالاسم'' اس سے مراد امیر المومنینؑ ہے

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حدیث حسن ہے کیونکہ یہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے [3] اور اسماعیل بن سہل تفسیر القمی و کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [4] اور قاسم بن

---

[1] المناقب: ۳/۲۳۷؛ تاویل الآیات: ۶۸۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۳۶۳؛ اثبات الھداۃ: ۳/۱۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۳۸۵؛ تفسیر البرہان: ۵/۴۴۵؛ بحار الانوار: ۲۴/۲۶۸ و ۳۹/۲۲۷؛ تفسیر الصافی: ۵/۲۰۵

[2] مرآۃ العقول: ۵/۸۵

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

[4] تفسیر القمی: ۱/۲۸۸؛ کامل الزیارات: ۲۸۸ باب ۹۶ ح ۲

عروہ سے ابن ابی عمیر روایت کرتا ہے[1] اور ابی السفاتج بھی ثقہ ہے[2] (واللہ اعلم)

2/1581 الکافی ،۱/۴۲۶/۷۳/۱ الاثنان عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَمَّا رَأَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ تَيْماً وَ عَدِيّاً وَ بَنِي أُمَيَّةَ يَرْكَبُونَ مِنْبَرَهُ أَفْظَعَهُ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قُرْآناً يَتَأَسَّى بِهِ ﴿وَ إِذْ قُلْنٰا لِلْمَلاٰئِكَةِ اُسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلاّٰ إِبْلِيسَ أَبىٰ﴾ ثُمَّ أَوْحَى إِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَمَرْتُ فَلَمْ أُطَعْ فَلاَ تَجْزَعْ أَنْتَ إِذَا أَمَرْتَ فَلَمْ تُطَعْ فِي وَصِيِّكَ.

علی بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیم، عدی اور بنو امیہ کو اپنے منبر پر چڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ سخت خوفزدہ ہوئے۔ پس اللہ نے آپؐ کو تسلی دینے کے لیے قرآن نازل کیا: ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، اس نے انکار کیا۔ (طٰہٰ:۱۱۶)۔'' پھر اللہ نے آپؐ کی طرف وحی کی: اے محمدؐ! میں نے انہیں حکم دیا مگر انہوں نے اطاعت نہیں کی پس آپ بھی غمگین نہ ہوں کہ جب آپ انہیں حکم دیں گے تو یہ آپؐ کے وصی کے بارے میں آپ کی اطاعت نہیں کریں گے۔[3]

بیان: تیم و عدی قبیلتان من قریش الأولی رهط الأول و الثانیة رهط الثانی أفظعه الأمر اشتدت علیه شناعته یتأسی به یأنس و یتعزی

تیم اور عدی قریش کے دو قبیلے ہیں پہلے سے مراد پہلا گروہ اور دوسرے سے مراد دوسرا گروہ ہے۔ ''تیم'' اور ''عدی'' قریش کے دو قبیلے ہیں۔ پہلے سے مراد پہلا گروہ اور دوسرے سے مرار دوسرا گروہ ہے۔
''أفظعه الأمر'' اس کی بے حسی تیز ہوگئی۔ ''یتأسی به'' اسے تسلی اور تعزیت ملتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

3/1582 الکافی ،۱/۴۲۶/۷۳/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن اَلضَّحَّافِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ

[1] الکافی:۲/۲۳۲ ح۶؛ الکافی:۷/۲۸۳ ح۹
[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۰۲
[3] مسائل علی بن جعفرؑ:۳۱۷؛ الجواہر السنیہ:۴۲۶؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق:۱/۳۵۴؛ اثبات الھداۃ:۳/۱۱؛ تفسیر البرہان:۱/۱۶۹ و ۳/۷۸۲؛ بحار الانوار:۲۳/۲۲۵؛ المناقب:۳/۵
[4] مراۃ العقول:۵/۹۱

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ (فَمِنْكُمْ كٰافِرٌ وَ مِنْكُمْ مُؤْمِنٌ) فَقَالَ عَرَفَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِيمَانَهُمْ بِمُوَالاَتِنَا وَ كُفْرَهُمْ بِهَا يَوْمَ أَخَذَ عَلَيْهِمُ اَلْمِيثَاقَ وَ هُمْ ذَرٌّ فِي صُلْبِ آدَمَ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ (أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمٰا عَلىٰ رَسُولِنَا اَلْبَلاٰغُ اَلْمُبِينُ) فَقَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ مَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَ مَا هَلَكَ مَنْ هَلَكَ حَتَّى يَقُومَ قَائِمُنَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ فِي تَرْكِ وَلاَيَتِنَا وَ جُحُودِ حَقِّنَا وَ مَا خَرَجَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنَ اَلدُّنْيَا حَتَّى أَلْزَمَ رِقَابَ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ حَقَّنَا (وَ اَللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشٰاءُ إِلىٰ صِرٰاطٍ مُسْتَقِيمٍ).

صحاف سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے خدا کے قول: "پس تم میں سے کافر بھی ہیں اور تم میں سے مومن بھی ہیں۔(التغابن: ۲)" کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدائے بزرگ و برتر نے ان کے ایمان کو ہم سے ان کی محبت کے ذریعے پہچانا ہے اور اس نے اسی کے ذریعے ان کے کفر کو بھی پہچانا ہے کہ جس دن اس نے ان سے میثاق لیا جبکہ وہ صلب آدمؑ میں ذرہ (ایٹم) تھے۔

پھر میں نے آپؑ سے خدا کے قول: "اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو ہمارے رسول پر بھی صرف کھول کر ہی پہنچا دینا ہے۔(التغابن: ۱۲)" کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! نہ کوئی تم سے پہلے ہلاک ہوا ہے اور نہ ہی کوئی امام قائمؑ کے قیام تک ہلاک ہوگا مگر یہ کہ جو ہماری ولایت کو ترک کرے اور ہمارے حقوق سے انکار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت پر ہمارے حقوق کی پاسداری کی عظیم ذمہ داری عائد کرنے سے پہلے اس دنیا سے نہیں گئے۔" اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[2]

5/1583 الکافی، ۱/۴۱۷/۲۵/۱ علی عن اَلْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ

---

[1] بحار الانوار: ۲۳/ ۸۰/ ۳؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۹۳/ ۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۶۷۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۸۲؛ تاویل الآیات: ۶۷۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۲۲۲؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۸۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۷/ ۶۰۴

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۹۲

مُنَخَّلٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَكَذَا: (بِئْسَمَا اِشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اَللَّهُ) فِي عَلِيٍّ (بَغْياً).

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرئیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے: لائے ”انہوں نے اپنی جانوں کو بہت ہی بری چیز کے لیے بیچ ڈالا، یہ کہ ضد میں آ کر انکار کرنے لگے اس کا جو اللہ نے (علیؑ کے بارے میں) نازل کیا۔ (البقرہ: ۹۰)“[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور منخل تفسیر القمی کا راوی ہے اور جابر ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

6/1584 الكافى،١/٢٦/٤١٧/١ بهذا الإسناد عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ عَلَى مُحَمَّدٍ هَكَذَا (وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا) فِي عَلِيٍّ (فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ).

جابر سے روایت ہے کہ (امامؑ نے) فرمایا: حضرت جبرئیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے: ”اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر (علیؑ کے بارے میں) نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ۔ (البقرہ: ۲۳)“[3]

بیان:

يعنى إن ارتبتم أنه من عند الله لا من تلقاء نفسه فأتوا بسورة من مثل القرآن فإذ لم تقدروا على ذلك فاعلموا أنه أيضا لم يقدر عليه لأنه بشر مثلكم وَ ما يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحى

یعنی اگر تمہیں شک ہے اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے بارے میں شک ہے تو اس کو ملامت نہ کرو بلکہ قرآن کی مثل ایک سورت ہی لے آؤ پس جب وہ اس پر قادر نہ ہوئے تو جان لو کہ وہ بھی اس

[1] تاویل الآیات: ۸۱؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۵۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۹؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۲۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۸۴؛ بحار الانوار: ۳۱/ ۶۴۱ و ۳۶/ ۹۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۱۰۲؛ تفسیر جابر الجعفی: ۹۱؛ اللوامع النورانیہ: ۶۷

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۲۷

[3] تاویل الآیات: ۴۶؛ المناقب: ۱۰۶؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۹؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۱۵۷؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۷۲ و ۳۵/ ۵۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۲۸۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۳؛ عقود المرجان: ۱/ ۴۹؛ تفسیر الصراط المستقیم: ۴/ ۴۳۹

پر قدرت نہیں رکھتا کیونکہ وہ تمھاری مثل ایک بشر ہے۔

''وہ خواہش سے نہیں بولتا ○ یہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو (اس پر) نازل کی جاتی ہے۔(سورۃ النجم: ۳، ۴)۔''

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

7/1585 الکافی ،۱/۴۲۸/۱۷۹ الاثنان عَنْ بِسْطَامَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْعَبْدِيِّ عَنْ سَعْدٍ الْإِسْكَافِ عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: (أَنِ اشْكُرْ لِي وَ لِوٰالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ) فَقَالَ الْوَالِدَانِ اللَّذَانِ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُمَا الشُّكْرَ هُمَا اللَّذَانِ وَلَدَا الْعِلْمَ وَ وَرَّثَا الْحُكْمَ وَ أَمَرَ النَّاسَ بِطَاعَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ اللَّهُ (إِلَيَّ الْمَصِيرُ) فَمَصِيرُ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ وَ الدَّلِيلُ عَلَى ذٰلِكَ الْوَالِدَانِ ثُمَّ عَطَفَ الْقَوْلَ عَلَى ابْنِ حَنْتَمَةَ وَ صَاحِبِهِ فَقَالَ فِي الْخَاصِّ وَ الْعَامِّ (وَ إِنْ جٰاهَدٰاكَ عَلىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي) يَقُولُ فِي الْوَصِيَّةِ وَ تَعْدِلُ عَمَّنْ أُمِرْتَ بِطَاعَتِهِ (فَلاٰ تُطِعْهُمٰا) وَ لاَ تَسْمَعْ قَوْلَهُمَا ثُمَّ عَطَفَ الْقَوْلَ عَلَى الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ (وَ صٰاحِبْهُمٰا فِي الدُّنْيٰا مَعْرُوفاً) يَقُولُ عَرِّفِ النَّاسَ فَضْلَهُمَا وَ ادْعُ إِلَى سَبِيلِهِمَا وَ ذٰلِكَ قَوْلُهُ: (وَ اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنٰابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ) فَقَالَ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ إِلَيْنَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ لاَ تَعْصُوا الْوَالِدَيْنِ فَإِنَّ رِضَاهُمَا رِضَا اللَّهِ وَ سَخَطَهُمَا سَخَطُ اللَّهِ.

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ اس نے امیر المومنینؑ سے خدا کے قول: ''اگر میرا شکر بجا لاؤ اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔تمہاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔(لقمان: ۱۴)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: وہ والدین کہ جن کے شکر ادا کرنے کو اللہ نے واجب قرار دیا ہے یہ وہ والدین ہیں جو علم کی دولت عطا کرتے ہیں اور حکمت کی میراث عطا کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔پھر فرمایا: ''بازگشت میری ہی طرف ہے۔'' تو اس سے مراد ہے کہ بندوں کی بازگشت اللہ کی طرف ہے، سب

[1] مرآۃ العقول: ۵/ ۲۸

نے پلٹ کر اس کی بارگاہ میں جانا ہے اور اس پر دلیل خود کلمہ والدین ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالی ابن حنتمہ اور اس کے دوست کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرماتا ہے اور خاص و عام طور پر فرماتا ہے: ''اگر وہ دونوں تجھے شرک کرنے پر آمادہ کریں کہ میرے ساتھ شرک کرو۔ (لقمان:۱۵)۔'' تو پھر ان کی اطاعت سے روگردانی کرو اور ''ان دونوں کی اطاعت نہ کرنا۔ (ایضا)۔'' ان دونوں کی بات کو نہ سننا اور اس کے بعد ان دونوں سے ہٹ کر پھر اللہ نے کلام کو والدین کی طرف موڑ دیا ہے۔ پس اس نے فرمایا: ''دنیا میں ان دونوں کے لیے نیکی کرو۔ (لقمان:۱۵)۔'' یعنی وہ کہتا ہے کہ لوگوں کے سامنے ان دونوں کی فضیلت کی معرفی کرو اور لوگوں کو ان کی پیروی کرنے کی دعوت دو کیونکہ یہ خدا کا حکم ہے۔ وہ فرماتا ہے: ''اس کی راہ کی پیروی کرو جو میری طرف توبہ کرتے ہیں پھر تمھاری بازگشت میری طرف ہے۔ (لقمان:۱۵)۔''

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ تمھاری بازگشت اللہ کی طرف پھر ہماری طرف ہوگی۔ پس اللہ سے ڈرو اور والدین کی نافرمانی نہ کرو۔ اگر والدین راضی ہیں تو اللہ راضی ہے اور اگر وہ ناراض ہیں تو اللہ ناراض ہے۔ [1]

بیان:

اللذان ولدا العلم يعني بهما النبي و الوصي ص و الدليل على ذلك الوالدان يحتمل معنيين أحدهما أن الذي يدلك على أن المصير إلى الله تعالى الوالدان و الثاني أن الذي يدلك على كيفية المصير إلى الله و أنه كيف يصار إليه الوالدان ابن حنتمة و صاحبه يعني بهما التيمي و العدوي قال في القاموس حنتمة بنت ذي الرمحين أم عمر بن الخطاب و ليست بأخت أبي جهل كما وهموا بل بنت عمه أقول و يأتي في كتاب الروضة قصة نسب عمر إن شاء الله تعالى

''اللذان ولدا العلم'' وہ دونوں ایسے ہیں جنہوں نے علم کو پیدا کیا یعنی رسول خداؐ اور آپؐ کے وصی کے ذریعہ علم پھیلا۔

''والدمیں علی ذلک الوالدان'' اس پر دلیل دونوں والدین ہی ہیں۔

''ابن حنتمہ وصاحبہ'' ان دونوں سے مراد تیمی اور عدوی ہے۔

کتاب القاموس میں بیان ہوا ہے کہ حنتمہ بنت ذی الرمحین عمر بن خطاب کی والدہ تھی اور وہ ابوجہل کی

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۴/۲۰۲؛ تفسیر القمی: ۲/۱۴۸؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۷۰ و ۳۰/۱۵۰ و ۳۶/۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۲۵۱؛ تفسیر البرہان: ۴/۳۰۶؛ اللوامع النورانیہ: ۵۰۱

بہن نہیں تھی جیسا کہ لوگوں کو وہم ہوا ہے بلکہ وہ تو اس کے چچا کی بیٹی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ کتاب الروضہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ قصہ نسب عمر بیان ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن حدیث اسی سند سے تفسیر القمی میں موجود ہے جو اس کی توثیق ہے لہٰذا میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

7/1586 الكافی،۸/۵۸/۲۰ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُيَسِّرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لاٰ تُفْسِدُوا فِي اَلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاٰحِهٰا) قَالَ فَقَالَ يَا مُيَسِّرُ إِنَّ اَلْأَرْضَ كَانَتْ فَاسِدَةً فَأَصْلَحَهَا اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِنَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ (وَ لاٰ تُفْسِدُوا فِي اَلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاٰحِهٰا).

میسر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ (الاعراف:۵۶)۔" کے بارے میں عرض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے میسر! بے شک زمین خراب تھی تو اللہ عزوجل نے اسے اپنے نبی اکرمؐ کے ذریعے درست کر دیا۔ پس اللہ نے فرمایا: "اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ (الاعراف:۵۶)۔" [2]

بیان:

يعنی أن الآية كناية عما أحدثوا بعد النبی ص من صرف الأمر عن أهله و توليته غير أهله

یعنی بیشک یہ آیت کنایہ ہے اس سے جو لوگ رسول خداؐ کے بعد بدعات پھیلائیں گے یعنی مالوں کو ان کے اہل سے چھین کر وغیرہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح (علی الظاہر) ہے۔ [3]

8/1587 الكافی،۸/۱۸۳/۲۰۸ علی عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : قَوْلُهُ تَعَالَى (وَ كُنْتُمْ عَلىٰ شَفٰا حُفْرَةٍ مِنَ اَلنّٰارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهٰا) بِمُحَمَّدٍ هَكَذَا وَ اَللَّهِ نَزَلَ بِهَا جَبْرَئِيلُ

---

[1] مراۃ العقول:۵/۱۰۲

[2] تفسیر العیاشی:۲/۱۹؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۳۱؛ تفسیر البرہان:۲/۵۵۹؛ بحار الانوار:۲۸/۲۵۰؛ مسند الامام الباقرؑ:۳/۶۰

[3] مراۃ العقول:۲۵/۱۳۰؛ البضاعۃ المزجاۃ:۱/۵۴۷

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

برقی نے اپنے والد سے اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو (محمدؐ کے ذریعے) اس سے نجات دی۔ (آل عمران: ۱۰۳)۔'' خدا کی قسم! حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔ ②

9/1588 الكافى ١/٤٢٩/٨٣/١، العدة عن أحمد عن البزنطى عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ اَلْحَذَّاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلاِسْتِطَاعَةِ وَ قَوْلِ اَلنَّاسِ فَقَالَ وَ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ (وَ لاٰ يَزٰالُونَ مُخْتَلِفِينَ `إِلاّٰ مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ) يَا أَبَا عُبَيْدَةَ اَلنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فِي إِصَابَةِ اَلْقَوْلِ وَ كُلُّهُمْ هَالِكٌ قَالَ قُلْتُ قَوْلُهُ (إِلاّٰ مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ) قَالَ هُمْ شِيعَتُنَا وَ لِرَحْمَتِهِ خَلَقَهُمْ وَ هُوَ قَوْلُهُ (وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ) يَقُولُ لِطَاعَةِ اَلْإِمَامِ اَلرَّحْمَةُ اَلَّتِي يَقُولُ: (وَ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ) يَقُولُ عِلْمُ اَلْإِمَامِ وَ وَسِعَ عِلْمُهُ اَلَّذِي هُوَ مِنْ عِلْمِهِ كُلَّ شَيْءٍ هُمْ شِيعَتُنَا ثُمَّ قَالَ (فَسَأَكْتُبُهٰا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ) يَعْنِي وَلاَيَةَ غَيْرِ اَلْإِمَامِ وَ طَاعَتَهُ ثُمَّ قَالَ (يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِنْدَهُمْ فِي اَلتَّوْرٰاةِ وَ اَلْإِنْجِيلِ) يَعْنِي اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْوَصِيَّ وَ اَلْقَائِمَ (يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ) إِذَا قَامَ (وَ يَنْهٰاهُمْ عَنِ اَلْمُنْكَرِ) وَ اَلْمُنْكَرُ مَنْ أَنْكَرَ فَضْلَ اَلْإِمَامِ وَ جَحَدَهُ: (وَ يُحِلُّ لَهُمُ اَلطَّيِّبٰاتِ) أَخْذَ اَلْعِلْمِ مِنْ أَهْلِهِ (وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ اَلْخَبٰائِثَ) وَ اَلْخَبَائِثُ قَوْلُ مَنْ خَالَفَ: (وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ) وَ هِيَ اَلذُّنُوبُ اَلَّتِي كَانُوا فِيهَا قَبْلَ مَعْرِفَتِهِمْ فَضْلَ اَلْإِمَامِ: (وَ اَلْأَغْلاٰلَ اَلَّتِي كٰانَتْ عَلَيْهِمْ) وَ اَلْأَغْلاَلُ مَا كَانُوا يَقُولُونَ مِمَّا لَمْ يَكُونُوا أُمِرُوا بِهِ مِنْ تَرْكِ فَضْلِ اَلْإِمَامِ فَلَمَّا عَرَفُوا فَضْلَ اَلْإِمَامِ وَضَعَ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَ اَلْإِصْرُ اَلذَّنْبُ وَ هِيَ اَلْآصَارُ ثُمَّ نَسَبَهُمْ فَقَالَ

---

① اثبات الهداة: ۱ / ۱۹۱؛ بحار الانوار: ۸۹ / ۵۷؛ تفسیر البرہان: ۱ / ۶۷۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱ / ۳۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳ / ۱۹۰؛ مسند الامام الصادق ؑ: ۶ / ۳۸۲

② مرآة العقول: ۲۶ / ۷۳؛ البضاعة المزجاة: ۲ / ۶۰۷

(فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ) يَعْنِي بِالْإِمَامِ (وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) يَعْنِي الَّذِينَ اجْتَنَبُوا الْجِبْتَ وَ (الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا) وَ الْجِبْتُ وَالطَّاغُوتُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَالْعِبَادَةُ طَاعَةُ النَّاسِ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ (أَنِيبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ) ثُمَّ جَزَاهُمْ فَقَالَ (لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) وَ الْإِمَامُ يُبَشِّرُهُمْ بِقِيَامِ الْقَائِمِ وَبِظُهُورِهِ وَبِقَتْلِ أَعْدَائِهِمْ وَبِالنَّجَاةِ فِي الْآخِرَةِ وَ الْوُرُودِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الصَّادِقِينَ عَلَى الْحَوْضِ.

حذاء سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے استطاعت کے بارے میں سوال کیا اور سوال کیا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

پس آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''لوگ ہمیشہ اختلاف کریں گے سوائے اس کے جس پر تیرے ربّ نے رحم کیا ہے اور ان کو اسی لیے خلق کیا گیا ہے۔ (ھود: ۱۱۸-۱۱۹)۔'' اے ابوعبیدہ! لوگ ہمیشہ قولِ حق کو پانے میں اختلاف کریں گے اور تمام کے تمام ہلاک ہو جائیں گے۔

میں نے عرض کیا: اگر سارے ہلاک ہوں گے تو پھر ''سوائے اس کے جس پر تیرے ربّ نے رحم کیا ہے۔'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ہمارے شیعہ ہیں جن کو رحمت کے لیے ہی خلق کیا گیا ہے اور اسی بارے اللہ نے فرمایا ہے: ''اور ان کو اسی لیے خلق کیا گیا ہے۔ (ھود: ۱۱۹)۔'' وہ فرماتا ہے کہ ان کو امام کی اطاعت کے لیے خلق کیا ہے اور وہ رحمت جس کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے: ''میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔ (الاعراف: ۱۵۶)۔'' وہ فرماتا ہے: اس رحمت سے مراد امام کا علم ہے جو ہر چیز سے وسیع ہے اور امام کا علم اللہ کے علم سے ہے اور ''کُلَّ شَیْءٍ'' سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

پھر اس نے فرمایا: ''پس عنقریب میں اس حسنہ کو ان کے لیے لکھوں گا جو متقی ہوں گے۔ (الاعراف: ۱۵۶)۔'' یعنی غیر امام کی ولایت اور اس کی اطاعت سے تقویٰ کرنے والے ہوں گے۔

پھر اس نے فرمایا: ''جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (الاعراف: ۱۵۷)۔'' یعنی رسولِ خدا اور آپؐ کے وصی اور آپؐ کے قائمؑ کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ جب وہ قیام کرتے ہیں تو وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں اور منکر سے مراد وہ ہے جو امام کی فضیلت کا انکار کرے گا

اوراس سے لڑائی کرے گا۔" اوران کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔(ایضا)۔ "یعنی وہ علم کو اس کے اہل سے حاصل کرتا ہے۔" اوران پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔(ایضا)۔ خباثت سے مراد ہمارے مخالف کا قول ہے۔ "اوران پر سے ان کے بوجھ اتارتا ہے۔(ایضا)۔" بوجھ سے مراد ان کے گناہ ہیں جو انھوں نے امام کی معرفت اوران کی فضیلت کی معرفت سے قبل کیے ہوں گے وہ ان کو معاف کردے گا۔" اور وہ اغلال (قیدیں) اتارتا ہے جوان پر تھیں۔(ایضا)۔" اغلال سے مراد لوگوں کی وہ باتیں ہیں جو وہ معرفت امام سے قبول کرتے تھے کہ جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا اور فضیلتِ امام کی ان باتوں کی وجہ سے انکار کرتے تھے۔ پس جب وہ امام کی معرفت حاصل کرلیں گے تو ان سے ان کے گناہ اُٹھا لیے جائیں گے۔ اصراً سے مراد گناہ ہے اوراس کی جمع الاصار آتی ہے۔ پھر اس نے ان کو نسبت دی پس فرمایا: "سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔(ایضا)۔" یعنی نبی اکرمؐ پر۔" اوراس کی حمایت کی اوراسے مدد دی اوراس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔(ایضا)۔" اوراس سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہؑ ہیں۔ "وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(ایضا)۔" یعنی وہ جبت اور طاغوت کی عبادت کرنے سے اجتناب کرنے والے ہوں گے۔ جبت اور طاغوت سے مراد فلاں فلاں ہیں اوران کی عبادت سے مراد لوگوں کا ان کی اطاعت کرنا ہے۔

پھر اس نے فرمایا: "اوراپنے رب کی طرف رجوع کرو اوراس کا حکم مانو۔(الزمر: ۵۴)۔" پھر ان کی جزاء ہوگی۔ پس اس نے فرمایا ہے: "ان کے لیے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔(یونس: ۶۴)۔" اور امام ان کو امام قائمؑ کے قیام، ان کے ظہور، ان کے دشمنوں کے قتل، آخرت میں نجات اور حضرت محمدؐ کے سامنے حوض پر وارد ہونے کی بشارت دے گا۔ [1]

بیان:

عن الاستطاعة يعني هل يستطيع العبد من أفعاله شيئا أم أنها بيد الله و قول الناس يعني اختلافهم في هذه المسألة على أقوال شتى و قد مضى تحقيق ذلك في باب الاستطاعة من الجزء الأول فسر الرحمة بطاعة الإمام لأن طاعة الإمام توصل العبد إلى رحمة الله وفسر الرحمة الواسعة بعلم الإمام لأنه الهادي إليها وسع علمه أي علم الإمام الذي هو من علمه أي من علم الله تعالى

[1] تاویل الآیات: ۱۸۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۸۳ و ۴/ ۸۱؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۵۹۳ و ۳/ ۱۴۵ و ۴/ ۷۰۲؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۵۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۲۰۷ و ۱۱/ ۲۹۱؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۶۷ (مختصراً)

هم شيعتنا أي كل شيء من ذنوب شيعتنا وسعته رحمة ربنا و في تفسير الرحمة الواسعة بعلم الإمام إشارة إلى أنهم لو كانوا يستندون فيه إلى علمه لما اختلفوا فيما اختلفوا و المنكر من أنكر فضل الإمام و جحده المنكر بالكسر و المراد أن المنكر بالفتح هنا إنكار فضل الإمام و الأغلال ما كانوا يقولون شبه آراءهم الناشئة عن ضلالتهم و جهالتهم بالأغلال لأنها قيدتهم و حبستهم عن الاهتداء إلى الحق و الإصار حبل صغير يشد به أسفل الخباء كالإصر و لعل المراد أن الذنب يشد به رجل المذنب على القيام بالطاعة كما أن الإصار يشد به أسفل الخباء عَزِّرُوهُ عظموه

''عن الاستطاعة'' یعنی کیا بندہ اپنے افعال میں کسی چیز کی قدرت رکھتا ہے یا ان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ''وقول الناس'' لوگوں کا قول یعنی ان کا اس مسئلہ میں اختلاف کرنا۔ بیشک اس کی تحقیق پہلے جزو کے باب الاستطاعۃ میں گزر چکی ہے۔ رحمت کی تفسیر امامؑ کی اطاعت سے کی گئی ہے کیونکہ امامؑ کی اطاعت بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت تک پہنچاتی ہے اور وسیع رحمت سے مراد امامؑ کا علم ہے کیونکہ وہ اس کی طرف ہدایت دینے والا ہوتا ہے۔ ''وسع علمہ'' اس کا علم وسیع ہے یعنی امامؑ کا علم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ''ھم شیعتنا'' وہ ہمارے شیعہ ہیں یعنی ہمارے شیعوں کے گناہوں میں سے ہر ایک چیز پر ہمارے رب کی رحمت وسیع ہے۔ وسیع رحمت کی تفسیر میں علم امامؑ مراد لینے میں یہ اشارہ ہے کہ بیشک وہ اگر اپنے کو امامؑ کے علم کی طرف نسبت دیتے تو ان میں کبھی اختلاف نہ ہوتا۔ ''والمنکر من انکر فضل الامام وجحدہ'' منکروہ ہے جو امامؑ کی فضیلت کا انکار کرے اور اس سے دشمنی کرے۔ ''المنکِر'' کسرہ کے ساتھ اور یہاں پر مراد ''المنکَر'' فتحہ کے ساتھ ہے یعنی امامؑ کی فضیلت کا انکار کرنا۔ ''و الأغلال ما كانوا يقولون'' اس نے ان کی گمراہی اور جہالت سے پیدا ہونے والی ان کی رائے کو طوق سے تشبیہ دی کیونکہ وہ ان پر قدغن لگاتے تھے اور حق کی تلاش سے روکتے تھے۔ ''وال إصار'' خیمے کے نچلے حصے میں ایک چھوٹی سی رسی اس کے ساتھ عذر کی طرح کسی جاتی ہے، شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اطاعت کے لیے اس سے گناہگار کی ٹانگ کو اس طرح تنگ کر دیتا ہے جس طرح خیمہ کے نچلے حصے میں کوئی رسی تنگ کر دیتی ہے۔ ''عَزِّرُوهُ'' اس کی تعظیم کرو۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ①

10/1589 الكافي،١/٩٠/٤٣١/١ مُحَمَّدٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِذٰا تُتْلىٰ عَلَيْهِمْ آيٰاتُنٰا بَيِّنٰاتٍ قٰالَ اَلَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ اَلْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقٰاماً وَ أَحْسَنُ نَدِيًّا) قَالَ

① مرآۃ العقول:۵/۱۱۷؛ الرسائل الاعتقادیہ:۲۲۳

كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ دَعَا قُرَيْشاً إِلَى وَلاَيَتِنَا فَنَفَرُوا وَ أَنْكَرُوا فَقَالَ
اَلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قُرَيْشٍ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَلَّذِينَ أَقَرُّوا لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ لَنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ
(أَيُّ اَلْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقاماً وَ أَحْسَنُ نَدِيًّا) تَعْيِيراً مِنْهُمْ فَقَالَ اَللَّهُ رَدّاً عَلَيْهِمْ (وَ كَمْ
أَهْلَكْنا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ) مِنَ اَلْأُمَمِ اَلسَّالِفَةِ (هُمْ أَحْسَنُ أَثاثاً وَ رِءْياً) قُلْتُ قَوْلُهُ (مَنْ
كانَ فِي اَلضَّلالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ اَلرَّحْمنُ مَدًّا) قَالَ كُلُّهُمْ كَانُوا فِي اَلضَّلاَلَةِ لاَ يُؤْمِنُونَ بِوَلاَيَةِ
أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لاَ بِوَلاَيَتِنَا فَكَانُوا ضَالِّينَ مُضِلِّينَ فَيَمُدُّ لَهُمْ فِي
ضَلاَلَتِهِمْ وَ طُغْيَانِهِمْ حَتَّى يَمُوتُوا فَيُصَيِّرُهُمُ اَللَّهُ شَرّاً مَكَاناً وَ أَضْعَفَ جُنْداً قُلْتُ قَوْلُهُ
(حَتّٰى إِذا رَأَوْا ما يُوعَدُونَ إِمَّا اَلْعَذابَ وَ إِمَّا اَلسّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكاناً وَ
أَضْعَفُ جُنْداً) قَالَ أَمَّا قَوْلُهُ (حَتّٰى إِذا رَأَوْا ما يُوعَدُونَ) فَهُوَ خُرُوجُ اَلْقَائِمِ وَ هُوَ
اَلسَّاعَةُ فَسَيَعْلَمُونَ ذَلِكَ اَلْيَوْمَ وَ مَا نَزَلَ بِهِمْ مِنَ اَللَّهِ عَلَى يَدَيْ قَائِمِهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ (مَنْ
هُوَ شَرٌّ مَكاناً) يَعْنِي عِنْدَ اَلْقَائِمِ (وَ أَضْعَفُ جُنْداً) قُلْتُ قَوْلُهُ: (وَ يَزِيدُ اَللّٰهُ اَلَّذِينَ
اِهْتَدَوْا هُدىً) قَالَ يَزِيدُهُمْ ذَلِكَ اَلْيَوْمَ هُدًى عَلَى هُدًى بِاتِّبَاعِهِمُ اَلْقَائِمَ حَيْثُ لاَ
يَجْحَدُونَهُ وَ لاَ يُنْكِرُونَهُ قُلْتُ قَوْلُهُ (لا يَمْلِكُونَ اَلشَّفاعَةَ إِلاّٰ مَنِ اِتَّخَذَ عِنْدَ اَلرَّحْمٰنِ عَهْداً
) قَالَ إِلاَّ مَنْ دَانَ اَللَّهَ بِوَلاَيَةِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَهُوَ اَلْعَهْدُ عِنْدَ اَللَّهِ قُلْتُ
قَوْلُهُ (إِنَّ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا اَلصّٰالِحٰاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ اَلرَّحْمٰنُ وُدًّا) قَالَ وَلاَيَةُ أَمِيرِ
اَلْمُؤْمِنِينَ هِيَ اَلْوُدُّ اَلَّذِي قَالَ اَللَّهُ تَعَالَى قُلْتُ: (فَإِنَّما يَسَّرْناهُ بِلِسانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ
اَلْمُتَّقِينَ وَ تُنْذِرَ بِهِ قَوْماً لُدًّا) قَالَ إِنَّمَا يَسَّرَهُ اَللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ حِينَ أَقَامَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ
عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَماً فَبَشَّرَ بِهِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْذَرَ بِهِ اَلْكَافِرِينَ وَ هُمُ اَلَّذِينَ ذَكَرَهُمُ اَللَّهُ فِي
كِتَابِهِ (لُدًّا) أَيْ كُفَّاراً قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ: (لِتُنْذِرَ قَوْماً ما أُنْذِرَ آباؤُهُمْ فَهُمْ
غافِلُونَ) قَالَ لِتُنْذِرَ اَلْقَوْمَ اَلَّذِينَ أَنْتَ فِيهِمْ كَمَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ عَنِ اَللَّهِ وَ
عَنْ رَسُولِهِ وَ عَنْ وَعِيدِهِ: (لَقَدْ حَقَّ اَلْقَوْلُ عَلى أَكْثَرِهِمْ) مِمَّنْ لاَ يُقِرُّونَ بِوَلاَيَةِ أَمِيرِ
اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ (فَهُمْ لا يُؤْمِنُونَ) بِإِمَامَةِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ
اَلْأَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ فَلَمَّا لَمْ يُقِرُّوا كَانَتْ عُقُوبَتُهُمْ مَا ذَكَرَ اَللَّهُ (إِنّا جَعَلْنا فِي أَعْناقِهِمْ

أَغْلاٰلاً فَهِيَ إِلَى ٱلْأَذْقٰانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ) فِي نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ قَالَ: (وَ جَعَلْنٰا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰاهُمْ فَهُمْ لاٰ يُبْصِرُونَ) عُقُوبَةً مِنْهُ لَهُمْ حَيْثُ أَنْكَرُوا وَلاٰيَةَ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاٰمُ وَ ٱلْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ هٰذَا فِي ٱلدُّنْيٰا وَ فِي ٱلْآخِرَةِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ مُقْمَحُونَ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ (وَ سَوٰاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لاٰ يُؤْمِنُونَ) بِاللّٰهِ وَ بِوَلاٰيَةِ عَلِيٍّ وَ مَنْ بَعْدَهُ ثُمَّ قَالَ (إِنَّمٰا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ ٱلذِّكْرَ) يَعْنِي أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاٰمُ (وَ خَشِيَ ٱلرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ) يَا مُحَمَّدُ: (بِمَغْفِرَةٍ وَ أَجْرٍ كَرِيمٍ).

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: "اور جب انہیں ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔ (مریم: ۷۳)۔" کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو ہماری ولایت کی طرف بلایا تو انہوں نے نفرت کی اور انکار کر دیا۔ پس قریش کے کافروں نے ان سے کہا جنہوں نے امیر المومنینؑ کی ولایت اور ہم اہل بیتؑ کا اقرار کیا کہ "دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔ (ایضا)۔" اس سے ان کی ملامت ہوئی۔ پس اللہ تعالی نے فرمایا اور ان کی طرف پلٹا دیا: "اور ہم ان سے پہلے (یعنی سابقہ قوموں میں سے) کتنی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں وہ سامان اور نمود میں بہتر تھے۔ (مریم: ۷۴)۔"

میں نے آپؑ سے خدا کے قول: "جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو اللہ بھی اسے ڈھیل دیتا ہے۔ (مریم: ۷۵)۔" کے بارے میں عرض کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ان سب نے گمراہی میں زندگی بسر کی اور وہ نہ تو امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے اور نہ ہی ہماری ولایت پر پس وہ گمراہی میں رہتے تھے اور دوسروں کو گمراہی کی طرف لے جاتے تھے۔ چنانچہ اللہ انہیں ان کی گمراہی اور سرکشی میں مرنے تک کا وقت دے گا اور پھر وہ ان کو بدترین رہائش اور کمزورترین جماعتوں میں سے قرار دے گا۔

میں نے آپؑ سے اس کے قول: "یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھیں گے جس کا انہیں نے وعدہ دیا گیا تھا یا عذاب یا قیامت، تب معلوم کرلیں گے مرتبے میں کون برا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے۔ (مریم: ۷۵)۔" کے بارے میں عرض کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے قول: "یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھیں گے جس کا

انہیں نے وعدہ دیا گیا تھا۔(ایضا)۔'' سے مراد امام قائمؑ کا خروج ہے اور یہی وہ گھڑی ہے پس وہ اس دن جان لیں گے اور جو اللہ کی طرف سے ان پر اس کے حاکم کے ہاتھ سے نازل ہوا تھا اور اسی بارے میں اس کا یہ قول ہے: ''مرتبے میں کون برا ہے۔(ایضا)۔'' یعنی امام قائمؑ کے سامنے۔''اور لشکر کس کا کمزور ہے۔(ایضا)۔''

میں نے عرض کیا کہ خدا کا قول ہے:''اور جو لوگ ہدایت پر ہیں اللہ انہیں زیادہ ہدایت دیتا ہے۔(مریم: ۷۶)۔''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس دن انہیں ان کی امام قائمؑ کی پیروی کی وجہ سے ہدایت کے اوپر ہدایت دے گا جہاں وہ اس کا انکار نہیں کریں گے اور نہ ہی انکار کریں گے۔

میں نے عرض کیا کہ خدا قول ہے:''کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا مگر جس نے رحمان کے ہاں سے اجازت لی ہو۔(مریم:۸۷)۔''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سوائے اس کے جو امیر المومنینؑ اور ان کے بعد کے آئمہؑ کی ولایت کے ساتھ خدا کی عبادت کرے تو یہی خدا کے نزدیک عہد ہے۔

میں نے عرض کیا کہ خدا کا قول ہے:''بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے عنقریب رحمان ان کے لیے محبت پیدا کرے گا۔(مریم:۹۶)۔''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہی وہ وُدّا (محبت) ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

میں نے عرض کیا:''سو ہم نے فرمان کو تیری زبان میں اس لیے آسان کیا ہے کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنا دے اور جھگڑنے والوں کو ڈرا دے۔(مریم:۹۷)۔''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی زبان سے صرف اس وقت آسان کیا جب امیر المومنینؑ نے پرچم قائم کیا اور اہل ایمان کو اس کی بشارت دی اور کافروں کو اس سے ڈرایا اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں لُدًّا یعنی کافر کے طور پر کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ سے خدا کے قول:''تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے سو وہ غافل ہیں۔(یٰسین:۶)۔'' کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تاکہ تم ان لوگوں کو خبردار کرو جن کے درمیان تم ہو جیسا کہ ان کے باپ دادا کو ڈرایا گیا تھا، کیونکہ وہ خدا، اس کے رسولؐ اور اس کی وعید سے غافل ہیں۔''ان میں سے اکثر پر خدا کا فرمان پورا ہو چکا ہے۔(یٰسین۔۷)۔'' جو امیر المومنینؑ

اور آپؐ کے بعد آئمہؑ کی ولایت کا اقرار نہیں کرتے۔ ''پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(ایضا)۔'' امیر المومنینؑ اور آپؐ کے بعد اوصیاء کی امامت پر۔ پس جب انہوں نے اقرار نہیں کیا تو یہ ان کی سزا تھی جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے۔ ''بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں سو وہ اوپر کو سر اٹھائے ہوئے ہیں۔(یٰسین:۸)۔'' جہنم میں۔ پھر اس نے فرمایا ہے: ''اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے پھر ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے کہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔(یٰسین:۹)۔'' ان کے لیے اس کی طرف سے سزا ہے اس لیے کہ انہوں نے امیر المومنینؑ اور ان کے بعد کے ائمہؑ کی ولایت کا انکار کیا، یہ دنیا میں اور آخرت میں جہنم کی آگ میں ہے جہاں وہ سوچ رہے ہیں۔ پھر اس نے کہا: اے محمدؐ! اور ان پر برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(یٰسین:۱۰)۔'' اللہ پر، حضرت علیؑ اور آپؐ کے بعد آئمہؑ کہ ولایت پر۔ پھر کہا: ''بے شک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے۔(یٰسین:۱۱)۔'' یعنی امیر المومنینؑ کو۔ ''اور جو بن دیکھے رحمان سے ڈرے، پس خوشخبری دے دو اس کو (اے محمدؐ) مغفرت کی اور عزت والے اجر کی۔(ایضا)۔''[1]

بیان: الندی علی وزن فعیل مجلس القوم و محدثهم و إن تفرقوا فلیس بندی و الأثاث المتاع و الرئی المنظر مقمحون رافعون رءوسهم غاضون أبصارهم

✪ ''الندی'' بروزن فعیل یعنی قوم کو بٹھانے والا۔ ان کا محدث اور اگر وہ منتشر ہو جائیں تو میری جماعت نہیں ہے۔ ''الاثاث'' سامان۔ ''والرءی'' منظر۔ ''مقمحون'' اپنے سروں کو بلند کر کے اپنی آنکھیں بند کرنے والے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث الحسن بن عبد الرحمن کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

11/1590 الکافی،۱/۴۳۲/۹۱/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ السراد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْمَاضِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اَللَّهِ بِأَفْوٰاهِهِمْ) قَالَ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا وَلاَيَةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

---

[1] تاویل الآیات: ۴۰۰؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۳۲؛ تفسیر البرہان: ۳/۷۲۷؛ عقود المرجان: ۳/۲۲۹؛ مسند ابی بصیر: ۱/۳۱۶؛ مسند الامام الصادق: ۷/۲۶۴

[2] مراۃ العقول: ۵/۱۳۴

بِأَفْوَاهِهِمْ قُلْتُ (وَ اَللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ) قَالَ وَ اَللّٰهُ مُتِمُّ اَلْإِمَامَةِ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَلَّذِينَ (فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُولِهِ وَ اَلنُّورِ اَلَّذِي أَنْزَلْنٰا) فَالنُّورُ هُوَ اَلْإِمَامُ قُلْتُ: (هُوَ اَلَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدىٰ وَ دِينِ اَلْحَقِّ) قَالَ هُوَ اَلَّذِي أَمَرَ رَسُولَهُ بِالْوَلاَيَةِ لِوَصِيِّهِ وَ اَلْوَلاَيَةُ هِيَ دِينُ اَلْحَقِّ قُلْتُ (لِيُظْهِرَهُ عَلَى اَلدِّينِ كُلِّهِ) قَالَ يُظْهِرُهُ عَلَى جَمِيعِ اَلْأَدْيَانِ عِنْدَ قِيَامِ اَلْقَائِمِ قَالَ يَقُولُ اَللّٰهُ (وَ اَللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ) وَلاَيَةِ اَلْقَائِمِ (وَ لَوْ كَرِهَ اَلْكٰافِرُونَ) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ قُلْتُ هَذَا تَنْزِيلٌ قَالَ نَعَمْ أَمَّا هَذَا اَلْحَرْفُ فَتَنْزِيلٌ وَ أَمَّا غَيْرُهُ فَتَأْوِيلٌ قُلْتُ: (ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا) قَالَ إِنَّ اَللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى سَمَّى مَنْ لَمْ يَتَّبِعْ رَسُولَهُ فِي وَلاَيَةِ وَصِيِّهِ مُنَافِقِينَ وَ جَعَلَ مَنْ جَحَدَ وَصِيَّهُ إِمَامَتَهُ كَمَنْ جَحَدَ مُحَمَّداً وَ أَنْزَلَ بِذَلِكَ قُرْآناً فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ (إِذٰا جٰاءَكَ اَلْمُنٰافِقُونَ) بِوَلاَيَةِ وَصِيِّكَ (قٰالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اَللّٰهِ وَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَ اَللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ اَلْمُنٰافِقِينَ) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (لَكٰاذِبُونَ. اِتَّخَذُوا أَيْمٰانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اَللّٰهِ) وَ اَلسَّبِيلُ هُوَ اَلْوَصِيُّ (إِنَّهُمْ سٰاءَ مٰا كٰانُوا يَعْمَلُونَ. ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا) بِرِسَالَتِكَ وَ (كَفَرُوا) بِوَلاَيَةِ وَصِيِّكَ (فَطُبِعَ) اَللّٰهُ (عَلىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لاٰ يَفْقَهُونَ) قُلْتُ مَا مَعْنَى لاَ يَفْقَهُونَ قَالَ يَقُولُ لاَ يَعْقِلُونَ بِنُبُوَّتِكَ قُلْتُ (وَ إِذٰا قِيلَ لَهُمْ تَعٰالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اَللّٰهِ) قَالَ وَ إِذَا قِيلَ لَهُمُ اِرْجِعُوا إِلَى وَلاَيَةِ عَلِيٍّ يَسْتَغْفِرْ لَكُمُ اَلنَّبِيُّ مِنْ ذُنُوبِكُمْ (لَوَّوْا رُؤُسَهُمْ) قَالَ اَللّٰهُ: (وَ رَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ) عَنْ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ (وَ هُمْ مُسْتَكْبِرُونَ) عَلَيْهِ ثُمَّ عَطَفَ اَلْقَوْلَ مِنَ اَللّٰهِ بِمَعْرِفَتِهِ بِهِمْ فَقَالَ (سَوٰاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اَللّٰهُ لَهُمْ إِنَّ اَللّٰهَ لاٰ يَهْدِي اَلْقَوْمَ اَلْفٰاسِقِينَ) يَقُولُ اَلظَّالِمِينَ لِوَصِيِّكَ قُلْتُ (أَ فَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلىٰ وَجْهِهِ أَهْدىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلىٰ صِرٰاطٍ مُسْتَقِيمٍ) قَالَ إِنَّ اَللّٰهَ ضَرَبَ مَثَلَ مَنْ حَادَ عَنْ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ كَمَنْ يَمْشِي عَلَى وَجْهِهِ لاَ يَهْتَدِي لِأَمْرِهِ وَ جَعَلَ مَنْ تَبِعَهُ سَوِيّاً عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَ اَلصِّرَاطُ اَلْمُسْتَقِيمُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ قَوْلَهُ (إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ) قَالَ يَعْنِي جَبْرَئِيلَ عَنِ اَللّٰهِ فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ (وَ مٰا هُوَ بِقَوْلِ شٰاعِرٍ قَلِيلاً مٰا تُؤْمِنُونَ) قَالَ قَالُوا إِنَّ مُحَمَّداً كَذَّابٌ عَلَى رَبِّهِ وَ مَا أَمَرَهُ اَللّٰهُ بِهَذَا فِي عَلِيٍّ فَأَنْزَلَ

اَللّٰهُ بِذٰلِكَ قُرْآناً فَقَالَ إِنَّ وَلاَيَةَ عَلِيٍّ (تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعٰالَمِينَ. وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنٰا) مُحَمَّدٌ (بَعْضَ الْأَقٰاوِيلِ. لَأَخَذْنٰا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنٰا مِنْهُ الْوَتِينَ) ثُمَّ عَطَفَ الْقَوْلَ فَقَالَ إِنَّ وَلاَيَةَ عَلِيٍّ (لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ) لِلْعَالَمِينَ (وَإِنّٰا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ. وَ) إِنَّ عَلِيّاً (لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰافِرِينَ. وَ) إِنَّ وَلاَيَتَهُ (لَحَقُّ الْيَقِينِ. فَسَبِّحْ) يَا مُحَمَّدُ (بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ) يَقُولُ اُشْكُرْ رَبَّكَ الْعَظِيمَ الَّذِي أَعْطَاكَ هٰذَا الْفَضْلَ قُلْتُ قَوْلُهُ (لَمّٰا سَمِعْنَا الْهُدىٰ آمَنّٰا بِهِ) قَالَ الْهُدَى الْوَلاَيَةُ (آمَنّٰا) بِمَوْلاَنَا فَمَنْ آمَنَ بِوَلاَيَةِ مَوْلاَهُ: (فَلاٰ يَخٰافُ بَخْساً وَلاٰ رَهَقاً) قُلْتُ تَنْزِيلٌ قَالَ لاَ تَأْوِيلٌ قُلْتُ قَوْلُهُ (لاٰ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلاٰ رَشَداً) قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ دَعَا النَّاسَ إِلَى وَلاَيَةِ عَلِيٍّ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ أَعْفِنَا مِنْ هٰذَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ هٰذَا إِلَى اللّٰهِ لَيْسَ إِلَيَّ فَاتَّهَمُوهُ وَخَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (قُلْ إِنِّي لاٰ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلاٰ رَشَداً. قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللّٰهِ) إِنْ عَصَيْتُهُ (أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَداً. إِلاّٰ بَلاٰغاً مِنَ اللّٰهِ وَرِسٰالاٰتِهِ) فِي عَلِيٍّ قُلْتُ هٰذَا تَنْزِيلٌ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ تَوْكِيداً: (وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ) فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ (فَإِنَّ لَهُ نٰارَ جَهَنَّمَ خٰالِدِينَ فِيهٰا أَبَداً) قُلْتُ (حَتّٰى إِذٰا رَأَوْا مٰا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نٰاصِراً وَأَقَلُّ عَدَداً) يَعْنِي بِذٰلِكَ الْقَائِمَ وَأَنْصَارَهُ قُلْتُ (وَاصْبِرْ عَلىٰ مٰا يَقُولُونَ) قَالَ يَقُولُونَ فِيكَ: (وَاهْجُرْهُمْ هَجْراً جَمِيلاً. وَذَرْنِي) يَا مُحَمَّدُ (وَالْمُكَذِّبِينَ) بِوَصِيِّكَ (أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلاً) قُلْتُ إِنَّ هٰذَا تَنْزِيلٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ (لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰابَ) قَالَ يَسْتَيْقِنُونَ أَنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَوَصِيَّهُ حَقٌّ قُلْتُ: (وَيَزْدٰادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمٰاناً) قَالَ وَيَزْدَادُونَ بِوَلاَيَةِ الْوَصِيِّ إِيمَاناً قُلْتُ (وَلاٰ يَرْتٰابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰابَ وَالْمُؤْمِنُونَ) قَالَ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قُلْتُ مَا هٰذَا الاِرْتِيَابُ قَالَ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَالَ وَلاَ يَرْتَابُونَ فِي الْوَلاَيَةِ قُلْتُ (وَمٰا هِيَ إِلاّٰ ذِكْرىٰ لِلْبَشَرِ) قَالَ نَعَمْ وَلاَيَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قُلْتُ (إِنَّهٰا لَإِحْدَى الْكُبَرِ) قَالَ الْوَلاَيَةُ قُلْتُ: (لِمَنْ شٰاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ) قَالَ مَنْ تَقَدَّمَ إِلَى وَلاَيَتِنَا أُخِّرَ عَنْ سَقَرَ وَمَنْ تَأَخَّرَ عَنَّا تَقَدَّمَ إِلَى سَقَرَ (إِلاّٰ أَصْحٰابَ الْيَمِينِ)

قَالَ هُمْ وَ اَللَّهِ شِيعَتُنَا قُلْتُ: (لَمْ نَكُ مِنَ اَلْمُصَلِّينَ) قَالَ إِنَّا لَمْ نَتَوَلَّ وَصِيَّ مُحَمَّدٍ وَ اَلْأَوْصِيَاءَ مِنْ بَعْدِهِ وَ لاَ يُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ قُلْتُ: (فَمٰا لَهُمْ عَنِ اَلتَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ) قَالَ عَنِ اَلْوَلاَيَةِ مُعْرِضِينَ قُلْتُ (كَلاّٰ إِنَّهٰا تَذْكِرَةٌ) قَالَ اَلْوَلاَيَةُ قُلْتُ قَوْلُهُ (يُوفُونَ بِالنَّذْرِ) قَالَ يُوفُونَ لِلَّهِ بِالنَّذْرِ اَلَّذِي أَخَذَ عَلَيْهِمْ فِي اَلْمِيثَاقِ مِنْ وَلاَيَتِنَا قُلْتُ (إِنّٰا نَحْنُ نَزَّلْنٰا عَلَيْكَ اَلْقُرْآنَ تَنْزِيلاً) قَالَ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ تَنْزِيلاً قُلْتُ هَذَا تَنْزِيلٌ قَالَ نَعَمْ ذَا تَأْوِيلٌ قُلْتُ (إِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ) قَالَ اَلْوَلاَيَةُ قُلْتُ (يُدْخِلُ مَنْ يَشٰاءُ فِي رَحْمَتِهِ) قَالَ فِي وَلاَيَتِنَا قَالَ (وَ اَلظّٰالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذٰاباً أَلِيماً) أَ لاَ تَرَى أَنَّ اَللَّهَ يَقُولُ (وَ مٰا ظَلَمُونٰا وَ لٰكِنْ كٰانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ) قَالَ إِنَّ اَللَّهَ أَعَزُّ وَ أَمْنَعُ مِنْ أَنْ يَظْلِمَ أَوْ يَنْسُبَ نَفْسَهُ إِلَى ظُلْمٍ وَ لَكِنَّ اَللَّهَ خَلَطَنَا بِنَفْسِهِ فَجَعَلَ ظُلْمَنَا ظُلْمَهُ وَ وَلاَيَتَنَا وَلاَيَتَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ بِذَلِكَ قُرْآناً عَلَى نَبِيِّهِ فَقَالَ: (وَ مٰا ظَلَمْنٰاهُمْ وَ لٰكِنْ كٰانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ) قُلْتُ هَذَا تَنْزِيلٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ (وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ) قَالَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْمُكَذِّبِينَ يَا مُحَمَّدُ بِمَا أَوْحَيْتُ إِلَيْكَ مِنْ وَلاَيَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: (أَ لَمْ نُهْلِكِ اَلْأَوَّلِينَ. ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ اَلْآخِرِينَ) قَالَ اَلْأَوَّلِينَ اَلَّذِينَ كَذَّبُوا اَلرُّسُلَ فِي طَاعَةِ اَلْأَوْصِيَاءِ (كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ) قَالَ مَنْ أَجْرَمَ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَ رَكِبَ مِنْ وَصِيِّهِ مَا رَكِبَ قُلْتُ (إِنَّ اَلْمُتَّقِينَ) قَالَ نَحْنُ وَ اَللَّهِ وَ شِيعَتُنَا لَيْسَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرُنَا وَ سَائِرُ اَلنَّاسِ مِنْهَا بُرَاءُ قُلْتُ (يَوْمَ يَقُومُ اَلرُّوحُ وَ اَلْمَلاٰئِكَةُ صَفًّا لاٰ يَتَكَلَّمُونَ) اَلْآيَةَ قَالَ نَحْنُ وَ اَللَّهِ اَلْمَأْذُونُ لَهُمْ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَ اَلْقَائِلُونَ صَوَاباً قُلْتُ مَا تَقُولُونَ إِذَا تَكَلَّمْتُمْ قَالَ نُمَجِّدُ رَبَّنَا وَ نُصَلِّي عَلَى نَبِيِّنَا وَ نَشْفَعُ لِشِيعَتِنَا فَلاَ يَرُدُّنَا رَبُّنَا قُلْتُ (كَلاّٰ إِنَّ كِتٰابَ اَلْفُجّٰارِ لَفِي سِجِّينٍ) قَالَ هُمُ اَلَّذِينَ فَجَرُوا فِي حَقِّ اَلْأَئِمَّةِ وَ اِعْتَدَوْا عَلَيْهِمْ قُلْتُ ثُمَّ يُقَالُ: (هٰذَا اَلَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ) قَالَ يَعْنِي أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ قُلْتُ تَنْزِيلٌ قَالَ نَعَمْ.

محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے خدا کے قول: "وہ اپنے منہ سے خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔ (الصف:۸)۔" کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنے منہ سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: "اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا۔ (الصف:۸)"؟

(امام علیہ السلام نے فرمایا: اور اللہ امامت کو مکمل کرے گا ان لوگوں کے لیے اپنے قول کے مطابق۔ "پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے۔ (التغابن:۸)۔" پس نور سے مراد امام ہے۔

میں نے عرض کیا: "اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے۔ (التوبۃ:۳۳)۔"؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو آپؐ کے وصی کی ولایت کے ساتھ حکم دیا اور ولایت ہی سچا دین ہے۔

میں نے عرض کیا: "تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (ایضا)۔"؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ امام قائمؑ کے قیام کے وقت اسے سب پر غالب کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: "اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا۔ (الصف:۸)" اس سے مراد امام قائمؑ کی ولایت ہے۔ "اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔ (التوبہ:۳۳)۔" حضرت علیؑ کی ولایت کو۔

میں نے عرض کیا: کیا یہی تنزیل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں، یہ کلمات تنزیل ہیں اور باقی تفسیر ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے۔ (المنافقون:۳)۔"؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے اس شخص کو منافقین کے نام سے یاد کیا ہے جو اس کے رسولؐ کی آپؐ کے وصی کی ولایت میں پیروی نہیں کرتے اور اس نے آپؐ کے وصی کی امامت کا انکار کرنے والے کو ایسا قرار دیا ہے جیسا کہ وہ حضرت محمدؐ کا انکار کرنے والا ہو اور اس سلسلے میں قرآن نازل کیا۔ پس فرمایا: اے محمدؐ! "جب تیرے پاس منافق آئیں (تیرے وصی کی ولایت کے ساتھ)" جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق (ولایت علیؑ کے سلسلے میں) "ضرور جھوٹے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر رکھا ہے پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ (اور راستہ سے مراد وہی وصی ہے)۔" بے شک کیسا برا کام ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے (تیری رسالت پر) اور انکار کر دیا (تیرے وصی کی ولایت ہے) پس مہر لگا دی (اللہ نے) ان کے دلوں پر کہ وہ نہیں سمجھتے۔ (المنافقون:۱۔۳)۔"

میں نے عرض کیا: ''وہ نہیں سمجھتے'' سے کیا مراد ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ فرماتا ہے کہ وہ تیری نبوت کے قائل نہیں ہوتے۔
میں نے عرض کیا: ''اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ تمہارے لیے رسول اللہؐ مغفرت طلب کریں۔ (المنافقون:۵)۔''؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: اور جب ان سے کہا جائے گا کہ حضرت علیؑ کی ولایت کی طرف لوٹ آؤ تو پیغمبرؐ تمہارے گناہوں کی معافی مانگیں گے۔ ''تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ (ایضا:۵)۔'' اللہ نے فرمایا ہے: ''اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ رکتے ہیں (ولایت علیؑ ہے) ایسے حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ (ایضا)۔''
اس پر۔ پھر خدا کی طرف سے کلام ان کے علم کے ساتھ ملایا گیا۔ پس اس نے فرمایا: ''برابر ہے خواہ آپ ان کے لیے معافی مانگیں یا نہ مانگیں اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا، بے شک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ (المنافقون:٦)۔'' وہ کہتا ہے کہ یہ تیرے وصی سے ظلم کرنے والے ہیں۔
میں نے عرض کیا: ''پس کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ راہِ راست پر ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر سیدھا چلا جاتا ہے۔ (الملک:۲۲)۔''؟
آپؑ نے فرمایا: درحقیقت خدا نے ایک مثال قائم کی ہے کہ جو شخص علی کی ولایت سے ہٹ گیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو منہ کے بل چلتا ہے اور اس کے امر سے ہدایت نہیں پاتا اور جو سیدھا سیدھا اس کی اتباع کرتا ہے اس کو صراط مستقیم پر قرار دیتا ہے اور صراط مستقیم امیر المومنینؑ ہیں۔
میں نے عرض کیا: ''کہ بے شک یہ (قرآن) پیامبر کریم کی زبان سے نکلا ہے۔ (الحاقۃ:۴۰)۔''؟
آپؑ نے فرمایا: یعنی اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیلؑ ولایت علیؑ کے سلسلے میں لائے۔
میں نے عرض کیا: ''اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ (الحاقۃ:۴۱)۔''؟
آپؑ نے فرمایا: انہوں نے کہا کہ بے شک محمدؐ اپنے رب کے خلاف جھوٹا ہے اور اللہ نے انہیں حضرت علیؑ کے بارے میں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ پس اللہ نے اس کے بارے میں قرآن نازل کیا اور فرمایا: ''(یقینا ولایت علیؑ) عالمین کے رب کی طرف سے تنزیل ہے اور اگر وہ (محمدؐ) کوئی بناوٹی بات ہمارے ذمہ لگاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ (الحاقۃ:۴۳۔۴۵)۔'' پھر اللہ نے قول کو عطف کیا اور فرمایا: ''(یقینا ولایت) متقین کے لیے تذکرہ ہے (تمام جہانوں کے لیے) اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ بعض تم میں سے جھٹلانے والے ہیں (اور

یقیناً علیؑ) کافرین پر حسرت ہیں (اور ان کی ولایت) ضرور یقین کا سچ ہے۔ پس تسبیح کرو (اے محمدؐ) اپنے رب کے نام کی جو بڑا عظمت والا ہے۔ (الحاقہ: ۴۸-۵۲)۔" وہ کہتا ہے کہ اپنے رب کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں یہ فضیلت بخشی۔

میں نے عرض کیا: "جب ہم نے ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ (الجن: ۱۳)۔"؟

آپؑ نے فرمایا: ہدایت سے مراد ولایت ہے کہ ہم ہمارے مولا پر ایمان رکھتے ہیں پس جو ولایت کے ساتھ ایمان لایا تو وہ اس کا مولا ہے۔ "تو نہ اسے نقصان کا ڈر رہے گا اور نہ ظلم کا۔ (الجن: ۱۳)۔"

میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، یہ تاویل ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کا قول ہے: "کہہ دو میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ (الجن: ۲۱)"؟

آپؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ نے لوگوں کو حضرت علیؑ کی ولایت کی طرف بلایا تو قریش آپؐ کے پاس جمع ہو گئے اور کہا: اے محمدؐ! ہمیں اس سے بچا۔

پھر رسول اللہؐ نے ان سے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے ہے، میری طرف سے نہیں۔

چنانچہ انہوں نے آپؐ پر الزام لگایا اور آپؐ کے پاس سے چلے گئے۔ پس اللہ نے یہ نازل کیا: "کہہ دو میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ کہہ دو مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا (اگر میں نے اس کی نافرمانی کی) اور نہ مجھے اس کے سوا پناہ ملے گی۔ مگر (علیؑ کے بارے میں) اللہ کا پیغام اور اس کا حکم پہنچانا ہے۔ (الجن: ۲۱-۲۳)۔"

میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا: "اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا (ولایت علیؑ کے سلسلے میں) تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ سدا رہے گا۔ (الجن: ۲۳)۔"

میں نے عرض کیا: "یہاں تک کہ جب وہ (عذاب) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور اور شمار میں کم ہیں۔ (الجن: ۲۴)۔" یعنی اس سے مراد امام قائمؑ اور ان کے انصار ہیں۔ نیز میں نے عرض کیا: "جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو۔ (المزمل: ۱۰)"؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تیرے بارے میں کہتے ہیں۔"اور انہیں عمدگی سے چھوڑ دو اور اور مجھے (اے محمدؐ) چھوڑ دیجیے اور (تیرے وصی کو) جھٹلانے والے اہلِ دولت کو بھی چھوڑ دیجیے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیجیے۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: "تا کہ جن کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کر لیں۔ (المدثر:۳۱)"؟

آپؑ نے فرمایا: انہیں یقین ہے کہ اللہ، اس کا رسولؐ اور اس کا جانشین سچا ہے۔

میں نے عرض کیا: "اور ایمان داروں کا ایمان بڑھے۔ (ایضا)"؟

آپؑ نے فرمایا: ان کا ولی کی ولایت پر ایمان بڑھے گا۔

میں نے عرض کیا: "اور تا کہ اہلِ کتاب اور ایمان دار شک نہ کریں"؟

آپؑ نے فرمایا: ولایت علیؑ کے سلسلے میں۔

میں نے عرض کیا: "یہ انسانوں کے لیے صرف ایک یاددہانی ہے۔ (ایضا)"؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، ولایت علیؑ مراد ہے۔

میں نے عرض کیا: "وہ بڑی چیزوں میں سے ایک بڑی چیز ہے۔ (المدثر:۳۵)"؟

آپؑ نے فرمایا: ولایت مراد ہے۔

میں نے عرض کیا: "تا کہ تم میں سے (ہر اس) شخص کے لیے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے۔ (ایضا:۳۷)"؟

آپؑ نے فرمایا: جو ہماری ولایت کی طرف بڑھے گا وہ سقر سے پیچھے رہے گا اور جو ہم سے پیچھے رہے گا وہ سقر کی طرف بڑھے گا۔ (سوائے اصحاب یمین کے۔ (المدثر:۳۹)۔"

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم: اس سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

میں نے عرض کیا: "ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (المدثر:۴۳)"؟

آپؑ نے فرمایا: درحقیقت ہم نے حضرت محمدؐ کے وصی اور ان کے بعد آپؑ کے اوصیاء کی ولایت قبول نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان پر درود بھیجتے تھے۔

میں نے عرض کیا: "سو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے رُوگردانی کرتے ہیں؟ (المدثر:۴۹)"؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ولایت سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

میں نے عرض کیا: ''جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ (ایضا: ۵۴)''؟
آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ولایت ہے۔
میں نے عرض کیا: ''وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ (الانسان: ۷)''؟
آپؑ نے فرمایا: یعنی وہ خُدا سے اُس قسم کو پورا کرتے ہیں جو اُس نے اُن سے ہماری ولایت کے سلسلے میں میثاق میں لی تھی۔
میں نے عرض کیا: ''بے شک ہم نے ہی آپ پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا اتارا ہے۔ (الانسان: ۲۳)''؟
آپؑ نے فرمایا: ولایت علیؑ کے ساتھ تھوڑا تھوڑا اتارا ہے۔
میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟
آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، یہ ایک تاویل ہے۔
میں نے عرض کیا: ''بے شک یہ ایک نصیحت ہے۔ (الانسان: ۲۹)''؟
آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ولایت ہے۔
میں نے عرض کیا: ''جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ (الانسان: ۳۱)''؟
آپؑ نے فرمایا: یعنی ہماری ولایت میں داخل کرتا ہے۔
میں نے عرض کیا: ''ور ظالموں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ایضا)''؟
آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ فرماتا ہے: ''اور انھوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔ (البقرہ: ۵۷)۔''
آپؑ بے فرمایا: درحقیقت خدا کہیں زیادہ صاحب عزت ہے اور کہیں زیادہ منع کرنے والا ہے اس سے کہ وہ ناانصافی کرے یا اپنے آپ کو ناانصافی سے منسوب کرے لیکن خدا نے ہمیں اپنے ساتھ ملایا ہے اور ہماری ناانصافی کو اپنی ناانصافی اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا ہے۔ پھر اس سلسلے میں اپنے نبیؐ پر قرآن نازل کیا اور فرمایا: ''اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے۔ (النحل: ۱۱۸)۔''
میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟
آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔
میں نے عرض کیا: ''اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔ (المرسلات: ۱۵)''؟
آپؑ نے فرمایا: وہ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے لیے تباہی ہے جو اے محمدؐ! انکار کرتے ہیں جو کچھ میں نے علی

بن ابی طالبؑ کی ولایت کے بارے میں آپؐ کی طرف وحی کی ہے۔ ''کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا۔ پھر ہم ان کے پیچھے دوسروں کو چلائیں گے۔ (المرسلات: ۱۶۔۱۷)۔'' آپؑ نے فرمایا: اولین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اوصیاء کی اطاعت میں رسولوں کو جھٹلایا۔ ''(اور) مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔ (المرسلات: ۱۸)۔'' آپؑ نے فرمایا: جس نے آل محمدؐ کے خلاف جرم کیا اور آپؐ کے وصی سے جو کچھ بھی ہوا اس کا ارتکاب کیا۔

میں نے عرض کیا: ''بے شک پرہیز گار۔ (المرسلات: ۴۱)''؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس سے مراد ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔ ہمارے علاوہ کوئی ملت ابراہیمؑ پر نہیں ہے اور باقی تمام لوگ اس سے بیزار ہیں۔

میں نے عرض کیا: ''جس دن روح اور سب فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے، کوئی نہیں بولے گا۔۔۔ الآیۃ۔ (النباء: ۳۸)''؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم وہ ہیں جو قیامت کے دن مجاز ہوں گے اور صحیح کہنے والے ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: جب آپ حضرات بولیں گے تو کیا کہیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم اپنے رب کی تسبیح کریں گے، ہمارے نبیؐ پر درود بھیجیں گے، اپنے شیعوں کی شفاعت کرتے ہیں اور ہمارا رب ہمیں رد نہیں کرے گا۔

میں نے عرض کیا: ''ہرگز ایسا نہیں چاہیے، بے شک نافرمانوں کے اعمال نامے سجین میں ہیں۔ (المطففین: ۷)''؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہی ہیں جنہوں نے آئمہؑ کے ساتھ ظلم کیا اور ان پر حملہ کیا۔

میں نے عرض کیا: ''پھر کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ (المطففین: ۱۷)''؟

آپؑ نے فرمایا: یعنی امیر المومنینؑ مراد ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [1]

---

[1] بحار الانوار: ۲۴/۳۳۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۹۵ (مختصرا)؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۱۰۷؛ (مختصرا)؛ تفسیر البرہان: ۵/۵۷۰ (مختصرا)؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۲/۴۰؛ اللوامع النورانیہ: ۸۷۷

بیان:

أما هذا الحرف أي الذي قلته حاد مال الْوَتِينَ العرق الذي إذا قطع خرج الروح بَخْساً نقصاً وَ لا رَهَقاً ضلالة قال نعم ذا تأويل كذا في النسخ التي رأيناها و في كتاب تأويل الآيات الظاهرة في فضائل العترة الطاهرة نقل هذا الحديث عن صاحب الكافي هكذا قال لا تأويل و هو الصواب

❂ ''اما هذا الحرف'' بہر حال یہ حرف یعنی وہ جو تو نے کہا ہے۔ ''حاد، مال، ''الوتین'' وہ پسینہ جب کاٹا جائے اور روح نکلتی ہے۔ ''بخسا'' نقص کا ہونا ''ولا رھقا۔''

ضلالت:

''قال نعم ذا تاویل'' اسی طرح ہم نے ان نسخوں کو پایا ہے جن کو ہم نے دیکھا ہے اور کتاب ''تاویل الایات الظاہرۃ فی فضائل العترۃ الطاہرۃ'' میں۔ انہوں نے اس حدیث کو صاحب الکافی سے اس طرح نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا: کوئی تاویل نہیں اور یہی درست ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

12/1591 الکافی،۱/۴۳۵/۹۲ مُحَمَّدٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْخَطَّابِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً) قَالَ يَعْنِي بِهِ وَلاَيَةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قُلْتُ (وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أَعْمىٰ) قَالَ يَعْنِي أَعْمَى اَلْبَصَرِ فِي اَلْآخِرَةِ أَعْمَى اَلْقَلْبِ فِي اَلدُّنْيَا عَنْ وَلاَيَةِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ وَ هُوَ مُتَحَيِّرٌ فِي اَلْقِيَامَةِ يَقُولُ: (لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمىٰ وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيراً قٰالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيٰاتُنٰا فَنَسِيتَهٰا) قَالَ اَلْآيَاتُ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ : (فَنَسِيتَهٰا وَ كَذٰلِكَ اَلْيَوْمَ تُنْسىٰ) يَعْنِي تَرَكْتَهَا وَ كَذَلِكَ اَلْيَوْمَ تُتْرَكُ فِي اَلنَّارِ كَمَا تَرَكْتَ اَلْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَلَمْ تُطِعْ أَمْرَهُمْ وَ لَمْ تَسْمَعْ قَوْلَهُمْ قُلْتُ (وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْ بِآيٰاتِ رَبِّهِ وَ لَعَذٰابُ اَلْآخِرَةِ أَشَدُّ وَ أَبْقىٰ) قَالَ يَعْنِي مَنْ أَشْرَكَ بِوَلاَيَةِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ غَيْرَهُ وَ لَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَ تَرَكَ اَلْأَئِمَّةَ

[1] مرآۃ العقول:۵/ ۱۵۷

مُعَانَدَةً فَلَمْ يَتَّبِعْ آثَارَهُمْ وَلَمْ يَتَوَلَّهُمْ قُلْتُ (اللهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ) قَالَ وَلَايَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ (مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ) قَالَ مَعْرِفَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ الْأَئِمَّةِ (نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ) قَالَ نَزِيدُهُ مِنْهَا قَالَ يَسْتَوْفِي نَصِيبَهُ مِنْ دَوْلَتِهِمْ: (وَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ) قَالَ لَيْسَ لَهُ فِي دَوْلَةِ الْحَقِّ مَعَ الْقَائِمِ نَصِيبٌ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔(طٰہٰ:۱۲۴)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے۔

میں نے عرض کیا: ''اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔(طٰہٰ:۱۲۴)''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: آخرت میں بینائی سے اندھا وہی ہوگا جو دنیا میں امیر المومنین کی ولایت سے دل کا اندھا ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ قیامت کے دن پریشان ہوگا اور کہے گا: ''تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا۔(طٰہٰ: ۱۲۵۔۱۲۶)۔'' امام علیہ السلام نے فرمایا: آیات سے مراد آئمہؑ ہیں جنہیں اس نے بھلا دیا تھا۔''اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔(طٰہٰ:۱۲۶)۔'' یعنی اسے چھوڑ دیا گیا اور اسی طرح آج تمہیں جہنم میں چھوڑا جائے گا جس طرح تم نے آئمہ علیہم السلام کو چھوڑا تھا اور تم نے ان کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور ان کی باتوں پر کان نہیں دھرے۔

میں نے عرض کیا: ''اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لیا، اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔(طٰہٰ:۱۲۷)''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امیر المومنینؑ کی ولایت کے ساتھ اس کے علاوہ کسی کو شریک کرے تو وہ اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں لایا اور اس نے آئمہؑ کو ضد سے چھوڑ دیا اور نہ ان کے آثار (احادیث) کی پیروی کی اور نہ ان کی ولایت قبول کی۔

میں نے عرض کیا: ''اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جسے (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے۔(الشوریٰ:۱۹)۔''

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

میں نے عرض کیا: ''جو کوئی کھیتی کا طالب ہو۔(الشوریٰ:۲۰)''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہؑ کی معرفت ہے۔ ''ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے۔ (ایضا)۔'' اس نے فرمایا ہے کہ ہم اس میں اضافہ کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا: اسے ان کی دولت (ریاست) سے اپنا حصہ ملے گا۔ ''اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہوا سے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔ (الشوریٰ: ۲۰)۔''

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ امام قائمؑ کے ساتھ حق کی ریاست میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ [1]

بیان:

ضنکا ضیقا

✪ ''ضنکا'' تنگ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

13/1592 الکافی ۱/۴۱۵/۱۷/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ) قَالَ يَا زُرَارَةُ أَ وَ لَمْ تَرْكَبْ هَذِهِ اَلْأُمَّةُ بَعْدَ نَبِيِّهَا طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ فِي أَمْرِ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ.

زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''کہ تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل پر چڑھنا ہوگا۔ (الانشقاق: ۱۹)۔'' کے بارے میں فرمایا: اے زرارہ! کیا یہ امت اپنے نبی ﷺ کے بعد فلاں، فلاں اور فلاں کے معاملے میں ایک منزل سے دوسری منزل پر نہیں چڑھی۔ [3]

بیان:

رکوب طبقاتهم كناية عن نصبهم إياهم للخلافة واحدا بعد واحد

✪ ''رکوب طبقاتہم'' یکے بعد دیگرے انہیں خلافت پر مقرر کرنے کا استعارہ ہے۔

---

[1] تاویل الآیات: ۳۱۵؛ تفسیر البرہان: ۳/۷۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۳۰۷؛ اثبات الھداۃ: ۲/۲۲؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۴۸ و ۳/۱۰۱؛ تفسیر الصافی: ۴/۳۷۱؛ المناقب: ۳/۹۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۳۶۰؛ مسند ابی بصیر: ۱/۱۲۷

[2] مراۃ العقول: ۵/۱۶۰

[3] تفسیر القمی: ۲/۴۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۲۰۴؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۱۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۵۰ و ۲۸/۹ و ۳۱/۶۰۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۳۹؛ تفسیر الصافی: ۵/۳۰۶؛ عقود المرجان: ۵/۳۸۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۳۴۴

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

14/1593 الکافی،۱/۴۲۴/۶۰/۱ علی بن محمد عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي طَالِبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ بَكَّارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ الکافی،۱/۴۱۷/۲۸/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ [رَحِمَهُ اَللَّهُ] عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ عَنْ بَكَّارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: هَكَذَا نَزَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ: (وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مٰا يُوعَظُونَ بِهِ) -فِي عَلِيٍّ (لَكٰانَ خَيْراً لَهُمْ).

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی: ''اور اگر یہ لوگ وہ کریں جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے (علیؑ کے بارے میں) تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔(النساء: ۶۶)۔'' [2]

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند مجہول اور دوسری سند ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک دونوں اسناد مجہول ہے۔(واللہ اعلم)

15/1594 الکافی،۱/۴۱۷/۲۹/۱ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُثَنًّى اَلْحَنَّاطِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (يٰا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا اُدْخُلُوا فِي اَلسِّلْمِ كَافَّةً وَ لاٰ تَتَّبِعُوا خُطُوٰاتِ اَلشَّيْطٰانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ) قَالَ فِي وَلاَيَتِنَا.

عبداللہ بن عجلان سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اے ایمان والو! السِّلْمِ (سلامتی) میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو کیوں کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔(البقرہ:۲۰۸)۔'' کے بارے میں فرمایا: یہ ہماری ولایت کے بارے میں ہے (یعنی ہماری ولایت میں سارے کے سارے داخل ہو جاو)۔ [4]

---

[1] مرآۃ العقول:۵/۲۰؛الشیعہ الاثنی عشریہ عسال:۲۱۵؛التفسیر والمفسرون:۲/۲۲

[2] تاویل الآیات:۱۳۲؛المناقب:۳/۱۰۶؛اثبات الھداۃ:۳/۹؛تفسیر البرہان:۲/۱۲۳؛تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۶۰؛تفسیر نور الثقلین:۱/۵۱۳؛بحار الانوار:۲۳/۳۷۳و۳۵/۵۷؛مسند الامام الباقرؑ:۲/۵۱۳؛عقود المرجان:۱/۴۷۲

[3] مرآۃ العقول:۵/۳۰و۷۸/۵

[4] تفسیر نور الثقلین:۱/۲۰۵؛تفسیر کنز الدقائق:۲/۳۱۰؛تفسیر البرہان:۱/۴۴۵؛اثبات الھداۃ:۲/۱۸

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور عبداللہ بن عجلان سے البزنطی روایت کرتا ہے۔ [2] (واللہ اعلم)

16/1595 الکافی،۱/۴۱۸/۳۰/۱ الاثنان عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلُهُ جَلَّ وَ عَزَّ: (بَلْ تُؤْثِرُونَ اَلْحَيٰاةَ اَلدُّنْيٰا) قَالَ وَلاَيَتَهُمْ (وَ اَلْآخِرَةُ خَيْرٌ وَ أَبْقىٰ) قَالَ وَلاَيَةُ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: (إِنَّ هٰذٰا لَفِي اَلصُّحُفِ اَلْأُولىٰ. صُحُفِ إِبْرٰاهِيمَ وَ مُوسىٰ).

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”بلکہ تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔(الاعلیٰ:۱۶)۔“ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے ان لوگوں کی ولایت مراد ہے۔”حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۔(الاعلیٰ:۱۷)۔“ اس سے مراد امیر المومنینؑ کی ولایت ہے۔”بے شک یہی پہلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔ (الاعلیٰ:۱۸-۱۹)۔“ [3]

بیان:

فی بعض النسخ بدل ولایتھم ولایة شبویة و الشبوة العقرب و النسبة إلیھا شبویة کأنه شبه الجائر بالعقرب

بعض نسخوں میں ”ولویتھم“ کی جگہ ”ولایہ شبویہ“ مرقوم ہے۔
”الشبوۃ“ سے مراد عقرب ہے اور ان کی نسبت اس کی اس لیے ہے کہ وہ بچھو کی طرح ظالم تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث عبداللہ بن ادریس کی وجہ سے مجہول ہے

---

[1] مراۃ العقول:۵/۳۰

[2] السرائر:۳/۵۵۷؛ وسائل الشیعہ:۴/۲۷۹ ح ۵۱۲۲؛ بحار الانوار:۸۳/۵۴ و ۸۷/۲۴

[3] بحار الانوار: ۲۳/۷۴ ح ۳؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۳۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۷؛ تاویل الآیات: ۷۶۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۲۴۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۴/۲۴۵؛ مسند الامام الصادقؑ:۸/۵۴؛ بحر المعارف:۲/۳۹۷

[4] مراۃ العقول:۵/۳۱

(واللہ اعلم)

17/1596 الكافی،۱/۴۱۸/۳۱/۱ القمي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ مُنَخَّلٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: (أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ) مُحَمَّدٌ (بِمَا لاَ تَهْوىٰ أَنْفُسُكُمْ) بِمُوَالاَةِ عَلِيٍّ فَـ(اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقاً) مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقاً تَقْتُلُونَ)

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”تمہارے پاس (محمدؐ) وہ حکم لائے (علیؑ کی محبت کے ساتھ) جسے تمہارے دل نہیں چاہتے تھے تو تم اکڑ بیٹھے (آل محمدؐ سے) پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کیا۔ (البقرہ: ۸۷)۔“[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

18/1597 الكافی،۱/۴۱۸/۳۲/۱ الاثنان عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (كَبُرَ عَلَى اَلْمُشْرِكِينَ) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ) يَا مُحَمَّدُ مِنْ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ هَكَذَا فِي اَلْكِتَابِ مَخْطُوطَةٌ.

محمد بن سنان نے امام علیؑ رضا علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں اس طرح روایت کی ہے: ”مشرکین پر گراں گزرتی ہے (ولایت علیؑ کے ساتھ) جس کی طرف آپ لوگوں کو بلاتے ہیں۔ (الشوریٰ: ۱۳)۔“[3]

بیان:

كأنها مخطوطة في الحواشي من قبيل القيود و الشروح

گویا کہ یہ حواشی میں مخطوط ہے شرح اور وضاحت کے حوالے سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار: ۲۴/ ۳۰۷و ۲۳/ ۳۷۲و۳۹/ ۲۶۲؛ المناقب: ۳/ ۲۰۶؛ تاویل الآیات: ۸۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۸۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۹؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۴۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۹۹؛ تفسیر جابر الجعفی: ۲۰۹؛ عقود المرجان: ۱/ ۹۷

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۳۲

[3] اثبات الھداۃ: ۳/ ۷؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳۷۴ و ۳۵/ ۵۸؛ المناقب: ۳/ ۱۰۷؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۸۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۶۳؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۳۶۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۴۸۷؛ اللوامع النورانیہ: ۶۰۰؛ عقود المرجان: ۴/ ۳۹۴

[4] مراۃ العقول: ۵/ ۳۲

19/1598 الكافى ١/٤٢٧/١٩/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الحسن [ٱلْحُسَيْنِ] عَنْ [بْنِ] عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ ٱللَّهِ تَعَالَى: (ٱئْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ) قَالَ قَالُوا أَوْ بَدِّلْ عَلِيّاً عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ”اس کے سوا کوئی قرآن لے کر آؤ یا اسے بدل دو۔ (یونس:۱۵)۔“ کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے کہا: یا پھر علی علیہ السلام کو بدل دو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے اور محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے [3] اور محمد بن سنان و مفضل بن عمر دونوں ثقہ ثابت ہیں اور ان کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے (واللہ اعلم)

20/1599 الكافى ١/٤٢٨/١٩/١ عنه عن سهل عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ٱلْحَسَنِ ٱلْقُمِّيِّ عَنْ إِدْرِيسَ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ تَفْسِيرِ هَذِهِ ٱلْآيَةِ (مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ. قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ ٱلْمُصَلِّينَ) قَالَ عَنَى بِهَا لَمْ نَكُ مِنْ أَتْبَاعِ ٱلْأَئِمَّةِ ٱلَّذِينَ قَالَ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِيهِمْ: (وَ ٱلسَّابِقُونَ ٱلسَّابِقُونَ. أُولٰئِكَ ٱلْمُقَرَّبُونَ) أَمَا تَرَى ٱلنَّاسَ يُسَمُّونَ ٱلَّذِي يَلِي ٱلسَّابِقَ فِي ٱلْحَلْبَةِ مُصَلِّي فَذَلِكَ ٱلَّذِي عَنَى حَيْثُ قَالَ: (لَمْ نَكُ مِنَ ٱلْمُصَلِّينَ) لَمْ نَكُ مِنْ أَتْبَاعِ ٱلسَّابِقِينَ.

ادریس بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت: ”کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔ (المدثر: ۴۲-۴۳)۔“ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان آئمہؑ کے پیروکاروں میں سے نہیں تھے جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے۔ ”اور سبقت کرنے والے، وہ تو سبقت کرنے والے ہی ہیں۔ وہی لوگ خاص مقرب

[1] تاویل الآیات: ۲۲۰؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۲۱۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۲/ ۲۹۶؛ تفسیر کنزالدقائق: ۶/ ۳۸؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۰؛ اللوامع النورانیہ: ۲۸۴؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۱۹

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۴۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۵۱۰

ہیں۔الواقعہ:۱۰۔۱۱)۔" کیاتم نے غور نہیں کیا کہ گھڑ دوڑ کے میدان میں پہلے آنے والے کولوگ "المصلی" کہتے ہیں؟ یہاں بھی اس طرح کا مطلب ہے۔وہ فرماتا ہے:"ہم نمازی نہ تھے۔(المدثر:۴۲۔۴۳)۔" یعنی ہم سابقین (سبقت لے جانے والوں یعنی آئمہؑ) کی پیروی کرنے والے نہیں تھے۔[1]

بیان:

الحلبة بالتسکین خیل تجمع للسباق و قد مضی تأویل آخر لهذه الآیة

"الحلبة" گھوڑوں کو ٹھہرا کر پہلے والوں کو جمع کرنا اور بیشک اس آیت کے آخر کی تاویل گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

21/1600 الکافی،۱/۴۲۰/۴۲/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُورَمَةَ وَ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْراً) (لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ) قَالَ نَزَلَتْ فِي فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ (آمَنُوا) بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ وَ (كَفَرُوا) حَيْثُ عُرِضَتْ عَلَيْهِمُ الْوَلاَيَةُ حِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلاَهُ (ثُمَّ آمَنُوا) بِالْبَيْعَةِ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ (ثُمَّ كَفَرُوا) حَيْثُ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمْ يُقِرُّوا بِالْبَيْعَةِ (ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْراً) بِأَخْذِهِمْ مَنْ بَايَعَهُ بِالْبَيْعَةِ لَهُمْ فَهَؤُلاَءِ لَمْ يَبْقَ فِيهِمْ مِنَ الْإِيمَانِ شَيْءٌ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے،اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول:"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں بڑھتے رہے۔(النساء:۱۳۷)۔""ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔(آل عمران:۹۰)۔" کے بارے میں فرمایا: یہ فلاں، فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو امر کی ابتدا میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے مگر وہ اس وقت کفر میں بدل گئے جب ان پر ولایت جو پیش کیا گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ

[1] اثبات الھداۃ:۲/۲۰؛بحار الانوار:۲۴/۷ و ۳۰۰؛المناقب:۴/۳۳۰؛تفسیر کنز الدقائق:۱۴/۲۸؛تفسیر البرہان:۵/۵۳۱؛تفسیر نور الثقلین:۵/۲۰۸؛تفسیر الصافی:۵/۲۵۱؛اللوامع النورانیہ:۷۸۷

[2] مرآۃ العقول:۵/۴۲

بھی مولا ہے۔ پھر وہ امیر المومنینؑ کی بیعت کے لیے ایمان لے آئے مگر پھر انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو انہوں نے بیعت کا اقرار نہیں کیا۔ پھر انہوں نے اپنے کفر میں اضافہ کیا اس کی بیعت (زبرستی) لے کر جوان (امیرؑ) کی بیعت کر چکا تھا پس ان کی بیعت کرنے سے ان میں ایمان کی کوئی شئے باقی نہیں رہی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے اور اس کی تفصیل حدیث (۱۵۲۳) کے تحت دیکھیے۔ (واللہ اعلم)

22/1601 الکافی ۱/۴۲۰/۴۳/۱ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى﴾ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ ارْتَدُّوا عَنِ الْإِيمَانِ فِي تَرْكِ وَلاَيَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قُلْتُ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَ اللَّهِ فِيهِمَا وَ فِي أَتْبَاعِهِمَا وَ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ الَّذِي نَزَلَ بِهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ﴾ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ﴿سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ﴾ قَالَ دَعَوْا بَنِي أُمَيَّةَ إِلَى مِيثَاقِهِمْ أَلاَّ يُصَيِّرُوا الْأَمْرَ فِينَا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لاَ يُعْطُونَا مِنَ الْخُمُسِ شَيْئاً وَ قَالُوا إِنْ أَعْطَيْنَاهُمْ إِيَّاهُ لَمْ يَحْتَاجُوا إِلَى شَيْءٍ وَ لَمْ يُبَالُوا أَنْ يَكُونَ الْأَمْرُ فِيهِمْ فَقَالُوا سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ الَّذِي دَعَوْتُمُونَا إِلَيْهِ وَ هُوَ الْخُمُسُ أَلاَّ نُعْطِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئاً وَ قَوْلُهُ ﴿كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ﴾ وَ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ مَا افْتَرَضَ عَلَى خَلْقِهِ مِنْ وَلاَيَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ كَانَ مَعَهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ وَ كَانَ كَاتِبَهُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿أَمْ أَبْرَمُوا أَمْراً فَإِنَّا مُبْرِمُونَ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لاَ نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوَاهُمْ﴾ الْآيَةَ.

---

[1] بحار الانوار: ۲۳/۳۷۵؛ و ۳۱/۶۰۸ و ۳۰/۲۱۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۵۶۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۵۶۱؛ تاویل الآیات: ۱۳۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۸؛ تفسیر البرہان: ۲/۱۸۶؛ تفسیر العیاشی: ۱/۲۸۱؛ تفسیر الصافی: ۱/۵۱۱؛ عقود المرجان: ۱/۵۲۲

[2] مرآۃ العقول: ۵/۴۸

انہی سناد کے ساتھ روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''بے شک جو لوگ پیچھے کی طرف الٹے پھر گئے بعد اس کے کہ ان پر سیدھا راستہ ظاہر ہو چکا۔ (محمد: ۲۵)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد فلاں، فلاں اور فلاں ہیں کہ جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو ترک کر کے ایمان سے پھر گئے۔

میں نے عرض کیا: ''یہ اس لیے کہ وہ ان لوگوں سے کہنے لگے جنہوں نے اسے ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا کہا مانیں گے۔ (محمد: ۲۶)''؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ ان دونوں اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے جو حضرت جبرئیلؑ حضرت محمدؐ پر لے کر نازل ہوئے تھے: '''' یہ اس لیے کہ وہ ان لوگوں سے کہنے لگے جنہوں نے اسے ناپسند کیا جو اللہ نے (علیؑ کے بارے میں) نازل کیا ہے کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا کہا مانیں گے۔ (محمد: ۲۶)۔''

امام علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے امویوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امر کو ہمارے پاس آنے کی اجازت نہیں دیں گے اور ہمیں خمس میں سے کچھ بھی ادا نہیں کریں گے اور انہوں نے کہا: اگر ہم ان کو دے دیتے تو انہیں کسی چیز کی ضرورت نہ ہوتی اور وہ اس کی پرواہ نہ کرتے کہ امر ان کے درمیان ہے۔ انہوں نے کہا: ہم بعض معاملات میں اطاعت کریں گے جن کی آپ دعوت دیتے ہیں اور انہی میں خمس بھی ہے لیکن ہم انہیں اس میں سے کچھ نہیں دیں گے۔ اور اس کا قول ہے: ''انہوں نے کراہت کی اس سے جسے اللہ نے نازل کیا۔ (محمد: ۲۶)۔'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر وہی چیز نازل فرمائی جس کا اس نے امیر المومنین کے حکم سے حکم دیا تھا اور ابوعبیدہ ان کے ساتھ تھے اور ان کے کاتب تھے۔ پس اللہ نے یہ نازل کیا: ''کیا انہوں نے کوئی بات طے کر لی ہے تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں۔ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کا بھید اور مشورہ نہیں سنتے۔۔۔ الآیۃ۔ (الزخرف: ۷۹۔۸۰)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے حدیث حسن یا موثق ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار: ۲۳/ ۳۷۵ و ۳۰/ ۲۷۳؛ تاویل الآیات: ۲/ ۵۷۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/ ۲۴۳ و ۱۰۱؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۶۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۲ و ۴/ ۶۱۵؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۲۸؛ اللوامع النورانیہ: ۴۳۸

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۵۱

23/1602 الكافی،۱/۲۲۱/۴۴ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ ٱللَّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ) قَالَ نَزَلَتْ فِيهِمْ حَيْثُ دَخَلُوا ٱلْكَعْبَةَ فَتَعَاهَدُوا وَ تَعَاقَدُوا عَلَى كُفْرِهِمْ وَ جُحُودِهِمْ بِمَا نُزِّلَ فِي أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَأَلْحَدُوا فِي ٱلْبَيْتِ بِظُلْمِهِمُ ٱلرَّسُولَ وَ وَلِيَّهُ (فَبُعْداً لِلْقَوْمِ ٱلظّٰالِمِينَ).

انہی اسناد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہے۔(الحج:۲۵)۔'' کے بارے میں فرمایا: یہ ان لوگوں کے بارے میں اس وقت نازل ہوا جب وہ کعبہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے اپنے کفر وانکار پر عہد کیا اور جو کچھ امیر المومنینؑ کے بارے میں نازل ہوا اس پر جھگڑا کیا پس وہ گھر میں ملحد ہی رہے کیونکہ انہوں نے رسولؐ اور اس کے ولی پر ظلم کیا پس ظالم لوگوں سے دور رہو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے حدیث حسن یا موثق ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

24/1603 الكافی،۱/۲۲۱/۴۵ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ ٱللَّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلاٰلٍ مُبِينٍ) يَا مَعْشَرَ ٱلْمُكَذِّبِينَ حَيْثُ أَنْبَأْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ ٱلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ مِنْ بَعْدِهِ مَنْ هُوَ فِي ضَلاٰلٍ مُبِينٍ كَذَا أُنْزِلَتْ وَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (إِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا) فَقَالَ إِنْ تَلْوُوا ٱلْأَمْرَ وَ تُعْرِضُوا عَمَّا أُمِرْتُمْ بِهِ (فَإِنَّ ٱللّٰهَ كٰانَ بِمٰا تَعْمَلُونَ خَبِيراً) وَ فِي قَوْلِهِ (فَلَنُذِيقَنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا) بِتَرْكِهِمْ وَلاَيَةَ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ (عَذٰاباً شَدِيداً) فِي ٱلدُّنْيٰا (وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ ٱلَّذِي كٰانُوا يَعْمَلُونَ).

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول: ''پس عنقریب تم جان لو گے کون صریح گمراہی میں

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۸۲؛ بحار الانوار: ۳۰/ ۲۶۳ و ۲۳/ ۳۷۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۷۱؛ تاویل الآیات: ۳۳۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۸؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۷۲؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۸۶۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۲۹۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/ ۳۰ و ۹/ ۲۳۱

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۵۱

ہے۔(الملک: ۲۹)۔'' کے بارے میں روایت کی ہے کہ یہ اس طرح نازل ہوئی تھی: اے جھوٹوں کی جماعت! میں نے تمہیں علیؑ اوران کے بعد کے ائمہؑ کی ولایت میں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے تو کون صریح گمراہی میں ہے۔

اور خدا کے اس قول: ''اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے۔(النساء:۱۳۵)۔'' کے بارے میں فرمایا: یعنی اگر تم حکم کو بگاڑ دو اور جس کام کا تمہیں حکم دیا گیا تھا اس سے منہ موڑو۔ ''تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔(ایضا)۔''

اور اس قول کے بارے میں فرمایا: ''پس ہم ضرور کافروں کو مزہ چکھائیں گے (ان کے ولایت امیر المومنینؑ کو ترک کرنے پر) شدید عذاب کا (دنیا میں) اور ہم ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔(فصلت:۲۷)۔''[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[۲] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ معلی معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور علی بن حمزہ سے ہمارے بزرگوں نے اس وقت روایات لیں جبکہ اس پر لعنت وارد نہ ہوئی تھی۔(واللہ اعلم)

25/1604 الکافی،۱/۴۳۶/۴۲۱/۱ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ صَبِيحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : (ذٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ) وَأَهْلُ الْوَلاَيَةِ (كَفَرْتُمْ).

ولید بن صبیح نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے (کہ یہ آیت ایسے تھی): ''یہ عذاب اس لیے ہے کہ جب تمہیں ایک اللہ (اور اہل ولایت) کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے۔(غافر:۱۲)۔''[۳]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[۴] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] بحارالانوار:۲۳/۳۷۸؛ اثبات الھداۃ:۲/۱۹؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۶۱؛ تاویل الآیات:۱۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۵۷۳؛ تفسیر الصافی:۱/۵۱۰

[۲] مراۃ العقول:۵/۵۹

[۳] تفسیر البرہان:۴/۷۵۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۱ تفسیر البرہان:۴/۷۵۰؛ تفسیر کنز ۳۶۶؛ بحارالانوار:۲۳/۳۷۸؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۵۱۳

[۴] مراۃ العقول:۵/۶۰

26/1605 الكافی،۱/۴۲۲/۴۷/۱ علی عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى: (سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ. لِلْكَافِرِينَ) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ) ثُمَّ قَالَ هَكَذَا وَ اَللَّهِ نَزَلَ بِهَا جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالی کے اس قول کے متعلق اس طرح روایت کی ہے (یہ آیت یوں تھی): "ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔ کافروں کے لیے (ولایت علیؑ کی وجہ سے) کہ اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (المعارج:۱۔۲)۔"

پھر امامؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت جبرئیلؑ یہ آیت اسی طرح لے کر حضرت محمدؐ پر نازل ہوئے تھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

27/1606 الكافی،۱/۴۲۲/۴۸/۱ محمد عن ابن عیسی عنه [عَنِ] اَلْحَسَنِ بْنِ سَيْفٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ :فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلِفٍ) فِي أَمْرِ اَلْوَلاَيَةِ (يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ) قَالَ مَنْ أُفِكَ عَنِ اَلْوَلاَيَةِ أُفِكَ عَنِ اَلْجَنَّةِ.

ابوحمزہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس خدا کے قول کے بارے میں یوں روایت کی ہے: "البتہ تم پیچیدہ بات میں پڑے ہوئے ہو (ولایت کے امر میں)۔ اس سے پھرتا وہی ہے جو پھرا ہوا ہے۔ (الذاریات:۸۔۹)۔"

امامؑ نے فرمایا: جو ولایت سے پھر س ہوا ہے وہ جنت سے پھرا ہوا ہے۔ [3]

بیان:

يؤفك يصرف

[1] بحار الانوار: ۲۳/۳۷۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۹؛ المناقب: ۳/۱۰۶؛ تفسیر البرہان: ۵/۴۸۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۴۲۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۴۱۱؛ غایۃ المرام: ۴/۱۹۴

[2] مراۃ العقول: ۵/۶۰

[3] اثبات الھداۃ: ۲/۲۰؛ تفسیر البرہان: ۵/۱۵۸؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۶۸؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۱۲۲؛ تفسیر الصافی: ۵/۶۹؛ تاویل الآیات: ۵۹۵؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/۱۵۳؛ اللوامع النورانیہ: ۶۷۸؛ المناقب: ۳/۹۶؛ تفسیر الصافی: ۵/۶۹

❂ "یوفک" وہ استعمال کرتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ الحسن بن سیف کامل الزیارات کا راوی ہے اور یہ توثیق کافی ہے (واللہ اعلم)

28/1607 الکافی، ۱/۴۲۲/۵۱/۱ علی عن اَلْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ابن أبي حمزة عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (هٰذٰانِ خَصْمٰانِ اِخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيٰابٌ مِنْ نٰارٍ) .

ابن ابوحمزہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں یوں روایت کی ہے: "یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں، پھر جو منکر ہیں (ولایت علیؑ کے) ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے گئے ہیں۔ (الحج:۱۹)۔"

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل تحقیق سے ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

29/1608 الکافی، ۱/۴۲۲/۵۹/۱ أحمد بن مهران عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحَسَنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ هَكَذَا (إِنَّ اَلَّذِينَ) ... (ظَلَمُوا) آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ (لَمْ يَكُنِ اَللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاٰ لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقاً . إِلاّٰ طَرِيقَ جَهَنَّمَ خٰالِدِينَ فِيهٰا أَبَداً وَكٰانَ ذٰلِكَ عَلَى اَللّٰهِ يَسِيراً) ثُمَّ قَالَ (يٰا أَيُّهَا اَلنّٰاسُ قَدْ جٰاءَكُمُ اَلرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ) فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ (فَآمِنُوا خَيْراً لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (فَإِنَّ لِلّٰهِ مٰا فِي اَلسَّمٰاوٰاتِ وَ) مَا فِي (اَلْأَرْضِ) .

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے: "بے شک جن لوگوں نے کفر اور ظلم کیا (آل محمد سے ان کے حق میں) اللہ انہیں کبھی نہیں بخشے گا

---

[1] مرآة العقول: ۵/ ۶۲

[2] مرآة العقول: ۵/ ۶۲

اور نہ ان کو سیدھی راہ دکھائے گا۔ مگر دوزخ کی راہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اللہ پر یہ آسان ہے۔ (النساء: ۱۶۸-۱۶۹)۔"

پھر فرمایا: "اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک بات لے کر (ولایت علیؑ کے سلسلے میں) پس مان لو تا کہ تمہارا بھلا ہو، اور اگر انکار کرو گے (ولایت علیؑ سے) تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور (جو کچھ) زمین میں ہے۔ (النساء: ۱۷۰)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران پر آقا کلینی کا اعتماد ہے اور محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

30/1609 الکافی، ۱/۴۲۳/۱/۵۸ بهذا الاسناد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَكَذَا (فَبَدَّلَ اَلَّذِينَ ظَلَمُوا) آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ (قَوْلاً غَيْرَ اَلَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى اَلَّذِينَ ظَلَمُوا) آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ (رِجْزاً مِنَ اَلسَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ).

انہی اسناد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت حضرت محمدؐ پر اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے: "پس جنہوں نے ظلم کیا (آل محمدؐ سے ان کے حق میں) انہوں نے بدل دیا کلمہ سوائے اس کے جو انہیں کہا گیا تھا، سو ہم نے نازل کیا ان پر جنہوں نے (آل محمدؐ سے ان کے حق میں) ظلم کیا اُن کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔ (البقرۃ: ۵۹)۔"

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

---

[1] اثبات الھداۃ: ۳/۱۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۸۷۱؛ المناقب: ۳/۲۳۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۲۰؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۷۹ و ۳۹/۲۵۰؛ تاویل الآیات: ۳۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۷۶۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۲۱۶؛

[2] مراۃ العقول: ۵/۷۸

[3] بحار الانوار: ۲۴/۲۲۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۲۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۸۳؛ اثبات الھداۃ: ۲/۲۱؛ تفسیر البرہان: ۱/۲۲۹؛ تاویل الآیات: ۶۹؛ تفسیر العیاشی: ۱/۴۵؛ تفسیر الصافی: ۱/۱۳۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۳۰۳

31/1610 الكافی ۱/۴۲۴/۶۴/۱ بهذا الإسناد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ هَكَذَا (فَأَبَىٰ أَكْثَرُ اَلنَّاسِ) بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ (إِلاَّ كُفُوراً) قَالَ وَ نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ هَكَذَا: (وَ قُلِ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ) فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ (فَمَنْ شٰاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَ مَنْ شٰاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنّٰا أَعْتَدْنٰا لِلظّٰالِمِينَ) آلَ مُحَمَّدٍ (نٰاراً).

انہی اسناد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام اس آیت کو اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے: ''پھر بھی اکثر لوگ (ولایت علیؑ سے) انکار کیے بغیر نہ رہے۔ (الاسراء:۸۹)۔''

امامؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے: ''اور کہہ دو کہ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے (ولایت علیؑ کے سلسلے میں)، پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کر دے، بے شک ہم نے (آل محمدؐ سے) ظلم کرنے والوں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے۔ (الکہف:۲۹)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

32/1611 الكافی ۱/۴۲۶/۷۷/۱ الاثنان عن أحمد بن محمد عن الحسن بن محمد الهاشمي عن أبيه عن أحمد بن عيسى عن جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ (يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اَللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهٰا) قَالَ لَمّٰا نَزَلَتْ (إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا اَلَّذِينَ يُقِيمُونَ اَلصَّلاٰةَ وَ يُؤْتُونَ اَلزَّكٰاةَ وَ هُمْ رٰاكِعُونَ) اِجْتَمَعَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي مَسْجِدِ اَلْمَدِينَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ اَلْآيَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنْ كَفَرْنَا بِهَذِهِ اَلْآيَةِ نَكْفُرُ بِسَائِرِهَا وَ إِنْ آمَنَّا فَإِنَّ هَذَا ذُلٌّ حِينَ يُسَلِّطُ عَلَيْنَا اِبْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا قَدْ عَلِمْنَا أَنَّ مُحَمَّداً صَادِقٌ فِيمَا يَقُولُ وَ لَكِنَّا نَتَوَلاَّهُ وَ لاَ نُطِيعُ عَلِيّاً فِيمَا أَمَرَنَا قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ (يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اَللّٰهِ ثُمَّ

---

[1] بحار الانوار: ۲۳/ ۳۷۹؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۲۱؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۲۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۶۹؛ تاویل الآیات: ۲۸۶؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۲۳۱؛ بحر المعارف: ۲/ ۳۸۳؛ اللوامع النورانیہ: ۳۶۰

[2] مراۃ العقول: ۵/ ۸۱

يُنْكِرُونَهَا) يَعْرِفُونَ يَعْنِي وَلاَيَةَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (وَأَكْثَرُهُمُ ٱلْكَافِرُونَ) بِٱلْوَلاَيَةِ.

امام جعفر صادقؑ نے اپنے والد بزرگوارؑ سے اور انہوں نے ان کے جد بزرگوارؑ سے روایت کی ہے، انہوں نے خدا کے قول: "وہ اللہ کی نعمتیں پہچانتے ہیں پھر منکر ہو جاتے ہیں۔(النحل: ۸۳)۔" کے بارے میں فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: "تمہارا ولی تو اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔(المائدہ: ۵۵)۔" تو اصحاب رسولؐ میں سے کچھ لوگ مدینہ کی مسجد میں جمع ہوئے تو ان میں سے بعض نے ایک دوسرے سے کہا: تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

ان میں سے بعض نے کہا: اگر ہم نے اس آیت کا انکار کیا تو ہم کو اس کے باقی تمام کا بھی کرنا ہو گا اور اگر ہم مانیں تو یہ ذلت ہے جبکہ ابن ابی طالب (ع) ہم پر مسلط ہو رہے ہیں۔ پس انہوں نے کہا: ہم جانتے ہیں کہ محمد (ص) جو کچھ کہتے ہیں اس میں سچے ہیں۔ لیکن ہم اس کی ولایت تو قبول کرتے ہیں مگر علی (ع) کا حکم نہیں مانتے جس بارے وہ ہمیں حکم دیتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے: "وہ اللہ کی نعمتیں پہچانتے ہیں پھر منکر ہو جاتے ہیں (وہ پہچانتے ہیں یعنی ولایت علیؑ کو) اور ان میں سے اکثر (ولایت کے بارے میں) ناشکر گزار ہیں۔(النحل: ۸۳)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

33/1612 الکافی،۱/۴۲۸/۱/۸۱ محمد عَنْ حَمْدَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْيَمَانِيِّ عَنْ مَنِيعِ بْنِ ٱلْحَجَّاجِ عَنْ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (لاَ يَنْفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ) يَعْنِي فِي ٱلْمِيثَاقِ (أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً) قَالَ ٱلْإِقْرَارُ بِٱلْأَنْبِيَاءِ وَ ٱلْأَوْصِيَاءِ وَ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ خَاصَّةً قَالَ لاَ يَنْفَعُ إِيمَانُهَا لِأَنَّهَا سُلِبَتْ.

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۴/۵ ۱۳۵؛ بحار الانوار: ۲۴/۹۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۳۱۵ و ۳/۴۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۲۵۰؛ تفسیر الصافی: ۳/۱۳۹ و ۲/۴۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۶۴۴ و ۳/۷۲؛ المناقب: ۳/۴

[2] مراۃ العقول: ۵/۹۶

ہشام بن الحکم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول کے بارے میں اس طرح روایت کی ہے: "کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے (یعنی میثاق میں) ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو۔ (الانعام: ۱۵۸)۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد انبیاء، اوصیاء، اور خاص طور پر امیر المومنینؑ کا اقرار ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس کا ایمان کوئی فائدہ نہیں دیتا گا کیونکہ یہ چھین لیا جاتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عبداللہ بن محمد الیمانی اور منع بن الحجاج دونوں کامل الزیارات کے راوی ہے [3] (واللہ اعلم)

34/1613 الکافی،۱/۴۲۹/۸۲/۱ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ يُونُسَ عَنْ صَبَّاحٍ ٱلْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ ٱللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ: ﴿بَلىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَ أَحاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ﴾ قَالَ إِذَا جَحَدَ إِمَامَةَ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : ﴿فَأُولٰئِكَ أَصْحابُ ٱلنّارِ هُمْ فِيها خالِدُونَ﴾ .

ابو حمزہ سے روایت ہے کہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ نے خدا کے قول: "ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ (البقرۃ:۸۱)۔" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ جب وہ امیر المومنینؑ کی امامت کا انکار کرے۔ "سو وہی دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ایضا)۔" [4]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور اس کی تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۴۹۳؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۴۰۱ و ۶۴/ ۳۳؛ تاویل الآیات: ۱۷۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۷۸۲؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۵۰۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۱۲؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۱۷۳؛ بحر المعارف: ۱/ ۳۳۱؛ اللوامع النورانیہ: ۲۲۱؛ عقود المرجان: ۲/ ۱۱۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۵۴۵

[2] مرآۃ العقول: ۵/ ۱۰۵

[3] کامل الزیارات: ۱۸۴ باب ۵۷ ح ۱

[4] بحار الانوار: ۲۴/ ۴۰۱ و ۸/ ۳۵۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۱۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۹۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۶۴؛ تاویل الآیات: ۸۰؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۲۶۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۵/ ۳۱۸

[5] مرآۃ العقول: ۵/ ۱۰۷

ہے (واللہ اعلم)

35/1614 الكافي ،١/٤٣٠/٨٧/١ علي عن أبيه عن اَلْجَوْهَرِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ (وَ يَسْتَنْبِئُونَكَ أَ حَقٌّ هُوَ) قَالَ مَا تَقُولُ فِي عَلِيٍّ (قُلْ إِي وَ رَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَ مَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ) .

جوہری نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔(یونس:۵۳)'' کے بارے میں فرمایا: تم علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ''کہہ دو ہاں میرے رب کی قسم بے شک یہ سچ ہے، اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔(ایضا)''۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

36/1615 الكافي ،١/٤١٤/١٢/١ الاثنان عن محمد بن أورمة عن علي عن عمه عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (هُوَ اَلَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ اَلْكِتٰابَ مِنْهُ آيٰاتٌ مُحْكَمٰاتٌ هُنَّ أُمُّ اَلْكِتٰابِ) قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَئِمَّةُ : (وَ أُخَرُ مُتَشٰابِهٰاتٌ) قَالَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ: (فَأَمَّا اَلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ) أَصْحَابُهُمْ وَ أَهْلُ وَلاَيَتِهِمْ (فَيَتَّبِعُونَ مٰا تَشٰابَهَ مِنْهُ اِبْتِغٰاءَ اَلْفِتْنَةِ وَ اِبْتِغٰاءَ تَأْوِيلِهِ وَ مٰا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اَللّٰهُ وَ اَلرّٰاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ) أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ.

علی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: ''وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اُس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنیٰ واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں۔(آل عمران:۷)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہؑ ہیں۔''اور دوسری متشابہ ہیں۔(ایضا)'' تو اس سے مراد فلاں اور فلاں ہیں۔''سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں۔(ایضا)''۔ اس سے مراد ان کے اصحاب اور ان کی ولایت ماننے والے ہیں۔''وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ اور

---

[1] تاویل الآیات:۲۲۱؛ بحار الانوار:۲۴/۵۱؛ تفسیر البرہان:۳/۳۳؛ المناقب:۳/۳۹

[2] مرآۃ العقول:۵/۱۲۲

مضبوط علم والوں کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (ایضا)۔" اس سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہؑ ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے اور اس کی تفصیل حدیث (۱۵۲۳) کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

37/1616 الکافی،۱/۱۳/۵۰/۸ سهل عن الديلمي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ (هَلْ أَتٰاكَ حَدِيثُ اَلْغٰاشِيَةِ) قَالَ يَغْشَاهُمُ اَلْقَائِمُ بِالسَّيْفِ قَالَ قُلْتُ (وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خٰاشِعَةٌ) قَالَ خَاضِعَةٌ لاَ تُطِيقُ اَلاِمْتِنَاعَ قَالَ قُلْتُ (عٰامِلَةٌ) قَالَ عَمِلَتْ بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ قَالَ قُلْتُ (نٰاصِبَةٌ) قَالَ نَصَبَتْ غَيْرَ وُلاَةِ اَلْأَمْرِ قَالَ قُلْتُ (تَصْلىٰ نٰاراً حٰامِيَةً) قَالَ تَصْلَى نَارَ اَلْحَرْبِ فِي اَلدُّنْيَا عَلَى عَهْدِ اَلْقَائِمِ وَفِي اَلْآخِرَةِ نَارَ جَهَنَّمَ.

دیلمی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے خدا کے قول: "کیا آپ کے پاس سب کو ڈھانپ لینے والی کا حال پہنچا۔ (الغاشیہ:۱)۔" کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ امام قائمؑ تلوار سے ان جو ڈھانپ لیں گے۔

میں نے عرض کیا: "کئی چہروں پر اس دن ذلت برس رہی ہوگی۔ (الغاشیہ:۲)"؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا مطلب عاجز ہو جانا ہے کہ وہ منع کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

میں نے عرض کیا: "سخت محنت کرنے والے۔ (الغاشیہ:۳)"؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ اس نے اس کے علاوہ کام کیا جو خدا نے نازل کیا۔

میں نے عرض کیا: تھکنے ماندے ہوں گے۔ (ایضا)۔"

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد حقیقی ولی امر کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرنا ہے۔

میں نے عرض کیا: "وہ دہکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے۔ (الغاشیہ:۴)"؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد دنیا میں امام قائمؑ کے زمانے میں جنگ کی آگ میں اور آخرت میں جہنم میں پڑنا ہے۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول:۵/۱۸

[2] تفسیر کنز الدقائق:۱۴/۲۳۸؛ بحار الانوار:۲۴/۳۱۰ و ۵۱/۵۰؛ الصراط المستقیم:۲/۲۵۳؛ ثواب الاعمال:۲۰۸؛ تفسیر نور الثقلین:۵/۵۶۳؛ اثبات الهداة:۵/۶۳؛ تاویل الآیات:۷۶۲؛ تفسیر البرہان:۵/۶۴۲؛ الحجہ:۲۶۱

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

38/1617 الکافی ۱۶۲/۱۶۰/۸، العدة عن سهل عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: لاَ يُبَالِي اَلنَّاصِبُ صَلَّى أَمْ زَنَى وَ هَذِهِ اَلْآيَةُ نَزَلَتْ فِيهِمْ ﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلىٰ نَاراً حَامِيَةً﴾.

حنان سے راویت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: کوئی پرواہ نہیں کہ ناصبی نماز پڑھے یا زنا کرے کیونکہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہو چکی ہے: "سخت محنت کرنے والے (نڈھال اور) تھکے ماندے ہوں گے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے (اور جھلسیں گے)۔ (الغاشیہ: ۳۔۴)۔" [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے مگر عامی ہے اور حنان بھی ثقہ ہے مگر واقفی ہے [4] (واللہ اعلم)

39/1618 الکافی ۲۰۱/۱۶۸/۸، عَلِيٌّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْكُنَاسِيِّ عَمَّنْ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ اَلْغَاشِيَةِ﴾ قَالَ اَلَّذِينَ يَغْشَوْنَ اَلْإِمَامَ إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿لاَ يُسْمِنُ وَ لاَ يُغْنِي مِنْ جُوعٍ﴾ قَالَ لاَ يَنْفَعُهُمْ وَ لاَ يُغْنِيهِمْ لاَ يَنْفَعُهُمُ اَلدُّخُولُ وَ لاَ يُغْنِيهِمُ اَلْقُعُودُ.

محمد الکناسی نے اس سے روایت کی ہے جس نے اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف مرفوع کیا ہے کہ آپؑ نے خدا کے قول: "کیا تیرے پاس ڈھانپنے والی کی بات آن پہنچی ہے۔ (الغاشیہ: ۱)"۔ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ خدا کے اس قول تک: "جو نہ تو موٹا کرے گا اور نہ بھوک سے غنی کرے گا۔ (الغاشیہ: ۷)۔" آپؑ نے فرمایا: نہ ان کو فائدہ دے گا اور نہ ان کو بے نیاز کرے گا

[1] مرآة العقول: ۵/ ۱۱۰؛ البضاعة المزجاة: ۱/ ۳۹۳

[2] تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۲۴۸؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۶۴۳؛ بحار الانوار: ۸/ ۳۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۶۳؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۳۲۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۵۹؛ مسند سہل بن زیاد: ۴/ ۳۸۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۸/ ۵۸

[3] مرآة العقول: ۲۶/ ۲۴؛ البضاعة المزجاة: ۲/ ۳۸۴

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۰۱

اور نہ ہی ان کو (امامؑ کے پاس) داخل ہونا فائدہ دے گا اور نہ ہی ان کو بیٹھنا بے نیاز کرے گا۔ [1]

بیان:

یغشون من الغش أو الغشیان کما مضی فی باب وجوب النصیحۃ لھم

وہ بے ہوش ہوتے ہیں، جیسا کہ باب وجوب "النصیحۃ لھم" میں گزر چکا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [2] یا پھر حدیث مرسل ہے [3] اور میرے نزدیک مرفوع ہے (واللہ اعلم)

40/1619 الکافی،۸/۵۰/۱۴ عنه عن محمد بن سلیمان عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمٰانِهِمْ لاٰ يَبْعَثُ اَللّٰهُ مَنْ يَمُوتُ بَلىٰ وَعْداً عَلَيْهِ حَقًّا وَ لٰكِنَّ أَكْثَرَ اَلنّٰاسِ لاٰ يَعْلَمُونَ) قَالَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا بَصِيرٍ مَا تَقُولُ فِي هَذِهِ اَلْآيَةِ قَالَ قُلْتُ إِنَّ اَلْمُشْرِكِينَ يَزْعُمُونَ وَ يَحْلِفُونَ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّ اَللَّهَ لاَ يَبْعَثُ اَلْمَوْتَى قَالَ فَقَالَ تَبّاً لِمَنْ قَالَ هَذَا سَلْهُمْ هَلْ كَانَ اَلْمُشْرِكُونَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ أَمْ بِاللاَّتِ وَ اَلْعُزَّى قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَوْجِدْنِيهِ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا بَصِيرٍ لَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا بَعَثَ اَللَّهُ إِلَيْهِ قَوْماً مِنْ شِيعَتِنَا قِبَاعُ سُيُوفِهِمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ فَيَبْلُغُ ذَلِكَ قَوْماً مِنْ شِيعَتِنَا لَمْ يَمُوتُوا فَيَقُولُونَ بُعِثَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ وَ فُلاَنٌ مِنْ قُبُورِهِمْ وَ هُمْ مَعَ اَلْقَائِمِ فَيَبْلُغُ ذَلِكَ قَوْماً مِنْ عَدُوِّنَا فَيَقُولُونَ يَا مَعْشَرَ اَلشِّيعَةِ مَا أَكْذَبَكُمْ هَذِهِ دَوْلَتُكُمْ وَ أَنْتُمْ تَقُولُونَ فِيهَا اَلْكَذِبَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا عَاشَ هَؤُلاَءِ وَ لاَ يَعِيشُونَ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ قَالَ فَحَكَى اَللَّهُ قَوْلَهُمْ فَقَالَ (وَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمٰانِهِمْ لاٰ يَبْعَثُ اَللّٰهُ مَنْ يَمُوتُ).

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: "اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے

---

[1] الوافی: ۲۶/ ۴۴۶ ح ۲۵۵۴۰؛ بحارالانوار: ۲۴/ ۶۴ ۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۲۶؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۶۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۲۵۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۳۱۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۸/ ۱۵

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۶۸

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۵۹۰

ہیں کہ اللہ نہیں اٹھائے گا اس شخص کو جو مر جائے گا، ہاں اس نے اپنے ذمہ پکا وعدہ کرلیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔(النحل:۳۸)" کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوبصیر! تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: مشرکین گمان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قسمیں کھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کرے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: لعنت ہے اس کے لیے جس نے یہ کہا ہے۔ کیا مشرکین اللہ عزوجل کی قسم کھاتے ہیں یا لات اور عزیٰ کی؟

میں نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر فدا ہوں! میرے لیے اسے واضح فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابوبصیر! جب ہمارے قائمؑ ظہور کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ہمارے شیعوں کی ایک جماعت کو روانہ کرے گا وہ اس حالت میں ہوں گے کہ ان کے ہاتھ تلواروں کے دستوں پر ہوں گے اور یہ خبر ہمارے ان شیعوں تک پہنچے گی جو ابھی مرے نہیں ہوں گے تو وہ کہیں گے: فلاں، فلاں اور فلاں کو قبروں کو نکالا گیا ہے اور وہ قائم آل محمدؑ کے ساتھ ہیں۔ پس جب یہ خبر ہمارے دشمنوں تک پہنچے گی تو وہ کہیں گے: اے شیعو! تم کتنے جھوٹے ہو۔ یہ تمھاری حکومت ہے اور تم جھوٹ بول رہے ہو۔ خدا کی قسم! کوئی بھی زندہ نہیں ہوا اور قیامت تک کوئی زندہ نہیں ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: پس اللہ نے ان کے قول کی حکایت کی ہے کہ: "اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ نہیں اٹھائے گا اس شخص کو جو مر جائے گا۔"[1]

بیان:

أوجدنيه أظفرني به قبيعة السيف ما على طرف مقبضه من فضة أو حديدة و كونها على عاتقهم كناية عن تهيئتهم للقتال مع العدو

"اوجدنیہ" اس نے اس کے ذریعہ مجھے کامیاب بنایا۔ "قبیعۃ" وہ تلوار کے قبضہ کے چاروں طرف چاندی ہو یا لوہا ہو ہو دشمنوں سے قتال میں زبردست ہو۔

---

[1] تاویل الآیات:۲۵۸؛ تفسیر البرہان:۳/۴۲۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/۲۰۸؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۵۴؛ سعد السعود:۱۱۶؛ بحار الانوار:۵۳/۹۲؛ تفسیر الصافی:۳/۱۳۵؛ اثبات الھداۃ:۵/۹۲؛ تاویل الآیات:۲۵۸؛ تفسیر العیاشی:۲/۲۵۹؛ الحجۃ:۱۲۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۷/۱۷۰؛ مسند ابی بصیر:۱/۴۸۲؛ مسند سہل بن زیاد:۵/۴۶۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ ①

41/1620 الکافی، ۸/۵۱/۱۵ علی عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ بَدْرِ بْنِ الْخَلِيلِ الْأَسَدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنٰا إِذٰا هُمْ مِنْهٰا يَرْكُضُونَ `لاٰ تَرْكُضُوا وَ اِرْجِعُوا إِلىٰ مٰا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَ مَسٰاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُونَ) قَالَ إِذَا قَامَ اَلْقَائِمُ وَ بَعَثَ إِلَى بَنِي أُمَيَّةَ بِالشَّامِ فَهَرَبُوا إِلَى اَلرُّومِ فَيَقُولُ لَهُمُ اَلرُّومُ لاَ نُدْخِلَنَّكُمْ حَتَّى تَتَنَصَّرُوا فَيُعَلِّقُونَ فِي أَعْنَاقِهِمُ اَلصُّلْبَانَ فَيُدْخِلُونَهُمْ فَإِذَا نَزَلَ بِحَضْرَتِهِمْ أَصْحَابُ اَلْقَائِمِ طَلَبُوا اَلْأَمَانَ وَ اَلصُّلْحَ فَيَقُولُ أَصْحَابُ اَلْقَائِمِ لاَ نَفْعَلُ حَتَّى تَدْفَعُوا إِلَيْنَا مَنْ قِبَلَكُمْ مِنَّا قَالَ فَيَدْفَعُونَهُمْ إِلَيْهِمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: (لاٰ تَرْكُضُوا وَ اِرْجِعُوا إِلىٰ مٰا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَ مَسٰاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُونَ) قَالَ يَسْأَلُهُمُ اَلْكُنُوزَ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِهَا قَالَ فَيَقُولُونَ (يٰا وَيْلَنٰا إِنّٰا كُنّٰا ظٰالِمِينَ `فَمٰا زٰالَتْ تِلْكَ دَعْوٰاهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰاهُمْ حَصِيداً خٰامِدِينَ) بِالسَّيْفِ.

بدر بن خلیل اسدی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے خدا کے قول: "پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں جاؤ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ (الانبیاء:۱۲۔۱۳)"۔ کے بارے میں فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو ان کو بنواُمیہ کی طرف شام میں بھیجا جائے گا تو بنواُمیہ والے وہاں سے روم (اٹلی) کی طرف فرار کر جائیں گے۔ جب وہ روم کی سرحد پر جائیں گے تو رومی ان سے کہیں گے: ہم تمہیں اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دیں گے مگر اس صورت میں کہ تم سب ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ سب نصاریٰ مذہب کو قبول کر لیں گے اور نصاریٰ ان کے گلوں میں صلیب کا نشان ڈال دیں گے۔ پھر ان کو روم میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ پس جب امام قائمؑ کا لشکر وہاں جائے گا تو روم والے آپؑ سے امان طلب کریں گے اور صلح کی خواہش کریں گے تو امام قائمؑ کے اصحاب ان سے کہیں گے: ہم نہ امان دیں گے اور نہ صلح کریں گے مگر اس صورت میں کہ تم بنواُمیہ کو ہمیں واپس کر دو۔ پس روم

---

① مرآۃ العقول: ۲۵/۱۱۱؛ البغاۃ الم جاۃ: ۱/۴۹۵

والے بنواُمیہ کو اصحابِ امام قائمؑ کے سپرد کردیں گے پس اسی سلسلے میں اللہ کا یہ قول ہے:

'' بھاگو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں جاؤ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔(الانبیاء:۱۴)۔''

آپؑ نے فرمایا: ان کے خزانوں کے بارے میں ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ ان کو جانتے ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: اس وقت وہ کہیں گے: '' ہائے افسوس ہم ہی ظالم تھے اور یہ اس طرح پکارتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کو کاٹے ہوئے کھیت کی مانند کردیا جائے اور ان کو کاٹا جائے گا۔(الانبیاء:۱۴۔۱۵)۔'' ان کو تلوار کے ساتھ کاٹا جائے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔ [2]

42/1621 الکافی ۸/۵۷/۱۸ العدة عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِساً إِذْ أَقْبَلَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ فِيكَ شَبَهاً مِنْ عِيسَى اِبْنِ مَرْيَمَ وَ لَوْ لاَ أَنْ تَقُولَ فِيكَ طَوَائِفُ مِنْ أُمَّتِي مَا قَالَتِ اَلنَّصَارَى فِي عِيسَى اِبْنِ مَرْيَمَ لَقُلْتُ فِيكَ قَوْلاً لاَ تَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنَ اَلنَّاسِ إِلاَّ أَخَذُوا اَلتُّرَابَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْكَ يَلْتَمِسُونَ بِذَلِكَ اَلْبَرَكَةَ قَالَ فَغَضِبَ اَلْأَعْرَابِيَّانِ وَ اَلْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَ عِدَّةٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَعَهُمْ فَقَالُوا مَا رَضِيَ أَنْ يَضْرِبَ لاِبْنِ عَمِّهِ مَثَلاً إِلاَّ عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ: (وَلَمّٰا ضُرِبَ اِبْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذٰا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَ قٰالُوا أَ آلِهَتُنٰا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مٰا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلاّٰ جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلاّٰ عَبْدٌ أَنْعَمْنٰا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰاهُ مَثَلاً لِبَنِي إِسْرٰائِيلَ ۝ وَ لَوْ نَشٰاءُ لَجَعَلْنٰا مِنْكُمْ) يَعْنِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ: (مَلاٰئِكَةً فِي اَلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ) قَالَ فَغَضِبَ اَلْحَارِثُ بْنُ عَمْرٍو اَلْفِهْرِيُّ فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ إِنْ كٰانَ هٰذٰا هُوَ اَلْحَقَّ مِنْ

---

[1] تاویل الآیات: ۳۲۰؛ مجمع البحرین: ۴/ ۲۰۷؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۷۷؛ اثبات الهداة: ۵/ ۹۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/ ۳۹۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۱۴؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۸۰۴؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۳۲؛ المحجہ: ۱۴۸؛ عقود المرجان: ۳/ ۲۸۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۹/ ۱۲۸

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۱۱۲؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۱/ ۴۹۷

عِنْدِكَ) أَنَّ بَنِي هَاشِمٍ يَتَوَارَثُونَ هِرَقْلاً بَعْدَ هِرَقْلٍ (فَأَمْطِرْ عَلَيْنا حِجارَةً مِنَ السَّماءِ أَوِ ائْتِنا بِعَذابٍ أَلِيمٍ) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ مَقَالَةَ الْحَارِثِ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَما كانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَما كانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ) ثُمَّ قَالَ لَهُ يَا ابْنَ عَمْرٍو إِمَّا تُبْتَ وَإِمَّا رَحَلْتَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ بَلْ تَجْعَلُ لِسَائِرِ قُرَيْشٍ شَيْئاً مِمَّا فِي يَدَيْكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ بَنُو هَاشِمٍ بِمَكْرُمَةِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيَّ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قَلْبِي مَا يُتَابِعُنِي عَلَى التَّوْبَةِ وَلَكِنْ أَرْحَلُ عَنْكَ فَدَعَا بِرَاحِلَتِهِ فَرَكِبَهَا فَلَمَّا صَارَ بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَتَتْهُ جَنْدَلَةٌ فَرَضَخَتْ هَامَتَهُ ثُمَّ أَتَى الْوَحْيُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَالَ (سَأَلَ سائِلٌ بِعَذابٍ واقِعٍ لِلْكافِرينَ) بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ (لَيْسَ لَهُ دافِعٌ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعارِجِ) قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّا لَا نَقْرَؤُهَا هَكَذَا فَقَالَ هَكَذَا وَاللَّهِ نَزَلَ بِهَا جَبْرَئِيلُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَهَكَذَا هُوَ وَاللَّهِ مُثْبَتٌ فِي مُصْحَفِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِمَنْ حَوْلَهُ مِنَ الْمُنَافِقِينَ انْطَلِقُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ فَقَدْ أَتَاهُ مَا اسْتَفْتَحَ بِهِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَاسْتَفْتَحُوا وَخابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ).

ابوبصیر سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خداؐ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ امیر المومنینؑ تشریف لائے تو رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی ایک مثل وشباہت پائی جاتی ہے اور اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ میری اُمت کا ایک گروہ آپؑ کے بارے میں وہ کچھ نہ کہہ دے جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں کہا تھا تو مَیں آپؑ کے وہ فضائل بیان کروں کہ آپؑ جہاں سے گزریں لوگ آپؑ کے قدموں کی خاک برکت حاصل کرنے کے لیے اُٹھالیں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب رسول خداؐ نے یہ فرمایا تو دو اعرابی اور قریش میں سے مغیرہ بن شعبہ اور اس کے ساتھ جو دوسرے قریشی موجود تھے وہ ناراحت ہو گئے اور کہا: محمدؐ کو اپنے چچازاد بھائی کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا جس کو عیسیٰ بن مریمؑ سے تشبیہ دیتے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور جب ابن مریمؑ کی مثال دی گئی تو آپؐ کی قوم نے اس پر شور مچایا اور وہ کہتے ہیں: کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ انھوں نے عیسیٰؑ کی مثال صرف برائے بحث بیان کی ہے بلکہ یہ لوگ تو جھگڑالو ہیں۔ وہ تو بس ہمارے بندے ہیں جن پر ہم نے

انعام نازل کیا اور ہم نے انھیں بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنا دیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہاری جگہ فرشتوں کو جانشین بنا دیتے۔(زخرف: آیت ۵۷ تا ۶۰)۔"

راوی کہتا ہے کہ پس حارث بن عمرو الفہری غضبناک ہو گیا اور اس نے کہا: اے خدایا! اگر یہ تیری طرف سے حق و سچ ہے کہ بنو ہاشم عرب کے افتخارات کے یکے بعد دیگرے وارث ہیں تو مجھ پر آسمان سے سنگ باری کر دے یا کوئی دردناک عذاب نازل کر دے۔

پس خدا نے حارث کے قول کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی: "اللہ ان کو اس وقت تک عذاب نہیں دے گا جب تک آپؐ ان کے درمیان موجود ہیں اور اللہ ان کو اس وقت تک عذاب نہیں دے گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔(الانفال: ۳۳)۔"

اس کے بعد رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: اے ابن عمرو! یا توبہ کر لے یا یہاں سے چلا جا۔

اس نے کہا: اے محمد (ص)! جو چیز تیرے پاس ہے وہ بنو ہاشم کے لیے رکھ لے کیونکہ مکرت تو بنو ہاشم ہی کی طرف چلی گئی ہے۔

رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: یہ میرا اختیار نہیں بلکہ یہ اللہ کا اختیار ہے۔

اس نے کہا: اے محمد (ص)! میرا دل نہیں چاہتا کہ میں توبہ کروں۔ ہاں میں تم سے دُور چلا جاتا ہوں۔ پس اس نے اپنا اُونٹ طلب کیا اور اس پر سوار ہوا اور جیسے ہی وہ مدینہ سے باہر نکلا تو ایک بڑا پتھر اس پر آن گرا اور اس نے اس کے دماغ کو کچل دیا۔

اس کے بعد رسول خداؐ پر وحی نازل ہوئی: "اور سوال کرنے والے نے اللہ سے ایک ایسے عذاب کا سوال کیا جو (ولایت علیؑ کا) کفر کرنے والوں کے لیے واقع ہوا ہے۔ جس سے دفاع نہیں کیا جا سکتا اور اللہ صاحب قدرت و درجات کی طرف سے ہے۔(المعارج: ۱ تا ۳)۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ہم تو اس آیت کو اس طرح نہیں پڑھتے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت جبرئیلؑ اس آیت کو اسی طرح لے کر رسول خداؐ پر نازل ہوئے تھے اور اللہ کی قسم! حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے مصحف میں بھی ایسے ہی درج ہے۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے اپنے اطراف موجود منافقین سے فرمایا: جاؤ اپنے ساتھی کی خبر لو کہ اس نے جس کو طلب کیا تھا وہ اس کو مل چکا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور انہوں نے فیصلہ چاہا اور ہر ایک سرکش ضدی

نامراد ہوا۔(ابراہیم:۱۵)۔"[1]

بیان:

هرقل ملك الروم كأنه أراد أن سلطنة بني هاشم بالتوارث إن كان حقا

"ھرقل" اس سے مراد روم کا بادشاہ ہے گویا کہ اس نے بنوہاشم کو حکومت بطور وراثت دینے کا ارادہ کیا اگر وہ حق ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[2]

43/1622 الکافی،۱۹/۵۸/۸ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (ظَهَرَ اَلْفَسادُ فِي اَلْبَرِّ وَ اَلْبَحْرِ بِما كَسَبَتْ أَيْدِي اَلنّاسِ) قَالَ ذَاكَ وَ اَللَّهِ حِينَ قَالَتِ اَلْأَنْصَارُ مِنَّا أَمِيرٌ وَ مِنْكُمْ أَمِيرٌ.

محمد سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے۔(الروم:۴۱)۔" کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! یہ وہ وقت تھا جب انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہونا چاہیے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔[4]

44/1623 الکافی،۳۲۵/۲۳۹/۸ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن البصري عَنْ أَبِي اَلْعَبَّاسِ اَلْمَكِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عُمَرَ لَقِيَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَنْتَ اَلَّذِي تَقْرَأُ هَذِهِ اَلْآيَةَ (بِأَيِّكُمُ اَلْمَفْتُونُ) تَعَرُّضاً بِي وَ بِصَاحِبِي قَالَ أَفَلاَ أُخْبِرُكَ بِآيَةٍ

---

[1] بحار الانوار:۳۵/۳۳۲/۳۳۲؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۵۳۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۵/۳۳۶؛ تفسیر البرہان:۲/۶۷۹و۴/۸۷۶و۵/۸۳و۳/۲۹۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۷/۴۰؛ تفسیر الصافی:۲/۲۹۸؛ الکوثر موسوی:۳/۳۱۷؛ اللوامع النورانیہ:۲۲۲؛ المختصر:۱۰۵

[2] مرآۃ العقول:۲۵/۱۲۹؛ البضاعۃ المزجاۃ:۱/۵۳۳

[3] اثبات الھداۃ:۱/۱۲۳؛ بحار الانوار:۲۸/۲۵۰؛ تفسیر نور الثقلین:۴/۱۹۱؛ تفسیر البرہان:۴/۳۵۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۰/۲۱۳؛ تفسیر الصافی:۴/۱۳۵

[4] مرآۃ العقول:۲۵/۱۳۰؛ البضاعۃ المزجاۃ:۱/۵۳۵

نَزَلَتْ فِي بَنِي أُمَيَّةَ : (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي اَلْأَرْضِ وَ تُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ) فَقَالَ كَذَبْتَ بَنُو أُمَيَّةَ أَوْصَلُ لِلرَّحِمِ مِنْكَ وَ لَكِنَّكَ أَبَيْتَ إِلاَّ عَدَاوَةً لِبَنِي تَيْمٍ وَ عَدِيٍّ وَ بَنِي أُمَيَّةَ .

ابو العباس مکی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: عمر کی علی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: آپ یہ آیت پڑھ رہے ہیں: ”تم میں سے کون دیوانہ ہے۔(القلم:٦)۔“ اور اسے مجھ پر اور میرے ساتھی پر لاگو کر رہے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک آیت کی خبر نہ دوں جو بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ”پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔(محمد:٢٢)۔“

تو اس نے کہا: آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ بنی امیہ رشتہ داری میں آپ سے بہتر ہیں لیکن آپ کو بنو تیم و عدی اور بنو امیہ سے دشمنی کے علاوہ کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سب راوی تفسیر القمی کے راوی اور ثقہ ہیں اور حدیث بھی تفسیر میں موجود ہے (واللہ اعلم)

45/1624 الكافي،٨/١٠٣/٧٧ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ أَبَانٍ عَنِ اَلْحَارِثِ اَلنَّصْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (اَلَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اَللَّهِ كُفْراً) قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي ذَلِكَ قُلْتُ نَقُولُ هُمُ اَلْأَفْجَرَانِ مِنْ قُرَيْشٍ بَنُو أُمَيَّةَ وَ بَنُو اَلْمُغِيرَةِ قَالَ ثُمَّ قَالَ هِيَ وَ اَللَّهِ قُرَيْشٌ قَاطِبَةً إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَاطَبَ نَبِيَّهُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ إِنِّي فَضَّلْتُ قُرَيْشاً عَلَى اَلْعَرَبِ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْهِمْ نِعْمَتِي وَ بَعَثْتُ إِلَيْهِمْ رَسُولِي فَبَدَّلُوا نِعْمَتِي كُفْراً (وَ أَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ اَلْبَوَارِ) .

① تفسیر القمی: ٢/٣٠٨؛ تفسیر کنز الدقائق: ١٢/٢٤٠ و ١٣/٣٧٩؛ تفسیر البرہان: ٥/٦٦ و ٤٥٦؛ بحار الانوار: ٣٠/٤٦١ و ٣١/٥٣٣؛ تفسیر نور الثقلین: ٥/٣٩٣ و ٥/٤٠؛ مسند الامام الباقرؑ: ٥/٤٦٢

② مرآۃ العقول: ٢٦/١٩٥

حارث نصری سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: "جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی۔ (ابراہیم: ۲۸)" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہم کہتے ہیں کہ یہ قریش میں سے بنوامیہ اور بنوالمغیرہ ظالم ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ پوری طرح قریش کے بارے میں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا اور فرمایا: بے شک میں نے قریش کو عربوں پر فضیلت دی اور میں نے ان پر اپنی نعمت پوری کی اور میں نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا، لیکن انہوں نے میری نعمت کو کفر سے بدل دیا "اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیا۔ (ابراہیم: ۲۸)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

46/1625 الکافی ۲۱۱/۱۸۴/۸ علی عن البرقی عن أبیه عَنْ أَبِي جُنَادَةَ اَلْحُصَيْنِ بْنِ اَلْمُخَارِقِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ وَرْقَاءَ بْنِ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ اَلسَّلُولِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أُولٰئِكَ اَلَّذِينَ يَعْلَمُ اَللَّهُ مٰا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ) فَقَدْ سَبَقَتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ اَلشَّقَاءِ وَ سَبَقَ لَهُمُ اَلْعَذَابُ (وَ قُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيغاً).

رسول اللہؐ کے صحابی ابو جنادۃ حصین بن مخارق بن عبدالرحمٰن بن ورقا بن حبشی بن جنادۃ السلولی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں یوں روایت کیا ہے: "یہ وہ لوگ ہیں اللہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے، پس تو انہیں نظر انداز کر (پس تحقیق ان سے شقاوت کا کلمہ سبقت لے چکا اور ان کے لیے

[1] بحار الانوار: ۳۰/۲۶۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۵۴۳؛ الجواہر السنیہ: ۲۶۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۶۳؛ تفسیر البرہان: ۳/۳۰۶؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۲۹؛ بحار الانوار: ۹/۲۱۸ و ۲۴/۵۵؛ تفسیر الصافی: ۳/۸۷؛ غایۃ المرام: ۴/۵۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۱۵۵؛ السیرۃ النبویہ بنظر اہل البیتؑ: ۳/۵۷۸

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/۲۵۱؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۱۷۵

عذاب آگے بڑھ چکا) اور آپ ان سے ان کے بارے میں موثر بات کہیں۔ (النساء:٦٣)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

47/1626 الکافی ۸/۱۹۹/۲۳۹ محمد عن ابن عیسی عن الحسین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُصَيْنِ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ اَلْقُمِّيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ حَسِبُوا أَلاَّ تَكُونَ فِتْنَةٌ) قَالَ حَيْثُ كَانَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ (فَعَمُوا وَ صَمُّوا) حَيْثُ قُبِضَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (ثُمَّ تابَ اَللهُ عَلَيْهِمْ) حَيْثُ قَامَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ (ثُمَّ عَمُوا وَ صَمُّوا) إِلَى اَلسَّاعَةِ.

خالد بن یزید قمی نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: "اور یہی گمان کیا کہ کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔ (المائدۃ:۷۱)۔" کے بارے میں فرمایا: یہ اس وقت تھا جب رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان موجود تھے۔ "پھر اندھے اور بہرے ہوئے۔ (ایضا)۔" یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ "پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔ (ایضا)۔" یہ اس وقت ہوا جب امیر المومنین علیہ السلام نے قیام کیا۔ "پھر اندھے اور بہرے ہو گئے۔ (ایضا)۔" یہ ساعت (یعنی مخصوص وقت) تک ہوگا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[4] اور اس کی سند تاویل لآیات میں ہے جو تفسیر علی بن ابراہیم سے نقل ہے اور تفسیر میں توثیق موجود ہے (واللہ اعلم)

48/1627 الکافی ۸/۳۰۴/۴۷۱ الثلاثة عن ابن أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو اَلْخَطَّابِ فِي أَحْسَنِ مَا يَكُونُ حَالاً قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِذَا ذُكِرَ

---

[1] تفسیر البرہان:۲/۱۱۷و۲/۱۲۲؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۵۵؛ تفسیر العیاشی:۱/۲۵۵؛ تفسیر الصافی:۱/۴۶۷

[2] مراۃ العقول:۲۶/۷۷

[3] تفسیر العیاشی:۱/۳۳۴؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۶۵۹؛ بحار الانوار:۲۳/۳۰۸و۲۸/۲۵۱؛ تفسیر البرہان:۲/۳۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق:۴/۱۹۹؛ تفسیر الصافی:۲/۷۲؛ تاویل الآیات:۱۶۵؛ مستدرک سفینۃ البحار:۸/۱۲۰

[4] مراۃ العقول:۲۶/۱۰۳

اَللّٰهُ وَحْدَهُ اِشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ اَلَّذِينَ لاٰ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ) فَقَالَ (وَ إِذٰا ذُكِرَ اَللّٰهُ وَحْدَهُ) بِطَاعَةِ مَنْ أَمَرَ اَللّٰهُ بِطَاعَتِهِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ اِشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ اَلَّذِينَ لاٰ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذٰا ذُكِرَ اَلَّذِينَ لَمْ يَأْمُرِ اَللّٰهُ بِطَاعَتِهِمْ (إِذٰا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ).

زرارہ سے روایت کہ مجھ سے ابوالخطاب نے ان دنوں بیان کیا جبکہ اس کے حالات احسن تھے (یعنی عقیدہ حق پر تھے امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: ''اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں۔(الزمر:۴۵)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جائے تو آل محمدؐ میں سے جس کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے اس کی اطاعت کی جائے تو ''جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب ان لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔(ایضا)۔'' جن کی اطاعت کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔'' تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔(ایضا)۔''[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے اور اسے حسن بھی شمار کیا جاسکتا ہے کیونکہ ابی الخطاب سے استقامت کی حالت میں روایت کیا گیا ہے[2] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

49/1628 الکافی،۸/۳۳۴/۵۲۳ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اَلْقُمِّيُّ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ اَلصَّلْتِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حُسَيْنٍ اَلْجَمَّالِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى : (رَبَّنٰا أَرِنَا اَلَّذَيْنِ أَضَلاّٰنٰا مِنَ اَلْجِنِّ وَ اَلْإِنْسِ نَجْعَلْهُمٰا تَحْتَ أَقْدٰامِنٰا لِيَكُونٰا مِنَ اَلْأَسْفَلِينَ) قَالَ هُمَا ثُمَّ قَالَ وَ كَانَ فُلاَنٌ شَيْطَاناً.

حسین جمال سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اے ہمارے رب ہمیں وہ لوگ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے، ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تا کہ وہ بہت ذلیل ہوں۔(فصلت:۲۹)۔'' کے بارے میں فرمایا: اس سے وہ دو مراد ہیں۔
پھر فرمایا: اور فلاں شیطان تھا۔[3]

---

[1] تفسیر البرہان: ۴/۷۱۴؛ تاویل الآیات: ۵۰۷؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۶۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۳۱۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۴۹۰؛ تفسیر الصافی: ۴/۳۲۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۳۴۴؛ عقود المرجان: ۴/۲۹۷

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۳۸۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/۳۴

[3] تاویل الآیات: ۵۲۲؛ تفسیر البرہان: ۴/۷۸۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۴۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۴۴۵؛ بحار الانوار: ۳۰/۲۷۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۳۶۰؛ غایۃ المرام: ۳/۱۶۰ و ۴/۳۶۵

بیان:

کان فلان کنایة عن الثانی و کأنه یعنی به بأن الجن کنایة عنه و الإنس عن الأول

"کان فلان" یہ کنایۃ ہے ثانی سے اور گویا کہ اس سے مراد وہی ہے لہٰذا جن کا کنایہ اس کے لیے ہے اور الانس سے مراد اول ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور احتمال ہے کہ اگر الجمال، حسین بن ابی سعید المکاری ہو تو حدیث حسن یا موثق ہے۔ [1]

50/1629 الکافی، ۵۲۴/۳۳۴/۸ يُونُسُ عَنْ سَوْرَةَ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ ٱللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (رَبَّنٰا أَرِنَا ٱلَّذَيْنِ أَضَلاّٰنٰا مِنَ ٱلْجِنِّ وَ ٱلْإِنْسِ نَجْعَلْهُمٰا تَحْتَ أَقْدٰامِنٰا لِيَكُونٰا مِنَ ٱلْأَسْفَلِينَ) قَالَ يَا سَوْرَةُ هُمَا وَ ٱللَّهِ هُمَا ثَلاَثاً وَ ٱللَّهِ يَا سَوْرَةُ إِنَّا لَخُزَّانُ عِلْمِ ٱللَّهِ فِي ٱلسَّمَاءِ وَ إِنَّا لَخُزَّانُ عِلْمِ ٱللَّهِ فِي ٱلْأَرْضِ.

سورہ بن کلیب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول: "اے ہمارے رب ہمیں وہ لوگ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے، ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تا کہ وہ بہت ذلیل ہوں۔ (فصلت: ۲۹)۔" کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد وہ دونوں ہیں، آپؑ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اے سورہ! درحقیقت ہم آسمانوں میں خدا کے علم کا ذخیرہ ہیں اور ہم زمین پر بھی خدا کے علم کا ذخیرہ ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے حسن شمار کرنا بھی ممکن ہے کیونکہ ظاہراً سورۃ دراصل الاسدی ہے [3] اور حدیث مجہول ہے [4] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

51/1630 الکافی، ۵۲۵/۳۳۴/۸ محمد عن ابن عیسی عن الحسین عن ٱلْجَعْفَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ٱلْحَسَنِ

---

[1] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/ ۱۶۵

[2] تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۴۴۵؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۷۸۶؛ بحار الانوار: ۳۰/ ۲۷۰؛ تاویل الآیات: ۵۲۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۵۴۵؛ بحر المعارف: ۲/ ۶۵۰؛ غایۃ المرام: ۴/ ۳۶۶

[3] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۸۸

[4] البضاعۃ المزجاۃ: ۳/ ۱۶۶

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (إِذْ يُبَيِّتُونَ مٰا لاٰ يَرْضىٰ مِنَ اَلْقَوْلِ) قَالَ يَعْنِي فُلاَناً وَ فُلاَناً وَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ اَلْجَرَّاحِ.

جعفری سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے سنا، آپؑ خدا کے قول: ”جب رات کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ (النساء: ۱۰۸)“ کے بارے میں فرماتے تھے: یعنی فلانا، فلانا اور ابوفلاں بن فلاں۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ ②

52/1631 الكافی، ۸/۳۳۴/۵۲۶ علی عن أبیه و محمد بن إسماعیل و غیره عن بزرج عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلنَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أُولٰئِكَ اَلَّذِينَ يَعْلَمُ اَللّٰهُ مٰا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيغاً) يَعْنِي وَ اَللَّهِ فُلاَناً وَ فُلاَناً: (وَ مٰا أَرْسَلْنٰا مِنْ رَسُولٍ إِلاّٰ لِيُطٰاعَ بِإِذْنِ اَللّٰهِ وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جٰاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اَللّٰهَ وَ اِسْتَغْفَرَ لَهُمُ اَلرَّسُولُ لَوَجَدُوا اَللّٰهَ تَوّٰاباً رَحِيماً) يَعْنِي وَ اَللَّهِ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِمَّا صَنَعُوا أَيْ لَوْ جَاءُوكَ بِهَا يَا عَلِيُّ فَاسْتَغْفَرُوا اَللَّهَ مِمَّا صَنَعُوا وَ اِسْتَغْفَرَ لَهُمُ اَلرَّسُولُ لَوَجَدُوا اَللَّهَ تَوَّاباً رَحِيماً: (فَلاٰ وَ رَبِّكَ لاٰ يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمٰا شَجَرَ بَيْنَهُمْ) فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هُوَ وَ اَللَّهِ عَلِيٌّ بِعَيْنِهِ: (ثُمَّ لاٰ يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمّٰا قَضَيْتَ) عَلَى لِسَانِكَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ يَعْنِي بِهِ مِنْ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ: (وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيماً) لِعَلِيٍّ.

عبداللہ بن نجاشی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا، آپؑ خدا کے اس قول کے بارے میں یوں فرماتے تھے: ”یہ وہ لوگ ہیں اللہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے، پس تو انہیں نظر انداز کر اور آپ ان سے ان کے بارے میں موثر بات کہیں۔ (النساء: ٦٣)۔“ یعنی اللہ کی قسم! فلاں اور فلاں ہیں۔

---

① تفسیر کنز الدقائق: ۳/۵۳۶؛ تفسیر البرہان: ۲/۱۷۱ و ۱۳۴؛ بحار الانوار: ۳۰/۲۷۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۵۴۸؛ المحتضر: ۱۰۶؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۲/۳۷

② مرآۃ العقول: ۲۶/۳۸۹؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/۱۹۷

''اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے، اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تو تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً، یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔(ایضا)۔''یعنی اللہ کی قسم! نبیؐ اور علیؑ کے ساتھ جو کچھ انہوں نے کیا، اے علیؑ! اگر یہ آپ کے پاس آئیں اور اپنے کرتوتوں پر اللہ سے استغفار کریں اور رسولؐ بھی ان کے لیے استغفار کریں تو وہ اللہ کو تو بہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔''سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں۔(النساء:٦٥)۔''

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اس سے مراد خدا کی قسم! خود حضرت علیؑ ہیں۔''پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں۔(ایضا)۔'' آپؑ کی زبان پر یا رسول اللہؐ! جس سے ولایت علیؑ مراد ہے۔''اور وہ تسلیم کریں جیسا تسلیم کرنے کا حق ہے۔(ایضا)۔''یعنی حضرت کے سامنے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] یا پھر حدیث مجہول ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

53/1632 الکافی،۸/۳۳۷/۵۳۳ السراد عَنْ أَبِي وَلاَّدٍ وَ غَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ) فَقَالَ مَنْ عَبَدَ فِيهِ غَيْرَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَوْ تَوَلَّى فِيهِ غَيْرَ أَوْلِيَاءِ اَللَّهِ فَهُوَ مُلْحِدٌ بِظُلْمٍ وَ عَلَى اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنْ يُذِيقَهُ (مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ).

ابوولاد اور دیگر ہمارے اصحاب نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے قول: ''اور جو اس میں ظلم سے کجروی کرنا چاہے تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔(الحج:٢٥)۔'' کے بارے میں فرمایا: جس نے اس میں خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی یا خدا کے اولیاء کے علاوہ کسی کی ولایت قبول کی تو

[1] تفسیر البرہان:۲/۱۱۹ و ۱۲۲؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۱۰؛ بحار الانوار:۳۱/۶۰۶ و ۳۶/۹۸؛ تفسیر العیاشی:۱/۲۵۵؛ تاویل الآیات:۱۳۹؛ تفسیر الصافی:۳/۱۶۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۶/۴۳۹؛ اللوامع النورانیہ:۱۷۵

[2] مراۃ العقول:۲۶/۴۹۰

[3] البضاعۃ المزجاۃ:۳/۱۷۰

وہ ظلم کے ساتھ ملحد ہے اور خدا تعالیٰ اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائے گا۔ (1)

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے (2) لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

54/1633 الكافى ،۸/۳۷۷/۵۶۸ على عَنْ صَالِحِ بْنِ ٱلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ فَيْضِ بْنِ ٱلْمُخْتَارِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : كَيْفَ تَقْرَأُ (وَ عَلَى ٱلثَّلاَثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُوا) قَالَ لَوْ كَانَ خُلِّفُوا لَكَانُوا فِي حَالِ طَاعَةٍ وَ لَكِنَّهُمْ خَالَفُوا عُثْمَانُ وَ صَاحِبَاهُ أَمَا وَ ٱللَّهِ مَا سَمِعُوا صَوْتَ حَافِرٍ وَلاَ قَعْقَعَةَ حَجَرٍ إِلاَّ قَالُوا أُتِينَا فَسَلَّطَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَوْفَ حَتَّى أَصْبَحُوا.

فیض بن مختار سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم اسے کیسے پڑھتے ہو: ''اور ان تینوں شخصوں پر جو پیچھے رہ گئے تھے۔ (التوبہ:۱۱۸)''؟ پھر فرمایا: اگر وہ فقط پیچھے رہ جاتے تو اطاعت کی حالت میں ہوتے لیکن انہوں نے عثمان اور ان کے دو ساتھیوں کی مخالفت کی۔ خدا کی قسم! انہوں نے کسی کھر یا پتھر کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز نہیں سنی مگر یہ کہنے لگے کہ ہم آ گئے ہیں پس خدا نے ان پر صبح تک خوف طاری رکھا۔ (3)

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے (4) لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن السندی کامل الزیارات کا راوی ہے (5)۔ (واللہ اعلم)

55/1634 الكافى ،۸/۳۷۸/۵۷۲ مُحَمَّدٌ [عَنْ أَحْمَدَ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ وَ ٱلْحُسَيْنِ عَنِ ٱلنَّضْرِ عَنْ يَحْيَى ٱلْحَلَبِيِّ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: فِي هَذِهِ ٱلْآيَةِ (فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَ ضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْ لاَ أُنْزِلَ

---

(1) تفسیر البرہان: ۳/۸۶۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۲۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۸۳ ح ۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۲۹۷

(2) مراۃ العقول: ۲۶/۲۹۳؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/۱۸۰

(3) تفسیر البرہان: ۲/۸۶۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۷۸؛ تفسیر العیاشی: ۲/۱۱۵؛ بحار الانوار: ۲۱/۲۳۷ و ۸۹/۵۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۴۳؛ عقود المرجان: ۲/۳۵۷

(4) مراۃ العقول: ۲۶/۵۶۴؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۳/۳۳۵

(5) کامل الزیارات: ۱۲۹؛ باب ۴۷ ح ۲

عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ) فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَمَّا نَزَلَ قُدَيْدَ قَالَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا عَلِيُّ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُوَالِيَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَفَعَلَ وَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُوَاخِيَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَفَعَلَ وَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يَجْعَلَكَ وَصِيِّي فَفَعَلَ فَقَالَ رَجُلاَنِ مِنْ قُرَيْشٍ وَاَللَّهِ لَصَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فِي شَنٍّ بَالٍ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا سَأَلَ مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَهَلاَّ سَأَلَ رَبَّهُ مَلَكاً يَعْضُدُهُ عَلَى عَدُوِّهِ أَوْ كَنْزاً يَسْتَغْنِي بِهِ عَنْ فَاقَتِهِ وَاَللَّهِ مَا دَعَاهُ إِلَى حَقٍّ وَلاَ بَاطِلٍ إِلاَّ أَجَابَهُ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: (فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ) إِلَى آخِرِ اَلْآيَةِ.

عمار بن سوید سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا، آپؑ اس آیت: ”پھر شاید آپ اس میں سے کچھ چھوڑ بیٹھیں گے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے اور ان کے اس کہنے سے آپ کا دل تنگ ہوگا کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتر آیا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔(ھود:۱۲)۔“ کے بارے میں فرماتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدید (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام) میں پڑاؤ ڈالا تو حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان دوستی قائم کرے تو اس نے ایسا ہی کیا اور میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرے تو اس نے ایسا ہی کیا اور میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ آپ کو میرا جانشین بنائے تو اس نے ایسا ہی کیا۔ پس قریش کے دو آدمیوں نے کہا: اللہ کی قسم! ایک ٹوکری میں کھجور کا ایک صاع ہمارے لیے اس سے زیادہ محبوب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے مانگا ہے۔ تو کیا اس نے اپنے رب سے کوئی فرشتہ طلب کیا جو اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کی مدد کرے یا کوئی ایسا خزانہ مانگا جو ہمیں بھوک سے بے نیاز کردے؟ اللہ کی قسم! وہ اس اللہ سے دعا نہیں کرتا خواہ وہ سچی ہو یا جھوٹ مگر یہ کہ وہ اس کا جواب دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ”پھر شاید آپ اس میں سے کچھ چھوڑ بیٹھیں گے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے اور ان کے اس کہنے سے آپ کا دل تنگ ہو گا۔۔۔۔ آخر آیت تک۔(ایضا)۔“[1]

---

[1] تفسیر البرہان: ۳/۸۵؛ تفسیر العیاشی: ۲/۱۴۱؛ بحار الانوار: ۳۶/۱۰۰ و ۱۴۷؛ تاویل الآیات: ۲۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۱۳۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۳۴۲؛ تفسیر الصافی: ۲/۴۳۳؛ المناقب: ۲/۳۴۲؛ تسلیۃ المجالس: ۳۵۷؛ امالی مفید: ۲۷۹ مجلس ۳۳

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے حسن بھی کہا گیا ہے [1] یا پھر حدیث مجہول ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہوگی جب کہ عمار بن سوید ہی عمارہ بن سوید الجونی ہو کیونکہ وہ ثقہ ہے اور احتمال بھی یہی ہے کہ یہ وہی ہے اور شیخ مفید کی سند بھی حسن ہے کیونکہ اس میں عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ کامل الزیارات کا راوی ہے [3]

(واللہ اعلم)

56/1635 الکافی،۸/۵۰/۱۲ جَمَاعَةٌ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ اَلشَّمْسِ وَ ضُحٰاهٰا) قَالَ اَلشَّمْسُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِهِ أَوْضَحَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِلنَّاسِ دِينَهُمْ قَالَ قُلْتُ (اَلْقَمَرِ إِذٰا تَلاٰهٰا) قَالَ ذَاكَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ تَلاَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ نَفَثَهُ بِالْعِلْمِ نَفْثاً قَالَ قُلْتُ (وَ اَللَّيْلِ إِذٰا يَغْشٰاهٰا) قَالَ ذَاكَ أَئِمَّةُ اَلْجَوْرِ اَلَّذِينَ اِسْتَبَدُّوا بِالْأَمْرِ دُونَ آلِ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ جَلَسُوا مَجْلِساً كَانَ آلُ اَلرَّسُولِ أَوْلَى بِهِ مِنْهُمْ فَغَشُوا دِينَ اَللَّهِ بِالظُّلْمِ وَ اَلْجَوْرِ فَحَكَى اَللَّهُ فِعْلَهُمْ فَقَالَ (وَ اَللَّيْلِ إِذٰا يَغْشٰاهٰا) قَالَ قُلْتُ (وَ اَلنَّهٰارِ إِذٰا جَلاّٰهٰا) قَالَ ذَلِكَ اَلْإِمَامُ مِنْ ذُرِّيَّةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ يُسْأَلُ عَنْ دِينِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَيُجَلِّيهِ لِمَنْ سَأَلَهُ فَحَكَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ قَوْلَهُ فَقَالَ (وَ اَلنَّهٰارِ إِذٰا جَلاّٰهٰا).

محمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام خدا کے قول: "سورج کی اور اس کی دھوپ کی قسم ہے۔ (الشمس:۱)" کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: سورج سے مراد رسول اللہؐ ہیں جن کے ذریعے اللہ نے لوگوں کے لیے ان کے مذہب کو واضح کیا۔

میں نے عرض کیا: "اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ (الشمس:۲)۔ سے کیا مراد ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ امیر المومنینؑ ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ پس آپؑ

---

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۵۶۸

[2] البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۳۳۹

[3] کامل الزیارات: ۱۶۶ باب ۶۸ ح ۵

نے ان کو علم کی فراوانی سے بھر دیا۔

میں نے عرض کیا: "اور رات کی قسم جب وہ اس کو ڈھانپ لے۔ (الشمس: ۴)۔" سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ ظالم اماموں کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے اس معاملے میں آل رسولؐ کی بجائے ظالمانہ حکومت کی اور ایک ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں آل رسول کا ان سے زیادہ حق تھا چنانچہ انہوں نے ظلم اور ناانصافی سے دینِ خدا کو مسخ کیا تو خدا نے ان کا عمل بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اور رات کی قسم جب وہ اس کو ڈھانپ لے۔ (الشمس: ۴)۔"

میں نے عرض کیا: "اور دن کی جب وہ اس کو روشن کردے۔ (الشمس: ۳)۔" سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد سیدہ فاطمہؑ کی ذریت میں سے امام ہے جس سے رسول اللہؐ کے دین کے بارے میں پوچھا جاتا ہے پس وہ اسے ظاہر کرتا ہے جو اس سے سوال کرتا ہے۔ پس اللہ نے اپنے قول میں یہی حکایت کرتے ہوئے فرمایا: "اور دن کی جب وہ اس کو روشن کردے۔ (الشمس: ۳)۔"[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث معتبر ہے کیونکہ محمد کامل الزیارات اور اس کا باب تفسیر القمی کا راوی ہے نیز یہ حدیث تفسیر القمی میں محمد کے واسطے کے بغیر نقل ہوئی ہے (واللہ اعلم)

57/1636 الکافی ۲۱۰/۱۸۴/۸ علی عن أبیه عن ابن أسباط عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : (وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ ٱقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ) وَسَلِّمُوا لِلْإِمَامِ تَسْلِيماً (أَوِ ٱخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ) رِضًا لَهُ (مَا فَعَلُوهُ إِلاَّ قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ) أَنَّ أَهْلَ ٱلْخِلاَفِ (فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْراً لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتاً) وَفِي هَذِهِ ٱلْآيَةِ (ثُمَّ لاَ يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَيْتَ) مِنْ أَمْرِ ٱلْوَالِي وَ (يُسَلِّمُوا) لِلَّهِ ٱلطَّاعَةَ (تَسْلِيماً).

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں اس طرح روایت کی ہے: "اور اگر ہم ان پر حکم کرتے کہ اپنی جانوں کو ہلاک کردو (اور امام کو ایسے تسلیم کرو جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے) یا اپنے

[1] بحار الانوار: ۲۴/۷۰ و ۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۲۹۴؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۷۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۸۵؛ المناقب: ۱/۲۸۳؛ تفسیر الصافی: ۵/۳۳۳؛ تفسیر القمی: ۲/۴۲۴؛ تاویل الآیات: ۷۷۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۷/۶۵۴؛ مسند ابی بصیر: ۱/۳۰۵؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۳۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۸/۶۸؛ اللوامع النورانیہ: ۸۴۷

[2] مرآۃ العقول: ۲۵/۱۰۹؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۱/۳۹۲

گھروں سے نکل جاؤ (اس کی رضا کی خاطر) تو ان میں سے بہت ہی کم آدمی اس پر عمل کرتے، اور اگر (اہل خلاف) وہ کریں جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہوتا اور (دین میں) زیادہ ثابت رکھنے والا ہوتا۔ (النساء:٦٦)۔"

اور اس آیت کے بارے یوں روایت کی ہے: "پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اس پر جو تو نے فیصلہ کیا (والی امر کے متعلق) اور تسلیم کریں (اللہ کے لیے اطاعت میں) جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے۔ (النساء:٦٥)۔"

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے۔ ①

58/1637 الكافی ۸/۳۷۹/۵۷۴ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْعَبَّاسِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ : (وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً) قَالَ مَنْ تَوَلَّى ٱلْأَوْصِيَاءَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ٱتَّبَعَ آثَارَهُمْ فَذَاكَ يَزِيدُهُ وَلاَيَةَ مَنْ مَضَى مِنَ ٱلنَّبِيِّينَ وَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱلْأَوَّلِينَ حَتَّى تَصِلَ وَلاَيَتُهُمْ إِلَى آدَمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ هُوَ قَوْلُ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا) يُدْخِلُهُ ٱلْجَنَّةَ وَ هُوَ قَوْلُ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ) يَقُولُ أَجْرُ ٱلْمَوَدَّةِ ٱلَّذِي لَمْ أَسْأَلْكُمْ غَيْرَهُ فَهُوَ لَكُمْ تَهْتَدُونَ بِهِ وَ تَنْجُونَ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ وَ قَالَ لِأَعْدَاءِ ٱللَّهِ أَوْلِيَاءِ ٱلشَّيْطَانِ أَهْلِ ٱلتَّكْذِيبِ وَ ٱلْإِنْكَارِ (قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَ مَا أَنَا مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ) يَقُولُ مُتَكَلِّفاً أَنْ أَسْأَلَكُمْ مَا لَسْتُمْ بِأَهْلِهِ فَقَالَ ٱلْمُنَافِقُونَ عِنْدَ ذَلِكَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَ مَا يَكْفِي مُحَمَّداً أَنْ يَكُونَ قَهَرَنَا عِشْرِينَ سَنَةً حَتَّى يُرِيدُ أَنْ يُحَمِّلَ أَهْلَ بَيْتِهِ عَلَى رِقَابِنَا فَقَالُوا مَا أَنْزَلَ ٱللَّهُ هَذَا وَ مَا هُوَ إِلاَّ شَيْءٌ يَتَقَوَّلُهُ يُرِيدُ أَنْ يَرْفَعَ أَهْلَ بَيْتِهِ عَلَى رِقَابِنَا وَ لَئِنْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ أَوْ مَاتَ لَنَنْزِعَنَّهَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ ثُمَّ لاَ نُعِيدُهَا فِيهِمْ أَبَداً وَ أَرَادَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُعْلِمَ نَبِيَّهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ٱلَّذِي أَخْفَوْا فِي صُدُورِهِمْ وَ أَسَرُّوا بِهِ فَقَالَ فِي كِتَابِهِ عَزَّ وَ جَلَّ : (أَمْ يَقُولُونَ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِباً فَإِنْ يَشَإِ ٱللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ) يَقُولُ

① تفسیر البرہان:۲/۱۲۳؛ تفسیر العیاشی:۱/۲۵۶؛ بحار الانوار:۲۳/۳۰۲ و۳۰۳؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۱۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۶۰

لَوْ شِئْتُ حَبَسْتُ عَنْكَ اَلْوَحْيَ فَلَمْ تَكَلَّمْ بِفَضْلِ أَهْلِ بَيْتِكَ وَلاَ بِمَوَدَّتِهِمْ وَ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَ يَمْحُ اَللّٰهُ اَلْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ اَلْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ) يَقُولُ اَلْحَقُّ لِأَهْلِ بَيْتِكَ اَلْوَلاَيَةُ (إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذٰاتِ اَلصُّدُورِ) وَ يَقُولُ بِمَا أَلْقَوْهُ فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اَلْعَدَاوَةِ لِأَهْلِ بَيْتِكَ وَ اَلظُّلْمِ بَعْدَكَ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَ أَسَرُّوا اَلنَّجْوَى اَلَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هٰذٰا إِلاّٰ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ اَلسِّحْرَ وَ أَنْتُمْ تُبْصِرُونَ) وَفِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَ اَلنَّجْمِ إِذٰا هَوىٰ) قَالَ أُقْسِمُ بِقَبْضِ مُحَمَّدٍ إِذَا قُبِضَ: (مٰا ضَلَّ صٰاحِبُكُمْ) بِتَفْضِيلِهِ أَهْلَ بَيْتِهِ: (وَمٰا غَوىٰ وَ مٰا يَنْطِقُ عَنِ اَلْهَوىٰ) يَقُولُ مَا يَتَكَلَّمُ بِفَضْلِ أَهْلِ بَيْتِهِ بِهَوَاهُ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنْ هُوَ إِلاّٰ وَحْيٌ يُوحىٰ) وَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: (قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مٰا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ اَلْأَمْرُ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ) قَالَ لَوْ أَنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُعْلِمَكُمُ اَلَّذِي أَخْفَيْتُمْ فِي صُدُورِكُمْ مِنِ اِسْتِعْجَالِكُمْ بِمَوْتِي لِتَظْلِمُوا أَهْلَ بَيْتِي مِنْ بَعْدِي فَكَانَ مَثَلُكُمْ كَمَا قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (كَمَثَلِ اَلَّذِي اِسْتَوْقَدَ نٰاراً فَلَمّٰا أَضٰاءَتْ مٰا حَوْلَهُ) يَقُولُ أَضَاءَتِ اَلْأَرْضُ بِنُورِ مُحَمَّدٍ كَمَا تُضِيءُ اَلشَّمْسُ فَضَرَبَ اَللَّهُ مَثَلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلشَّمْسَ وَ مَثَلَ اَلْوَصِيِّ اَلْقَمَرَ وَ هُوَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ (جَعَلَ اَلشَّمْسَ ضِيٰاءً وَ اَلْقَمَرَ نُوراً) وَ قَوْلُهُ (وَ آيَةٌ لَهُمُ اَللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ اَلنَّهٰارَ فَإِذٰا هُمْ مُظْلِمُونَ) وَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ (ذَهَبَ اَللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰاتٍ لاٰ يُبْصِرُونَ) يَعْنِي قُبِضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ظَهَرَتِ اَلظُّلْمَةُ فَلَمْ يُبْصِرُوا فَضْلَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ هُوَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ إِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى اَلْهُدىٰ لاٰ يَسْمَعُوا وَ تَرٰاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَ هُمْ لاٰ يُبْصِرُونَ) ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَضَعَ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي كَانَ عِنْدَهُ عِنْدَ اَلْوَصِيِّ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اَللّٰهُ نُورُ اَلسَّمٰاوٰاتِ وَ اَلْأَرْضِ) يَقُولُ أَنَا هَادِي اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ مَثَلُ اَلْعِلْمِ اَلَّذِي أَعْطَيْتُهُ وَ هُوَ نُورِيَ اَلَّذِي يُهْتَدَى بِهِ مَثَلُ اَلْمِشْكَاةِ فِيهَا اَلْمِصْبَاحُ فَالْمِشْكَاةُ قَلْبُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْمِصْبَاحُ اَلنُّورُ اَلَّذِي فِيهِ اَلْعِلْمُ وَ قَوْلُهُ (اَلْمِصْبٰاحُ فِي زُجٰاجَةٍ) يَقُولُ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْبِضَكَ فَاجْعَلِ اَلَّذِي عِنْدَكَ عِنْدَ اَلْوَصِيِّ كَمَا يُجْعَلُ اَلْمِصْبَاحُ فِي اَلزُّجَاجَةِ: (كَأَنَّهٰا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) فَأَعْلَمَهُمْ فَضْلَ اَلْوَصِيِّ:

(يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ) فَأَصْلُ اَلشَّجَرَةِ اَلْمُبَارَكَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (رَحْمَتُ اَللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ) وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ اَللَّهَ اِصْطَفىٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَ آلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى اَلْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَ اَللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) (لاَ شَرْقِيَّةٍ وَ لاَ غَرْبِيَّةٍ) يَقُولُ لَسْتُمْ بِيَهُودَ فَتُصَلُّوا قِبَلَ اَلْمَغْرِبِ وَ لاَ نَصَارَى فَتُصَلُّوا قِبَلَ اَلْمَشْرِقِ وَ أَنْتُمْ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَ لاَ نَصْرَانِيًّا وَ لٰكِنْ كَانَ حَنِيفاً مُسْلِماً وَ مَا كَانَ مِنَ اَلْمُشْرِكِينَ) وَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلىٰ نُورٍ يَهْدِي اَللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ) يَقُولُ مَثَلُ أَوْلاَدِكُمُ اَلَّذِينَ يُولَدُونَ مِنْكُمْ كَمَثَلِ اَلزَّيْتِ اَلَّذِي يُعْصَرُ مِنَ اَلزَّيْتُونِ: (يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلىٰ نُورٍ يَهْدِي اَللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ) يَقُولُ يَكَادُونَ أَنْ يَتَكَلَّمُوا بِالنُّبُوَّةِ وَ لَوْ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِمْ مَلَكٌ.

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام خدا کے قول: ''اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لیے نیکی زیادہ کر دیں گے۔ (الشوریٰ: ۲۳)۔'' کے بارے میں فرمایا: جو کوئی آل محمدؐ میں سے ولی بنائے اور ان کے نقش قدم (ان کی احادیث) پر چلے تو اس کی ولایت گزشتہ انبیاء اور اولین مومنین کی ولایت سے بڑھ جائے گی یہاں تک کہ وہ آدمؑ تک ان کی ولایت سے متصل ہو جائے اور اللہ کے اس قول: ''جو نیکی لے کر آیا اسے اس سے بہتر ملے گا۔ (القصص: ۸۴)۔'' سے بھی یہی مراد ہے۔ اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور اس بارے اللہ کا یہ قول ہے: ''کہہ دو کہ جو میں نے تم سے اجر مانگا ہے وہ تمہارے ہی لیے ہے۔ (سباء: ۴۷)۔'' وہ فرماتا ہے: مودت کا اجر میں نے تجھ سے اور کچھ نہیں مانگا پس تیرے ہی لیے ہے کہ جس سے تو ہدایت پا جائے اور قیامت کے عذاب سے بچ جائے اور خدا کے دشمنوں کے لیے فرمایا کہ وہ شیطان کے دوست ہیں جو اہل تکذیب و انکار ہیں۔ ''کہہ دو میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں ہوں۔ (ص: ۸۶)۔'' وہ فرماتا ہے: میں تم سے یہ پوچھنے کا سوچتا ہوں کہ تم کس چیز کے لائق نہیں ہو۔

پھر منافقین آپس میں کہنے لگے: کیا محمدؐ کے لیے یہ کافی نہیں کہ بیس سال تک ہم پر ظلم کرتے رہے کہ وہ اپنے

گھر والوں کی گردنوں پر بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں؟ پس انہوں نے کہا: خدا نے یہ نازل نہیں کیا اور یہ کچھ بھی نہیں مگر یہ کہ وہ کچھ کہتا ہے، یہ اپنے گھر والوں کو ہماری گردنوں سے اوپر اٹھانا چاہتا ہے اور اگر محمدؐ مارا جائے یا مرجائے تو ہم اسے ان کے گھر والوں سے نکال دیں گے اور پھر ان کو واپس نہیں کریں گے اور خدا اپنے نبیؐ کے لیے وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا جسے انہوں نے اپنے سینوں میں چھپا رکھا تھا اور جس سے وہ خوش تھے پس اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ''کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے پس اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر کر دے۔(الشوریٰ:۲۴)۔'' وہ فرماتا ہے: اگر میں چاہوں تو آپؐ سے وحی کو روک سکتا ہوں پس آپؐ کے اہل بیتؑ کی فضیلت یا ان کے پیار کی بات نہ کریں اور اللہ تعالی نے یوں فرمایا: ''اور اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور سچ کو اپنی کلام سے ثابت کر دیتا ہے۔(ایضا)۔'' وہ فرماتا ہے: آپؐ کے اہل بیتؑ کے لیے ولایت حق ہے۔'' بے شک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔(ایضا)۔'' وہ فرماتا ہے: جو انہوں نے تیرے اہل بیتؑ کے لیے اپنے سینوں میں ڈال لیا ہے وہ عداوت اور آپؐ کے بعد کا ظلم ہے۔ اور اسی سلسلے میں اللہ کا یہ قول ہے: ''اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے، پھر کیا تم دیدہ دانستہ جادو کی باتیں سنتے جاتے ہو۔(الانبیاء:۳)۔''

اور اس کے قول کے متعلق روایت ہے: ''ستارے کی قسم ہے جب وہ ڈوبنے لگے۔(النجم:۱)۔''

آپؐ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ میں میں حضرت محمدؐ کی قسم کھاتا ہوں جبکہ وہ گزر جائیں۔ ''تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے (اپنے اہل بیتؑ کی فضیلت کے معاملے میں) اور نہ بہکا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔(النجم:۲۔۳)۔'' وہ فرماتا ہے: وہ اپنے اہل بیتؑ کی فضیلت کو اپنی خواہش میں نہیں بتاتا۔ اور اسی سلسلے میں اللہ کا یہ قول ہے: ''یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔(النجم:۴)۔''

اور اللہ نے حضرت محمدؐ سے فرمایا: ''کہہ دو اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو اس معاملہ میں فیصلہ ہو گیا ہوتا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔(الانعام:۵۸)۔'' آپؐ نے فرمایا: کاش مجھے یہ حکم دیا جاتا کہ جو کچھ تم نے اپنے سینوں میں چھپا رکھا ہے اس کی خبر دوں کہ تم نے میری موت جلدی چاہتے ہو کہ تم میرے بعد میرے اہل بیتؑ پر ظلم کرو گے پس یہ تمہارے لیے مثل ہوگا۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب آگ نے اس کے آس پاس کو روشن کر دیا۔(البقرۃ:۱۷)۔''

امامؑ فرماتے ہیں: زمین حضرت محمدؐ کے نور سے اس طرح منور ہوئی جیسے سورج روشن ہوتا ہے تو خدا نے سورج

کو حضرت محمدؐ کی مثال اور چاند کو وصی کی مثال قرار دیا۔ اور اللہ کا یہ قول اسی سلسلے میں ہے: ''سورج کو روشن بنایا اور چاند کو منور کیا۔ (یونس: ۵)۔''

اور اس کے قول: ''اور ان کے لیے رات بھی ایک نشانی ہے، کہ ہم اس کے اوپر سے دن کو اتار دیتے ہیں پھر ناگہاں وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ (یسین: ۳۷)۔'' سے مراد حضورؐ کا گزر جانا ہے اور ظلمت کا ظاہر ہونا ہے کہ وہ اہل بیت رسولؐ کی فضیلت کو نہیں دیکھتے۔ اور اسی سلسلے میں اس کا یہ قول ہے: ''اللہ نے ان کی روشنی بجھا دی اور انہیں اندھیروں میں چھوڑا کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ (البقرۃ: ۱۷)۔'' پھر رسول اللہؐ نے اپنے پاس موجود علم کو وصی کے حوالے کر دیا۔

اور اللہ کا قول ہے: ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (النور: ۳۵)۔''

امامؑ فرماتے ہیں: میں آسمانوں اور زمین کا ہادی ہوں اس علم کی مثل جو مجھے دیا گیا ہے اور وہ میرا نور ہے جس سے ہدایت ملتی ہے جیسے کہ چراغ دان ہے جس میں چراغ ہے کیونکہ چراغ دان محمدؐ کا دل ہے اور چراغ وہ نور ہے جس میں علم ہے۔

اور اس کا قول ہے: ''چراغ شیشے کی قندیل میں ہے۔ (النور: ۳۵)۔'' وہ فرماتا ہے: میں تیری روح قبض کرنا چاہتا ہوں پس جو کچھ تیرے پاس ہے اسے وصی کے پاس رکھ دو جس طرح شیشے کی قندیل میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ ''گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارا ہے۔ (ایضا)۔'' پس اس نے انہیں وصی کی فضیلت سے آگاہ کیا۔ ''مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے۔ (ایضا)۔'' پس شجرہ مبارکہ کی اصل حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ اور اس سلسلے میں اللہ کا یہ قول ہے: ''اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، بے شک وہ تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ (هود: ۷۳)۔'' مزید اس کا یہ قول ہے: ''بے شک اللہ نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کی اولاد کو اور عمرانؑ کی اولاد کو سارے جہان سے چن لیا ہے۔ جو ایک دوسرے کی اولاد تھے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (آل عمران: ۳۳۔۳۴)۔'' ''نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف۔ (النور: ۳۵)۔'' وہ فرماتا ہے: تم یہودی نہیں ہو پس تم غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھتے ہو اور نہ تم عیسائی پس تم مشرق سے پہلے نماز پڑھتے ہو بلکہ تم ابراہیمؑ کے مذہب سے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی لیکن سیدھے راستے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (آل عمران: ٦٧)۔'' نیز اس کا قول ہے: ''اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے۔ (النور: ۳۵)۔'' وہ فرماتا

ہے: تجھ سے پیدا ہونے والی اولاد کی مثال زیتون سے نکلے ہوئے تیل کی سی ہے۔ ''اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے۔(النور:۳۵)۔'' وہ فرماتا ہے: وہ تقریباً نبوت ہی بولیں گے خواہ ان پر کوئی فرشتہ نہ بھیجا گیا ہو۔ [1]

بیان:

الاقتراف الاکتساب أقسم بقبض محمد أی بموته یعنی أن النجم کنایة عن النبی ص

۞ ''الاقتراف'' اس سے مراد کسب کرنا ہے۔ ''اقسم بقبض محمد'' اس نے قسم اٹھائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی یعنی بیشک ستارہ کنایہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

59/1638 الکافی،۸/۲۸۸/۴۳۴ علی بن محمد عن علی بن العباس عَنْ الحسن بن عبد الرحمن [عَلِيِّ بْنِ اَلْحَسَنِ] عن بزرج [عَنْ مَنْصُورٍ] عَنْ حَرِيزٍ عَنِ اَلْفُضَيْلِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْمَسْجِدَ اَلْحَرَامَ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَيَّ فَنَظَرَ إِلَى اَلنَّاسِ وَ نَحْنُ عَلَى بَابِ بَنِي شَيْبَةَ فَقَالَ يَا فُضَيْلُ هَكَذَا كَانَ يَطُوفُونَ فِي اَلْجَاهِلِيَّةِ لاَ يَعْرِفُونَ حَقّاً وَ لاَ يَدِينُونَ دِيناً يَا فُضَيْلُ اُنْظُرْ إِلَيْهِمْ مُكِبِّينَ عَلَى وُجُوهِهِمْ لَعَنَهُمُ اَللَّهُ مِنْ خَلْقٍ مَسْخُورٍ بِهِمْ مُكِبِّينَ عَلَى وُجُوهِهِمْ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (أَ فَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلى وَجْهِهِ أَهْدىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلىٰ صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ) يَعْنِي وَ اَللَّهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَوْصِيَاءَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (فَلَمّٰا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ اَلَّذِينَ كَفَرُوا وَ قِيلَ هٰذَا اَلَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ) أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا فُضَيْلُ لَمْ يَتَسَمَّ بِهَذَا اَلاِسْمِ غَيْرُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ مُفْتَرٍ كَذَّابٌ إِلَى يَوْمِ اَلْبَأْسِ هَذَا أَمَا وَ اَللَّهِ يَا فُضَيْلُ مَا لِلَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ حَاجٌّ

[1] بحار الانوار: ۲۴/ ۳۶۷ و ۴/ ۱۹ و ۲۳ / ۳۲۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۳۰۶؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۴۳۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۶۰۴؛ تفسیر جابر الجعفی: ۶۷۴؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۹/ ۵۴۶

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۵۷۶؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۳۶۳

غَيْرَكُمْ وَلاَ يَغْفِرُ اَلذُّنُوبَ إِلاَّ لَكُمْ وَلاَ يَتَقَبَّلُ إِلاَّ مِنْكُمْ وَإِنَّكُمْ لَأَهْلُ هَذِهِ اَلْآيَةِ (إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبائِرَ ما تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلاً كَرِيماً) يَا فُضَيْلُ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تُقِيمُوا اَلصَّلاَةَ وَتُؤْتُوا اَلزَّكَاةَ وَتَكُفُّوا أَلْسِنَتَكُمْ وَتَدْخُلُوا اَلْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ (أَلَمْ تَرَ إِلَى اَلَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا اَلصَّلاَةَ وَآتُوا اَلزَّكَاةَ) أَنْتُمْ وَاَللَّهِ أَهْلُ هَذِهِ اَلْآيَةِ.

فضیل سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور جب ہم قبیلہ شیبہ کے دروازے پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اردگرد لوگوں کو دیکھنے کے بعد فرمایا: اے فضیل! یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اسی طرح طواف کیا کرتے تھے کہ حق کو نہیں سمجھتے تھے اور دین کو مانتے تھے۔ اے فضیل! ان کو دیکھو کہ وہ منہ کے بل (یعنی الٹے) چل رہے ہیں۔ اللہ لعنت کرے ان مضحکہ خیز مخلوق پر جو منہ کے بل (یعنی الٹے) چلتے ہیں۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”پس کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ راہِ راست پر ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر سیدھا چلا جاتا ہے۔ (الملک:۲۲)۔“ یعنی خدا کی قسم! حضرت علیؑ اور اوصیاءؑ مراد ہیں (یعنی وہ صراط مستقیم ہیں)۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”پھر جب وہ اسے قریب سے دیکھیں گے تو ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی جو کافر ہیں اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم دنیا میں مانگا کرتے تھے۔ (الملک:۲۷)۔“ اس سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ اے فضیل! یہ نام حضرت علیؑ کے علاوہ کسی نے اپنے لیے نہیں رکھا مگر لوگوں کے اس دن تک کے مفتر کذاب نے۔ اے فضیل! خدا کی قسم! اللہ کو تم لوگوں کے غیر سے کوئی غرض نہیں، وہ تم لوگوں کے علاوہ کسی کے گناہ معاف نہیں کرتا ہے اور نہ وہ تم لوگوں کے علاوہ کسی سے قبول کرتا ہے اور تم لوگ اس آیت آیت کے اہل ہو: ”اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔ (النساء:۳۱)۔“ اے فضیل! کیا تم نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، زبان کو روکے رکھنے اور جنت میں داخل ہونے پر راضی نہیں ہو؟ پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی: ”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ (النساء:۷۷)۔“ اور خدا کی قسم! تم لوگ ہی اس آیت کے اہل ہو۔ [1]

[1] بحار الانوار:۲۴/۳۱۴؛ تاویل الآیات:۱/۱۴۱؛ تفسیر البرہان:۵/۲۹۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۳/۳۶۱؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۷۲و۵۱۸و۵/۳۸۳؛ غایۃ المرام:۱/۹۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ:۳/۷۳؛ اللوامع النورانیہ:۵۸۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [1]

۱۲۷ ۔ باب النوادر

باب: النوادر

1/1639 الکافی،۸/۱۰۷/۸۲ علی عن العبیدی عن یُونُسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَجَرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي بِلاَدِهِ خَمْسُ حُرَمٍ حُرْمَةُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ حُرْمَةُ آلِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ حُرْمَةُ كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ حُرْمَةُ كَعْبَةِ اَللَّهِ وَ حُرْمَةُ اَلْمُؤْمِنِ.

علی بن شجرۃ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ عزوجل کی زمین میں پانچ حرمتیں ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت، آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت، اللہ کی کتاب کی حرمت، اللہ کے کعبہ کی حرمت اور مومن کی حرمت۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [3]

2/1640 الکافی،۸/۲۶۱/۳۷۴ محمد عن ابن عیسی عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : كُنْتُ أُبَايِعُ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى اَلْعُسْرِ وَ اَلْيُسْرِ وَ اَلْبَسْطِ وَ اَلْكُرْهِ إِلَى أَنْ كَثُرَ اَلْإِسْلاَمُ وَ كَثُفَ قَالَ وَ أَخَذَ عَلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ يَمْنَعُوا مُحَمَّداً وَ ذُرِّيَّتَهُ مِمَّا يَمْنَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَهُمْ وَ ذَرَارِيَّهُمْ فَأَخَذْتُهَا

[1] مرآۃ العقول: ۲۶/ ۳۱۳

[2] بحارالانوار: ۲۴/ ۱۸۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۲/ ۲۷۱

[3] مرآۃ العقول: ۲۵/ ۲۶۰

عَلَيْهِمْ نَجَا مَنْ نَجَا وَ هَلَكَ مَنْ هَلَكَ.

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے سختی، آسانی، آزادی اور مصیبت میں رسول اللہؐ کی بیعت کی یہاں تک کہ اسلام بڑھتا رہا اور مضبوط ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت علیؑ نے ان سے عہد لیا کہ حضرت محمدؐ اور آپؐ کی ذریت کی حفاظت کریں گے جیسے وہ خود کی اور اپنی اولاد کی حفاظت کریں گے۔ پس میں نے بھی ان سے یہی عہد لے لیا۔ سو جس نے نجات پانے والا نجات پا گیا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ الحسن بن معصب ثقہ ہے اس لیے کہ اس سے محمد بن زیاد روایت کرتا ہے (واللہ اعلم)

3/1641 الكافى ۱/۳۱۷/۸ ،۵۰۱ العدة عن البرقى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ظَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قَالَ [لِي] أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا أَبَا الْجَارُودِ مَا يَقُولُونَ لَكُمْ فِي الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ قُلْتُ يُنْكِرُونَ عَلَيْنَا أَنَّهُمَا ابْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فَأَيَّ شَيْءٍ احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ قُلْتُ احْتَجَجْنَا عَلَيْهِمْ بِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: (وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ وَ أَيُّوبَ وَ يُوسُفَ وَ مُوسَى وَ هَارُونَ وَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيَى وَ عِيسَى) فَجَعَلَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ فَأَيَّ شَيْءٍ قَالُوا لَكُمْ قُلْتُ قَالُوا قَدْ يَكُونُ وَلَدُ الاِبْنَةِ مِنَ الْوَلَدِ وَ لاَ يَكُونُ مِنَ الصُّلْبِ قَالَ فَأَيَّ شَيْءٍ احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ قُلْتُ احْتَجَجْنَا عَلَيْهِمْ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ أَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَ أَنْفُسَنَا وَ أَنْفُسَكُمْ) قَالَ فَأَيَّ شَيْءٍ قَالُوا قُلْتُ قَالُوا قَدْ يَكُونُ فِي كَلاَمِ الْعَرَبِ أَبْنَاءُ رَجُلٍ وَ آخَرُ يَقُولُ أَبْنَاؤُنَا قَالَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا أَبَا الْجَارُودِ لَأُعْطِيَنَّكَهَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ جَلَّ وَ تَعَالَى

[1] مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۲؛ حدود الشریعہ محسنی: ۲/۱۱۶

[2] مرآة العقول: ۲۶/۲۵۰

أَنَّهُمَا مِنْ صُلْبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ يَرُدُّهَا إِلاَّ اَلْكَافِرُ قُلْتُ وَ أَيْنَ ذَلِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ مِنْ حَيْثُ قَالَ اَللَّهُ تَعَالَى: (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَ بَنَاتُكُمْ وَ أَخَوَاتُكُمْ) اَلْآيَةَ إِلَى أَنِ اِنْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ حَلاَئِلُ أَبْنَائِكُمُ اَلَّذِينَ مِنْ أَصْلاَبِكُمْ) فَسَلْهُمْ يَا أَبَا اَلْجَارُودِ هَلْ كَانَ يَحِلُّ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نِكَاحُ حَلِيلَتَيْهِمَا فَإِنْ قَالُوا نَعَمْ كَذَبُوا وَ فَجَرُوا وَ إِنْ قَالُوا لاَ فَهُمَا اِبْنَاهُ لِصُلْبِهِ.

ابوالجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے ابوالجارود! لوگ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: لوگ ان ان کو رسول خداؐ کے بیٹے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تم ان کے ساتھ کون سی دلیل سے استدلال کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہم ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ استدلال کرتے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے فرمایا ہے: اوران کی ذُریت میں داوؑدؑ وسلیمانؑ و یوسفؑ وموسیؑ و ہارونؑ ہیں اور ایسے ہی ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں اور ذکریاؑ و یحییٰؑ اور عیسیٰؑ بھی ہیں۔ (الانعام: ۸۴-۸۵)۔'' پس اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو حضرت نوحؑ کی ذُریت سے قرار دیا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: لوگ اس آیت کا کیا جواب دیتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں: بعض اوقات بیٹی کے بیٹے کو بیٹا کہا جاتا ہے لیکن وہ صلبی نہیں ہوتا۔

امامؑ نے فرمایا: پھر تم ان کے سامنے کیا استدلال کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہم ان کے سامنے اس آیت کے ذریعے استدلال کرتے ہیں: ''ہم اپنے بیٹے بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹے بلاو اور ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاو اور ہم اپنے نفوس بلاتے ہیں تم اپنے نفوس کو بلاو۔ (آل عمران: ٦١)۔''

امامؑ نے فرمایا: لوگ اس آیت کے جواب میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ عرب میں بعض اوقات کسی دوسرے کے بچوں کو اپنا بیٹا کہہ دیا جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابوالجارود! اب میں تمہیں کتاب خدا سے وہ استدلال دیتا ہوں کہ جو بیان کرے گا کہ حسنؑ و حسینؑ حضرت رسول خداؐ کے صلبی فرزند ہیں اور اس استدلال کو سوائے کافر کے اور کوئی رد نہیں کرے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! وہ استدلال کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ اس آیت سے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں“ ۔۔۔۔ آخر آیت تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور تمھارے صلبی بیٹوں کی ازواج بھی تم پر حرام ہیں۔ (النساء: ۲۳)۔“ پس اے ابوالجارود! تم ان لوگوں سے سوال کرو کہ کیا رسول خدا کے لیے جائز ہے کہ امام حسنؑ وحسینؑ کی ازواج سے شادی کریں؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ ہاں جائز ہیں تو انہوں نے جھوٹ بولا اور فاجر ٹھہرے اور اگر کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے تو ثابت ہو گیا کہ وہ دونوں آپؐ کے صلبی بیٹے ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابی الجارود ثقہ ہے لیکن زیدی ہے [3] (واللہ اعلم)

4/1642 الکافی،۱۶۷/۱۶۲/۸ سَهْلٌ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ سَعْدَانَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: كُنْتُ قَاعِداً مَعَ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلنَّاسُ فِي اَلطَّوَافِ فِي جَوْفِ اَللَّيْلِ فَقَالَ يَا سَمَاعَةُ إِلَيْنَا إِيَابُ هَذَا اَلْخَلْقِ وَ عَلَيْنَا حِسَابُهُمْ فَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ ذَنْبٍ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتَمْنَا عَلَى اَللَّهِ فِي تَرْكِهِ لَنَا فَأَجَابَنَا إِلَى ذَلِكَ وَ مَا كَانَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَلنَّاسِ اِسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْهُمْ وَ أَجَابُوا إِلَى ذَلِكَ وَ عَوَّضَهُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

سماعہ سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور لوگ آدھی رات کو طواف میں تھے تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! اس مخلوق کو آخر کار ہماری طرف لوٹنا ہے اور ہم پر ہی ان کا حساب ہے۔ پس جو کچھ ان کے گناہوں میں سے ان کے اور اللہ کے درمیان ہوگا تو ہم اللہ کو پابند کریں گے (یعنی حتمی درخواست کریں گے) کہ وہ اس گناہ کو ہمارے لیے چھوڑ دے پس وہ اس کو ہمارے لیے قبول کر لے گا اور جو کچھ ان کے اور لوگوں کے درمیان ہے تو وہ ہم ان (لوگوں) سے بخشش کروائیں گے تو وہ یہ بات

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/۵۲ و ۳۴۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۴۶۲؛ بحارالانوار: ۴۳/۲۳۲ و ۲۳۳ و ۹۳/۲۳۹؛ تفسیر القمی: ۱/۲۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۸۴؛ الاحتجاج: ۲/۲۴؛ تفسیر الصافی: ۱/۴۳۶؛ موسوعۃ الامام الحسینؑ: ۱/۳۱۰؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۱/۸۲۵

[2] مرآۃ العقول: ۲۶/۴۳۱؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/۱۰۳

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۳۵

قبول کریں گے اور اللہ ان کو اس کا بدلہ دے گا۔ ①

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے ② لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے مگر عامی مشہور ہے اور محمد بن سنان بھی ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف تحقیق کے خلاف ہے جیسا کہ کئی مقامات پر گزر چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

قولِ مترجم:

الحمد للہ ربّ العالمین! کتاب الوافی جلد سوم پر ترجمہ اور تحقیق کا کام بخیر و عافیت اختتام کو پہنچا۔ پروردگار عالمین کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری ہمتیں ابھی باقی ہیں لہٰذا اب ان شاء اللہ جلد چہارم کی تکمیل کا مرحلہ شروع کروں گا اور جو کچھ ممکن ہو چکا یا جو ممکن ہوگا سب محمد و آل محمد علیہم السلام کی تائید و نصرت اور مرضی و منشاء کا مرہون منت ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وذریته المعصومین علیہم السلام۔

---

① تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۲۵۸؛ تفسیر البرہان: ۵/۲۳۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۶۸؛ بحار الانوار: ۸/۵۷؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۴۷؛ بحار الانوار: ۲۴/۲۶۷؛ تفسیر الصافی: ۵/۳۲۳؛ تاویل الآیات: ۷۴۳؛ مسند سہل بن زیاد: ۴/۳۸۴؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۳۷؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/۲۴۳؛ اللوامع النورانیہ: ۸۳۴

② مرآۃ العقول: ۲۶/۲۶؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۴۸۸

مترجم کی دیگر اہم کُتب

① اُردو ترجمہ کتاب الوافی ملا فیض کاشانی
② توضیح مسائل المومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ (دو جلدیں) مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث امامیہ لاہور پاکستان
③ القائمؑ فی القرآن اردو ترجمہ المحجہ ہاشم بحرانی مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث امامیہ لاہور پاکستان
④ اُردو ترجمہ کفایۃ الاثر خزاز قمی مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث امامیہ لاہور پاکستان
⑤ عقیدہ امامت اور کتب اہل سنت القائم پبلی کیشنز لاہور پاکستان
⑥ احکام دین بزبان چہاردہ معصومینؑ مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور
⑦ مقتل سید الصابرینؑ بزبان چہاردہ معصومینؑ مطبوعہ ایضا
⑧ اردو ترجمہ کتاب الغیبۃ شیخ طوسی مطبوعہ ایضا
⑨ تیسری گواہی سے انکار کیوں؟ مطبوعہ القائمؑ پبلیکیشنز لاہور
⑩ ولایت امور تکوین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑪ فضائل علماء و محدثین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑫ سیرت سید المرسلینؐ بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑬ فضائل سید المرسلینؐ بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑭ سیرت سیدۃ النساء العالمینؑ بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑮ صلاۃ المومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑯ عزاداری عاشقین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑰ احکام خواتین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑱ عقائدِ مومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑲ اصلاحِ غلاۃ و مقصرین بزبان چہاردہ معصومینؑ
⑳ تلخیص اصول کافی مع مقدمہ تاریخ احادیث الامامیہ

۴۱ التشہد فی الدین بزبان چہاردہ معصومینؑ

۴۲ رجعت فی الدین بزبان چہاردہ معصومینؑ

۴۳ یہ اختلاف عجب ہے

۴۴ اُردو ترجمہ The journey to the fact

۴۵ شیعہ سوال کرتے ہیں

۴۶ اُردو ترجمہ المحاسن للبرقی (زیر تکمیل)

۴۷ بحارالانوار (مترجم) بمطابق ترتیب ۱۱۰ جلدی نسخہ مع عربی متن وتخریج

مترجم کی تصحیح شدہ و نظر ثانی کردہ کتب

۱ بشارۃ المصطفیٰؐ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)

۲ دلائل الامامۃ مطبوعہ ایضا

۳ غیبۃ نعمانی مطبوعہ ایضا

۴ ثورۃ المختار مطبوعہ سبیل سکینہؑ پاکستان

۵ احکام الشباب آیت اللہ صادق شیرازی مطبوعہ مکتبہ شریکۃ الحسینؑ بھرپور چکوال پاکستان

۶ تفسیر ابوحمزہ الثمالی مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور

۷ قتیل العبرۃ (غیر مطبوع)

۸ تفسیر امام حسن العسکریؑ (غیر مطبوع)

۹ تاویل الآیات (غیر مطبوع)

۱۰ المختصر سلیمان بن محمد الحلی مطبوعہ سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا پاکستان

۱۱ اسرار فاطمیہ سلام اللہ علیہا (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)